

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 11

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً ۱۰ جلدیں
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

مَنْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ يَجْعَلْهُ أَفْقَهُ مِنَ الْبُزْجِ

الْعَطَا يَا النَّبِيَّ

الْفَتْاوى الضَّوئِيَّة

مع تخریج و ترجمہ بی عبارات

www.alalibrary.org

جلد یازدہم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۵۱۲۶۲ — ۸۱۳۳۰

۶۱۸۵۶ — ۶۱۹۲۱

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ ضویہ

اندرون لاہوری دروازہ لاہور پاکستان (۵۳۰۰۰)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۱۳

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضان کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخ پور
اہتمام	مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت " " " " " "
ترجمہ عربی عبارات	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
پیش لفظ	" " " " " "
ترتیب فہرست	" " " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی
کتابت	محمد شریف گل، کوئٹہ کلاں (گوجرانوالہ)
پیشنگ	
صفحات	۲۴۶
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / مئی ۱۹۹۷ء
مطبوع	
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	



ملنے کے پتے

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

○ مکتبۃ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

○ ضیاء الہند آن لائن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ مشیر برادرز، ۳۰ بی، اردو بازار، لاہور

رموز

- محقق : علامه کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدير
 ح : علامه محمد ابراہیم بن محمد الجلبی صاحب غنیۃ المستملی
 شش : علامه محمد امین ابن عابدین الشامی صاحب رد المحتار
 ط : علامه سید احمد الخطاوی صاحب حاشیۃ الدر المختار وحاشیہ مراقی الفلاح
 الدر : الدر المختار ، علامه محمد علاء الدین الحصفی
 الدرر : الدرر شرح الغرر ، علامه محمد بن فراموتہ
 بحر : البحر الرائق ، علامه زین الدین ابن نجیم
 ہندیہ : فتاویٰ عالمگیری ، جماعت علمائے احناف
 نہر : النہر الفائق ، سراج الدین عمر بن تیمم
 فتح : فتح القدير ، علامه کمال الدین ابن ہمام
 غنیہ : غنیۃ المستملی ، علامه محمد ابراہیم بن محمد الجلبی
 حلیہ : حلیۃ المحلی ، ابن امیر الحاج



مندرجہ بالا عنوانات کے علاوہ انتہائی دقیق اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل پتھر رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں،

(۱) عباب الانوار ان لانکاح بمجرد الاقرار (۱۳۰۷ھ)
شاہدین کی موجودگی میں مرد اور عورت کے فقط ایک دوسرے کو شوہر و بیوی کہہ دینے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(۲) ماحی الضلالة فی النکحة الہند وبنجالہ (۱۳۱۷ھ)

ہند وبنگال میں عورت سے اجازت نکاح لینے کی رسم کے متعلق۔

(۳) ہبة النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالنساء (۱۳۱۵ھ)

سکس سے زنا کرنے والے کے بارے میں شرعی حکم کا بیان

(۴) ازالة العار بحجرا لکرائم عن کلاب النار (۱۳۱۵ھ)

غیر مقلد و بائی سے نکاح جائز ہے یا ممنوع، اس کا تفصیلی بیان۔

(۵) الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللبن (۱۳۳۰ھ)

رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح کا اظہار اور روشنی بیان

(۶) تجویز الرد عن تزویج الابعد (۱۳۱۵ھ)

ولی اقرب کی عدم موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کر دینے کا شرعی حکم



محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

مئی ۱۹۹۷ء

حافظ عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور

فہرست مضامین

کتاب النکاح

- ناچ رنگ باجے گا جے جہاں ہوں وہاں نکاح کا حکم۔
- ناچ اور اکثر باجے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے سُنے والا فاسق ہے۔
- شیطان کبھی حسنت کے حیلہ سے اغوا کرتا ہے۔
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر امور اسلام سے ہیں مگر بے محل تشدد و تعصب گناہ ہے اور یہ بلا و پابید میں بہت زیادہ ہے۔
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیلئے ایک صبیہ کو اس سے تجاوز از نکاح منکح ہے۔
- زوجهین سے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ناچ حلال ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔
- ایک شخص دونوں طرف نکاح یعنی ایجاب و قبول کا
- کس حالت میں کیسے متولی ہو سکتا ہے اور کس صورت میں نہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تمام احکام و خلافات
- ۱۱۰۔ علمائے کرام و ائمہ اعلام کا ایضاح تام۔
- ۱۱۰۔ بالغہ پر ولایت اجبار نہیں۔
- ۱۱۲۔ گواہوں کے سامنے منکوحہ کا تمیز ہونا ضروری ہے۔
- ۱۰۹۔ اگر مجلس نکاح میں عورت نقاب ڈالے حاضر ہو تو اُس کی طرف اشارہ کافی ہے۔
- ۱۰۹۔ بحالت غیبت زن اس کی اتنی تعریف لازم جس سے گواہ اس کی تمیز کر لیں۔ اگر صرف اُس کے نام سے تو اُس کا نام کافی اور نہ باپ کا نام، اور یہ بھی کافی نہ ہو تو داد ایتک کا نام درکار۔
- ۱۱۲۔ اگر بیان رشتہ کفایت کرے تو اسی قدر کافی۔
- ۱۱۲۔ مکان میں اگر عورت تنہا ہو اور شاہد اس کی گفتگو سنیں اگرچہ اُسے نہ دیکھیں نکاح ہو جائے گا۔
- ۱۱۳۔ قاضی خاں نے کہا کہ امام خصاف علم میں بڑے

ہیں ان کی افتہ اجازت ہے۔

ولی اقرب کے ہوتے ولی البعد بے اجازت
اقرب نابالغ سے اور بے اجازت خاص بالغ،
بالغ سے اگر نکاح کرے گا تو ان دونوں صورتوں
میں وہ فضولی ہوگا۔

جو کسی طرف سے فضولی ہو وہ نکاح کی دونوں شرطوں
ایجاب و قبول کا متولی نہیں ہو سکتا اگرچہ ایجاب
قبول کی عبارتیں علیہ علیہ ذکر کرے اور اگر تنہا
عقد کرے گا تو طرفین کے نزدیک نکاح باطل ہوگا
کہ بعد اجازت ولی یا بالغ بھی نافذ نہ ہوگا۔

بعد نکاح علم ہوا کہ عورت کسی عیب سے قابل جماع
نہیں تو نکاح ہو گیا حتیٰ فسخ حاصل نہیں۔
نکاح میں خیار عیب نہیں۔

خلوت بمنزلہ وطی ہے اس سے بھی پورا امر لازم
ہو جاتا ہے جبکہ بالغ وطی کوئی امر موجود نہ ہو۔
جو عورت و مرد ایک مکان میں بطور زن و شو رہتے
اور زن و شو مشہور ہوں وہ زوج و زوجہ تصور
کئے جائیں گے۔

○ رسالہ عباب الافوار ان لا نکاح بحد
الاقرار۔

عورت کے یہ میرا شوہر ہے، مرد کے یہ میری بی بی ہے،
کیا فقط اس سے نکاح ہو جائے گا جبکہ شاہین
کے سامنے کہیں۔

جو مرد و زن کو مثل زن و شو ایک مکان میں رہتے
اور باہم انبساط زن و شوئی رکھتے دیکھے اس نے

۱۱۳ اگرچہ عقد نکاح کا معائنہ نہ کیا ہو اسے ان کے
زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینا جائز اور ان پر
گمان بد کرنا حرام ہے اور قضاء ان کے لئے زوج
زوجہ کے تمام احکام ثابت ہوں گے۔ ۱۲۲

۱۱۴ مجرد اقرار زوجیت حقیقۃً نکاح نہیں یعنی اگر
گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہوئے ہوں
تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اگرچہ کہتا ہو
کہ یہ میری زوجہ ہے۔ ۱۲۳

۱۱۵ طلاق کے چھوٹے اقرار سے قضاء طلاق ہو جائیگی
عند اللہ نہ ہوگی۔ ۱۲۴

۱۱۶ شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ تو
نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہائیں، تو
دیا اللہ ایک ہے اور قضاء۔ ۱۲۵

۱۱۷ بیع کا چھوٹا اقرار بیع نہیں۔
کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال مقررہ
کی ملک نہ ہوگا۔ ۱۲۶

۱۱۸ حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضاء جس طرح
ظاہر نافذ ہوتی ہے یونہی باطن بھی۔ ۱۲۷

۱۱۹ اخبار و انشاء میں بدایت تباہین ہے۔ ۱۲۸

۱۲۰ نکاح میں جد و ہزل برابر ہیں اگر زن و مرد بطور
ہزل یا باکراہ ایجاب و قبول کریں نکاح منعقد
ہو جائے گا اگرچہ دل میں ارادہ نکاح نہ ہو۔ ۱۲۸

۱۲۱ اگر بے نیت انت طاق کہا طلاق ہو جائے گی
اور اگر انت طاق سے طلاق عن الوثاق یا طلاق
سابی سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق

- دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں
 دیانۃ طلاق نہ ہوگی۔
- ۱۲۸ کنایات محتاج نیت ہیں۔
- ۱۲۸ تعلیل و دلیل تعویل ہے۔
- ۱۲۹ جس کی دلیل اقویٰ ہو وہ تعویل کا زیادہ مستحق ہے۔
- ۱۲۹ عمل اسی پر جس پر اکثریت ہے۔
- ۱۳۰ علیہ الفتویٰ اور بہ لغتی الفاظ فتویٰ سے آگاہ ہیں
- جس پر متون ہوں وہی عمدہ ہے اور اسی کی طرف
 جھکاؤ ہوتا ہے۔
- ۱۳۰ اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے
 اور عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ
 دے کہ اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس
 نکاح کا اقرار کرے، اب عورت نے اقرار کر لیا
 تو یہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا، اگر یہ اقرار
 شہود کے سامنے ہوا ہو اب اگر عورت پھر انکار
 کرے گی تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سنے گا۔
- ۱۳۰ اگر کوئی شخص کسی بیع کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ
 قسم سے بچنے یا پچھری کی ذلت سے گریز کرنے کے
 سبب اقرار کر لے تو بیع قضاۃً ثابت ہو جائیگی
 اور احکام، وجوب تسلیم و لزوم شفعہ وغیرہ
 جاری ہوں گے لیکن یہ مدعی کا ذب وہ گھر کیا
 لے گا درحقیقت آگ لے گا۔
- ۱۳۱ صلح اقرب عقود شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے۔
- ۱۳۲ اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور
 عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کر
- اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعویٰ سے باز آجائے
 تو جائز ہے اور یہ مدعی کے زعم میں معنی خلع میں
 ہو جائے گا مگر فقہائے فرمایا کہ اسے اس مال کا
 اخذ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حلال نہ ہوگا جبکہ
 وہ اپنے دعویٰ میں مبطل ہے۔
- ۱۳۲ بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعویٰ سے
 برائت بھی ہو جائے گی یعنی فقط قضاء نہ دیانۃ
 اسی لئے اگر وہ موقع پائے گا تو اسے باقی کا
 لے لینا جائز ہوگا۔
- ۱۳۲ ایسے الفاظ سے جن میں اخبار و انشاء دونوں کا
 احتمال ہو، بنیت انشاء نکاح صحیح ہوگا جبکہ
 شہود کو علم ہو کہ مقصود انشاء عقد ہے۔
- ۱۳۲ الفاظ اگر اخبار کے لئے متعین ہوں تو اگر چہ
 عقد کی نیت ہو منعقد نہ ہوگا۔
- ۱۳۲ مرد نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور
 اس سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق
 ہو جائے گی اور اس کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ تو
 میری بی بی نہیں اس لئے کہ میں تجھے طلاق
 دے چکا ہوں۔
- ۱۳۵ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح
 نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کرے تو
 طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی تصحیح
 ناممکن ہے۔
- ۱۳۵ امام فقیہ النفس کے مختار اور عام ائمہ کی تصحیح
 میں توفیق جلیل۔
- ۱۳۶

شہود کا الفاظ ایجاب و قبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا سمجھیں۔

۱۳۸ حال اور عامل میں تقارنت ضروری ہے۔

۱۳۹ صحت نکاح کیلئے ذکرہ شرط نہیں کہ نکاح بے ذکرہ ہر بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

○ رسالہ ماحی الضلالہ فی النکاحۃ
الہند وبنجالہ۔

۱۴۰ ہندوستان وبنگالہ میں جو طریقے رائج ہیں کہ اجازت کسی کے لئے لی جاتی ہے نکاح خواں کوئی

ہوتا ہے یا سرے سے عورت شرم کے سبب

اجازت دیتی ہی نہیں پاس بیٹھنے والیاں اس کی

طرف سے ہوں کر دیتی ہیں وغیرہ وغیرہ اس

بارے میں تفصیلی احکام۔

۱۴۱ سکوت ووشیزہ سے صرف ولی اقرب کے لئے

اجازت ہوتی ہے ولی البعد کے لئے نہیں ہو سکتی۔

۱۴۲ جب تک وکیل بالنکاح ماذون مطلق یا بصرحت

دوسرے کو وکیل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور کو وکیل

نہیں کر سکتا۔

۱۴۳ بیع وشراء میں اگر وکیل کا وکیل اول کے سامنے

عقد کرے تو جائز ہے اور خصومت، تقاضی، نکاح

اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔

۱۴۴ اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس کے

ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔

۱۴۵ نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے

باطل جاننا باطل ہے۔

۱۴۶ اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے یونہی

۱۴۷ قعل اور دلالت حال سے بھی، اور اس کی

چند مثالیں۔

۱۴۸ بیکر و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے

۱۴۹ کہ بیکر کا ثبوت اذن ہے شیب کا نہیں۔

۱۵۰ وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑھائے

۱۵۱ اور وہ جائز کر دے تو نکاح نافذ ہو جائیگا

۱۵۲ بخلاف طلاق و عتاق کے۔

۱۵۳ وکیل نکاح معبر محض ہے حقوق نکاح مؤکل

۱۵۴ کی طرف راجع ہوتے ہیں۔

۱۵۵ ادائے زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن مؤکل دوسرے

۱۵۶ کو وکیل کر سکتا ہے۔

۱۵۷ وین وصول کرنے کا وکیل بغیر اذن مؤکل اپنے

۱۵۸ عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔

۱۵۹ مؤکل اگر وکیل کے لئے ثمن کی تعیین کر دے

۱۶۰ تو وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل

۱۶۱ بنا سکتا ہے۔

۱۶۲ شریعت مطہرہ رفت و تیسیر کو پسند فرماتی ہے

۱۶۳ نہ کہ تضییق و تشدید کو۔

۱۶۴ جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر

۱۶۵ جھکنا چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔

۱۶۶ نکاح کے طرق رائج میں جو دقیق ہیں ان کا

۱۶۷ بیان اور ان سے بچنے کے تین طریقے۔

۱۶۸ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔

۱۶۹ قبل نکاح اگر کفر صریح کیا اور بے قوبہ نکاح کیا

- تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔ ۱۵۳
- نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ ۱۵۳
- ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کو کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی۔ ۱۵۳
- استفہام اور عقد اقسام انشاء میں سے دو متباہن قسمیں ہیں۔ ۱۵۵
- مجاز کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔ ۱۵۵
- زید نے عمرو سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، اس نے کہا دی، تو کیا حکم ہوگا۔ ۱۵۵
- نابالغہ کے باپ سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کے نکاح میں دے دے، اس نے کہا دی تو کیا حکم ہوگا۔ ۱۵۵
- مجلس منگنی میں اگر کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے یا فلاں کو دی، اس نے کہا دی، تو منگنی ہوگی اور مجلس نکاح میں تو نکاح۔ ۱۵۹
- عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ ۱۶۱
- ایجاب و قبول میں دیا اور کیا کہا، نکاح ہوگا اگرچہ میں نے دیا میں نے قبول کیا نہ کہا۔ ۱۶۱
- ایجاب و قبول کے لئے اتحاد مجلس ضرور ہے ایجاب قبول غائب پر موقوف نہیں رہ سکتا بلکہ باطل ہو جائے گا۔ ۱۶۳
- توکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے۔ ۱۶۳
- محض اظہار رضا توکیل نہیں۔ ۱۶۳
- کوئی کسی سے کہے کاش تو میرا نکاح فلاں سے کر دیتا اور وہ کر دے تو یہ نکاح فضولی ہوگا۔ ۱۶۴
- اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ کاش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے۔ اس نے کر دیا تو حائث نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔ ۱۶۴
- استفہام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے۔ ۱۶۴
- کسی سے کہے میرا نکاح کر دے یا عورت سے کہے تو میری بی بی ہو جائے مجھ سے نکاح کر لے تو یہ توکیل ہے یا ایجاب۔ ۱۶۵
- وکیل بالنکاح لڑکی کے باپ سے کہے تو اپنی بیٹی فلاں کو دے دے اور وہ کہے میں نے اسے ہبہ کی، نکاح نہ ہوگا جب تک وکیل قبول کی میں نے نہ کہے۔ ۱۶۶
- ہر وہ عقد جس میں توکیل صحیح ہے اگر وہ فضولی کرے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا، نافذ کر دے گا تو نافذ ہو جائے گا اور رد کر دے گا تو رد ہو جائے گا مگر بشرط کہ یہ اجازت پر موقوف نہیں ہوتا۔ ۱۶۶

عاقیدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔

بے آذن آقا غلام نکاح کر لے اور مولیٰ خبر پاکر طلاق کا حکم دے تو یہ حکم طلاق اس نکاح موقوف کی اجازت ہوگا۔

فصولی اگر کفو سے نکاح کر دے اور عورت خبر پاکر خاموش ہو رہے تو یہ سکوت اجازت ہو سکے گا اور اظہار نفرت سے رد ہو جائے گا۔

کفو یہ ہے کہ دین یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں مرد عورت سے اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح اولیائے مخطوبہ کے لئے عار ہو۔

گھر میں عورت تنہا ہو مرد شاہدوں کے سامنے کھے کہ میں نے اس گھر میں جو عورت ہے اس سے نکاح کیا، عورت کھے کہ میں نے قبول کیا، نکاح ہو گیا اگرچہ شاہد عورت کو نہ دیکھیں۔

عورت پردے میں ہو محض اس سے مجلس نہیں بدلتی۔ اگر عورت مجلس نکاح میں نقاب ڈالے حاضر ہو تو شاہدوں کا اسے پہچانا ضرور نہیں۔

قبول فوراً ضرور نہیں اگر مجلس نہ بدلے۔ نابالغ عاقل کہ کفر کرے یا کفر پر مطلع ہو کر اسے پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔

رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ مشرک سے استعانت نہ چاہئے خصوصاً امور دینیہ میں۔

نابالغ یا کافر ایجاب قبول کرانے نکاح ہو جائیگا

اور اگر وکیل ہو اور خود ایجاب یا قبول کرے جب بھی وکیل کا مسلم و بالغ ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم و نابالغ سمجھا رہی وکیل ہو سکتا ہے۔

مرتد کی وکالت جائز ہے۔

اگر وقت توکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دار الحرب میں نہ چلا جائے۔

مجنون اور ناسمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔

بلوغ و حریت صحت وکالت کے لئے شرط نہیں۔

مرتد یا نابالغ اگر بزعیم ولایت اپنے بیٹے بیٹی یا بیہوش یا کسی نابالغ نابالغ کا نکاح پر چائے تو کس صورت میں باطل محض ہوگا۔

مرتد سے نکاح پر چوائے کا حکم۔

مرتد کسی کا ولی نہیں ہو سکتا اور نابالغ بھی صالح ولایت نہیں۔

فصولی اگر کوئی ایسا عقیدے جس کے لئے کوئی اجازت دہندہ نہ ہو تو وہ عقد باطل محض ہے۔

باپ نے کہا مکان خرید دو تو نکاح کروں گا۔ شوہر نے کہا پہلے نکاح کر دو پھر خرید دوں گا۔ باپ نے نکاح درخصت کر دی، عورت نے کوئی شرط نہ کی، مکان بھی مجبور رہا، یہ نکاح بے شرط ہوا یا معلق اور شوہر کا اقرار معلق بالشرط باطل ہے یا نہیں اور یہ نکاح بے خلل ہے یا کیسا۔

ایک ہزار روپیہ اور کچھ ہدیہ دینا مہر قرار پایا اور ہدیہ نہ دیا تو مہر مثل لازم ہوگا۔ ہدیہ اگرچہ مجبور تھا

۱۴۱

۱۴۱

۱۴۱

۱۴۱

۱۴۳

۱۴۲

- ۱۷۴ مگر جب وجود میں آگیا تو جہالت جاتی رہی۔
شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالیہ میں بھی ملتی
بالعقد نہیں ہوتی۔
- ۱۷۵ شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی عقد فاسد
نہیں ہوتا۔
- ۱۷۵ شرط فاسد سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود ہی باطل
ہوتی ہیں۔
- ۱۷۵ عفو و تین قسم کے ہیں۔
- ۱۷۵ بیع و اجارہ و قسمت وغیرہ شرط فاسد سے فاسد
ہوتے ہیں۔
- ۱۷۵ ایفائے وعدہ محبوب ہے اور پورا نہ کرنا ناپسندیدہ
اور مکروہ ہے۔
- ۱۷۶ اقرار تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا۔
اصطلاح فقہ میں کسی حقیقت کی خبر دینے کو اقرار
کہتے ہیں۔
- ۱۷۷ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
- ۱۷۷ ایفائے وعدہ پر جبر نہیں یعنی قاضی مجبور نہیں کر سکتا
وہ وعدہ جو معلق ہو اس کی وفادیا نہ لازم ہے،
مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفا میں فائے وعدہ
پر جبر کر سکتا ہے۔
- ۱۷۷ کسی نے اپنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی
مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اب مشتری کرایہ
وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب
تو ثمن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا
اور کرایہ کے روپے ثمن سے مجرا دوں گا، مشتری کی
- ۱۷۴ پاس بائع ثمن کے روپے لایا اور کرایہ کے روپے
اس میں سے مجرا کرنے کو کہتا ہے، اگر مشتری
حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر
نہیں کیا جاسکتا۔
- ۱۷۸ کسی وظیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے کے حق
میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے وعدہ کرے
کہ اگر میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو میں تیرا یہ
وظیفہ مقررہ لوٹا دوں گا، اس سے اس پر لوٹانا واجب
نہ ہوگا۔
- ۱۷۸ نابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی
کی درکار ہے۔
- ۱۷۹ بالغ اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے قویہ
نکاح کے لئے کن باتوں کی حاجت ہے۔
- ۱۸۰ نکاح کے لئے قاضی کی حاجت نہیں۔
- ۱۸۱ ولی صغیر کے (فلاں) نے اپنی لڑکی میرے فلاں لڑکے
کے نکاح میں دے دی ہے اور ولی صغیر کے
ہاں میں نے دے دی ہے، اس سے نکاح
ہو گیا یا نہیں۔
- ۱۸۱ در مختار کی عبارت کذا انا متزوجك وجنتك
خاطبا الخ اس سے منگنی نکاح ہو سکتی ہے یا نہیں
اگر نہیں تو اس کا کیا مطلب۔
- ۱۸۱ ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بہ لفظ خاص
امرو واقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ امر
غیر واقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔

- ۱۸۲ وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل
مبائن وغیر مؤثر ہے۔
- ۱۸۲ نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔
- ۱۸۲ اظہار اقرار کے مفار ہے۔
- ۱۸۲ نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں
رعطاء و ہبہ و صدقہ وغیرہ کنایہ۔
- ۱۸۳ ان الفاظ سے بھی نکاح ہو جاتا ہے جبکہ گواہ نکاح
ہونا سمجھیں اور قرینہ سے یہ معلوم ہو کہ ان سے نکاح
مراد ہے۔
- ۱۸۳ باپ سے کہا تو نے اپنی لڑکی مجھے دی، اس نے کہا
دی، اگر یہ منگنی کے لئے گفتگو ہو تو منگنی ہوتی
اور نکاح کے لئے تو نکاح۔
- ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
- ۱۸۴ عقد و وعدہ میں تباین ہے۔
- ۱۸۴ منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدایتہً باطل اور اجماعاً
غلط ہے۔
- ۱۸۴ ہل اعطیتنیہا مجلس عقد میں مفید عقد اور
جلسہ وعدہ میں طلب وعدہ ہے۔
- ۱۸۴ الفاظ محکمہ میں مدار قرینہ پر ہے۔
- ۱۸۸ نکاح خوال اور شہود کا بیٹا ہونا ضروری نہیں۔
- ۱۸۸ عقد کرنے والا دیندار متقی مسائل نکاح سے وقت
ہونا چاہئے۔
- ۱۸۸ فاسق بدویانت قابل اعتماد نہیں جب وہ خود
حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں کے لئے
احتیاط کی کیا امید۔
- ۱۸۸ نکاح باعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ
اور مسجد میں نکاح ہونا اور جمعہ کے دن ہونا اور نکاح خوال
عالم باطل ہونا مستحب ہے۔
- ۱۸۸ اس زمانہ جہل و فساد میں اگر اہل علم حاضر جلسہ
نہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا
اندیشہ ہے۔
- ۱۸۹ نکاح خوال کلمات ایجاب و دلحا کے کان میں کہے
کہ کوئی نہ سنے تو نکاح نہ ہوگا۔
- ۱۹۰ نکاح دو آزاد و مکلف مردوں یا ایک آزاد و
مکلف مرد اور دو آزاد و مکلف عورتوں کا بطور
گواہ موجود ہونا شرط ہے جو ایجاب و قبول کو بیک
وقت شنیں۔
- ۱۹۰ جاہل کی نکاح ثرائی قطعی خلاف اولیٰ ہے۔
- ۱۹۰ جاہل کی امامت خلاف اولیٰ ہے۔
- ۱۹۰ جاہل کی مضاربیت خلاف اولیٰ ہے۔
- ۱۹۰ بعد نکاح اگر شہود انکار کر جائیں تو نکاح دوبارہ
کرنا لازم ہوگا یا نہیں۔
- ۱۹۰ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے
منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا
بقاء نکاح کے لئے باقی رہنا ضروری نہیں۔
- ۱۹۱ اس شرط پر نکاح کا حکم کہ ایک ماہ بعد طلاق
دے دوں گا۔
- ۱۹۲ ایک برس یا ایک ماہ یا سو برس تک کے لئے
نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا، یہ متعد کی صورت ہے۔
- ۱۹۲ نکاح متعد و موقت اگرچہ مدت مجلولہ یا طویلہ ہو باطل ہے۔

- ایسی عورت سے نکاح و مہر کا حکم جس کے صرف مخرج
بول ہو اور کوئی علامت مردی و زنی کی نہ ہو صرف
پستان ظاہر ہوں۔ ۱۹۲
- فساد خلوت عدم تاکہ مہر کا باعث ہے۔ ۱۹۳
- امر حسی کا عاتی ہونا ہرگز منافی جواز نکاح نہیں۔ ۱۹۳
- خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔ ۱۹۳
- پستان ظاہر ہونے سے خفیہ شکل کا عورت ہونا معلوم
ہوتا اور اشکال دفع ہو جاتا ہے۔ ۱۹۳
- کوئی طوائف اپنے آشنا کے ساتھ گھر میں رہے
اور غیروں سے پردہ کرے تو کیا وہ ہم خانہ رہنے
سے زوجہ متصور ہوگی۔ ۱۹۴
- مسلمان حر عاقل بالغ عقیفہ پر زنا کی تمت
لگانے والا اگر چار گواہ عادل پیش کرے تو اسے
اشی کوڑے لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے
وہ مردود الشہادۃ ہوگا۔ ۱۹۵
- اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا
نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔ ۱۹۵
- عقین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۱۹۵
- عقین میں حکیم یعنی بیخ بنالینا جائز ہے کہ وہ حد نہیں
جس کا نفاذ بغیر حاکم کے نہ ہو سکے اور نہ خود ہے
نہ دیت جن کے لئے حاکم کی حاجت ہوتی ہے
اور بیخ کو حسب شرائط بطلب زوجہ تفریق کر دینا
جائز ہے۔ ۱۹۶
- عقین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔ ۱۹۶
- ایک کے نرخ پر دوسرے کا نرخ کرنا ممنوع ہے۔ ۱۹۷
- عمر و نہ کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی، زید نے کہا
بہتر ہم کو منظور ہے آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا
اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اس سے نکاح ہوا
یا نہیں۔ ۱۹۷
- کسی کی منگیت کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور ارتکاب
شناعت ہے۔ ۱۹۷
- مخطوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اول
کو زبان دے کر دوسرے سے قصد نزدیک مذموم و
بیجا و قابل مواخذہ ہے۔ ۱۹۷
- اگر کسی عذر شرعی سے منگنی کر کے دوسرے سے
نکاح کر دے تو قباحت نہیں۔ ۱۹۷
- ذمہ پدر لازم کہ وہ کرے جو اولاد کے حق میں بہتر ہو۔ ۱۹۹
- آدمی نے قتل رائے سے محفوظ نہ کسی وقت بعض
مصالح پر نہ اطلاع پانے سے مامون۔ ۱۹۹
- جس نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس کے غیر کو
اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر دیکھ
رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کفارہ دے دے۔ ۱۹۹
- جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہوا اسے ان میں سے
اخف و اھون کو اپنانا چاہئے۔ ۲۰۰
- والد ہندہ کو زید کفو سے نکاح منظور نہ تھا زید نے
بغیت والد ہندہ بر سکوت و گریہ رضائے مادر و
نانی نکاح ظاہر کیا، ہندہ نے صاف کہہ دیا کہ مجھے
بے رضائے والد نہ یہ نکاح پہلے منظور تھا ذاب
ہے تو کیا حکم ہے۔ ۲۰۰
- ہندہ اور اس کے والد کو مجبور کرنے کیلئے جواز نکاح

- ۲۰۴ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔
 ظلم و گناہ پر اعانت کرنا ظالم کی مثل ظلم و حصرام
 اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔
- ۲۰۴ جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے
 چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام
 سے نکل گیا۔
- ۲۰۴ ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت
 رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاطاً
 بچنا مستحب ہے۔
- ۲۰۴ مکروہ تنزیہی کا ارتکاب معصیت نہیں۔
- ۲۰۴ جان کا رکھنا بر فرض سے اہم فرض ہے۔
- ۲۰۵ شریعت و عقل سلیم کا یہ تعاضا نہیں کہ ہلکی شے
 کو بچانے کے لئے قتل عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔
- ۲۰۵ علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اجتناب شبہات کا
 زمانہ نہیں۔
- ۲۰۵ جو اپنے جان و مال، دین و مذہب اور اہل عیال
 کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔
- ۲۰۵ زید و ہندہ اگر گواہوں کے سامنے باہم ایجاب و
 قبول ایسا کریں کہ گواہوں کو مطلقاً سماعت و علم
 نکاح نہ ہو اور زید نکاح سے منکر ہو جائے اور
 حاکم شرع کے رو برو شاہد بھی اپنی لاعلمی ظاہر
 کریں تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور حاکم شرع
 مہر دلائے گا یا نہیں۔
- ۲۰۶ شبہہ نکاح سے حد قاطع اور عقد ثابت
 ہو جاتا ہے۔
- ۲۰۶ کے لئے اقرار ہندہ کی شہادت گزارنا اور پکھری سے
 رخصت کر لینا اس خیال سے کہ گھر لے جا کر نکاح
 کر لیں گے کیسا ہے اور گھر لے جا کر جو نکاح بالجبر
 ہوگا کیسا ہوگا۔
- ۲۰۶ شبہہ رضاعت جہاں ہو کہ پہلے عورت کہے کہ میں نے
 اسے دودھ پلایا ہے اب کہے کہ نہیں پلایا ہے تو
 اس صورت میں فتویٰ کیا ہوگا اور تقویٰ کا کیا حکم ہوگا۔
- ۲۰۶ جھوٹی گواہی اگر کبار اور ثبوت پونجے کے برابر ہے۔
- ۲۰۶ جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے ہٹنے سے قبل
 مستحق تار ہو جاتا ہے۔
- ۲۰۶ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
- ۲۰۶ دو قسم ہیں ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا
 دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور تیسرے میں سے
 کچھ نہ چھوڑے گا۔
- ۲۰۶ اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشے گا۔
- ۲۰۶ ہندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے
 اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔
- ۲۰۶ نکاح بکبر و اکراہ بھی ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا ظلم ہے
 جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع و اجارہ اگر یہ جبر و
 اکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائیگا۔
- ۲۰۶ ناقابل فسخ عقود جیسے طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر
 اور استیلاء وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔
- ۲۰۶ مسلمان کی لائچی بھی اس کی مرضی کے بغیر یعنی
 جائز نہیں۔
- ۲۰۶ مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل و علا و

- ۲۲۱ روزے شہوت نفسانی کو توڑنے والے ہیں۔
جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ کر سکتا ہو
وہ روزہ رکھے۔
- ۲۲۱ عرصہ تسعین میں روزہ سے متعلق کیا حکم ہے۔
۲۲۱ اتنی ذرہ عرصہ سے آگے دوگوں کا ذکر کیوں نہیں
ہو سکتا۔
- ۲۲۱ ستر درجہ کے آگے آبادی کا پتا نہیں۔
۲۲۱ قطب شمالی اور قطب جنوبی میں روز و شب کی
مقدار اور سمت کا فرق۔
- ۲۲۱ نہایت عجیب و غریب شے کا فرق۔
۲۲۱ قطب شمالی و جنوبی میں قمر و کوکب کا طلوع کب کب
کس کس طرح ہوتا ہے اور کیسے کیسے غروب اور
کب تک طالع رہیں گے اور کب تک غارب۔
- ۲۲۱ جو روزے کی طاقت نہ رکھے وہ ہر روزے کے
بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔
۲۲۱ جو نہ روزہ رکھے سکے نہ فدیہ دینے پر قادر ہو وہ
کیا کرے۔
- ۲۲۲ خطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر،
کس طرح مسنون ہے۔
- ۲۲۲ خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔
۲۲۲ جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ وہاں
قیام مرکب کا مقام قیام راکب ہے۔
- ۲۲۲ خطبات نافذہ بیٹھ کر بھی ثابت ہیں۔
۲۲۲ خطبات نکاح بیٹھ کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔
- ۲۲۲ اگر تین و مرد کسی غیر زبان کے الفاظ یا کلمات قبول
۲۲۱ اگر وہ دونوں مرتد و باپنی تھے مگر مجلس عقد
میں اور لوگ بھی ہیں جو گواہ ہو سکتے ہیں تو نکاح
صحیح ہو جائے گا۔
- ۲۱۸ مرتد کی گواہی معتبر نہیں۔
۲۱۹ عورت مرد اگر باہم ایجاب و قبول کر لیں اور کسی
کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح درست ہو گا یا نہیں۔
- ۲۱۹ اگر کوئی عورت غیر مقلد موجب شرع نکاح پڑھا
تو نکاح ہو گا یا نہیں۔
- ۲۱۹ غیر مقلد اور ہندو مشرک سے نکاح پڑھوانے
میں فرق۔
- ۲۱۹ غیر مقلدوں پر صد ہا وجہ سے حکم احادیث صحیحہ و
تصریحات فقیہہ حکم کفر لازم ہے۔
- ۲۱۹ غیر مقلدین میں بہت سے کھلم کھلا ضروریات شرعیہ
کے منکر اور قطعاً اجماعاً کافر ہیں۔
- ۲۱۹ دیکھو کہ اگر ایسوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے
ان کو معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا
ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدد نکاح
لازم ہے۔
- ۲۲۰ دو لڑکیاں تو ام کمر سے سرین تک جڑی ہوئی ہیں
میرزا ایک ہے، باقی اعضاء الگ الگ ہیں
ان کا نکاح کس طرح ہو سکتا ہے۔
- ۲۲۰ جو نکاح کی طرف راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے بے پردہ
کر دے۔
- ۲۲۰ نکاح پریشان نظری و بدکاری سے رکنے کا سبب ہے۔
۲۲۱

- ۲۲۷ نفیس و خیس میں بیع بالتعاطی منعقد ہو جاتی ہے۔
- ۲۲۷ فقہاء مظنہ غالبہ شئی کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔
- ۲۲۷ غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔
- ۲۲۷ دارالاسلام میں جہل عوارض مکتسبہ میں سے ہے۔
- ۲۲۸ نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔
- ۲۲۸ کوئی شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا بھی دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلامیہ کا لزوم نہیں کہ اس کے لئے جہل عذر ہے۔
- ۲۲۸ آبادی میں پانی تلاش کے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لی، اگر وہاں پانی تھا تو نماز نہ ہوگی۔
- ۲۲۸ غیر مذکورہ ایک طلاق سے مطلقاً نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور نہ ہی عادت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اس جگہ مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں۔
- ۲۲۹ فارسی یا عربی نہ جاننے والے کو کسی نے الفاظ طلاق فارسی یا عربی میں سکھا دیے اور معنی نہ بتائے۔ اس نے یہ الفاظ لاعلمی سے عورت کے لئے کہے تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی۔
- ۲۲۹ جہل باللسان تقصیر نہیں۔
- ۲۲۹ مذاق اور دلگی میں طلاق دینے سے قصداً اور دیانہً ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
- ۲۳۰ اگر عورت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلوائے جس سے مہر و نفقہ عدت کے بدلے خلع ہو جائے کہ عورت مہر و نفقہ عدت کی بھی مستحق
- ۲۲۲ بے معنی الفاظ جانے لیں اور گواہ بھی اُن الفاظ کے معنی نہ جانیں تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں۔
- ۲۲۲ فتاویٰ قاضی خاں و ظہیریہ و درمختار و رد المحتار پر شبہ اور اس کا جواب۔
- ۲۲۳ مفہوم لفظ، لغوی، شرعی، عرفی، حقیقی اور مجازی کی طرف مقسوم ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ، غرض، غایت، مقصود اور ثمرہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع نوعی ہے۔
- ۲۲۵ ہزل، جد کی ضد ہے۔
- ۲۲۶ ہزل لعب ہے یعنی شے سے اس کے غیر موضوع لہ کا ارادہ کرنا۔
- ۲۲۶ جد یہ ہے کہ شے سے اس کے موضوع لہ کا ارادہ کیا جائے۔
- ۲۲۶ ہزل اور مجاز میں فرق۔
- ۲۲۶ عورت نے کہا زوجت نفسی منک باللفظ، اور مرد نے کہا قبلت۔ اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد نکاح کے لئے کہے جاتے ہیں تو باللفظ علماء نکاح ہو گیا۔
- ۲۲۶ اگر نا آشنا بیان عربی نے باعث اشتربت بقصد بیع و شرا کہا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔
- ۲۲۷ بعد علم حکم بقصد حکم الفاظ کا تھا اور دلیل مرضاۃ

- ۲۳۱ نہ رہے اور عورت یوں خلع کرے تو خلع صحیح نہ ہوگا۔
 گواہانِ نکاح پر یہ لازم نہیں کہ وہ ان ہی الفاظ کا
 اعادہ کریں جو متعاقدین سے انہوں نے سنے ہوں
 یا یہ کہ ان کے مترادف الفاظ کریں یا ان الفاظ کا ترجمہ
 بیان کریں بلکہ ان کا یہ بیان کافی ہے کہ فلاں نے فلاں
 سے نکاح کیا۔
- ۲۳۳ زنِ فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب
 نہ ہوئی ہو۔
- ۲۳۵ عورت افعالِ خبیثہ کا ارتکاب کرے اور شوہر
 بقدر قدرت التسلل نہ کرے تو دیوث ہے۔
- ۲۳۵ آیت کریمہ الزانیۃ لاینکحھا الاذان
 او مشرک منسوخ الحکم ہے یا نکاح سے مراد
 یہاں جماع ہے۔
- ۲۳۵ وقتِ نکاح لڑکی کے ولی کی بات قبول کی جائیگی
 یا لڑکی کی۔
- ۲۳۵ نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا گیا ہیں۔
- ۲۳۹ اولیاءِ نکاح کی شرعی ترتیب۔
- ۲۳۶ نکاح کا خطبہ سنت اور کلمے پڑھنا ایک اچھی
 بات ہے۔
- ۲۳۶ متعہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔
- ۲۳۶ رندگی سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
- ۲۳۷ وہ جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور
 آپس میں پھوٹ پڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔
- ۲۳۷ بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق سوال و جواب۔
- ۲۳۷ عورت گوئی ہے اور اس کے شوہر کا حال معلوم
- ۲۳۸ نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا اس سے نکاح کا کیا
 حکم ہے۔
- ۲۳۹ جس نے متعہ کر لیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔
- ۲۳۹ فاسق معلن کی امامت ممنوع اس کے پیچھے نماز گناہ
 اور پھیرنی واجب ہے۔
- ۲۴۰ فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہیں۔
- ۲۴۰ تبدیلِ مذہب پر سوہر خاتمہ کا اندیشہ ہے۔
- ۲۴۱ روافض سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۴۱ ارتکابِ حرام سے نکاح فرہوتا ہے نہ خفیت
 سے خارج۔
- ۲۴۱ جمعہ کی نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔
- ۲۴۲ اپنی کھیز شرعی سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۴۲ نکاح و کھیز میں کیا فرق ہے۔
- ۲۴۲ دوسرے کی کھیز سے اس کی اجازت سے نکاح
 جائز ہے۔
- ۲۴۲ شرعاً نسب باپ سے ہے وہ شریف ہے تو بیٹا
 بھی شریف۔
- ۲۴۲ کنیز سے جو اولاد ہو صحیح النسب اور ترکہ کی مستحق ہے۔
- ۲۴۲ کچھ لے کر نکاح کر دینا حرام اور وہ روپیہ رشوت ہے۔
- ۲۴۳ حیات النساء عرف رضیہ کی بجائے گواہوں نے
 نکاح خواں سے سعادت النساء رضیہ کہا تو
 نکاح منفعہ ہوا یا نہیں۔
- ۲۴۳ وکیل بالنکاح مجاز توکیل نہیں۔
- ۲۴۳ ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں بڑی عائشہ اور چھوٹی فاطمہ
 بڑی کے نکاح میں وقت عقد بجائے عائشہ فاطمہ کہا

- ۲۴۴۔ اذن ٹھہرا کر نکاح کر لیا، نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۴۵۔ وکیل کس طرف کا ہونا چاہئے اور شاہد کس طرف کے۔
- ۲۴۸۔ دینار شرعی ساڑھے چار ماشے سونے کا تھا۔
- ۲۴۸۔ سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔
- ۲۴۲۔ مہر کا اقل درجہ دس درہم چاندی ہے اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔
- ۲۴۸۔ مہر حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا۔
- ۲۴۸۔ مہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔
- ۲۴۸۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر میں دو روایتیں ہیں۔
- ۲۴۵۔ ہندہ بازاری عورت ہے، زید نے بلا علم و اطلاع ہندہ قاضی کے سیوا بہہ میں اپنا ہندہ سے نکاح درج کرادیا پھر جب مادر ہندہ کو اطلاع ہوئی اس نے ہندہ سے اپنا زیور کپڑا مانگا کہ تیرا نکاح ہو گیا ہے، ہندہ نے کہا تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا ہے تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ہندہ زید کے یہاں سے فرار ہو گئی، زید نے طلب زوجہ کا دعویٰ دائر کیا قاضی نے اس کا دعویٰ ڈگری کیا تو یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں۔
- ۲۴۸۔ ہندہ بنت زید کو ہندہ بنت بکر کہا گیا نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۴۹۔ منگنی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔
- ۲۵۰۔ باپ نے کہا میں نے اپنی فلاں لڑکی کا ناتہ تمہارے
- تو فاطمہ سے عقد ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ میں اپنی بڑی لڑکی فاطمہ کا نکاح کرتا ہوں تو کسی سے نہ ہوگا کہ اس کی بڑی لڑکی فاطمہ نہیں اور نیت و معرفت شہود یہاں کچھ نافع نہیں۔
- ۲۴۳۔ اہلسنت وروافض میں باہم نکاح منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔
- ۲۴۲۔ اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح رہے گا یا نہیں۔
- ۲۴۲۔ مرد کا ارتداد بالاجماع فسخ نکاح فی الحال ہے۔ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا مگر مرد کو اس قربت ہوگی جب تک اسلام نہ لائے۔
- ۲۴۵۔ عورت نکاح کے تین سال بعد کہتی ہے کہ میں اپنی والدہ کے سبب مجبور تھی اب کے بعد خود مختار ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے فسخ نکاح کا دعویٰ پہنچتا ہے۔
- ۲۴۵۔ مجبوری مانع جواز نکاح نہیں ہوتی۔
- ۲۴۵۔ باپ نے بالغ کا نکاح بے اس سے اجازت لئے کر دیا اور رخصت بھی ہو گئی اب کیا حکم ہے۔
- ۲۴۶۔ عورت کے چند نام ہیں، ایک وقت عقد لیا گیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔
- ایک گواہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
- زید نے اپنی بھالہ سے بکرا اذن نکاح لینا چاہا وہ انکار کرتی رہی پھر رونا شروع کیا، رونے کو

ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اُس کی مدت کے روز تک؟ ۲۵۵
اگر ولیمہ بخیاں سنت نہ کرے بلکہ برائے نام آوری

تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۲

زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۶

منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرانا اور زوجین میں تفریق کرنا کبیرہ ہے۔ ۲۵۷

جو وہابیہ سے ملتا جلتا ہو اس کے یہاں شادی

سیاہ کا کیا حکم ہے۔ ۲۵۷

ایک شخص نے ظاہر یہ کیا کہ لہر پور کا ہے اور پھر

ثابت ہوا کہ وہ ہر گام کا ہے اور نام میں اختلاف

ہوا، لڑکی کہتی ہے کہ میرا نکاح عبد الرحمن بن کلو

سے ہوا اور قاضی بھی یہی کہتا ہے مگر گواہ لعل محمد

بن منوں بتاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کلو اس

صورت میں نکاح کس لئے ہوا۔ ۲۵۸

تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔ ۲۵۸

ایک شخص نے دعائے خیر جلسہ عام میں کہہ دی

کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں کو دی، اس سے نکاح

ہوا یا نہیں۔ ۲۵۹

خطبہ پڑھا جانا یا ذکر مہر شرط نکاح نہیں۔ ۲۵۹

نکاح بالفاظ صحیحہ میں نیت شرط نہیں۔ ۲۵۹

جب تک ولی پیش از نکاح غیر کفو کو غیر کفو جان کر

بہر راحت اجازت نہ دے نکاح باطل محض ہے۔ ۲۶۰

نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اُسی

دن کے بچے کا۔ ۲۶۱

سیت کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ۲۶۱

جنتیں پر کسی کی ولایت نہیں۔ ۲۶۱

فلاں بالغ سے کر دیا والد پیر نے قبول کیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔

ایک سید نے ایک چھاری کو مسلمان کر کے نکاح

کر لیا تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اسے ترک موالا

اور برادری سے نکالنا کیسا ہے۔ ۲۵۲

بالغ مرد کے لئے کفارت شرط نہیں۔ ۲۵۳

باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا ناتہ

یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، اس نے اس

کا نکاح کر دیا اور نابالغ کی جانب سے اُس کے

ماموں نے قبول کیا اور گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم

نے خود سُنا ہے اب باپ منکر ہے تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۳

ایجاب و قبول نابالغین سے کرایا جائے تو نکاح

ہو گیا یا نہیں۔ ۲۵۳

دونوں طرف سے قبولیت ہو تو نکاح کا کیا حکم ہے ۲۵۵

نکاح مسنون کا کیا طریقہ ہے۔ ۲۵۵

اگر ولی خطبہ مسنونہ پڑھے یا ایجاب و قبول پر قیاد

ہو تو غیر سے ایجاب و قبول کرنا کیسا ہے۔ ۲۵۵

نکاح خواں کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔ ۲۵۵

اگر اجرت اپنے صرف میں نہ لائے کا رضی میں صرف

کرے تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۵

نوشہ کے سر پر بگڑی رکھنے کے لئے اُس کے پھوپھا

یا بہنوئی آتے ہیں دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ

بے روپیہ لئے نہیں رکھتے روپیہ کم ہوتا ہے تو

اصرار کرتے ہیں یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے اور

اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔ ۲۵۵

- ۲۶۸ مناکحت جائز ہے یا نہیں۔
 اگر عورت کو طلاق بائن ہو جائے مگر تین نہ ہوں تو حلالہ کی حاجت نہیں۔
- ۲۶۹ حدیث لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالفین قرآن نہیں۔
- ۲۶۹ زن و شوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یکجائی ہو چکی ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔
- ۲۶۹ عورت پر روز طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
- ۲۶۹ ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہیں ہونی تھی کہ طلاق ہوگی تو نصف مہر ساقط ہو گیا۔
- ۲۶۹ غیر مذکورہ طلاق دی جائے تو اس پر عدت اصلاً نہیں۔
- ۲۶۹ یہ کلمہ کہ "اگر ادھر کعبہ بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا" کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والے پر توبہ اور تجزیہ اسلام لازم ہے۔
- ۲۶۹ زید نے بکر سے کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے واسطے مانگنے والا آیا ہوں اس نے قبول کیا اور زیور آ اور کچھ زید نے حاضر کئے تقسیم شیرینی کے بعد عورت خطاب کے یہاں آئی گئی نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۷۰ سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے۔
- ۲۷۱ ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔
- ۲۷۱ اپنے حقیقی ساڑھو کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔
- ۲۷۱ زید نے جمع بین الاختین کیا تو بیبیاں کیسی ہیں اور اولاد کیسی ہے، اور ترکہ پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔
- ۲۷۱ حدیث لا تنکح المرأة علی عمتہا الخ کی آیہ کریمہ و احلکم ما وراء ذلک من الخ ہے یا نہیں۔
- ۲۷۲ حدیث لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالفین قرآن نہیں۔
- ۲۷۲ حدیث لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین کی تفسیر ہے کہ اخیت سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے۔
- ۲۷۲ حدیث کلامی لایفسخ کلام اللہ محض بے اصل ہے۔
- ۲۷۳ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن اور قرآن کی مثل اور عطا کیا گیا ہے۔
- ۲۷۳ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔
- ۲۷۳ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔
- ۲۷۳ بحالت نابالغی لڑکی کی ماں نے جس لڑکے سے نسبت ہو چکی تھی اس کے باپ کو بلا کر لڑکی کو رخصت کر دیا اس نے اپنے مکان پر نکاح پڑھوایا اب بلوغ کے بعد ماں نے لڑکی کا دوسرا نکاح کر دیا جس سے عورت بھی راضی ہے، کون سا نکاح صحیح ہوا۔
- ۲۷۴ جس نابالغ کا کوئی عصبہ ہو وہ اس کے نکاح کا ولی ہے اس کے ہوتے ہوئے ماں کو نکاح کرانے کا اختیار نہیں۔
- ۲۷۴ لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔

- ۲۴۵ بآلغ اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی ولی کا محتاج نہیں۔
- ۲۴۵ بھائی کے ہوتے ہوئے نانی ولی نہیں ہو سکتی۔
- ۲۴۵ نابالغ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔
- ۲۴۸ ایک جوان لڑکی جس کے دادا نے بسمالت نابالغی ایک نابالغ سے نکاح کر لیا تھا جس کے بلوغ کو ابھی پانچ سال اور درکار ہیں اور لڑکے کے مکان پر ایک ایسا شخص ہے جس سے آپنی عصمت دری آبروریزی کا خوف ہے اس لئے وہاں جانے سے انکار رکھتی ہے اور تقریبی کے بعد دوسرا نکاح چاہتا ہے کیا حکم ہے۔
- ۲۴۵ ہندہ کا عقد بارہ برس ہوئے ہوا تھا اُس نے اذن نہ دیا تھا سکتا رہی، پاس بیٹھے والی عورت نے کہہ دیا کہ ہندہ نے اذن دے دیا ہندہ کہتی ہے کہ میرے دل میں اُس وقت نہ انکار تھا نہ اقرار تو کیا حکم ہے۔
- ۲۴۶ وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں۔
- ۲۴۶ نوشتہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیسا ہے۔
- ۲۴۸ ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔
- ۲۴۸ جہاں لوگ بعد نکاح ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نکاح کے اول روز حسب رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔
- ۲۴۸ ولیمہ سنن مستحبہ میں سے ہے اس کا تارک گنہ گار نہیں۔
- ۲۴۸ بچہ نے سلیم کی ماں کا دودھ پیا ہے تو سلیم سے بچہ کی لڑکی کا نکاح کیسا ہے۔
- ۲۴۸ اپنی لڑکی کا ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں یہ نکاح کیسا ہے اور وہ رقم کیسی۔
- ۲۴۸ زید بچہ کا رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بچہ کی چھوٹی بہن سے کیسا ہے۔
- ۲۴۹ نابالغہ اگر سمجھ دار ہو اور بطور خود نکاح کر لے اور ولی اسے جائز رکھے تو جائز ہوگا۔
- ۲۴۹ شرع میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
- ۲۴۵ غیر کفو شرعی سے اگر بالفہ بطور خود نکاح کر لے تو نکاح نہیں ہوگا۔
- ۲۸۰ عوام کے محاورہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
- ۲۸۰ نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برص ہے تو وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں اور شادی کا صرف اُس کے والدین سے لیا جاسکتا ہے یا نہیں۔
- ۲۸۰ شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھائے تو کچھ حرج نہیں۔
- ۲۸۱ غیر مقلد کو غیر مقلد جانتے ہوئے اُسے بزرگ جان کر نکاح پڑھوائے تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔
- ۲۸۱ ہندہ بالفہ نے بے رضا مندی والدین بطور خود زید حنفی سے نکاح کیا ہم صحبت بھی ہوئے اب وہ نکاح سے منکر ہے اور کہتی ہے کہ میں غیر مقلد ہوں اس نکاح کا کیا حکم ہے۔

- غیر مقدس شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و اہل نار ہیں۔ ۲۸۲
- اُس زمانے میں جو مذہب اربعہ (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و ناری ہے۔ ۲۸۲
- اگر بالغہ شافعیہ بے اذن ولی کسی حنفی کفو سے نکاح کرے تو نکاح لازم ہوگا۔ ۲۸۲
- مہر میں حیثیت کا لحاظ ضروری ہے یا نہیں، اور حیثیت سے زائد مہر پر جو نکاح ہو وہ نکاح ہوگا یا نہیں۔ ۲۸۲
- مقتلس سے کتنے ہی کثیر مہر پر نکاح ہو جو حیثیت کا مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جانیں اور ادا کی نیت ہو۔ ۲۸۳
- صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہابیہ ملاعنہ پر شدید سازیا نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔ ۲۸۳
- سیف اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔ ۲۸۳
- فرقان حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہمیں دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔ ۲۸۳
- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ مہر کثیر باندہ پر انکار شدید فرمایا تو ایک خاتون نے آیت کریمہ : اَتَيْتُمْ اَحَدَهُمْ قَنْطَرًا تَكَادُتُ كِىْ جَسَدٍ پر آپ نے فرما اپنے انکار سے رجوع فرمایا۔ ۲۸۳
- یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھے اور ادا کی نیت نہ ہو ۲۸۳
- حدیث میں ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔ ۲۸۳
- اگر لیسر زید نے زوجہ عمر کی چھاتی جبکہ وہ چار پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی اُس وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لڑکے کا عمر و کی لڑکی سے نکاح ہوگا یا نہیں۔ ۲۸۳
- ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو بچہ صبی میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ ۲۸۴
- دودھ اُترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں قوت مزاج و کثرت خون سے کنواری کو دودھ اُتر سکتا ہے۔ ۲۸۴
- ہندہ نابالغہ کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ نے کیا اب ہندہ بالغہ ہے کہتی ہے میں اس نکاح کو فسخ کراؤں گی، کیا حکم ہے۔ ۲۸۵
- نکاح قاضی سے نہ پڑھوانا دوسرے مسلمان سے پڑھوانا کیسا ہے۔ ۲۸۶
- شہر کے بھتیجے سے بعد نفات شوہر انقضاعت نکاح جائز ہے۔ ۲۸۶
- اُس ارادہ پر نکاح کہ میں اتنی مدت بعد طلاق دیدہ نکاح کر نہیں بلا وجہ بے سبب طلاق دینا منع ہے۔ ۲۸۶
- نکاح جس کی اجازت پر موقوف ہو اس سے ناراضگی ظاہر کرتے ہی نکاح موقوف رد ہو جائیگا۔ ۲۸۸
- نکاح موقوف میں قبل اجازت وطی حرام ہے۔ ۲۸۸

- ۲۹۴ گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔
- ۲۸۸ کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی یا بھانجی کو حرام نہیں کرتا نہ ان کے نکاح میں کوئی حائل آتا ہے۔
- ۲۹۴ بچہ بچہ اور بھتیجی دونوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام بلکہ بعد از طلاق ایک کی عدت میں بھی دوسری سے نکاح حرام ہے۔
- ۲۹۴ صرف ایک مرد کے سامنے الحجاب و قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۹۴ سجاد کا نکاح عبد الغفار کی ہمشیر اور اس کا سجاد کی ہمشیر سے ہوا نہ تو ہمشیرہ عبد الغفار رخصت سے پہلے فرار ہو گئی اس لئے سجاد اپنی ہمشیرہ مولودن کو رخصت نہیں کرتا کہتا ہے کہ بوجہ فقدان شرط نکاح بدلیں و شرط شکنی باطل ہو گیا کیا یہ صحیح ہے۔
- ۲۹۵ نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔
- ۲۹۱ نکاح پڑھانے کے لئے دوسرے شخص کی ضرورت نہیں، گواہوں کی موجودگی میں مرد و زن خود ہی ایجاب قبول کر سکتے ہیں۔
- ۲۹۶ عورت اگر ولی نہ رکھتی ہو مختار ہے جس سے چاہے اپنا نکاح کرے، اور اگر ولی رکھتی ہو تو کفو سے کرنے میں مختار ہے۔
- ۲۹۶ قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے نکاح پڑھوائے۔
- ۲۹۶ قاضی نکاح کے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا ہو۔
- ۲۸۸ نابالغ سے شادی اگرچہ اس کی رضا سے ہو اجازت نہیں ٹھہر سکتی۔
- ۲۸۸ عورت سے بحالت حمل زنا، نکاح و قربت کا حکم غیر مدخول بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں دے مغلطہ ہو جاتی ہے اور اگر متفرق لفظوں سے تین تو مغلطہ نہیں ہوتی۔
- ۲۸۹ بیوہ کا نکاح عدت کے اندر سوا ہو تو کیا حکم ہے۔
- ۲۹۰ جلیطہ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔
- ۲۹۱ ایجاب اگر نامتین کے لئے ہو تو نکاح نہ ہو گا اور متین کے لئے ہو تو صحیح ہو گا۔
- ۲۹۱ جلسہ منگنی میں اگر وہ الفاظ جو ایجاب و قبول کے لئے متین ہیں کہے تو نکاح ہو گا اور اگر الفاظ مترد ہیں تو نہیں۔ اعتبار جلسہ سے منگنی ہی ہو گی۔
- ۲۹۱ منگنی کے بعد لڑکی کے والد نے انکار کیا لڑکی بالغ ہے لڑکے کا والد لڑکی کو میکے سے فرار کر کے لے گیا اور اپنے یہاں نکاح کر لیا، کیا حکم ہے۔
- ۲۹۱ کسی مسلمان کو ناحق ایذا دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔
- ۲۹۲ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے۔
- ۲۹۲ زید ہندہ سے نکاح پر رضا مند نہ تھا بچہ ہوں بجا قبول کہا نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۹۳ زید ہندہ سے نکاح کرنے سے پہلے اس کی بچہ بچہ سے زنا کرنا یا پھر ہندہ سے نکاح ہوا کیا حکم ہے
- ۲۹۳ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور

- نکاح خواتی کے قاضی اسماء سمیت تموہا ما
 ۲۹۹ سے ممانعت۔
 ۲۹۹ انزل اللہ بھا من سلطن کے قبیلہ سے ہیں۔
 ۳۰۰ چچانے نابالغہ کا نکاح کیا اب وہ بعد بلوغ کہتی ہے
 کہ تیرے چال چلن خراب ہیں میں نکاح توڑ دوں گی
 کیا حکم ہے۔
 ۲۹۷ بعض تو یوں کہتے ہیں کہ بعض مہراتنے روپے اتنے
 دینا رسکہ رائج الوقت سوائے نان نفقہ کے اور کوئی
 بجائے سوا علاوہ اور کوئی بجائے ان کے مع اور
 کوئی بیچ نکاح تمھارے کے آئی اور دی میں نے
 کتھے ہیں اور بعض صرف آئی اور بعض صرف دی کتھے
 ہیں، کون سی عبارت استعمال ہو، اور سوا
 نان نفقہ کہنے سے شوہر کے ذمہ نان نفقہ ہوا یا نہیں
 یونہی علاوہ کہنے میں اور مع کہنے سے نان نفقہ
 مہر میں شامل ہو گا یا نہیں۔
 ۲۹۷ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہو گا جب
 مہر شرط لازم ہو گا اور مہر مثل دینا آئے گا۔
 ۲۹۸ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان و نفقہ کچھ
 واجب نہ ہو گا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں
 ضرور واجب ہو گا۔
 قبل وجوب استقاط مہل ہے۔
 ۲۹۸ نکاح و رخصت کے بعد اب خسر کہتا ہے کہ ایک
 اسامپ گھوڑے میں لڑکی کو کبھی اپنے وطن نہ لیجاؤنگا
 ورنہ میں اب رخصت نہ کروں گا، کیا خسر ایسا
 کر سکتا ہے۔
 ۲۹۹ عورتوں کو ضرر پہنچانے اور ان پر تنگی کرنے کی قرآن عظیم
- ۲۹۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
 کہ اسلام میں نہ ضرر ہے نہ ضرر ساقی۔
 ۳۰۰ ایک عورت نے ایک شخص سے کہا کہ زمانہ عدت میں
 مجھ سے نکاح کر لو ورنہ میں حرام کراؤں گی، اس نے
 بہت سمجھایا نہ مافی مجبوراً نکاح کر لیا، کیا حکم ہے۔
 ۳۰۰ خدا نے مردوں کو دو دو تین تین چار چار عورتیں حلال
 فرمائیں، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں ہوا۔
 ۳۰۱ کافرہ سے بعد اسلام نکاح کیا وہ نکاح سے حلال بھی
 ہے، نکاح ہوا ہے یا نہیں، زید کہتا ہے یہ
 نکاح نہ ہوا اور شاہدین و حاضرین محفل کا نکاح بھی
 ٹوٹ گیا، مجموعہ خانی کی عبارت پیش کرتا ہے۔
 ۳۰۱ لا ینقض نکاح ما ینقض عادت موجب فسخ
 مسقط عدالت اور وجہ رد شہادت ہے۔
 ۳۰۲ مطلب حدیث لا نکاح الا بولی و شاہدی
 عدل۔
 ۳۰۵ نہی منافی صحت نہیں۔
 ۳۰۵ خطبہ (منگنی) و نکاح میں فرق ہے یا نہیں، اور
 حدیث تحرم الخطبة علی خطبة اخيه کا
 کیا مطلب ہے اور اس سے منگنی کے نکاح
 ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں۔
 ۳۰۵ اور کیا بنیاد کی عبارت لان الخطبة التزوج
 صحیح ہے۔
 ۳۰۵ عینی کی عبارت وعنه فی الرجل یشرب الشراب
 الی قوله قال السردجی و ہما قولان باطلان کا

- مطلب کیا ہے ہا کا مزج کیا ہے۔ ۳۰۵ نکاح کی گہ مرد کے ہاتھ ہے۔ ۳۱۳
- سروچی کون ہیں، کیسے ہیں۔ ۳۰۶ فسق و فجور کے سبب بھی نکاح سے باہر نہیں ہوتی۔ ۳۱۳
- اپنے مسلمان بھائی کی منگیتر کو پیام دینا ممنوع ہے۔ ۳۰۸ زوجہ کی زندگی میں حقیقی سالی یا رشتہ کی سالی سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۴
- سائبہ کلید کی نفی سے حل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا۔ ۳۰۹ بھتیج بھویا بھانج بھو سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۳۱۵
- زید نے اپنی بالغ لڑکی کے نکاح کا وکیل بکر کو کیا اور لکھ بھیجا کہ اکیس ہزار روپے مہر پر عرو سے اس کا نکاح کر دو اس نے کر دیا اور زید کو اطلاع دے دی بالغہ کو اس سب کی اطلاع تھی زید نے اسے نکاح ہو جانے کی خبر دی تو اس نے قبول کر لیا، کیا حکم ہے۔ ۳۰۹
- اجازت لاحقہ مثل و کالت سابقہ کے ہے۔ ۳۰۹ منکوحہ کی بیٹی اس وقت شوہر پر حرام ہوتی ہے جب منکوحہ سے ہم بستر بھی ہوا ہو۔ ۳۱۴
- باب المحرمات**
- ہندہ نے اپنے ابن ابی بن زید کو دو دو چلا دیا کیا ہندہ کی نواسی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔ ۳۱۱
- سوتیلی خوشدامن سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۲
- سوتیلی ماں لفظ اُمہات میں داخل نہیں۔ ۳۱۲
- حرمات علیکم اُھتکھ کے بعد ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم اسی لئے فرمایا۔ ۳۱۲
- سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی بہن حلال ہیں۔ ۳۱۲
- شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ مال لے کر طلاق دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق نکاح کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔ ۳۱۳
- عورت بے اذن شوہر گھر سے نکلے اس سے نکاح سے نہیں نکلتی۔ ۳۱۳
- دوسروں سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۶
- باپ کا عورت کی بیٹی اور بیٹے کا اس عورت سے نکاح جائز ہے۔ ۳۱۶
- باپ کی ساس حلال ہے جبکہ اپنی نانی نہ ہو۔ ۳۱۶
- بھو کی بیٹی حلال ہے جبکہ اپنی پوتی نہ ہو۔ ۳۱۶
- سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ نہیں ہوتی۔ ۳۱۲
- زنا سے زنا یا فقط نکاح کے سبب عتبات جماع حرام۔ ۳۱۶
- سالی سے بعد نکاح یا دھوکے میں وطی کی وجہ تک عدت نہ گزرے زوجہ سے قربت جائز نہیں۔ ۳۱۳
- بعد عدت جائز ہوگی۔ ۳۱۶
- عورت کا بیان ہے کہ اس کے داماد نے زنا یا دھوکے میں عورت کو چار پانی پر اگر زبردستی پا دیا تو اس سے نکاح جائز ہے۔ ۳۱۳

- شروع کر دئے اور شکم پر ہاتھ پھیرا، مگر بند کھولنا چاہا، اپنا پہلے کھول لیا تھا، نہایت دشواری سے اُسے علیحدہ کیا، داماد منکر ہے، لڑائی کا نکاح رہا یا نہیں۔ ۳۱۸
- منکوحہ کی ماں کے کسی حصہ جسم کو بشہوت چھونے سے نکاح زائل نہیں ہوتا مگر منکوحہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور اُسے چھوڑ دینا واجب۔ ۳۱۹
- مس بحالت شہوت کا مطلب۔ ۳۱۹
- مس برہنہ جسم یا کسی باریک حائل پر ہوگا تو معتبر ہے ورنہ نہیں اگرچہ ہزار شہوت ہو۔ ۳۲۰
- مس و نظر بشہوت کے بعد حرمت کے لئے انزال نہ ہونا بھی شرط ہے۔ ۳۲۰
- تنہا ایک عورت کا بیان قابلِ سماعت نہیں نکاح یقیناً قائم ہے۔ ۳۲۳
- حمل حلال کا ہو تو قبل از وضع غیر سے نکاح نہیں ہو سکتا، شوہر سے جس کا یہ حمل ہے نکاح جائز ہے بشرطیکہ طلاق مغلط نہ ہو۔ ۳۲۳
- زنا کا حمل ہو تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، فرق اتنا ہے کہ زانی بے وضع حمل قربت کر سکے گا اور غیر زانی تا وضع ممنوع رہے گا ہاتھ نہ لگا سکے گا۔ ۳۲۴
- زید و ہندہ میں ناجائز تعلق تھا سلمیٰ بنت ہندہ کو اس کے چچا نے اپنی بیٹی بتا کر زید سے نکاح کر دیا مگر رخصت نہیں ہوئی ہے اب معلوم ہوا کہ سلمیٰ ہندہ کی بیٹی ہے، اب اس نکاح کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد زید ہندہ سے نکاح کر سکتا یا نہیں۔ ۳۲۲
- مریدہ پیر پر حرام ہے یا حلال، اور ازواج مطہرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔ ۳۲۵
- باتفاق علماء سب سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ شرف ارادت سے مشرف ہوئیں۔ ۳۲۶
- حضرات شیخین ابو یوسف و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے۔ اولیاء فرماتے ہیں: تا جہاں ست نہ بچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی بود نہ بچو صدیق مرید ہے۔ ۳۲۶
- قرآن و حدیث سے نبی کی کوئی دلیل سکھانا اور اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور بڑے اجر کا کام ہے۔ ۳۲۷
- نکاح سُستی یا دختر افضی صحیح ہے یا نہیں اور اولاد مستحق ترکہ بدری ہے یا نہیں۔ ۳۲۸
- روافض کے بعض عقائد کفریہ۔ ۳۲۸
- حرامی عورت کا نکاح سُستی مرد سے ہوگا یا نہیں اور اس کی لطنی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہوگا یا نہیں۔ ۳۲۹
- ایک شخص کا حمل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے حمل کے وہ عورت چاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو مابین حمل عقد درست ہوگا یا نہیں۔ ۳۲۹
- ایسی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جن کی ماں ایک باپ دو ہوں جائز ہے یا نہیں۔ ۳۳۰

دو بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا پھلی کا فاسد ہوگا۔ اس سے مفارقت واجب ہے اگر بعد دخول مفارقت کرے گا تو مہر سخی و مہر مثل میں سے جو کم ہوگا وہ لازم ہوگا، عورت پر عدت واجب، اولاد صحیح النسب، اور اس کی عدت گزرنے تک پہلی سے وطی حرام ہوگی۔

جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں حقیقی ہوں تو عورت دوسرے نکاح کے لئے کس مدت تک انتظار کرے۔

چچی سے نکاح درست ہے۔
ستویلیے نانا کی دختر سے نکاح کا حکم۔

زید نے اپنی سالی سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار، اس کے اقرار زنا پر قاضی کے سامنے شہادت گزری، اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں، اور ہندہ زوجہ زید اس پر حرام ہوگی یا کیا۔

اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا تو کیا حکم ہے۔
شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی صلاحیت نہ رکھے مگر مثبت اقرار ہے۔

اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقذوف بالزنا کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو قاذف اور شہود پر حد قذف نہ لگائی جائے۔

بینہ سے جو ثابت ہو ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسے معاند سے۔

اثبات زنا میں شہادت زنان و شہادت دومرد ہرگز مسموع نہیں۔

اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی اور اگر تین مردوں نے زنا اور ایک نے اقرار زنا پر شہادت دی تو تین شہود پر حد قذف لگے گی۔

دارالقضا سے باہر کا استدلال مثبت زنا نہیں ہوتا۔

اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔
اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصلاً

حاجت نہیں مجرد اقرار زنا کافی ہے۔
اگرچہ ہزل و مذاق میں ایک بار اقرار کیا کہ اس نے اس سے زنا کیا حرمت مصاہرت ثابت

ہوگی پھر لاکھ انکار کرے مسموع نہ ہوگا۔
اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کی ماں سے کیا کیا، اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا، تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا۔

عورت سے بشرط بکارت نکاح کیا اور اسے شیب پایا۔ عورت کہتی ہے تیرے باپ نے بکارت کا ازالہ کیا ہے، اگر شوہر نے اس کی تصدیق کر دی تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔

زنا بمادر زن پیش از نکاح زن اور اس کا عکس دونوں ثبوت حرمت ابدیہ میں یکساں ہیں اگرچہ ایک صورت میں حرمت سابقہ اور دوسری صورت

- ۳۴۰ میں طاریہ ہے۔
 ۳۴۱ مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔
 ۳۴۲ نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں سے زنا کیا تھا تو حرمت ثابت ہوگی مگر عورت کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اگر دخول کر چکا ہے تو پورا مہر مسمی واجب ہوگا ورنہ نصف۔
 ۳۴۳ حجت قاصدہ من جہتہ مقبول اور من جہتہ مردود ہوتی ہے۔
 ۳۴۴ جہاں تک مقرر پر اقرار کا ضرر ہے ماخوذ اور جتنا دوسرے پر الزام ہے منبوذ ہوگا۔
 ۳۴۵ کسی کی کنیز سے نکاح کیا اور قبل دخول اس نے پیر شوہر کا بوسہ لیا شوہر کہتا ہے کہ بوسہ بشہوت تھا اور مولیٰ انکار کرتا ہے تو حرمت ثابت ہوگئی اور نصف مہر دینا واجب ہوگا۔
 ۳۴۶ حقیقی خالہ سوتیلی ماں کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس کی بھانجی سوتیلی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے۔
 ۳۴۷ ہندہ نے زینب کا دودھ پیا ہندہ کے بیٹے پر زینب کی دختر حرام ہے۔
 ۳۴۸ کسی نے زوجہ کے دھوکے میں ہمیشہ یا خوشدامن کا بشہوت یا تنہ پکڑا نکاح میں کچھ خلل ہوا یا نہیں اور کس صورت میں عورت اس پر حرام ہوگی۔
 ۳۴۹ زید نے بکر کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کیا پھر بے تحقیق بکر کو نامرد ٹھہرا خالہ سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا اس نکاح اور اولاد کا کیا حکم ہے۔
 ۳۵۰ زید کے پسر عمر کا نکاح سلمیٰ سے جائز ہے۔
 ۳۵۱ زید کے نکاح میں عروہ تھی پھر کنیز سے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہوا، اور کنیز کا مہر زید ہوگا تو کنیز اور کنیز اور اولاد کنیز ترکہ زید پائیں گے یا نہیں۔
 ۳۵۲ لونڈی پر عروہ کا نکاح جائز ہے مگر اس کا عکس ناجائز ہے۔
 ۳۵۳ اجماعاً نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا۔
 ۳۵۴ نکاح فاسد میں بعد و طی مہر مسمیٰ و مہر مثل میں سے اقل لازم ہوگا۔
 ۳۵۵ جو اولاد نکاح فاسد میں وقت و طی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب اور مستحق ارث ہے۔
 ۳۵۶ اگر عورت کا بوسہ رخسار بنظر شہوت یا عورت کی ساری اولاد اس پر حرام ابدی ہوگئی۔
 ۳۵۷ نواسہ اگر نکاح کر لیں تو طوفین پر واجب کہ فسخ کر دیں اور شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عورت خود فسخ کر سکتی ہے۔
 ۳۵۸ بوسہ لب خواہی خواہی بنظر شہوت ٹھہرے گا لاکھ ادعا کرے کہ میں نے بشہوت نہ لیا تھا قبول نہ ہوگا اور امام محمد بن الحکام کے نزدیک بوسہ رخسار بھی ایسا ہی ہے۔
 ۳۵۹ ایک شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی سے زنا کیا، اب زنا سے توبہ کر کے اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔
 ۳۶۰ لیلیٰ و سلمیٰ رضاعی نہیں ہیں زید نے لیلیٰ سے نکاح کیا ہے

- ۳۴۲ استاذ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
 ۳۴۳ شاگرد عورت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔
 ۳۴۴ بھتیجے کا نکاح چچا کی بیوی سے جائز ہے یا نہیں
 ۳۴۵ جبکہ وہ محارم میں سے نہ ہو۔
 ۳۴۶ مسئلہ زن مفقودہ۔
 ۳۴۷ روافض کے اقسام و احکام اور ان کے بعض عقائد
 ۳۴۸ کفریہ کا ذکر۔
 ۳۴۹ جمع کرنا درمیان عورت اور اس کی بھتیجی کی بیٹی کے
 ۳۵۰ حلال ہے یا حرام۔
 ۳۵۱ ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے
 جن میں سے جس کسی کو مرد فرض کریں تو دوسری سے
 اس کا نکاح ناجائز ہو۔
 ۳۵۲ زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و حسین
 پیدا ہوئے پھر بعد ہندہ حفصہ سے نکاح کیا حفصہ
 نے اپنی بیٹی زبیدہ کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو
 دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہدہ بنت حسن سے جائز
 ہے یا نہیں۔
 ۳۵۳ بھتیجی اگرچہ سوتیلی ہو چچا پر حرام قطعی ہے۔
 ۳۵۴ حرمت متعہ کا بیان از احادیث و قرآن۔
 ۳۵۵ اللہ تعالیٰ نے تاقیام قیامت متعہ حرام فرمادیا۔
 ۳۵۶ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر
 کے روز متعہ اور گدھے کے گوشت سے منع
 فرمادیا۔
 ۳۵۷ متعہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس
 کی حرمت نازل ہونے سے یہ حرام ہو گیا۔
 ۳۵۸ غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متعہ کیا تو رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار
 کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا۔
 ۳۵۹ چھوٹی بھابھ سے نکاح کا حکم۔
 ۳۶۰ رسالہ ہبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ
 ۳۶۱ بالزنا (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت کا بیان)
 ۳۶۲ ساس سے زنا کرے تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام
 ہے اگرچہ بیوی کو اس کا علم نہ ہو۔
 ۳۶۳ وسر بانیکم الٹی فی حجورکم الایۃ کی تفسیر۔
 ۳۶۴ زن مدخولہ کی بیٹی کی حرمت قرآن سے ثابت ہے۔
 ۳۶۵ آیت قرآنی میں وصف الٹی فی حجورکم
 ۳۶۶ بالاجماع شرط حرمت نہیں۔
 ۳۶۷ وصف فساد شکم یعنی مہنولات کا زوجہ ہونا بھی
 ۳۶۸ بالاتفاق شرط حرمت نہیں۔
 ۳۶۹ ماں بیٹی دونوں اگر ایک شخص کی شرعی کنیزیں ہوں تو
 انھیں جماع میں جمع کرنا حرام ہے۔
 ۳۷۰ کنیزیں "فساد شکم" میں اور ان کی بیٹیاں
 ۳۷۱ "سر بانیکم" میں داخل نہیں۔
 ۳۷۲ کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے
 ۳۷۳ نہ تو علت ہے اور نہ ہی جڑ علت۔
 ۳۷۴ ماں سے صحبت دختر کے لئے علت تحریم ہے اور
 ۳۷۵ یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت ہے۔
 ۳۷۶ آیت کریمہ "و حلائل ابناکم الذین
 ۳۷۷ من اصلا بکم" کی تفسیر۔
 ۳۷۸ "وامہات نساکم" سے کیا مراد ہے۔

وَلَا تَتَكْبَرُوا مَا نَكِّحُ أَبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

میں نکاح کا کیا معنی ہے۔

تخصیص کی دلیل پیش کرنا مدعی تخصیص کے ذمہ ہے۔

دخول حرام طور پر بھی تو موطوءہ کی دختر کے لئے
موجب تحریم ہو جاتا ہے۔

وہ صورتیں جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جواس
کھلے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطوۃ کی دختر
حرام ہوگئی۔

محرم دختر کے لئے نہ نکاح شرط نہ وطی کا بروجہ

کمال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وظی ہے۔

کاح معنی وطنی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف۔

۴۔ فصل فرج میں شرعاً احتیاط واجب ہے۔

نہ صرف یہ درست ہے جب تک عمل قیامت ہو صورت ہی رکھ سکیگا۔

۴ مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔

بیٹ "لا یحرم الحرام المحلول" سخت ضعیف

۵۶ ناقابل احتجاج و ساقط ہے۔

ول امام احمد بن ارساد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نه اترام المؤمنين رضي الله تعالى عنها بكمه عراق

۵۷

تے اپنے لئے عند کے قاتل عمرو بن سہولہ کو دیا مہر کے وضع کیا۔

بھوٹا ہے۔

۵۴

من وقاصی ثقات سے موضوع خبری روایت

کرتا ہے۔

اسحاق بن ابی فروہ مشکلم فیہ اور متروک ہے۔

۳۵۸ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: فروی کذاب ہے۔

اسحاق بن ابی فرودہ دوہیں۔

اول اسحاق بن عبد الله بن ابی فروه تابعی معاصرو

لمیة امام زهري رجال ابو داود و ترمذی و ابن ماجه

سے ہے، یہی متروک ہے اور اسی کو امام بخاری نے تکذیب کیا۔

۳۵۹

۱۱۔ عبد بن بن سے فرمایا، اسحاق بن ابی فروہ سے روایت حلال نہیں۔

حقاق بن ابی فروہ نہ کور کا سن ۳۶ھ یا

۳۶۰

مصحح ابن محمد بن عبد الله بن أبي فروه

مخاری کے استاذ ہیں، ۳۲۶ھ میں وصال

یہ سب کچھ ہرگز متروک نہیں۔

ہاں بن محمد بن اسحاق اور ابن جبران نے کثرت
ذکر کیا اور الواحۃ وغیرہ

م سے خالی یہ بھی نہیں ہیں۔

۳۶۱

اق مذکور کے بارے میں امام قسائی نے کہا:

نہیں۔ وار قطنی نے کہا: ضعیف ہیں۔ اور

۳۶۱) البوداؤد نے کہا: سخت ضعیف ہیں۔

تذکرہ کے شیخ عبداللہ کے بارے میں

بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظہ کی دوسری

تین۔ اور امام سنی نے کہا: قوی نہیں۔

342

- اگر اس حدیث کے ضعف سند سے قطع نظر بھی کی جائے تو بھی یہ اپنے ظاہر پر یقیناً صحیح نہیں۔ ۳۶۲
- قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو وہ پانی اور گلاب حرام ہو جائیں گے۔ ۳۶۳
- متعدد مثالیں جہاں حرام شے حلال کو حرام کر دیتی ہے۔ ۳۶۳
- لاجرم حدیث مذکور میں تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام من حیث ہو حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔ ۳۶۳
- اگر کوئی ظاہر شے جو کہ حرام ہو کسی حلال میں اس طرح مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی حلت پر قائم رہتا ہے۔ ۳۶۳
- حلال و حرام کے مخلوط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ۳۶۳
- اس حدیث ضعیف میں بھی ہمارے مذہب کے مخالفین کے لئے اصلاً حجت نہیں۔ ۳۶۴
- ہمارے مذہب کی مؤید چند احادیث۔ ۳۶۴
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جائز نہیں کہ توبیخی کی اس شے پر مطہ ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطہ تھا۔ ۳۶۴
- حدیث میں ہے جو شخص کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہے۔ ۳۶۴
- جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔ ۳۶۴
- عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے۔ ۳۶۴
- سائس سے زنا کرنے والے پر عورت اور سائس دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔ ۳۶۵
- حرمت مصاہرہ کی صورت میں مرد و زن کو جدا ہو جانا فرض ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہوتا جب تک شوہر متاثر نہ کرے، اور بعد متاثر نہ کرے نہ گزر جائے عورت کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ ۳۶۵
- حرمت مصاہرہ کے بعد متاثر نہ کرے قبل اگر شوہر وطی کرے تو حرام ہے مگر زنا نہیں اور اس وطی سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی کیونکہ نکاح باقی ہے۔ ۳۶۵
- طلاق اور متاثرہ میں فرق۔ ۳۶۵
- حرمت مصاہرہ اور حرمت رضاعت سے نکاح مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔ ۳۶۵
- حرمت مصاہرہ کے باوجود تفریق سے قبل اگر شوہر نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ ۳۶۵
- حرمت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نے نہ چھوڑا اور وطی کرتا رہا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور باپ دونوں کی وارث بنے گی تاہم زنی و شوہر آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ ۳۶۶
- اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔ ۳۶۶
- دوبارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافزہ سے نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب غرض تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۳۶۷

- شیعہ وغیرہ بد مذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے۔ ۳۶۷
- زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی نخواہی انس و
مجتب و الفت پیدا کرتا ہے۔ ۳۶۸
- بد مذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے،
اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ ۳۶۸
- آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے
آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے
تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ ۳۶۸
- بد مذہب عورت سے نکاح میں یہ خیال کہ ہم اس کو
سستی کر لیں گے محض حماقت ہے۔ ۳۶۸
- محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے۔ ۳۶۸
- دل پلٹے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ۳۶۹
- بد مذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت تہر اور زہر نال ہے۔ ۳۶۹
- عورتوں کو شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ ۳۶۹
- عورتیں زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔ ۳۶۹
- عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔ ۳۷۰
- اگر کسی نے اپنی رضاعی ساس یا رضاعی سالی سے
زنا کیا عذاباً یا سہواً تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں۔ ۳۷۰
- زوج کی رضاعی ماں، نانی، وادی سے وطی بلکہ
دواعی و وطی بھی جبکہ انزال نہ ہو دانستہ یا شبہہ یا
جبر و اکراہ سے، جس طرح بھی ہوں عورت کو شوہر
پر حرام ابدی کر دیتے ہیں۔ ۳۷۱
- رسالہ ازالۃ العار بحجۃ الکرائم عن
کلاب السار (معزز خواتین کو بہن کے کتوں (بد مذہبوں)
کے نکاح میں نہ دے کر شرمندگی سے بچانا) ۳۷۲
- سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے کرنا ممنوع و
نا جائز اور گناہ ہے۔ ۳۷۳
- غیر مقلدین زمان کے بہت عقائد کفریہ و ضلالیہ ہیں۔ ۳۷۳
- غیر مقلدوں کا گمراہ و بد مذہب ہونا بروج احسن
ثابت ہے۔ ۳۷۳
- بد مذہبوں سے کھانا پینا اور بیاہ شادی کرنا
ممنوع ہے۔ ۳۷۳
- بدعتیوں سے انس اور دوستی کرنے والا ایمان کے
نور اور صلوات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۳۷۴
- جو اس زمانے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو
وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ ۳۷۴
- اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح
محض باطل اور زنا ہے۔ ۳۷۴
- مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔ ۳۷۴
- غیر مقلد عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے
نکاح حکم آیت و حدیث منع ہے۔ ۳۷۴
- فتویٰ علماء پلٹنے ۳۷۴
- فتویٰ علماء بہار ۳۷۵
- فتویٰ علماء بدایوں ۳۷۶
- فی الواقع سنیہ حنفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد
وہابی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع
و گناہ۔ ۳۷۷
- وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ
رکھتا ہو تو اس سے نکاح با جماع مسلمین بالقطع
والیقین باطل محض و زنا صرف ہے۔ ۳۷۷

- ۳۷۸ سب مشرک قرار پاتے ہیں۔
- ۳۷۷ عقائد کفریہ قطعیہ کی چند مثالیں۔
- ۳۷۷ بدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔
- ۳۷۸ مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی سے نہیں ہو سکتا۔
- ۳۷۸ کبرائے وہابیہ اور مجتہدین روافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔
- ۳۷۸ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔
- ۳۷۸ ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔
- ۳۷۸ طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریات لزومیہ بکثرت ہیں۔
- ۳۷۸ عقائد وہابیہ کے شافی و وافی بیان پر مشتمل دور سالوں کا نام۔
- ۳۷۸ تصدیق ائمہ کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہنا غیر مقلدوں کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت ہے۔
- ۳۷۸ معاملات انبیاء و اولیاء سے متعلق ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر منوع و مکروہ بلکہ مباحات و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول وہابیہ ہے۔
- ۳۷۸ وہابیوں کا خلاصہ اعتقاد یہ ہے کہ جو وہابی نہ ہو مشرک ہے۔
- ۳۷۸ وہابیوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تعلیق میں گیارہ سو برس کے ائمہ دین، علماء کاملین اور اولیاء عارفین
- ۳۷۸ جمہور ائمہ کرام و فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی برہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔
- ۳۷۸ حدیث میں ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔
- ۳۸۰ جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بنائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پلٹ آئے گا۔
- ۳۸۰ حدیث وفقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والا جملہ پر حکم کفر لازم آتا ہے۔
- ۳۸۰ علامہ شامی نے وہابیوں کو خوارج میں داخل فرمایا۔
- ۳۸۰ خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔
- ۳۸۰ وہابی طحہ و بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔
- ۳۸۰ وہابیہ کے مذہب نامہ مذہب پر نہ صرف امت مرحومہ بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزۃ جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔
- ۳۸۱ خود کفریات کہنا یا کفریات پر راضی ہونا یا انہیں برائہ جاننا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔

- ۳۸۶ اقیون وحشیش کی بیح کا حکم۔
جواز کے یہ دونوں اطلاق (بمعنی صحت و علت)
تو شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور اطلاق
بھی ہیں۔
- ۳۸۶ جواز کا اطلاق کبھی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا ہے (حاشیہ)
نفاذ انحصار من وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی کبھی
نفاذ ہوگا حل اور صحت نہیں ہوں گے اور کبھی
حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہوگا۔ ۳۸۷ (حاشیہ)
- ۳۸۷ جواز کبھی لزوم کے معنی کے لئے آتا ہے۔
لزوم اور صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص مطلق
کی ہے۔
- ۳۸۸ لزوم اور حل میں نسبت عموم و خصوص من وجہ
کی ہے۔
- ۳۸۸ آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذالکم میں حل بمعنی
عدم حرمت و حل ہے جو گناہ کے منافی نہیں۔
- ۳۸۸ جواز بمعنی صحت، عدم جواز بمعنی مانعت و اثم
کے منافی نہیں۔
- ۳۸۹ رستغنی امام معتد ہیں قول و فعل میں اگر
روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے
گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے
ان کے ارشاد پر عمل کیا۔
- ۳۸۹ بد مذہبوں سے سنہ کی تزویج ممنوع ہونے پر
دلائل۔
- ۳۹۰ دلیل اول
- ۳۹۰ اگر شیطان تجھے مجلادے تو یاد آنے پر
- ۳۸۲ جو دہائی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ہی کسی
ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو
برائے احتیاط کافر نہ کہیں گے، اور یہی احتیاط
جو مانع تکفیر ہے مانع نکاح بھی ہے۔
- ۳۸۲ یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط
یکجہ اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔
- ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ
احتمالات غیر واقعہ کا۔
- ۳۸۲ بد مذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔
- ۳۸۳ اس شبہ کا جواب کہ جب اہل کتاب سے مناکحت
جائز ہے تو غیر مقلد سے کیوں جائز نہیں۔
- ۳۸۳ اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی ہیں۔
- ۳۸۳ عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
- ۳۸۳ شرع مطہر نے کتابی سے مسئلہ کا نکاح زنا مانا
اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، وجہ فرق کیا ہے۔
- ۳۸۳ عورت کے لئے کفارت مرد بالاجماع ملحوظ ہے
اور مرد بالغ کے حق میں کفارت زن کا کچھ اعتبار
نہیں۔
- ۳۸۵ دنائت فراش وجہ غیظ مستفرش نہیں ہوتی۔
- ۳۸۵ عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل ہے ایک بمعنی صحت
اور عقود میں یہی زیادہ متعارف ہے، دوسرا بمعنی
حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج ہے۔
- ۳۸۵ اذان جمعہ کے وقت بیح ہوگی اگرچہ ممنوع و
گناہ ہے۔
- ۳۸۵ صحت تو حل کو لازم ہے مگر حل صحت کو لازم نہیں۔

- ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔
۳۹۰ اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے۔
- دلیل دوم
قرآن گواہ ہے کہ زن و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت و الفت و رافت پیدا کرتا ہے اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی۔
۳۹۱ بد مذہب کی محبت ہم قاتل ہے۔
۳۹۱ بد مذہبوں سے دوستی کرنے والا بحکمت آنہی میں سے ہے۔
۳۹۱ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔
- دلیل سوم
اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔
۳۹۱ بد مذہب ہی ہلاک حقیقی ہے۔
۳۹۱ صحبت خصوصاً بدکار پر جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ مؤید آتے۔
۳۹۲ پہلا مؤید پانچ حدیثیں۔
۳۹۲ اچھے اور بُرے ہم نشین کی تمثیل و کہاوت۔
۳۹۲ گمراہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔
۳۹۲ مصاحب پر مصاحب کو قیاس کرو۔
۳۹۲ بُرے ہم نشین سے دور بھاگو کہ تو اسی کے ساتھ
- مشہور ہوگا۔
۳۹۲ ایک ہم نشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے اس قدر کوئی اور شے دوسری شے پر دلالت نہیں کرتی۔
۳۹۲ دوسرا مؤید : شوہر کا عورت پر حاکم ہونا۔
۳۹۳ تیسرا مؤید : عورت میں مادہ قبول و انفعال کی کثرت۔
۳۹۳ چوتھا مؤید : عورتوں کا ناقصات العقل الدین ہونا۔
۳۹۳ پانچواں مؤید : عورت کے دل میں شوہر کی محبت۔
۳۹۳ حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔
۳۹۳ آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھو حال کر دوستی کیا کرو۔
۳۹۴ دل چاہئے اور خیال بدلتے دیر نہیں لگتی۔
۳۹۴ قلب کو قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ متقلب ہوتا ہے۔
۳۹۴ شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔
۳۹۴ مقولہ مسلمہ ہے کہ مقدمۃ الحرام حرام۔
۳۹۴ جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہوا۔
۳۹۵ داعی کے لئے مفسی بالمدوام ہونا ضروری نہیں۔
۳۹۵ دلیل چہارم۔
۳۹۵ مرد عورتوں پر حاکم و مسلط ہیں۔
۳۹۵ عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے۔
۳۹۵

- اگر غیر خدا کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ۳۹۵
- بد مذہب کی تعظیم حرام ہے۔ ۳۹۶
- جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھادیٹے میں مدد کی۔ ۳۹۶
- فاسق شرعاً واجب الایمانہ ہے اور اس کی تعظیم ناجائز ہے۔ ۳۹۶
- دلیل خبیم۔ ۳۹۷
- منافی کو سردار کہہ کر مت پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو بے شک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا ہے۔ ۳۹۷
- دلیل ششم۔ ۳۹۸
- جو عورت کسی بد مذہب کی جو روئی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی۔ ۳۹۹
- اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔ ۳۹۹
- بد مذہب کتا ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر ہے۔ ۳۹۹
- بد مذہب لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔ ۳۹۹
- بد مذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب جانوروں سے بدتر ہیں۔ ۴۰۰
- دلیل ہفتم۔ ۴۰۰
- کون سی کتابیر سے نکاح جائز ہے۔ ۴۰۰
- کتابیر سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔ ۴۰۰
- کتابیر عربیہ سے نکاح عند تحقیق ممنوع و گناہ ہے۔ ۴۰۰
- مرد اور عورت میں کئی وجوہ سے فرق۔ ۴۰۲
- دبائیوں کو نہ خوف خدا ہے نہ خلق سے حیا۔ ۴۰۳
- سنت و ہابیت سے صاف مباین ہے لہذا مستحق و دبائی کا اجتماع ناممکن ہے۔ ۴۰۳
- کسی دبائی کا کسٹی ہونا ایسے ہی محال ہے جیسے رات کا دن ہونا یا نصرانی کا مومن ہونا۔ ۴۰۳
- مشتبہ الحال منکر و ہابیت کو پرکھنے کا طریقہ۔ ۴۰۴
- جنت سنت کے آٹھ باب جو ہادی حق و صواب ہیں ۴۰۵
- زید شنی اور ہندہ شیعہ ہے ان کا نکاح ہو گیا ہے انھیں شرعاً ہمبستری جائز ہے یا نہیں نیز اولاد کا کیا حکم ہوگا۔ ۴۰۵
- زید نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے بھکر ایک عالم کے نکاح کیا یہ نکاح کیسا ہے اور اس عالم کا کیا حکم ہے۔ ۴۰۶
- زید نے اپنی بی بی کی زندگی میں اس کی خواہر حقیقی سے نکاح کیا اور دوسری سے نکاح کے بعد قتل خلوت صحیح یا بعد خلوت پہلی کو طلاق دے دی، ان دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے۔ ۴۱۰
- سأس سے زنا کے باعث جبکہ منکوحہ حرام الہی ہو جائے تو اس سے پردہ بھی فرض ہو جاتا ہے یا وہ مثل محارم ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چھونا تنہا مکان میں رہنا جائز ہے۔ ۴۱۰
- مسئلہ زن مفقودہ۔ ۴۱۲
- سید سید، شیخ شیخ، پٹھان پٹھان ان قوموں میں بیٹے بھائی کی لڑکی اور چھوٹے بھائی کا لڑکا ہوتا نکاح ۴۰۰

- جائز ہے یا نہیں۔ ۴۱۳
- زید و عمر حقیقی چپ زاد بھائی ہیں ایک کا دوسرے کی دختر سے نکاح کیسا ہے اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے۔
- ۴۱۳ آپس میں بھائی اور بہنوں سولے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
- غیر حقیقی دادا کی دختر سے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۱۳
- پھوپھی خالہ بہن اسی طرح حقیقی عورات عورت کے محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام ہے مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہوجاتے ان سے پردہ کا وہی حکم ہے جو اجنبی سے۔ ۴۱۴
- شرعاً پھوپھی، خالو، بہنوئی اور جھٹھ، دیور اور چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور بھائی کے بیٹے سب کا ایک حکم ہے بلکہ ان سے زیادہ احتیاط لازم۔ ۴۱۵
- نسبی کو اپنی دختر رافضی تہائی قاذف حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں اور باوجود ناجائز جاننے کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔
- حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاذف کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ ۴۱۶
- جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح قاذف یا مرتد سے کرے وہ دیوث ہے۔ ۴۱۶
- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔ ۴۱۶
- تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے، دیوث، مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔ ۴۱۶
- زید نے جنت میں الاختین کیا باوجود منع کرنے کے نہ مانا اس پر مسلمانوں نے اس سے اجتناب کیا بعض نے اس کا ساتھ دیا تو شرعاً یہ اجتناب حق ہے یا نہیں اور زید اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ کھانے پینے، سلام کلام کا کیا حکم ہے، اور زید پر کون سی عورت حلال ہے۔ ۴۱۷
- عسائی کو اپنی دختر رافضی کے نکاح میں دینا کیسا، اور عسائی باوجود ناجائز جاننے کے دے دے تو کیا حکم ہے۔ ۴۱۷
- زمانہ سلف سے اس وقت سُنی اور رافضی کے درمیان قرابت کا کیا باعث، آیا اس وقت میں علماء نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ اور اب کے روافض میں کچھ فرق ہے۔ ۴۱۸
- فاسق ملعون سے ابتداء بالسلام مکروہ ہے یونہی بڑھانداقی، کذاب، لاعنی، گالیاں بکنے والا، اجنبی عورتوں کو گھومنے اور تاک جھانک کرنے والا، گانے والا اور کبوتر باز وغیرہ۔ ۴۱۸
- ترکب حرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے والا بھی اسی کی مثل ہے۔ ۴۱۹
- گناہ کی نحوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔ ۴۱۹
- غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔ ۴۲۰
- جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔ ۴۲۰
- آج کل کے رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی ۴۱۶

- مشکل ہے جیسا کہ توں میں سپید رنگ والا۔ ۴۲۰ اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے، تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں، ۴۲۰
- دیوث ہے۔ ۴۲۰ حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبراً فقہاء کرام کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔ ۴۲۰
- گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے۔ ۴۲۰ سو تیلے باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۳
- پہلے دور اور موجودہ دور کے رافضیوں میں فرق۔ ۴۲۱ عورت نے بعد طلاق عدت گزرنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر ثانی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثاء کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے اندر ہوا تھا اس لئے جائز نہ ہوا اب شخص ثالث سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۲۱
- عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے سامنے کر سکتا ہے۔ ۴۲۲
- منار کہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ مقدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔ ۴۲۲
- کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۲
- مسئلہ جمع بین الاختین۔ ۴۲۲
- بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔ ۴۲۳
- زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی ۴۲۶
- ۴۲۰ اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے، تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں، ۴۲۰
- ۴۲۰ مہر لازم ہے یا نہیں، اور زوج بعد وضع حمل زید کی رہی یا نہیں، اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ آ سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۰
- ۴۲۳ سو تیلے باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۳
- ۴۲۱ عورت نے بعد طلاق عدت گزرنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر ثانی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثاء کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے اندر ہوا تھا اس لئے جائز نہ ہوا اب شخص ثالث سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۲ عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے سامنے کر سکتا ہے۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ منار کہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ مقدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ مسئلہ جمع بین الاختین۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔ ۴۲۳
- ۴۲۳ زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی ۴۲۶
- ۴۲۶ اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے، تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں، ۴۲۰
- ۴۲۰ مہر لازم ہے یا نہیں، اور زوج بعد وضع حمل زید کی رہی یا نہیں، اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ آ سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۰
- ۴۲۳ سو تیلے باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۳
- ۴۲۱ عورت نے بعد طلاق عدت گزرنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر ثانی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثاء کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے اندر ہوا تھا اس لئے جائز نہ ہوا اب شخص ثالث سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۲ عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے سامنے کر سکتا ہے۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ منار کہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ مقدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ مسئلہ جمع بین الاختین۔ ۴۲۲
- ۴۲۲ بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔ ۴۲۳
- ۴۲۳ زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی ۴۲۶

- ۴۳۱ مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔
 ۴۳۲ التبت مصدر ہے اعد اس کا معنی ہے تعظیم السبت ۴۳۳
 ظالموں کی طرف میل مت کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ
 چھوئے گی۔ ۴۳۴
 ۴۳۵ فاسق معن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے
 امام بنانا گناہ ہے۔ ۴۳۶
 ۴۳۷ ایذا والدین اشد کیا ہے۔ ۴۳۸
 ۴۳۹ جو دو بلاؤں میں مبتلی ہو اسے چاہئے کہ ان میں
 سے ملکی کو اختیار کرے۔ ۴۴۰
 ۴۴۱ حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے
 صریح کفار و مرتدین ہیں ان سے میل جول حرام ہے۔ ۴۴۲
 ۴۴۳ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی طاعت نہیں۔ ۴۴۴
 ۴۴۵ مرتدین سے میل جول کے بارے میں والدین کی
 اطاعت ناجائز ہے۔ ۴۴۶
 ۴۴۷ جو کسی امر کفار کو اچھا جانے فقہار اس کی تکفیر
 کرتے ہیں یہاں تک اگر یوں کہے کہ وقت طعام
 ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک
 مجامعت بحالت حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے
 تو کافر ہو جائے۔ ۴۴۸
 ۴۴۹ اگر کوئی کسی کو کہے کہ حکم شرع یوں ہے وہ جواب
 میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا
 ہوں شرع سے نہیں، تو بعض علماء کے نزدیک
 کافر ہو جائے گا۔ ۴۵۰
 ۴۵۱ حقیقی بھانجہ کی بیٹی سے نکاح کا کیا حکم۔ ۴۵۲
 ۴۵۳ مسئلہ نکاح زن رافضیہ بائستی۔ ۴۵۴
- زید ایک مسجد کا امام ہے اُس نے جمع بین الاختین
 کیا، اعتراض پر کہایہ امام شافعی کے یہاں جائز
 ہے، اُسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا
 کیا حکم ہے۔ ۴۵۵
 زید کی دو زوجہ تھیں، زوجہ اولیٰ سے عمرو اور ثانیہ
 سے بکر خالد ولید، عمرو کا بیٹا سعید سعید کی دختر
 یلی، یلی کی دختر سلمیٰ یہ سلمیٰ عمرو کے سوتیلے بھائیوں
 پر حرام ہے یا حلال۔ ۴۵۶
 عدت کے اندر عورت زنا سے حاملہ ہوئی، اب
 زانی بعد مرور ایام عدت نکاح چاہتا ہے جائز
 ہے یا نہیں، اور وطی قبل وضع کا کیا حکم ہے۔ ۴۵۷
 دو حقیقی یا تائی یا چچا زاد بھائیوں کی اولاد کا آپس
 میں نکاح درست ہے یا نہیں، حلال ہے تو
 جو اسے نہ مانے اور کہے کہ گویہ مسئلہ شرع کا ہے
 لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے، ہماری برادری
 میں باپ دادا سے کبھی ایسا نہیں ہوا، ایسے
 لوگوں سے میل جول اور ان کے پیچھے نماز کا کیا
 حکم، اگر ان کی مخالفت میں ماں باپ ناراض ہو
 تو والدین کی اطاعت کرے یا شرع کی۔ ۴۵۸
 حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا
 میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں فاطمی
 ہیں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے، آپ کے
 وصال کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی
 زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 نے خیمہ بنائے رکھا۔ ۴۵۹

- ۴۴۴ سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم۔
 ۴۴۴ ساس یا سالی سے صحبت کرے تو کیا عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی عدت ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا کہ ایک کو مرد قرار دیں تو صورت محرمات میں آجائیں درست ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ ساس نے اپنی نابالغ لڑکی کے مرجانے کے بعد اس کے شوہر سے نکاح کیا، کیا حکم ہے۔
 ۴۴۴ سوتیلے بیٹے کی بی بی سے نکاح کا حکم۔
 ۴۴۴ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے۔
 ۴۴۴ ایک شخص عدت میں نکاح پڑھوا دیتا ہے اور یتوبصن کو صرف جماع سے بچنے پر حمل کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔
 ۴۴۴ زندہ سے نکاح کیسا ہے، جائز ہے تو بعد توبہ یا بے توبہ۔
 ۴۴۴ آیت کریمہ الزانیۃ لاینکحھا الاذان او مشرک میں چار تاویلیں ماثر ہیں۔
 ۴۴۴ قبل متارکہ و تفریق بین النمارم غیر مدخولہ سے دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ قاضی شرع کون ہے، یہاں کون جی فسخ و تفریق رکھتا ہے۔
 ۴۴۴ متارکہ یا تفریق ناثر ضرور ہے اور ناک متارکہ نہیں کرتا تو کیا کیا جائے۔
 ۴۴۴ اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم نائب شرع ہے بشرطیکہ وہ باطنی، رافضی، قادیانی وغیرہ نہ ہو۔
 ۴۴۴ نکاح اگر فاسد واقع ہوا ہو تو تنہا عورت جی فسخ رکھتی ہے۔
 ۴۴۴ ہندو نے زید سے ناجائز تعلق رکھا پھر اپنی بیوہ دختر کا نکاح بے رضا مندی دختر بکبر زید سے کر لیا بے طلاق اب اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔
 ۴۴۵ ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے مشہدۃ ہونا ضروری ہے۔
 ۴۴۵ وجود الشہوۃ من احدھما یکفی کے معنی۔
 ۴۴۶ حرمت مصاہرۃ کے لئے دونوں کا مشتی و مشہدۃ ہونا ضروری ہے وجود شہوت وقت مس وغیرہ ایک سے کافی ہے۔
 ۴۴۶ بھتیجی، بھانجی، بھتیجی، بھانجے کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔
 ۴۴۶ مستی نے رافضیہ سے بطور شیعوں صیغہ پڑھایا بطریق اہلسنت نکاح نہ ہوا دونوں اپنے مذہب پر قائم رہے اولاد کیسی ہوتی۔
 ۴۴۷ روافض کی تکفیر وجہ ان کے عقائد ملعونہ مثل رجعت اموات بدنیہ واجب ہے۔
 ۴۴۸ حاملہ عورت کا نکاح جائز ہے۔
 ۴۴۸ بورے آدمی کا نکاح کس طرح کیا جائے۔
 ۴۴۸ مسئلہ زن مفقود الخیر۔
 ۴۴۸ تحقیق الفرق بین المتارکہ و الفسخ۔
 ۴۴۹ چچا کی نواسی سے نکاح کا حکم۔
 ۴۵۱

- ۴۵۱ سو تیلی ماں کی بہن سے نکاح کا حکم۔
 خسر نے بہو سے زنا کیا بیٹے کا نکاح رہا یا نہیں،
 بہو دعویٰ زنا کرے خسر منکر ہو تو کیا حکم ہوگا، اور
 دونوں اقرار کرتے ہوں تو کیا اور اگر شہادت سے
 ثابت ہو تو کیا، اور شہادت کیسی ہو۔
- ۴۵۲ محض عورت کا بیان حرمت مصاہرت کے لئے کوئی
 چیز نہیں جب تک شوہر تصدیق نہ کرے،
 اپنے فعل پر خود اپنی شہادت مقبول نہیں۔
- ۴۵۳ پردہ والی پر نواسی، دادا کی بھانجی کی بیٹی، چچیری
 چچی سے نکاح کا حکم۔
 خوشدامن سے وطی کرنے والے کی بیوی اس پر
 ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔
- ۴۵۴ زوجہ کی خالہ سے زوجہ کے ہوتے ہوئے نکاح
 کا حکم۔
 علاقائی بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے۔
 جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کی دختر شوہر
 اول سے نکاح کا حکم۔
- ۴۵۵ زوجہ کو طلاق دے اور عدت گزار جائے تو اس
 کی علاقائی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔
 مسئلہ نکاح و عدت۔
 زوجہ کی خالہ کو نکاح میں لانا حرام ہے فوراً چھوڑ
 دے، اور جب تک عدت نہ گزارے زوجہ کو
 یا تہ لگانا بھی حرام ہے۔
- ۴۵۶ ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں،
 ۴۵۷ بھانجی سے نکاح حرام ہے۔
 ۴۵۸ تہرائی رافضی کے ساتھ نکاح باطل محض ہے۔
- ۴۵۹ زید کی ساس کہتی ہے اُس نے مجھ سے زنا کیا،
 دو گواہوں نے زنا کرتے دیکھا، زید یہ کہہ کر فرار کر گیا
 کہ میری عورت غیر مدخلہ مجھ پر حرام ہے جس کو چاہے
 دے دے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔
- ۴۶۰ فقیر بچہ بیبا کا دودھ حقیقین کے ساتھ پیا پھر بیبا
 کے فہمیں ہوتی فقیرے کا نکاح فہمیں سے کیسا ہے
 فہمیں بے طلاق کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔
 زوجہ کے مرنے کے بعد اس کی خالہ یا پھر بھی سے
 نکاح جائز ہے یا نہیں۔
- ۴۶۱ بہو سے بعد طلاق یا موت پس نکاح کیسا ہے۔
 حکم نکاح با دختر دختر برادر خود۔
- ۴۶۲ زید کی نواسی زوجہ اولیٰ سے اور لڑکا زوجہ ثانیہ سے
 ہے ان کا عقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔
- ۴۶۳ بکر نے زید کی بی بی کا پہلی اولاد پر دودھ پیا، تین
 اولادوں کے بعد زید کی جو لڑکی ہوئی
 اس لڑکی بکر کے نکاح کا حکم۔
- ۴۶۴ سالی سے زنا حرام ہے مگر وہ عورت کو حرام
 نہیں کرتی۔
- ۴۶۵ زید نے ہندہ نابالغہ سے نکاح و جماع کیا پھر
 طلاق دے دی، ہندہ نے پھر عروہ سے نکاح کیا،
 عروہ سے اس کے لڑکی ہوئی، یہ لڑکی زید پر حرام
 ہے یا نہیں۔
- ۴۶۶ ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں،
 ۴۶۷ یونہی بیٹی سے ماں کو دونوں میں وطی شرط حرمت
 ہے یا نہیں اور بلوغ شرط ہے یا نہیں۔

- ۴۶۳ عاقی اور چچی سے نکاح جائز ہے۔
 ۴۶۴ نسبی رشتوں سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں۔
 عورت نے دعویٰ کیا کہ تیرے باپ نے مجھ سے زنا کیا،
 اس پر شوہر نے طلاق دے دی، تین مہینے ہو گئے،
 اب عورت کہتی ہے تم نے مجھ پر تھمت رکھی تھی اس
 لئے یہ غلط بات کہی۔ آیا عورت سے پھر نکاح کر سکتا ۴۶۵
 آوارہ عورتیں جو بے پردہ رہتی کھلے بندوں جلتی پھرتی
 ہیں، جن سے زنا بھی ثابت ہوا حل گرائے گئے ہوں
 یا طواف کا نکاح بے استبراء رحم جائز ہے
 یا نہیں۔
 ۴۶۶ خسر نے بہو سے زنا کیا، بہو کو اقرار ہے، خسر
 نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار، جب یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی
 بہت سخت گناہ کیا تو کہتا ہے خطا ہوئی کیا کریں
 کیا حکم ہے، عورت مہر لے سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۶۷
 خسر نے بہو سے زنا کیا تو کیا وہ شوہر کے پاس رہ سکتی ہے۔ ۴۶۸
 رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح جائز ہے
 اور کن سے ناجائز۔
 ۴۶۹ لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سستی
 ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اطمینان کے لئے
 ہمیں سستی کر لو۔ ان کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ
 سستی ہیں، یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں
 ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور
 بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ
 نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ
 نہیں کہتے، کیا حکم ہے۔
 ۴۶۸ جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین آسمان کے
 ۴۶۷ ۴۶۶ ۴۶۵ ۴۶۴ ۴۶۳ ۴۶۲ ۴۶۱ ۴۶۰ ۴۵۹ ۴۵۸ ۴۵۷ ۴۵۶ ۴۵۵ ۴۵۴ ۴۵۳ ۴۵۲ ۴۵۱ ۴۵۰ ۴۴۹ ۴۴۸ ۴۴۷ ۴۴۶ ۴۴۵ ۴۴۴ ۴۴۳ ۴۴۲ ۴۴۱ ۴۴۰ ۴۳۹ ۴۳۸ ۴۳۷ ۴۳۶ ۴۳۵ ۴۳۴ ۴۳۳ ۴۳۲ ۴۳۱ ۴۳۰ ۴۲۹ ۴۲۸ ۴۲۷ ۴۲۶ ۴۲۵ ۴۲۴ ۴۲۳ ۴۲۲ ۴۲۱ ۴۲۰ ۴۱۹ ۴۱۸ ۴۱۷ ۴۱۶ ۴۱۵ ۴۱۴ ۴۱۳ ۴۱۲ ۴۱۱ ۴۱۰ ۴۰۹ ۴۰۸ ۴۰۷ ۴۰۶ ۴۰۵ ۴۰۴ ۴۰۳ ۴۰۲ ۴۰۱ ۴۰۰ ۳۹۹ ۳۹۸ ۳۹۷ ۳۹۶ ۳۹۵ ۳۹۴ ۳۹۳ ۳۹۲ ۳۹۱ ۳۹۰ ۳۸۹ ۳۸۸ ۳۸۷ ۳۸۶ ۳۸۵ ۳۸۴ ۳۸۳ ۳۸۲ ۳۸۱ ۳۸۰ ۳۷۹ ۳۷۸ ۳۷۷ ۳۷۶ ۳۷۵ ۳۷۴ ۳۷۳ ۳۷۲ ۳۷۱ ۳۷۰ ۳۶۹ ۳۶۸ ۳۶۷ ۳۶۶ ۳۶۵ ۳۶۴ ۳۶۳ ۳۶۲ ۳۶۱ ۳۶۰ ۳۵۹ ۳۵۸ ۳۵۷ ۳۵۶ ۳۵۵ ۳۵۴ ۳۵۳ ۳۵۲ ۳۵۱ ۳۵۰ ۳۴۹ ۳۴۸ ۳۴۷ ۳۴۶ ۳۴۵ ۳۴۴ ۳۴۳ ۳۴۲ ۳۴۱ ۳۴۰ ۳۳۹ ۳۳۸ ۳۳۷ ۳۳۶ ۳۳۵ ۳۳۴ ۳۳۳ ۳۳۲ ۳۳۱ ۳۳۰ ۳۲۹ ۳۲۸ ۳۲۷ ۳۲۶ ۳۲۵ ۳۲۴ ۳۲۳ ۳۲۲ ۳۲۱ ۳۲۰ ۳۱۹ ۳۱۸ ۳۱۷ ۳۱۶ ۳۱۵ ۳۱۴ ۳۱۳ ۳۱۲ ۳۱۱ ۳۱۰ ۳۰۹ ۳۰۸ ۳۰۷ ۳۰۶ ۳۰۵ ۳۰۴ ۳۰۳ ۳۰۲ ۳۰۱ ۳۰۰ ۲۹۹ ۲۹۸ ۲۹۷ ۲۹۶ ۲۹۵ ۲۹۴ ۲۹۳ ۲۹۲ ۲۹۱ ۲۹۰ ۲۸۹ ۲۸۸ ۲۸۷ ۲۸۶ ۲۸۵ ۲۸۴ ۲۸۳ ۲۸۲ ۲۸۱ ۲۸۰ ۲۷۹ ۲۷۸ ۲۷۷ ۲۷۶ ۲۷۵ ۲۷۴ ۲۷۳ ۲۷۲ ۲۷۱ ۲۷۰ ۲۶۹ ۲۶۸ ۲۶۷ ۲۶۶ ۲۶۵ ۲۶۴ ۲۶۳ ۲۶۲ ۲۶۱ ۲۶۰ ۲۵۹ ۲۵۸ ۲۵۷ ۲۵۶ ۲۵۵ ۲۵۴ ۲۵۳ ۲۵۲ ۲۵۱ ۲۵۰ ۲۴۹ ۲۴۸ ۲۴۷ ۲۴۶ ۲۴۵ ۲۴۴ ۲۴۳ ۲۴۲ ۲۴۱ ۲۴۰ ۲۳۹ ۲۳۸ ۲۳۷ ۲۳۶ ۲۳۵ ۲۳۴ ۲۳۳ ۲۳۲ ۲۳۱ ۲۳۰ ۲۲۹ ۲۲۸ ۲۲۷ ۲۲۶ ۲۲۵ ۲۲۴ ۲۲۳ ۲۲۲ ۲۲۱ ۲۲۰ ۲۱۹ ۲۱۸ ۲۱۷ ۲۱۶ ۲۱۵ ۲۱۴ ۲۱۳ ۲۱۲ ۲۱۱ ۲۱۰ ۲۰۹ ۲۰۸ ۲۰۷ ۲۰۶ ۲۰۵ ۲۰۴ ۲۰۳ ۲۰۲ ۲۰۱ ۲۰۰ ۱۹۹ ۱۹۸ ۱۹۷ ۱۹۶ ۱۹۵ ۱۹۴ ۱۹۳ ۱۹۲ ۱۹۱ ۱۹۰ ۱۸۹ ۱۸۸ ۱۸۷ ۱۸۶ ۱۸۵ ۱۸۴ ۱۸۳ ۱۸۲ ۱۸۱ ۱۸۰ ۱۷۹ ۱۷۸ ۱۷۷ ۱۷۶ ۱۷۵ ۱۷۴ ۱۷۳ ۱۷۲ ۱۷۱ ۱۷۰ ۱۶۹ ۱۶۸ ۱۶۷ ۱۶۶ ۱۶۵ ۱۶۴ ۱۶۳ ۱۶۲ ۱۶۱ ۱۶۰ ۱۵۹ ۱۵۸ ۱۵۷ ۱۵۶ ۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰ ۱۴۹ ۱۴۸ ۱۴۷ ۱۴۶ ۱۴۵ ۱۴۴ ۱۴۳ ۱۴۲ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۳۹ ۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۳ ۱۳۲ ۱۳۱ ۱۳۰ ۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۵ ۱۲۴ ۱۲۳ ۱۲۲ ۱۲۱ ۱۲۰ ۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

۴۸۳ خلافت متفرد اجماع میں قاذح نہیں۔

۴۸۳ ظاہر یہ مبتدع ہیں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کہ مبتدع امت دعوت میں امت اجابت نہیں۔

۴۸۳ ان الله حرم من الرضاع من حرم من النسب حدیث مشہور اور حدیث اسلام سے اس وقت تک علماء میں متعلق بالقبول ہے۔

۴۸۳ سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔ جو حکم کتاب و سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔

۴۸۳ قول ضعیف و مرجوح پر حکم و فتویٰ جمل و غرق اجماع ہے۔

۴۸۳ مقلد کو اپنے امام کے خلاف حکم جائز نہیں۔

۴۸۵ قاضی مجتہد مجتہد فیہ میں اپنی رائے کے خلاف اگر حکم کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔

۴۸۵ (۱) الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللبن (رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

۴۸۷ تحسنى کم علم نے اولاد رضیعہ اور اولاد مرضعہ کے درمیان جواز نکاح کا فتویٰ لکھ دیا جو بذریعہ مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس غلط فتوے کے رد میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔

۴۸۷ غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین نے ایک بلی خیال

حدیث میں ہے لوگ جاہلوں کو رہنما بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

۴۸۷ جس مرد کی طرف دودھ منسوب ہے وہ رضیعہ کا باپ اس کی اولاد رضیعہ کے بہن بھائی، اس کے بھائی رضیعہ کے چچے اور اس کی بہنیں رضیعہ کی بھوپھیاں ہوں گی جبکہ رضیعہ کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

۴۸۸ فرقہ ظاہریہ مخالفت ائمہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جاننا جہل و سفاہت ہے وہ ہرگز اہلسنت نہیں۔

۴۸۹ فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں، نہ ان میں سے کسی کی تقلید جائز، ظاہر منسوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر ہیں۔

۴۸۹ نقل مذہب غیر میں بارہا لغزش ہو جاتی ہے۔ دار الحرب میں جزیہ سے زنا کی تحلیل کو امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔

۴۸۲ حلت غراب کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کرنا باطل ہے۔

۴۸۲ امام مالک کی طرف حلت متنعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں، امام مالک متنعہ کرنے والے پر حد زنا نافذ کرتے ہیں۔

۴۸۲ حنفیہ و دیگر ائمہ کے نزدیک متنعہ حرام ہے مگر وہ اس پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔

۴۸۲ ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔

- مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگا دی اور
 اعلیٰ حضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا
 دوسرا فتویٰ اس پہلے کے رد میں لکھا اور عذر گناہ
 بدتر از گناہ پیش کیا۔
- ۴۸۹ آتش جہنم پر حرأت غیر مقلدی کے لئے لازم ہیں
 ۴۹۰ جو فتویٰ پر زیادہ حرأت کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ
 حرأت کرتا ہے۔
- ۴۹۰ اللہ تعالیٰ ائمہ کے مقابلے کا مزہ چکھاتا ہے۔
 ۴۹۰ کلکتہ کے مولوی لطف الرحمن بردوانی نے محارم
 سے نکاح کے جواز کے بارے میں جہان بھر کے
 علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی
 سوال چھپوایا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے
 دلائل و نصوص پر مشتمل ایک رسالہ "لقد البیان
 لحرمة ائمة اخي اللبان" تحریر فرمایا۔
- ۴۹۰ رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے
 حرام ہونے پر تیس نصوص۔
- ۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی
 حرام ہے۔
- ۴۹۱ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچ
 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور پر نور کے رضاعی
 بھائی بھی ہیں۔
- ۴۹۱ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔
- ۴۹۲ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں
 کو ثوبہ نے دودھ پلایا۔
- ۴۹۲ عداۃ الرعیۃ کی شدید غلطی۔
- نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت
 ایک سی ہے۔
- ۴۹۲ رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔
- ۴۹۳ رضیع کی بیوی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔
- ۴۹۳ رضیع کی بیٹیاں اور نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور
 اس کے بیٹوں پر حرام ہیں۔
- ۴۹۳ دودھ کا چچا بھی چچا ہے ان سے پردہ کی حاجت
 نہیں۔
- ۴۹۳ رضاعی چچا کی تفسیر۔
- ۴۹۳ ماں کے رضاعی بیٹے کی بیٹی، بھتیجی اور محرم ہے۔
- ۴۹۳ اولاد رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتی پوتی، نواسا نواسی
 باجماع قطعی ہے یونہی باجماع ائمہ اربعہ و جملہ فقہاء
 وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے اور نواسے ہیں۔
- ۴۹۴ دودھ کے رشتوں کا قاعدہ کلیدیہ کہ اس سے چار
 قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔
- ۴۹۴ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں نسب بھانجی اور بھتیجی
 کی طرح حرام قطعی ہیں۔
- ۴۹۴ اخوت رشتہ متکرہ ہے کہ دونوں طرف سے
 یکساں قائم ہوتا ہے۔
- ۴۹۴ یہ محال ہے کہ زید تو عمر کا بھائی ہو اور عمر زید کا
 بھائی نہ ہو۔
- ۴۹۴ شرح وقایہ کے شعر از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند
 و از جانب شیرخوارہ زو جان و فروغ " پر بحث۔
- ۴۹۴ شعر مذکور کا مطلب بیان کرنے میں صاحب
 عمدۃ الرعیۃ کی شدید غلطی۔

- ۵۰۶ مہصنعت کی طرف سے شعر مذکور کی نفیس شرح۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ اصل علت حرمت جزائیت ہے۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ جزائیت نسب میں ظاہر اور رضاعت میں شرعاً معتبر ہے۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ زوجیت کا مرجع بھی جانب جزائیت ہے۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ دو شخصوں میں علاقہ جزائیت کی دو صورتیں ہیں۔ ۴۹۹
- ۵۰۰ علاقہ جزائیت سے حرمت میں چار صورتیں ہیں۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ جانب شیرخوارہ سے دو علاقے ثابت باعث حرمت ہیں: زوجیت و فرعیت۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ شیردہ کی جانب سے پانچ اور شیرخوارہ کی جانب سے دو صورتیں اور ہر صورت میں "خولش شونہ" کے معنی کی تفصیل۔ ۵۰۰
- ۵۰۸ فتوائے خلاف کا پانچ وجوہ سے رد۔ ۵۰۸
- ۵۰۸ تقریبات و تائیدات علماء کرام۔ ۵۰۳
- ۵۰۸ لڑکے نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی زوجہ نے مہر کی نالاش کر دی ڈگری ہو گئی، وکیل زنج کہتا ہے طلاق غصہ میں دی اس لئے نہیں آتی اور وکیل زوجہ کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ زید اپنی مافی جملہ سے مذاق کرتا بشہوت اس کا کبھی بوسہ بھی لیا تھا اب زید کا باپ جملہ کی لڑکی صغریٰ سے اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ عثمائی اور بھاج سے مذاق کا حکم۔ ۵۰۶
- ۵۰۸ ایک بہن کا لڑکا دوسری کی دختر کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ سالی کی دختر سے اپنے بیٹے کا نکاح کیا تو سالی سے اپنا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۵۰۶
- ۵۰۶ زید کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھ میں اپنا ذکر منتشر بے حجاب کسی کپڑے وغیرہ کے دیدیا کسی بار بوسہ لیا، دوبار دخول کی کوشش کی مگر دخول نہ کر سکا، ایک بار ہندہ کوشش کر کے نکل گئی ایک بار کسی کے آواز کے سبب علیحدہ ہو گیا، ہندہ کو شہوت کبھی نہ تھی، کیا حکم ہے۔ ۵۰۶
- ۵۰۶ مرزائی کی نابالغ دختر سے عقد جائز ہے یا نہیں مرزائی مرگیا ہے، دختر اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہے۔ ۵۰۰
- ۵۰۸ مرتد مرد ہو یا عورت اس کا جہان بھر میں کسی نکاح نہیں ہو سکتا۔ ۵۰۸
- ۵۰۸ عقل و تمیز کے بعد نابالغ کا ارتداد و اسلام صحیح ہے۔ ۵۰۸
- ۵۰۸ مرتد لوگ بہت بچپن میں اپنی اولاد کو عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ بد مذہبوں سے قرابت قریبہ رکھنا بارہا منجر بہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے۔ ۵۰۸
- ۵۰۸ غیر مقلدوں سے نکاح اور تعلقات کا حکم۔ ۵۰۸
- ۵۰۵ غیر مقلدوں سے میل جول حرام اور ان سے مناکحت ناجائز ہے۔ ۵۰۶
- ۵۰۸ وہابیہ ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے

باب الولی

نابالغہ تہمید کی کفیل صرف ماں ہے چچا چالیس سال سے بے تعلقی ہے، ایسی حالت میں ماں اور چچا دونوں کی بے اجازت اور ان کی عدم موجودگی میں جو نکاح ہوا کیسا ہے۔

جب دادا یا جوان بھائی نہ ہو تو چچا ولی ہے، چچا کے سامنے ماں کو اختیار نہیں۔

باپ سے جدا ہونا ولایت شریعہ کو ساقط نہیں کرتا۔ گناہ مستقط ولایت نہیں۔

فسق مانع ولایت نہیں۔

نکاح فضولی اجازت ولی پر موقوف ہوتا ہے جائز کر دے جائز ہو جاتا ہے رد کر دے یا طلل۔

باپ دادا کے سوا اور ولی اگر غیر کفو سے نکاح کر دے یا مہر میں کمی فاحش کر دے تو نکاح صحیح نہیں۔

کفو ہونے میں کن امور کا اعتبار ہے۔ جو مہر معجل اور نفقہ سے عاجز ہو وہ قابل جماع عورت کا کفو نہیں۔

باپ نابالغہ کے نکاح کی اجازت اپنے جوان بیٹے کو دے کر سات آٹھ کو س پر چلا گیا نکاح و رخصت ہو گئی باپ آیا پوچھتی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی

سات آٹھ برس برابر آتی جاتی رہی اب کہتا ہے کہ میں راضی نہیں اس صورت میں نکاح کا حکم اور یہ کہ باپ یا صغیرہ کو بعد بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔

باپ اور دادا کا کیا ہونا نکاح لازم ہو جاتا ہے اگرچہ

۵۲۳ مہر میں غبن فاحش اور غیر کفو میں ہو۔

۵۲۱ لیلیٰ نابالغہ کا باپ بکر اس کے نکاح کی عمر و کفو کے ساتھ کرنے کی اجازت اپنے جوان بیٹے خالد کو دے کر بیس کو س چلا گیا خالد نے زید کے ساتھ کر وہ بھی برادری ہی کا ہے لیلیٰ کا نکاح جسدی کر کے کر دیا، باپ آیا خبر نکاح سن کر ناراض ہوا، دختر کو پھر سسرال نہ جانے دیا، اب سات برس سے لیلیٰ بالغہ ہے اُس نے بالغہ ہوتے ہی اُس نکاح سے انکار کر دیا، کیا حکم ہے۔

۵۲۲ نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔

۵۲۶ ولی اقرب اگر غائب بغیبت منقطع ہو تو حق ولایت ولی البعد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۵۲۷ نکاح فضولی اجازت ولی پر موقوف ہوتا ہے جائز کر دے جائز ہو جاتا ہے رد کر دے یا طلل۔

۵۲۸ باپ دادا کے سوا اور ولی اگر غیر کفو سے نکاح کر دے یا مہر میں کمی فاحش کر دے تو نکاح صحیح نہیں۔

۵۲۹ کفو ہونے میں کن امور کا اعتبار ہے۔ جو مہر معجل اور نفقہ سے عاجز ہو وہ قابل جماع عورت کا کفو نہیں۔

۵۲۳ باپ نابالغہ کے نکاح کی اجازت اپنے جوان بیٹے کو دے کر سات آٹھ کو س پر چلا گیا نکاح و رخصت ہو گئی باپ آیا پوچھتی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی

۵۲۴ سات آٹھ برس برابر آتی جاتی رہی اب کہتا ہے کہ میں راضی نہیں اس صورت میں نکاح کا حکم اور یہ کہ باپ یا صغیرہ کو بعد بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔

۵۲۵ باپ اور دادا کا کیا ہونا نکاح لازم ہو جاتا ہے اگرچہ

۵۲۶ مہر میں غبن فاحش اور غیر کفو میں ہو۔

۵۲۷ لیلیٰ نابالغہ کا باپ بکر اس کے نکاح کی عمر و کفو کے ساتھ کرنے کی اجازت اپنے جوان بیٹے خالد کو دے کر بیس کو س چلا گیا خالد نے زید کے ساتھ کر وہ بھی برادری ہی کا ہے لیلیٰ کا نکاح جسدی کر کے کر دیا، باپ آیا خبر نکاح سن کر ناراض ہوا، دختر کو پھر سسرال نہ جانے دیا، اب سات برس سے لیلیٰ بالغہ ہے اُس نے بالغہ ہوتے ہی اُس نکاح سے انکار کر دیا، کیا حکم ہے۔

۵۲۸ نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔

۵۲۹ ولی اقرب اگر غائب بغیبت منقطع ہو تو حق ولایت ولی البعد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

- ۵۳۸ کیسا ہے اور بعد بلوغ لڑکی ناراض بھی ہے۔
- ۵۳۹ جدی مردوں میں سے اگر کوئی موجود ہو تو ماں کو ولایت نکاح نہیں ہوتی۔
- ۵۳۹ جدی مردوں میں جو درباب وراثت مقدم ہو وہی ولی نکاح ہوتا ہے۔
- ۵۳۹ ولی نکاح عصبہ بنفسبہ ہوتا ہے مطابق ترتیب وراثت و عجب۔
- ۵۳۹ عصبہ بنفسبہ نہ ہو تو ماں کو ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے۔
- ۵۳۹ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے بعد نکاح پڑھاؤ تو وہ اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔
- ۵۴۰ طوائف نے توبرہ کر کے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا اگر کہہ لیں کہ میں ولی ہوں بے میری اجازت نکاح جائز نہیں۔
- ۵۴۱ مردار، خون اور حرکی بیع باطل محض ہے کہ محل بیع ہی نہیں کیونکہ مال نہیں۔
- ۵۴۲ عقد باطل سے ملک تصرف حاصل نہیں ہوتی۔
- ۵۴۲ حرہ مکلفہ کا نکاح بغیر ولی کے نافذ ہو جاتا ہے۔
- ۵۴۲ نابالغہ کا باجائز والد نکاح ہو بعد بلوغ نابالغہ ناپسند کرتی ہے کیا حکم ہے۔
- ۵۴۲ وہ صورت جس میں باپ کا کیا ہوا نکاح نابالغہ بھی صحیح نہیں۔
- ۵۴۳ قریب نے اپنی نابالغہ دختر کا عقد عمر سے کر لیا پھر عمر و فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا، ہندہ بالغہ ہو کر اس تزویج کو ناجائز رکھتی ہے کیا حکم ہے۔
- ۵۳۰ لڑکے سے کیا کوئی اور ولی نہیں، دختر بعد بلوغ جبکہ بلوغ کو کچھ زمانہ گزر جائے اور اسے نکاح کا پہلے سے علم ہو نکاح سے انکار کرے تو کیا حکم ہے۔
- ۵۳۱ عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر وعید شدید۔
- ۵۳۱ نابالغہ کا باپ گواہی میں تھا، ماں مر چکی ہے، نانا بے مشورہ والد نابالغہ اس کا نکاح ایک رافضی سے چاہتا ہے، باپ کو اطلاع ہوئی تو وہ ناراض ہوا اور مخالفت کی ایسی صورت میں اگر نکاح ہو تو کیا حکم ہے۔
- ۵۳۲ فاسق نہ صالحہ کا کنو ہے نہ فاسقہ بنت صالح کا۔
- ۵۳۳ ہندہ بالغہ باکرہ کا نکاح اس کے ولی نے اپنی اجازت سے زید کے ساتھ کر دیا، ہندہ کو اس کا علم تھا، ہندہ نے اپنی زبان سے اجازت نہ دی نہ انکار کیا، یہ نکاح کیسا ہوا۔
- ۵۳۳ بالغہ سے پیش از نکاح اذن لینا مستون ہے۔
- ۵۳۴ زن دوشیزہ کا سکوت بھی اذن ہے جبکہ ولی اقرب یا اس کا وکیل فرستادہ اس سے ایسے سے نکاح کا اذن لے جسے عورت پہچانتی ہو۔
- ۵۳۴ نکاح فضولی قولاً یا فعلاً رد کرنے سے رد ہو جاتا ہے اور اجازت قولی یا فعلی یا سکوتی سے جائز۔
- ۵۳۵ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی کی تعریف اور مثالیں۔
- ۵۳۵ بے اذن لئے نکاح کر دینا خلاف سنت ہے گناہ نہیں۔
- ۵۳۸ نابالغہ کا نکاح بولایت مادر جبکہ چچا وغیرہ موجود ہوں

- اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۴۴
- استیذان از بالغہ نکاح کے لئے ضرور ہے۔ ۵۴۵
- نابالغہ کا باپ مفقود الخیر ہے، بھائی بالغ ہے نکاح اُس بھائی اور ماں نے کیا، ہوا یا نہیں۔ ۵۴۵
- نابالغہ کا نکاح ماں نے باوجود انکار نابالغہ و حیات والد کر دیا، ہوا یا نہیں۔ ۵۴۵
- غیبت منقطعہ کے لئے مفقود الخیر ہونا ضرور نہیں بلکہ اگر معلوم ہو کہ ولی فلاں جگہ ہے اُس کے آنے یا اس کی رائے سے اطلاع پانے میں کفو حاضر فوت ہوگا، یہ بھی غیبت منقطعہ ہے۔ ۵۴۶
- پرورش کرنے والے کی عدم موجودگی میں اس کی بی بی نے ہندہ کا نکاح کر دیا، وہ آیا تو راضی نہ ہوا، کیا حکم ہے۔ ۵۴۷
- جس کا کوئی ولی نسباً نہ ہو اُس کا ولی قاضی شرع ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جہاں قاضی شرع نہ ہو جیسے اکثر دیار ہندوستان وہاں اہل علم علمائے اہل ہر بلد صاحب فتویٰ فقیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ ۵۴۹
- ہمشیر اور نانی ناما ہوں تو ولایت نکاح کسے حاصل ہوگی۔ ۵۵۰
- نانی کے آگے نانا کو ولایت نکاح نہیں۔ ۵۵۱
- مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام رکھتا ہو۔ ۵۵۱
- ماتوں نے ماں کے مشورہ سے بحالت عدم موجودگی والد اور چچا اور برادر اور دادا نکاح کر دیا لڑکی نے بعد بلوغ منظور نہ کیا تو وہ نکاح رہا یا نہیں۔ ۵۵۲
- عورت کے نام منظور کرنے سے فسخ نہ ہوگا، فسخ کے لئے ضروری ہے کہ قاضی کے یہاں دعویٰ کرے قاضی فسخ کرے۔ ۵۵۲
- خالاؤں نے چچا کی غیبت میں اپنے لڑکوں سے نابالغہ لڑکیوں کا عقد کر لیا، کیا حکم ہے۔ ۵۵۳
- درجات بعض اولیا کی تفصیل خالہ کے چچا سے ولایت میں چھتیسویں درجہ میں ہے۔ ۵۵۳
- ماں نے لڑکی کا نکاح باپ کی عدم موجودگی میں زید سے کر دیا جس سے وہ راضی تو تھا مگر یہ کہتا تھا کہ جب تک فکر نہ ہونہ کرنا، کیا حکم ہے۔ ۵۵۴
- نابالغہ کے والدین غنی ہوں تو وہ بھی غنی مانا جائیگا۔ ۵۵۶
- شوہر اگر خود محض نادار ہو تو وہ اپنے ماں باپ کے غنی سے کفو ٹھہرے گا اگرچہ بالغ ہو جبکہ اس کے مصارف کا اس کے ماں باپ تحمل کرتے ہوں۔ ۵۵۶
- اگر بالغہ بے اذن ولی کفو سے مہر مثل سے کم پر نکاح کرے تو ولی کو حق اعتراض ہے یا شوہر مہر مثل پورا کرے یا قاضی تفریق کر دے۔ ۵۵۷
- چچا بولایت خود ایسی حالت میں کہ لڑکی نانی کے پاس ہو اپنے پسربالغ سے اُس کا نکاح کر دے تو یہ نکاح درست ہوگا۔ ۵۵۷
- جو غائب لغیبت منقطعہ ہو وہ اُس وقت تک ولی نہیں رہتا یہی صحیح ہے۔ ۵۵۸

- ۵۶۲ چچا نے بھتیجی کا عقدہ ماں سے چھپا کر ایک بیمار سے کر دیا تو کیا حکم ہے۔
- ۵۵۹ زید نابالغ کا نکاح باجارت اس کی بھوپھی کے محمودہ بالغہ سے ہوا، زید نکاح کے چار ماہ بعد مر گیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں، مہر واجب الادا ہے یا نہیں، ہے تو کس قدر۔
- ۵۵۹ لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
- ۵۶۰ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں مہر کا لزوم وطی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین کی موت سے ہوتا ہے۔
- ۵۶۱ نکاح موقوف میں اجازت سے قبل موت واقع ہو جائے تو باطل ہو جاتا ہے۔
- ۵۶۱ سکوت ولی اجازت نہیں اگرچہ جلسہ نکاح میں موجود ہو جبکہ کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جو اجازت پر دال ہو۔
- ۵۶۱ نابالغ کا بالغہ سے نکاح موقوف ہو اور وہ اس بالغہ سے جبراً وطی کرے تو مہر مثل لازم ہوگا اور اگر عورت کی رضا سے وطی کرے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔
- ۵۶۲ نکاح موقوف قبل از اجازت وطی کو حلال نہیں کرتا بلکہ نظر کو بھی تاہم جبراً وطی کی تو مہر مثل لازم ورنہ کچھ نہیں۔
- ۵۶۲ شبہہ و افح حد ہے۔
- ۵۶۲ بچے پر حد نہیں۔
- ۵۶۲ ماں نے نابالغہ کا نکاح بولایت خود کر دیا اب بعد بلوغ لڑکی نا منظور کرتی ہے اور جس وقت بالغ ہوتی دو چار آدمیوں کو بلا کر اظہار کیا کہ میں اب بالغہ ہوتی اس نکاح کو فسخ کیا، دین مہر بھی معاف کرے دیتی ہے، شوہر صفائی نہیں کرتا اور فسخ کی خبر قاضی کو کرنا قاضی کو تفریق کرنا چاہئے اور اس سلطنت میں قضایا نہیں الخ
- ۵۶۳ زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تفریق نہیں کر سکتا بلکہ بوقت تفریق اس کی حاضری ضروری ہے۔
- ۵۶۳ باقی کورٹ و فیصلہ اگر دی کچھ یا شرعی دارالقضا نہیں لہذا ان حکام کے فسخ کئے نکاح فسخ نہ ہوگا۔
- ۵۶۳ مسلمان پنج شوہر کی موجودگی میں تفریق کر سکتا ہے
- ۵۶۴ حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام معاملات میں پنج کا فیصلہ مثل فیصلہ قاضی ہے
- ۵۶۴ ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو جو خاص اس شہر کے لئے نہ ہو نہ کسی مذہب خاص پر قضا کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفسیری کر سکتا ہے اگر مدعی اور مدعا علیہ وہاں کے نہ ہوں۔
- ۵۶۴ زید و ہند نابالغوں کا نکاح بولایت پدران ہوا زید نابالغ ہو گیا، ہند کا باپ مر گیا، ہند

کی ماں اور چچا رخصت سے انکار کرتے ہیں، کیا حکم ہے۔

جَب دادا پر دادا کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ ہو تو ولایت ماں کو ہے، ماں کے ہوتے ہوئے پُچھو بھی کوئی چیز نہیں، پُچھو بھی کا کیا ہو نکاح اس صورت میں ماں کی اجازت پر موقوف تھا ماں نے زد کردیا رد ہو گیا۔

پدر محمودہ کو حامد کے ساتھ نکاح کرنا منظور نہ تھا، مادر محمودہ اور تمام خاندان نے بغیبت پدر محمودہ کو بارہ تیرہ کوس پر تھا منع کیا، محمودہ بالغہ ہے قبل از وقت نکاح اُس کی ایک ہم عمر کو اُس کی مرضی معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ محمودہ نے کہا مجھے بدل منظور ہے وقت نکاح وکیل و گواہ اذن لینے محمودہ کے پاس جا کر واپس آئے، پھر معلوم ہوا کہ انھوں نے صرف مادر محمودہ سے رضا مندی حاصل کی ہے، پھر گئے، محمودہ نماز میں مشغول تھی بعد فراغ اس سے پوچھا وہ خاموش رہی، مادر محمودہ نے کہا ہاں منظور ہے، دو بارہ پھر محمودہ سے کہا وہ سرنگوں ہو گئی، پھر پوچھا تو وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اور زیادہ جھکی، پھر پوچھا محمودہ کی وہی حالت سکوت و خاموشی رہی، وکیل و گواہ لوٹے اور نکاح ہو گیا، شب میں محمودہ کا والد آگیا اور شور و غل برپا کیا، صبح کو کہا کہ مادر محمودہ یہ کہتی ہے کہ محمودہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقت استیذان محمودہ نماز پڑھ رہی تھی مادر محمودہ نے

کہا کہ محمودہ نے کہا تھا کہ مجھ کو منظور ہے والد محمودہ

یہی کہتا رہا کہ بوجہ مشغولی نماز نکاح نہ ہوا، پھر باپ نے چاہا کہ علیحدگی ہو جائے، محمودہ نے ایک رقعہ اپنے والد کو لکھا کہ لفظ طلاق ہرگز درمیان میں نہ آنے پائے۔ ایسی صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں۔

ہندہ نابالغہ جس کا کوئی ولی سوائے ماں کے نہیں اُس کا نکاح با اجازت نابالغہ رضا مندی والدہ خالد

نابالغ سے ہوا، قبول نابالغ سے کرایا گیا، پھر ہندہ نے خالد کے یہاں جانا نہ چاہا، پیش کار کی تنبیہ سے رخصت ہوئی، چار برس وہیں رہی، اب پھر ناراضی ظاہر کرتی ہے، اور دوسری جگہ

نکاح چاہتی ہے ہمبستری نہیں ہوتی، کیا حکم ہے۔

نہیں ہے ہندہ یا کہ نکاح بغیبت والد ہندہ جو

بارہ کوس پر تھا رضا مندی مادر و نانی و لبسکوت

گریہ ہندہ اپنے ساتھ ہونا ظاہر کیا اب کہتا ہے

کہ ہندہ نے بصراحت خود قبول کیا وکیل و گواہان

نے حسب بیان زید شہادت دی، ہندہ کہتی ہے

کہ میں نے ہرگز منظور نہ کیا تھا نہ اب ہے، کیا حکم ہے۔

استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن نہیں۔

محل خفا میں تناقض مقبول و عفو ہے۔

اگر کوئی شخص کہے یہ میری رضیہ ہے، پھر خطا کا

اعتراف کرے تو سچا مانا جائے گا اور اس کے ساتھ نکاح جائز ہو گا جبکہ اپنے اقرار پر

ثابت نہ رہے۔

- رد و اجازت نکاح موقوف میں اختلاف زوجین
ہو تو اگر شہادت عادلہ کافیہ سے زوج کا قول
ثابت ہو تو وہ ورنہ قسم کے ساتھ عورت کا قول
معتبر ہوگا۔
- ۵۸۶ غیبت کی تفسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے۔
- ۵۹۰ سوال سوم۔
- ۵۸۷ ولی ابعد سے کون مراد ہے عصبہ یا مطلق وارث، گو
ذوی الارحام سے ہو اگر عصبہ مراد ہے تو موطائے
امام محمد کی حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کہ انھوں نے اپنی بھتیجی بنت عبد الرحمن بن ابی بکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکاح عبد اللہ ابن زبیر سے کرنا
اس کا کیا جواب ہے، پھر بھی تو ذوی الارحام
سے ہے۔
- ۵۸۸ باپ کی ناسنگی صحت و نفاد نکاح میں خلل انداز
نہیں جبکہ عورت حرہ عاقلہ بالغہ ہو اور زوج کفر ہو۔
- ۵۸۹ باپ نے لڑکی کا چار سال کی عمر میں نکاح کر دیا
بعد بلوغ لڑکی کو پسند و قبول نہیں اس کا منحل جواب۔
- ۵۹۰ سوال چہارم۔
- ۵۹۱ ناپا بلوغ کا نکاح اگر باپ کر دے تو مطلقاً لازم
ہو جاتا ہے مگر دو صورتوں میں باپ کا کیا ہو نکاح
سبھی جائز نہیں ہوتا۔
- ۵۹۲ ولی ابعد نے اگر غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا
حکم ہوگا۔
- ۵۹۳ ولی اقرب کے غائب ہونے کی کل بہتر صورتیں
اور ان کے حکم کا ضابطہ۔
- ۵۹۴ فضولی نے جو عقد کیا اگر کوئی ایسا ہے جو اسے
جائز کر سکے تو اس کی اجازت پر موقوف ہوگا ورنہ
باطل ہوگا۔
- ۵۸۵ رسالہ تجویز الرہ عن تزویج الابلعد
(ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کر دینے
کا شرعی حکم)
- ۵۸۶ پانچ سوالوں کا جواب۔
- ۵۸۷ سوال اول۔
- ۵۸۸ ولی ابعد بغیبت ولی اقرب اگر نکاح کر دے تو
ولی اقرب اسے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔
- ۵۸۹ سوال دوم۔
- ۵۹۰ وہ اگر پردیس میں نکاح کر دے گا نہ ہوگا۔
- ۵۹۱ باپ دادا سفر میں تھے دوسرے ولی نے نکاح
کر دیا واپسی پر انھیں حق اعتراض ہونا چاہئے۔
- ۵۹۲ سوال پنجم۔
- ۵۹۳ زید سو کوس سے زائد سفر پر گیا ہے زید نے اپنی
والدہ کو لکھا کہ میری دختر کا نکاح بے میری اجازت

- نہ کرنا میں واپس آ کر اپنے برادر زادے سے کروں گا
مگر والدہ نے بے دریافت کے زید اور اس کے
پچھوچی زاد بھائی خالد کے جو موجود تھا نکاح کر دیا زید
بعد واپسی یا خالد نابالغہ کا نکاح فسخ کر سکتا ہے
یا نہیں۔
- ابن عثمة الاب ذوی الارحام سے ہے اور دادی
ان پر بالاتفاق مقدم۔
- مات وادی پر مقدم ہے۔
- ولی ابعہ کو بحالت غیبت اقرب کب اختیار تزویج
ہوتا ہے۔
- احراز کفو شرع میں سخت مہم و مہتم بالشان ہے۔
- نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔
- ابعہ کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔
- مذہب معتہ پر غیبت منقطعہ میں سفر در کنار شہر سے
باہر ہونا بھی شرط نہیں۔
- ولی اقرب غائب بغیبت منقطعہ تھا اس لئے
ولی ابعہ نے نکاح کیا تو وہ نافذ ہو گیا، اب اگر
ولی اقرب واپس آئے تو اسے رد نہیں کر سکتا
اگرچہ اس کے واپس آنے پر ولایت اس کی جانب
عود کر آتی ہے۔
- تنبیہ نفیس از مصنف۔
- زید نے اپنی دختر نابالغہ کی منگنی عمر سے کر دی زید
مرگیا لڑکی تیرہ برس کی ہوئی مگر علامت بلوغ کوئی
ظاہر نہ تھی زید کے باپ نے لڑکی کی عدم موجودگی
میں بخیال بلوغ اس کا عقد بکر سے کر دیا کوئی نشانی
- بلوغ کی ابھی ظاہر نہیں، کیا حکم ہے۔
- باپ نے نابالغہ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا،
شوہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالش ہوئی تو
جواب دیا کہ داماد نامرد ہے بھڑوں میں گاتا بجاتا
ہے اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو عذر نہیں، ابھی
فوجداری میں مقدمہ دائر تھا کہ لڑکی کے باپ نے
دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح کر دیا کہ وہ نامرد ہے
بھڑوں کے افعال سے حالت شرمناک کر لی ہے
میری برابری کا نہ رہا۔ اگر یہ الزام ثابت ہوں تو
کیا نکاح فسخ کیا جاسکے گا۔
- کفائۃ کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفو تھا
بعد میں فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔
- عین سے تفریق کے لئے طوالت بالغہ کا دعویٰ ضرور
ہے قاضی اس کی طلب پر تفریق کرے گا، اگر
صغیرہ ہوگی تو اس کے بلوغ کا انتظار کیا جائے گا
کیونکہ ممکن ہے وہ بالغہ ہو کر عین یا محبوب سے
راضی ہو۔
- عورت نے شوہر کو عین پایا تو قاضی شوہر کو
ایک سال قمری کی مہلت دے بغرض علاج دے گا۔
- قاضی کی تفریق سے عورت بائٹہ ہو جاتی ہے۔
- مأموں نے بالغہ کا نکاح جس کے اور اولیا موجود
نہیں بے استیذان بالغہ کر دیا، کیا حکم ہے۔
- سو تیلے باپ نے بے اذن بالغہ اور بے مشورہ والدہ
بالغہ کا نکاح کر دیا، کیسا ہے۔
- بالغہ کے بھائی کے ہوتے چچا نے بالغہ سے

استیذان کیا اُس کی خاموشی کو اذن قرار دے کر اُس کا نکاح کر دیا، زوجین میں غلبت صحیحہ بھی ہوئی، یہ نکاح کیسا ہوا۔

حقیقی چچا نے بخیال نفع معاش براہ چالاکی بے علم و رضا مندی مادر و عم علاقائی ہندہ ہندہ کا عقد اپنے بیٹے سے کر لیا، ہندہ بالغہ ہے، اس کی عمر زائد از چودہ سال ہے، اس نے خبر نکاح سن کر نا منظور کیا، کیا حکم ہے۔

ہنگام نکاح خوانی مہر پر حجت ہوئی، زید مجلس سے اٹھ گیا، عمر و نے بجاالت عقدہ مؤذن سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکر سے کر دو، بکر مجلس نکاح میں موجود تھا، مؤذن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب قبول کر دیا کوئی وکیل و گواہ نہیں ہوا، فقہ کی فقہاء بکر کو بتائی یہ کہا کہ شل لڑکی کی ماں کے مہر باندھ لڑکی بالغ ہے اس سے اجازت نہ لی گئی، کیا حکم ہے۔

لڑکی کا علاقائی بھائی ماں اور ماموں کے مقابل ولی جائز ہے یا نہیں بے اجازت برادر علاقائی ماں اور ماموں بالغ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کر دیں، تو کیا حکم ہے۔

باپ و دختر کی منگنی کر کے فوت ہو گیا بغیبت والدہ و دختر چند اشخاص نے بکبر اُس دختر بالغہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعویٰ دائر کیا جواب دعویٰ ہوا کہ متوفی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر و والدہ و دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے

ہندہ ماں نے رضیہ کا بجاالت نابالغی حامد سے عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب رضیہ بالغہ ہوئی اس عرصہ میں خالد نے دوسری عورت کو رکھ لیا خالد کی وضع و اطوار چال چلن رضیہ اور ہندہ کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالد سے تعلق نہیں چاہتی انکار کرتی ہے اور خلع چاہتی ہے رضیہ کیا کرے جو خالد سے قطع تعلق ہو، اور یہ عقد عقد فضولی قرار پائے گا یا نہیں۔

۶۲۱

نابالغ نے نکاح کیا یا کچھ بیچا یا خرید اجازت ولی پر موقوف رہے گا اگر قبل اجازت ولی بالغ ہو گیا تو خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا۔

۶۲۲

ایک شخص نے کسی کو سفر سے لکھا کہ میری نابالغہ لڑکی کی منگنی قیام نابالغ لڑکے سے کرنا، اس نے بعد منگنی خود ولی بن کر نکاح بھی کر دیا والد خبر سن کر خوش ہوا انکار نہ کیا، کیا حکم ہے۔

۶۲۳

۶۲۴

ساکت کی طرف قول غسوب نہیں کیا جاتا۔ ہندہ بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے کر لیا، عمر و بکر خالد نے اس پر اُسے اور اس کی ماں کو برادری سے نکال دیا ایذا دی، کیا حکم ہے۔

۶۲۵

ناتحی ایذاء مسلم حرام کہ بحکم حدیث وہ ایذاء رسول ہے اور ایذاء رسول ایذاء اللہ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۶۲۵

۶۲۵

۶۱۳

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

خرخشہ کیا تھا اور رفع خرخشہ ہوا بھی نہیں تو رفع خالہ کا کتبک
انتظار کیا جائے گا۔

۶۲۷

ولی اگر بحالت جبر و اکراہ نکاح کرے ہو جائیگا۔ ۶۲۸

عورتوں سے حکم قرآن نیک برتاؤ کرنا لازم۔ ۶۲۹

عورتوں کو مقدور بھروسہ رکھو جہاں خود رہو۔ ۶۲۹

عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔ ۶۲۹

عورت کو معلقہ کرنا بحکم قرآن ممنوع ہے۔ ۶۲۹

حکم حدیث اسلام ضرر و ضرار سے پاک ہے۔ ۶۲۹

ہندہ نابالغہ کا باپ مر گیا، ماں نے اس کی سوتیلی

بہن کو جس نے اسے بچپن سے اولاد کی طرح پالا

تھا اس کے نکاح کی اجازت دے دی، سوتیلی

بہن نے نکاح کر دیا، وقت نکاح ہندہ کے چچا

اور بھائی موجود نہ تھے مگر انھیں علم تھا، کیا حکم ہے۔ ۶۲۹

لڑکی کے باپ نے لڑکے کو دہلی سے بھوپال برائے

عقد بلایا، رات پہنچی، تاریخ عقد مقرر ہوئی، لڑکی

ماموں کے یہاں تھی، باپ لینے گیا، عین وقت

پر ماموں نے بیچنے سے انکار کر دیا، باپ شرم سے

زہر کھا کر مر گیا، اس کی تحریری اجازت موجود ہے

لڑکی نابالغہ ہے اس کا چچا عقد پر رضامند ہے

کیا چچا کی محض اجازت سے بے اطلاع دختر

نکاح ہو سکتا ہے۔ ۶۳۰

بیوہ نے جس سے نکاح کیا اس کے دو لڑکے زوجہ

اولیٰ سے ہیں، ایک دختر اس سے ہوئی شوہر ثانی

کے انتقال کے بعد بیوہ نے تیسرا خاوند کیا اور

شوہر سوم نے اس دختر نابالغہ کا نکاح ایک نابالغ

خالہ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح حرم بخش بالغ سے

کر دیا اب بوجہ فساد و خسر بالغہ چاہتی ہے کہ نکاح

فسخ ہو جائے، کیا شرعیہ ممکن ہے۔

۶۲۵

ہندہ بکر بالغہ ہے اس سے قبل نکاح زید برادر

علاقہ یا کسی نے صراحتہ استمراج نہیں لیا اور نہ بعد

نکاح صراحتہ اسے خبر دی گئی اسے خارجی طریقہ سے

سب باتیں معلوم تھیں اور تمام رسمیں اس نے کیں

کسی وقت اظہار نارضا مندی نہ ہوا اور نہ اب تک

ظاہر کرتی ہے بلکہ خوش معلوم ہوتی ہے، کیا حکم ہے۔

۶۲۶

ولی نے بالغہ کا نکاح کر دیا اور باکرہ کو ولی کے چچا

یا کسی اور عادل نے نکاح کی خبر دی وہ سن کر خادش

رہی تو یہ سکوت اذن ہے۔

۶۲۷

بگرنے اپنے لڑکے خالہ کی نسبت صحیحہ و غیر زید

سے چاہی، زید کو منظور نہ ہوئی، بگرنے ہندہ

زوجہ زید کو برہم کر دیا، ہندہ نے اس قدر فساد

مچایا کہ زید نے مجبوری بخوف حکام ضلع بنیال اس

کے کر رفع جملہ فساد ہو جائے گا منظور کر لیا اور

سعیدہ سے بے اذن لئے اس کا نکاح حامد

سے کر دیا، خالہ و سعیدہ سے آج تک ملاقات

نہ ہوئی، بعد نکاح خالہ لندن چلا گیا، وہاں فسق و

فجور میں مستلا ہوا، وہ کسی قسم کی خبر گیری سعیدہ کی

نہیں کرتا، نہ وہاں سے آتا ہے، نہ اس کا باپ بکر

اس کے خرچہ کی کفالت کرتا ہے، ایسی صورت میں

سعیدہ مجاز ہے یا نہیں کہ اپنے باپ کے کئے نکاح

کو جو بخوشی نہیں بلکہ مجبوری و بخوف حکام و بامید فسخ

سے کر دیا۔ ابتداء قرار داد نسبت میں شوہر دوم کے دونوں لڑکوں کا بھی مشورہ تھا مگر وقت نکاح یہ دونوں نہ تھے، اب یہ دونوں اس نکاح سے رضا مند ہیں، کیا حکم ہے۔

۶۳۳

زید پدر ہندہ نابالغہ کو بکر نے فریب دیا کہ خالد اس کا ہم قوم ہے زید نے خالد سے عقد کر دیا رخصت ہوئی تو معلوم ہوا کہ خالد ولد الحرام پل قوم ہے صغیرہ اسے اپنا شوہر نہیں جانتی نہ اس کے پاس آئی گئی معاہدہ نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ اس نے فسخ کر دیا کیا حکم ہے۔

۶۳۴

کسی کو صالح جان کر کہ فیثہ کی چیز نہیں استعمال کرتا اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ عادی ہے لڑکی نے بعد بلوغ کفر کیا کہیں اس نکاح سے راضی نہیں، کیا حکم ہے۔

۶۳۵

اپنی بیٹی کسی کے نکاح میں اسے حراصلی جان کر دی اور وہ تھا آزاد شدہ، تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہوگا۔

۶۳۵

عدم کفارة بوجہ فسق و غیر فسق میں کوئی فرق نہیں فرقت عورت کی طرف سے ہو تو فسق، مرد کی طرف سے ہو تو طلاق ہے اور قضا سب کے لئے شرط ہے۔

۶۳۵

فسق بوجہ عدم کفارة قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے۔

۶۳۶

لڑکیاں بعد موت والدہ اپنے نانا کے زیر پرورش رہ کر بالغ ہوئیں والد اپنے وطن میں ہے لڑکیوں

کی کسی قسم کی امداد نہیں کرتا، نانا شادیوں کا انتظام کرتا ہے تو والد مانع ہوتا ہے اور خود بوجہ صرف

۶۳۶

نہیں کرتا، کیا نانا ولی ہو کر نکاح کر سکتا ہے۔ نابالغہ کا باپ فوت ہو گیا اس کے شرعی وارث موجود ہیں مگر ولی بننے سے انکار کرتے ہیں نابالغہ کی ماں جس نے عقد ثانی کر لیا ہے وہ یا اس کا شوہر ثانی ولی بن سکتے ہیں یا نہیں۔

۶۳۷

زید کے ہندہ سے ایک دختر ہوئی پھر زید نے ہندہ کو طلاق دے دی دختر ہندہ کے پاس رہی ہندہ نے بچہ سے نکاح کر لیا جب دختر تقریباً ۹ سال کی ہوئی تو بکر و ہندہ نے اس کا نکاح کر دیا جس سے نکاح کیا وہ اسلام سے بالکل ناواقف ہے ہندہ روزہ رکھتا ہے نماز پڑھتا ہے اب دختر چندہ سال کی ہے نماز روزے کی پابند پڑھی لکھی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی ولی اصلی زندہ ہے اس نے اجازت نکاح نہیں دی، کیا حکم ہے۔

۶۳۷

لڑکی ۱۳، ۱۴ سالہ ہے اس کا باپ نہ تو کھانا کچھ اڈیتا ہے نہ لے جاتا ہے بہت کچھ اسے کئی دفعہ سمجھایا مگر کوئی خیال نہ کیا، ماموں نے کہا یا تو تم لڑکی کی شادی کرو نہیں کرتے تو لادعویٰ ہو جاؤ جواب نہ دیا ماموں نے جب چاہا کہ شادی کر دیا تو اس شخص نے اپنے خسر کو نوٹس دیا کہ تم لڑکی کی شادی نہ کرنا ورنہ ہم دعویٰ کریں گے، کیا حکم ہے۔

۶۳۸

ہندہ بیوہ کا عمرو سے ناجائز تعلق ہوا، ہندہ کے

چچا بکر نے یہ خبر پا کر بزور اپنے لڑکے زید سے بے رضا مندی ہندہ ہندہ کا نکاح کر دیا، وکیل نے ہندہ سے اجازت چاہی، بخوف جان ہندہ نے اذن دیا، دو چار ماہ بعد موقع پا کر عمرو کے یہاں بھاگ آئی، ہندہ نے حلفاً بیان کیا کہ مجھے ہرگز ہرگز منظور نہ تھا بکر وغیرہ کے جبر سے جو دھکی ہلاکت کی تھی اقبال کیا پھر مجھے اور زید کو لوگوں نے ایک مکان میں بند کر دیا خلوت صحیحہ بھی بکھر ہوئی، کیا ایسا نکاح جائز ہے، طلاق کی حاجت ہوگی یا نہیں۔

۶۴۱ ولی جو مہربان نہ ہے نابالغ بعد بلوغ اس مہر سے راضی نہ ہوا انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔

۶۴۲ زید مر گیا اس کا ایک بھائی جو عدالت دار کے علیحدہ ہے کسی قسم کا کوئی تعلق مرحوم سے نہیں رکھتا تھا زید کی لڑکی جو قریب بلوغ ہے اس کی شادی ہونے والی ہے لڑکی کی سوتیلی ماں جس نے اس کی پرورش کی ہے شادی کر رہی ہے اس نے زید کے بھائی سے شادی کے متعلق مدد چاہی اس نے کہا کہ میں اس شادی میں شریک نہ ہوں گا نہ مجھے کوئی واسطہ، جہاں چاہیں کریں۔ لڑکی کے دوستیلے بھائی جن کی عمر سولہ سال ہے موجود ہیں، کیا حکم ہے۔

۶۴۳ ماں باپ مر گئے نانی نے پرورش کیا آٹھ نو سال کی عمر میں نانی نے لڑکی کا نکاح نواسے کے ساتھ کر دیا۔ دختر کے حقیقی بھائی موقع پر موجود نہ تھے

ہندہ کو جب پہلی بار حیض ہوا وہ مع اپنی نانی کے اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور دوسری عورتوں کے سامنے کہا جس کے ساتھ میری نانی نے میری شادی کی تھی میں اس سے رضا مند نہیں ہوں اس کے ساتھ اپنی عمر بسر نہیں کر سکتی، یہ نکاح رہا یا نہیں، ہندہ نے دوسرا عقد کر لیا، کیا حکم ہے۔

۶۴۵

۶۴۱ بعد وفات پدر ماں نے نابالغہ کا کہیں ناتا کر دیا لڑکی کو کسی قدر زیور اور کپڑا چڑھایا گیا، ناتے والے اپنے زعم میں اسے نکاح سمجھتے ہیں دو تین سال بعد منگنی والوں نے شادی کا تھاڑا کیا، ماں نے انکار کر دیا، انھوں نے ناتا توڑ دیا اور چڑھا دیا

۶۴۲ اس لڑکی کی ماں کے مرنے کے بعد کہتے ہیں ہم نے ناتا نہیں توڑا، کیا حکم و لہذا الخیار فی غیر الاب و الجدا لڑکی کو حق فسخ ہے جہاں قاضی نہ ہو کیا وہاں اعلم علمائے اہل بلد سے فسخ کرا لیا جائے۔

۶۴۷

۶۴۸ لڑکی چودہ سال کی ہے، باپ نے اس کی ماں کو خط لکھا کہ جس طرح چاہو کرو تمہیں اختیار ہے کیا باپ کی عدم موجودگی میں ماں نکاح کر سکتی ہے۔ زید نے اپنی پہلی بی بی کے بچوں کو عاق کر دیا، تیسری بی بی سے دختر ہے، اس کی بکر سے نسبت کر کے فوت ہو گیا، لڑکی دس سال کی تھی ماں نے بولایت خود بکر سے شادی کر دی، پہلی بی بی کا عاق لڑکا کہتا ہے میں ولی ہوں،

۶۴۸۔ دوسری جگہ شادی کرنا چاہتا ہے، کیا حکم ہے۔
 عاتق کو ناشرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت
 زائل ہو۔

۶۴۹۔ بیوہ نے اپنی بالغ لڑکی کا خود عقد اپنے بھانجے
 سے کر دیا۔ لڑکی کا بیان ہے کہ میرے سامنے
 عقد سے پہلے چند بار میری ہمشیرہ نے عزیز الحسن
 سے میرے نکاح ہونے کا ذکر کیا، میں نے قطعی
 انکار کیا، میرے انکار کی خبر عزیز الحسن اور
 میری ماں بہنوں وغیرہ سب کو ہوئی، اب بوقت
 نکاح جب مجھ سے اذن لیا گیا میں بوجہ شرم
 باؤ از بلند جمع میں انکار نہ کر سکی، مگر انکاری سر
 ہلایا اور اوں ہونٹھ کہا جو انکار تھا میری بہنوں
 ماں اور خالہ نے غل شور مچا دیا کہ ہو گیا ہو گیا

۶۴۹۔ میں نہ رضا مند تھی نہ اب ہوں، کیا حکم ہے۔
 حقیقی چچا نے ولایت خود ہندہ کو نابالغ جانتے
 ہوئے بعد موجودگی ہندہ و مادر ہندہ زید نابالغ
 سے نکاح کر دیا، پانچ سال بعد زید بالغ ہو کر
 رخصت کرانا چاہتا ہے، مادر ہندہ کا دعویٰ ہے
 کہ وقت نکاح ہندہ بالغ تھی اس لئے رخصت
 نہیں کرتی، مادر ہندہ کے بیان کی تصدیق کر لی گئی
 کیا حکم ہے۔

۶۵۰۔ نانا نے اپنی نواسی ہندہ نابالغ دختر زید کا عقد
 اپنے خاندانی لڑکے بکر سے بے اطلاع زید کیا جائز
 ہوا یا نہیں، اس عقد کو کون اور کتنے عرصے تک
 فسخ کر سکتا ہے۔

ہندہ اگر بالغ ہو تو جبکہ وہ اپنے شوہر کے گھر رہی
 اور اس کے ہمراہ اپنے والد کے گھر آئی اور بکر
 چندے مقیم رہا اس صورت میں یہ عقد درست ہوا
 یا نہیں (۳۱) ہندہ در صورتیکہ نابالغ ہو جبکہ زید
 کے ملنے والوں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں سے
 اور تمھاری بے اجازت و ماں نکاح ہو گیا، یہ
 کیونکر ہوا، تو زید نے کہا کہ ہم اجازت دے گئے
 تھے کہ آپ عقد کر دیں اور ہمیں صرف اطلاع
 کر دیں، اس صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا
 نہیں (۳۲) بکر زید کے یہاں تنہا آیا اور قیام کیا
 زید اسے اکثر مجالس اور بازار میں ہمراہ لے گیا،
 دریافت کر کہا میرا داماد ہے، جب بکر ملازمت
 پر چلا گیا تو خط لکھا بت بھی رہی پھر جب مفقود الخبر
 ہو گیا تو زید نے کہا میں بکر کے ساتھ عقد منظور
 نہ تھا ہو گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا، ان سب
 واقعات سے عقد صحیح ہو گیا یا نہیں۔ زید ۳۳
 کے مضمون سے منکر ہو اور ۳۴ کا انکار نہ کرتا ہو
 ۳۵ کو تسلیم کرتا ہو پھر بھی چار پانچ سال کے بعد
 نکاح فسخ کر کے ہندہ کا دوسرا عقد کر دیا، کیا
 حکم ہے۔ زید کے ساتھ ربط ضبط میل جول رکھنا
 گناہ ہے یا نہیں، اگر ہندہ رخصت ہو کر بکر
 کے یہاں نہ گئی ہو نہ اس کے ساتھ بکر زید کے
 یہاں آیا ہو لیکن بکر خود زید کے مکان پر آیا
 قیام کیا ہو زید نے اپنے ملنے والوں سے کہا ہو
 کہ یہ داماد ہے سب کو دکھلایا ہو تو کیا حکم ہے۔

زید نے نابالغہ کا عقد نابالغ سے کر دیا نابالغ کے
یاپ نے یہ شرط کر لی تھی کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تب
میں اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کروں گا ورنہ
نہیں، زید نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہے نابالغہ
اب نوٹس دیتی ہے کہ میں بالغہ ہو گئی، والدین کے
نکاح کے فسخ کا مجھے حق ہے، کیا حکم ہے۔
زید شدت مرض میں تھا اُس کے بھائی نے اس
کی نابالغہ دختر کے عقد کی اپنے لڑکے کے ساتھ
اجازت لے لی زید تین دن بعد مر گیا، لڑکا کفو
نہیں کہ ذیل عورت سے ہے، نکاح ہوا یا
نہیں۔

۶۵۳

زید متقی صوفی عالم خوش حال متورع عالم کا بیٹا
زاہد عزت گوین درویش کا پوتا ہے۔ زینب
دختر زید بہت نیک اور سیدھی اور ممنوعات
سے بہت محتر ہے زید نے اس کی شادی
نہ کی تھی کسی عالم متقی کی تلاش میں تھا عمر و جو کسی
طرح زید و زینب کا کفو نہیں آیا، اور اس نے
اسے دھوکا دیا کہ میں عالم ہوں اتنا مالدار
ہوں، ایسا ہوں، ویسا ہوں۔ اور زینب سے
نکاح کر لیا، بعد علم حقیقت حال زید و زینب
اُس سے سخت متنفر ہیں، نہ زینب جانا چاہتی ہے
نہ زید بھینچنا چاہتا ہے، عمر و مال و دینا نہ زینب
کا ہرگز کفو نہیں، اور درختار میں ہے، یفتی
فی غیر الکفو بعد رجوع امرہ اصلاً و هو
المختار للفتویٰ صورت مستفسرہ میں خلوت

ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو عبادت مذکورہ کے بموجب
بطلان نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر
نہیں تو زینب اور اس کے اولیاء کو حق فسخ
حاصل ہے یا نہیں۔

۶۵۵

قاسم اگرچہ غیر معلن ہو صالحہ یا بنت صالحہ کا
کفو نہیں ہو سکتا۔

۶۵۸

فقیر محتاج جو ذی حرفہ نہ ہو وہ فقیہ کا کفو
بھی نہیں۔

۶۵۸

مطلقہ بطور خود بلا رضاے ولی اگر کفو سے
بغیر حلالہ نکاح وہم بستی کرے حلالہ نہ ہوگا کہ
یہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔

۶۵۹

یونہی اگر ولی نے بھی اجازت دے دی ہو مگر
ولی کریمش از نکاح اس کا غیر کفو ہونا معلوم
نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا۔

۶۵۹

غیر کفو کے ساتھ نکاح کی ولی سے اجازت
طلب کی وہ ساکت رہا، عورت نے کر لیا،
نکاح نہ ہوا، اگرچہ بعد کو ولی بصراحت اجازت
دے دے۔

۶۶۰

لڑکے لڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہوا تھا اب
لڑکا یا اس کے وارث لڑکی کی خبر کسی قسم کی
نہیں رکھتے۔ لڑکی تین طرح کے علم سے واقف
ہے اور لڑکا زرا جاہل۔ لڑکی اب کہتی ہے ہم
اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے،
کیا ارشاد ہے۔

۶۶۰

ہندہ نابالغہ کا باپ زید ہزار میل پر تھا ماں اور

چچا بکرنے ہندہ کے باپ کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو بتا کر خود نکاح خالہ سے کر دیا، جب زید مکان آیا تو خالہ نے اُس کی دعوت کی زید نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضامندی ظاہر کی، مہینوں رسوم دامادی و خسروی خالہ کے ساتھ رکھے، اب زید خط سے انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے۔

زید نے بھتیجی کا نکاح نابالغی میں کر دیا جس وقت وہ بالغ ہوئی اُسی وقت اُس نکاح اور شوہر کے گھر جانے سے انکار کیا، نکاح باقی رہا یا نہیں، دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں، مہر لازم ہوا یا نہیں۔

بیوہ کے ایک دختر شوہر اول سے بھی شوہر ثانی نے بصدختی و تشدد دو ہزار زجر و توبیخ بیوہ سے اپنے لڑکے کے ساتھ اس کی چھ سالہ دختر کے عقد کا اذن لے کر جبریہ نکاح کر دیا لڑکی کا چچا زاد چچا اور چچا زاد بھائی وقت عقد موجود نہ تھے انھیں اطلاع نہ ہوئی لڑکی بعد بلوغ جب اٹھارہ ہوا فوراً اپکار اٹھی کہ مجھے اُس شوہر کے یہاں جانا منظور نہیں ہرگز نہ جاؤں گی، منٹ بھر بھی پورا نہ ہونے دیا کیا حکم ہے۔

در مختار میں ہے وللولی الاعتراض فی غیب الکفو مالہ تلد لثلا یضیع الولد۔
طحاوی، ابوالکرام و بنایہ و عاشیہ شیلی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی بر بنائے ظاہر الزوایہ

ولی کو اعتراض کا حق بتایا اور امام حسن کی روایت مفتی بہا پر ابتداء ہی سے بطلان نکاح کا حکم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ولادت حق اولیا کی مسقط نہیں، کیا ثبوت تفسیری کا دعویٰ صحیح ہوگا و ان ولادت۔

۶۶۳

بعض مولوی کہتے ہیں علیات کا نکاح مع تراضی اولیا بے تراضی باطل کتنا شیعہ کا مذہب ہے بنایہ کی اس عبارت سے مستند ہیں وفق البسیط ذہب الشیعة الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرہم مع التراضی قال السروجی و ہما قولان باطلان ان قولان باطلان

۶۶۴

سے کون سے دو قول مراد ہیں۔
مقدمہ ہوتے ہوئے اولاد پیدا ہوگئی اور چند روز میں مرگئی تو اب بھی حق اعتراض لاویا گیا نہیں۔

۶۶۵

ایک شخص فوت ہوا، بی بی اور دو نابالغ لڑکیاں اور باپ کو چھوڑا، دختران کا ولی کون ہوگا۔

۶۶۶

سوتیلی خالہ سے ایک شخص نے نکاح کیا وہ لڑکی دو سال سے اس کے والدین نے روبرو گواہوں کے دوسرے لڑکے کو دی ہے مگر رخصت کے وقت جو نکاح ثانی ہوتا ہے وہ باقی تھا کیا حکم ہے۔

۶۶۷

کنواری لڑکی بے رضائے والدین غیر شخص کو اپنے نکاح کا ولی بنا سکتی ہے یا نہیں۔

۶۶۸

قاضی جسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

۶۶۷ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۶۸ لڑکی بوجہ شرم و حجاب ساکت رہے عزیز و قریب عورتیں جو اس کے گرد ہوں وہ کہیں ہاں لڑکی کو منظور ہے، تو نکاح جائز ہو گا یا نہیں اور اس کا اقرار سکوتی قائم مقام ایجاب و قبول ہو گا یا نہیں۔

۶۶۹ لڑکی بالغہ یتیم ہے ماں نے اس کا نکاح کیا چچا تائے اس کے نکاح میں موجود نہ تھے، کیا حکم ہے۔

۶۷۰ یتیمہ بلغت من عمرها خمسة عشر سنين زوجتها امها برضاها لكن لم يحضروا مجلس النكاح اولياؤها وما استشيروا في هذا الباب هل جاز النكاح۔

۶۷۱ بالغہ کے ماں بھائیوں نے میراثی سے کہا کہ فلاں قبیلہ میں رشتہ کراد کسی دوسری جگہ نہ کرنا میراثی رشتہ لے کر دوسری جگہ کر آیا، معلوم ہونے پر انکار کر ایبھجا اور بھائی خود بھی جا کر منع کر آئے، مگر وہ لوگ نہ مانے، میراثی نے اپنی طرف سے من مقرر کر کے برات منگائی، اس میں رو سا بھی تھے لڑکی کی ماں اور بھائی برابر انکار کرتے رہے۔

۶۷۲ رو سانے گرد و نواح کے اور رو سا جمع کر کے زور ڈالا، بھائیوں کو ایک مقدمہ جعل سازی میں پھانس دیا وہ عاجز آکر بولے نکاح ٹھہرا دو، جب بالغہ سے اذن لینے گئے اس نے انکار کر دیا، لڑکی کو جبراً خاموش کر دیا اور بھلی میں بٹھالے گئے، اس وقت بھی لڑکی نے کہا میرا

نکاح ہی نہیں ہے، اب تک انکار پر مصر ہے، کیا حکم ہے۔

۶۷۳ بالغہ شیعہ لڑکی نے بے اجازت والدین سُنی سے نکاح کیا، اس کے والدین نکاح فسخ کرانا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اس لئے ہمیں اختیار فسخ حاصل ہے، نیز نکاح کفو سے نہیں ہوا اس لئے بھی۔ وکیل نکاح نکاح کا تو مقرر ہے مگر کہتا ہے کہ لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں سنی، گواہ آواز سُنا بھی بیان کرتے ہیں لڑکی نے گواہان کے سامنے نکاح سے پہلے اقرار کیا میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں کیا حکم ہے۔

۶۷۴ سنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کا باپ رافضی سے کرنا چاہتا ہے، منع کرنے پر کہتا ہے جائز ہے، کیا لڑکی اس صورت میں نانا کو مل سکتی ہے کہ وہ کسی سُنی سے نکاح کر دے۔

۶۷۵ ماں نے حقیقی چچا کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا پیچھے چچا کی اجازت سے نکاح کر دیا، چچا ناراض ہے صرف عقد ہوا ہے اگر ناجائز ہوا تو دوسرے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۶۷۶ بالغہ ہندہ بنت زید نے بے اجازت زید کفو سے نکاح کر لیا، زید ناخوش ہو کر بکر کے مکان سے ہندہ کو حیلہ کر کے لے آیا ایک سال بعد عمرو سے ہندہ کا نکاح کر دیا، دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ عمرو سے جو اولاد ہوا اس کا کیا حکم

ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے، زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۶۴۳ بالغہ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوش حال پڑھا کھا جوان تھا نکاح پر راضی تھی زید بالغہ کا باپ اس سے راضی نہ تھا بالغہ جس سے راضی تھی زبردستی اس کے ساتھ اس کا نکاح کرادیا اور زبردستی چند آدمی پھر مکر اس کے یہاں پہنچا آئے یہ نکاح درست ہوا یا نہیں، زید کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

۶۴۵ بالغہ کا نکاح والدین نے ایک شخص کے ساتھ کیا ماموں اذن لینے گیا لڑکی خاموش رہی، دوبارہ اصرار کرنے پر جواب نہ دیا، ماموں نے طمانچہ مارا لڑکی رونے لگی ماموں نے باہر آکر نکاح پڑھوا دیا کیا حکم ہے لڑکی جانے پر رضامند نہیں ہے۔

۶۴۶ بالغہ نے بے اجازت ولی اپنا عقد کفو سے کر لیا جائز ہوا یا نہیں ولی فسخ کو کے بے طلاق یا خلع کسی مالدار سے جبراً کر دے تو وبال کس پر ہوگا اور یہ فعل کیسا ہوگا۔

۶۴۷ کیا رواج عرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مزج ہو سکتا ہے۔

۶۴۸ ولی کا جھوٹا حلف ہند کے مقابل میں معتبر ہو گیا ہند کا قول باپ نے اپنی بارہ برس کی لڑکی کے عقد کا ایک نابالغ سے وعدہ کیا اور برادری کے لوگوں کے سامنے مٹھائی اور کپڑا لڑکی کے واسطے لڑکے سے لے لیا اور اقرار کیا کہ فلاں تاریخ نکاح کر دیا

پھر بیچارہ کو مرکز مکان چلا گیا، بیٹی بی بی کو چھوڑ گیا جس کا بار لڑکا اٹھاتا رہا، چھ مہینے ہو گئے خط بھیجے جواب نہ آیا، جانے زندہ ہے یا مر گیا، ماں پہلے راضی نہ تھی مگر جب لڑکے نے کہا کہ تم نکاح نہیں کرتیں تو میں نے جواب تک صرف کیا وہ دے دو اس پر راضی ہوئی، لڑکی اپنا بھلا بُرا جانتی ہے وہ بھی راضی ہے، کیا حکم ہے۔

۶۴۸

۶۴۹ رفیق بیگم کا نکاح بعد موت والد چچا نے اپنے پسر سے کر دیا، نابالغہ نے بالغ ہوتے ہی اعلان کرنا کہ اس نکاح کو نا منظور کر کے فسخ کر دیا، ذریعہ فسخ شوہر نابالغ اور اس کے باپ کو اطلاع کر دی فسخ واپس آیا رفیق بیگم نے دیوانی میں نالش دائر کر دی وہی رہنما فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہو گئی، ایسی صورت میں وہ نکاح برقرار منظور ہوگا اور شوہر کو ترکہ پہنچے گا یا نہیں۔

۶۴۹

۶۵۰ شخص بیمان حیات پدر خود بلا رضا مندی و بے نکاح خواہر صغیرہ بمعاضہ بازو بجائے کردہ پدرش بعد خبر یافتن انکار کر دے بعد چند مدت راضی شد بازو معاوضہ را در نکاح پسر خود گرفت باز انکار کر دے آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ۔

۶۵۰

۶۵۱ نابالغہ جس کے باپ دادا کی شاخ میں کوئی نہ تھا صرف اس کی ایک بڑھیا ماں ہے برادری والے بلا رضا مندی بڑھیا کی لڑکی کی شادی کرنے لگے، نکاح کے وقت بڑھیا دوسری کو ٹھٹھی میں روتی رہی، تو کیا یہ نکاح صحیح ہوا۔

۶۵۱

کہیں کفو سے نکاح کر دیا، جب لڑکی نے سنا تو کہا ہمیں منظور نہیں، نکاح جائز رہا یا نہیں۔ ۶۸۶

باب الکفانۃ

ہندہ بالغہ شریف زادی کا عمر و چچا ولی شرعی ہے مادر ہندہ نے غیبت عمر میں باذن ہندہ بے اطلاع عمر و اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو سے کر دیا جب عمر و مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کر دی رضائے ہندہ و ملی بھی ہوئی اب میکے آکر تادا کے مہر محل شوہر کے جانایا اُسے اپنے نفس پر قدرت دیتا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ ناشز ہے یا نہیں، اسے زید کے بھائی نہ جانے اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ ۶۸۸

زید نے غیر شہر سے آکر اپنے آپ کو سستی اور سید ظاہر کیا عمر و شیخ انصاری نے اپنی دختر لیلے جو بارہ تیرہ سال کی ہے بیان زید سے دھوکا کھا کر اُسے بیاہ دی لڑکی اور اُس کا باپ سب اہلسنت ہیں رخصت نہ ہونے پائی تھی کہ زید چلا گیا اور خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اب دریافت ہوا تو وہ رافضی نکلا اور شراب خوری قمار بازی علاوہ، بیل اور اُس کا باپ سخت ناراض ہے لیلی جس کی عمر چودہ پندرہ سال ہے اب دوسری جگہ اپنا عقد کرنا چاہتی ہے، کیا حکم ہے۔ ۶۹۰

زید کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہ جائے اپنے پر بھائی کو اپنا ولی بنالے تو ولی نکاح پڑھا کر لا سکتا ہے یا نہیں۔ ۶۸۳

کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر میں ناجائز، سن بلوغ حکم شرعی کتنی عمر میں ہوتا ہے کتنی عمر میں نکاح جائز ہوتا ہے جبکہ اس کا کوئی حقیقی وکیل مطلق نہ ہو۔ ۶۸۳

جو اپنی بیوی سے چودہ سال سے جدا ہو عورت تین ماہ کی حاملہ ہو اسی حمل سے لڑکی پیدا ہو لڑکی ۴ سال تک ماں کے پاس رہی ہو باپ نے کسی قسم کی امداد نہ دی ہو لڑکی بالغ ہو گئی ہو لڑکی نے اپنی خوشی اور والدہ کی اجازت سے نکاح کر لیا ہو باپ موجود نہ ہو نکاح ہم قوم سے کیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہوگا۔ ۶۸۳

مأموں نے نابالغ کا خود نکاح کر دیا اس کے علاقے بھائیوں کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے سوتیلی بہن کو شوہر کے مکان سے بلایا اب یہ چاہتے ہیں کہ کسی معزز سے اس کا نکاح کریں، کیا حکم ہے۔ ۶۸۴

ہندہ نانا کے زیر پرورش ہے، باپ محض بے تعلقی ہے، ایسی حالت میں نانا عقد کر دے تو جائز ہوگا یا نہیں، لڑکی تیرہ سال کی ہے، بلوغ کی کیا شرائط اور نشانیاں ہیں۔ ۶۸۵

زید نے اپنی بیماری میں لڑکی کو اس کے ماموں کے سپرد کیا لڑکی پندرہ برس کی تھی، باپ مر گیا، دادا موجود ہے، لڑکی کے دادا نے کچھ دن بعد

- ۶۹۱۔ فصل کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر مرتد ہے۔
 ۶۹۱۔ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔
 ۶۹۱۔ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔
 زنِ بازاری کا لڑکا جب بالغ ہوا تو اس نے اسلام قبول کیا پہلے سے جو مسلمان ہے اُسے اپنی صغیرہ کا نکاح اُس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں۔ ۶۹۸
 زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمرو سے کیا۔ وقت نکاح عمرو پر رافضی ہونے کا شبہ ہوا تھا اس لئے اُس سے دریافت کیا اُس نے انکار کیا اور اپنے آپ کو سستی بتایا اور اپنے سستی ہونے کا اطمینان دلایا باذنِ ہندہ نکاح ہو گیا، رخصت کے بعد محرم میں عمرو کا رافضی ہونا ظاہر ہوا جب سے زید نے لیلے کو روک لیا، کیا حکم ہے۔
 ۶۹۸۔ فاسق اعتقادی فاسق عملی سے بدتر ہے۔
 بھلیجی کا نکاح اپنے سالے سے کر دیا وہ جملہ منہیات شراب خوری، جوئے بازی، زنا کاری، چوری کا مرتکب ہے، سوزاک آتشک میں مبتلا ہے، خوشدامن وغیرہ صالحین سے ہیں انھیں اس سے بہت ذلت و عار ہوتی، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ ۷۰۰
 سید زادی کا نکاح چچا نے لعمر ۱۱ سال بے اطلاع اُس کے والد کے پٹھان سے کر دیا، کیا حکم ہے۔ ۷۰۱
 زید نے ولیہ ہندہ سید زادی کو دھوکا دے کر اپنی قوم اپنا اور اپنے باپ کا نام چھپا کر نیز اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا اپنے آپ کو شیخ یا سید ڈھائی بسوہ کا مالک بنا کر ہندہ سے نکاح کر لیا
- معلوم ہونے پر ہندہ نارضا مند ہے فسخ چاہتی ہے کیا حکم ہے۔ ۷۰۲
 پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۷۰۳
 ہندہ کا بکرنا بالغ سے نکاح ہوا جب وہ سنِ تمیز کو پہنچا تو ممدی سے خارج اور بہرہ ای میسر رقص رقص کرتا، والدہ ہندہ اس سے عار پا کر رخصت سے منکر ہے، دختر بھی شوہر کو پسند نہیں کرتی، کیا حکم ہے۔ ۷۰۴
 عمرو نے ہندہ کے وارثوں کو دھوکا دیا کہ زید اجنبی جو اُس کے مکان پر مقیم تھا اسے سید بتایا اور ہندہ کا اس سے نکاح کر دیا، پھر معلوم ہوا کہ زید باغی ہے، ہندہ کے ورثا کو اس سے بہت عار ہے لہذا نکاح فسخ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۷۱۰
 العالم العجمی کفو للسیدہ امہ لا۔ ۷۱۲
 دیندار متدین عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے، ۷۱۲
 فضل نسب سے فضل علم زائد ہے۔ ۷۱۲
 عجمی عالم عربی جاہل کا کفو ہے کیونکہ شرفِ علم اقویٰ اور بلند و بالا ہے۔ ۷۱۲
 عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔ ۷۱۲
 غیر قرشی عالم جاہل قرشی و علوی کا کفو ہے۔ ۷۱۲
 عالم دین عام مومنین سے سات سو درجے بلند ہے، ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔ ۷۱۳
 دیندار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے، ۷۱۳

مگر اہل چار کھانچا بلوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب
سخت بُری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا

دونوں جہانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔
بد مذہب اہل جہنم کے کتے ہیں۔

بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔
جو لہجے اور کمال پکانے والے اور مہرچی اور نائی اور

انکے مثل ذیل پیشہ ور جو اپنے ذیل پیشوں کے ساتھ معروف
ہوں اگر عالم ہوں جب بھی شرفائے کفو نہیں ہو سکتے۔

ہمارے بلاد میں سیدانیاں پٹھان یا مغل عالم
سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذیل پیشہ والے

وہ اگر عالم ہوں جب بھی عار زائل نہیں ہوتی۔
اگر ذیل پیشہ وروں سے کوئی عالم ہو اور وہ

اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ لوگ
اُسے بھول گئے ہوں اور قلوب میں اُس شخص کی

وقت اور نگاہوں میں عظمت ہو گئی ہو اب اُس سے
شرفاء کی بیٹیوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو ہو سکے گا۔

سیدانیوں سے پٹھان یا مغل وغیرہ غیر سید کے
نکاح کا حکم۔

ایک شخص کہتا ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک
کو پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاروب کش

مسلمان ہو جائے اُسے بھی، جواب دیا کچھ مضائقہ
نہیں، کیا حکم ہے۔

ہندہ نے نابالغہ دختر کا نکاح خالد غیر کفو سے
لا علمی میں کر دیا، بعد بلوغ زوجہ علم غیر کفو ہونے

زوج کے زوجین میں نا اتفاقی ہے اور ہندہ بھی

ناراض ہے، دختر مفارقت چاہتی خالد طلاق
نہیں دیتا۔ کیا حکم ہے۔

زید ٹھاکر تھا مسلمان ہو کر نکاح چاہتا ہے، بعد
اسلام کس قوم میں شمار ہوگا، کس قوم کی لڑائی کے

ساتھ وہ نکاح کر سکتا ہے، شرعاً کس قوم پر تحقیق
ہے، زید کی اب کی اولاد ماں کی قوم پر ہوگی یا باپ

کی ذات پر، رذالت اور شرافت شرعاً قوم پر
مختص ہے یا نہیں۔

جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولایت
اسی کے لئے ہے۔

ولایت ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔
ہندہ منکوحہ خالد کو زید نے رکھ لیا، زید کے ہندہ

سے کئی اولادیں ہوئیں، زید لڑائی کی شادی کرنا چاہتا
ہے، لڑکے ہیں حرامی ہیں، کیا حکم ہے۔

حدیث "ولد الزنا شر المکتبہ" کا مطلب۔
حدیث "فرخ الزنا لا یدخل الجنۃ" کا مطلب۔

زید صدیقی متقی ہے اس نے عمر کے کہنے سے کہ
خالد تیرا کفو ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے

ساتھ کر دیا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالد کے یہاں
پیشہ سے پیشہ حرام کاری جاری ہے اُس کے

خاندان کے اکثر لوگ زنا کاری کرتے اور ایسی ہی
ان کی اولاد ہے مگر اب خالد نے لوگوں کے کہنے

سننے سے اپنی بہنوں کا نکاح کر دیا، کیا نابالغہ
کا نکاح خالد سے جائز و لازم ہوا، زید کو حتیٰ

فسخ ہے یا نہیں۔

۷۱۸

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۵

۷۱۹

۷۱۶

۷۲۱

۷۱۶

۷۲۱

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۷

۷۲۶

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔

۴۳۰

لڑکی بالغ ہو گئی، کفو ملتا نہیں، غیر کفو ملتے ہیں کم حیثیت یا لڑکی کے باپ سے زائد حیثیت رکھنے والے، مگر ذات کے اچھے نہیں، ان میں سے

کس سے نکاح کیا جائے یا کفو کا انتظار کیا جائے۔ ۴۳۰

فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفائۃ نہیں۔ ۴۳۱

باپ شریف ہو اور ماں طوائف جو توبہ کر کے اس کے

باپ کے نکاح میں آتی ہو تو اس سے اولاد کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔ ۴۳۱

ہندہ کو یہ یقین دلا کر کہ محمد نجیب لطفین تیرا کفو ہے

ہندہ کا اس سے نکاح کرادیا، بعد کو ثابت ہوا

کہ کفو نہیں تھا، ہندہ اور اس کے عزیز عار

سمجھتے ہیں، ہندہ کا باپ بھی ناراض ہے، یہ

نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یا نکاح فسخ

ہی مانا جائے۔ ۴۳۱

قریش بعض ان کے کفو ہیں بعض کے۔ ۴۳۲

نابالغہ کا عقد بے اجازت اس کے والد کے

کسی غیر کفو سے اس کی ماں کو دے، تو کیا حکم ہے

اور اگر ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو کہ اپنے آپ کو

کسی نے شریف بتایا ہو اور وہ ہونہایت بیچ

ذات، اس صورت میں نکاح فسخ ہوتا ہے یا

نہیں، بے طلاق والدین دوسرے شریف النسب

نکاح کر سکتے ہیں۔ ۴۳۲

ایک اسی طرح کا اور سوال اور اس کا جواب۔ ۴۳۳

زید حرامی مگر مسلمان و بندہ ہے، اس کی اولاد سے حلالی اپنی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ۴۲۸

نکاح میں کفائۃ معتبر اور کفائۃ کا مدار عرف

پر ہے۔ ۴۲۸

ایک شخص نے ایک یتیمہ نابالغہ سید زادی پالی بخت

نابالغہ پٹھان سے اس کا عقد کر دیا، نابالغہ کے

بھائی کو اطلاع بھی نہ دی لڑکی بالغ ہے اور زوج

مفقود النحر ہو گیا، وہ اپنا دوسری جگہ نکاح

کر سکتی ہے۔ ۴۲۸

زید نے منکوحہ کو طلاق دی اور اس کی نابالغہ دختر

مطلقہ کے پاس رہی، زید سفر کر گیا اور متنبہ کر گیا

کو خبردار اس کا نکاح میری رائے کے خلاف

نہ ہو۔ ماں نے زید کے خلاف راجعہ غیر کفو سے

نکاح کر دیا، جائز ہو یا ناجائز۔ ۴۲۹

سیدہ سے غیر سیدہ نے نکاح کیا اس پر لوگ

اُسے کافر کہتے ہیں، کافر کہنے والوں کا کیا حکم ہے

سیدہ بالغہ باکرہ یا شبہ یا مطلقہ اگر غیر سیدہ سے نکاح

کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔ ۴۳۰

غیر سیدہ نے سیدہ سے نکاح کیا، اولاد سیدہ

ہو گی یا نہیں۔ ۴۳۰

سیدہ سے نکاح کرنے والے کو کافر کہنے والوں

کو تجدید اسلام چاہئے۔ ۴۳۰

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی

صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کے بطن پاک حضرت

بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین

محمدی فوٹ پڑا انہوں نے اپنے باپ شاہ عبدالکریم
اور بھائی محمد زکریا اور دختر مسماۃ محمودہ بی بی از
زوجہ اولیٰ و دختر راضیہ بی بی از ثانیہ وغیرہ ورثہ
چھوڑے، شاہ عبدالکریم صاحب بولایت خود
محمودہ کانکاج مولوی محمدی کے نانہالی رشتہ دار

کے فرزند سے محمد کے انتقال کر گئے وقت انتقال حافظ
محمد زکریا وغیرہ کو بلا کر وصیت کی کہ راضیہ جس کی عمر
ڈیڑھ سال ہے اس کا عقد تمہارے بیٹے عبدالسلام
کے ساتھ بولایت جائز اپنے لئے دیتا ہوں اور
نانا دوسری جگہ غیر کفو سے اب اس کا عقد کیا چاہتے ہیں
کیا حکم ہے۔

۷۳۴

فہرست ضمنی مسائل

تیمم

آبادی میں پانی تلاش کے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لی اگر
وہاں پانی تھا تو نماز نہ ہوگی۔

امامت

جاہل کی امامت خلافِ اولیٰ ہے۔

فاسق معین کی امامت ممنوع، اس کے پیچھے نماز

گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہیں۔

معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کو امام بنانا
جائز نہیں۔

زید ایک مسجد کا امام ہے اس نے حج بین الاختین

کیا، اعتراض پر کہایہ امام شافعی کے یہاں جائز

ہے، اُسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا

کیا حکم ہے۔

فاسق معین کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور

۲۳۳ اسے امام بنانا گناہ ہے

بالغہ ہندہ بنت زید نے بے اجازت زید

۲۲۸ گفتو سے نکاح کر لیا، زید ناخوش ہو کر بکر کے

مکان سے ہندہ کو جیلہ کر کے لے آیا ایک سال

بعد عمرو سے ہندہ کا نکاح کر دیا، دوسرا نکاح صحیح

۱۹۰ ہوا یا نہیں، عمرو سے جو اولاد ہو اس کا کیا حکم

۲۳۹ ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے، زید امام ہو سکتا

۶۷۴ ہے یا نہیں۔

بالغہ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوشحال

۲۴۰ پڑھا لکھا جوان تھا نکاح پر راضی تھی زید بالغہ

۲۶۶ کا باپ اس سے راضی نہ تھا، بالغہ جس سے

راضی نہ تھی زبردستی اس کے ساتھ اس کا نکاح

کر دیا اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس کے

یہاں پہنچا آئے، یہ نکاح درست ہوا یا نہیں

۴۲۶ زید کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

جساز

مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔

۲۳۱

خطبہ

خطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر،

کس طرح مسنون ہے۔

۲۲۲

خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔

۲۲۲

جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ

وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے۔

۲۲۲

خطبات نافلہ بیٹھ کر پڑھنا بھی ثابت ہیں۔

۲۲۲

خطبات نکاح بیٹھ کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔

۲۲۲

روزہ

روزے شہوت نفسانی کو توڑنے والے ہیں۔

۲۲۱

جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے اور جو

نہ کر سکتا ہو وہ روزہ رکھے۔

۲۲۱

عرض تسعین میں روزہ سے متعلق کیا حکم ہے۔

۲۲۱

مہر

خلوت بمنزلہ وطی ہے اس سے بھی پورا مہر

لازم ہو جاتا ہے جبکہ مانع وطی کوئی امر موجود

نہ ہو

صحت نکاح کے لئے ذکر مہر شرط نہیں نکاح بے ذکر

مہر بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

۱۴۰

ایک ہزار روپیہ اور کچھ ہدیہ دینا مہر قرار پایا اور

۱۷۴

ہدیہ نہ دیا تو مہر مثل لازم ہوگا۔

۱۹۳

فساد خلوت عدم تاکد مہر کا باعث ہے۔

مہر کا اقل درجہ دس درہم چاندی ہے اور اکثر

کے لئے کوئی حد نہیں۔

۲۳۸

زن و شوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یکجائی

ہو چکی ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔

۲۶۹

ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہیں

ہوتی تھی کہ طلاق ہو گئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا۔

۲۶۹

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برص ہے

تو وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں۔

۲۸۰

مہر میں حیثیت کا لحاظ ضروری ہے یا نہیں۔

۲۸۲

مفسد سے کتنے ہی کثیر مہر پر نکاح ہو جاتا

مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جانیں اور ادا

کی نیت ہو۔

۲۸۳

اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا

جب بھی مہر شرط لازم ہوگا اور مہر مثل دینا

آئے گا۔

۲۹۸

نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں

زنا کیا تھا تو حرمت ثابت ہو گئی مگر عورت

کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اگر دخول کر چکا

ہے تو پورا مہر مسی واجب ہوگا ورنہ نصف۔

۳۳۸

نکاح فاسدیں بعد وطی مہر مسی و مہر مثل

میں سے اقل لازم ہوگا۔

۳۴۱

مہر کا لزوم وطی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین

۵۶۱ کی موت سے ہوتا ہے۔
 نابالغ کا بالغہ سے نکاح موقوف ہو اور وہ اس بالغہ سے جبراً وطی کرے تو مہر مثل لازم ہوگا، اور اگر عورت کی رضا سے وطی کرے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔

۵۶۲ نکاح موقوف قبل از اجازت وطی کو حلال نہیں کرتا بلکہ نظر کو بھی تاہم جبراً وطی کی تو مہر مثل لازم ورنہ کچھ نہیں۔

۵۶۳ ہشکام نکاح خوانی مہر پر حجت ہوئی، زید مجلس اٹھ گیا، عمرو نے بحالت غصہ مؤذن سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکسے کر دو، مگر مجلس نکاح میں موجود تھا، مؤذن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب و قبول کرادیا، کوئی وکیل و گواہ نہیں نہ مہر کی تعداد بکسے کو بتائی، یہ کہا کہ شل لڑکی کی ماں کے مہر باندھا، لڑکی بالغ ہے اس سے اجازت نہ لی گئی، کیا حکم ہے۔

۶۱۸ دلی جو مہر باندھے نابالغ بعد بلوغ اس مہر سے راضی نہ ہو، انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔

۶۲۲ ہندہ بالغہ شریف زادی کا عمرو چچا دلی شرعی ہے مادر ہندہ نے غیبت عمرو میں باذن ہندہ اطلاع عمرو اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو سے کر دیا جب عمرو مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کر دی برضائے ہندہ وطی بھی ہوئی اب میکے آکر تالائے مہر معجل شوہر کے جانایا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ ناشتر ہے

۵۶۱ یا نہیں، اسے زید کے یہاں نہ جانے اپنے نفس کو روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

ولیمہ

۲۵۵ ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کسے روز تک ہے

۲۵۶ اگر ولیمہ بخمال سنت نہ کرے بلکہ برائے نام آوری، تو کیا حکم ہے۔

۲۵۸ ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔

۲۵۸ جہاں لوگ بعد نکاح ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نکاح کے اول روز حسب رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔

۲۵۸ ولیمہ سفین مستحبہ میں ہے اس کا تارک گنہگار نہیں۔

رضاعت

۲۰۰ شبہہ رضاعت جہاں ہو کہ پہلے عورت کے کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے اب کے کہ نہیں پلایا ہے تو اس صورت میں فتویٰ کیا ہوگا اور تقویٰ کا کیا حکم ہوگا۔

۲۰۲ ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیسان ثبوت رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاطاً بچنا مستحب ہے۔

۲۵۸ بچہ نے سلیم کی ماں کا دودھ پایا ہے تو سلیم سے بکری لڑکی کا نکاح کیسا ہے۔

- زید بکر کا رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے کیسا ہے۔ ۲۷۹
- اگر پسر زید نے زوجہ عمرہ کی چھاتی جبکہ وہ چار پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی اس وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لڑکے کا عمرہ کی لڑکی سے نکاح ہو گا یا نہیں۔ ۲۸۴
- ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو ف صبی میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ ۲۸۴
- دودھ اُترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں قوت مزاج و کثرت خون سے کنواری کو دودھ اُتر سکتا ہے۔ ۲۸۴
- ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا، کیا ہندہ کی نواسی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔ ۳۱۱
- ہندہ نے زینب کا دودھ پیا، ہندہ کے بیٹے پر زینب کی دختر حرام ہے۔ ۳۳۹
- لیلیٰ و سلمیٰ رضاعی بہنیں ہیں، زید نے لیلیٰ سے نکاح کیا ہے، زید کے پسر عمرہ کا نکاح سلمیٰ سے جائز ہے۔ ۳۴۰
- زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و حسین پیدا ہوئے پھر بعد ہندہ حفصہ سے نکاح کیا، حفصہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہدہ بنت حسن سے جائز ہے یا نہیں۔ ۳۴۷
- کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۲
- فقیر نے بیبا کا دودھ حنین کے ساتھ پیا پھر بیبا کے فہیم ہوئی، فقیر کا نکاح فہیم سے کیسا ہے۔ ۴۶۰
- بکر نے زید کی بی بی کا پہلی اولاد پر دودھ پیا، تین اولادوں کے بعد زید کی جو لڑکی ہوئی اس لڑکی سے بکر کے نکاح کا حکم۔ ۴۶۳
- اپنے حقیقی بھائی کی رضاعی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کے بارے میں بعض بزرگالیوں کے فتوے کا رد۔ ۴۷۰
- بھائی کی رضاعی نواسی سے نکاح جہالتِ مگرہی اور شریعت پر فخر ہے۔ ۴۷۷
- بھائی کی طرف دودھ منسوب ہے وہ رضیع کا باپ، اس کی اولاد رضیع کے بہن بھائی، اس کے بھائی رضیع کے چچے اور اس کی بہنیں رضیع کی چھو بھیاں ہوں گی جبکہ رضیع کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔ ۴۷۸
- رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے حرام ہونے پر تین نصوص۔ ۴۹۱
- رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔ ۴۹۲
- رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔ ۴۹۳
- رضیع کی بیوی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔ ۴۹۳
- رضیع کی بیٹیاں اور نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں۔ ۴۹۳
- دودھ کا چچا بھی چچا ہے ان سے پردہ کی

- حاجت نہیں۔ ۳۹۳
 رضاعی چچا کی تفسیر۔ ۳۹۳
 ماں کے رضاعی بیٹے کی بیٹی، بھتیجی اور محرم ہے۔ ۳۹۳
 اولادِ رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی، نواسا
 نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع ائمہ اربعہ
 جملہ فقہاء وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے اور
 نواسے ہیں۔ ۳۹۴
 دودھ کے رشتوں کا قاعدہ کلیتہً ہے کہ اس سے
 چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔ ۳۹۴
 زید نے زینب کا دودھ ہندہ کے ساتھ پیا
 زینب کی تیسری لڑکی سے زید سے نکاح کا حکم۔ ۵۱۰

عشرۃ النساء

- عورتوں سے بحکم قرآن نیک برتاؤ کرنا لازم۔ ۶۲۹
 عورتوں کو مقدمہ در بھرو ہاں رکھو جہاں
 خود رہو۔ ۶۲۹
 عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔ ۶۲۹
 عورت کو معلقہ کرنا بحکم قرآن ممنوع ہے۔ ۶۲۹

طلاق

- طلاق کے جھوٹے اقرار سے قضاۃ طلاق
 ہو جائے گی عند اللہ نہ ہوگی۔ ۱۲۳
 شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ
 تو نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہا تین
 تو دیا نہ ایک ہے اور قضاۃ تین۔ ۱۲۴
- اگر بے نیت انت طالق کہا طلاق ہو جائے گی۔ ۱۲۸
 اگر اگر انت طالق سے طلاق عن الوثاق یا طلاق
 سابق سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق
 دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں
 دیا نہ طلاق نہ ہوگی۔ ۱۲۸
 مرد نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور اس
 سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی
 اور اس کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ تو میری بی بی نہیں
 اس لئے کہ میں تجھے طلاق دے چکا ہوں۔ ۱۳۵
 اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح
 نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کرے
 تو طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی
 تصحیح ناممکن ہے۔ ۱۳۵
 اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح
 کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ
 کاش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے
 اس نے کر دیا تو حائث نہ ہوگا اور طلاق واقع
 نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔ ۱۶۴
 اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ تین چار ماہ بعد
 طلاق دے دوں گا تو طلاق دینا لازم نہیں۔ ۲۱۳
 نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ ۲۲۸
 فارسی یا عربی نہ جاننے والے کو کسی نے الفاظ
 طلاق فارسی یا عربی میں سکھا دئے اور معنی
 نہ بتائے، اس نے یہ الفاظ لاعلمی سے عورت
 کے لئے کہے تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی۔ ۲۲۹

مذاق اور دل لگی میں طلاق دینے سے قصداً اور
دیانتاً ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۲۳۰۔ بلاوجہ بے سبب طلاق دینا منع ہے۔

غیر مدخول بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں کے
مغلطہ ہو جاتی ہے، اور اگر متفرق لفظوں سے
دے تو مغلطہ نہیں ہوتی۔

شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ مال لے کر
طلاق دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق

نکاح کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔ ۳۱۳
عورت بے اذن شوہر کے نکلے اس سے نکاح
سے نہیں نکلتی۔

۳۱۳۔ سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ
نہیں ہوتی۔

اڑکی نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا
کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی
زوجہ نے مہر کی نالش کر دی ڈگری ہو گئی، وکیل
زوج کہتا ہے طلاق غصہ میں دی اس لئے نہیں
ہوئی اور وکیل زوجہ کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔ ۵۰۵

اڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہوا تھا اب
اڑکی یا اس کے وارث اڑکی کی ہر قسم کی نہیں
رکھتے۔ اڑکی تین طرح کے علم سے واقف ہے اور
اڑکا زنا جاہل۔ اڑکی اب کہتی ہے ہم اول شوہر کو
طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے، کیا ارشاد ہے۔ ۶۶۰

خلع

اگر عورت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلوئے

جس سے مہر و نفقہ عدت کے بدلے خلع ہو جائے
کہ عورت مہر و نفقہ عدت کی بھی مستحق نہ رہے

۲۳۱۔ اور عورت یوں خلع کرے تو خلع صحیح نہ ہوگا۔

ہتہ مال نے رضیہ کا بحالت نابالغی حامد سے
عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب

رضیہ بالغ ہوئی، اس عرصہ میں خالد نے دوسری
عورت کو رکھ لیا، خالد کی وضع و اطوار چال چلن

رضیہ اور ہندہ کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالد
سے تعلق نہیں چاہتی انکار کرتی ہے اور خلع

چاہتی ہے، رضیہ کیا کرے جو خالد سے قطع تعلق
رہے، اور یہ عقد عقد فضولی قرار پائے گا
یا نہیں۔ ۶۲۱

عین

عین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۱۹۵

عین میں حکیم یعنی پنج بنالینا جائز ہے۔ ۱۹۶

عین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔ ۱۹۶

باپ نے نابالغہ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا،
شوہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالش

ہوئی تو جواب دیا کہ داماد نامرد ہے بیچروں میں
گاتا بجاتا ہے، اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو

عذر نہیں، ابھی فوجداری میں مقدمہ دار تھا
کہ اڑکی کے باپ نے دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح

کر دیا کہ وہ نامرد ہے بیچروں کے افعال سے
حالت شرمناک کر لی ہے میری برابری کا نہ رہا

- ۶۱۰ اگر یہ الزام ثابت ہوں تو کیا نکاح فسخ کیا جاسکے گا۔
عنین سے تفریق کے لئے عورت بالغہ کا دعویٰ ضرور
ہے قاضی اس کی طلب پر تفریق کرے گا، اگر
صغیرہ ہوگی تو اس کے بلوغ کا انتظار کیا جائے گا
کیونکہ ممکن ہے وہ بالغہ ہو کر عنین یا محبوب سے
راستی ہو۔
- ۶۱۱ عورت نے شوہر کو عنین پایا تو قاضی شوہر کو ایک سال
قری کی مہلت (بغرض علاج) دے گا۔
- ۶۱۲

مفقود

- جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں حنفی ہوں
تو عورت دوسرے نکاح کے لئے کس مدت تک
انتظار کرے۔
- ۳۲۱ مسئلہ زن مفقود۔
- ۳۲۲ مسئلہ زن مفقود الخبر۔
- ۴۱۲ و ۴۲۸

عدت

- ۲۶۹ عورت پر روز طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
غیر مذکورہ کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت اصلاً
نہیں۔
- ۲۶۹

نسب

- ۲۶۸ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان نفقہ
کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و جب
میں ضرور واجب ہوگا۔
- ۲۶۸
- ۲۶۲ شرفاً نسب باپ سے ہے وہ شریف ہے تو
بیٹا بھی شریف۔
- ۲۶۲ جو اولاد نکاح فاسد میں وقت و طی سے چھ مہینے

بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب اور
مستحق ارث ہے۔

۳۲۱ حرمت مصاہرہ کے بعد متارکہ سے قبل اگر شوہر
وطی کرے تو حرام ہے مگر زنا نہیں، اور اس
وطی سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب
ہوگی کیونکہ نکاح باقی ہے۔

۳۶۵ سستی نے رافضیہ سے بطور شیعہ صغیر پرٹھایا
بطریق اہلسنت نکاح نہ ہوا دونوں اپنے
مذہب پر قائم رہے اولاد کیسی ہوئی۔

۴۲۲ ہندہ منکوحہ خالدہ کو زید نے رکھ لیا، زید کے
ہندہ سے کئی اولادیں ہوئیں، زید لڑکی کی شادی
کرنا چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں،
کیا حکم ہے۔

۴۲۲ غیر سید نے سیدہ سے نکاح کر لیا، اولاد
سیدہ ہوگی یا نہیں۔

۴۳۰ باپ شریف ہو اور ماں طائفہ جو توہر کر کے اس
کے باپ کے نکاح میں آئی ہو تو اس سے اولاد
کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔

۴۳۱

نفقہ

۲۶۸ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان نفقہ
کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و جب
میں ضرور واجب ہوگا۔

۲۶۸

فدیہ

۲۶۲ جو روزے کی طاقت نہ رکھے وہ ہر روزے

کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔ ۲۲۱
 جو نہ روزہ رکھ سکے نہ فدیہ دینے پر قادر ہو وہ کیا کرے؟ ۲۲۲
خُفَّتِ

ایسی عورت سے نکاح و مہر کا حکم جس کے صرف
 مخرج بول ہو اور کوئی علامت مردی و زنی کی نہ ہو
 صرف پستان ظاہر ہوں۔
 پستان ظاہر ہونے سے خُفَّتِ مشکل کا عورت
 ہونا معلوم ہوتا اور اشکال دفع ہو جاتا ہے۔ ۱۹۳

تفسیر
 آیت کریمہ الزانیۃ والزانی لاینکحھا الا ذین
 او مشرک غسوخ الحکم ہے یا نکاح سے
 مراد یہاں جماع ہے۔ ۲۳۵

جنین
 جنین پر کسی کی ولایت نہیں۔ ۲۶۱

ولاء

جو شخص جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اس کی ولاء
 اسی کے لئے ہے۔ ۴۲۰
 ولاء ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔ ۴۲۰

اکراہ

ایفائے وعدہ پر جبر نہیں یعنی قاضی مجبور نہیں
 کر سکتا، وہ وعدہ جو معلق ہو اس کی وفاداریت
 لازم ہے مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفاء
 میں وفائے وعدہ پر جبر کر سکتا ہے۔ ۱۴۴

نکاح بکبر و اکراہ بھی ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا ظلم ہے۔ ۲۰۲
 جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع و اجارہ اگر یہ

جبر و اکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائے گا۔ ۲۰۳
 ناقابل فسخ عقد جیسے طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر اور
 استیلاء وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔ ۲۰۳
 ولی اگر بحالت جبر و اکراہ نکاح کرے ہو جائیگا۔ ۲۲۸

تفسیر
 آیت کریمہ الزانیۃ والزانی لاینکحھا الا ذین
 او مشرک غسوخ الحکم ہے یا نکاح سے
 مراد یہاں جماع ہے۔ ۲۳۵

حدیث لا تنکح المرأة علی عمتھا ولا علی
 خالتھا آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین
 کی تفسیر ہے کہ اختیت سے ہر علاقہ محرمیت

۲۴۲
 سوتیلی ماں لفظ امہات میں داخل نہیں۔ ۳۱۲
 حرمت علیکم امہتکم کے بعد ولا تنکحوا
 ما نکح اباؤکم اسی لئے فرمایا۔ ۳۱۲
 و ربائبکم الّتی فی حجورکم الّآیۃ
 کی تفسیر۔ ۳۵۴

آیت قرآنی میں وصف الّتی فی حجورکم
 یا لا جماع شرط حرمت نہیں۔ ۳۵۴
 وصف نسائکم یعنی مدخولات کا زوجہ ہونا بھی
 بالالاتفاق شرط حرمت نہیں۔ ۳۵۴

کمزیری نسائکم میں اور ان کی بیٹیاں
 سہابیہ نسائکم میں داخل نہیں۔ ۳۵۴
 آیت کریمہ وحلائل ابناءکم الذین من

- اصلاحکم کی تفسیر۔ ۳۵۳ حدیث لا یحرم المحرام المحلل سخت ضعیف
- واقعات نسائکم سے کیا مراد ہے۔ ۳۵۵ ناقابل احتجاج و ساقط ہے۔ بقول امام احمد
- ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء ۳۵۵ نہ ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
- میں نکاح کا کیا معنی ہے۔ ۳۵۵ نہ اثر ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ عراق
- آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذلکم میں حل ۳۵۴ کے کسی قاضی کا قول ہے۔
- بمعنی عدم حرمت و طی ہے جو گناہ کے منافی ۳۵۴ حدیث مذکورہ بالا کی سند کا بیان۔
- نہیں۔ ۳۸۸ اگر اس حدیث کے ضعف سند سے قطع نظر
- آیہ کریمہ الزانیۃ لا ینکحھا ۳۸۸ بھی کی جائے تو بھی یہ اپنے ظاہر پر یقیناً
- الانسان او مشرک میں چار تاویلیں باور ہیں۔ ۳۹۳ صحیح نہیں۔
- قوائد حدیثیہ**
- حدیث لا تنکح المرأة علی عمتھا الخ کی ۳۹۳ لا جرم حدیث مذکور میں تاویل سے چارہ نہیں
- آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذلکم نسخ ہے ۳۹۳ کہ حرام من حیث هو حرام حلال کو حرام
- یا نہیں۔ ۲۴۲ اس حدیث ضعیف میں بھی ہمارے مذہب
- حدیث لا تنکح المرأة علی عمتھا ولا علی ۲۴۲ کے مخالفین کے لئے اصلاً حجت نہیں۔
- خالقہا حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالف ۲۴۲ ہمارے مذہب کی مؤید چند احادیث۔
- قرآن نہیں۔ ۲۴۲ ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم
- حدیث کلامی لا ینسخ کلام اللہ محض ۲۴۳ من النسب حدیث مشہور اور صدر اسلام
- بے اصل ہے۔ ۲۴۳ سے اس وقت تک علماء میں متعلق بالقبول
- مطلب حدیث لا نکاح الا بولی و شاہدی ۲۸۳ ہے۔
- عدال۔ ۳۰۵ وکی ابعثت کون مراد ہے عصبہ یا مطلق وارث
- خطبہ (منگنی) و نکاح میں فرق ہے یا نہیں ۳۰۵ گو ذوی الارحام ہو، اگر عصبہ مراد ہے تو
- اور حدیث تحرم الخطبة علی خطبة اخیه ۳۰۵ مؤطائے امام محمد کی حدیث ام المؤمنین عائشہ
- کا کیا مطلب ہے اور اس سے منگنی کے نکاح ۳۰۵ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انھوں نے اپنی بھتیجی
- ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں۔ ۳۰۵ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم
- ۳۰۵ کا نکاح عبد اللہ ابن زبیر سے کر دیا، اس کا

- کیا جواب ہے، پچھو پچھی تو ذوی الارحام سے ہے۔ ۵۹۰
 حدیث ولد الزنا شرا للثلثۃ کا مطلب - ۷۲۳
 حدیث فرخ الزنا لا یدخل الجنة کا مطلب ۷۲۴
 ثقات میں ذکر کیا اور ابو حاتم وغیرہ نے صدوق
 کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں ہیں۔ ۳۶۱
 اسحاق مذکور کے بارے میں امام نسائی نے
 کہا: ثقہ نہیں۔ دارقطنی نے کہا: ضعیف ہیں۔
 اور امام ابوداؤد نے کہا: سخت ضعیف ہیں۔ ۳۶۱
 اسحاق مذکور کے شیخ عبداللہ کے بارے میں
 یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظہ کی رو
 سے ضعیف ہیں۔ اور امام نسائی نے کہا: قوی نہیں ہیں ۳۶۲
 ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔ ۷۸۳

اسماء الرجال

- عثمان بن عبد الرحمن وقاصی حضرت امام حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا
 متروک، ضعیف اور جھوٹا ہے۔ ۳۵۷
 عثمان وقاصی ثقات سے موضوع خبریں روا
 کرتا ہے۔ ۳۵۸
 اسحاق بن ابی فروہ مشکلم فیہ اور متروک ہے۔ ۳۵۸
 امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: فروی کذاب ہے ۳۵۹
 اسحاق بن ابی فروہ دو ہیں۔ ۳۵۹
 اول اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر
 و تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد و ترمذی و
 ابن ماجہ سے ہے، یہی متروک ہے اور اسی
 کو امام بخاری نے ترک کوہ فرمایا۔ ۳۵۹
 امام احمد بن حنبل نے فرمایا، اسحاق بن ابی فروہ
 سے روایت حلال نہیں۔ ۳۵۹
 اسحاق بن ابی فروہ مذکور کا سن وصال ۱۳۶
 یا ۱۴۴ھ ہے۔ ۳۶۰
 دوم اسحاق بن محمد اسمعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ
 امام بخاری کے استاد ہیں ۳۲۶ھ میں وصال
 فرمایا، یہ ہرگز متروک نہیں۔ ۳۶۱
 اسحاق بن محمد بن اسمعیل کو اگرچہ ابن جہان نے
 کنایات محتاج نیت ہیں۔ ۱۲۸
 قلیل دلیل تعویل ہے۔ ۱۲۹
 جس کی دلیل اقویٰ ہو وہ تعویل کا زیادہ
 مستحق ہے۔ ۱۲۹
 اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس
 کے ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔ ۱۴۵
 شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالہ میں بھی
 ملحق بالعقد نہیں ہوتی۔ ۱۴۵
 شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی
 عقد فاسد نہیں ہوتا۔ ۱۴۵
 اقرار تعلیق بالشروط کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ۱۴۶
 وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل
 مبائن وغیرہ مؤثر ہے۔ ۱۸۲
 نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔ ۱۸۲

- ۱۸۲ انہما را قرار کے مغائر ہے۔
 عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ سوال جواب میں معاد ہوتا ہے۔
 ۲۱۱ شروط فاسد سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شروط فاسدہ باطل ہو جاتی ہیں۔
 ۲۱۳ ہزل، جد کی ضد ہے۔
 ۲۲۶ ہزل لعب ہے یعنی شے سے اس کے غیر موضوع لہ کارا رہ کرنا۔
 ۲۲۶ بعد علم حکم بقصد الفاظ کا اتحاد دلیل مرضاۃ ہے۔
 ۲۲۷ دار الاسلام میں جبل عوارض مکتبہ میں سے ہے۔
 ۲۲۸ کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا ابھی ارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلام کا لزوم نہیں کہ اس کے لئے جبل عذر ہے۔
 ۲۹۸ قبل وجوب استفاط مہل ہے۔
 ۳۰۵ نہی منافی صحت نہیں۔
 ۳۰۹ تحریم مطلق کی نفی سے حل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا۔
 ۳۰۹ اجازت لاحقہ مثل وکالت سابقہ کے ہے۔
 ۳۲۸ حجت قاصرہ من جہۃ مقبول اہل من جہۃ مردود ہوتی ہے۔
 ۳۵۵ تخصیص کی دلیل پیش کرنا مدعی تخصیص کے ذمہ ہے۔
 ۳۵۵ دخول حرام طور پر بھی تو موطونہ کی دختر کے لئے موجب تحریم ہو جاتا ہے۔
 اگر کوئی طاہر شہی جو کہ حرام ہو کسی حلال میں اس طرح مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی صلت پر قائم رہتا ہے۔
 ۳۶۳ حلال و عرام کے مخلوط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول، تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا۔
 ۳۶۳ عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
 ۳۸۲ شرع مطہر نے کتابی سے مسئلہ کا نکاح زنا مانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، وجہ فرق کیا ہے۔
 ۳۸۲ عورت کے لئے کفارت مرد بالاجماع ملحوظ ہے اور مرد بالغ کے حق میں کفارت زن کا کچھ اعتبار نہیں۔
 ۳۸۵ وناۃ فراش وجہ غیظ مستفرض نہیں ہوتی۔
 ۳۸۵ صحت تو حل کو لازم ہے مگر حل صحت کو لازم نہیں۔
 ۳۸۵ جواز بمعنی صحت، عدم جواز بمعنی مانعت وائم کے منافی نہیں۔
 ۳۸۹ شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔
 ۳۹۲ مقولہ مسئلہ ہے کہ مقدمۃ الحرام حرام۔
 ۳۹۲ داعی کے لئے مفضی بالذام ہونا ضرور نہیں۔
 ۳۹۵ جو دو بلاؤں میں مبتلا ہوا سے چاہے کہ ان میں سے ہلکی کو اختیار کرے۔
 ۴۳۲ خلاف متفرد اجماع میں قاصر نہیں۔
 ۴۸۳ ظاہریہ جہت میں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کہ جہت امت دعوت میں امت اجابت نہیں۔
 ۴۸۳ سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔
 ۴۸۴ جو حکم کتابی سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف ہو

- ۴۸۴ وہ مردود ہے۔
 ۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔
 ۱۴۵ اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے یونہی فعل اور دلالت حال سے بھی، اور اس کی چند مثالیں۔
 ۲۹۶ بکر و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے کہ بکر کا ثبوت اذن ہے شیب کا نہیں۔
 ۱۴۸ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
 ۱۵۳ عقد فضولی محض فضول اور نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
 ۱۹۱ عاقدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔
 ۱۶۸ شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔
 ۱۷۵ بیع و اجارہ قسمت وغیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔
 ۱۷۵ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
 ۱۷۷ تابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
 ۱۸۰ بالغا اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
 ۱۸۰ نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطاء و ہبہ و صدقہ وغیرہ گنایہ۔
 ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
 ۱۸۴ نکاح خواں اور شہود کا بینا ہونا ضرور نہیں۔
 ۱۸۸ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا
- ۴۸۴ وہ مردود ہے۔
 ۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔
 ۲۹۶ بکر و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے کہ بکر کا ثبوت اذن ہے شیب کا نہیں۔
 ۱۴۸ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
 ۱۵۳ عقد فضولی محض فضول اور نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
 ۱۹۱ عاقدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔
 ۱۶۸ شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔
 ۱۷۵ بیع و اجارہ قسمت وغیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔
 ۱۷۵ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
 ۱۷۷ تابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
 ۱۸۰ بالغا اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
 ۱۸۰ نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطاء و ہبہ و صدقہ وغیرہ گنایہ۔
 ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
 ۱۸۴ نکاح خواں اور شہود کا بینا ہونا ضرور نہیں۔
 ۱۸۸ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا
- ۴۸۴ وہ مردود ہے۔
 ۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔
 ۲۹۶ بکر و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے کہ بکر کا ثبوت اذن ہے شیب کا نہیں۔
 ۱۴۸ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
 ۱۵۳ عقد فضولی محض فضول اور نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
 ۱۹۱ عاقدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔
 ۱۶۸ شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔
 ۱۷۵ بیع و اجارہ قسمت وغیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔
 ۱۷۵ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
 ۱۷۷ تابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
 ۱۸۰ بالغا اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
 ۱۸۰ نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطاء و ہبہ و صدقہ وغیرہ گنایہ۔
 ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
 ۱۸۴ نکاح خواں اور شہود کا بینا ہونا ضرور نہیں۔
 ۱۸۸ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا
- ۴۸۴ وہ مردود ہے۔
 ۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔
 ۲۹۶ بکر و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے کہ بکر کا ثبوت اذن ہے شیب کا نہیں۔
 ۱۴۸ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
 ۱۵۳ عقد فضولی محض فضول اور نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
 ۱۹۱ عاقدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے اور جو مؤخر ہو وہ قبول۔
 ۱۶۸ شرط فاسدہ سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود وہی باطل ہوتی ہیں۔
 ۱۷۵ بیع و اجارہ قسمت وغیرہ شرط فاسدہ سے فاسد ہوتے ہیں۔
 ۱۷۵ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
 ۱۷۷ تابالغ کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی کی درکار۔
 ۱۸۰ بالغا اگر آواز سے اجازت لیتے وقت روئے تو یہ رد ہے۔
 ۱۸۰ نکاح و تزویج یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں اور عطاء و ہبہ و صدقہ وغیرہ گنایہ۔
 ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
 ۱۸۴ نکاح خواں اور شہود کا بینا ہونا ضرور نہیں۔
 ۱۸۸ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا

فوائد فقہیہ

- ۱۱۰ بالغ پر ولایت اجبار نہیں۔
 نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے باطل جاننا باطل ہے۔

- ۱۹۱ بقاۓ نکاح کے لئے باقی رہنا ضروری نہیں۔
- ۲۰۴ مکروہ تنزیہی کا ارتکاب معصیت نہیں ہے۔
- ۲۰۵ جان کا رکھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔
- ۲۰۵ شریعت و عقل سلیم کا یہ تقاضا نہیں کہ ہلکی شے کو بچانے کے لئے ثقل عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔
- ۲۰۵ عقوق میں معافی کا اعتبار ہے یہاں تک کہ نکاح میں بھی۔
- ۲۱۳ جدیہ ہے کہ شے سے اس کے موضوع لڑکا ارادہ کیا جائے۔
- ۲۲۶ نکاح کی گروہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔
- ۲۲۶ ہزل اور مجاز میں فرق۔
- ۲۲۹ جہل باللسان تقصیر نہیں۔
- ۲۴۴ مرد کا ارتداد بالا جماع فسخ نکاح فی الحال ہے۔
- ۲۴۵ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا مگر مرد کو اس قربت حرام ہوگئی جب تک اسلام نہ لائے۔
- ۲۴۵ مجبوری مانع جواز نکاح نہیں ہوتی۔
- ۲۴۵ تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرح کا ادراک اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکن اعظم تفقہ ہے۔
- ۲۴۴ لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔
- ۲۸۰ شرع میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
- ۲۸۰ عوام کے محاورہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
- ۲۹۵ نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔
- ۲۹۵ قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے نکاح پڑھوائے۔
- ۲۹۶ قاضی نکاح کے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اُجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا ہو۔
- ۲۹۶ نکاح خوانی کے قاضی اسماء سیدہ ہا ما انزل اللہ بہا من سلطان کے قبیلہ سے ہیں۔
- ۲۹۶ خدانے مردوں کو دو دو تین تین چار چار عورتیں حلال فرمائیں، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں ہوا۔
- ۳۰۱ نکاح کی گروہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔
- ۳۱۳ کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے نہ تو علت ہے اور نہ ہی جزر علت۔
- ۳۵۴ ماں سے صحبت دختر کے لئے علت تحریم ہے اور یہ ظہراً مزنیہ میں بھی ثابت ہے۔
- ۳۵۴ عہ صورتیں جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جو اس کے لئے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطوءہ کی دختر حرام ہوگئی۔
- ۳۵۵ تحریم دختر کے لئے نہ نکاح شرط نہ وطی کا بروجر حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے۔
- ۳۵۶ نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف۔
- ۳۵۶ امر فرج میں شرعاً احتیاط واجب ہے۔
- ۳۸۰ اصل فرج میں حرمت ہے جب تک حل ثابت نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہوگا۔
- ۳۵۶ مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔
- ۳۶۵ طلاق اور متارکہ میں فرق۔
- ۲۹۶ حرمت مصاہرہ اور حرمت رضاعت سے نکاح

- ۳۶۵ مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے
 ۵۲۴ ولی اربعہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ازجہ اور اکثر
 ۳۸۳ مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن و اشبه بالفقہ یہ کہ
 ۳۸۳ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو
 ۵۲۴ کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔
 ۳۸۴ فاسق نہ صالح کا کفو ہے نہ فاسق نہ صالح کا۔ ۵۲۳
 ۳۸۴ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی
 ۵۳۵ کی تعریف اور مثالیں۔
 ۴۲۲ اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل
 ۴۲۲ بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۲۴
 ۴۲۵ لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و
 ۵۶۰ حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
 ۴۲۶ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
 ۵۶۰ اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ
 ۴۲۶ سے زیادہ پندرہ برس میں۔
 ۴۲۹ استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن
 ۵۶۲ نہیں۔
 ۵۱۰ غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے
 ۵۱۶ ابن عثمة الاب ذوی الارحام سے ہے اور
 ۵۹۴ دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔
 ۵۹۴ ماں دادی پر مقدم ہے۔
 ۵۹۸ آواز کفو شرع میں سخت مہم و مہتم با نشان ہے۔
 ۵۹۸ نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔
 ۶۰۰ ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔
- ۳۶۵ مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے
 ۵۲۴ ولی اربعہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ازجہ اور اکثر
 ۳۸۳ مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن و اشبه بالفقہ یہ کہ
 ۳۸۳ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو
 ۵۲۴ کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔
 ۳۸۴ فاسق نہ صالح کا کفو ہے نہ فاسق نہ صالح کا۔ ۵۲۳
 ۳۸۴ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی
 ۵۳۵ کی تعریف اور مثالیں۔
 ۴۲۲ اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل
 ۴۲۲ بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۲۴
 ۴۲۵ لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و
 ۵۶۰ حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
 ۴۲۶ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
 ۵۶۰ اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ
 ۴۲۶ سے زیادہ پندرہ برس میں۔
 ۴۲۹ استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن
 ۵۶۲ نہیں۔
 ۵۱۰ غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے
 ۵۱۶ ابن عثمة الاب ذوی الارحام سے ہے اور
 ۵۹۴ دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔
 ۵۹۴ ماں دادی پر مقدم ہے۔
 ۵۹۸ آواز کفو شرع میں سخت مہم و مہتم با نشان ہے۔
 ۵۹۸ نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔
 ۶۰۰ ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔
- ۳۶۵ مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے
 ۵۲۴ ولی اربعہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ازجہ اور اکثر
 ۳۸۳ مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن و اشبه بالفقہ یہ کہ
 ۳۸۳ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو
 ۵۲۴ کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔
 ۳۸۴ فاسق نہ صالح کا کفو ہے نہ فاسق نہ صالح کا۔ ۵۲۳
 ۳۸۴ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی
 ۵۳۵ کی تعریف اور مثالیں۔
 ۴۲۲ اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل
 ۴۲۲ بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۲۴
 ۴۲۵ لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و
 ۵۶۰ حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
 ۴۲۶ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
 ۵۶۰ اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ
 ۴۲۶ سے زیادہ پندرہ برس میں۔
 ۴۲۹ استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن
 ۵۶۲ نہیں۔
 ۵۱۰ غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے
 ۵۱۶ ابن عثمة الاب ذوی الارحام سے ہے اور
 ۵۹۴ دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔
 ۵۹۴ ماں دادی پر مقدم ہے۔
 ۵۹۸ آواز کفو شرع میں سخت مہم و مہتم با نشان ہے۔
 ۵۹۸ نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔
 ۶۰۰ ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔
- ۳۶۵ مرتفع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے
 ۵۲۴ ولی اربعہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ازجہ اور اکثر
 ۳۸۳ مشائخ کا مختار للفتویٰ احسن و اشبه بالفقہ یہ کہ
 ۳۸۳ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو
 ۵۲۴ کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔
 ۳۸۴ فاسق نہ صالح کا کفو ہے نہ فاسق نہ صالح کا۔ ۵۲۳
 ۳۸۴ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی
 ۵۳۵ کی تعریف اور مثالیں۔
 ۴۲۲ اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل
 ۴۲۲ بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۲۴
 ۴۲۵ لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و
 ۵۶۰ حمل سے بالغ ہوتی ہے۔
 ۴۲۶ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
 ۵۶۰ اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جبکہ دونوں زیادہ
 ۴۲۶ سے زیادہ پندرہ برس میں۔
 ۴۲۹ استیذان اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن
 ۵۶۲ نہیں۔
 ۵۱۰ غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے
 ۵۱۶ ابن عثمة الاب ذوی الارحام سے ہے اور
 ۵۹۴ دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔
 ۵۹۴ ماں دادی پر مقدم ہے۔
 ۵۹۸ آواز کفو شرع میں سخت مہم و مہتم با نشان ہے۔
 ۵۹۸ نابالغ پر تشریع ولایت تزویج کی حکمت۔
 ۶۰۰ ابعد کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔

- کفارہ کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفو
تھا بعد میں فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں
کر سکتا۔
- ۶۱۰ عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت
زائل ہو۔
- ۶۲۹ جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر جھکنا
چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔
- ۱۵۱ منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدعت باطل اور اجماعاً غلط ہے۔
- ۱۸۴ ہل اعطیتینہا مجلس عقد میں مفید عقد
اور جلسہ وعدہ میں طلب وعدہ ہے۔
- ۱۸۷ الفاظ محکمہ میں مذکور قرنیہ پر ہے۔
- ۱۸۷ علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اجتنبابِ شہادت کا
زمانہ نہیں۔
- ۲۰۵ محکمہ کے منطوق ٹھہر الیہ منکر بر ظن ہے۔
- ۲۰۸ بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں۔
- ۲۰۸ تصادق مرد و زن مثبت نکاح ہے اگر جھوٹ کہا
تو زنا اور اولاد ولد الزنا۔
- ۲۱۳ فقہاء منظرہ غالبہ شئی کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔
- ۲۲۷ غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے
مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔
- ۲۲۷ جسے اہل زمانہ کی پہچان نہیں وہ جاہل ہے۔
- ۲۶۳ عرف فقہ میں جواز و معنوں میں مستعمل ہے
ایک معنی صحت اور عقد و میں یہی زیادہ متعارف
ہے، دوسرا بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ
مروج ہے۔
- ۳۸۵ زید نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے حکم ایک
- کفو کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفو
تھا بعد میں فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں
کر سکتا۔
- ۶۱۰ عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت
زائل ہو۔
- ۶۲۹ جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر جھکنا
چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔
- ۱۵۱ منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدعت باطل اور اجماعاً غلط ہے۔
- ۱۸۴ ہل اعطیتینہا مجلس عقد میں مفید عقد
اور جلسہ وعدہ میں طلب وعدہ ہے۔
- ۱۸۷ الفاظ محکمہ میں مذکور قرنیہ پر ہے۔
- ۱۸۷ علماء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اجتنبابِ شہادت کا
زمانہ نہیں۔
- ۲۰۵ محکمہ کے منطوق ٹھہر الیہ منکر بر ظن ہے۔
- ۲۰۸ بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں۔
- ۲۰۸ تصادق مرد و زن مثبت نکاح ہے اگر جھوٹ کہا
تو زنا اور اولاد ولد الزنا۔
- ۲۱۳ فقہاء منظرہ غالبہ شئی کو قائم مقام شئی کرتے ہیں۔
- ۲۲۷ غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے
مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔
- ۲۲۷ جسے اہل زمانہ کی پہچان نہیں وہ جاہل ہے۔
- ۲۶۳ عرف فقہ میں جواز و معنوں میں مستعمل ہے
ایک معنی صحت اور عقد و میں یہی زیادہ متعارف
ہے، دوسرا بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ
مروج ہے۔
- ۳۸۵ زید نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے حکم ایک
- کتنی عمر میں نکاح جائز ہوتا ہے جبکہ اس کا
کوئی حقیقی دلیل مطلق نہ ہو۔
- ۶۸۳ بلوغ کی کیا شرائط اور نشانیاں ہیں۔
- ۶۸۵ دین دار متدین عجمی عالم سیتہ کا کفو ہے۔
- ۷۱۲ عجمی عالم عربی جاہل کا کفو ہے۔
- ۷۱۲ عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔
- ۷۱۲ غیر قرشی عالم جاہل قرشی و علوی کا کفو ہے۔
- ۷۳۱ فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفارہ نہیں۔
- افکار و رسم المفتی**
- عمل اسی پر ہے جس پر اکثریت ہے۔
- ۱۲۹ علیہ الفتویٰ اور بہ نفی فی الفاظ فتویٰ سے
آکد ہیں۔

- عالم کے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہے اور اس عالم کا کیا حکم ہے۔ ۴۰۶
- بھائی کی رضاعی نواسی سے جوازِ نکاح کا فتویٰ دینے والے عالم نہیں بلکہ جاہلوں سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔ ۴۰۷
- جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ ۴۰۸
- حدیث میں ہے لوگ جاہلوں کو رہنما بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ۴۰۹
- نفل مذہب غیر میں بار بار لغزش ہو جاتی ہے۔ ۴۱۰
- قول ضعیف و مرجوح پر حکم و فتویٰ جہل و غرقِ اجماع ہے۔ ۴۱۱
- مقلد کو اپنے امام کے خلاف حکم جائز نہیں۔ ۴۱۲
- جو فتویٰ پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرات کرتا ہے۔ ۴۱۳
- دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ ۴۱۴
- محلِ خفاء میں تناقض مقبول و عفو ہے۔ ۴۱۵
- ولی اقرب کے غائب ہونے کی کل بہتر صورتیں اور ان کے حکم کا ضابطہ۔ ۴۱۶
- مذہب معتد پر غیبت منقطعہ میں سفر و رکنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں۔ ۴۱۷
- عدمِ کفارة بوجہ فسق و غیر فسق میں کوئی فرق نہیں۔ ۴۱۸
- فرقتِ عورت کی طرف سے ہو تو فسق، مرد کی طرف سے ہو تو طلاق ہے اور قصاص سب کے لئے شرط ہے۔ ۴۱۹
- فاستی اگرچہ غیر معلن ہو صالحہ یا بنتِ صلحہ کا کفو نہیں ہو سکتا۔ ۴۲۰
- کیا رواجِ عرف عام قانونِ شرع شریف پر کسی حالت میں مرجع ہو سکتا ہے۔ ۴۲۱
- جو لڑا ہے، کھال پکانے والے، موچی، نانائی اور ان کے مثل ذلیل پیشہ ور جو اپنے ذلیل پیشوں کے ساتھ معروف ہوں، اگر یہ عالم ہوں جب بھی شرفار کے کفو نہیں ہو سکتے۔ ۴۲۲
- ہمارے بلاد میں سیدانیاں پٹھان یا مغل عالم سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذلیل پیشے والے وہ اگر عالم ہوں عیب بھی عارِ اہل نہیں ہوتی۔ ۴۲۳
- اگر ذلیل پیشہ وروں سے کوئی عالم ہو اور وہ اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ لوگ اسے بھول گئے ہوں اور قلوب میں اس شخص کی وقعت اور نگاہوں میں عظمت ہو گئی ہو اب اس سے شرفار کی بیٹیوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو ہو سکے گا۔ ۴۲۴
- سیدانوں سے پٹھان یا مغل وغیرہ غیر سید کے نکاح کا حکم۔ ۴۲۵
- ردائے اور شرافت شرعاً قوم پر منحصر ہے یا نہیں۔ ۴۲۶
- نکاح میں کفارة معتبر اور کفارة کا دار و مدار عرف پر ہے۔ ۴۲۷
- قریش بعض ان کے کفو ہیں بعض کے۔ ۴۲۸

عقائد و کلام

قبل نکاح اگر کفر صریح کیا اور پھر توبہ نکاح کیا تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔

۱۵۳

نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔

۱۵۳

ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کو کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی۔

۱۵۳

نابالغ عاقل کہ کفر کرے یا کفر پر مطلع ہو کر اسے پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔
رضا یا کفر بھی کفر ہے۔

۱۷۱

۱۷۱

مشرک سے استعانت نہ چاہئے خصوصاً امور دینیہ میں۔

۱۷۲

اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشنے گا۔

۲۰۲

تعظیماً جمع کا لفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں، جیسے اللہ جل شانہ یوں فرماتے ہیں۔
تجدید ایمان خیر محض ہے۔

۲۰۷

وہابیہ کی مگر ایہوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے ان کو معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم ہے۔

۲۲۰

از کتاب حرام سے نہ کافر ہوتا ہے نہ حنفیت سے خارج۔

۲۲۱

اہلسنت و روافض میں باہم نکاح منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۲۴۴

اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح راسخ گایا نہیں۔

۲۴۴

دوران عدت نکاح کو حلال جان کر پڑھانے والا اسلام سے خارج اور اس کا اپنا نکاح بھی گیا۔

۲۶۶

معتدہ کے نکاح میں دانستہ شریک ہونے والے نے اگر اس نکاح کو حرام جانا تو گنہگار ہے، اور اگر حلال جانا تو اسلام سے خارج ہو گیا۔

۲۶۶

یہ کلمہ کہ ”ادھر کعبہ بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا“ کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والے پر توبہ اور تجدید اسلام لازم ہے۔

۲۶۹

غیر مقلد کو غیر مقلد جانتے ہوئے اسے بزرگ جان کر نکاح پڑھوائے تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔

۲۸۱

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہابیہ ملاعنہ پر شدید تازیانہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

۲۸۳

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔
سیف اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔
فرقان حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہمیں دیتے ہیں

۲۸۳

اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

۲۹۴

- روافض کے بعض عقائد کفریہ۔ ۳۲۸ ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔ ۳۷۸
- روافض کے اقسام و احکام اور ان کے بعض عقائد کفریہ کا ذکر۔ ۳۴۵
- محبت میں آدمی اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ ۳۶۸
- دل پلٹنے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ۳۶۹
- بد مذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر اور زہر قاتل ہے۔ ۳۶۹
- بدعتیوں سے انس اور دوستی کرنے والا ایمان کے نور اور حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۳۷۴
- جو اس نطفے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی اور روزنی ہے۔ ۳۷۴
- اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل اور زنا ہے۔ ۳۷۴
- مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔ ۳۷۴
- غیر مقلد عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے نکاح بحکم آیت و حدیث منع ہے۔ ۳۷۴
- عقائد کفریہ کی چند مثالیں۔ ۳۷۷
- مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ ۳۷۷
- کبرائے وہابیہ اور مجتہدین روافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔ ۳۷۸
- جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ ۳۷۸
- ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔ ۳۷۸
- طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریات لازمیہ بکثرت ہیں۔ ۳۷۸
- جمہور ائمہ کرام و فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔ ۳۷۹
- حدیث میں ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔ ۳۸۰
- جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پلٹ آئے گا۔ ۳۸۰
- حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کوئی جائز نہیں ہے۔ ۳۸۰
- خود کفریات بکنا یا کفریات پر راضی ہونا انھیں بُرائہ جاننا یا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔ ۳۸۱
- جو دہائی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو برائے احتیاط کافر نہ کہیں گے، اور یہی احتیاط جو مانع تکفیر ہے مانع نکاح بھی ہے۔ ۳۸۲
- یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ ۳۸۲
- بد مذہب کی محبت ستم قاتل ہے۔ ۳۹۱
- بد مذہب ہی ہلاک حقیقی ہے۔ ۳۹۱
- بد مذہب کی تعظیم حرام ہے۔ ۳۹۶

- جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کو
دھابنے میں مدد کی۔
- ۴۳۴ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی طاعت نہیں۔
مرتدین سے میل جول کے بارے میں والدین کی
اطاعت ناجائز ہے۔
- ۴۳۵ جو کسی امر کفار کو اچھا جانے فقہاء اس کی تکفیر
کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر یوں کہے کہ وقت طعام
ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک
مجامعت بحالت حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے
تو کافر ہو جائے۔
- ۴۳۵ اگر کوئی کسی کو کہے حکم شرع یوں ہے، وہ جواب
میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا ہوں
شرع سے نہیں، تو بعض علماء کے نزدیک کافر
ہو جائے گا۔
- ۴۳۵ فرقہ ظاہریہ مخالفت ائمہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے
ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جاننا
جہل و سفاہت ہے وہ ہرگز اہلسنت نہیں۔
- ۴۳۵ فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں، نہ ان
میں سے کسی کی تقلید جائز ہے نہ ظاہریہ مسلوب العقل
ہیں کہ قیاس جلی کے منکر ہیں۔
- ۴۳۵ عقل و تمیز کے بعد نابالغ کا ارتداد اسلام
صحیح ہے۔
- ۴۳۵ مرتد لوگ بہت بچپن میں اپنی اولاد کو عقائد کفریہ
سکھاتے ہیں۔
- ۴۳۵ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔
- ۴۳۵ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔
- ۴۳۵ ایک شخص کہتا ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دفتر ایک
- ۳۹۶ فاسی شرعاً واجب الايمان ہے اور اس کی تعظیم
ناجائز ہے۔
- ۳۹۶ منافق کو سردار کہہ کر مت پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار
ہے تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا ہے،
بد مذہب لوگ دوزخیوں کے کہتے ہیں۔
- ۳۹۶ بد مذہب لوگ کہتے ہیں کہ کفر سے بھی بدتر ہے۔
بد مذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب
جانوروں سے بدتر ہیں۔
- ۴۰۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاذف
کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
- ۴۱۶ جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح قاذف یا مرتد
سے کرے وہ دیوث ہے۔
- ۴۱۶ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظر رحمت
نہیں فرمائے گا: ماں باپ کا نافرمان، مردوں
سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔
- ۴۱۶ تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے: دیوث،
مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔
- ۴۲۰ غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔
- ۴۲۰ جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔
- ۴۲۰ حضرات یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّافقہ کرام
کے نزدیک مطلقاً کفر ہے۔
- ۴۲۰ حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے
صریح کفار و مرتد ہیں ان سے میل جول حرام ہے۔

پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاروب کش مسلمان ہو جائے اسے بھی، جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں، کیا حکم ہے۔
 سنیہ سے نکاح کرنے والے کو کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے۔

ردِ بد مذہبیات

نکاح میں وکیل یا شاہد غیر مقلد یا بانی ہے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں۔
 غیر مقلدوں کی ضلالت کا حد کفر تک پہنچا ہوا نہ ہونا در ہے۔

جب سے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا مقلد و بانیوں کا حال بھی کٹر احمقیتوں جیسا ہو گیا۔
 اگر کوئی عورت غیر مقلد بموجب شرع نکاح پر رخصت تو نکاح ہوگا یا نہیں۔

غیر مقلد اور ہندو مشرک سے نکاح پڑھوانے میں فرق۔

غیر مقلدوں پر صد ہا وجہ سے حکم احادیث صحیحہ تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔

غیر مقلدین میں بہت سے حکم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً کافر ہیں۔

رواقض سے نکاح باطل ہے۔

غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و اہل نارہیں۔

اکس زمانے میں جو مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی،

حنبل و مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و ناری ہے۔

غیر مقلدین زمان کے بہت عقائد کفریہ و ضلالیہ ہیں۔

غیر مقلدوں کا گمراہ و بد مذہب ہونا بروجب احسن ثابت ہے۔

بد مذہبوں سے کھانا پینا اور شادی بیاہ کرنا ممنوع ہے۔

فی الواقع سنیہ خفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد و بانی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔

و بانی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح باجماع مسلمان بالقطع و یقین باطل محض و زنا صرف ہے۔

عقائد و مابہ کے شافی و وافی بیان پر مشتمل دو رسالوں کا نام۔

تعلیقاتہ کو مشرک اور مقلدوں کو مشرک کہتے غیر مقلدوں کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت معاملات انبیاء و اولیاء سے متعلق ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر ممنوع و مکروہ بلکہ مباحت و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول و بایست ہے۔

و مابہوں کا خلاصہ اعتقاد یہ ہے کہ جو و بانی نہ ہو مشرک ہے۔

و مابہوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تعلیقاتہ

۲۸۲

۳۴۳

۳۴۳

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۴

۳۴۸

۳۴۸

۳۴۸

۳۴۸

۳۴۸

۴۱۶

۴۳۰

۲۱۸

۲۱۸

۲۱۸

۲۱۹

۲۱۹

۲۱۹

۲۱۹

۲۲۱

۲۸۲

- گیارہ سو برس کے ائمہ دین، علماء کا ملین اور اولیاء عارفین سب مشرک قرار پاتے ہیں۔ ۳۷۸
- علامہ شامی نے وہابیوں کو خوارج میں داخل فرمایا۔ ۳۸۰
- خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔ ۳۸۰
- وہابی مجدد بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ ۳۸۰
- وہابیہ کے مذہب نامہ مذہب پر نہ صرف امت مرحومہ بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزت جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔ ۳۸۱
- بد مذہبوں سے تشبیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر دلائل۔
- جو عورت کسی بد مذہب کی جوڑو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی۔ ۳۹۹
- وہابیوں کو نہ خوف خدا ہے نہ خلق سے حیا۔ ۴۰۳
- سنت و بابیت سے صاف مباین ہے لہذا سنی و وہابی کا اجتماع ناممکن ہے۔ ۴۰۳
- کسی وہابی کا سنی ہونا ایسے ہی محال ہے جیسے رات کا دن ہونا یا نصرانی کا مومن ہونا۔ ۴۰۳
- مشتبہ الحال منکر و بابیت کو پرکھنے کا طریقہ۔ ۴۰۴
- سنی کو اپنی دختر رافضی کے نکاح میں دینا کیسا ہے، اور سنی باوجود ناجائز جاننے کے دے تو کیا حکم ہے۔ ۴۱۷
- زمانہ سلف سے اس وقت سنی اور رافضی کے درمیان قرابت کا کیا باعث، آیا اس وقت میں علماء نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ اور اب کے روافض میں کچھ فرق ہے۔ ۴۱۷
- کفریات روافض۔ ۴۲۰
- آج کل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ توں میں سید رنگ والا۔ ۴۲۰
- رافضیوں کے ساتھ مناکحت حرام قطعی اور زنا کے خالص ہے۔ ۴۲۰
- جو اپنی بہن یا بیٹی رافضیوں کو دے وہ دیوث ہے۔ ۴۲۰
- پچھلے دور اور موجودہ دور کے رافضیوں میں فرق۔ ۴۲۱
- روافض کی تکفیر بوجہ ان کے عقائد ملعونہ مثل رجعت اموات بدینا واجب ہے۔ ۴۲۷
- کشیہ غم پر جو آیات غیر مقلدی کے لئے لازم ہیں۔ ۴۹۰
- مرزائی مرتد ہیں۔ ۵۰۸
- مرتد مرد ہو یا عورت اس کا جہاں بھر میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ۵۰۸
- بد مذہبوں سے قرابت قریبہ رکھنا بارہا منجربہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے۔ ۵۰۸
- غیر مقلدوں سے نکاح اور تعلقات کا حکم۔ ۵۰۸
- غیر مقلدوں سے میل جول حرام اور ان سے مناکحت ناجائز ہے۔ ۵۰۸
- وہابییت ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں۔ ۵۰۹
- دیوبندیوں کو مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام ہے۔ ۵۱۲
- دیوبندیوں کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے

- کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔ ۵۱۴
 قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود، پیغمبر
 ماننے والے کا حکم۔ ۵۱۴
 زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمرو سے کیا۔
 وقت نکاح عمرو پر افضی ہونے کا شبہ ہوا تھا
 اس لئے اس سے دریافت کیا اس نے انکا
 کیا اور اپنے آپ کو سستی بتایا اور اپنے سستی
 ہونے کا اطمینان دلایا، باذن ہندہ نکاح ہو گیا
 رخصت کے بعد محرم میں عمرو کا رافضی ہونا ظاہر
 ہوا، جب سے زید نے لیلیٰ کو روک لیا، کیا
 حکم ہے۔ ۶۹۷
 بد مذہب اہل جہنم کے کہتے ہیں۔ ۷۱۴
 بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ ۷۱۴

سیر

- مرتد یا نابالغ اگر بزرگم ولایت اپنے بیٹے بیٹی یا
 بہن بھائی یا کسی نابالغ نابالغہ کا نکاح چھانے
 تو کس صورت میں باطل محض ہو گا۔ ۱۷۳
 دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا
 نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و
 کافرہ سے، نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب
 خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہان
 میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۳۶۷
 مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی
 عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی سے نہیں
 ہو سکتا۔ ۳۷۷
 کتابیہ حربیہ سے نکاح عند تحقیق ممنوع و گناہ ہے ۳۷۷
 دار الحرب میں حربیہ سے زنا کی تحلیل کما ماعظم
 ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔ ۴۸۲
 مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام
 رکھتا ہو۔ ۵۵۱
 قرآن مجید میں جو ایک لفظ، ایک حرف اور
 ایک نقطہ کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر
 مرتد ہے۔ ۶۹۱
 بیوع ۶۹۷
 بیع کا جھوٹا اقرار بیع نہیں۔ ۱۲۵
 ایک کے نوز پر دوسرے کا نزع کرنا ممنوع ہے ۱۹۷
 اگر نا آشنا یا ان عربی نے بعت و اشتريت
 بقصد بیع و شرا کہا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ
 عقد بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔ ۲۲۷
 نفیس و خسیس میں بیع بالتعاطی منعقد
 ہو جاتی ہے۔ ۲۲۷
 اذان جمعہ کے وقت بیع صحیح ہوگی اگرچہ ممنوع و
 گناہ ہے۔ ۳۸۵
 اقیون و شیش کی بیع کا حکم۔ ۳۸۶
 مردار، خون اور حرکی بیع باطل محض ہے کہ محل
 بیع ہی نہیں کیونکہ مال نہیں۔ ۵۴۲
 نابالغ نے نکاح کیا یا کچھ بیچا یا خریدا اجازت
 ولی پر موقوف رہے گا اور قبل اجازت ولی بالغ

ہو گیا تو خود اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ ۶۲۲

شہادت

شہود کا الفاظ ایجاب و قبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا سمجھیں۔ ۱۳۸
جھوٹی گواہی اگر کیا تو اور بت پوجنے کے برابر ہے ۲۰۱
جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے ہٹنے سے قبل مستحق نار ہو جاتا ہے۔ ۲۰۲

صرف عورتوں کی شہادت سے نکاح نہیں ہو سکتا، یونہی غلاموں اور بچوں کی شہادت سے ۲۱۶
مرتد کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ ۲۱۹
شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی صلاحت نہ رکھے مگر مثبت اقرار ہے۔ ۳۳۴

بھینس سے بھینس ثابت ہو وہ ایسا ہی ثابت ہو جاتا ہے۔ ۳۳۴

اثبات زنا میں شہادت زنا و شہادت دوزخ ہرگز مسموع نہیں۔ ۳۳۴

لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلا سکتے ہیں کہ ہم سنی ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اہلینان کے لئے ہمیں سستی کر لو۔ ان کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ سستی ہیں یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انہیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے، کیا حکم ہے۔ ۶۶۸

خیار

نکاح میں خیار عیب نہیں۔ ۱۱۷
خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔ ۱۹۳

دعویٰ

اگر کوئی شخص کسی بیع کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ قسم سے بچنے یا کچھری کی ذلت سے گریز کرنے کے سبب اقرار کر لے تو بیع قضا ثابت ہو جائیگی اور احکام، وجوب تسلیم و لزوم شفعہ وغیرہ جاری ہوں گے، لیکن یہ مدعی کا ذب وہ گھر کیا لے گا و حقیقت آگ لے گا۔

عورت نکاح کے تین سال بعد کہتی ہے کہ میں اپنی والدہ کے سبب مجبور تھی اب کے بعد خود مختار ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے فسخ نکاح کا دعویٰ پہنچتا ہے؟ ۲۴۵
باپ دختر کی منگنی کر کے فوت ہو گیا، بغیبت والدہ دختر چند اشخاص نے بجز اس دختر بالغہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعویٰ دائر کیا جواب دعویٰ ہوا کہ متوفی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر و والدہ دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے۔ ۶۲۰

مسلمان پنج شہر کی موجودگی میں تفریق کر سکتا ہے ۵۶۴
حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام

معاملات میں پنج کا فیصلہ مثل فیصلہ قاضی ہے۔ ۵۶۴
ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو جو
خاص اس شہر کے لئے نہ ہو، نہ کسی مذہب خاص
پر قضاء کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفریق کر سکتا ہے

اگر بدعتی اور مدعا علیہ وہاں کے نہ ہوں۔ ۵۶۴

فسخ بوجہ عدم کفارة قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے ۶۳۶

جہاں قاضی ہو وہاں علم علماء اہل بلد سے فسخ نکاح کرایا جاتا ہے ۶۴۰

قاضی جسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ

ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو

ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

اگر نہیں تو ایسے قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔ ۶۶۰

استرار

مجرد اقرار زوجیت حقیقتاً نکاح نہیں یعنی اگر

گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہوئے ہوں

تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اگرچہ

کہتا ہو کہ یہ میری زوجہ ہے۔ ۱۲۳

کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال

مقررہ کی ملک نہ ہوگا۔ ۱۲۶

اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے

اور عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ

دے کر اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس

نکاح کا اقرار کرے اب عورت نے اقرار کر لیا

قویہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا۔ اگر یہ اقرار شہود

۵۶۳

دو شخصوں نے کہا کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کی ماں

ناجائز تعلقات رکھتے ہیں، لڑکی کے باپ نے

قرآن شریف اٹھانے کو کہا، انکار کیا اور چلے

گئے ثبوت نہ ہوا، کیا حکم ہے۔

۴۶۸

قضا

حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضا جس طرح

ظاہراً نافذ ہوتی ہے یونہی باطناً بھی۔ ۱۲۰

قاضی شرع کون ہے، یہاں کون حق فسخ و تفریق

رکھتا ہے۔ ۴۴۳

اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم نائب شرع

ہے بشرطیکہ وہ باطنی، رافضی، قادیانی وغیرہ

نہ ہو۔

قاضی مجتہد، مجتہد فیہ میں اپنی رائے کے خلاف

اگر حکم کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔ ۴۸۵

جس کا کوئی ولی نسباً نہ ہو اس کا ولی قاضی شرع

ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

جہاں قاضی شرع نہ ہو جیسے اکثر دیار ہندوستان

وہاں علم علمائے اہل ہر بلد صاحب فتویٰ فقیہ کی

اجازت پر موقوف ہوگا۔ ۵۴۹

زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تفریق نہیں کر سکتا

بلکہ بوقت تفریق اس کی حاضری ضروری ہے۔ ۵۶۳

بائیکورٹ وغیرہ انگریزی کھریاں شرعی دارالقضا

نہیں لہذا ان حکام کے فسخ کئے نکاح فسخ

نہ ہوگا۔ ۵۶۳

کے سامنے ہوا ہوا اب اگر عورت پھر انکار کرے گی
تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سنے گا۔

اصطلاح فقہ میں کسی کا حق ثابت کرنے کی خبر دینے
کو اقرار کہتے ہیں۔

زید نے اپنی سالی سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار اُس
کے اقرار زنا پر قاضی کے سامنے شہادت گزری
اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت
ثابت ہوگی یا نہیں، اور ہندہ زوجہ زید اس پر
حرام ہوگی یا کیا۔

اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس
کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے۔

دارالقضا سے باہر کا اقرار ثبوت زنا نہیں ہوتا۔

اقرار بالزنا بعد رجوع ثبوت زنا نہیں رہتا۔

اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصل
حاجت نہیں مجرد اقرار زنا کافی ہے۔

اگرچہ ہزل و مذاق میں ایک بار اقرار کیا کہ اس نے
ساس سے زنا کیا حرمت مصاہرت ثابت ہوگی

پھر لاکھ انکار کرے مسموع نہ ہوگا۔

اگر کسی سے کہا گیا کہ تُو نے اپنی بیوی کی ماں سے کیا کیا
اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا تو حرمت
مصاہرت ثابت ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا

مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

جہاں تک مقرر اقرار کا ضرر ہے ماخوذ اور جتنا
دوسرے پر الزام ہے منبوذ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کے یہ میری ضیاع ہے، پھر خطار کا

اعتراف کرے تو سچا مانا جائے گا اور اسے اس
کے ساتھ نکاح جائز ہوگا جب کہ اپنے اقرار پر
ثابت نہ رہے۔

صلح

صلح اقرب عقود شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے۔

اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور
عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کر

اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعویٰ سے باز آجائے
تو جائز ہے اور یہ مدعی کے زعم میں معنی صلح میں

ہو جائے گا مگر فقہائے فرمایا کہ اسے اس مال کا
اختیار فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حلال نہ ہوگا جبکہ

وہ اپنے دعویٰ میں بطل ہے۔

بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعویٰ سے
برأت بھی ہو جائے گی یعنی فقط قضا نہ دیا نہ

اسی لئے اگر وہ موقع پائے گا تو اسے باقی کا
لے لینا جائز ہوگا۔

کسی وظیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے
کے حق میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے

وعدہ کرے کہ اگر میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو
میں تیرا یہ وظیفہ مقررہ لوٹا دوں گا اس سے اس پر

لوٹانا واجب نہ ہوگا۔

حبارہ

کسی نے اپنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی

- مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اب مشتری کرایہ وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تو ثمن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا اور کرایہ کے روپے ثمن سے مجراؤنگا مشتری کے پاس بائع ثمن کے روپے لایا اور کرایہ کے روپے اس سے مجرا کرنے کو کہتا ہے، اگر مشتری حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔
- ۱۴۸ نکاح خوال کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔ ۲۵۵ اگر اجرت اپنے صرف میں نہ لائے کار خیر میں صرف کرے تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۵
- فوشہ کے سر پر بگڑی رکھنے کے لئے اس کے چھو بھا یا ہنونی آتے ہیں دوسرا نہیں رکھ سکتا، اور وہ بے روپیہ لئے نہیں رکھتے، روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں، یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔ ۲۵۵
- ### وکالت
- جب تک وکیل بالنکاح ما ذون مطلق یا بصراحت دوسرے کو وکیل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور کو وکیل نہیں کر سکتا۔ ۱۴۳
- بیع و شرا میں اگر وکیل کا وکیل، اول کے سامنے عقد کرے تو جائز ہے، اور خصومت، تقاضی، نکاح اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔ ۱۴۳
- وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑھاوے اور وہ جائز کر دے تو نکاح نافذ ہو جائے گا بخلاف طلاق و عتاق کے۔ ۱۴۹
- وکیل نکاح معبر محض ہے حقوق نکاح مؤکل کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ ۱۵۰
- ادائے زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن مؤکل دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے۔ ۱۵۰
- دین وصول کرنے کا وکیل بغیر اذن مؤکل اپنے عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔ ۱۵۱
- مؤکل اگر وکیل کے لئے ثمن کی تعیین کر دے تو وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔ ۱۵۱
- ۲۵۵ وکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے۔ ۱۶۳
- ۱۶۳ عیسٰی اٹھارہ رضا وکیل نہیں۔
- وکیل کا مسلم و بائع ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم و نابالغ سمجھدار بھی وکیل ہو سکتا ہے۔ ۱۶۲
- ۱۶۲ مرتد کی وکالت جائز ہے۔
- اگر وقت توکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دار الحرب میں نہ چلا جائے۔ ۱۶۲
- مجنون اور ناسمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔ ۱۶۲
- ۱۶۲ بلوغ و حریت صحت وکالت کے لئے شرط نہیں۔
- توکیل مجر د ایجاب سے تمام ہو جاتی ہے قبول پر موقوف نہیں ہوتی اگرچہ رد کر دینے سے رد ہو جاتی ہے۔ ۲۱۰
- ۲۱۸ مرتد کو وکیل بنانا جائز ہے۔

وکیل بالنکاح مجاز توکیل نہیں۔

۲۴۲

بچے پر حد نہیں۔

۵۶۲

دارالاسلام میں وطی حد یا عقربے خالی نہیں ہوتی۔ ۵۸۱

حدود و تعزیر

مسلمان حر عاقل بالغ عقیفہ پر زنا کی تہمت لگانے

والا اگر چار گواہ عادل سپیش نہ کرے تو اسے اسٹی کوٹے

لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے مردود الشہادہ ہوگا ۱۹۵

اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو

تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔ ۱۹۵

شبہہ نکاح سے حد ساقط اور عقد ثابت ہو جائے گا ۲۰۰

اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقذوف بالزنا

کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو قاذف اور شہود

پر حد قذف نہ لگائی جائے۔ ۳۳۴

اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقرار زنا

پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی۔ ۳۳۴

تین مردوں نے زنا پر اور ایک نے اقرار زنا پر

شہادت دی تو تین شہود پر حد قذف لگے گی۔ ۳۳۵

حرمت مصاہرہ کے باوجود تفریق سے قبل اگر

شوہر نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ ۳۶۵

امام مالک کی طرف حلت متعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں

امام مالک متعہ کرنے والے پر حد زنا نافذ کرتے ہیں۔ ۴۸۲

حنفیہ و دیگر ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے مگر وہ

اس پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔ ۴۸۲

جرمانہ لینا حرام ہے، اور عرام شنی مسجد میں صرف

کرنا حرام ہے۔ ۵۱۳

شبہہ دافع حد ہے۔ ۵۶۲

قسم

جس نے کسی بات پر قسم کھائی پھر اس کے غیر کو

اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر

دیکھ رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کفر رہ

دے دے۔ ۱۹۹

وطی کا جھوٹا حلف ہندہ کے مقابلے میں معتبر ہوگا

یا ہندہ کا قول۔ ۶۷۷

احلاق

صحبت خصوصاً بدکار پر جانا احادیث و تجارب

صحیحہ سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ مویات۔ ۳۹۲

اچھے اور بُرے ہمنشین کی تمثیل و کہاوت۔ ۳۹۲

مگر آہوں سے دُور بھاگو اور انھیں اپنے سے

دُور کرو کہیں وہ تمھیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمھیں

فتنے میں نہ ڈال دیں۔ ۳۹۲

مُصاحب پر مصاحب کو قیاس کرو۔ ۳۹۲

بُرے ہمنشین سے دُور بھاگو کہ تو اسی کے ساتھ

مشہور ہوگا۔ ۳۹۳

ایک ہمنشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے

اس قدر کوئی اور شئی دوسری شئی پر دلالت

نہیں کرتی۔ ۳۹۳

حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ ۳۹۳

آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر دوستی کیا کرو۔

۳۹۲

ظالموں کی طرف میل مت کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھوگی ۳۹۳

فضائل و مناقب

قاضی خاں نے کہا کہ امام خضاف علم میں بڑے ہیں ان کی اقتدا کرنا ہے۔

۱۱۳

جو اپنے مال و جان، دین و مذہب اور اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

۲۰۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی مثل اور عطا کیا گیا ہے

۲۰۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا ایسا

۲۰۳

ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو کچھ نہیں

۲۰۳

رسول عطا فرمائیں اس کو لو اور جس سے منع

فرمائیں اس سے باز رہو۔

۲۰۳

باتفاق علماء سب سے پہلے اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ

۳۲۶

شرف ارادت سے مشرف ہوئیں۔

حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۳۲۶

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے

افضل و اکمل مرید تھے۔ اولیاء فرماتے ہیں،

۳۲۶

تاہم ان سے نہ بچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم پیر بود نہ بچو صیدی مریدے۔

رستغفنی امام معتمد ہیں قول و فعل میں، اگر

۳۲۶

روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے

گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے

ان کے ارشاد پر عمل کیا۔

۳۸۹

جنت سنت کے آٹھ باب جو ہادی حق و

۴۰۵

صواب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ائمہ کے مقابلے کا مزہ چکھاتا ہے۔

۴۹۰

عالم دین عام مومنین سے سات سو درجے

۴۱۳

بلند ہے، ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس

۴۱۳

کی راہ ہے۔

۴۱۳

دیندار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے۔

حقوق العباد

ذمہ پد لازم کہ وہ کرے جو اولاد کے حق میں

۱۹۹

بہتر ہو۔

بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے

۲۰۲

اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔

۲۰۲

مسلمان کی لاش بھی اس کی مرضی کے بغیر لینی

۲۰۳

جائز نہیں۔

۲۹۹

عورتوں کو ضرر پہنچانے اور ان پر تنگی کرنے کی

۲۹۹

قرآن عظیم سے ممانعت۔

۳۰۰

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

۳۹۵

کہ اسلام میں نہ ضرر ہے نہ ضرر رسانی۔

۳۹۵

مرد عورتوں پر حاکم و مسلط ہیں۔

۳۹۵

عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر

۳۹۵

کا ہے۔

۳۹۵

اگر غیر خدا کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ

۳۹۵

وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

- ایذار والدین اشد کبار ہے۔ ۴۳۴
 ناحی ایذار مسلم حرام کہ حکم حدیث وہ ایذار رسول
 ہے اور ایذار رسول ایذار اللہ ہے جل جلالہ و
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۲۵
- حظر و اباحت**
- ناچ رنگ، باجے گاجے جہاں ہوں وہاں نکاح
 کا حکم۔ ۱۰۹
 ناچ اور اکثر باجے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے
 سننے والا فاسق ہے۔ ۱۰۹
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر امور اسلام سے
 ہیں مگر بے محل تشدد و تعصب گناہ ہے اور
 یہ بلا و پابیر میں بہت زیادہ ہے۔ ۱۱۰
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ایک حصہ ہے
 کہ اس سے تجاوز ارتکاب منکر ہے۔ ۱۱۰
 زوجین سے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ناچ حلال
 ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔ ۱۱۰
 مرتد سے نکاح پڑھوانے کا حکم۔ ۱۴۳
 ایقائے وعدہ محبوب ہے اور پورا نہ کرنا پسندیدہ
 اور مکروہ ہے۔ ۱۴۶
 عقد کرنے والا دیندار متقی مسائل نکاح سے
 واقف ہونا چاہئے۔ ۱۸۸
 فاسق بدویانت قابل اعتماد نہیں جب وہ
 خود حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں
 کے لئے احتیاط کی کیا امید۔ ۱۸۸
- نکاح باعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے
 خطبہ اور مسجد میں نکاح ہونا اور جمعہ کے دن ہونا
 اور نکاح خواں عالم یا اعلیٰ ہونا مستحب ہے۔ ۱۸۸
 جاہل کی نکاح خوانی قطعاً خلاف اولیٰ ہے۔ ۱۹۰
 جاہل کی مضاربت خلاف اولیٰ ہے۔ ۱۹۰
 کسی کی منگیتر کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور
 ارتکاب شناعیت ہے۔ ۱۹۴
 مخنوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب
 اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصہ ترویج
 مذموم و بیجا و قابل مواخذہ ہے۔ ۱۹۴
 اگر کسی عذر شرعی سے منگنی کر کے دوسرے سے
 نکاح کر دے تو قباحیت نہیں۔ ۱۹۴
 عیوب جنس و عیوب حیض و عیوب بکلا ہوا سے ان
 میں سے اخف و اہون کو اپنانا چاہئے۔ ۲۰۰
 قوشہ سے کہنا تم نے قبول کی " چاہئے
 یا نہیں۔ ۲۰۴
 عاقدین بالغین کو قبل از عقد کلمے اور صفت
 ایمان مجمل و مفصل پڑھانا ضرور ہے یا نہیں۔ ۲۰۴
 عاقدین بالغ ہیں پسر کا ولی چار ماہ کی مہلت
 چاہتا ہے اگر مہلت دی جائے تو یہ گناہ ہے
 یا نہیں۔ ۲۰۸
 نکاح میں اور نماز میں اور نماز جنازہ میں
 سہل انگاری نہ کرنی چاہئے۔ ۲۰۹
 مرتد سے میل جول حرام ہے۔ ۲۱۸
 زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگر چہ

- ۲۵۷ تاکب نہ ہوتی ہو۔
- ۲۵۸ عورت افعال خبیثہ کا ارتکاب کرے اور شوہر بقدر قدرت انسداد نہ کرے تو دیوث ہے۔
- ۲۵۹ نکاح کا خطبہ سنت اور کلمے پڑھانا ایک اچھی بات ہے۔
- ۲۶۰ متعہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔
- ۲۶۱ زندگی سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
- ۲۶۲ وہ جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں بھڑپڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔
- ۲۶۳ جس نے متعہ کر لیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔
- ۲۶۴ جمعہ کی نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔
- ۲۶۵ اپنی کنیز شرعی سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۶۶ دوسرے کی کنیز سے اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے۔
- ۲۶۷ کچھ لے کر نکاح کر دینا حرام اور وہ روپیہ رشوت ہے۔
- ۲۶۸ منگنی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔
- ۲۶۹ ایک سید نے ایک چادری کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اس سے ترک موات اور برادری سے نکاح کیا ہے۔
- ۲۷۰ زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۷۱ منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرانا اور زوجین میں تفریق کرنا کبیرہ ہے۔
- ۲۷۲ جو دباویر سے ملتا جلتا ہو اس کے یہاں شادی بیاہ
- ۲۵۷ کا کیا حکم ہے۔
- ۲۵۸ تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔
- ۲۵۹ نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اسی دن کے بچے کا۔
- ۲۶۰ پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۶۱ باہر پھرنے والی یا طوائف سے نکاح کیا ہے۔
- ۲۶۲ محرم اور صغیر میں نکاح منع ہے یا نہیں۔
- ۲۶۳ عدت کے اندر نکاح باطل و حرام ہے۔
- ۲۶۴ عدت کے اندر نکاح پڑھانے والے نے اگر حرام جان کر پڑھایا تو سخت گنہگار اور زنا کا دلال ہے مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا۔
- ۲۶۵ عدت کے اندر نکاح کرنے والے مرد و زن پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں ان سے بول چال، نشست و برخاست سب سیکھت ترک کر دیں۔
- ۲۶۶ احمد القرطبی سننی المذہب جبکہ دوسرا شیعہ امامیہ طریق رکھتا ہے ان کے درمیان شرعاً مناکحت جائز ہے یا نہیں۔
- ۲۶۷ زید نے جمع بین الاختین کیا تو بیبیاں کیسی ہیں اور اولاد کیسی ہے اور ترکہ پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔
- ۲۶۸ نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا ہے۔
- ۲۶۹

- اپنی لڑکی کا ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو
سے نکاح کر دیتے ہیں، یہ نکاح کیسا ہے اور
وہ رقم کیسی۔ ۲۷۸
- شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھائے
تو کچھ حرج نہیں۔ ۲۸۱
- نکاح قاضی سے نہ پڑھوانا دوسرے مسلمان سے
پڑھوانا کیسا ہے۔ ۲۸۶
- نکاح موقوف میں قبل اجازت وطی حرام ہے۔ ۲۸۸
- عورت سے بجاہت محل زنا، نکاح و قربت کا حکم۔ ۲۸۸
- جہیز سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۲۹۰
- بلا عذر شرعی ترک جمعہ و جماعت کی عادت موجب
فسق، مسقط عدالت اور وجہ رد شہادت ہے۔ ۳۰۴
- قرآن و حدیث سے نبی کو علم دین سکھانا اور
اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور بڑے اجر کا
کام ہے۔ ۳۲۷
- حرامی عورت کا نکاح سُستی مرد سے ہو گا یا نہیں، ۳۲۹
- اور اس کی لٹنی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہو گا یا نہیں
بوسہ لب خواہی خواہی بنظر شہوت ٹھہرے گا لاکھ
ادعا کرے کہ میں نے شہوت نہ لیا تھا قبول نہ ہو گا
اور امام محمد بن الہمام کے نزدیک بوسہ رخسار
بھی ایسا ہی ہے۔ ۳۴۲
- استاد کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۳۴۳
- شاگرد عورت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔ ۳۴۳
- حرمیت متعہ کا بیان از احادیث و قرآن۔ ۳۴۹
- اللہ تعالیٰ نے تاقیام قیامت متعہ کو حرام فرمادیا۔ ۳۵۰
- شیعہ وغیرہ بد مذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے ۳۶۷
- بد مذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے اس سے
دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ ۳۶۸
- آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت
رکھتا ہے۔ ۳۶۸
- آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے
تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ ۳۶۸
- بد مذہب عورت سے نکاح میں یہ خیال کہ ہم اس کو
سُستی کر لیں گے محض حماقت ہے۔ ۳۶۸
- سُستی خفیہ کا نکاح غیر مقلد و باقی سے کرنا منع
ناجائز اور گناہ ہے۔ ۳۷۳
- اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں
کے پاس مت ملے۔ ۳۹۰
- اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں
منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے۔ ۳۹۰
- کون سی کتابیہ سے نکاح جائز ہے۔ ۴۰۰
- کتابیہ سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔ ۴۰۰
- سُستی کو اپنی دختر رافضی تبرائی قاذف حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں
دینا جائز ہے یا نہیں، اور باوجود ناجائز جاننے
کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔ ۴۱۵
- فاسق معلن سے ابتداء بالسلام مکروہ ہے،
یونہی جوڑھا مذاقی، کذاب، لاعنی، گالیاں بکنے
والا، اجنبی عورتوں کو گھورنے اور تاک جھانک
کرنے والا، گانے والا اور کبوتر باز وغیرہ۔ ۴۱۸

ترغیب و ترہیب

- مترکب حرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے والا بھی اسی کی مثل ہے۔
- ۲۱۹ گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے۔ ۲۲۰
- مسئلہ نکاح زن رافضیہ با سستی۔ ۲۲۶
- تبرائی رافضی کے ساتھ نکاح باطل محض ہے۔ ۲۵۷
- آوارہ عورتیں جو بے پردہ رہتی کھلے بندوں چلتی پھرتی ہیں جن سے زنا بھی ثابت ہوا حمل گرائے گئے ہوں یا طوائف کا نکاح بے استبراء رحم جائز ہے یا نہیں۔ ۲۶۶
- حلتِ غراب کی نسبت امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف کرنا باطل ہے۔ ۲۸۲
- ممانی اور بھادوچ سے مذاق کا حکم۔ ۵۰۶
- مرزائی کی نابالغہ دختر سے عقد جائز ہے یا نہیں۔ ۲۰۴
- مرزائی مرگیا ہے، دختر اپنے مذہب بالکل ناواقف ہے۔ ۵۰۷
- مسلمان مرد یا عورت کے بدھ چین ہندو دھرم وغیرہ سے نکاح کا حکم۔ ۵۱۰
- مسلمان مرد و کافر کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۵۱۱
- کتابیوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ ۵۱۱
- بحکم حدیث اسلام ضرر و ضرار سے پاک ہے۔ ۶۲۹
- زید حرامی مگر مسلمان دیندار ہے، اس کی اولاد سے حلالی اپنی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ۷۲۸
- سیتہ سے غیر سیتہ نے نکاح کیا اس پر لوگ اسے کافر کہتے ہیں، کافر کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔ ۷۳۰
- ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ۲۰۲
- دفعہ تین ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔ ۲۰۲
- مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔ ۲۰۴
- ظلم و گناہ پر اعانت کرنا ظالم کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ ۲۰۴
- جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ ۲۰۴
- نکاح پریشان نظری و بدکاری سے رکنے کا سبب ہے۔ ۲۲۱
- تبدیل مذہب پر سور خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ ۲۴۰
- محبوت اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہے۔ ۲۶۱
- یہ ناجائز ہے کہ مہر یا ندھے اور ادا کی نیت نہ ہو، حدیث میں ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔ ۲۸۳
- کسی مسلمان کو ناحق تکلیف دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔ ۲۹۲
- جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔ ۳۶۴

- عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے۔ ۳۶۴ اور اولاد مستحق ترکہ پدری ہے یا نہیں۔ ۳۶۸
- اجماعاً نکاح فاسد و باطل میں توارث انہی میں سے ہے۔ ۳۹۱ جاری نہیں ہوتا۔ ۳۴۱
- آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ ۳۹۱ اور ولی کرتار یا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور
- گناہ کی نحوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔ ۴۱۹ باپ دونوں کی وارث بنے گی تاہم زین شواہد میں
- جو کسی کی عورت کو اس کے خاوند سے بگاڑ دے بحکم حدیث وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔ ۴۲۵
- عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا اشد و اجنبی ظلم ہے۔ ۴۲۶
- جھوٹی گواہی بت پوچھنے کے برابر گئی ہے۔ ۴۲۶
- جھوٹے گواہ کے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب جہنم واجب کر دے گا۔ ۴۲۶
- عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر وعید شدید۔ ۵۳۱
- گمراہ پڑھا لکھا جاہلوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب سخت بری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا دونوں جہانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ ۷۱۳
- ہیمہ**
اپنی دی ہوئی چیز پھرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔ ۳۹۹
- فرائض**
کنیز سے جو اولاد ہو صحیح النسب ترکہ کی مستحق ہے ۴۲۲
- نکاح مستحق یا دختر را فضی صحیح ہے یا نہیں؟ ۳۶۸
- اور اولاد مستحق ترکہ پدری ہے یا نہیں۔ ۳۶۸
- اجماعاً نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا۔ ۳۴۱
- حرمت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نے نہ چھوڑا اور ولی کرتار یا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور
- باپ دونوں کی وارث بنے گی تاہم زین شواہد میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ ۳۶۶
- اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔ ۳۶۶
- حساب**
وینار شرعی سارے سے چار ماشے سونے کا تھا۔ ۲۴۸
- قہر حضرت بقرہ زہرا رضی اللہ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا چار ہاں کے حساب ایک سو ساٹھ روپے بھر ہوتا ہے۔ ۲۴۸
- قہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔ ۲۴۸
- چوبیہاں کے ایک سو چالیس روپے بھر ہوتا ہے۔ ۲۴۸
- منطق**
مسالہ کلیہ کی نقیض موجب کلیہ نہیں ہو سکتی۔ ۳۰۹
- نفاذ اخص من وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی کبھی نفاذ ہوگا حل اور صحت نہیں ہوں گے اور کبھی حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہوگا (حاشیہ) ۳۸۷
- لزوم اور صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے۔ (حاشیہ) ۳۸۸
- لزوم اور حل میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے۔ (حاشیہ) ۳۸۸

بلاغت

۲۲۱

ہو سکتا۔

۲۲۱

ستر درجہ کے آگے آبادی کا پتا نہیں۔

۲۲۱

قطب شمالی اور قطب جنوبی میں روز و شب کی مقدار اور اس کی وجہ۔

۲۲۱

نہار نجی و عرفی و شرعی کا فرق۔

۲۲۱

قطبین شمالی و جنوبی میں قمر کو اکب کا طلوع
کب کب کس کس طرح ہوتا ہے اور کیسے کیسے
غروب اور کب تک طالع رہیں گے اور کب
تک غارب۔

۲۲۱

تاریخ و تذکرہ

۲۲۸

سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔

۲۲۸

مہر حضرت بقول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
چار سو مشال چاندی تھا۔

۲۲۸

مہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر میں
دو روایتیں ہیں۔

۲۲۸

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ میں مہر
باندھنے پر انکار شدید فرمایا تو ایک خاتون نے
آیہ کریمہ و اتیم احد لہن قنطارا تلاوت
کی جس پر آپ نے فوراً اپنے انکار سے رجوع
فرمایا۔

۲۸۳

سروچی کون ہیں، کیسے ہیں۔

۳۰۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ
خیبر کے روز متعہ اور گدھے کے گوشت سے

۱۵۵

مجاز کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔
استفہام بہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر
ہوتا ہے۔

۱۶۴

لغت

۱۸۲

ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بہ لفظ خاص
امرواقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ
امر غیرواقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔
جو آذکر یہ دونوں اطلاق (بمعنی صحت و علت)
تو شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور
اطلاقات بھی ہیں۔

۳۸۶

جو آذکر کا اطلاق کبھی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا (حاشیہ)
جو آذکر کبھی لزوم کے معنی کے لئے آتا ہے۔
قلب کو قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ متقلب
ہوتا ہے۔

۳۹۴

السبت مصدر ہے اور اس کا معنی ہے
تعظیم السبت۔

۴۳۳

نحو

۱۴۰

حال اور عامل میں مقارنت ضروری ہے۔

ہئیت

۱۴۰

اسی درجہ عرض سے آگے لوگوں کا گزریوں نہیں

- منع فرمایا۔ ۳۵۰
- متعہ ابتداء اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل ہونے سے یہ حرام ہو گیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متعہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا۔ ۳۵۰
- تقلید شخصی کی سخت شدید تاکید فرمانے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل قرار دینے والے ائمہ کے نام۔ ۳۷۸
- حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں فاطمی ہیں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے، آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیمہ بنائے رکھا۔ ۴۳۱
- غیر مقلدوں کے پیشوا ندیر حسین نے ایک دیوبانی خیال مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگا دی اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا، دوسرا فتویٰ اس پہلے کے رد میں لکھا اور عذر گناہ بدتر از گناہ پیش کیا۔ ۴۸۹
- کلمۃ کے مولوی لطف الرحمن بردوانی نے محارم سے نکاح کے بارے میں جہاں بھر کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی سوال چھپوایا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے دلائل و نصوص پر مشتمل ایک رسالہ نقد البیان لحرمة ابنة اخي
- اللبنان تحریر فرمایا۔ ۴۹۰
- حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ ۴۹۱
- حضرت ابوسعلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں کو شیر نے دودھ پلایا۔ ۴۹۲
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔ ۷۳۰

مصرفات

- شیطان کبھی حسنت کے صلہ سے اغوا کرتا ہے ۱۰۹
- اخبار و انشاء میں بدھتہ تباین ہے۔ ۱۲۸
- استفہام اور عقد اقسام انشاء میں دو تباین قسمیں ہیں۔ ۱۵۵
- عقد و وعد میں تباین ہے۔ ۱۸۴
- آدمی نہ تبدل رائے سے معفو نہ کسی وقت بعض مصالح پر اطلاع پانے سے مامون۔ ۱۹۹
- مفہوم لفظ لغوی شرعی، عرفی، حقیقی اور مجازی کی طرف مقسوم ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ غرض، غایت، مقصود اور ثمرہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون، حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی

۳۶۸	محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔	۲۲۵	اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع نوعی ہے۔
۳۶۹	عورتوں کو شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی ہے۔	۲۲۲	خوآص و کنیز میں کیا فرق ہے۔
۳۶۹	عورتیں زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔	۳۰۵	عینی کی عبارت و عنہ فی الرجل یشرب الشراب الی قوله قال السروجی و ہما قولان باطلان کا مطلب کیا ہے ہما کا مرجع کیا ہے۔
۳۷۰	عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔	۳۰۵	مریدہ پیر پر حرام ہے یا حلال، اور ازواج مطہرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔
۳۹۴	دل چاہئے اور خیال بدلتے دیر نہیں لگتی۔	۳۲۵	متعدد مثالیں جہاں حرام شے حلال کو حرام کر دیتی ہے۔
۴۰۲	مرد اور عورت میں کئی وجوہ سے فرق۔	۳۶۳	زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی خواہی انس و جنیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی خواہی انس و جنیت
۴۹۷	شرح و قایم کے شعر "از جانب شیرودہ ہمہ خویش شونہ و از جانب شیر خوارہ زو جان و فروغ" پر بحث۔		
۴۹۸	شعر مذکور کا مطلب بیان کرنے میں صاحب عمدۃ الرعا یہ کی شدید غلطی۔		
۵۲۰	پسر و دختر کے لئے اقل عمر مراہقت کا بیان۔		



کتاب النکاح

(نکاح کا بیان)

مسئلہ جس شادی میں رقص اور باجا وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں وہاں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟
بیٹنوا توجروا۔

الجواب

اس میں شک نہیں کہ یہ ناچ اور اکثر باجے شرعاً حرام و ممنوع ہیں اور ان کے دیکھنے سُنے کا ترکیب فاسق و گنہگار، مگر کفر نہیں کہ نکاح ہی نہ ہو۔ شرع مطہر میں نکاح صرف اس سے ہو جاتا ہے کہ مرد و زن ایجاب و قبول کریں اور دو گواہ سُنے سچتے ہوں، باقی اس جلسہ کا کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہونا بشرط نہیں۔ شیطان کے طرق اغواء سے ایک بدتر طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو حسنت کے حیلہ سے ہلاک کرتا ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر عمدہ تمغائے مسلمانی ہے۔ اس نیک کام میں بہت لوگ حد و خداوندی کا خیال نہیں رکھتے اور تشدد و تعصب کو یہاں تک نباتے ہیں کہ ان کا گناہ ان جاہلوں کے گناہ سے بدبھنا زائد ہو جاتا ہے جن کے لیے یہ ناصح مشفق بنے تھے، اور یہ بلا حضرات و بابیہ میں بہت ہے ذرا ذرا سی بات کو کفر، شرک، بدعتِ ضلالت، مغل اصل ایمان کہہ دیتے ہیں اور مطلق پاس و لحاظ اسلام و مسلمین دل میں نہیں لاتے۔ اسی طرح یہ قاتل بھی اہل ہند اکثر عوام مسلمین مرد و زن کو معاذ اللہ زانی و زانیہ اور ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھہرائے حالانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

يَعُظُّكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا إِلَيْهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
 اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ کبھی اس طرح کرنے سے منع فرماتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ (ت)

غرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترک معروف و ارتکاب منکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ
 جس نے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ (ت)

ہاں اگر دلوں کا دامن میں سے کسی کا یہ عقیدہ و مذہب ہو کہ زندگیوں کا یہ ناچ حلال و مباح ہے تو وہاں اس حکم کی گنجائش ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر کتہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رضی اللہ عنہم اجمعین اس صورت میں کہ شخص واحد کا متولی ہونا دونوں طرفوں نکاح کا جبکہ وہ اسیل ایک طرف سے ہو اور ولی دوسری طرف سے ہو ساتھ ایسے ایجاب کے کہ قائم مقام قبول ہے، جیسے ابن العنم نے سامنے گواہوں کے کہائیں و جنت بنت عمی فلا تہ من نفسی (جیسے چچا زاد کچے کے میں نے اپنی چچا زاد فلاں لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کیا، بیاد کرو تا فلاں ہے یا نہیں، اور یہ جواز و نفی ذبا جماع علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہے یا نہیں؟ بینوا توجزوا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں اگر بنت عم نابالغہ ہے اور اس ابن عم سے اقرب اس کا کوئی ولی حاضر نہیں یا بالغہ ہے اور ابن عم نے خاص اپنے ساتھ نکاح کرنے کا اس سے اذن لے لیا ہے عام ازیں کہ اس کے لیے اور ولی اقرب ہو یا نہ ہو فان ہذا وكالة ولا ولاية مجبوبة علی البالغہ (تو یہ وکالت ہے بالغہ پر جبری ولایت نہیں ہے) تو ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ شخص کہ ایک جانب سے اسیل دوسری طرف سے ولی یا وکیل ہے طرفین نکاح کا متولی ہو سکتا ہے خلافاً لامامہم فرس رحمہم اللہ تعالیٰ (امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ ت) ہدایہ میں ہے:

يجوز لابن العم ان يزوجه بنت عمه من نفسه ۖ
 چچا زاد کو جائز ہے کہ وہ چچا زاد لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کرے۔ (ت)

لہ القرآن ۱۴/۲۴ فصل فی الوكالة بالنکاح
 لہ القرآن ۱/۶۵ المکتبۃ العربیۃ کراچی
 لہ الہدایۃ
 ۳۰۲/۲

فتح القدیر میں ہے: الصغیرۃ بغیر اذنہا والبالغۃ باذنیہا (صغیرہ کا نکاح بغیر اجازت اور بالغہ کا اجازت سے کرے۔ ت) ہدایہ میں ہے:

وقال نرفرحمہ اللہ تعالیٰ لایجوز، و اذا اذنت المرأة للرجل ان یرزوجها من نفسه فعقد بحضور شہیدین جائز و قال نرفرو الشافعی رحمہما اللہ تعالیٰ لایجوز ^۱

اقول وبہ ظہران ما فی رد المحتار من نفاذ خمس صور بالاتفاق وہی التي لا فضولی فیہا من جانب، فانما اراد الاتفاق من اثمتنا الثلاثة لاجمیع الاثمة رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

کا اتفاق سبب تمام امام ائمہ فرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق مراد نہیں ہے۔

پس ان صورتوں میں اس کی تنہا عبارت قائم مقام عبارتین ایجاب و قبول ہو جائے گی اور عبارت دیگر کی حاجت نہ ہوگی۔ ہدایہ میں ہے:

اذا تولى طرفیه فقولہ نزوجتہ تضمن الشطرتين ولا یحتاج الى القبول ^۲

جب یہ شخص نکاح کی دونوں طرفوں کا ولی ہو تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے نکاح کر لیا، ایجاب و قبول دونوں طرفوں کو شامل ہوگا اور اب قبول کہنے کی ضرورت نہیں، نکاح کر لیا یا نکاح کر دیا کہے، دونوں طرح جائز ہے۔ (ت) عام ازیں کہ شخص وہ لفظ ادا کرے جن میں خود اکیلے ہے مثلاً تزوجت یا وہ جس میں ولی یا وکیل ہے جیسے تزوجت۔ خلافاً للامام شیعہ الامام بکر خواہر زاده فی الثانی (امام شیعہ الاسلام بکر خواہر زاده کا دوسرے یعنی "نکاح کر دیا" کہنے میں خلاف ہے۔ ت)

۱۹۶/۳	المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر	فصل فی الوکالۃ بالنکاح	۱۰ فتح القدیر
۳۰۲/۲	المکتبۃ العربیۃ کراچی	" " "	۱۱ الہدایہ
" "	" " "	" " "	۱۲

فتح القدر میں ہے :

قال شيخ الاسلام خواهر زادہ هذا اذا ذكر لفظا هو اصيل فيه اما اذا ذكر لفظا هو نائب فيه فلا يكفي ، فان قال تزوجت فلانة كفي وان قال تزوجتها من نفسي لا يكفي لانه نائب فيه وعبارة الهداية وهي ما ذكرناه انفا صريحة في نفى هذا الاشتراط وصرح بنفيه في التجنيس ايضا ، في علامة غريب الرواية والفتاوى الصغرى الخ -

اور تجنیس میں بھی اس کی نفی پر تصریح ، غریب الروایۃ اور فتاویٰ صغریٰ کے حوالے سے کی ہے الخ (ت) قلت وعلى هذا عول في الدر وغيره من المعبرات وافاد البحر وغيره ضعف خلافه -

البتہ شہود کے سامنے منکوحہ کا متمیز ہو جانا ضرور ہے ، حتی لو كانت حاضرة متنقية كفت الاشارة و ان كان الاحوط كشف الوجه -

پس اگر بحالیت غیبت صرف بنت عمی یا فلانہ یا بنت عمی فلانہ یا ان کے مثل جس لفظ سے شہود اسے متمیز کر لیں تو اسی قدر کافی ، ورنہ ذکر اب وجد یعنی فلانہ بنت فلان بن فلان کہنا ضروری ہے - خلا للامام الاختصاص ومنتقى الامام الحاكم الشهيد والامام شمس الاثمة السرخسي -

شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کہا ہے کہ یہ اس وقت جائز ہوگا جب وہ اپنے اَصیل ہونے کو تعبیر کے معنی میں نے نکاح کیا ، کہے ، لیکن اگر اس نے نائب ہونے کو تعبیر کیا اور نکاح کر دیا ، کہا تو یہ کافی نہیں ، پس اگر اس نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا ، کہا ، تو کافی ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے فلاں عورت کا اپنے ساتھ نکاح کر دیا ، تو کافی نہ ہوگا کیونکہ اس کہنے میں وہ نائب ہے - اور ہدایہ کی وہ عبارت جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے وہ اس بات کی نفی میں صریح ہے

قلت (میں کہتا ہوں - ت) کہ دُر وغیرہ معتبر کتب میں اسی کو معتد علیہ قرار دیا ہے ، اور بحر وغیرہ نے اس کے خلاف کو ضعیف ظاہر کیا ہے (ت)

حتی کہ اگر وہ عورت نقاب پہنے مجلس میں حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھے (ت) پس اگر بحالیت غیبت صرف بنت عمی یا فلانہ یا بنت عمی فلان بن فلان کہنا ضروری ہے -

امام خصاف نے اور منتقی میں امام حاکم شہید اور امام شمس الاثمة سرخسی نے اس کے خلاف قول کیا ہے (ت)

فی البحر لا بد من تمييز المنكوحة عند
الشاهدين لتنتفى الجهالة ، فان
كانت حاضرة متفقة كفى الاشارة
اليها واحتياط كشف وجهها فان
لم يروا شخصها وسمعوا كلامها
من البيت انت كانت وحدها فيه
جاننا ولو معها اخرى فلا لعدم
نحوال الجهالة وانت كانت
غائبة ولم يسمعوا كلامها بان
عقد لها وكيلها فان كانت
الشهود يعرفونها كفى ذكر
اسمها اذا علموا انه اسمها
وان لم يعرفوها لا بد من
ذكر اسمها واسم ابیها و
وجدها وجوز الخصاف النكاح
مطلقا حتى لو وكلته فقال
بحضرتهما من وجت نفسي من
موكلتي او من امرأة جعلت امرها
بيدي فانه يصح عنده
قال قاضي خان والخصاف كانت
كبيرا في العلم يجوز
الاقتداء به و ذكر الحاكم
الشهيد في المنتقى كما
قال الخصاف اذ قلت وفي التارخانية

بحر میں ہے کہ گواہوں کے نزدیک منکوحہ کا متنازع ہونا
ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی جہالت و لاعلمی نہ رہے ،
پس اگر مجلس میں نقاب پہن کر حاضر ہو تو نکاح میں
اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ چہرہ کھلا رکھنے میں
احتیاط ہے، اگر مجلس والے اس عورت کی شخصیت
کو نہ دیکھ پائیں اور کمرے میں سے اس کی آواز سن
رہے ہوں اگر وہ کمرے میں اکیلی ہو تو نکاح جائز ہے
اور اگر اس کے ساتھ کمرے میں کوئی اور عورت بھی ہو
تو جائز نہیں کیونکہ لاعلمی باقی ہے۔ اور اگر وہ عورت
مجلس میں موجود نہیں اور اس کی آواز بھی سنی نہیں جاسکتی
اس کی طرف سے اس کا نکاح وکیل کر رہا ہو تو اگر
گواہ اس عورت کو جانتے ہیں تو نکاح میں عورت کا
نام ذکر کر دینا کافی ہے جبکہ گواہوں کو علم ہو کہ وکیل کی مراد وہی
عورت ہے، اور اگر گواہ اس کو نہ پہچانتے ہوں تو عورت
اس کے والد اور دادا کا نام ذکر کرنا ضروری ہے، اور
امام خصاف نے نام ذکر کیے بغیر بھی جائز کہا ہے مثلاً
ایک عورت نے نکاح کرنے والے کو گواہوں کے سامنے
اپنا وکیل بنایا ہو تو اس سے نکاح کرنے والوں
کہہ دے کہ میں ان گواہوں کی موجودگی میں اپنی موکلہ کا
نکاح اپنے ساتھ کر دیا یا یوں کہہ دے کہ جس عورت
نے مجھے اپنے نکاح کا اختیار دیا ہے میں اس کا نکاح
اپنے ساتھ کر دیا، تو اس طرح بھی امام خصاف
کے قول پر نکاح صحیح ہوگا۔ امام قاضی خاں نے فرمایا
کہ خصاف کا علم میں بڑا مقام ہے اس کی بات پر

عن المصنفات ان الاول هو الصحيح
وعليه الفتوى وكذا قال في البحر
في فصل الوكيل والفضولي ان المختار
في المذهب خلاف ما قاله الخصاف و
ان كان الخصاف كبيراً ما في
سوال المختار ملخصاً۔

اقول^۲ وما عزا في البحر لامام قاضيان
فانما نقله قاضی خان عن الامام
شمس الائمة السرخسی اما هو بنفسه
فقد قدم عدم الصحة و معلوم
انه انما يقدم ما يعتمد۔

عمل جائز ہے۔ اور حاکم شہید نے بھی مستقی میں خصاف
جیسا قول کیا ہے اور قلت اور تآرخانیہ میں
مضمرات کے حوالے سے ہے کہ پہلا قول صحیح ہے اور اسی
پر فتویٰ ہے۔ بحر میں فضولی اور وکیل کی فصل میں یونہی
اس کو مذہب میں مختار قرار دیا ہے جو کہ خصاف کے قول
خلاف اگرچہ خصاف کا بڑا علمی مقام ہے لیکن رد المحتار کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بحر میں جو کچھ
امام قاضی خان کی طرف منسوب کیا اس کو قاضی خان
نے امام شمس الاندلسی سے نقل کیا ہے لیکن خود ان
کا موقف عدم صحت ہے جس کو انہوں نے پہلے ذکر کیا
ہے اور یہ بات معلوم شدہ ہے کہ وہ اپنے معتمد علیہ کو
پہلے ذکر کرتے ہیں۔ (ت)

اور اگر نسبت عم نابالغہ کے لیے ولی اقرب ہو۔ (یعنی غائب منقطعة) یعنی لمبے سفر
پر غائب نہ ہو۔ ت) یا بالغہ سے خاص اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا اذن نہ لیا اگرچہ اس نے مطلق تزویج
کا اذن دیا ہو، تو ان صورتوں میں یہ ابن العم ایک جانب سے فضولی ہوگا اور جو کسی طرف سے فضولی ہو اس
کے لیے توئی شرطی النکاح جائز نہیں اگرچہ ایجاب و قبول و عباراتوں جداگانہ میں کرے ہو الحق الصواب
خلافا لهما فهم من بعض الكتب (یہ حق اور صحیح ہے بعض کتب سے جو سمجھا گیا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ ت)
یہاں تک کہ تنہا اس کا عقد کر لینا امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک باطل محض ہے کہ اس کے
بعد اجازت ولی یا بالغہ سے بھی نافذ نہ ہوگا۔

خلافا للامام الثانی حیث جعله من الموقوف
فان اجازته من له الاجازة جاز واکالا۔
امام ثنائی (یعنی امام یوسف) نے اس کے خلاف
اس نکاح کو موقوف قرار دیا ہے کہ اگر صاحب اجازت
اس کو جائز قرار دے تو جائز ہوگا ورنہ نہیں (ت)

تذویر الالبصار و در مختار میں ہے :

یتولی طرفی النکاح واحد لیس بفضولی و
لومن جانب وان تکلم بکلامین علی
الرأب ملخصاً
جو شخص دونوں جانب سے نکاح کا ولی ہو وہ کسی
جانب سے بھی فضولی نہ قرار پائے گا اگرچہ وہ
ایجاب و قبول دو کلاموں سے ادا کرے، یہ راجح
قول ہے ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے :

اذا كان فضوليا منهما او من احدهما و
من الاخر اصيل او وكيلا او وليا ففى هذه
الامر بى لا يتوقف بل يبطل عندهما خلافا
للشافى حيث قال يتوقف على قبول الغائب
كما يتوقف اتفاقا لوقبل عنه فضولى
آخر قوله وان تكلم بكلامين خلافا
لما فى حواشى الهداية وشرح الكافى من
انه لو تكلم بكلامين يتوقف اتفاقا ووجود
فى الفتح بان الحق خلافه ولا وجود
لهذا القيد فى كلام اصحاب المذهب
اه مختصراً
اس کو فتح میں رد کر دیا گیا ہے کیونکہ حق اس کے خلاف ہے اور اس قید کا اصحاب مذہب میں کوئی وجود
نہیں ہے (مختصراً) (ت)

تنویر میں ہے :

لابن العم ان يزوج بنت عمه الصغيرة
من نفسه
چچا زاد کو جو بھانجہ ہے کہ وہ اپنی چچا زاد نا بالغہ کا خود
اپنے ساتھ نکاح کر لے (ت)

- ۱۹۶/۱ باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی
۳۲۶/۲ مطلب فى الوكيل والفضولى فى النکاح دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۹۶/۱ باب الکفاعة مطبع مجتبائی دہلی

شامی میں ہے :

ولا يخفى ان المراد حديث لا ولي اقرب منه

شرح علائی میں ہے :

لونه وج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ

اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے زیادہ قریب کوئی اور ولی نہ ہو۔ (ت)

اگر بعید ولی نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نابالغہ کا نکاح کیا تو یہ اقرب ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا (ت)

اقول اس کلام کا مفاد یہ ہے کہ اقرب کی موجودگی میں بعید ولی، فضولی قرار پائے گا، لہذا اگر بعید اس صورت میں دونوں جانب سے ولی بن کر نکاح کرے تو نکاح باطل ہوگا (ت)

اقول فافاد ان الابد عند حضور الاقرب فضولی فاذا اتولى الشطرين بطل۔

اسی میں ہے :

فلوكيرة فلا بد من الاستيذان (قبل العقد) احش) حتى لو تزوجها بلا استيذان فسكتت او اقصحت بالرضى لا يجوز عندهما (لانه تولى طرفي النكاح وهو فضولى من جانبها فلم يتوقف عندهما بل بطل احش) وقال ابو يوسف يجوز اه مزید امن حاشیة الشامی۔

اگر لڑکی بالغہ ہو تو اس سے اجازت لینا ضروری ہے (قبل از نکاح احش) حتی کہ اگر فضولی نے اس سے خود نکاح بغیر اجازت کر لیا اور لڑکی خاموش رہی یا نکاح کے بعد اس نے رضامندی ظاہر کی تو امام اعظم اور امام محمد کے قول پر نکاح جائز ہوگا کیونکہ یہ بالغہ کی موجودگی میں خود اس کی طرف سے فضولی ہے لہذا دونوں اماموں کے نزدیک یہ نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا احش، اور امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے، اضافی عبارت حاشیہ شامی کی ہے۔ (ت)

نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا احش، اور امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے، اضافی عبارت حاشیہ شامی کی ہے۔ (ت)

۳۲۴/۲	داراجیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی الوکیل والفضولی الخ	باب الکفارة	رد المحتار
۱۹۴/۱	مجتبائی دہلی		باب الولی	در مختار
۱۹۶/۱	"		باب الکفارة	در مختار
۳۲۴/۲	داراجیاء التراث العربی بیروت		"	رد المحتار

فتح القدیر میں ہے،

وكلته ان يزوجهما مطلقا فانه لو تزوجها
من نفسه لا يجوز له

اگر بالغہ نے کسی کو کہا کہ میرا نکاح کر دے اور کوئی شخص

نہ کی اس صورت میں اگر اس شخص نے اس کا نکاح
خود اپنے ساتھ کر لیا تو جائز نہ ہوگا۔ (د ت)
الحمد لله حکم مفصل و منقح ہو گیا اور سوال کی صورت کلیہ یعنی تولی الواحد طرفی النکاح اور الفاظ جریبہ
یعنی نروجت بنت عمی فلا فہ من نفسی نکاح کی دونوں جانب سے ایک ہی شخص کو ولی بننا اور جریبہ کے الفاظ
کہ میں نے چچا زاد کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا، دونوں کے متعلق تمام احکام و خلافیات علمائے کرام و تصحیحات ائمہ و غیرہ
ضروریات متعلقہ مقام سب نے وضوح تام و انجلائے تمام پایا اسی قدر بس ہے اور زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں
والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ علمائے دین اور مفتیان شرع متین یح اس مقدمہ کے کیا فرماتے ہیں ایک عورت ہے کہ اس کے
علامت سوائے مخرج بولی کے اور نہیں ہے اور نکاح اس کا زید سے ہو گیا ہے، بعد نکاح ہونے کے یہ حال
معلوم ہوا، اب اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا۔

www.KitaboSunnat.org

صورت مسئلہ میں وہ نکاح صحیح اور نصف مہر ذمہ زید لازم،

فی فتاویٰ الاکامہ قاضی خان خیارد العیب
وهو حق الفسخ بسبب العیب عندنا
لا یثبت فی النکاح فلا ترد المرأة بعید ما
وفی الدر المختار الخلوۃ بلا مانع کالوطی فی
تاكد المهر انھن مخصصا و مخصصا،
والله تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے خیارد العیب جو کہ عیب کی وجہ
سے حق فسخ کا نام ہے، ہمارے نزدیک یہ نکاح میں
ثابت نہیں ہوتا، لہذا کسی عیب کی بنا پر عورت کا
نکاح رد نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ نکاح کے بعد خلوت
وطی کی طرح مہر کو لازم کر دیتی ہے بشرطیکہ خلوت کے
دوران کوئی مانع نہ ہو، اھ، مختصراً و ملخصاً، واللہ
تعالیٰ اعلم (د ت)

۱۹۷/۳	المجتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر	فصل فی الوکالۃ بالنکاح	سہ فتح القدیر
۱۸۷/۱	نولکشور لکھنؤ	فصل فی الخیارات الی متعلق بالنکاح	سہ فتاویٰ قاضی خان
۹۸-۹۹/۱	مجتبائی دہلی	باب المہر	سہ در مختار

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ انیس بیس برس ایک مکان میں بے تکلف بطور زن و شوہر رہتے اور زید لباس اور جملہ امور خانہ داری میں اسے مثل زنان برادری رکھتا، خاندان میں آمد و رفت اس کی بقریب شادی وغیرہ رہتی، اور زودہ زید مشہور تھی، اور زید مرد پارساتھا، اس کی وضع پر گمان بدکاری نہیں نہیں ہوتا۔ آیا یہ مرد و زن زوج و زوجہ تصور کیے جائیں گے؟ اور جو لوگ جلسہ نکاح میں موجود نہ تھے مگر اس حال سے واقف ہیں ان کی گواہی سے نکاح ثابت ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو جہودا

الجواب

صورت مسئلہ میں وہ مرد و زن زوج و زوجہ تصور کئے جائیں گے یہاں تک کہ جو اشخاص اس حال سے واقف ہیں ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دے سکتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے :

و کذلک لو رأی انسانا جلس مجلس القضاء
یدخل علیہ الخصوم حل لہ ان یشہد
علی کونہ قاضیا و کذا اذا رأى سرجلا و
امراة یسکنان بیتا ینبسط کل واحد منہما
الی الآخر انبساط الامن واج ولی الخلاصة
واما النکاح اذا رأى سرجلا یدخل علی
امراة و سمع من الناس ان فلانة نرجو
فلان و سمع ان یشہد انہا نرجو
لہ رعایت عقد النکاح و فی فتاویٰ قاضیخان
و لو رأى سرجلا و امراة یسکنان فی منزل و
ینبسط کل واحد منہما علی صاحبہ کما
یکون بین الاکین واج حل لہ ان یشہد
علی نکاحہما۔

اور ایسے ہی اگر کسی نے ایک شخص کو مجلس قصاص پر دیکھا
اور اس کے ہاں فیصلے کے لیے مختلف فریقوں کا آنا جانا
دیکھا تو اس کو جائز ہے کہ وہ اس شخص کے قاضی ہونے
کی گواہی دے، اور ایسے ہی اگر کسی مرد و عورت کو ایک
کمرے میں خاوند بیوی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ
برتاؤ کرتے دیکھا۔ اور خلاصہ میں ہے کہ نکاح کے ثبوت
میں اگر کسی نے ایک شخص کو ایک عورت کے ہاں لے جاتے
دیکھا اور لوگوں سے بھی سنا کہ یہ مرد و عورت آپس میں
خاوند بیوی ہیں تو دیکھنے سننے والے کو جائز ہے کہ وہ اس
عورت کے اس مرد کی بیوی ہونے کی شہادت دے
اگرچہ اس نے ان کے نکاح کی مجلس نہ دیکھی ہو۔ اور
فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی نے مرد و عورت کو
ایک مکان میں رہتے دیکھا اور ان کو آپس میں میاں بیوی

کی طرح بے تکلف پایا تو اس کے لیے ان دونوں کے نکاح کی شہادت دینا جائز ہے۔ (ت)

۱۵۸/۳	مطبع یوسفی لکھنؤ	کتاب الشہادۃ	لہ ہدایہ
۵۲/۴	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل الاول	لہ خلاصۃ الفتاویٰ
۱۸۵/۱	نوٹکشور لکھنؤ	فصل فی الشہادۃ علی النکاح	لہ فتاویٰ قاضی خان

اور گواہ اگر انہیں زوج زوجہ بیان کریں اور کہیں ہم جلسہ نکاح میں نہ تھے لیکن یہ امر مشہور ہے تو ان کی گواہی شرعاً مقبول ہے اور نکاح ثابت ہو جائے گا۔ درمختار میں ہے :

بل فی العزمیۃ عن الخانیۃ معنف
التفسیر ان یقولوا شہدنا لا نسمعنا من
الناس امالو قالوا لہم نعاين ذلك ولكنہ اشتہد
عندنا جائزت فی الكل وصححه شارح
الوہبانیۃ وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اس قول کو شارح وہبانیہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

بلکہ عزمیہ میں خانیہ سے منقول ہے کہ گواہ تفسیر کرتے
ہوئے کہیں کہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے۔ لیکن اگر
یوں بھی کہہ دیا کہ ہم نے نکاح ہوتے نہیں دیکھا لیکن
ہمارے ہاں لوگوں میں مشہور ہے کہ (دونوں میاں
بیوی ہیں) تو تمام صورتوں میں شہادت درست ہوگی۔

www.azharululoom.org

رسالہ

عَبَابُ الْأَنْوَارِ إِنَّ لَإِنِّكَاحَ بِمَجَرَّدِ الْإِقْرَارِ

(محض اقرار کی بنیاد پر نکاح نہ ہونے کے بیان میں انوار کی موج)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مشتملہ از پنجاب فیروز پور صدر بازار مسجد جامع مرسلہ مولوی فضل الرحمن صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ
از فقیر محمد فضل الرحمن بخدمت حضرت فیض و درجت مظہر علوم دینی و مصدر فیوض دنیوی جناب مولانا بافضل
والکمال اولنا جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی دام فیضہ القوی السلام علیکم !
سوال (۱) زید نے ہندہ سے جو اپنے فعل شنیع قبیح سے تائب ہوئی، غیر ضلع میں جا کر نکاح کیا تاکہ کوئی محل
اور مانع اس کا رخصت نہ ہو، اہل ضلع نے جب ان سے استفسار کیا کہ تمہارا نکاح ہوا ہے؟ تو انہوں نے یہ پاسخ
دیا کہ اس قدر مہر پر ہمارا نکاح بچھے، آیا یہ صورت نکاح صحیح ہے؟
(۲) اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ میری بی بی ہے اور ہندہ نے بیان کیا کہ میرا خاوند ہے یہ قیل و قال محض شہود
میں بیان کی گئی، کیا ان الفاظ سے انعقاد نکاح ہو جاتا ہے؟ اس صورت میں ذکر مہر نہیں آیا، بعد توفیق و تطبیق روایات
کے جواب مزین مہر و دستخط فرما کر فہم عطا فرمایا جائے تاکہ آئندہ کسی جاہل کو مجال مقال باقی نہ رہے والسلام
معہ الاکرام۔

الجواب

لك الحمد رب الاكابر باب صل على الحبيب
الاقاب مع الال والاصحاب واهدنا
الحق والصواب آمين اللهم
الوهاب -

تمام کو پلٹنے والے اے رب! تیرے لیے ہی تمام حمد
ہے، سب سے زیادہ رجوع فرمانے والے محبوب پر
رحمت نچھاؤ اور فرما اور اس پر مع اس کے آل واصحاب
سلامتی نازل فرما اور ہماری حق وصواب پر رہنمائی فرما، آمین
اے عطا کرنے والے ہمارے اللہ تعالیٰ! (ت)

کرم فرمایا السلام علیکم ورحمة اللہ واقعی مسئلہ قابل امعان انظار و اعمال افکار ہے،
فاقول وبالله التوفیق وبه الوصول الی اوج التحقيق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی
توفیق سے اور تحقیق کی بلندی تک پہنچنا اسی کی مدد ہے۔ ت) اس میں شک نہیں کہ حکم قضایں نکاح تصادق
مرد و زن سے ثابت ہو جاتا ہے یعنی جب وہ دونوں اقرار کریں کہ ہم زوج و زوجہ ہیں یا باہم ہمارا نکاح ہو گیا ہے
یا اور الفاظ جو اس معنی کو متودی ہوں تو بلاشبہ انھیں زوج و زوجہ جانیں گے اور قضاء تمام احکام زوجیت
ثابت ہوں گے بلکہ عند الناس اس سے بھی کمتر امر ثبوت نکاح کو کافی ہے، جب مرد و زن کو دیکھے مثل
زن و شو ایک مکان میں رہتے اور باہم انبساط زن و شوئی رکھتے ہیں تو ان پر یہ گمانی حرام، اور ان کے زوج و
زوجہ ہونے پر گواہی دینی جائز، اگرچہ عقد نکاح کا معاملہ نہ کیا ہو،

نص علیہ فی الہدایۃ والہندیۃ وغیرہما
وفی قرۃ العیون عن الدرر ولشہد من
سأی سرجلا وامرأة بینہما انبساط الازواج
انہا عرسہ لہ

ہدایہ، ہندیہ وغیرہما اور قرۃ العیون میں درر سے ان
سب کتب میں ہے کہ جس نے مرد و عورت کو خاوند بیوی
کی طرح بے تکلف معاملات کرتے دیکھا اس کو جائز
ہے کہ مرد کے لیے اس عورت کے بیوی ہونے کی

شہادت دے۔ (ت)

اسی طرح تسامع بھی سامعین کے نزدیک اثبات نکاح کو بس ہوتا ہے یعنی جب ان کا زوج و زوجہ
ہونا لوگوں میں مشہور ہو تو انھیں یہی سمجھا جائے گا اور زوجیت پر شہادت روا ہوگی اگرچہ خود ان کی زبان سے
اقرار نہ سنا ہو،

کما فی الدر المنہجد وعامة الاسفسار و
جیسا کہ درمنہجہ اور عام کتب میں اور

فی قرۃ العیون عن العادیۃ کذا تجز الشہادۃ
بالشہرۃ والتسامع فی النکاح حتی لو رأی
رجلا یدخل علی امرأتہ وسمع من الناس ان
فلانۃ تزوجت فلان وسعہ ان یشہد انہا
زوجتہ وان لم یعان عقد النکاح لے
اس شخص کی بیوی ہونے کی شہادت دے اگرچہ اس نے ان کا نکاح نہ دیکھا ہو۔ (ت)

فتاویٰ شامی میں ہے ابی سعید کی علامہ حنفی سے
روایت ہے کہ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ مرد
عورت کی آپس میں خاوند بیوی ہونے کی تصدیق سے
نکاح ثابت ہو جائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ
بہ آئہ ملخصاً۔

قاضی اس نکاح کو ثابت قرار دے گا اور اس کو نافذ رکھے گا اور ملخصاً (ت)
پس ایسی صورت میں واجب ہے کہ انہیں زوج و زوجہ ہی تصور کیا جائے جو خواہی خواہی ان کی تکذیب
کرے گا اور بدگمانی کے ساتھ پیش آئے گا مگر کب حرام قطعی ہوگا بایں ہمہ حکم قضا اور ہے اور امر دینت اور چیز
اگر وہ اپنے اظہار و اخبار میں حقیقتہً سچے ہوں یعنی واقع میں اُن کے باہم نکاح ہو لیا ہے تو عند اللہ بھی زوج و
زوجہ ہیں ورنہ مجرد ان الفاظ سے جبکہ بطور اخبار بیان میں آئے ہوں نکاح منعقد نہ ہوگا و بدستور اجنبی و
اجنبیہ ہیں گے، نکاح جن امور و افعال کو ثابت و حلال کرتا ہے دیناً ان کے لیے اصلاً ثابت و زوا
نہ ہوں گے کہ اس تقدیر پر یہ الفاظ کوئی عقد و اثنانہ تھے محض جھوٹی خبر تھی اور جھوٹی خبر دینا باطل و
بے اثر۔

اقول علماء تصریح فرماتے ہیں اگر شوہر نے اقرار طلاق کیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور
واقع میں نہ دی تھی تو کو قضا طلاق ہوگی مگر دیناً ہرگز نہ ہوگی کہ اس کا یہ قول طلاق دینا نہ تھا بلکہ طلاق غیر واقع
کی جھوٹی خبر دینا، حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے،

الاقرار بالطلاق کا ذبا یقع به الطلاق قضاء
لا دیانۃ لہ

فتاویٰ خیرہ میں ہے :

مرجل طلق نرجته المدخولة واحدة
مرجعية فستل كيف طلقت نرجته فقال
ثلثا كما ذبا لا يقع في الديانة الا ما كان
اوقعه من الواحدة الرجعية فيملك مراجعتها
في العدة والحال هذه آھ ملخصا۔

ایک شخص نے اپنی مدخولہ بیوی کو ایک رجعی طلاق دی
تو اس سے پوچھا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی
ہیں، جواب میں اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ میں
نے تین طلاقیں دی ہیں، تو عند اللہ ایک ہی رجعی طلاق
ہوگی جو اس نے دی ہے تو عند اللہ اس کو عدت کے
دوران رجوع کا حق ہے، اھ، ملخصا۔ (ت)

توجب اقرار خلاف واقع سے عند اللہ طلاق واقع نہیں ہوتی نکاح بدرجہ اولیٰ منعقد نہ ہوگا کہ طلاق سبب تحریم فرج
ہے اور نکاح سبب تحلیل اور امر فرج میں احتیاط جلیل، ولہذا علماء متون و شروح و فتاویٰ میں تصریح فرماتے ہیں
کہ مجر و اقرار مرد و زن سے نکاح ہرگز منعقد نہیں ہوتا، اسی پر وقایہ و نقایہ و اصلاح و ملتقی میں کہ سب اعظم
متون معتبرہ مذہب سے ہیں جزم فرمایا۔ اسی پر کتاب المسقی و فتاویٰ الیٰ سکر و غیرہ میں اقصاریا، اسی کو
شرح جصاص و مختارات النوازل و فتاویٰ خلاصہ و غیرہ نے المفیت و مختار الفتاویٰ و ایضاً الاصلاح و
جامع الرموز میں مذہب مختار بتایا، اسی کو تنویر الابصار و در مختار میں مقدم و مختار رکھ کر ضعف مخالفت کی طرف اشارہ
فرمایا، اسی کو فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ عالمگیریہ میں صحیح کہا، اسی پر جو اثر غلطی میں اُن دونوں لفظ فتویٰ یعنی مختار و
صحیح کو جمع کر کے تیسرا لفظ آگاہ و اقویٰ علیہ الفتویٰ اور زائد کیا، علامہ حنفی و شیعہ ابوالسعود کی عبارتیں بھی گزریں
باقی نصوص بالتخصیص یہ ہیں و نقایہ الروایۃ و مختصر الوقایہ میں ہے : لا ینعقد بقولہما عند الشہود نماز و شہویم
(گواہوں کے سامنے مرد و عورت کا یہ کہنا کہ ہم بیوی خاوند ہیں، نکاح نہ ہوگا۔ ت) شرح نقایہ قہستانی میں ہے :
لا ینعقد علی المختار (مذہب مختار پر نکاح منعقد نہیں ہوتا) متن و شروح علامہ ابن کمال و زبیر

۱۰۶/۲	دارالعرفۃ بیروت	کتاب الطلاق	لے حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۳۸/۱	"	"	لے فتاویٰ خیرہ
۵۱	نور محمد کا خانہ تجارت کتب کراچی	کتاب النکاح	لے نقایہ مختصر الوقایہ
۴۴۵/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	"	لے جامع الرموز

میں ہے :
 لا بقولهما مازن وشوئیم لان النکاح اثبات وهذا
 اظهار والاظهار غیر الاثبات ذکر فی التخییر
 وقال فی مختصرات النوازل هو المختار
 نکاح منعقد نہ ہوگا جب انہوں نے کہا کہ ہم بیوی خاوند
 ہیں ، کیونکہ نکاح معاملہ کو قائم کرنے کا نام ہے اور مرد
 عورت کا یہ اقرار ، انہما رہے اور انہما اثبات نہیں ہے
 اس کو انہوں نے تخییر میں ذکر کیا ہے اور مختارات النوازل میں ہے کہ یہی مختار مذہب ہے ۔ (دت)

تم علامہ ابراہیم حلی میں ہے :
 لو قال عند الشهود مازن وشوئیم لا ینعقد
 اگر انہوں نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند
 ہیں تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا ۔ (دت)

خانیہ میں ہے :
 ذکر البیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ وجعل
 وامرأة لیس بینہما نکاح اتفق ان یقر
 بالنکاح فاقرا لہ یلز مہما قال لان الاقرار
 اخبار عن امر متقدّم ولو یقر بعدہ وکذلک
 فی البیع اذا قرأ ببيع لم یکن ثمة احبائہ
 لم یجز
 بیع کا اشتہار کیا سالانہ پہلے بیع نہ تھی تو اس اقرار سے بیع منعقد نہ ہوگی ۔ (دت)
 بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ
 کسی مرد و عورت میں پہلے نکاح نہیں ہے اب انہوں
 نے بالاتفاق نکاح کا اقرار کر لیا تو اس اقرار سے
 نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے ثابت شدہ چیز کی خبر ہوتی
 ہے جبکہ اقرار سے قبل ان کا نکاح نہیں تھا ، اسی
 طرح خرید و فروخت کا معاملہ ہے کہ دو فریقوں نے

اسی میں ہے :
 ذکر فی النوازل رجل وامرأة اقرأین یدی
 الشہود بالفارسیۃ مازن وشوئیم لا ینعقد
 النکاح بینہما وکذا لو قال لامرأة ہذا
 نوازل میں مذکور ہے کہ مرد و عورت نے گواہوں کے
 سامنے یہ اقرار فارسی میں کیا کہ ” ہم بیوی خاوند ہیں “
 تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا ۔ اسی طرح اگر مرد نے

امراتی وقالت هي هذا ان زوجي لا يكون
نكاحاً حلالاً

ایک عورت کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیوی ہے
اور اس عورت نے بھی کہا کہ یہ میرا خاوند ہے، تو اس
سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (ت)

فتاویٰ امام علامہ حسین بن محمد سمعانی میں ہے :
اقرأ بالنكاح بين يدي الشهود فقال مازن و
شويم لا ينعقد هو المختار لان النكاح اثبات
والاظهار غير الاثبات ولهذا اقر بالمال
لا انسان كاذبا لا يصير ملكا خ (يعني
الخلاصة) ولو قال الرجل هذه
امراتي وقالت المرأة هذا زوجي بحضور
من الشهود لا يكون نكاحا لان الاقرار
اخبار عن امر متقدم ولم يتقدم (س)

مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی و خاوند
میں تو نکاح منعقد نہ ہوگا، یہی مختار ہے، کیونکہ نکاح
اثبات کا نام ہے اور اقرار اثبات نہیں ہوتا بلکہ
اظهار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے
کے لیے اپنے مال کا جھوٹا اقرار کیا تو دوسرے کے لئے
ملکیت ثابت نہ ہوگی، (یعنی خلاصہ)

اگر کسی مرد نے کسی عورت کے متعلق کہا یہ میری بیوی
ہے اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے، تو گواہوں کے
سامنے اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے سے
موجود چیز کے بارے میں خبر ہوتی ہے جبکہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ سمرقند)۔ (ت)

(ای فتاویٰ اہل سمرقند) (مختصاً)
موجود چیز کے بارے میں خبر ہوتی ہے جبکہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ سمرقند)۔ (ت)

لا ينعقد بالاقراء على المختار خلاصة كقول
هي امراتي لان الاقرار اظهار لما هو ثابت
وليس بانشاء الخ وسيأتي تمامه -

مخص اقرار سے نکاح نہ ہوگا مختار قول پر، خلاصہ -
جیسا کہ کوئی شخص کے کہ یہ میری عورت ہے، تو اس
اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار ثابت شدہ چیز کے
بارے میں خبر ہوتا ہے، یہ مکمل آئندہ آئے گا۔ (ت)

فتاویٰ ہند میں عبارت خلاصہ ہو المختار (یہی مختار ہے۔ ت) تک نقل کی، پھر لکھا،

وقال ايس زن من ست بمحضون الشهود
اگر کسی نے گواہوں کے سامنے کہا یہ میری بیوی ہے

۱۴۹/۱	نو کشور لکھنؤ	کتاب النکاح	۱۔ فتاویٰ خانہ
۷۹/۱	قلمی نسخہ	"	۲۔ خزائنہ المفتین
۱۸۵/۱	مطبع مجبائی دہلی	کتاب النکاح	۳۔ در مختار

وقالت المرأة ايس شوى من است ولم يكن
بينهما نكاح سابق اختلف المشايخ فيه و
الصحيح انه لا يكون نكاحا كذا في
الظهيرية وفي شرح الجصاص المختار
انه ينعقد اذا قضى بالنكاح او قال
الشهود لهما جعلتما هذا نكاحا فقالا
نعم ينعقد هكذا في مختار
الفتاوى

اقول وجه الانعقاد في الاول ان
القضاء يرفع الخلاف وانه ينفذ
ظاهرا وباطنا وفي الثاني ان السؤال معاد
في الجواب والجعل النشاء كما في الفتح
والدر وغيرهما۔

اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے، حالانکہ ان کا پہلے
نکاح نہیں تھا، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے
جبکہ صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا۔ ظہیر یہ میں اسی
طرح ہے، اور جصاص کی شرح میں ہے کہ اگر قاضی
نے نکاح کا فیصلہ دیا یا مرد و عورت کو گواہوں نے کہا کہ
کیا تم نے ان الفاظ کو نکاح بنا دیا تو انھوں نے جواب
میں ہاں کہہ دیا تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا،
مختار الفتاویٰ میں ایسے ہی ہے (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) قاضی کے
فیصلے کی صورت میں نکاح ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ
حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضا ظاہر اور باطن
نافذ ہوتی ہے اور دوسری صورت میں انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ
جواب، سوال مشتعل ہوتا ہے، تو سوال میں نکاح
بنانے کا ذکر ہے تو جواب میں بھی بنانے کے ذکر ہے
نکاح کا انشاء ہو گیا، جیسا کہ فتح اور در وغیرہ میں ہے۔

فتاویٰ علامہ بریلوان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد اخلاطی حسینی میں ہے :

دونوں نے گواہوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہم بیوی خاوند
ہیں تو اس سے نکاح نہ ہوگا یہی مختار ہے مرد نے گواہوں کے سامنے
کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے بھی گواہوں کے
سامنے کہا یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح نہ ہوگا
جبکہ پہلے نکاح نہ تھا، یہی صحیح ہے اور اسی پر
فتویٰ ہے۔ (ت)

اقربا بالنکاح بین یدی الشہود بقولہما
ما زن وشویم لا ینعقد ھو المختار قال بحضو
الشہود ھذہ المرأة من وجتی فقالت
ھذا الرجل من وجتی ولم یکن بینہما نکاح
سابق لا ینعقد ھو الصحيح و علیہ
الفتویٰ

بالجملہ اخبار و انشاء کا تبائن بدیہی تو ارادہ اخبار ارادہ منافی اور ارادہ منافی عقد کا نافی۔

اقول و بتقریری هذا اندفع ما عسلی

ان يتوهم من ان النكاح مما يستوى فيه الهزل
والجد فلا يحتاج الى نية وقصد حتى لو تكلموا
بالايجاب والقبول هازلين او مكرهين ينعقد
فكان المناط مجرد التلفظ وان عد مر القصد
وذلك لان بونا بيتنا بين عد مر القصد وقصد
العد مر. باس اداة شئ اخر غير ما يحتمله
اللفظ وما لا يحتاج الى القصد يصح مع
الاول دون الاخر لا ترى انه لو قال انت طالق
ولم ينو شيئا طلقت وان نوى الطلاق عن الوثاق
او الاخبار عن طلاق سابق صادق او كاذب لم
تطلق ديانة كما نصوا عليه اتقن هذا فانته هو
التحقيق الحقيقي بالقبول وان خفي بعضه
على بعض الفحول على ان هذا انما هو في اللفظ
الصريح اما الكنايات فلا شك في توقفها على
النية كما في الطلاق والعناق۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) میری اس تقریر
سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا جس میں کہا گیا کہ نکاح تو ان
امور میں سے ہے جن میں مذاق اور قصد برابر ہیں لہذا
اس میں قصد اور ارادہ کی ضرورت نہیں حتیٰ کہ جب مرد و
عورت نے ایجاب و قبول کے کلمات بول دئے اگرچہ
مذاق یا جبر سے کہے ہوں تو نکاح ہو جائے گا اس کی
صحت کے لیے صرف الفاظ کی ادائیگی کافی ہے اگرچہ
قصد نہ بھی ہو (لہذا بصورت اقرار نکاح صحیح ہونا چاہیے)
اس شبہ کے ازالہ کی وجہ یہ ہے کہ قصد نہ ہونا اور بات
ہے اور نکاح کے خلاف کسی مثل لفظ کا قصد کرنا اور بات ہے ان
دونوں میں بڑا فرق ہے، وہ امور جو قصد کے بغیر ہو جاتے
ہیں وہ پہلی صورت یعنی قصد نہ ہونے کی صورت میں صحیح
ہو جاتے ہیں مگر کسی مخالف چیز کے قصد سے وہ صحیح
نہیں ہوتے۔ آپ دیکھئے کہ طلاق کا لفظ بغیر ارادہ کے
بولا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے لیکن اگر یہی لفظ طلاق
بول کر کسی دوسرے معنی کا ارادہ کیا جائے مثلاً طلاق
بول کر باندھے ہوئے کو کھولنا مراد لیا جائے یا انت طالق کہہ کر پہلی دی ہوئی طلاق کی سچی یا جھوٹی خبر اور حکایت کا قصد ارادہ
کیا جائے تو دیانۃ یعنی عند اللہ طلاق نہ ہوگی جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کو واضح بیان کیا ہے۔ اس فرق کو محفوظ کر دو
کیونکہ یہ تحقیق قابل قبول ہے، اگرچہ یہ قدرے بعض بڑی شخصیات پر مخفی رہا ہے، تاہم یہ بیان صریح الفاظ کے متعلق
ہے لیکن کنایہ کے الفاظ بہر حال نیت کے محتاج ہیں، جیسا کہ طلاق و عناق میں صریح و کنایہ کا فرق موجود ہے (ت)
اور شک نہیں کہ ظاہر احوام ان الفاظ سے ارادہ انشاء کو جانتے بھی نہ ہوں گے بلکہ جو ان کا مفہوم متباد
ہے یعنی اخبار وہی ان کا مراد و مقصود ہوگا اور سامعین بھی انہیں سن کر یہی سمجھیں گے تو جبکہ واقع میں اس سے پہلے
نکاح نہ ہوا تو صرف یہ سوال و جواب و اخبار غلط کیونکر انہیں عند اللہ زوج و زوجہ بنا سکتے ہیں،
هذا مما لا يعقل ولا يستاهل ان يقبل
یہ غیبہ معقول ہے اور قبول کر لینے کے قابل نہیں،

اقول فقد بان بحمد الله ضعف ما نقل
في التنيير والدر عن الذخيرة بعد ما قدما
عدم الانعقاد بالاقرار على المختار كما
سمعت حيث قال عقيبہ وقيل ان كان
بمحضر من الشهود صح وجعل
الاقرار انشاء وهو الاصح
ذخيرة الله فاعلم اولاً ان المولين
المحققين رحمهما الله تعالى قد اشارا
الى تضعيف هذا بوجوه اما المصنف
فبتقديمه الاول وتعبيره هذا بقيل
واما المؤلف فبتقريره على الامر
وتعليله للاول فان التعليل دليل
التعويل كما نص عليه في العقد الدرية
وغيرها فافهم **ثانياً** ان
تاملت ما القينا عليك فوجوه ضعفه
لا تخف لديك اما اولاً فلما
تقدم في كلامي وکلمات
العلماء الكرام على عدم الانعقاد
بالاقرار من دلائل لا ترد و
لاترام ولا شك ان الاقوى دليل
احق تعويلاً واما ثانياً فلما
له من كثرة الترجيحات وقد
تقرر ان العمل بما عليه الاكثر

اقول بحمد الله تعالى تنويراً ودر میں جو ذخیرہ سے
نقل کیا گیا جہاں انھوں نے اقرار نکاح کو مختار قول کے
مطابق عدم نکاح قرار دیا جیسا تو نے سنا اور اس کے بعد یہ کہا کہ بعض
نے کہا ہے کہ یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو نکاح صحیح
ہے اور اقرار کو انھوں نے انشاء قرار دیا ہے اور ذخیرہ
کے حوالے سے اس کو اصح کہا، اس نقل کا ضعف
واضح ہو گیا تو غور کرو اولاً اس لئے کہ (شامی اور طحاوی رحمہما اللہ)
دونوں قابل احترام حضرات اس کے ضعف پر کئی وجوہ سے اشارہ فرمایا، اور
بیشک مصنف (صاحب) نے پہلے قول یعنی عدم انعقاد کو پہلے
ذکر اور دوسرے کو قیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور
مؤلف یعنی صاحب ذخیرہ نے اگرچہ دونوں
قولوں کو ذکر کیا لیکن وجہ اور دلیل صرف پہلے قول کی
ذکر کی جو کہ قابل اعتبار ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ یہ
قاعدہ عقود الدریہ وغیرہ میں بیان ہے، غور کرو —
دوسرا اس لیے کہ میں نے جو وجوہ ضعف آپ کو
بیان کئے ہیں اگر آپ نے غور کیا ہو تو اس نقل کے
ضعف کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں، مثلاً اول یہ
کہ میں نے اور دیگر علماء کرام نے جو کلمات ذکر کئے ہیں
کہ اقرار سے نکاح نہیں ہوتا اور اس پر جو دلائل پیش
کئے گئے وہ ناقابل تردید ہیں اور بلا شک و شبہ
جو دلائل وزنی ہوں گے وہ زیادہ قابل اعتماد ہوں گے
ثانیاً اس لیے کہ اس پر کثیر ترجیحات ذکر کی گئی ہیں
اور یہ بات مسئلہ ہے کہ جس پر اکثریت ہو وہ عمل کے لیے

کما فی العقود وغیرہا واما ثالثا
فلان مالہ من علامۃ الافتاء
اشد قوۃ واعظم وقعة مما لهذا
فقد نصوات علیہ الفتوی وبہ
یفتی اکد ما یکون من الفاظ
الفتوی واما رابعا فلان ما علیہ
التوث وہی العمدۃ والیہا الرکون
فہذہ الامریۃ فقد ظہرت من قبل
واما خامسا فلما تسمع انفا قد
اظهر لنا المولی الامام برہان الدین
محمود بن الصدر السعید تاج الدین
احمد قدس سرہما فی ذخیرتہ ماخذ
خیرتہ اذینہ ذلک علی اللہ ذاکس
محرر المذہب محمد رضی اللہ تعالیٰ
عنه فی صلح الاصل ادعی رجل علی
امراۃ نکاحا فجددت فصالحها بما شئت
علی ان تقر بہذا فاقترت
فہذا الاقرار جائز والمال
لانہ ما اھ فظن المولی البرہان
ان محمد اجاز النکاح
بالاقرار وقد علم ان
ہذا الاصلح الا بمحض
من الشہود ففرع علیہ

قابل قبول ہے جیسا کہ عقود وغیرہ میں ہے ثالثا اس
لیے کہ جس میں فتویٰ کی قوی علامت پائی جائے وہ قوت اور
وقت کے لحاظ سے پختہ اور وزنی ہوتا ہے، چنانچہ
فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے "علیہ الفتوی" اور
"بدیفتی" کے الفاظ فتویٰ کے باب میں سب
سے زیادہ پختہ الفاظ ہیں، رابعا اس لیے کہ کتب میں
جس کو معتمد علیہ قرار دیں اس کی طرف ہی رجوع
کرنا ہوتا ہے۔ یہ چاروں امور پہلے واضح ہو چکے
ہیں، خامسا اس لیے جو آپ ابھی سنیں گے
کہ امام برہان الدین محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد
قدس سرہما نے اپنے ذخیرہ میں جس کو اپنے پسندیدہ
امور کا ماخذ بجا رکھا ہے اس لیے ظاہر کیا ہے اس
کی بنیاد محترمہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ذکر کردہ مسئلہ پر ہے جس کو انھوں نے اصل یعنی
مبسوط کے "باب الصلح" میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ
ایک شخص نے ایک عورت کے بارے میں دعویٰ کیا کہ
میری منکوحہ ہے جبکہ عورت نکاح سے انکاری ہے تو
اس نے عورت سے سو روپے کے بدلے صلح کر کے
اس سے نکاح کا اقرار کرایا تو عورت کا اقرار جائز
اور مال لازم ہو جائے گا اس سے محترم برہان الدین
کو گمان ہوا کہ امام محمد نے عورت کے اقرار سے نکاح
کو جائز قرار دیا اور علامہ برہان الدین نے یقین کر لیا
کہ یہ اقرار گواہوں کی موجودگی میں ہوا تو صحیح ہو گا،

ان الاصلح الصحة لو الشهود حضورا قال
 العبد الضعيف لطف به المولى اللطيف و
 اى شئ اكون انا حتى اتكلم بين
 يدي هذا الامام الجليل قدس
 سره الجليل ولكن كثرة تصحيحات الاثمة
 وجزمهم في الجانب الآخر بما تجرد في
 ان اقول وباللہ التوفيق لامساس لما
 في الاصل بهذا الفصل فان محمدا
 انما اجاز الاقرار والنزاع المال فانما
 افاد جواز الصلح و انقطاع الجدل
 بحيث لو عادت المرأة بعد ذلك الى
 الحجود لم يسمع القاضى اما لو لم يجز
 الصلح لم يلزم المال و
 اقربت المرأة على انكارها هذا هو
 حاصل جواز الصلح و عدم جواز ان
 كما لا يخفى و ان هذا من انعقاد
 العقد في الواقع فيما بينهم و بين ربهم
 العليم الخبير تبارك و تعالى اليس قد
 صرحوا انه لا يطيب له البدل ان كان
 كاذبا ولو ادعى رجل على اخو بيع داسه
 مثلا فاقربه افتداء عن يمينه او فرارا
 عن ذل الجشوبين يدي القاضى ثبت البيع قضاء
 وجبت الاحكام من وجوب التسليم و لزوم الشفعة
 و غير ذلك لكن هذا المدعى الكاذب انما يأخذ
 جسرته ناسرا ثم السران المصالحين

اسی لیے انھوں نے اس کے بعد یہ تفریع قائم کی کہ اصل بات
 یہ ہے کہ گواہ موجود ہوں تو اقرار سے نکاح صحیح ہوگا۔ یہ
 بعد ضعیف (اللہ تعالیٰ مہربان اس پر مہربانی
 فرماتے) میں کون ہوں جو اس عظیم امام کے سامنے بات
 کروں لیکن تصحیح کی کثرت اور ائمہ کرام کا جرم اس کے خلاف
 ہے جس کی وجہ سے مجھے جرات ہو رہی ہے کہ میں بات
 کروں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے، اصل کے بیان
 کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ امام محمد
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف اقرار کو جائز اور مال کو لازم
 فرمایا ہے جس کا مفاد صرف صلح کا جواز اور جھگڑا ختم
 کرنا ہے حتیٰ کہ اگر عورت اس کے بعد دوبارہ انکار کرے
 تو قاضی اس کی سماعت نہیں کرے گا، لیکن اگر صلح
 کو جائز نہ مانا جائے تو مال لازم نہ ہوگا اور عورت کا انکار
 باقی رہے گا، صلح کے جواز اور عدم جواز کا حاصل صرف
 یہی ہے جیسا کہ واضح ہے، اس کا فی الواقع عند اللہ
 نکاح کے منعقد ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیا ایسی
 صورت میں مدعی کے جھوٹا ہونے پر معاوضہ کے اس کے لیے
 طیب نہ ہونے پر فقہائے تصریح نہیں کی، ایک شخص دوسرے
 کے خلاف اس کے مکان کی فروختگی کا جھوٹا دعویٰ کرے
 اور مدعی علیہ قسم سے بچنے کے لیے فروختگی کا اقرار کر لے یا
 قاضی کے ہاں پیشی کی رسوائی سے بچنے ہوئے اقرار
 کر لے تو اس صورت میں قضا بے بیعت ثابت ہو جائیگی
 اور اس پر مکان کا قبضہ دینا، اور شفعہ وغیرہ جیسے احکام
 جاری ہوں گے اس کے باوجود جھوٹے مدعی کی وصولی اس
 کے لیے جہنم کا انگارہ ہے، پھر دو صلح کرنے والوں نے

امراد عقد الصلح وهو انما يصور بارجاعه
الى عقد من العقود الشرعية فلا بد
من حملہ على اشبه عقد به ضرورية
تصحیح الكلام وقطع الخصام اما
ههنا اعني فيما نحن فيه فلم يريدا
عقدا وانما اخبرا خبرا كذبا و
الكذب وان يرجع على الناس
فلا يصحح عند الله اصلا فوضح الفرق
ونزال الاشتباه والحمد لله، قال في
الهداية اذا ادعى رجل على امرأة نكاحا
وهي تجحد فصالحته على مال
بدلته حتى يتروك الدعوى جائرة و
كان في معنى الخلعة لانه امكن تصحيحه
خلعا في جانبه بناء على شرعية وفي
جانبها بذلا للمال لدفع الخصومة
قالوا ولا يحل له ان يأخذ فيما بينه
وبين الله تعالى اذا كان مبطلا في دعوة
اه، قال في الكفاية هذا عام في جميع
انواع الصلح اه وفي الدر المختار
عن القهستاني اما الصلح على بعض الدين
فيصح ويبرء عن دعوى الباقي اي قضاء
لاديانة ولذا الوظفر به اخذ اه

له ہایہ کتاب الصلح

کتاب الصلح

کتاب الصلح

جب صلح کا عہد کر لیا تو حکمت کا تقاضا ہے کہ اس معاہدہ
کو کسی شرعی عقد کی صورت دینے کے لیے اس کے
قریب ترین عقد پر محمول کیا جائے تاکہ ان دونوں کی کلام
کو صحیح بنایا جائے اور ان کے جھگڑے کو ختم کیا جاسکے،
لیکن یہاں ہمارے زیر بحث مسئلہ میں تو مرد و عورت
نے کوئی عقد نہیں کیا بلکہ دونوں نے جھوٹی خبر دی، جھوٹ
اگرچہ لوگوں پر اثر انداز ہو جاتا ہے لیکن عند اللہ موثر نہیں
ہو سکتا، پس فرق واضح اور اشتباہ ختم ہوا، اللہ الحمد،
ہدایہ میں فرمایا اگر کسی مرد نے کسی عورت پر اس سے نکاح
کا دعویٰ کیا جبکہ عورت انکاری ہے اور دعویٰ کو ختم کرنے
کے لیے مال دے کر صلح کرتی ہے تو یہ صلح جائز ہے،
اور اس صلح کو خلع کے معنی پر محمول کیا جائیگا کیونکہ مرد کی
طرف سے اس کے دعویٰ کی بنا پر اس معاوضہ کی
دعویٰ کو صلح قرار دینا صحیح ہے اور عورت کی طرف مال
کی ادائیگی جھگڑے کو ختم کرنے کی کارروائی تصور کیا جائیگا
اس کے باوجود فقہاء کرام نے یہاں فرمایا کہ اگر وہ مرد جھوٹا
ہے تو اس کو عورت سے معاوضہ لینا حلال نہیں ہے اور
اور کفایہ میں کہا کہ یہ ہر قسم کی صلح کو شامل ہے اور در مختار
میں قہستانی سے منقول ہے کہ قرض کے کچھ حصے پر صلح
ہو جائے تو جائز ہے اور باقی قرض سے قضا بری
ہو جائے گا دیانہ یعنی عند اللہ بری نہ ہوگا اسی لیے
اگر قرض خواہ کو موقع ملے تو باقی کو وصول کرے اور

مطبوع یوسفی مکھنؤ

نور بر رضویہ سکھ

مطبوع معیبتائی دہلی

۲۳۴/۳

۳۸۹/۴

۱۴۲/۲

وفي الشامية عن المقدسي عن المحيط
قضاء الالف فانكر الطالب فصالحه
بمائة صح ولا يحل له اخذها ديانة
اه، وسرد النقول في ذاك يطول و
قال في الهداية الاصل ان الصلح
يجب حمله على اقرب العقود اليه
واشبهها به. احتيالا لتصحيح تصرف
العاقدين ما امكن اه فيما اسمعتك
يتحصل الجواب عن تمسك
المولى البرهان بثلاثة اوجه
الاول ارجاع الصلح الى تلك
العقود تقديره وتصوير ضروري
فلا يتعدى الشافي^{۱۲} انما تثبت
هذه العقود بتلك الالفاظ في
ضمن الصلح وكم من شيء
يثبت ضمنا ولا يثبت قصدا الا
تري ان قوله اعتق عبدك
هذا معنى باللف يتضمن
الابتياع مع انه لا ينعقد
قصدا بلفظ الاعتاق الثالث
ان هذه العقود انما تقدر
قضاء ولا تؤثر في الديانة

اور فتاویٰ شامی میں مقدسی کے حوالہ سے محیط سے
منقول ہے کہ اگر کسی نے قرض خواہ کو
ہزار کر دیا مگر قرض خواہ وصولی سے منکر ہے تو مقروض نے
ایک صد پر صلح کر لی تو صحیح ہے لیکن قرض خواہ کو دینا نہ لینا
حلال نہیں ہے اہ یہاں تمام نقول کو ذکر کرنا طوالت
کا باعث ہوگا۔ ہدایہ میں فرمایا کہ قاعدہ یہ ہے
کہ صلح کرنے والے کے تصرف کو صحیح قرار دینے
کے لیے صلح کے قریب ترین کسی عقد پر محمول کرنا
ضروری ہے تاکہ حتی الامکان اس کے عقد کو صحیح
بنایا جاسکے اہ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے
مولانا برهان الدین کی دلیل کے تین جواب ہوئے
پہلا یہ کہ اس صلح کو عقد کی طرف راجع کرنا صرف
قرضی صورت ہے جو کہ ایک ضرورت کے لیے ہے
اس ضرورت کے بغیر تجاوز کرنا درست نہیں۔
دوسرا یہ کہ ان عقود کا ثبوت صلح کے الفاظ میں
ضمنا ہوتا ہے جبکہ بہت سے امور ضمنا تو ثابت
ہوتے ہیں لیکن مقصود اثابت نہیں ہوتے، آپ
غور کریں کہ جب کوئی کہتا ہے کہ تو اپنے غلام کو میری
طرف سے ایک ہزار کے بدلے آزاد کر دے تو
یہاں ضمنا بیع ہو جاتی ہے، جبکہ آزاد کر دے
کے لفظ سے قصداً بیع منعقد نہیں ہوتی بلکہ اس پر
کہ یہ عقد صلح کے ضمن میں صرف قضاء نافذ ہوتے ہیں

اذکان مبطلان ونحن لانكر ان باقرارهما
يثبت النكاح قضاء وانما الكلام في الديانة
فان كان مراد الامام البرهان هو الصحة
قضاء وقد يستأنس له بقوله عطر الله مرقداه
جعل الاقرار انشاء حيث لم يقل كان انشاء
وليعينه بناؤه الامر على عبارة الاصل فانها
كما علمت لا تقيد الا الجواز قضاء فهذا
حق لا مرية فيه ولا غرو في المصير اليه تصحيحا
لكلام هذا الامام وتحصيلا للوافق بينه
وبين غيره من الائمة الاعلام وان
كان فيه بعد بالنظر الى ظاهر الكلام و
الا فلا شك ان الحق مع هؤلاء الجهابذة
الكرام والله تعالى اعلم بحقيقة الامر في كل
مرام والحمد لله مولينا المهادي ذي الجلال
والاكرام۔

پیدا ہو جاتی ہے اور اگر ان کا مذکورہ مقصد نہ ہو تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان کے مقابلہ میں دیگر ائمہ کا
کلام حق ہے، اور ہر مقصد میں اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کو بہتر جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمانے والے کیلئے
تمام تعریضیں ہیں۔ (ت)

ہاں اگر مرد و زن نے وہ الفاظ کے جو امر ماضی سے خبر دینے کے لیے متعین نہ تھے مثلاً مرد نے کہا یہ میری
زوجہ ہے، عورت بولی یہ میرا شوہر ہے، یا مرد نے کہا میں اس کا خاوند ہوں، عورت بولی میں اس کی جڑو
ہوں اور دونوں نے ان الفاظ سے عقد نکاح کرنے کی نیت کی یعنی ان میں کسی کا قصد اخبار نہ تھا دونوں نے بارادہ
انشاء کے تو بیشک یہ الفاظ عقد نکاح ٹھہریں گے کہ جب قصد اخبار نہیں تو یہ لفظ اقرار نہیں اور جبکہ اخبار
ماضی کے لیے متعین نہیں تو ارادہ انشاء کے صالح ہیں تو انہوں نے الفاظ صالحہ سے قصد انشاء کیا اور اسی
قدر تحقق ایجاب و قبول کے لیے بس ہے بخلاف ان الفاظ کے جو اخبار عن الماضی کے سوا دوسرے معنی کے محتمل
نہ ہوں مثلاً کہیں باہم ہمارا نکاح ہو چکا ہے کہ اب لفظ اخبار میں متعین اور انشاء سے مباق۔

اقول ۱۱ هذا الذي قررته بتوفيق الله تعالى يجب ان يكون هو المراد من قول الامام الاجل فقيه النفس قاضيان مرحمه الله تعالى حيث افاد بعد ما اشر عن البيهقي والنوازل ما اسلفنا ، قال مولانا رضي الله تعالى عنه ينبغي ان يكون الجواب على التفصيل ان اقرا بعقد ماض ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحا وان اقرت المرأة انه تزوجها و اقر الرجل انها امراته يكون ذلك نكاحا وتضمن اقرارهما بذلك انشاء النكاح بينهما بخلاف ما اذا اقرا بعقد لم يكن لان ذلك كذب محض وهو كما قال ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه اذا قال الرجل لامرأته لست لي بامرأة ونوى به الطلاق يقع ويجعل كانه قال لست لي بامرأة لاني قد طلقتك ولو قال له اكن تزوجتها ونوى به الطلاق لا يقع لان ذلك كذب محض لا يمكن تصحيحه الله قال في الفتحة على ما نقل عنه في رد المحتار ان الحق هذا التفصيل

اقول میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو تقریر کی ہے امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں کے قول کا بھی لازمی طور پر یہی مقصد ہے جہاں انھوں نے سمجھتی اور نوازل کے قول کو ہمارے بیان کردہ کے مطابق نقل کرنے کے بعد افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مناسب ہے کہ جواب میں تفصیل سے کام لیا جائے کہ مرد و عورت نے ماضی میں نکاح نہ ہونے کے باوجود ماضی میں نکاح ہونے کا اقرار کیا تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر عورت نے اقرار میں یوں کہا کہ یہ میرا خاوند ہے اور مرد نے یوں کہا کہ یہ میری بیوی ہے تو یہ اقرار نکاح قرار پائے گا اور ان کے اقرار کے ضمن میں نکاح ایجاد ہو جائیگا بخلاف جبکہ ماضی کے نکاح کے بارے میں اقرار ہو، کیونکہ وہ محض جھوٹ ہے اس تفصیل کا ماحصل ایسے ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی گویا کہ اس شخص نے یوں کہا کہ تو میری بیوی نہیں کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، اور اگر اس نے بیوی کو یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا اس قول سے اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی توجیہ نہیں ہو سکتی اور رد المحتار میں فتح سے نقل کیا گیا ہے کہ یہی تفصیل حق ہے اھ اس

فانما المعنى على ما بيننا وليس المراد ان
اللفظ اذا لم يتعين للاخبار عن الماضي
صح العقد وان نوي اياه الاخبار كيف و
انه لا يكون ح الا محض كذب و يشهد لك
بذلك ما استشهد به من مسألة
الطلاق فانه ان قال لست لي بامرأة ولم ينويه
النشاء الطلاق و انما قصد الاخبار الكاذب
لم يقع قطعاً فانه لا يقع عند ذلك بالتصريح
كما قد منافك كيف بالكنايات الا ترى انه بنفسه
قيد المسئلة بقوله ونوى الطلاق
فكذا يقال ههنا ونوى النكاح هذا
ما صرت اليه لما وعيت ثم
بتوفيق المولى سبحانه وتعالى
رأيت العلامة عبد العلى برجندی
نقل في شرح النقاية كلام
الامام فقيه النفس بالمعنى و
عبر عنه بعين ما فهمته
و لله الحمد وهذا نصه في
الظهيرية لو قال بمحض من
الشهود ايس زن من است فقالت
ايس شوى من ست اختلف المشائخ
فيه والصحيح انه لا ينعقد
وفي فتاوى قاضى خات انما
لا يكون هذا نكاحاً اذا قلنا ذلك على سبيل
الاخبار عن عقد ماضى ولم يكن بينهما عقد اما

تفصيل کا مقصد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس
پر مراد نہیں کہ جب اقرار کا لفظ ماضی کی خبر کیلئے متعین
نہ ہو تو خبر کی نیت کے باوجود بھی عقد نكاح صحیح ہوگا، یہ
کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مرد و عورت نے محض جھوٹ سے
کام لیا ہے، اس کا شاہد یہ بھی ہے کہ امام قاضی خان نے
اس بیان پر طلاق کے مسئلہ کو بطور شاہد پیش فرمایا
کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تُو میری بیوی نہیں ہے
اور اس نے انشاء طلاق کا ارادہ نہ کیا بلکہ صرف جھوٹا دلیلا
تو قطعاً طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں صریح لفظ سے
جب طلاق نہیں ہوتی تو کنایہ سے کیسے
طلاق ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ
نے غور فرمایا ہوگا کہ انھوں نے اس مسئلہ کو طلاق کی
نیت سے تسلیم کیا ہے (کہ مذکورہ لفظ طلاق دینے کی
نیت سے کہے تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں) اسی طرح چھوٹے
اقرار نكاح میں بھی دونوں نے نكاح کی نیت کی ہو تو
نكاح ہوگا ورنہ نہیں، یہ جس کو میں نے سمجھا وہی میں نے
اختیار کیا ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے
علامہ عبد العلى برجندی کو دیکھا کہ انھوں نے نقایہ کی
شرح میں امام قاضی خان کی عبارت کو بالمعنی نقل کیا
اور اس کی وہی تعبیر کی جو میں نے سمجھی، اور اللہ تعالیٰ
کے لیے ہی تمام حمد ہے۔ یہی ظہیر یہ کی عبارت ہے
کہ اگر ایک شخص نے لوگوں کی موجودگی میں ایک عورت
کو کہا کہ یہ میری بیوی ہے، اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے
تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اور فتاویٰ قاضی خان
میں ہے کہ یہ اس صورت میں نكاح نہ ہوگا جب مرد و

اذا اقرت انه من وجهها و اقر انها من وجهه و اراد
 بذلك النشاء النكاح فهو نكاح اھ فالحمد
 لله على حسن التفھيم اقول و بما قررت
 ظھرك انت هذا الذي اختاره المولى
 فقيه النفس و قال المحقق على الاطلاق
 انه الحق لا يخالف ما صححه عامة الائمة
 اصلا بل هو عين ما اعتمدوه فانهم انما
 صححو ان النكاح لا ينعقد بالاقرار و
 الاقرار انما يكون عند قصد الاخبار و ح
 قد نص الفقيه على عدم الانعقاد اما
 اذا قاله مریدین به الانشاء لم يكن
 ذلك من الاقرار في شئ فان الاقرار هو الاخبار
 دون الانشاء فتوافق القولان و نظا فرت
 التصحيحات على صحة ما فتيت به فان
 حمل كلام الذخيرة على ما اسلفنا حصل
 التوفيق في الاقوال جميعا و الافعليكم بما حرت
 عضوا عليه بالنواجذ۔

اقول اب یہاں ایک اور مسئلہ خلاقیہ وارد ہو گا کہ جس طرح نكاح مسلم میں وقت ایجاب و قبول و دوہر دو
 یا ایک مرد و دو عورتوں عاقل بالغ آزاد اور نكاح مسلم میں انھیں اوصاف کے خاص مسلمین کا حاضر ہونا بالاتفاق
 اور ان کا کلام عاقدین معاً مستنا عند الجمهور علی المذہب المنصور شرط و ضرور ہے آیا یوں ہی ان کا کلام عاقدین
 سمجھنا بھی شرط ہے یا نہیں، مثلاً اگر دو ہندیوں کے سامنے مرد و زن نے عربی میں ایجاب و قبول کر لیا وہ نہ سمجھے
 آیا یہ نكاح فاسد ہو گا یا صحیح، علمائے کرام کے اس میں دونوں قول منقول ہوتے،
 جزم بالاول العلامة الزیلعی فی التبیین و امام زیلعی نے تبیین میں اور محقق علی الاطلاق نے

المحقق على الاطلاق في الفتح والمولى الغزى
في متن التنوير وصححه في الجوهرية وقال
في الذخيرة والظهيرية وخزانة المفتين
والسراج الوهاج وشرحي النقاية للقيساني
والبرجندى ومجمع الانهر والهندية انه
الظاهر وكذا اختصاره فقيه النفس في
الحانية وضعف خلافه قال الذخيرة ثم
البحر ثم الدر ومجمع الانهر فكان هو
المذهب، وجزم بالثاني في الفتاوى و
كذا ذكره البقالى وقال في الخلاصة وجواهر
الاخلاطى انه الاصح، وفي مجمع الانهر
عن النصاب عليه الفتوى ولم يتعرض
لقيد الفهم في مختصر الفتوى والوقاية
والنقاية والكنز والاصلاح والايضاح
والملتقى وكلاهما رواية عن مدار
المذهب محمد رضى الله تعالى عنه
كما في الفتح.

فتح میں پہلے پر جزم کیا ہے اور غزى نے تنوير کے متن
میں ذکر کیا اور جوہرہ میں اس کی تصحیح کی۔ ذخیرہ، ظہیرہ،
خزانة المفتين، سراج الوهاج، قيساني اور برجندى
نے اپنی شرحوں میں مجمع الانهر اور ہندیہ میں مندرمایا کہ
کہ یہ ظاہر ہے، اور یونہی قاضی خان نے خانیہ میں
اس کو پسندیدہ قرار دیا اور اس کے خلاف کو
ضعیف کہا ہے، اور ذخیرہ، بحر، در، مجمع الانهر نے
کہا کہ یہی مذہب ہے اور دوسرے (صحیح) پر
جزم کا اظہار فتاویٰ میں کیا اور یوں اس کو بقالی نے
ذکر کیا۔ اور خلاصہ اور جواہر الاخلاطی میں کہا کہ یہ
ظاہر ہے۔ اور مجمع الانهر میں نصاب کے حوالے سے
کہا کہ اس پر فتویٰ ہے۔ اور مختصر الفتوى، وقایہ، نقایہ، کنز، اصلاح، ایضاح
اور ملتقى میں فہم کی قید کو ذکر نہیں کیا
جبکہ یہ دونوں قول مذہب امام محمد رضى الله تعالى
عنه سے مروی ہیں، جیسا کہ فتح میں مذکور
ہے۔ (ت)

اور توفیق نفیس یہ ہے کہ معنی الفاظ سمجھنا ضرور نہیں مگر اس قدر سمجھنا ضرور ہے کہ یہ عقد نکاح
ہو رہا ہے،

۴/۲	نو کشور کھنؤ	کتاب النکاح	شرح النقاية للبرجندی
۳۲۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	مجمع الانهر
"	"	کتاب النکاح	مجمع الانهر
ص ۴۷	محلی نسخہ	"	جواہر اخلاطی
۳۲۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر

اقول وقد كان سنح لي هذا ثم
 رأيته للعلامة مصطفى الرحمتي لمحتشي
 الدر وقال في رد المحتار ووفق الرحمتي
 بحمل القول بالاشتراط على اشتراط فهم
 انه عقد نكاح والقول بعدمه على عدم
 اشتراط فهم معاني الالفاظ بعد فهم ان
 المراد عقد النكاح اه وهو كما ترى
 حسن جدا اقول ومن علم الفقه و
 الحكمة في اشتراط الشهادة في عقد
 النكاح اتقن بهذا التوفيق فان من
 علم ان هذا نكاح فقد شهد العقد و
 ان لم يقف على خصوص ترجمة الالفاظ
 ومن لم يفهم فكأن لم يسمع فكأن لم يسمع
 فكأن لم يحضر ويتقيرى
 هذا يتضح لك ان الاجتزاء بذكر
 الحضور اوبه بالسمع او ذكرهما مع الفهم
 كل يؤدى مودى واحدا عند التدقيق
 والله ولي التوفيق -

اقول مجھے یہ واضح ہوا، پھر اس کے بعد
 مجھے یہ بات دُر کے محشی علامہ مصطفیٰ رحمتی کے ہاں مل گئی۔
 اور رد المحتار میں فرمایا کہ علامہ رحمتی نے فہم کی شرط
 والے قول اور فہم کی شرط نہ ہونے والے قول میں
 یوں تطبیق دی ہے

کہ جہاں فہم کی
 شرط کا قول ہے اس سے مراد نكاح ہونے کا فہم
 ہے اور جہاں فہم کی شرط کی نفی ہے اس سے نكاح
 کے وقت بولے جانے والے الفاظ کے فہم کی نفی
 مراد ہے بشرطیکہ نكاح ہونا سمجھا گیا ہو اھ آپ دیکھ
 رہے ہیں کہ یہ بہت اچھی تطبیق ہے اقول جس کو
 عقد نكاح میں گواہوں کے موجود ہونے کی شرط کی
 حکمت معلوم ہے وہ اس تطبیق کی توثیق کرے گا کیونکہ
 جس نے گواہوں میں سے یہ معلوم کر لیا کہ یہ نكاح ہے
 تو نكاح کا گواہ ہو گیا اگرچہ اس نے الفاظ کا ترجمہ
 نہ سمجھا، اور جس کو نكاح کا فہم نہ ہوا گویا اس نے
 سنا ہی نہیں اور جس نے نہ سنا گویا وہ مجلس نكاح
 میں حاضر نہ ہوا۔ میری اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ
 نكاح کے جواز میں صرف گواہوں کا حاضر ہونا یا گواہوں کی حاضری اور سماع، یا ان دونوں کے ساتھ فہم کا ذکر حقیقتہً
 ان سب کا مقصد ایک ہی ہے، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)
 پس مسئلہ دائرہ میں جبکہ مرد و زن ان الفاظ سے قصد انشاء کریں اُس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ
 دُوشاد بھی ان کی اس گفتگو کو عقد نكاح سمجھیں خواہ بذریعہ قرائن یا خود عاقدین کے مطلع کر رکھنے سے ورنہ
 اگر سب حضار نے اسے محض اخبار جانا تو فاہمین انہ نكاح صادق نہ آیا اور نكاح صحیح نہ ہوا۔

هذا اما قلته تفقهها ثورأيت في رد المحتار ،
قال حاصل ما في الفتح و ملخصه انه
لا بد في كنيات النكاح من النية مع قرينة
او تصديقي القابل للموجب و فهم الشهود
المراد و اعلامهم به أم فاتضح المراد و الحمد
لله ولى الانعام اقول و ينبغي ان يكون
الاعلام قبل العقد كما اشريت اليه ليكونا
جامعي شرائط الشهادة عند العقد الا ترى
ان فاهمين في كلا مهم حال و لا بد من
مقارنة الحال و العامل و الله تعالى اعلم
هذا اكله مما فاض على قلب الفقير بفيض
القدير و المولى تعالى اذا شاء الحق المجاهل
العاجز بالماهر الخبير و الحمد لله على
حسن التوفيق و الهام المتحقيق و الصلوة
و السلام على سيد العالمين محمد و آله و
صحابه اجمعين -

ہیں اس کے اچھی توفیق دینے پر اور تحقیق کے الہام پر، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید العالمین پر صلوٰۃ و سلام
اور ان کی آل و اصحاب پر، آمین ! (ت)

یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا پھر میں نے رد المحتار میں
دیکھا انھوں نے فرمایا کہ فتح کا ما حاصل اور غلاصہ
یہ ہے کہ کنایات نكاح میں نیت مع قرینہ، یا قبول
کرنے والے کا ایجاب کرنے والے کی تصدیق کرنا اور
گواہوں کا مراد کو سمجھنا یا ان کو بتایا جانا ضروری ہے
پس مقصد واضح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مالک انعام
کے لیے تعریف ہے اقول گواہوں کو نكاح کے
بارے میں پہلے بتانا مناسب ہے تاکہ وہ نكاح کے
وقت شہادت کی شرائط پوری کر سکیں، جیسا کہ میں نے
اشارہ کیا ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ فقہاء نے
گواہوں کے فہم ہونے کو حال قرار دیا ہے جبکہ حال اور اس کے
عامل کا مقدارن ہونا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ
بہتر جانتا ہے، یہ سب کچھ اس فقیر کے قلب پر
فیضان ہوا مولى تعالیٰ قادر کے فیض سے، جب
اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ جاہل عاجز کو ماہر خبر سے
لمح کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں
اور ان کی آل و اصحاب پر، آمین ! (ت)

پھر جس حالت میں العقد نكاح کا حکم ہو ذکر مہر کی کوئی حاجت نہیں کہ نكاح بے ذکر بلکہ بذکر مہر
بھی صحیح و منعقد ہے کہ انصوا علیہ (جیسا کہ اس پر انھوں نے تصریح کی ہے - ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ
اعلم و علّمہ تعالیٰ اتم و احکم۔

رسالة

ماحي الضلالة في انكحة الهند وبنجالة

12

1

12

(بنگال اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کو مٹانے والا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ ۱۲۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ء، بحریہ

[illegible]

بھیجا ہے اور میری وکالت کے یہ دونوں شخص گواہ ہیں آپ اس کا عقد نوٹ بذا کے ساتھ کر دیجئے، قاضی صاحب نے بعد طے ہونے گفتگو عقد اور تعین مہر مبلغ ایک لاکھ روپے اور بیس دینار سرخ سوائے نان نفقہ کے نوشہ کی طرف متوجہ ہو کر خیال کیا کہ کنگنہ جو ہاتھ میں دو لہا کے بندھا تھا وہ کھول کر علیحدہ رکھ دیا اور سہرا کو لوٹ کر شملہ پر لپیٹ دیا اور یہ کلمات فرمائے کہ فلاں شخص کی دختر کو بوکالت فلاں شخص اور بہ گواہی فلاں فلاں شخص کے بالعوض اس قدر مہر سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح تیرے کے دی میں نے، قبول کی تو نے۔ اس نے کہا قبول کی میں نے۔ بعد کو وکیل صاحب مع گواہوں کے چلے گئے، اور قاضی صاحب بھی اپنا حق نکاح خوانی مع دو رکعتی پلاؤ کے لے کر تشریف لے گئے۔ دو لہانے وہ کنگنہ پھر اپنے ہاتھ میں باندھ لیا، آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرام کی ہوئی یا حلال کی ہوئی؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرامی ہوئی اور شناخت حرام اور حلال کی یہ ہے کہ جو اولاد ایسے نکاحوں سے ہوتی ہے ان سے اکثر یہ فعل سرزد ہوتے ہیں جیسے زنا یا شراب خوری یا قمار بازی یا لواطت: سوا اس کے جو فعل ناشائستہ ہیں وہ سرزد ہوتے ہیں یا کہ والدین سے جنگ جدال کرنا اور بزرگ کا لحاظ پاس نہ کرنا، یہ فعل اولاد صالح اور حلال سے ہرگز عمل میں نہیں آئیں گے۔ اور قول عمرو کا یہ ہے کہ کچھ اس نکاح میں قباحت نہیں اور نہ اولاد حرام ہو سکتی ہے کیونکہ قدیم سے یہی رسم چلی آئی، اگر ایسا ہوتا تو سب مخلوق خدا حرامی ہوگی۔ آیا قول زید کا درست ہے یا عمرو کا؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ بالفرض کنگنہ بھی نہیں ہے اور نکاح بھی اصالتاً یا ولایتاً یا کہ جو وکیل ہے اسی نے ایجاب قبول کر لیا اور بعد اس کے کلمات کفر کے طرفین سے خواہ شوہر یا عورت سے سرزد ہوئے اور ان کو تمیز نہیں ہے کہ یہ کلمات کفر ہیں جب بھی نکاح جاتا رہے گا اور جو قبل از توبہ اور سر نو ایجاب قبول کرنے کے اولاد ہوگی وہ بھی حرامی ہوگی۔ بینوا اتوجروا من اللہ۔

الجواب

ظاہر ہے کہ عورت سے اذن چھپی لیا جاتا ہے کہ عاقلہ بالغہ ہو، اور بیشک عاقلہ بالغہ کا اذن شرعاً معتبر اور بیشک دوشیزہ کا سکوت بھی اذن۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
البکر تستأذن فی نفسها واذنہا	باکرہ لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت
صما تہا، مرا ولا احمد والستہ	لی جائے اور اجازت کے جواب میں خاموشی باکرہ کی

صحیح مسلم باب استئذان الشیب فی النکاح بالنطق والیکر بالسکوت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵۵

الا البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
اجازت ہوگی۔ امام احمد نے اور صحاح ستہ میں ماسوا
بخاری کے اس کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کیا ہے۔ (د)

مگر یہ اسی وقت ہے جبکہ ولی اقرب اس سے اذن لے ورنہ مجرد خاموشی اذن نہ ٹھہرے گی۔ درمختار میں ہے:
فان استاذنہا غیر الا اقرب کا جنبی او اگر باکرہ سے ولی اقرب کا غیر مثلاً کوئی اجنبی یا ولی
بعید اجازت طلب کرے تو یہاں باکرہ کی خاموشی
رضا میں معتبر نہیں۔ (د)

اور بیشک اکثر لوگ جو وکیل کئے جاتے ہیں اجنبی یا ولی بعید ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر انہوں نے اذن لے لیا
اور دوشیزہ نے سکوت کیا تو سرے سے انہیں کے لئے کالت ثابت نہ ہوئی اور اگر اس نے صاف "ہوں" کہہ دیا
یا ولی اقرب کے اذن لینے پر سکوت کیا تو اس کے لیے وکالت حاصل ہوگئی مگر وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار
ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذوق مطلق یا صراحتہ دوسرے
کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر نکاح بلا اذن ہوگا
اگرچہ عقد اس کے سامنے ہی واقع ہو۔

في رد المحتار عن العلامة الرحمتي عن العلامة
الحموي عن كلام الامام محمد في الاصل
ان مباشرة وكيل الوكيل بحضرة الوكيل في
النكاح لا تكون كمباشرة الوكيل بنفسه
بخلافه في البيع ^{الاول} اقول نص الغفر عن
الولوالجبة هكذا الوكيل رجلا فوكل الوكيل غيره
وفعل الثاني بحضرة الاول فان كان بيعا
او شراء يجوز و ماعد البيع
والشراء من الخصومة والتقاضى
والنكاح والطلاق وغير ذلك

رد المحتار میں علامہ رحمۃ نے علامہ حموی کے حوالے سے
اصل (مبسوط) میں ذکر شدہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کا کلام نقل کیا ہے کہ نکاح میں خود وکیل کی موجودگی میں
وکیل کی بات معتبر نہیں ہے، بیع کا معاملہ اس کے
برخلاف ہے اقول میں کہتا ہوں کہ غفر نے ولوالجبة
سے یوں نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا
اور وکیل نے کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنالیا اور اگر
دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کی موجودگی میں عمل کیا تو ایسی
صورت میں اگر بیع و شراء کا معاملہ ہو تو جائز ہے
اور اس کے علاوہ دیگر امور مثلاً عدالتی مطالبہ، نکاح،

ذکر عصام فی مختصره انه يجوز و ذکر
 محمد فی الاصل انه لا يجوز فانه قال
 اذا فعل الشافعی بحضرة الاول لم يجوز
 الا فی البیعه و الشراء وهو الصحیح
 اه ملخصا، فاذا كان هذا هو مفاد
 الاصل وقد ذیل بالتصحیح فانقطع
 الخلاف و اضمحلت الروایة السائدة
 و سقط ما فی الخانیة، فکیف بما فی
 القنیة و ان ایده العلامة الطحطاوی
 و تركه علامة البحر فی البحر
 و المحقق العبدی فی الدرر مستشکلا
 و لا غیر فقد شهدت کلماتهم
 رحمهم الله تعالى انهم لم
 یطلعوا اذ ذلک علی کلام الاصل
 اصلا حیث لم یلموا به العامة
 ولا اشموا منه اشما ما، و لکن
 العجب من خاتمة المحققین
 العلامة الشافعی قدس سره السامی
 حیث اورد کلام الاصل ثم لم یصحح الا باستطها
 عدم الجواز مرید ابه عدم النفاذ اذ العقد عقد
 فضولی فکانه اقتصر علی النقل عن العلامة مصطفی
 و لو راجع الغمز لرای تصحیح الامام الولوالجی
 لسانی الاصل و معلومات

طلاق و غیرہ ہوں تو عصام نے اپنی مختصر میں ذکر کیا ہے
 کہ ان امور میں بھی اس کا عمل جائز ہے اور امام محمد
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں ذکر کیا ہے کہ یہ جائز نہیں
 ہے تو یوں فرمایا کہ اگر دوسرا وکیل پہلے وکیل کی موجودگی
 میں عمل کرے تو بیع و شراء کے علاوہ میں جائز نہیں ہے
 اور یہی صحیح ہے اہ ملخصا۔ جب اصل (مبسوط) کا
 مفاد یہی ہے اور اسی ضمن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے
 تو اس کا خلاف ختم اور نادر روایت کمزور ثابت ہو گئی
 اور خانیہ کا بیان ساقط ہو گیا، تو اب قنیہ کے بیان
 کی کیا حیثیت ہے اگرچہ علامہ طحطاوی نے اس کی
 تائید کی ہے اور پھر اس کو علامہ بحر نے بحر میں اور
 محقق علائی نے دریں باعث اشکال قرار دیا ہے اور
 کوئی بعد نہیں ان حضرات نے اصل کے بیان پر اطلاع
 نہ پائی ہو جیسا کہ ان حضرات کے کلام سے عیاں ہو رہا ہے
 کہ انھوں نے اصل کے مضمون کو چھوا تک نہیں ہے
 لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں
 تعجب ہے کہ انھوں نے اصل کے بیان کو ذکر کرنے
 کے باوجود عدم جواز کے اظہار کے علاوہ کچھ تعرض نہ فرمایا
 حالانکہ وہ اس کے نفاذ کے خواہاں نہیں ہیں کیونکہ
 دوسرے وکیل کا نکاح میں یہ عمل عقد فضولی ہے
 معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامی نے علامہ مصطفیٰ کی نقل
 کو کافی سمجھا اور اگر وہ غمز کی طرف رجوع کرتے تو امام
 ولوالجی کا اصل کی عبارت کو صحیح قرار دینا دیکھ لیتے

روایۃ الاصول اذا صححت سقطت کل
دوایۃ سواھا فکان السبیل الجزم دون
مجرد الاستظهار، واللہ ولی التوفیق۔

صرف اظہار کی بجائے اپنے جزم کو کام میں لاتے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

بہر حال مذہب رائج پر یہ نکاح نکاح فضولی ہوتے ہیں اور نکاح فضولی کو مذہب حنفی میں باطل جاننا
محض جہالت و فضولی بلکہ باجماع ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت اخیل پر (کہ
یہاں وہ عورت ہے جس کے بے اذن اس کا نکاح غیر وکیل نے کر دیا) موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت
دے نافذ ہو جائے اور رد کر دے تو باطل،

کناہو حکم تصرفات الفضولی جمیعاً عندنا
کما صرح بہ فی عامۃ کتب المذہب۔
عالمگیری میں ہے،

لا يجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل
من اب او سلطان بغیر اذنہا بکر کانت ادنیاً
فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتہا
فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل کذا
فی السراج الوہاج
عائقہ بالغہ کی مرضی کے خلاف باپ یا حاکم کا کیا ہوا
نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوگا خواہ
وہ عائقہ بالغہ باکرہ ہو یا ثقبہ۔ اگر ایسا ہوا تو اس کی
اجازت پر موقوف ہوگا، وہ جائز قرار دے تو جائز
ہوگا ورنہ اگر رد کر دے تو وہ نکاح باطل ہو جائیگا
سراج وہاج میں یوں ہی ہے۔ (ت)

پھر اجازت جس طرح قول سے ہوتی ہے مثلاً عورت خیر نکاح سن کر کہے میں نے جائز کیا یا اجازت دی یا رضی
ہوتی یا مجھے قبول ہے یا اچھا کیا یا خدا مبارک کرے الی غیر ذلک من الفاظ الرضا (علاوہ ازیں تمام وہ
الفاظ جو رضا پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) یونہی اس فعل یا حال سے بھی ہو جاتی ہے جس سے رضا مندی
سمجھی جائے مثلاً عورت اپنا مہر مانگے یا نفقہ طلب کرے یا مہر بکاد لے یا خیر نکاح سن کر خوشی سے ہنسنے
یا مسکرائے یا اپنا جہیز شوہر کے گھر بھجوائے یا اس کا بھیجا ہوا مہر لے لے یا اسے بلا جبر و اکراہ اپنے ساتھ
جماع یا بوس و کنار و مساس کرنے دے یا تنہا مکان میں اپنے ساتھ خلوت میں آنے دے یا اس کے

کو خاوند کے ہاں منتقل کرنے کا کما - ت) ردالمحتار میں ہے :

فی البحر عن الظہیریۃ لو خلاها برضاها هل
 یكون اجازۃ لا روایۃ لهذه المسئلة وعندی
 ان هذا اجازۃ اھ وفي البزازیۃ الظاہر انه
 اجازۃ اھ ما فی الشامیۃ اقول ومن ههنا
 نہدت المس والتعاقب والتقبیل لان الخلوۃ
 برضاها لما كانت اما سرة الرضا فهذه الافعال
 اجد رواحری کما لا یخفی۔

بجہ میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ لڑکی کی رضا مندی سے
 وہ شخص خلوت کر لے تو کیا یہ لڑکی کی طرف سے نکاح کو جائز
 قرار دینا ہے یا نہیں تو اس مسئلہ کی روایت نہیں
 ہے اور میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ ، بزازیہ
 میں ہے کہ ظاہری ہے کہ یہ اجازت ہوگی اھ شامی
 کی عبارت ختم ہوتی ۔ اقول یہاں پر میں نے چھوٹا
 معافقہ ، بوسہ کو مزید بڑھایا کیونکہ جب خلوت رضا کی
 دلیل ہے تو یہ امور رضا پر دال ہونے میں زیادہ واضع ہیں جیسا کہ ظاہر ہے ۔ (ت)

حاشیہ الطحاوی و شامی میں ہے ،

قوله بخلاف خدمته ای انت كانت تخدّمه
 من قبل فقی البحر عن المحيط والظہیریۃ
 ولو اكلت من طعامه او خدّمته کما كانت
 فلیس برضی دلالة اھ

ما تن کے قول " لڑکی کا خدمت کرنا " اس کے خلاف
 ہے یعنی اگر لڑکی نکاح سے پہلے اس شخص کی خادمہ
 تھی ، تو اس بارے میں بکر ، محیط اور ظہیریہ سے
 منقول ہے کہ اگر لڑکی نے اس شخص کا کھانا کھایا
 یا اس کی خدمت کی تو یہ رضا پر دلیل نہ ہوگی اھ (ت)

ہمارے بلاد میں عام لوگوں خصوصاً شریقیوں خصوصاً اغیار میں اگرچہ یہ اکثر باتیں شب زفاف بلکہ مدت تک
 اُس کے بعد بھی واقع نہیں ہوتیں ، اور بوس و کنار و مساس و جماع جو اس شب ہوتے ہیں غالباً نہایت
 اظہار کراہت و نفرت کے ساتھ ہوتے ہیں جن کے باعث انھیں دلیل رضا ٹھہرانے میں دقت ہے مگر اس
 میں شبہ نہیں کہ شوہر کو شب زفاف تنہا مکان میں اپنے پاس آنے دینا اور اس خلوت پر سوا شرم کے کوئی اثر
 مترتب نہ ہونا یقیناً ہوتا ہے نکاح نافذ ہو جانے کے لیے اسی قدر بس ہے اور یہ امر قطعاً پیش از جماع واقع ہوتا ہے
 تو جماع بعد نفاذ و لزوم نکاح واقع ہوا اور اولاد اولاد حلال ہوتی بلکہ اگر مقاصد شرع مطہر اور اپنے بلاد کے
 حالات کو پیش نظر رکھ کر نگاہ دقیق فقہی سے کام لیجے تو شب اول شوہر کو اپنے ساتھ جماع پر قدرت دینا بھی حقیقۃً رضا ہے

۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	ردالمحتار
۳۰۲/۲	" "	" "	" "
۳۲/۲	دار المعرفۃ بیروت	کتاب النکاح	حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار

اگرچہ بظاہر ہر سزاوار اظہار تنفر کے ساتھ ہو کہ یہ کراہتیں جیسی ہوتی ہیں سب کو معلوم ہے حقیقت حال یوں منکشف ہو کہ اس مرد کی جگہ کسی اجنبی کو فرض کیجئے جس سے اس کا نکاح نہ کیا گیا ہو کیا اس وقت بھی یہ ایسی ہی ظاہری کراہتوں پر قناعت کر کے بالآخر جماع پر قدرت دے دے گی حاشا وکلاً، تو صاف ثابت کہ یہ سب امور حقیقتہً قبول نکاح سے ناشی ہوتے بلکہ اس سے پہلے رخصت ہو کر جانا بھی اگرچہ بوجہ مفارقت اعزہ و خانہ مال و فہمایت گریہ و بکا کے ساتھ ہو انصافاً دلیل رضا ہے کہ اگر اسے اپنا شوہر ہونا پسند نہ کرتی اجنبی جانتی ہرگز زفاف کے لیے رخصت ہو کر اس کے یہاں نہ جاتی بلکہ اس سے بھی پہلے اُسی مصحف یعنی جلوہ کی رسم جہاں ہے بشرطیکہ عورت پہلے سے اس کے سامنے نہ آتی ہو وہ بھی دلیل قبول ہے کہ اگر غیر مرد سمجھتی زہار منہ دکھانے پر راضی نہ ہوتی اُسی طرح مٹھی کھلوانے وغیرہ کی رسمیں بھی کہ جلوہ سے بھی پیشتر ہوتی ہیں دلالت و علامت قرار پاسکتی ہیں اور ان تمام باتوں میں بکروثیب یکساں ہیں کہ ان میں صرف مسئلہ سکوت میں فرق ہے باقی دلائل دونوں میں برابر ہیں تبیین الحقائق میں ہے،

لا فرق بینہما فی اشتراط الاستئذان والرضا
وان رضا ہما قد یکون صریحاً وقد یکون
دلالتہ غیر ان سکوت البکر رضا دلالتہ لھا
دون الثیب۔

بارہ اور ثیبہ دونوں کا معاملہ اجازت طلب کرنے اور رضا حاصل کرنے میں مساوی ہے اور ان کی رضا کبھی صریحاً اور کبھی دلالتہ ہوتی ہے ہاں صرف اجازت کے موقع پر سکوت کے بارے میں فرق ہے کہ بارہ کا سکوت اس کے حیار کی وجہ رضا کی دلیل ہے مگر ثیبہ کیلئے نہیں۔

غرض جب شرع سے قاعدہ کلیہ معلوم ہو گیا کہ جس فعل سے اس نکاح پر عورت کی رضا ثابت ہو اذن اجازت ہے اور بنظر تحقیق و انصاف جب اس شخص اور مرد اجنبی کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو یہ امور دلیل رضا قبول نکلے ہیں تو نفاد نکاح کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل بلکہ جب یہ طریقہ نکاح ہمارے بلاد میں عام طور پر رائج اور معلوم ہے کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھوائے گا تو کہہ سکتے ہیں کہ ضمن اذن میں دوسرے کو اذن دینے کا بھی عرفاً اذن مل گیا فان المعروف كالمشروط كما هو من القواعد المقررة الفقهية (جیسا کہ فقہی قواعد میں ہے کہ معروف، مشروط کی طرح ہے) یعنی عرف میں مقررہ امور بغیر ذکر بھی معتبر ہوں گے۔ اور وکیل کو جب اذن توکیل ہو تو بیشک اُسے اختیار ہے کہ خود پڑھائے یا دوسرے کو اجازت دے فی الاشباہ لا یوکل الوکیل الا باذن او تعین (اشباہ میں ہے کہ کوئی وکیل اپنا نائب وکیل مؤکل کی

اجازت یا عمومی اختیار کے بغیر نہیں بنا سکتا ہے۔ (ت) اس تقدیر پر یہ نکاح سرے سے نافذ و لازم واقع ہوا جس کی تنفیذ میں ان تہقیقات کی اصلاح حاجت نہ رہی مگر یہ جب ہی کہہ سکیں گے کہ اس طریقہ نکاح کی شہرت ایسی عالم ہو کہ کنواری لڑکیاں بھی اس سے واقف ہوں اور جانتی ہوں کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھوایگا والا لہٰذا یکن معہ دفعہ عندہن فلا یجعل کالمشروط فی حقہن تأمل وراجع مسئلۃ سحر الخبز وغیرہ فی البلد۔

ورنہ یہ لڑکیوں کے ہاں معروف نہیں ہوگا اس لیے ان کے حق میں مشروط کی طرح نہ ہوگا، غور کرو اور شہر میں روٹی کے بھاؤ وغیرہ کے مسئلہ کی طرف رجوع کرو۔ (ت)

یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ وکیل اصلی نے بعد نکاح کوئی کلمہ ایسا نہ کہا جو اس نکاح کی اجازت ٹھہرے ورنہ خود اسی کے جائز کرنے سے جائز ہو جائے گا اگرچہ اسے اذن توکیل اصلاً نہ ہو۔

فی الاشباہ والوکیل اذا دکل بغیر اذن و تعمیم و اجازت ما فعلہ و کیلہ نفذ الا الطلاق و العتاق

اشباہ میں ہے کہ اگر وکیل کی اجازت کے بغیر یا عمومی اختیار حاصل کئے بغیر وکیل نے از خود دوسرا وکیل بنالیا تو دوسرے وکیل کے لیے عمل کو پہلے وکیل نے جائز قرار دیا تو یہ عمل نافذ ہو جائے گا ما عدا ان کے طلاق اور عتاق کہ ان میں نافذ نہ ہوگا۔ (ت)

حموی میں ہے :

وکذا الوعد اجنبی فاجاز الاول یؤی ہی اگر وکیل کے لیے کسی اجنبی نے عمل کیا تو وکیل نے اسے جائز قرار دیا۔ (ت)

عرض ہر طرح پیش از جماع ان نکاحوں کے نافذ و لازم ہونے میں شبہ نہیں تو اولاد قطعاً اولاد حلال اور بالفرض ان باتوں سے قطع نظر کیجئے اور بتقدیر باطل ہی مان لیجئے کہ اصلاً ان امور سے کچھ واقع نہیں ہوتا تاہم جب ان بلاد میں عام مسلمین کو اس میں ابتلا ہے تو راہ یہ تھی کہ اس روایت پر عمل کریں جسے امام عصام نے اپنے متن میں اختیار فرمایا اور امام فقیہ النفس قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ اور زاہدی نے قنیہ میں اس پر جزم کیا اور علامہ سیدی احمد طحاوی نے اس کی تائید کی یعنی وکیل بالنکاح جب دوسرے کو نکاح پڑھانے کی اجازت دے اور وہ اس کے سامنے پڑھا دے تو نکاح جائز و نافذ ہو جائے گا اگرچہ وکیل کو

اذن توکیل نہ ہو۔

امارداية عصام فقد سمعت واما
الامام فقيه النفس فقال في وكالة
الخانية الوكيل بالتزويج ليس
له ان يوكل غيره فان فعل فزوج الشافى
بحضرة الاول جائز اه واما القنية فحق
الدرو استاذنها فسكت فوكل من
يزوجها ممن سماه جائز ان عرفت
النزوح والمهر كما في القنية ، و
استشكله في البحر بانه ليس
للكيل ان يوكل بلا اذن فمقتضاها
عدم الجواز وانها مستثناة اه
قال ط قوله فمقتضاها عدم الجواز
قد يقال ان الوكيل في
النكاح وان تعدد سفير و
معيرو الحقوق ترجع الى
الموكل فاذا اضاير في تعدده
لا سيما والنزوح والمهر معلومات
ويؤيد ذلك ما ذكره المص والشارح
في الوكالة حيث قال الوكيل
لا يوكل الا باذن امره الا
اذا وكله في دفع تركاة فوكل آخر

لیکن عصام کی روایت تو آپ نے سن لی مگر امام
فقہ النفس (قاضی خان) تو انہوں نے خانیہ کے باب
وکالت میں فرمایا کہ نکاح کے وکیل نے اگر کسی کو وکیل
بنایا تو یہ اس کو جائز نہیں ، اور بنالیا تو دوسرے نے
اگر پہلے کی زوجہ کی نکاح کیا تو جائز ہوگا مگر قنیہ ، تو
دو میں ہے کہ اگر وکیل نے لڑکی سے اذن لینا چاہا تو
لڑکی خاموش رہی اور وکیل نے دوسرے شخص کو نامزد
کیا تاکہ وہ اس لڑکی کا نکاح کرے تو لڑکی کو اگر زوج
کا نام اور مهر معلوم ہو جائے تو اس دوسرے وکیل کا
کیا ہوا نکاح جائز ہوگا ، جیسا کہ قنیہ میں ہے اس پر
بحر میں اشکال کیا کہ وکیل از خود دوسرا وکیل نہیں
بناسکتا ، لہذا اس بنا پر دوسرے کا نکاح صحیح
نہیں ہونا چاہئے ، یا یہ صورت مستثنیٰ قرار دی جائے
اہ ، اس پر غلطی نے فرمایا کہ اس کا قول عدم
جواز چاہئے ، اس پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ نکاح کا وکیل
صرف سفیر اور معیر ہوتا ہے وہ اگر متعدد بھی ہوں تو
حقوق صرف موکل کی طرف راجع ہوتے ہیں ، تو یہ
زیادہ بھی ہوں تو کوئی مضر نہیں خصوصاً جبکہ لڑکی کو
خاوند اور مهر کا علم ہو جائے ، اس کی تائید مصنف
اور شارح کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں
نے وکالت کی بحث میں ذکر کیا ہے جہاں پر انہوں نے

والوکیل بقبض الدین اذا وکل من فی عیالہ
والاعند تقدیر الثمن من المؤکل للوکیل
فیجوز التوکیل بلا اجازة لحصول
المقصود اذ فقی مسئلتنا هذه تطهر
هذه العلة وهی کالمسئلة الاخیرة
بجامع التعین فی کل فتکون مستثناة
فتعین الجواب الثانی فی الشرح
فتأمل اللہ ما فی ط۔

اور شارح کا جواب ثانی متعین ہو جائے گا، غور کر۔ طحاوی کا بیان ختم ہوا۔ (ت)
اور اگر بحالت استیذان غیر اقرب سکوت ہو تو روایت امام کرخی رحمہ اللہ قائلے موجود کہ مطلقاً سکوت
کافی ہے،

فی رد المحتار تحت قوله استاذ نهيا غير الا قرب
فلا عبوة لسكوتها الخ وعن الكونى يكفى غير اقرب يخص رد المحتار من لڑا کی سے اجازت حاصل کرے کوئی
سکوت تھا فتح اللہ۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کا سکوت رضا مندی کے لیے کافی ہے، فتح اللہ (ت)
مقاصد شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ رفیعہ و تیسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تعزیت
تشدید، و لہذا جہاں ایسی دقیقہ واقع ہوئیں علمائے کرام انہیں روایات کی طرف جھکے ہیں جن کی بہت پر
مسلمان تنگی سے بچیں۔ رد المحتار کی کتاب الحدود میں ہے :

هو خلاف الواقع بين الناس وفيه حرج عظيم
لانه يلزم منه تأثيم الأمة
یہ لوگوں میں مروج کے خلاف ہے اور بہت بڑا
حرج ہے کیونکہ اس سے پوری امت کو گنہگار
ٹھہرانا لازم آتا ہے۔ (ت)

لے حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب الولی دار المعرفۃ بیروت ۲/۳۰-۲۹
لے رد المحتار کتاب النکاح باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۰۱
لے رد المحتار کتاب الحدود مطلب فیمین و طی من زقت الیہ " " " ۲/۱۵۵

اور اس کے باقی بیانات کہ ولد حلال و حرام کی تمیز چنیں و چناں ہے کلمات جنوں سے بہت مشابہ جو شدت اہوال قابل جواب نہیں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ اس طریقہ نکاح میں ایک بے احتیاطی ہے جس کے باعث بعض وقتوں میں پڑنے کا احتمال، تو اہل اسلام کو ہدایت چاہئے کہ اس سے باز آئیں، تین باتوں سے ایک اختیار کریں:

اولاً سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے عورت سے خاص اسی کے نام اذن طلب کریں اور یہ ہمیشہ ہر طریقہ میں ملحوظ خاطر رہے کہ اذن لینے والا یا تو ولی اقرب یا اس کا وکیل یا رسول ہو یا عورت سے صراحتاً ”ہوں“ کہلو الیں، مجرد سکوت پر قناعت نہ کریں، اور بعض احمق جاہلوں میں جو یہ دستور سنا گیا ہے کہ دلہن کے سر سے بلا ٹانے کو پاس بیٹھنے والیوں میں سے کوئی ”ہوں“ کہہ دیتی ہے اس کا انسداد کریں۔

ثانیاً وکالت دوسرے ہی کے نام کرنا چاہیں تو یوں سہی کہ جس طرح دلہن سے اس کی وکالت کا اذن مانگیں یونہی اسے اختیار وکیل دینا بھی طلب کریں یعنی کہیں تو نے فلاں بن فلاں بن فلاں کو فلاں بن فلاں بن فلاں کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کا وکیل کیا اور اسے اختیار دیا کہ چاہے خود پڑھائے یا دوسرے کو اپنا نائب بنائے، دلہن کے ”ہوں“۔

ثالثاً اگر یہ بھی نہ ہو اور دوسرے ہی شخص نے وکیل کے سامنے نکاح پڑھایا تو جب وہ پڑھا چکے وکیل فوراً اپنی زبان سے اتنا کہئے کہ میں نے اس نکاح کو جائز کیا اور اس کہنے میں تاخیر نہ کرے کہ مبادا اس کے جائز کرنے سے پہلے دلہن کو خبر نکاح پہنچے اور اس کی ہم عمریں حسب عادت زمانہ اُسے کچھ چھپڑیں اور وہ اپنی جہات سے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے جس سے یہ نکاح کہ اب تک نکاح فضولی تھا رد ہو جائے پھر وکیل تو وکیل خود دلہن کے جائز کیے بھی جائز نہ ہو گا فان الاجازۃ لا تلحق المفسوخ (کیونکہ فسخ شدہ نکاح کو بعد کی اجازت مفید نہیں ہے۔ ت) بخلاف ان تینوں شکلوں کے کہ بالکل اندیشہ و وعدہ سے پاک ہیں۔

رہا زید کا کنگلے وغیرہ کو ذکر کرنا، وہ محض فضول کہ آخر یہ رسمیں کفر تو نہیں جن کے باعث نکاح نہ ہو۔ یاں معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفر صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ و اسلام اُن کا نکاح کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا، اسی طرح اگر بعد نکاح اُن میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ بھی حرامی ہوگی اس کے سوا وہ کلمات جن پر فتاویٰ وغیرہ میں خلافت تحقیق حکم کفر لکھ دیتے ہیں اور وہ کلمات جن میں کوئی ضعیف مروج روایت بھی اگرچہ اور کسی امام کے مذہب میں عدم کفر کی شکل آئے اُن کے ارتکاب سے گو تجدیداً اسلام و نکاح کا حکم دیں مگر اولاد اولاد زنا نہیں۔

فی الدر المختار وغیرہ ما یکون کفر الاتفاق کفر ہو اس کے ارتکاب سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کی اولاد، ولد زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اس کے ارتکاب پر توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہوگا اھ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ازراپور افغانان فرنگن محل بزریرہ ملاطریعت مرسلہ مولوی علیم الدین صاحب چانگامی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ اس ملک بنگالہ میں زمانہ قدیم سے دریا عوام بلکہ اکثر خواص کے بھی یہی دستور ہے کہ بعد خواستگاری اور قول اقرار مرتبیاں طرفین اور قبل ایجاب و قبول کے مخطوبہ کو بعد ضیافت برائیاں کے مکان میں لاکر اس طور پر نکاح کرتے ہیں کہ چند مرتبیاں عاقدین بالغین و چند بزرگان مجلس کی اجازت سے ایک شخص کو اُس مجلس والے وکیل مخطوبہ قرار دے کر اور دو گواہ یا تین چار گواہ کو اس وکیل کے ساتھ کر کے دو لہا کی مجلس مخطوبہ کے پاس جو قریب پرادہ کے اندر بیٹھی ہوئی ہے روانہ کرتے ہیں اب یہ وکیل مخطوبہ کے قریب گواہوں کے ساتھ جاکر مخطوبہ سے تین بار اس طرح سے قبول کرتا ہے کہ اے فاطمہ زید کی بیٹی! تو نے بچہ کو جو خالد کا پسر ہے اس قدر مہر پر جو اس کے اوپر واجب الادا ہوگا اپنی زوجیت میں قبول کیا، تو فاطمہ باواز بلند کہتی ہے کہ میں نے قبول کیا، یا فقط 'قبول کیا' کہہ دیا، اور اس قبول مخطوبہ کو گواہان نے بھی سن لیا اب پھر وہ وکیل مخاطب کی مجلس میں اپنے گواہان کے ساتھ حاضر ہوتا ہے تو جو قاضی عقد کرانے کو دو لہا کے پاس بیٹھا ہے وہ اس وکیل سے سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے، تو وہ وکیل جواب دیتا ہے کہ میں فاطمہ مخطوبہ کا وکیل ہوں، تو قاضی دریافت کرتا ہے کہ تو کیا جانتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ فاطمہ دختر زید نے بکر پسر خالد کو اپنی زوجیت میں قبول کیا ہے اور میں نے قبول کر لیا ہے، پھر قاضی سوال کرتا ہے کہ تمہارا کوئی گواہ بھی ہے تو وکیل اپنے گواہوں کی طرف اشارہ کر کے بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ گواہ موجود ہیں تو قاضی پھر ان گواہوں کی طرف متوجہ ہو کر ہر ایک گواہ سے الگ الگ سوال کرتا ہے اور گواہ لوگ اپنی سماعت بیان کرتے ہیں یعنی فاطمہ نے بچہ کو قبول کیا، اب جب قاضی کو سماعت شہادت سے فراغت ہوئی تو یہ تعلیم قاضی یا خود وکیل مذکور بکر کو قبول

کراتا ہے کہ تو نے فاطمہ و خنزیر کو اس قدر (سور و پے یا ہزار مثلاً) مہر اپنے ذمہ لے کر قبول کیا یا قبلت تو بکر اقرار کرتا ہے کہ میں نے ہندہ کو قبول کیا یا فقط قبول کیا یا قبلت کہہ دیا پھر قاضی خطبہ وغیرہ پڑھ کر مجلس عقد ختم کر دیتا ہے تو اب صورت مذکورہ میں فاطمہ اور بکر کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں، بر تقدیر اول بعض علماء کو یہ شبہ ہے کہ یہ وکیل مذکور نہ تو مخاطب کی طرف سے مقرر ہوا نہ مخطوبہ کی طرف سے، حالانکہ یہ دونوں بالغ ہیں اور بالغ کا نکاح بلا اذن عاقدین کیونکر ہو سکتا ہے، اور بر تقدیر ثانی ہزاروں آدمی حرام زادے قرار پاتے ہیں اور یہ ایجاب و قبول مذکور کیا قرار پائے گے، کیا نکاح مذکور بالکل معدوم قرار دیا جائے گا، کیا نکاح فضولی سے بھی خارج ہو گیا؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

اس مسئلہ میں ایانت جواب اور بتوفیقہ تعالیٰ اصابت صواب محتاج نظر غائر و فکر دقیق۔
فاقول و بالله التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ سفیر مذکور جسے وہ عوام وکیل مخطوبہ پٹھارتے ہیں اس کا مخطوبہ و مخاطب دونوں سے خطاب مذکور بصورت استفہام ہے اگرچہ حرف استفہام مقدر ہے اور استفہام عقد اقسام انشاء دو قسم متباہن ہیں تو جہاں حقیقت استفہام مقصود و مفہوم ہو وہ کلام ایجاب یا قبول نہیں قرار پاسکتا، یاں اگر صورت استفہام اور محقق عقد استفہام ہو تو ایجاب یا توکیل مقصود ہوگا مگر اس کے لئے قیام قرینہ درکار کما ہوشان کل مجاز (جیسا کہ ہر مجاز کا تقاضا ہے۔ ت) ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر زید نے عمرو سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اس نے کہا "دی" یا "یاں"، نکاح نہ ہوگا جب تک زید اس کے جواب میں "میں نے قبول کی" نہ کہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے،
 لو قال رجل لا خیر نہ و جتنی اینتک فقال الآخر اگر ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے نہ و جت اوقال نعم عجیباً لہ لم یکن نکاحاً نکاح کر دی، دوسرے نے جواب میں کہا کہ نکاح کر دیا،
 ما لم یقل الموجب بعدہ قبلت لان زوجتق یا "یاں" کہہ دیا تو نکاح نہ ہوگا جب تک ایجاب کرنے
 استخبار و لیس بعقد بخلاف نہ و جتنی والا بعد میں یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی، کیونکہ پہلے کا
 لانه توکیل ہے یہ کہنا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے نکاح کر دی، یہ صرف
 طلب خبر ہے عقد نکاح نہیں ہے، اس کے برخلاف اگر پہلا یہ کہنا کہ تو مجھے نکاح کر دے، تو اس سے دوسرا
 وکیل بن جاتا اور اس کا "نکاح کر دی" کہنے سے نکاح ہو جاتا۔ (ت)

خلاصہ وخرانہ المفتین میں ہے :

مرجل قال لأخو دخر خولش فلانہ مرادہ بڑی فقال
 دادم وھی صغیرۃ ینعقد النکاح وان لم
 یقل الزوج قبلت ولو قال دادی لا یجود
 اذا قال دام ما لم یقل الزوج پذیرتم الخ
 نکاح ہو جائے گا، اور پہلے نے یہ کہا ہو کہ تو نے مجھے دی ہے تو دوسرے کے "دے دی" کہنے سے نکاح
 نہ ہوگا جب تک پہلا "میں نے قبول کی" نہ کہے الخ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خاں دہندیہ میں امام ابو بکر محمد بن الفضل سے ہے :

اذا قال لاب البنت نرو جتنی ابتک فقال
 نرو جت او قال نعم لایکون نکاحا الا ان
 یقول له الرجل بعد ذلك قبلت لا ن
 نرو جتنی استخیار و لیس یعقد بخلاف
 قوله نرو جتنی لانه توکیل
 ہے اور عقد نکاح نہیں ہے۔ اس کے بخلاف اگر پہلا یوں کہتا "تو مجھے نکاح کر دے" تو بطور توکیل نکاح
 ہو جاتا ہے اخ تصاراً (ت)

نیز خانیہ میں ہے :

مرجل قال لغيره بالفارسیۃ دخر خولش را
 مرادادی فقال دادم لایکون نکاحاً
 ایک شخص نے دوسرے کو فارسی میں کہا تو نے اپنی
 لڑکی مجھے دی، تو جواب میں دوسرے نے کہا
 دے دی، تو نکاح نہ ہوگا۔ (ت)

اسی طرح کتب معتبرہ کثیرہ میں ہے، یہ اصل استفہام کا حکم ہے،

فالاطلاق انما هو بالنظر الى الحقيقة
 کلام میں اطلاق حقیقی معنی کے لحاظ سے ہوتا ہے

۴/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	کتاب النکاح	خلاصہ الفتاویٰ
۷۶/۱	قلمی نسخہ	"	خرانہ المفتین
۱۴۹/۱	نوکشور لکھنؤ	"	۷۶ فتاویٰ قاضی خاں

امالو اطلقت فهي مقيدة حقيقة بما اذا
 اور اگر عام کر دیا جائے تو پھر اس وقت حقیقی معنی مراد
 لینے کے لئے مجازی معنی (تحقیق عقد) مراد نہ ہونے
 کی قید ضرور ہوگی۔ (ت)

یہی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ہنگام ارادہ تحقیق عقد تام ہے، فتاویٰ ظہیریہ و خزانۃ المفتین میں ہے:
 لو قال بالفارسیة دختر خویش مرادی فعال
 اگر ایک نے دوسرے سے فارسی میں کہا کہ تو نے
 دام لا ینعقد النکاح لان هذا استخبار
 اپنی لڑکی مجھے دی، تو دوسرے نے کہا "دی" تو
 واستیعاد فلا یصیر وکیلا الا اذا اراد به
 نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ یہ پہلے کا کلام، طلب خبر
 التحقیق دون الاستیاء
 ہے اور طلب وعدہ ہے لہذا اس کلام سے
 دوسرا پہلے کے لیے وکیل نہ ہو سکے گا، مگر یہ کہ پہلے نے اپنی کلام سے تحقیق عقد (مجازی معنی) مراد لیا ہو تو نکاح
 ہو جائے گا اور استفہام کا حقیقی معنی استفسار اور منگنی و استخبار ہو تو نکاح نہ ہوگا (ت)
 وجیز امام کروری میں ہے:

قال له دختر خود فلانہ را بمن ده فقال دام
 ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنی فلاں لڑکی مجھے دے،
 وهي صغيرة انعقد وان لم یقل قبلت
 تو دوسرے نے جواب میں کہا میں نے دی، تو نابالغہ
 لانه توکیل و لو قال بمن دادی لا اذا قال
 لڑکی ہو تو نکاح ہو جائیگا اگرچہ پہلے نے اس کے بعد
 دام و قال الزوج پذیرفتم، الا اذا اراد بدادی
 "میں نے قبول کی" نہ کہا ہو کیونکہ "اپنی لڑکی دے"
 التحقیق ہے
 کہنا دوسرے کو وکیل بنانا ہے، اور اگر پہلے نے یہ

کہا ہو کہ "تو نے مجھے دی" تو پھر نکاح نہ ہوگا مگر اس صورت میں جب دوسرے نے "میں نے دی" کہا اور
 پہلے نے اس کے جواب میں "میں نے قبول کی" کہا ہو یاں اگر پہلے نے "دادی" کے لفظ سے استفہام کی بجائے تحقیق عقد مراد لی ہو۔ (ت)

عنه ای جعلت الکلام مطلقا شاملا للحقیقة
 یعنی کلام کو اطلاق پر رکھ کر عام کر دیا جائے یوں کہ حقیقت
 والمجاز وبالجملة فالتقید موجب
 اور مجاز دونوں کو شامل ہو۔ خلاصہ یہ کہ کلام کو حقیقت
 للاطلاق والاطلاق موجب للتقید
 سے مقید کرنا، دلالت میں اطلاق کو چاہتا ہے، اور
 فافهم ۱۲ مغفر له۔ (م)
 کلام کو عام کرنا (حقیقت و مجاز کو شامل کرنا) عدم مجاز
 کی قید کو چاہتا ہے، غور کرو۔ ۱۲ منہ مغفر له (ت)

لے خزانۃ المفتین کتاب النکاح قلمی نسخہ ۶۹/۱
 لے فتاویٰ بزازیر علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۰/۴

محیط و ہندیہ میں ہے :

لا ینعقد النکاح ما لم یقل الخاطب پذیر فتم
الا اذا اراد بقوله دادی التحقیق دون
السوم الخ۔

منگنی پوچھنے والا جب تک لڑکی کے باپ کے جواب
کے بعد ”میں نے قبول کی“ نہ کہے گا نکاح نہ ہوگا ،
مگر یہ کہ اس کے اس کہنے ”مجھے تو نے اپنی لڑکی دی“
سے مراد منگنی نہ ہو بلکہ تحقیق مراد ہے الخ (ت)

ذخیرۃ العقبہ میں ہے :

قوله دادی استخبار فلا یثبت التوکیل به نعم
اذا ارید بقوله دادی التحقیق دون السوم
ینعقد النکاح وان لم یقل الخاطب
پذیر فتم الخ۔

ایک کا کہنا ”تو نے دی“ یہ طلب خبر ہے اس سے توکیل
ثابت نہ ہوگی۔ ہاں اگر ”تو نے دی“ سے مراد منگنی کی بجائے
تحقیق ہو تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ بعد میں یہ کہنے والا
”میں نے قبول کی“ نہ کہے الخ (ت)

یہی محل ہے اس فرع ذخیرہ و ہندیہ کا ،
قیل لامرأة خولشتن رازن من کردی فقالت کردم
ینعقد النکاح و کذا الوقال خولشتن رازن من
گردانیدی فقالت گردانیدم۔

اگر کسی عورت کو یہ کہا گیا تو نے اپنے کو میری بیوی کر دیا
تو عورت نے کہا میں نے نہ کر دیا ”تو نکاح منعقد
ہو جائے گا ، اور بونہی اگر کسی نے عورت کو کہا تو نے اپنے
کو میری بیوی بنا دیا ، تو عورت نے کہا ”میں نے بنا دیا“
نکاح ہو جائے گا (ت)

اور اس فرع محیط و ہندیہ کا

سئل نجم الدین عن قال لامرأة خولشتن را
ہزار درم کا بین بمن بزنی دادی فقالت بالسمع
والطاعة قال ینعقد النکاح ولو قالت
سپاس دارم لا ینعقد لان الاول

نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ جس نے کسی عورت کو کہا
کہ تو نے اپنے کو ہزار درم کے بدلے میری بیوی کر دیا
تو عورت نے جواب میں کہا ”سُنا اور اطاعت کی“
تو انھوں نے فرمایا : نکاح منعقد ہو گیا ، اور اگر عورت

۲۴۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	الباب الثانی	لے فتاویٰ ہندیہ
۱۴۶/۲	نولکشور کانپور	”	”	لے ذخیرہ عقبہ
۲۴۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	”	الباب الثانی	لے فتاویٰ ہندیہ

نے جواب میں یوں کہا "پسند کرتی ہوں" تو نکاح نہ ہوگا کیونکہ پہلا جواب، قبولیت ہے اور دوسرا صرف وعدہ ہے۔ (د) لاجرم قول فیصل یہ قرار پایا کہ مدار کا مفہوم مستفاد بنظر احوال و قرآن استعمال پر ہے، زید نے کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے دی، عمرو نے کہا دی۔ اگر مجلس منگنی کی تھی منگنی ہوئی اور نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا، درمختار میں ہے :
 وکذا (ای فی کونہ ایجابا قولہ) انا متزوجک
 او جئتک خاطبا لعد مجریان المساومة فی
 النکاح او هل اعطیتینہا ان کان المجلس للنکاح
 فنکاح وان للوعد فوعد
 اور اگر مجلس منگنی ہو تو منگنی قرار پائے گی، کیونکہ نکاح میں بجا و جاری نہیں ہوتا صرف منگنی یا نکاح ہوتا ہے بلکہ
 شرح مختصر الطحاوی لا سیب جانی پھر شرح قدوری للزہدی پھر القرویہ و دقائق المفتیین میں ہے :
 قال له هل اعطیتینہا فقال اعطیت فان
 کان المجلس للوعد فوعد وان کان
 للعقد النکاح فنکاح
 فتح القدیر و رد المحتار میں ہے :

لما علمنا ان الملاحظة من جهة
 الشرع فی ثبوت الانعقاد و لزوم حکمہ
 جانب الرضی عدینا حکمہ الى کل
 لفظ یفید ذلک بلا احتمال مساو
 للطرف الآخر فقلنا لو قال
 بالمضاہع ذی الهمزة اتزوجک
 فعالت نزوجت نفسی انعقد و
 جب ہمیں معلوم ہوا کہ نکاح کے منعقد ہونے اور اس
 حکم کے لازم ہونے میں شریعت نے رضا والے پہلو
 کا لحاظ کیا ہے، تو ہم نے اس پر نکاح کے حکم کو ایسے
 الفاظ تک پھیلایا جو رضا کے اظہار کا فائدہ دے سکتے
 ہیں بشرطیکہ یہ رضا کے خلاف کا مساوی طور پر احتمال
 نہ رکھتے ہوں اس لیے ہم نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مضارع
 واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے یوں کہا

۲۷۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثانی	کتاب النکاح	۱۷۱/۱	۱۷۱/۱
۱۸۵/۱	مجتبائی دہلی		"	۱۸۵/۱	۱۸۵/۱
۳۳/۱	دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان		"	۳۳/۱	۳۳/۱

فی المبدوء بالتاء تزوجنی ببتک فقال
فعلت عند عدم قصد الاستيعاد لانه
يتحقق فيه هذا الاحتمال بخلاف الاول
لانه لا يستخبر نفسه عن الوعد واذا كان
كذلك والنكاح مما لا يجري فيه المساومة
كان للتحقيق في الحال فانه قد به لا باعتبار
وضعه للانشاء بل باعتبار استعماله في
غرض تحقيقه واستفادة الرضى منه
حق قلنا لوصرح بالاستفهام اعتبر ففهم
الحال قال في شرح الطحاوی لو قال هل
اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس
للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح اه

”میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں“ تو عورت نے
اس کے جواب میں کہا ”میں نے اپنا نکاح کیا“ تو
نکاح ہو جائے گا۔ اگر کسی نے مضارع و احد مخاطب
کے صیغہ کو استعمال کیا اور یوں کہا ”تو اپنی بیٹی مجھ سے
نکاح کر دے گا“ تو جواب میں دوسرے نے کہا
”میں نے کر دیا“ جب اس سے وعدہ کا ارادہ نہ ہو
تو یہ الفاظ بھی چونکہ رضامندی کا احتمال رکھتے ہیں اس
لیے نکاح ہو جائے گا۔ اس کے بخلاف پہلی صورت
میں وعدہ کا احتمال نہیں کیونکہ خود مکمل مضارع کے
صیغہ سے اپنی ذات کے بارے میں وعدہ کی خبر نہیں
دیتا، جب یہ معاملہ ہے تو اس صورت میں فی الحال
نکاح کو قائم کرنا مقصود ہے تو اسی وقت نکاح

ہو جائے گا، کیونکہ نکاح میں مذکورہ الفاظ سے بھلا تو مراد نہیں ہو سکتا۔ تو ایسے الفاظ سے نکاح کا انعقاد
اس لیے نہیں کہ یہ الفاظ نکاح کے لیے وضع ہیں بلکہ اس لیے کہ ان الفاظ کا استعمال مقصد کو حاصل کرنے
کی غرض سے کیا گیا اور ان سے رضامندی کا اظہار بھی ہوتا ہے، حتیٰ کہ ہم یہ کہیں گے اگر کسی نے ان الفاظ
سے صراحتاً استفہام مراد لیا تو پھر حال کا اعتبار کیا جائے گا، طحاوی کی شرح میں فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے
کو کہا ”کیا تو نے اپنی بیٹی مجھ سے دی ہے“ تو دوسرے نے جواب میں کہا ”کہ میں نے دی ہے“ تو اس صورت
میں اگر مجلس منگنی ہو تو یہ منگنی ہوگی اور یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہوگا (ت)

اس تحقیق ائق سے عبارات ملتئم ہو گئیں اور حکم منتظم و تمام الکلام علی مسئلۃ الاستفہام فیما
علقناہ علی رد المحتار (اور مسئلہ استفہام پر مکمل کلام رد المحتار پر ہمارے حاشیہ میں ہے) جب یہ اصل متصفح
ہوئی اب صورت مستفسرہ کی طرف چلے شخص مذکور کہ مجلس مخاطب سے اُٹھ کر مخاطبہ کے پاس جاتا ہے جبکہ
اس سے پہلے نہ مخاطب سے اذن لیا نہ مخاطبہ سے، اور وہ دونوں بالغ ہیں کہ اُن کے معاملہ میں غیر کا
اذن کوئی چیز نہیں تو اُسے وکالت سے کیا علاقہ، یقیناً فضولی محض ہوتا ہے مگر ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کے نزدیک عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت صاحب اجازت پر موقوف رہتا ہے کما نصوا علیہ فی الکتب قاطبۃ (جیسا کہ فقہائے تمام کتابوں میں اس پر نص کی ہے۔) پس اگر اس کلام سے کہ یہ فضولی مخطوبہ سے کہتا ہے تحقیق عقد مراد و مفہوم ہوتی تو اُسی وقت العقد نکاح میں مشابہ نہ تھا اس کا کلام ایجاب ہوا اور مخطوبہ کا جواب قبول عقد موقوفاً منعقد ہو گیا، اُس کے بعد جب فضولی مذکورہ خواہ دوسرے شخص نے مخاطب کو اس کی خبر دی اور اس نے اظہار قبول کیا، یہ صراحت اس عقد موقوف کی تنفیذ ہوئی اور نکاح تام و نافذ لازم ہو گیا، قبول کیا میں نے اور قبول کیا دونوں یکساں ہیں کہ جب تو نے قبول کیا کے جواب میں "قبول کیا" کہا تو اس کے صاف یہی معنی ہوئے کہ میں نے قبول کیا لان السؤال معاد فی الجواب (کیونکہ جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہوتا ہے۔) ت

ذخیرہ ہندیہ میں ہے :

قیل لامرأة غويشتن رابلاں بزنے دادی فعالیت
داد و قیل للزوج پذیرفتی فعال پذیرفت ینعقد
النکاح وان لم تقل المرأة دادم والنزوح
پذیرفتم
"میں نے قبول کیا" یا "میں نے اپنا نکاح دیا" نہ کہا ہو۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے :

قولہما داد پذیرفت بعد دادی و پذیرفتی ایجاب
و قبول لمكان العرف فان جواب مثل هذا
الکلام قد ینکر بالمیم و بدو نہ کفر و خت
و خرید فی البیع
"تو نے دی، تو نے قبول کی" کے الفاظ کے بعد
صرف "دی" قبول کی کہنا عرف کی بنا پر ایجاب
قبول ہے، کیونکہ ایسی کلام کے جواب میں مشکلم کا صیغہ
ضروری نہیں ہے، جیسے بیع میں صرف "خرید و
فروخت" کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ (ت)

اقول جب فارسی میں داد و دادم و پذیرفت و پذیرفتم کا ایک حکم ہے تو اردو میں بدرجہ اولیٰ
فان صیغۃ الماضی بالفارسیۃ للغائب
کیونکہ فارسی میں ماضی غائب اور مشکلم کا صیغہ

غيرهالمتكلم بخلاف لساننا فانها هي صيغة
واحدة للغائب والحاضر والمتكلم
جميعا وانما يفرق بالضمائر او ذكر الظاهر
الاتري ان الفرس تقول او كرو و تو كرو و من
كروم ونحن نقول في الكل اس نے کیا تو نے
کیا میں نے کیا وكذلك في الفعل اللازم وہ
آيا تو آيا میں آيا وانما يفرق فيه بين الواحد
والجمع والمذكر والمؤنث فصيغته في
اللائم ما سابع آيا آئي للواحد المذكر
والمؤنث و آئي آئي للجمعين كذلك و
في المتعدي صيغة واحدة لكل وهو كما مثلاً
سواء اسندته الى اس او انھوں او تو او ہم
للمذكر او المذكر او الانثى او الانثى اوله
ذكرنا وانا تا و لا فرق بين الغائب والحاضر
والمتكلم في شئ منهما اصلا وبه تبين بطلان
منعهم من يزعم ان قول المخاطب قبول کی بدون
میں نے لا ینعقد به النکاح لعدم تعیین
القابل۔

علیحدہ ہے جبکہ ہماری زبان میں ماضی غائب، حاضر
اور متکلم کا ایک ہی صیغہ ہے جو صرف ضمیر یا اسم
ظاہر کی تبدیلی میں فرق پیدا کرتا ہے، آپ دیکھیں کہ
فارسی والے او کرو، تو کروی اور من کروم ہر ایک
کے لیے علیحدہ صیغہ استعمال کرتے ہیں جبکہ ہم سب
کے لیے صرف "کیا" کہتے ہیں، اس نے کیا، تو
نے کیا، میں نے کیا، اور یوں ہی ہماری زبان میں
فعل لازم کا بھی ایک ہی صیغہ ہے جو ضمیر لگانے سے
غائب، حاضر اور متکلم کا فرق ظاہر کرتا ہے مثلاً وہ
آیا تو آیا میں آیا البتہ واحد جمع و مذکر و مؤنث کے لحاظ سے لازم
کے چار صیغے ہیں۔ آیا، آئی، آئی و مؤنث و مذکر کے لیے
آئے اور آئیں جمع مذکر و مؤنث کے لیے ہیں۔ اور
فعل متعدی کا صرف ایک صیغہ ہے۔ اور یہ، کیا، ہے
اس کو بھی ضمیر لگا کر واحد مذکر و مؤنث، جمع مذکر و مؤنث
کے ساتھ غائب، حاضر اور متکلم کا فرق کیا جاتا ہے مثلاً اس نے
تو نے کیا، میں نے کیا، غرضیکہ اردو میں فعل لازم اور
متعدی کے لیے غائب، حاضر اور متکلم کا ضمیروں کے
بغیر کوئی فرق نہیں ہے۔ اس بحث سے واضح ہو گیا
کہ بعض کا خیال غلط ہے کہ شادی کا پیغام دینے والے پہلے شخص کا دوسرے کے "میں نے دی" کے جواب میں
صرف "قبول کی" کہنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ "میں نے" ذکر نہ کرے کیونکہ اس سے قبول کرنے والے
کا تعین نہیں ہوتا لہذا "میں نے قبول کی" کہنا ضروری ہے اس خیال کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں
غائب، حاضر اور متکلم کے لیے صیغہ کا فرق نہیں ہے۔ (ت)

مگر تقریر مذکور سوال سے ظاہر یہ ہے کہ فضولی کا مخطوبہ سے وہ کلام بقصد انشاء عقد نہیں ہوتا، نہ وہ
مجلس مجلس عقد کبھی جاتی ہے بلکہ اُسے اپنے زعم میں ہندہ سے طلب اذن کی مجلس سمجھتے اور اس گفتگو کو استیذان
جاننے اور مجلس عقد مجلس مخاطب کو قرار دیتے ہیں جب یہ وہاں سے واپس آ کر مخاطب سے خطاب کرتا ہے

ولہذا پلٹ کر قاضی کے پاس جاتا ہے جو عقد کرانے کو ڈولھا کے پاس بیٹھا ہے اور اس کے سوال پر اپنے آپ کو وکیل مخطوبہ ظاہر کرتا ہے اور اس کے قبول یعنی رضا سے خبر دیتا ہے، ان قرآن و احادیث سے مجلس مخطوبہ کا مجلس عقد نہ ہونا ظاہر اور لا اقل آسان تو بدیہی کہ ارادہ عقد ظاہر نہیں معنی مجاز مراد نہ ہو سکنے کو اسی قدر بس ہے

فان المجاز مفسقہ فی قرینۃ تظہر ارادۃ فیجئ لا قرینۃ ترجح جانبہ لا تصح ارادۃ کما علمت من قول المحقق علی الاطلاق بلا احتمال مساوی للطرف الاخر و اذا کان الامر علی ما وصفنا لم یصح جعل الاستفہام تحقیقاً کما دریت۔
کیونکہ مجاز ایسے قرینے کا محتاج ہے جس سے مستحکم کا ارادہ واضح ہو سکے، تو جہاں ایسا قرینہ نہ ہو جو مراد کو واضح کر سکے وہاں اس معنی مجازی کو مراد نہیں لیا جاسکتا، جیسا کہ محقق علی الاطلاق کے قول "غیر کا مساوی احتمال نہ ہو" سے واضح معلوم ہوا، جب معاملہ یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے تو استفہام کا مجازی معنی، تحقیق عقد قرینہ کے بغیر مراد لینا درست نہ ہوگا، جیسا کہ آپ نے سمجھ لیا۔ (ت)

اب قبول مخطوبہ کو ایک رکن عقد یعنی ایجاب قرار دیجئے تو باطل محض ہے کہ اس ایجاب کا قبول جب کہ دوسری مجلس مخاطب میں ہوگا اور کوئی ایجاب مجلس سے باہر قبول پر موقوف نہیں رہ سکتا

کما نصوا علیہ فی عامۃ الکتب و فی النہج والدر من شرائط الایجاب والقبول اتحاد المجلس و فی التنویر و شرحیہ لا یتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح و بیع و غیرہما بل یتطل الایجاب و لا تلحقہ الاجازۃ اتفاقاً۔
جیسا کہ فقہاء کو امام نے عام کتب میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ نہر اور در میں ہے کہ ایجاب و قبول کے معتبر ہونے میں مجلس کا اتحاد ضروری ہے۔ اور تنویر اور اس کی دونوں شرحوں میں ہے کہ ایجاب مجلس سے کسی غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہ ہوگا، تمام عقود، نکاح و بیع وغیرہما کا یہی حکم ہے کہ ایجاب بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے اور اس کو اجازت نہیں ہوتی۔

اور اگر توکیل ٹھہرائیے تو اس کی طرف بھی راہ نہیں، توکیل دوسرے کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے اتنا بت کا اصلاً کوئی ذکر نہ کلام شخص مذکور میں تھا نہ کلام مخطوبہ میں، تو اس کا حاصل صرف اس قدر ہوا کہ مخطوبہ نے اس کے سامنے زید کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کی رضا ظاہر کی یہ توکیل نہ ہوئی۔

تنویر الابصار میں ہے :

هو اقامة الغير مقام نفسه في تصرف
جاؤ بمعلوم

بنانا۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں زید نے عمرو سے کہا کاش ! تو میرا نکاح فلاں عورت سے کر دیتا، اس نے کر دیا، یہ نکاح، نکاح فضولی ہوا، حالانکہ یہاں صراحتہً عمرو سے استعانت تھی تو مجرد اس قدر کہ اس نے کہا تو فلاں سے نکاح پر راضی ہے؛ اس نے کہا ”ہوں“ کیونکہ توکیل ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے :

سئل فی رجل قال كل امرأة اتزوجها
فهم طابق ثم قال بمجلس لرجل ليتك
تزوجني فلانة هل اذا زوجة يحنث امر
لا اجاب لا يحنث لانه لم يتزوج بل
زوج والمزوج فضولي بلا شك والحال
هكذا الخ۔

یا نہیں؛ تو انھوں نے جواب دیا کہ طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس نے خود نکاح نہیں کیا بلکہ اس کا نکاح ایک غیر شخص (فضولی) نے کیا ہے اور بلا شک معاملہ یہی ہے الخ (ت)

بالجملہ اس وقت تک کی جو کارروائی تھی لغو و فضول گئی۔ اب رہا وہاں سے واپسی کے بعد شخص مذکور کا خطاب سے خطاب، یہاں ضرور تحقیق عقد ہی مقصود ہے کہ ان کے زعم میں مجلس مخطوبہ مجلس توکیل تھی اب کہ یہ اپنے نزدیک وکیل بن کر آیا اس مجلس عقد میں عقد کرتا ہے تو یہ استفہام حقیقہً ایجاب ہوا اور زوج کا کہنا قبول کیا قبول۔

اقول وبالله التوفیق، تحقیق مقام یہ ہے کہ استفہام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے قال الله تعالى فهل انتم منتہون ای انتہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم باز آؤ گے؛ اس سے مراد

۱۰۳/۲	مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الوکالۃ	۱۔ در مختار شرح تنویر الابصار
۲۶/۱	دار المعرفۃ بیروت	فصل فی نکاح الفضولی	۲۔ فتاویٰ خیر یہ کتاب النکاح
۱۰۶ ص	اصح المطابع دہلی	تحت الآیۃ فهل انتم منتہون	۳۔ تفسیر جلالین

وقال تعالى اتصبرون وكان ربك بصيرا
 اصبر و^۱ وقال صلى الله تعالى عليه وسلم
 هل انتم تاركوا الى صاحبتي اى اتكوا -
 یہ ہے کہ باز آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا
 تم صبر کرو گے اور تیرا رب تعالیٰ بصیر ہے، اس
 سے مراد یہ ہے کہ صبر کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے میرے صاحب کے بارے میں چھوڑو گے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ تم چھوڑو (ت)
 تو "تو نے قبول کیا؟" بمعنی "قبول کر" ہے، اور امر میں اگرچہ ہمارے علمائے مختلف ہوئے کہ وہ توکیل
 ہے یا ایجاب۔

في الدر المختار من زوجتي او زوجتي نفسك
 او كوفي امرأتى ليس بايجاب بل توکیل
 ضمني وقيل ايجاب ورجحه في البحر اه
 مختصرا وفي رد المختار مشى على الاول
 في الهداية والمجمع ونسبه في الفتح الى
 المحققين وعلى الثاني ظاهر الكنز و
 اعترضه في الدر بيان مخالف للظاهر
 واجاب في البحر والنهر بانه صرح به في
 الخلاصة والخانية قال في الخانية و
 ولفظة الامر في النكاح ايجاب وكذا في
 الخلع والطلاق والكفالة والهبة اه
 قال في الفتح وهو احسن الخ

در مختار میں ہے: تو میرا نکاح کر دے، لے عورت
 تو میرا نکاح کر، یا اس کو کہا تو میری بیوی ہو جا،
 تو یہ کلمات ایجاب نہ ہوں گے بلکہ ضمناً توکیل ہوگی۔
 بعض نے کہا کہ یہ ایجاب ہے، اور بحر میں اسی کو
 ترجیح دی ہے اہ مختصراً۔ اور رد المختار میں ہے کہ
 ہدایہ اور مجمع میں پہلے قول کو اپنایا ہے اور اس کو
 محققین کے طرف منسوب کیا ہے اور دوسرے
 پر کفر نے ظاہر کیا ہے، اور اس پر در میں اعتراض
 کیا ہے کہ یہ علماء کے قول کے مخالف ہے، اور
 اس کا جواب بحر اور نہر میں یہ دیا گیا کہ خلاصہ اور
 خانہ میں اس پر تصریح کی ہے۔ اور خانہ میں فرمایا
 کہ امر کا لفظ نکاح میں ایجاب ہوتا ہے اور خلع،

طلاق، کفالہ اور ہبہ میں بھی ایجاب ہے، اور فتح میں فرمایا کہ یہ احسن ہے الخ (ت)
 اور قول توکیل پر یہاں العقد نکاح میں دقت ہوتی کہ یہ شخص مخاطب کو توکیل کرنے والا کون نکاح کا توکیل

۳۰۴ ص	اصح المطابع دہلی	اتصبرون وكان ربك بصيرا	تحت الآية	لہ تفسیر جلالین
۵۱۹/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضل ابی بکر الخ		۲۷ صحیح بخاری
۱۸۵/۱	مجتبائی دہلی	کتاب النکاح		۳۷ در مختار
۲۶۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت			۴۷ رد المختار

بالنکاح تو دوسرے کو وکیل کر سکتا ہی نہیں، فضولی کیا چیز ہے،

فی الخلاصة لو قال الوكيل بالنكاح هب ابنتك
لفلان فقال الاب وهبت لا ينعقد النكاح
ماله يقل الوكيل بعد قبلت لان الوكيل
لا يملك التوكيل لله وان كان يتراعى لم ان
لقائل ان يقول لعل لا ينعقد فيه بمعنى
لا ينفذ فانه ان لم يملك كان توكيل فضولي
فكان ما اذا الاترى ان الفضولي لا يملك
التزويج ولونزول لحصل الزواج ولو
موقوف فكذا ينبغي ان تحصل بتوكيله
الوكالة وان توقف نفاذه على تنفيذ من
له التنفيذ قال في المحرمين البيوع الظاهر
من فروعههم ان كل ما صح
التوكيل به فانه اذا باشرة
الفضولي يتوقف الا الشراء
بشرطه اه ومعلوم ان التوكيل
مما يصح به التوكيل
فالظاهر الانعقاد موقوف او
ان ارئيد عدمه اصلا
ماله يقل الوكيل قبلت فالتعليل
الصحيح الواضح ما افاد
العلامة الفهامة على المقدسي

خلاصہ میں ہے اگر وکیل نے کسی کو کہا کہ تو اپنی لڑکی فلاں
کو دے، تو باپ نے جواب میں "میں نے دی" کہا،
تو جب تک اس کے بعد وکیل "میں نے فلاں کے لئے
قبول کی" نہ کہے نکاح منعقد نہ ہوگا، کہ وکیل از خود
دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا اہ مجھے محسوس ہوتا ہے
کہ اس پر کوئی معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جب نکاح
کا وکیل دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا تو دوسرا فضولی
قرار پائے گا، اور فضولی کا عقد نافذ نہیں ہوتا اگرچہ
عقد کی حد تک جائز ہے تو یہاں منعقد نہ ہوگا" کا معنی
"نافذ نہ ہوگا" ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فضولی کو
نکاح کر دینے کا اختیار نہ ہونے کے باوجود اگر وہ نکاح
کر دے تو اس کا عقد موقوف رہتا ہے تو یہاں بھی وکیل
کی توكيل موقوف ہو کر نافذ کرنے والے کی اجازت سے نافذ
ہو جائے گی۔ بجز کے بیوع میں کہا ہے کہ فقہاء کرام کے
بیان کردہ جزئیات سے ظاہر ہے کہ وہ امور جن میں توكيل
جائز ہے اگر ان امور کو فضولی از خود سرانجام دے تو یہ
امور موقوف رہیں گے ماسوائے کسی شرط کے ساتھ
خرید کے اہ، تو ظاہر ہے کہ وکیل بنا نا بھی ان امور
میں سے ہے جن میں توكيل جائز ہے، تو ظاہر ہوا یہاں
بھی فضولی کا تصرف جائز ہونا موقوف ہوگا، اگر وکیل
کی قبولیت کے بغیر باپ کے "دے دی" کہنے سے

ان قول التوكيل هب ابتك لفلان ظاهراً في الطلب
وانه مستقبل لم يرد به الحال والتحقيق
فلم يسم به العقد بخلاف من وجف
بنتك بكذا بعد الخطبة ونحوها فانه
ظاهراً في التحقيق والاثبات الذي هو
معنى الايجاب اه ويعينه عينا ما في
البحر عن الظهيرية لوقال هب ابتك
لابني فقال وهبت لم يصح ما لم يقل
ابو الصغير قبلت اه فلا مسامع ههنا لزعم
ان الاب لا يملك التوكيل -

بالکل نکاح نہ ہونا مراد ہو تو پھر اس کی واضح وجہ وہ ہے
جس کو علامہ مقدسی نے بیان فرمایا کہ وکیل کا لڑکے کے
باپ کو "اپنی فلاں کو" کہنا امر اور طلب ہے جو کہ مستقبل
کا صیغہ ہے اور فی الحال تحقیق مراد نہیں، لہذا
عقد تام نہ ہوگا، اس کے خلاف وہ صورت جس میں
خود مرد نے کہا کہ "تو اپنی لڑکی مجھے نکاح کر دے" تو
یہاں منگنی وغیرہ کے بعد، یہ کلام اثبات و تحقیق میں ظاہر
ہے اور یہی ایجاب ہوتا ہے اور بھر میں ظہیر یہ سے
نقل میں اسی وجہ کو معین کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایک
نے کہا کہ "تو اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دے"، دوسرے
نے کہا "میں نے دی"، تو اس وقت نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ لڑکے کے باپ اس کے بعد "میں نے قبول کی" کہنا ضروری
ہوگا اور تو یہاں لڑکے کے باپ کے بارے میں یہ خیال کرنا درست نہیں کہ یہ وکیل بنانے کا مالک نہیں ہے (دست)
مگر نظر فقہی حاکم ہے کہ یہ امر بالاتفاق مقید ایجاب اور ان دونوں کے برکراں ہو،

کیونکہ یہ قبول کرنے کی درخواست ہوتی ہے اور جواب
میں قبول سے مراد رضا مندی ہوتی ہے، اور فضولی
شخص اگر لڑکی کو کسی کے لیے نکاح کی درخواست
کرے تو یہاں بھی یہی مقصد ہوتا ہے کیونکہ اس
کا ردوائی کا مقصد صرف لڑکی کی رضا حاصل کرنا
ہوتا ہے نہ کہ نکاح مکمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے
پہلے بیان کیا ہے اور جہاں مجلس نکاح میں یہ بات
کہی جائے تو اس سے نکاح کا ایک رکن مراد ہوتا
ہے جیسا کہ ذیل بحث مسئلہ میں ہے، تو قبول کا

فانه امر بالقبول والقبول يطلق و
يراد به الرضا وهو المحمل في قول
الفضولي المذكور للمخطوبة لعدم
امرادتهم اذ ذلك الاستبانة من رضاها
من دون تميم العقد كما قدمنا
ويراد به احذر كني العقد و
هو المراد ههنا حيث المراد
تحقيق العقد وهذا القبول وجود
له الا تلوا الايجاب في رد المحتار

لفظ یہاں پر ایجاب کا جواب ہوتا ہے۔ ردالمحتار میں
یہ اشارہ دیا کہ عاقدین میں سے پہلے کا کلام ایجاب
اور دوسرے کا قبول کہلائے گا، خواہ مرد کا پہلا
کلام ہو یا عورت کا۔ اب منہج کے قول کہ ”قبول پہلے تصور نہیں
ہو سکتا الخ“، تو اس پر قبول کرنے کی درخواست
اقتضاء ایجاب پر مشتمل ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ تومیری
طرف سے ایک ہزار کے بدلے میں اپنا غلام آزاد کرنے
تو یہ قول ضمنی بیع پر مشتمل ہے (یعنی مجھے فروخت
اور پھر آزاد کر) اور جیسا کہ کوئی غلام اپنے مالک کی
اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس پر مالک اس کو
کہے ”تو رجعی طلاق دے“ تو مالک کا یہ کہنا موقوف
نکاح کو جائز قرار دینا ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے،
کیونکہ رجعی طلاق نکاح کے بعد ہی ہو سکتی ہے لہذا
رجعی طلاق کا حکم، نکاح کی اجازت متصور ہوگا، جیسا
کہ ردالمحتار میں ہے۔ یہ مجھے بالکل واضح معلوم
کے لیے ترجیح اور تصحیح قرار پائے گا جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔ (ت)

بہر کیف یہاں اگر اس نکاح کے منعقد ہوجانے میں شبہ نہ نہیں مگر آزاد نکاح کہ شخص مذکور فضولی تھا اجازت
مخطوبہ پر موقوف رہا، اب اگر بعد وقوع نکاح اس کی خبر پا کر قبل اس کے کہ مخطوبہ سے کوئی قول یا فعل و لیل
رد و ابطال نکاح صادر ہو قولاً یا فعلاً یا سکوتاً اجازت پائی گئی تو نکاح صحیح و تام و نافذ ہو گیا۔ اجازت قولی یہ
کہ مثلاً مخطوبہ کے میں راضی ہوئی مجھے منظور ہے یا اچھا کیا یا الحمد للہ، اور فعلی یہ کہ مثلاً بے جبر و اکراہ شوہر کو خلوت

اشارہ الی ان المقدم من كلام العاقدین
ایجاب سواء كان المتقدم كلام الزوج
او كلام الزوجة والمتاخر قبول ح عن
المنح فلا يتصور تقدیم القبول الخ
فلا مری بالقبول يتضمن الايجاب على
جهة الاقتضاء كقوله اعتق عبدك عني
بالبی يتضمن البیع كذلك وكما ان العبد
لوتزوج بلا اذن مولاه فقول المولى
له طلقها مرجعية اجازة للنكاح الموقوف
كما في الدر المختار لان الطلاق
الرجعی لا يكون الا بعد النكاح الصحيح فكان
الامر به اجازة اقتضاء كما في رد المحتار
هذا ما ظهر لي وهو ظاهر جلي وابت
ابيت فالقول بالايجاب مرجح مصحح
بقول الفتح هو احسن كما علمت۔

ہوا ہے، اور اگر یہ قابل قبول نہ بھی ہو تو ایجاب والے قول کے بارے میں فتح کا یہ کہنا کہ ”یہ احسن ہے“ اس
کے لیے ترجیح اور تصحیح قرار پائے گا جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔ (ت)

۲۶۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح	ردالمحتار
۲۰۴/۱	مجتبائی دہلی	باب نکاح الرقیق	ردالمحتار
۳۷۳/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	”	ردالمحتار

میں اپنے پاس آنے دے یا اس سے مہر یا نفقہ طلب کرے یا اور کوئی فعل کہ دلیل رضا ہو، اور سکوتی یہ کہ خود ولی یا اس کا رسول یا ایک ثقہ پرہیزگار جس کی عدالت معلوم و متحقق ہو یا دوستور الحال جن کا فسق معلوم نہ ہو مخطوبہ کو نکاح کی اطلاع دیں اور وہ شوہر کو پہچانتی ہو اور وہ اس کا کفو بھی ہو یعنی دین یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں ایسی کمی نہ رکھتا ہو کہ اس سے نکاح اولیاء مخطوبہ کے لیے عار ہو، اس صورت میں مخطوبہ خبر سن کر خاموش ہو رہے تو یہ سکوت بھی اجازت سمجھا جائے گا و قد فصلنا القول فی کل ذلک فی فتاؤنا (اس تمام بحث کو ہم اپنے فتاویٰ میں بیان کر چکے ہیں۔ ت) بالجلہ یہ صورت رائجہ دقت سے خالی نہیں خصوصاً بعد استماع خبر انظار نفرت واقع ہو جیسا کہ بلاد ہندوستان میں اکثر دختران ووشیزہ کا معمول ہے جب تو نکاح صاف رد ہو جائے گا کہ پھر مخطوبہ کے جائز کیے بھی جائز نہیں ہو سکتا لہذا اس طریقے کی تبدیل ہی واجب و مناسب ہے یا تو شخص متوسط پہلے مخاطب سے اذن و وکالت حاصل کر کے جائے اور وہاں جو کلام مخطوبہ سے کہتا ہے اُس سے تحقیق عقد مقصود رکھے کہ مخطوبہ سے اُسی قدر گفتگو پر نکاح تام و نافذ ہو جائے، یا مخطوبہ سے یہ الفاظ نہ کہے بلکہ اپنے لیے اذن و وکالت لے کہ تُو نے فلاں بن فلاں ابن فلاں کے ساتھ اتنے مہر پر اپنا نکاح کرنے کے لیے مجھے وکیل کیا، مخطوبہ کہے ہاں، پھر وہاں سے آکر خود یہی شخص مخاطب سے کہے میں نے فلاں بنت فلاں ابن فلاں کو اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دیا تُو نے قبول کیا، مخاطب کہے ہاں، یا یہی الفاظ رکھنا چاہیں تو اول ہی مخطوبہ سے جو گفتگو کی جاتی ہے اُسے مجلس توکیل و طلب رضا نہ سمجھیں بلکہ اسی کو مجلس عقد سمجھیں اور شخص مذکور وہ الفاظ بقصد تحقیق عقد ہی مخطوبہ سے کہے کہ نکاح وہیں منعقد ہو جائے پھر مخاطب کا قبول اُس کی تنفیذ قرار پائے۔

یہ سب تفصیل کہ مذکور ہوئی اُس صورت میں ہے کہ مخطوبہ جلسہ مخاطب سے اتنی دور بیٹھی ہو کہ اُس کا کلام یہاں والے نہ سنیں یا وہ قبول کیا کہہ کر اٹھ جائے اُس کے بعد مخاطب سے گفتگو آئے یا جب مخطوبہ نے قبول کیا کہہ لیا اُس کے بعد مخاطب اٹھ کھڑا ہوا پھر اس سے کہا گیا کہ ان صورتوں میں مجلس تبدیل ہوگی یا شہود اُن دونوں کا کلام معاً نہ سنیں گے اور اگر وہ اس قدر قریب بیٹھی ہے کہ اہل جلسہ مخاطب نے اُس کا قبول کیا، کہنا سنا اور ابھی مخاطب و مخطوبہ ویسے ہی بیٹھے ہیں کہ مخاطب سے آکر بیان کیا گیا اور اس نے قبول کیا کہہ کہ مجلس واحد میں دونوں کا کہنا حاضرین میں کم از کم دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں نے معاً سنا اور سمجھا تو نکاح کی صحت و تمامی میں اصل کلام نہیں، اب یہ بیچ کا شخص محض لغو و فضول ہوگا اور مخاطب و مخطوبہ ہی کا کلام ایجاب و قبول ہوگا،

وذلك ما قد مناعن الاصلاح والايضاح اس کو ہم پہلے اصلاح، ايضاح، ذخیرہ اور

والذخيرة والهندية من قول قائل للمرأة
 وادی فقال داو شم للزوج پذیرفتی فقال پذیرفت
 وفي الوقاية وشرحها لصدر الشريعة اذا قيل
 للمرأة خولتني برني فلاں وادی فقال داو
 شم قيل للزوج پذیرفتی فقال پذیرفت بحذف
 الميم يصح النكاح كبيع وشراء اى اذا
 قيل للبايع فروختی فقال فروخت ثم قيل
 للمشتري خریدی فقال خرید يصح البيع اه
 اس نے بھی صرف "قبول کی" کہا تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ بیع کی صورت میں بائع کو کہا گیا کہ تو نے بیچی، تو اس
 نے جواب میں "بیچی" کہا ہوا اور میں نے بیچی "نہ کہا، پھر خریدار کے ساتھ بھی یہی سوال و جواب ہوا تو بیع
 ہو جائے گی (ت)

اور عورت کا پردے میں ہونا تنہا پر مجلس کا مقتضی نہیں، نہ صحت نکاح میں مغل ہو سکے جبکہ مخطوبہ دوستا ہوں کو
 عیناً یا تسمیۃً معلوم ہو،

في الهندية عن الذخيرة عن فتاوى
 ابي الليث، جل قال لقوم اشهدوا اني
 تزوجت هذه المرأة التي في هذا البيت
 فقالت المرأة قبلت فسمع الشهود مقالتها
 ولم يروا شخصها فان كانت
 في البيت وحدها جاز النكاح الخ
 قلت فان ادانت الحجاب لا يغير
 المجلس وانما اشترط كونها
 ہندیہ میں ذخیرہ سے اور انھوں نے فتاویٰ ابی الیث
 کے حوالے سے ذکر کیا کہ ایک شخص نے لوگوں کو کہا کہ
 گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کمرہ میں موجود عورت سے
 نکاح کیا اور عورت نے اندر سے جواب دیا کہ "میں نے
 قبول کیا۔" گواہوں نے عورت کی یہ بات سُن لی اور
 عورت کو دیکھا نہیں، اگر عورت اس کمرہ میں اکیلی تھی تو
 نکاح ہو جائے گا الخ قلت (تو میں کہوں گا) حجاب
 مجلس کو تبدیل نہیں کرتا، صرف شرط یہ ہے کہ وہاں

۲۴۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح الباب الثانی	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۴/۲	مجتبائی دہلی	"	"	"	"
۲۶۸/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الاول	"	"	"

وحدھا لانه لم یسمھا و تعریف الغائبۃ
عند الاحتمال انما یکون بالتسمیۃ و فی
الہندیۃ ایضاً عن محیط السرخسی ان
کانت حاضرة متنبۃ ولا یعرفھا الشہود
جاز النکاح و هو الصحیح ۱۰

عورت اکیلی ہو کیونکہ مرد نے اس کا نام ذکر نہیں کیا
جبکہ شبہ کی صورت میں عورت غائبہ کی پہچان اس کے نام
سے ہوتی ہے، اور ہندیہ میں محیط سرخسی سے بھی منقول
ہے کہ اگر وہ نقاب اور طے مجلس میں حاضر ہو اور گواہ
نام نہ جانتے ہوں تو بھی نکاح جائز ہوگا، یہی صحیح

ہے۔ (ت)

اسی طرح قبولِ خطب میں اتنا وقفہ کہ شخص نہ کور وہاں سے اٹھ کر یہاں آیا اور قاضی سے وہ گفتگو ہوتی، گواہیاں
لی گئیں، اس کے بعد خطب سے کہا گیا تو اس نے قبول کیا کچھ مضر نہیں جبکہ مجلس تبدیل نہ ہو کہ قبول فوراً ہونا ضرور
نہیں فی رد المحتار عن البحراما الغور فلیس من شرطہ (رد المحتار میں بجز سے منقول ہے لیکن فوراً ہونا ضروری
شرط نہیں ا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۔ حضرت نور العارفین دام ظلہم المبین از سیٹاپور تاسن گنج ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ
بخدمت عالمان مہاجر التماس ہے مثلاً کوئی لڑکا کہ عمر اس کی تیرہ چودہ برس کی ہے اور نابالغ ہے اپنے
گھر کی عورت کو لے کر میلہ ہنود میں جاتا ہے اور عورتیں اس کے گھر کی پرستش کرتی ہیں۔ ایسا لڑکا اگر
کسی کا نکاح پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا۔

الجواب

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورت غیر خد کو تو جنتی ہیں یعنی حقیقۃً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے
(نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فسق و گناہ سے متجاوز نہیں گواہی تشدد انھیں بنام شرک و
پرستش غیر تعبیر کریں) اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کا فرمہ ہے فان الرضا بالکفر
کفر (کیونکہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر اس سے نکاح پڑھوانا ہرگز نہ چاہئے کہ مرتد کے پاس تک
بیٹھنا شرعاً معیوب ہے،

قال تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکویٰ مع القوم
الظلمین ۱۱

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاد آئے پر ظالم لوگوں کی مجلس میں
مت بیٹھو۔ (ت)

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۸/۱
۲۔ رد المحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۶/۲
۳۔ القرآن ۶۸/۶

نہ کہ خاص دینی شرعی کام میں اُس سے مدد لینا،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
انا لافستعين بمشرك - اخرجہ احمد و

ابوداؤد وابن ماجه عن ام المؤمنين

الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیحہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم مشرک

سے مدد لینا پسند کرتے ہیں۔ اس کو صحیح سند کے ساتھ

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (ت)

مگر پڑھائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کہ اگر وہ صرف الفاظ

ایجاب و قبول کہلوانے والا ہے، کہنے والے خود

عاقین یا اُن کے اولیاء یا وکلا، جب تو پُر ظاہر کہ اسے عقد سے کوئی علاقہ نہیں، تو اس کے کفر و اسلام یا بلوغ یا

عدم بلوغ سے عقد پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور اگر وکیل بھی ہو کہ خود ہی ایجاب یا قبول کرے گا تاہم صحت و کالت کے لیے

اسلام خواہ بلوغ شرط نہیں، عاقل ہونا درکار، وہ حاصل ہے، ہندو میں ہے :

مسلمان نے کسی مرتد کو وکیل بنایا تو مرتد کی وکالت جائز

ہوگی، اور یوں ہی کسی مسلمان کو وکیل بنایا پھر وہ وکیل

مرتد ہو گیا تو اس کی وکالت باقی رہے گی مگر وہ

دار الحرب بن جائے تو پھر اس کی وکالت باطل ہو جائیگی،

بدائع میں اسی طرح ہے (ت)

تجوز وکالة المرتد بان وکل مسلم مرتدا

وکذا لو کان مسلما وقت التوکیل ثم ارتد

فهو علی وکالته الا ان یلحق بداد الحرب

فتبطل وکالته کذا فی البدائع

اسی میں ہے :

لا تصح وکالة المجنون والصبی الذی

لا یعقل واما البلوغ والحریة فلیسا بشرط

لصححة الوکالة

مجنون اور ناسمجھ بچے کی وکالت صحیح نہیں ہے تاہم بالغ

ہونا اور آزاد ہونا وکالت کے لیے شرط نہیں

ہے۔ (ت)

اسی طرح اگر بے توکیل کسی مرد یا عورت بالغ و بالغہ خواہ صبی و صبیہ کا نکاح اس نے پڑھا دیا اور اس نابالغ کا

کوئی ولی شرعی موجود ہے اگرچہ حاکم شرع ماذون بالتزویج یا سلطان اسلام ہی سہی، جب بھی صحیح و

منعقد ہو گیا کہ اس تقدیر پر یہ فضولی تھا اور فضولی کا عقد ہمارے نزدیک باطل نہیں بلکہ اجازت پر موقوف رہتا ہے

لے عن ابی داؤد کتاب الجہاد

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الوکالة الباب الاول

لے " " " "

آفتاب عالم پریس لاہور

نورانی کتب خانہ پشاور

" " " "

۱۹/۲

۵۶۲/۳

"

تو جس کا نکاح بے اجازت معتبرہ شرعیہ اس نے پڑھایا اگر وہ خود بالغ یا بالغہ ہے تو خود اس کے ورنہ اس کے ولی مذکور کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر اس نے جائز رکھا جائز ہو جائے گا۔

فان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة و بعد کی اجازت بھی پہلے کی وکالت کی طرح ہے، جب قد کان یصلح لہذہ فکذا التلک۔ وکالت میں یہ صلاحیت ہے تو بعد والی اجازت بھی

ایسی ہی ہے۔ (ت)

اور رد کر دیا تو باطل کما ہوشاش عقد الفضولی (جیسا کہ عقد فضولی کا مقام ہے۔ ت) اور اگر ان عورت کے افعال حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ ان پر راضی نہیں، جب تو یہ شخص مسلمان ہے، صورت مذکورہ میں اس سے نکاح پڑھوانے میں اصلاً مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی مرتد یا صبی نابالغ اپنے بیٹے، بیٹی، بہن، بھائی، خواہ کسی اور نابالغ یا نابالغہ کا نکاح اگر چہ بزعم ولایت پڑھائے اور ان کا مسلمان باپ یا بیٹا جو ان مسلمان بھائی، چچا، خواہ کوئی اور ولی شرعی مرد یا عورت یہاں تک کہ وہاں سلطان اسلام یا اس کی طرف سے کوئی حاکم شرع ماذون بالانکاح بھی ہو تو البتہ اس صورت میں یہ نکاح باطل محض ہو گا کہ مرتد یا نابالغ صالح ولایت نہیں تو عقد عقد فضولی ہوا، اور ایسی حالت میں صدور پایا کہ شرعاً اس کا کوئی اجازت دینے والا نہیں۔

وکل عقد صدر من فضولی ولا محجب ذلک (فضولی کا ہر وہ عقد جس کو کوئی جائز کرنے والا نہ ہو تو فہو باطل کما فی الدرر وغیرہ و فی الہندیۃ وہ باطل ہوتا ہے جیسا کہ دروغ وغیرہ میں ہے، اور لا ولایۃ لصغیر کذا فی الحاوی ولا للمرتد ہندیہ میں ہے کہ نابالغ کو ولایت حاصل نہیں جیسا کہ علی احد لا علی مسلم ولا علی کافر ولا علی مرتد حاوی میں ہے، اور نہ مرتد کو مسلم و کافر پر اور نہ ہی اس کو اپنے جیسے مرتد پر ولایت ہے، بدائع میں موند مثله کذا فی البدائع (ملخصاً) ایسے ہی ہے (ملخصاً) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۲ رجب ۱۳۰۹ھ از کثور ضلع سورت مرسلہ مولوی محمد عبدالحق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زادہم اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً لہ یہ اس مسئلہ میں کہ سبحان خان نے اپنی دختر عاقلہ بالغہ مسماۃ ایلنہ بی بی کا خطبہ یعنی منگنی نور الدین عاقلہ بالغ سے بے کسی شرط و اقرار کے کر دی، جب نکاح کے چند روز رہے نور الدین سے کہا مخطوبہ کے نام ایک مکان حشرید و

تو نکاح کر دوں ورنہ تین برس نہ کروں گا۔ اس نے کہا پہلے تم نکاح کر دو تو برس چھ مہینے کے بعد ہاتھ پہنچنے سے میں مکان خرید دوں گا۔ سبحان خاں راضی ہو گیا اور پانچ چھ دن بعد نکاح کر کے دوسرے دن وداع کر دی، دو تین مہینے تک زن و شوہر ہمبستر رہے، اب سبحان خاں نے ایٹنہ کو اپنے یہاں روک رکھا اور کہتا ہے نکاح بوجہ شرط مکان فاسد ہوا حالانکہ عورت نے وقت تکیل بالنکاح یا اس سے پہلے سو ایک سو ساٹھ روپے مہر کے کوئی شرط مکان وغیرہ کی نہ کی، نہ بعد وداع کوئی گفتگو زبان پر لائی، اور مکان بھی مجہول ہے کہ بچتہ و خام کی کوئی تصریح نہ ہوئی، نور الدین کا اقرار بھی معلق تھا کہ پہلے نکاح کر دو تو بعد کو خرید دوں گا، پس یہ نکاح بلا شرط ہوا یا معلق بالشرط الصصح یا بالشرط الفاسد، اور اقرار نہ کر نور الدین معلق بالشرط ہے اور اقرار معلق بالشرط باطل ہے یا نہیں، بہر تقدیر شرعاً اس نکاح میں کوئی خلل اور نور الدین سے مکان دلوانا واجب ہے یا نہیں؟ بینوایان شافیا للذهب الحنفی من الکتب المتعبرۃ المتداولۃ بین العلماء العظام والفقہاء الکرام تو جروا اجرکم اللہ تعالیٰ اجر اوفیا۔

الجواب

نکاح مذکور صحیح و بے خلل، اور مکان فساد محض باطل و پُر زل۔
اولاً تقریر سوال سے واضح کہ مکان و مکان کلام سبحان خاں میں شرط مجہول نکاح تھا کہ یا لاخر وہ بھی نہ رہی نہ شرط فی النکاح۔

ثانیاً علی التسلیم زوج پر ایجاب مال للزوجہ مقتضیات عقد نکاح سے ہے، نہ اُس کے خلاف و مثله لا یفسد البیع فکیف بالنکاح (اس طرح سے بیع فاسد نہیں ہوتی چہ جائیکہ نکاح کو فاسد کرے۔) اگر واقعی بطریق مہر و شرط بھی نہ صرف بوجہ وعدہ اس قرار داد کا ذکر خود اصل عقد میں آتا تاہم اصلاً خلل نہ لانا، نہ جہالت مکان سے کوئی نقصان آتا، کہ وہ بحالت ایقابا بالشرط خود متعین ہو کر مجہول نہ رہتا اور یہ ایقابا لازم مہر مثل ہوتا،

کیا حقیقۃ المولیٰ المحقق الشامی قدس سرہ
السامی فی رد المحتار، قال فقد صرح
فی النہر بانہ فی المبسوط بعد ان ذکر
عبارة محمد لوتزوجہا علی الف وکرامتها
او یهدی لہا ہدیۃ فلہا مہر مثلہا لا ینقص
عن الالف قال ہذا المسألة
جیسا کہ محقق شامی قدس سرہ السامی نے رد المحتار
میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا کہ نہر میں تصریح
ہے کہ مبسوط میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت
نقل کرنے کے بعد فرمایا اگر کسی شخص نے عورت سے ہزار
اور اعزاز پر یا ہزار اور ہدیہ دینے کی شرط پر نکاح کیا تو
اس کا مہر مثل ہوگا جو ہزار سے کم نہ ہو۔ علامہ شامی نے

على وجهين ان اكر مهوا اهدى لها هدية
فلها المسمى والا فمهر المثل اء و ف
البدائع لو شرط مع المسمى شيئا مجهولا
كان تزوجها على الف درهم وان يهدى
لها هدية فاذا الميعت بالهدية يجب
تمام مهر المثل اء وجهالة الهدية و
الاكرام ترتفع بعد وجودها اء ملخصا و
تمامه فيه

فرمایا کہ اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں، اگر اس نے وعدہ
کے مطابق کوئی اعزازیہ یا ہدیہ دیا تو پھر مہر مقررہ ہزار
ہی ہوگا ورنہ مہر مثل ہوگا اء، بدائع میں ہے کہ اگر
مقررہ مہر کے ساتھ کوئی معمول شئی ذکر کی مثلاً یوں کہا
کہ ایک ڈھم اور کوئی ہدیہ دے گا، تو اگر ہدیہ کا وعدہ
پورا نہ کیا تو پورا مہر مثل واجب ہوگا اء، ہدیہ اور
اعزازیہ دینے کے بعد اس کی جہالت ختم ہو جائے گی
اھ ملخصا، مکمل بحث رد المحتار میں ہے۔ (ت)

ثالثا بفض باطل اسے شرط فاسد بھی مانے تاہم نظر ظاہر کہ وقت عقد اس کا کوئی ذکر نہ ہوا وہ صرف
ایک گفتگو پیش از عقد تھی جس کا طے ہونا باعث علی التزویج ہوا نہ کہ ماخوذ فی التزویج اور شرط مذکور قبل العقد
مبادلات مالیہ میں بھی ملحق بالعقد نہیں ہوتی مالہ متفقاً علی المواضعة علیہ حین العقد (میاں بیوی
جب تک کہ پرمتفقہ طور پر راضی نہ ہوں گے اس وقت تک خاوند پر نکاح کے وقت ذکر شدہ مہر ہی لازم ہے گنا
نہ کہ امثال نکاح میں، جامع الفصولین میں ہے،

لو شرطاً شرطاً فاسداً قبل العقد ثم عقداً
لم يبطل العقد

رایعاً الحاق بھی سہی یعنی مان لیجے کہ وہ شرط فی النکاح ہی تھی اور فاسد بھی تھی اور نفس عقد میں ملحوظا و ماخوذ
بھی رہی تو نکاح اُن عقود میں نہیں کہ شروط فاسدہ سے فاسد ہو سکے بلکہ وہ شرط ہی خود فاسد ہوتی اور نکاح صحیح
و بے غل رہتا ہے اور جہالت بدل کا علاج مہر مثل ہے۔ خلاصہ میں ہے،

فی شرح الطحاوی العقود ثلثة عقد
یتعلق بالجائز من الشرط وهو ذکر البذل
والفاسد من الشرط یفسد کالبیع والجارا
والقسمة والصلح عن مال وعقد لا یتعلق
بالجائز من الشرط والفاسد من الشرط

لے رد المحتار باب المہر مطلب تزوجہا علی عشرة درہم وثوب دار احوال التراث العربی بیروت ۳۴۹/۲
لے جامع الفصولین الفصل الثامن عشر فی بیع الوفاء الخ اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۳۷/۱

قتل عمد پر صلح اور عتق علی المال، یہ عقود بدل کو متعین
کئے بغیر بھی صحیح ہوتے ہیں اور بدل مجہول پر بھی جائز
ہوتے ہیں الخ قاضی امام فخر الدین کی زیادات
میں ہے کہ وہ عقود جو صرف قبول کر لینے سے مکمل
ہو جاتے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ کہ جن کو
فاسد شرط اور بدل کی جہالت فاسد کر دیتی ہے، اور
یہ مالی عقود ہیں جیسے بیع اور اجارہ وغیرہ، دوسری
وہ جن کو فاسد شرط اور جہالت بدل فاسد نہیں
کرتی، جیسے وہ عقود جن میں غیر مال کے بدلے مال ہو
مثلاً نکاح اور خلع اور مطلقاً (ت)

لا يبطله كالتكاح والخلع والصلح عن دم
العمد والعق عن مال فهذه العقود تصح
بغير ذكر البديل وتجوز بالبديل المجہول
وفي زيادات القاضي الامام فخر الدين
العقود التي تتعلق تمامها بالقبول اقسام
ثلاثة قسم يبطله الشرط الفاسد و
جهالة البديل وهي مبادلة المال كالبيع
والاجارة وقم لا يبطله الشرط الفاسد
ولا جهالة البديل وهو معاوضة المال
بماليس بمال كالتكاح والخلع مطلقاً.

بیان حکم نکاح میں یہی وجہ کافی ووافی تھی اگر اس مسئلہ سائل کا استیفاء کے جواب ذکر وجہ سابقہ پر عامل ہوا
وبالله التوفیق بالجملہ صورت مستفسرہ میں نکاح کو فاسد خیال کرنا سخت جہالت بے معنی ہے۔ رہا مکان تقریر
سوال سے ظاہر ہے کہ وہ بطور مہر مانگا گیا، دعا قویٰ نے اسے بدل البیع قرار دینے پر لحاظ کیا بلکہ نور الدین کی طرف
سے بدرخواست سبحان خاں ایک وعدہ تھا جس پر رضا مندی ہو کر تزویج ایک جد امہر مسی پر واقع ہوئی اس
صورت میں وہ مکان دینا بیشک مکرم اخلاق سے ہے اور ایفاء کے وعدہ شرعاً محبوب اور غلت وعدہ ناپسند
مکروہ، تو نور الدین کو بھی چاہئے کہ بشرط دسترس (جس کی تصریح وہ اصل وعدہ میں کر چکا) امینہ کو ایک مکان
خرید دے، اقرار اگرچہ تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبسوط کی کتاب
الاقراء میں فرماتے ہیں، تعلیق الاقرار بالشرط باطل (اقرار کو شرط سے معلق کرنا باطل ہے۔ ت) خلاصہ
میں ہے :

وہ امور جو فاسد شرط سے باطل ہو جاتے ہیں اور
ان کی کسی شرط سے تعلیق بھی صحیح نہیں ہوتی، ایسے
امور کی تعداد تیرہ ہے، ان میں بیع، تقسیم، اجارہ

التي تبطل بالشرط الفاسد ولا يصح
تعليقها بالشرط ثلاثة عشر البيع
والقسمة والاجارة (القولہ)

والا قرار ہے

اور اقرار بھی ہے۔ (ت)

مگر ظاہر کہ یہ اقرار مصطلح فقہی نہیں،

فانه اخبار من حق كائن عليه هذا هو التحقيق
عندي او هذا اخبار من جهة وانشاء منجز من
وجه كما لهج به كثيرون.

کیونکہ وہ پہلے سے موجود حق سے خبر دینا ہے، میرے
تذریک یہی تحقیقی بات ہے، یا من و خبر اور من و خبر
پورا کرنے کا انشاء ہے جیسا کہ بہت سے علماء نے

بیان کیا ہے۔ (ت)

بلکہ وعدہ ہے اور وعدے کی تعلیق بالشرط جائز بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں وعدہ تعلیق پاکر واجب ہو جاتا ہے۔ اشباہ
میں ہے:

في القنية وعدان ياتي به فلم يات له لا ياشم
ولا يلزم الوعد الا اذا كان معلقا كما في
كفالة البرازية وبيع الوفاء كما ذكره
الزبيلى

قنیت میں ہے ایک شخص نے وعدہ کیا کہ میں آؤں گا، تو
وہ نہ آیا، گنہگار نہ ہوگا۔ اور وعدہ صرف وہی لازم ہوتا
ہے جو کسی شرط سے معلق ہو، جیسا کہ برازیہ کی کفالت
کی بحث میں ہے، اور بیع الوفاء بھی وعدہ کی یہی قسم ہے

جیسا کہ امام زہری نے ذکر فرمایا۔ (ت)

وجہ ذکر درمی میں ہے:

المواعيد باكتساب صور التعليق تكون لانها
تظاير اطلاق عبارات مذكورة من صورته
اور شرط تقدیم متحقق ہوتی بحال دسترس وجوب فاستفاد ہو سکتا ہے مگر بعد احاطہ کلمات ائمہ نظر غائر استظهار
کرتی ہے کہ یہ وجوب ہو بھی تو دیا نہ ہے قضاء و فاسے وعدہ پر جبر نہیں،

الا في الكفالة وفي بيع الوفاء على قول و
قد ذكرنا الوجه فيهما فيما علقنا على
س ۱۵ المختار۔

صرف کفالت اور بیع الوفاء میں ایک قول کے مطابق
وفا لازم ہے جس کی وجہ ہم نے ان دونوں کے مقام
پر رد المحتار کے حاشیہ میں ذکر کر دی ہے (ت)

۵۴، ۵۵/۲	مکتبہ حبیبیہ کوٹہ	الفصل الخامس في البيع	لے خلاصہ الفتاویٰ
۱۱۰/۲	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی	کتاب المحظور والاباحۃ	لے الاشباہ والنظائر
۳/۶	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الکفالة	لے فتاویٰ برازیہ علیٰ حاشیہ ہندیہ

امام فقیہ النفس فخر الدین خانیہ میں فرماتے ہیں :

مرجل أجرد أسره كل شهر بدرهم و سلم
ثم ياعها من غيره وكان المشتري ياخذ
أجرة الدار من هذا المستاجر ومضى على
ذلك ثم مان وكان المشتري وعد البائع
أنه إذا رد عليه الثمن يرد دأره ويحتسب
ما قبض من المستاجر من ثمن الدار فجاء
البائع بالدرهم وأراد أن يجعل الأجر
محسوباً من الثمن قالوا ليس للبائع أن
يجعل ذلك من الثمن وما قال المشتري
للبائع كان وعداً فلا يلزم الوفاء بذلك
حكما فان نجز وعده كان حسناً ولا فلا
شيء عليه ^{الله} ملخصاً.

ایک شخص نے اپنا مکان ہر ماہ فی درهم، کرایہ پر دیا، پھر
اس نے وہ مکان اس کے غیر کو فروخت کر دیا اور اب
کرایہ اس سے یہ مشتری کرایہ ایک زمانہ تک وصول کرتا رہا
جبکہ مشتری نے بائع سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ جب
آپ مکان کی قیمت واپس کر دینگے تو میں مکان آپس
آپ کو دے دوں گا، اور قیمت میں سے وصول شدہ
کرایہ آپ کو منہا کر دوں گا، اب ایک مدت بعد بائع
نے آکر مشتری کو مکان کی قیمت واپس کر دی اور اس
نے کرایہ کی رقم قیمت میں منہا کرنا چاہی، تو اس پر فقہاء
کرام نے فرمایا کہ بائع کو کرایہ کی رقم قیمت میں شمار کر کے
منہا کرنے کا اختیار نہیں، اور مشتری نے جو یہ وعدہ
کیا تھا وہ وعدہ تھا جس کی وفا مشتری پر لازم نہیں ہے،
ہاں اگر مشتری اپنے طور پر وعدہ کو پورا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر حکماً لازم نہیں ہے (تخصیصاً دت)

ہندیہ میں ظہیر سے اسی صورت خانیہ میں ہے :

ان انجز وعده كان حسناً ولا يلزم
الوفاء بالمواعيد

اگر وہ وعدہ پورا کرے تو بہتر ہے ورنہ وعدوں
کی وفا لازم نہیں ہے (ت)

خیر یہ میں ہے :

سئل في رجل له وظيفة فرغ عنها
لاخر بعوض وقرره القاضي لاهلته و
نذر المفروع له للفراغ اذا رد اليه
نظير المدفوع يفرغ له فهل

ایک شخص کو قاضی نے اس کی اہلیت کی بنا پر وظیفہ
مقرر کر کے ایک کام سپرد کیا تو اس نے ایک معاوضہ
کے بدلے وہ کام آگے ایک دوسرے کے سپرد کر دیا
اور قاضی نے بھی اس کو منظور کر لیا، جبکہ دوسرے

لہ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الاجارات فصل فی الاجارة الطويلة نوکشتور لکھنؤ ۳/۲۳۳
لہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارة الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۲۷

لا يلزم الوفاء به شرعا ايجاب لا يلزمه
الوفاء بما تذر اذا النذر لا يلزم الوفاء
به الا بشروط وهي متخلفة في هذا ولو
فرضنا اجتماع شرائطه فالقاضي لا يقضي
به على الناذر كما صرحوا به قاطبة ^{لا} ملخصا
فافهم ولا تعجل۔

بغير لازم نہیں جویہاں مفقود ہیں، چنانچہ قاضی عہد کرنے والے شخص پر ایفا عہد کے لزوم کا فیصلہ نہیں کرے گا۔ (ت)
قرة العيون میں ہے،

قال سيدي الوالد رحمه الله تعالى
لا يلزم الوفاء بالوعد شرعا۔
میرے آقا والد صاحب نے فرمایا کہ شرعاً وعدہ کی
وفاء لازم نہیں ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے وتمام تحقیق المسألة حسب ما ارانا الله تعالى في تعليقنا
المذكور (اور مسئلہ کی پوری تحقیق توفیق الہی ہمارے مذکورہ حاشیہ میں ہے۔ ت) بہر حال یہاں ایجاب
قضا کی گنجائش نہیں تو نہ ائینہ کو اس پر مطابقت جاری نہ ہوتی ہے نہ حاکم جہر امکان دلا سکتا ہے۔ خیر یہ
میں ہے،

هذا اذا ذكر على سبيل انه من المهر وان
ذكر على سبيل العدة فهو غير لازم بالكلية
الا ان يتبرع الزوج۔
یہ تب ہے جب خاوند نے اس کو مہر میں سے
قرار دیا ہو، اور اگر وعدہ کے طور پر ذکر ہو تو بالکل
لازم نہیں، یاں اگر بطور عطیہ دے دے تو
درست ہے (ت)

یاں اگر معلوم ہو کہ وہ بھی علی جہت المہر مشروط اور عاقدین کو عقد میں اس کی طرف لحاظ تھا تو حکم وہی ہے
جو اوپر گزرا کہ اگر امکان دے گا تو باقی مہر مسمی بھی بدستور لازم ورنہ مہر مثل کہ اس مقدار مسمی سے کم نہ ہو
کہا اسلفنا عن الامام محمد رحمه الله تعالى (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہم نے

۱۵۷-۵۸/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب الوقف	۱۷ فتاویٰ خیرہ
۳۰۰/۲	دار الکتب العربیۃ الکبریٰ، مصر	کتاب العاریہ	۱۸ قرة العيون
۳۰/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب النکاح باب المہر	۱۹ فتاویٰ خیرہ

پہلے نقل کر دیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ رضا منند زید کو تھی اور جابر نے جبر کیا بلا رضا منندی ہندہ اور بغیر رضا منندی ولیوں کے عمرو سے فرضی مہر مقرر کر کے ایجاب و قبول کرایا اور وقت ایجاب کے مسماۃ آہ وزاری اور فریاد و اوہلا انکار کرتی تھی، مسماۃ کے اس انکار آہ وزاری شور و اوہلا کو اذن قرار دے کر دولہا سے ایجاب و قبول کرا کے نکاح مشہور کر کے شیرینی تقسیم کر دی، ایسا نکاح نزدیک علمائے حنفی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہو یا جائز ہو تو اولہ مع آیات اور حدیث کے تحریر فرمائیے، بینوا تو جروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ تھی جب تو اس کا انکار اقرار کوئی چیز نہ تھا اس کے ولی سے اجازت لینی تھی اور اگر بالغہ تھی تو اگرچہ اذن لیتے وقت اس کا انکار بلکہ صحیح مذہب پر صرف آواز اور فریاد سے رونا ہی رد استیذان کے لیے کافی ہو مگر اس کا حاصل اس قدر کہ نکاح کرنے والے کی وکالت صحیح نہ ہوئی، بہر حال یہ نکاح نکاح فضولی ہو کہ در صورت بلوغ ہندہ خود اس کی ورنہ اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بعد نکاح جب خبر نکاح پہنچے تو کیا جائے گا؟ اور اجازت دی جائے گی تو جائز ہو جائے گا۔

فی رد المحتار عن الذخیرۃ بعضهم قالوا ان
کان مع الصیاح والصوت فہو رد والا فہو
راضی وھو الادجہ وعلیہ الفتویٰ اھ وتامہ
فیہ وفي الدار المختار لو استاذنھا فی معین فراد
ثم نر وجھا منہ فسکت صح فی الاصح۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

رد المحتار میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ بعض نے کہا ہے
کہ اگر لڑکی کا رونا چیخ و پکار کے طور پر ہو تو یہ نکاح سے
انکار ہوگا ورنہ وہ رضا ہے اور یہی درست ہے اور
اسی پر فتویٰ ہے اھ، اور پوری بحث رد المحتار میں ہے
اور در مختار میں اگر لڑکی سے معین شخص کے ساتھ نکاح کی
اجازت طلب کی تو لڑکی نے انکار کر دیا، اس کے بعد

پھر اس کا نکاح اسی شخص سے کیا اور لڑکی خاموش رہی تو نکاح صحیح ہوگا اصح قول میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ از سبکی بہیت محلہ بشیر خاں متصل مکان مدینہ شاہ مسئلہ نظام الدین ۲۹ رمضان ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح قبولیت سے جائز ہے یا کوئی اور بات؟ اور قاضی کا

ہونا ضرور ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

الجواب

نکاح کے لیے فقط مرد و عورت کا ایجاب و قبول چاہیے، اور دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کا اسی مجلس میں ایجاب و قبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بس اسی قدر درکار ہے، اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں،

فی الدار المختارین عقد با ایجاب و قبول و شرط حضور شاہدین حریں او حر و حریتین مکلفین سامعین قولہما معاً علی الاصح فافہمین انه نکاح علی المذہب بحرہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

در مختار میں ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں جو کہ عاقل بالغ اور حر ہوں اور انہوں نے لڑکے اور لڑکی کا ایجاب و قبول ایک مجلس میں سنا ہو تو نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ ان گواہوں نے اس کو نکاح سمجھا ہو، مذہب یہی ہے، بحر، اھ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳ از مدراس محلہ چک منڈی مسیت کہ مرسلہ مولوی عبد الرزاق صاحب امام مسجد

غزہ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بین و مضیان شرع متین کثرہم اللہ تعالیٰ ایک شخص عمر و نے اپنی برادری کو دعوت منگنی کی دے دی اور وہ اسباب جو فی زمانہ دولہا کی جانب سے دئے جاتے ہیں، مثلاً سارھی اور انگیا اور زیور وغیرہ، حاضر کیا، اہل برادری نے ولی صغیر سے باز پرس کی کہ ہماری طلبی کی کیا وجہ تھی تو اس نے جواب دیا کہ عید اللہ صاحب نے اپنی لڑکی مسمیٰ ہندہ میرے لڑکے مسمیٰ بہ زید کو دے دی ہے لیکن چونکہ مجھے یہ مقصود تھا کہ یہ بات علی رؤس الاشہاد متحقق ہو جائے لہذا میں نے آپ کو تکلیف دی ہے علی ہذا القیاس ولی صغیرہ سے دریافت کیا گیا کیا تم نے اپنی لڑکی مسمیٰ بہ ہندہ زید کو دی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے دی ہے اور آپ کی تکلیف وہی کی یہی وجہ ہے، تو ایسی صورت میں نکاح صغیر و صغیرہ منعقد ہوا یا نہیں اور جو در مختار کتاب النکاح میں مذکور ہے:

و کذا انما تزوجك و بحثك خاطبا لعدم جريان المساومة فی النکاح۔

اور یوں ہی کہ تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور میں تجھے نکاح کا پیغام دینے آیا ہوں، کیونکہ نکاح بھاؤ چھکانا نہیں ہوتا۔ (ت)

آیا اس عبارت منقولہ سے متنگنی نکاح ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو فہو المراد والا اس عبارت کا کیا مطلب؟

الجواب

ارشادات علمائے کرام میں نظر سے واضح کہ کلمات مذکورہ فی السوال انعقاد نکاح کے لیے اصلاً کافی نہیں، عمر و عبد اللہ دونوں کے کلام صراحتہً اخبار ہیں کہ ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقرون بلفظ ہے خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لیے ہے نہ امر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کو، پھر کلام عمر و سخن ابتدائی نہیں، اہل برادری کے اس باز پرس کا جواب ہے کہ ہماری طلبی کی کیا وجہ تھی، پر ظاہر کہ اس سوال کا جواب اخبار ہو گا نہ کہ انشاء ایجاب، یوں ہی کلام عبد اللہ کا سیاق بھی کہ یاں دی ہے، اور آپ کی تکلیف دہی کی یہی وجہ ہے صاف صاف اُسی معنی اخبار و بیان و جہ جمع کی تاکید کر رہا ہے کما لا یخفی علی العارف باسالیب الکلام (جیسا کہ کلام کے اسلوب کو سمجھنے والے پر مخفی نہیں ہے۔ ت) اور شک نہیں کہ وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل مبائن و غیر متوثر ہے، اگر بنظر ظاہر کہئے تو حسب تصحیحات جمہور ائمہ و اختیارات عامہ متون مذہب مذیل با کہ الفاظ فتویٰ اور نظر دقیق لیجئے تو امثال مقام میں بالاجماع بلا نزاع،

کما حققنا ذلك بتوفيق الله تعالى في رسالتنا ^{جیسا کہ ہم اپنے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے}

”عباب الانوار ان لا نکاح بمجرد الاقرار من فتاؤنا ولنقتصر ههنا على الاشارة الى بعض عبارات الافتاء تنزلاً الى الطريقة الاولى. جوابہر الاخلاطی میں ہے،

مرد و عورت نے گواہوں کی موجودگی میں اقرار کیا تو اس سے مختار قول کے مطابق نکاح منعقد نہ ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ ہو جائے گا، لیکن پہلا قول صحیح اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے،
النکاح اثبات وهذا اظهاس والاظهاس

اقرار اظهاس کا نام ہے جبکہ نکاح اثبات کا نام ہے

غیرالاثبات ذکرہ فی التخییر وقال فی
مختارات النوازل هو المختار
اور اظہار اور اثبات دو مختلف چیزیں ہیں، اس کو
تخییر میں ذکر کیا ہے، اور مختارات النوازل میں کہا کہ
یہی مختار ہے۔ (ت)

ہندیہ میں ہے: الصحيح انه لا يكون نكاحا كذا في الظهيرية (صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا
جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ ت) وجیز کردی میں ہے: لا ينعقد في المختار الصحيح (مختار اور صحیح قول
کے مطابق نکاح منعقد نہ ہوگا۔ ت)

علاوہ بریں دینا، عطا، ہبہ، یہ الفاظ خود ہی نکاح میں صریح نہیں کنایہ ہیں اور عقد و وعدہ دونوں کو مشتمل،
منگنی ہونے پر بھی عرف شائع میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنی بیٹی فلاں کو دی، ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ
الفاظ بہر نیت خطبہ کہے جائیں تو خطبہ ہی ٹھہرے گا مجلس وعد میں صادر ہوں تو وعدہ ہی قرار پائے گا۔ در مختار
میں ہے:

لفظ تزويج ونكاح صريح وماعداهما كناية
وهو كل لفظ وضع لتعليك عين كاملة في الحال
كهبه وتعليك وصدقة وعطية بشرط نية
او قرينة وفهم الشهود المقصود احد ملتقطا
نکاح کی نیت سے استعمال ہوں یا اس پر قرینہ موجود ہو اور اس سے گواہ بھی مقصد کو سمجھ سکیں احد ملتقطا (ت)
خاتیرہ میں ہے:

اذا قال لاب البنت وهبت ابنتك مني فقال
وهبت فقال قبلت قالوا ان كان هذا القول
من الخاطب على وجه الخطبة ومن الالب
ايضا على وجه الاجابة لا على وجه العقد
جب ایک لڑکے نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ آپ نے
اپنی لڑکی مجھے ہبہ کی تو باپ نے جواب میں کہا میں نے
ہبہ کی، اس کے بعد پچھنے لگے کہ میں نے قبول کی، فقہا
کرام نے فرمایا اگر منگنی کرنے والے اور باپ نے مذکورہ

لہ اصلاح والیضاح

کتاب النکاح

لہ فتاویٰ ہندیہ

لہ فتاویٰ بزازیر علی بامش ہندیہ

لہ در مختار

نورانی کتب خانہ پشاور

" " "

مجتبائی دہلی

۲۷۲/۱

۱۰۹/۴

۱۸۶/۱

لہٰذا نیکاحاً ملخصاً

الفاظ منگنی اور اس کے جواب کے طور پر استعمال کئے
اور عقد نکاح مقصود نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا (ملخصاً) (ت)

شرح طاہوی پھر مجتبے پھر مجموعہ علامہ القروی و واقعات المفتیین علامہ قدری افندی وغیرہ میں ہے :
قال له هل اعطيتنيها فقال اعطيت فان
كان المجلس للوعد فوعد وان كان لعقد
النكاح فنكاح لله
کسی نے لڑکی کے باپ کو کہا تو نے مجھے لڑکی دی تو
باپ نے کہا دی، تو مجلس نکاح میں نکاح اور منگنی
کی مجلس ہو تو منگنی ہوگی۔ (ت)

سوال سے ظاہر کہ یہ مجلس منگنی ہی کی تھی اور کوئی قرینہ واضح ایسا نہ پایا گیا جو ان الفاظ کو انشاء عقد کے لیے
متعین کرے تو یوں بھی منگنی ہی ٹھہرے گی نہ نکاح۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
جواب سوال دوم : نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ عقد کا تباہ بدیہی، تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدیہتہ
باطل اور اجماعاً غلط، ابھی کلمات علماء سے عقد وعدہ کا تفرق گزرا، اس کے نصوص کے نقل بدیہی پر استدلال
ہے جنک خاطبا سے انعقاد نکاح نہ اس وجہ سے ہے کہ خطبہ عقد ہو بلکہ الفاظ مذکورہ خود الفاظ عقد ہی
قرار پائے ہیں یعنی جبکہ نیت و قرینہ متحقق ہو لہذا علمت ان ماعد التزویج والنکاح کنایۃ تفتقر الیہما
(جیسا کہ آپ نے معلوم کر لیا کہ تزویج اور نکاح کے الفاظ کے علاوہ باقی کچھ میں جو کہ نیت اور قرینہ کے
محتاج ہیں۔ ت) ولہذا علماء انھیں الفاظ ایجاب کے ساتھ شمار فرماتے ہیں۔ وجہ کروری میں ہے :

كتاب النکاح تسعة عشر فصلا الاول فی الالة
کل لفظ یفید ملک الرقبة انعقد به کقولہ
بعث و تزوجت و انکحت و ملکک و وھبت
و تصدقت و جننتک خاطبا و جعلت نفسی
لک
کتاب النکاح انیسٹ بحثیں ہیں، پہلی آلہ میں،
وہ ہر لفظ جو رقبہ کی ملکیت کے لیے مفید ہو اس
سے نکاح منعقد ہوگا، جیسے میں نے فروخت کیا،
نکاح کر دیا، تجھے مالک بنایا، ہبہ کیا، صدقہ کیا،
میں رشتہ لینے آیا ہوں، میں نے اپنا نفس تجھے دیا۔ (ت)

خلاصہ و غرآنہ المفتیین میں ہے :

ینعقد بقولہ تزوجت و انکحت و ملکک نکاح منعقد ہو جاتا ہے ان الفاظ سے، میں نے نکاح

۱۵۰/۱	نو کشور لکھنؤ	العصل الاول	کتاب النکاح	لے فتاویٰ قاضی خاں
۳۳/۱	دارالاشاعت العربیہ، قندھار افغانستان			لے فتاویٰ القرویہ
۱۰۸/۲	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح		لے فتاویٰ بزاز علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ

سے پہلے منگنی وغیرہ مقدمات ہو چکے ہیں تو ان کے بعد الفاظ مجلس عقد کو مساومت پر حمل نہیں کر سکتے بخلاف بیع کہ نہ وہاں ایسا تقدم، نہ اُس کے لیے کوئی مجلس قرینہ قصد عقد، فتح التقدیر پھر بحر الرائق پھر رد المحتار میں ہے :

النکاح لا یدخله المساومة لانه لا یكون الا بعد نکاح میں بیاہ و لگنا نہیں ہوتا کیونکہ نکاح کئی مقدمات مقدمات و مراجعات فكان للتحقیق بخلاف اور آمد و رفت کے بعد ہوا کرتا ہے تو کنایہ الفاظ اس بیع البیع

تحقیق مقام یہ ہے کہ عبارت مذکورہ سوال کے معنی اگر یہ ٹھہریں کہ امثال الفاظ بعد قیام قرینہ قصد عقد مثل جلسہ نکاح بعد خطبہ و قرارت خطبہ وغیرہا حکم دلالت ظاہرہ جانب عقد متصرف ہوں گے نہ کہ سوائے مساومت کہ یہاں کوئی محل مساومت نہیں، تو بیشک صحیح ہے، اور یہی معنی مقصود و مراد۔

الانتری ان الکلام فی انکایة ولا انعقاد بها آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ گفت گو کنایہ کے بارے میں ہے الا عند قیام القرینة كما علمت۔ اور ان میں قرینہ کے بغیر نکاح منعقد نہ ہوگا جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں (ت)

مگر اس بنا پر ہر منگنی یا الفاظ مذکورہ عمر و عبد اللہ کو نکاح نہیں ٹھہرا سکتے کما بینا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) اور اگر یہ معنی لیں کہ جو کچھ الفاظ طیب و محطوب یا محطوبہ یا محطوبہ میں جاری ہوں تو اسی خواہی نکاح ٹھہریں گے اگرچہ معنی مساومت و طلب وعد کو محتمل اور قرینہ معینہ قصد عقد سے عاری ہوں تو محض باطل، نہ ہرگز یہ مراد علماء، علماء صاف تصریحات فرماتے ہیں کہ احتمال مساومت و استبعاد یعنی صورت واقعہ میں معنی استیام و طلب وعد کا احتمال ہونا مانع انعقاد نکاح ہے۔ فخرانہ المفتیین برمز خط فداوی امام ظہیر الدین مرغینانی سے ہے :

لو قال بالفارسیة دختر خویش مراد دی فقال دادم لا ینعقد النکاح لان هذا استخبار واستبعاد اگر ایک نے فارسی میں کہا کہ تو نے اپنی بیٹی مجھے دی تو دوسرے نے جواب میں "دادم" کہا تو اس سے بغیر ارادہ نکاح کے نکاح متحقق نہ ہوگا، کیونکہ یہ الفاظ حقیقتاً خبر معلوم کرنے اور وعدہ لینے کے لیے ہوتے ہیں اس لیے دوسرا وکیل نہ بنے گا۔ (ت)

ہندیہ میں محیط سے ہے :

اذا قال لغیره وخر غلیس مراده ، فقال داوم ،
 ینعقد النکاح وان لم یقل الخاطب پذیرتم ،
 ولو قال مرادادی فقال داوم ، لا ینعقد النکاح
 ما لم یقل الخاطب پذیرتم الا اذا اسراد بقوله
 داوی التحقیق دون السوطة۔

”میں نے قبول کی“ نہ کہے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس صورت میں دوسرے نے ”میں نے دی“ سے مراد
 نکاح کا تحقق لیا اور خواہش اور مرضی کا اظہار مراد نہ لیا تو نکاح ہو جائے گا۔ (ت)

اسی طرح بزاز یہ میں ہے — رد المحتار میں شرح علامہ مقدسی سے نقل فرمایا :

انما توقف الانعقاد علی القبول فی قول الالب
 او الوکیل هب ابنتک لفلان اولابی او
 اعطها مثلاً لانه ظاهراً فی الطلب و انه
 مستقبل لم یرد به الحال والتحقیق فلم یتم
 به العقد بخلاف نرجحی بکذا
 بعد الخطبة ونحوها فانه ظاهراً فی
 التحقیق والاثبات الذی هو معنی الایجاب۔
 اگر یہ کہا ہو کہ ”تو اپنی بیٹی مجھے بیاہ دے“ اور یہ کہنا مہر طے کرنے اور منگنی کے بعد ہو تو یہ الفاظ تحقق اور اثبات
 میں ظاہر ہیں جو کہ ایجاب کہلاتا ہے۔ (ت)

شرح طحاوی سے گزرا کہ هل اعطیتینہا (کیا تو نے بیٹی مجھے عطا کی۔ ت) مجلس عقد میں مفید
 عقد ہے اور جلسہ وعد میں طلب وعد بالجملة الفاظ محتملہ میں مدار قرینہ پر ہے ، پھر الفاظ مذکورہ عمرو وعبدلہ
 تو مساومت و تحقیق دونوں سے مہجور اور خاص اخبار میں متعین ہیں تو انہیں اس عبارت سے بھی کچھ علاقہ
 نہیں کہا لا یخفی (جیسا کہ محضی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک آسام ضلع جورہاٹ ڈاکخانہ گھٹنگا مقام سرائے بھی مرسلہ سید محمد صفار الدین صاحب
الربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

سوال اول : ایک عظیم البصر عالم و فاضل اور ایک نگہبان بھی اس کے پاس موجود تھا اس نے
نکاح پڑھایا، نکاح جائز ہے یا نہ ؟

الجواب

بلاشبہ جائز ہے کہ نکاح پڑھانے میں آنکھوں کا کیا کام ہے ، بلکہ جب وہ عالم ہے تو وہی انسب و
اولیٰ ، خود گواہان نکاح جن کے بغیر نکاح اصلاً صحیح نہیں اگر نابینا ہوں کچھ مضائقہ نہیں۔

کما نص علیہ حتی فی المتن کالکفر والوقایۃ جیسا کہ کفر ، وقایہ ، اصلاح ، مختار ، ہدایہ ،
والاصلاح والمختار والہدایۃ والعلقی ملتقی اور تنویر وغیرہ متن میں اس پر تصریح
والتنویر وغیرہا۔ موجود ہے۔ (د)

تو نکاح پڑھانے والے کی بنیائی کیا ضرورت کہ وہ خود ہی نکاح کے لیے ضروری نہیں ، عاقدین کا آپ ایجاب و
قبول کافی ہے ، واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم : اگر عظیم البصر عالم نہ ہو اور نگہبان بھی موجود نہ ہو اس صورت میں اس نے نکاح پڑھایا ، آیا
جائز ہے یا نہ ؟ بیسوا توجروا۔

الجواب

اب بھی جائز ہے جبکہ ٹھیک پڑھائے ، بے نگاہی یا بے نگاہ بانی کچھ نکاح پڑھانے میں مغل نہیں ،
ہاں جاہل ہونا مغل ہو سکتا ہے کہ جب مسائل نکاح سے آگاہ نہیں تو ممکن کہ وہ صورت کر دے جس سے نکاح
صحیح نہ ہو اور زوجین بھی بوجہ جہل اس سے غافل رہیں تو معاذ اللہ عمر بھر حرام میں مبتلا ہوں ، لہذا نکاح میں
بہت احتیاط لازم ، عقد کرنے والا دیندار ، متقی ، مسائل نکاح سے واقف ہو کہ جاہل سے نادانستہ وقوع
مغل کا اندیشہ تھا ، فاسق بددیانت پر اعتماد نہیں ، جب وہ خود علل و حرام کی پروا نہیں رکھتا تو اوروں کے لیے
احتیاط کی کیا امید ، بحر الرائق و درمختار و فتح اللہ المعین وغیرہ میں ہے :

واللفظ للدریندب اعلانہ و تقدیم خطبۃ و رکع الفاظ میں ، نکاح کا اعلان ، اس سے پہلے خطبہ

وكونه في مسجد يوم الجمعة بعاقده
مسجد میں نماز جمعہ کا دینا اور نکاح کرنے والا صاحبِ رشد
یعنی صاحبِ علم و عمل ہونا مستحب ہے الخ (ت)

اقول الرشدين تنظم العلم والعمل (رشد علم اور عمل دونوں کو جامع ہے۔ ت) اس زمانہ
جہل و فساد میں اکثر وہ صورت رائج ہے کہ اگر اہل علم حاضر جلسہ نہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے
یعنی دلہن سے زید کے لیے صرف وکالت نکاح کی، یہ تصریح نہ کرانی کہ اسے دوسرے کو وکیل کر دینے کا بھی اختیار
ہے، اب زید وکیل جو شرعاً صرف نکاح پر جانے کا مجاز ہوا وہ خود نہیں پڑھتا بلکہ قاضی کوئی اور صاحبِ باہر بیٹھے ہیں
اُن سے آکر کہتا ہے مجھے فلاں عورت نے اپنے نکاح کا وکیل کیا، دو گواہ گواہی دیتے ہیں، وہ تو اتنا کہہ کر الگ
ہو گیا، اب قاضی جی نے نکاح پڑھایا، یہ نکاح ہرگز نہ ہوا کہ نہ خود عورت نے ایجاب و قبول کیا نہ اس کے وکیل
ماذون نے، بلکہ ایک اجنبی شخص نے، کہ اول تو وکیل کا اپنی وکالت سے خبر دینا اس قاضی کو اپنی طرف سے وکیل
کرنا نہیں، اور ہو بھی تو صحیح مذہب میں وکیل نکاح کو دوسرے کے وکیل کرنے کا بے اذن موکل اختیار نہیں،

في الدر عن البحر ليس للوكيل (ای فی النکاح)
ان یؤکل بلا اذن اھ وفي وكالة غمیر العیون
عن الولو الجیة لو وکل س جلا فی نکاح فوکل
الوکیل غیر ذکرة محمد فی الاصل انه لا یجوز
فانه قال اذا فعل الثاني بحضور الاول لم یجز
وهو الصحیح اھ ملخصاً۔
کیا کہ یہ جائز نہیں، انہوں نے فرمایا کہ پہلے کی موجودگی میں دوسرے وکیل نے کارروائی کی تو جائز نہیں ہوگی، یہی
صحیح ہے اھ ملخصاً (ت)

تو یہ نکاح نکاحِ فضولی ہوا اور اجازت زن بالقہ پر موقوف رہا، اگر خبر پر نفرت و کراہت ظاہر کی، جیسا کہ
اکثر و خزان و وشیزہ سے ایسا ہی واقع ہوتا ہے جب تو ڈھول سے کھال بھی گئی، اب وہ نکاح یکسر باطل ہو گیا
کہ آئندہ اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

۱۸۵/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب النکاح	۱۸۵ در مختار
۱۹۲/۱	"	باب الولی	۱۹۲
۴۱۱-۱۲/۲	ادارۃ القرآن کراچی	کتاب الوکالہ	۴۱۱ غزیمون البصائر شرح الاشباہ والنظائر

فی الدر المختار لو بلغها خبر دت ثم قالت
 رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد و لذا
 استحسنوا التجدید عند الزفاف لا ت
 الغالب اظهار النقرة عند فحاة السماع
 فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایسی صورت میں رخصتی کے وقت دوبارہ نکاح کرنا بہتر ہوگا کیونکہ اچانک نکاح کی خبر پر
 نفرت کا اظہار ہوتا ہے (اس لیے پہلا انکار نفرت کی وجہ سے ہوا) (د)

یونہی بعض نکاحوں میں مشاہدہ ہوا ہے کہ نکاح خواں نے کلمات ایجاب دلوٹھا کے کان میں کہے کہ حاضرین
 میں کسی نے نہ سنے صحیح مذہب میں یوں نکاح نہیں ہوتا بلکہ مجلس واحد میں معاً دو گواہوں کا دونوں الفاظ
 ایجاب و قبول سننا شرط ہے۔

فی الدر و شرط حضور شاہدین حرین
 او حر و حرین مکلفین سامعین قولہما معا
 علی الاصحح
 در میں ہے کہ نکاح میں دو عاقل بالغ حر مرد یا
 ایک مرد اور دو عورتیں گواہ کے طور پر مجلس میں موجود
 ہو کر نکاح کے دونوں فریقوں کا کلام سنیں، یہ شرط
 قرار دیا گیا ہے صحیح قول کے مطابق۔ (د)

ان باتوں کا منشا وہی جبل و نادانی ہے اور ان کے سوا اور بیس اخلاط کا اندیشہ ہے جن سے علماء ہی آگاہ
 ہوتے ہیں یا وہ نیک توفیق والے جنہیں علماء کی خدمت و صحبت اور ان سے مسائل دینیہ کی تحقیقات کا شوق
 کامل ہے غرض جاہل کی نکاح خوانی قطعاً خلاف اولیٰ ہے جس طرح اس کی امامت یا مضاربیت کہ جو اندیشہ
 خلل و فساد وہاں ہے وہی نکاح میں بھی، کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں)۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از جوڑ باٹ ملک آسام باقی اسکول مرسلہ میاں محمد علی صاحب ۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

ما قولکم من حکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا فرمان ہے) اس مسئلہ میں
 کہ اگر زید نے ایک عورت سے دو گواہ غیر ملکی کے سامنے نکاح کیا پھر زید نے وہ دونوں گواہ جانے کے بعد اپنے
 نکاح کو ظاہر کیا اور عورت بھی نکاح ہونے پر زید کے مقرر ہے اور وہ دونوں گواہان مذکور ان ایک غیر ملکی میں جا کر
 ایک عالم سے اور اپنے ملک میں جا کر قاضی کے روبرو دونوں جگہ نکاح ہونے زید کی گواہی دے ہیں اور دونوں

جگہ سے دو خط مع مہر و دستخط کے اور صورت گواہی اُن دونوں گواہوں کے زید کے نکاح ہونے کا ثبوت زید کے ملک کے ایک عالم اور ایک معتبر آدمی کے پاس ارسال کیا پھر ایک برس کے بعد اُن دونوں گواہوں سے ایک گواہ آکر پہلے تین چار آدمی کے روبرو نکاح ہونے کی گواہی دی تھی بعدہ دس بارہ روز کے بعد ایک جماعت کے روبرو انکار نکاح زید کا کیا، زید اور بی بی کے درمیان میں کوئی جھگڑا اور تنازع نہیں ہے، زید بھی ہر خاص و عام کے روبرو کہتا ہے کہ وہ میری بی بی ہے اور بی بی کہتی ہے کہ زید میرا شوہر ہے، اور حال چال بھی دونوں کے خاوند اور جو رو ہونے کے پائے جاتے ہیں، اور مقرر نکاح جا نہیں ہے، از روئے شرع شریف کے زید کا نکاح درست اور نافذ ہوا یا نہیں؟ اور نکاح دوبارہ کرنا لازم آئے گا یا نہ؟ اور صورت نکاح دوبارہ میں حد اُن دونوں کے اوپر یعنی زوج زوجہ کے اوپر لازم ہوگا یا نہیں؟ مع دلیل و برہان کے جواب باصواب فرمائیں، اگر دونوں گواہ انکار نکاح کا ہو جائیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بقیہ توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ دونوں زوج و زوجہ ہیں، اُن کا نکاح صحیح و ثابت ہے، دوبارہ نکاح کی اصلاً حاجت نہیں، اگرچہ دونوں گواہ انکار کر جائیں،

فان الشہود مشروط بالنکاح فی الاستدعاء دون البقاء۔ گواہوں کا ہونا نکاح کی ابتداء میں شرط ہے اس کے بقاء کے لیے شرط نہیں۔ (ت)

جبکہ وہ دونوں باہم مقرر نکاح ہیں، یہ اسے اپنی بی بی وہ اسے اپنا شوہر بتاتی ہے تو کسی کو اعتراض کی ہرگز گنجائش نہیں بلکہ اُن کا صرف یہ باہمی اقرار ہی ثبوت نکاح کے لیے کافی ہے اگرچہ کوئی گواہ گواہی نہ دے، فی رد المحتار صرحوا ان النکاح یثبت بالتصادق رد المحتار میں ہے کہ علمائے تصریح کی ہے کہ ایک دوسرے کی تصدیق سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ (ت) پھر اُن کا باہم زن و شو کی طرح رہنا دوسرا ثبوت نکاح ہے یہاں تک کہ جتنے لوگ اس حال سے واقف ہیں سب کو اُن کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینی جائز ہے،

فی الہدایۃ حل لہ ان یشہد اذ رأی رجلاً وامراً قد سکنا بیتاً وینسبط کل واحد منهما الى الآخر انبساط الا زواجاً مطلقاً۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ ہدایہ میں ہے جب کوئی مرد و عورت آپس میں میاں بیوی کی طرح گھر میں رہیں اور دونوں آپس میں میاں بیوی کی طرح بے تکلف ہوں تو دیکھنے والے کو ان کے نکاح کی شہادت دینا جائز ہے اہ مطلقاً۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

رد المحتار کتاب النکاح ۲۶۵/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت
کتاب الشہادۃ مطبع یوسفی مکتبہ ۱۵۸/۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ بعد ایک ماہ کے طلاق دے دوں گا، اور اس امر کو اپنے دل میں رکھا، یا یہ کہ ہندہ سے بیان کیا، تو آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

نکاح صحیح ہے خواہ دل میں یہ قصد رکھا خواہ عقد میں اس کی شرط کر لی کہ طلاق کا شرط کرنا ہی ارادۂ نکاح دائم پر دلیل ہے، ہاں اگر یوں عقد کرے کہ میں نے تجھ سے ایک مہینہ یا ایک برس یا سو برس کے لیے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا کہ ایک وقت تک نکاح کو محدود کر دینا صورت متعہ ہے اور متعہ محض حرام اور زنا۔ درمختار میں ہے :

بطل نکاح متعہ و موقت وان جهلت المدة
لو طالت في الاصح وليس منه ما لو نكحها
على ان يطلقها بعد شهر او ثوى مكثه معها
مدة معينة
متعہ کے طور نکاح یا مقررۂ مدت کے لیے نکاح خواہ مدت لمبی ہو یا مدت مجہول ہو تو صحیح مذہب میں یہ نکاح باطل ہے، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا، یا اس وقت دل میں مقررہ شدہ کی نیت کی تھی تو باطل نہ ہوگا۔ (د)

رد المحتار میں ہے :

لان اشتراط القاطع يدل على انعقاد مؤبد
وبطل الشرط بحر۔ والله تعالى اعلم۔
اس لیے کہ نکاح میں طلاق کی شرط دلالت کرتی ہے کہ یہ نکاح دائمی ہے اور یہ شرط باطل ہوگی، بحر۔
والله تعالى اعلم (د)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منکوتہ زیدہ میں کوئی علامت مردی و زنی سے نہیں صرف ایک مخزن ہے جس سے بول آتا ہے، مگر پستان اس کے مثل زنانہ کے ہیں، اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر زید اسے طلاق دے تو ادائے مہر ذمہ زید لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں نکاح صحیح ہے اور نصف مہر بعد طلاق ذمہ زید واجب الادا کہ منکوتہ زید اگرچہ
۱۹۰/۱ مجتبیٰ دہلی
۲۹۴/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت
کتاب النکاح فصل فی المحرمات
رد المحتار

قبل از بلوغ بوجہ انتقال ہر دو علامت از قبیل خنثی تھی مگر جب بعد بلوغ اس کی پستانیں مثل پستان زن ظاہر ہوئیں تو اشکال زائل اور اس کا عورت ہونا منکشف ہو گیا، اب بلاشبہ یہ نکاح اپنے محل میں واقع ہوا اور حل استمتاع کو شرعاً مفید کہ شرائط صحت سب موجود ہیں اور موانع شرعیہ بالکل مفقود، البتہ فساد خلوت عدم تاکہ مہر کا باعث ہے اور خیار عیب کو نکاح میں دخل نہیں تاکہ قریہ بوجہ اس کے فسخ نکاح کر سکے اور کل مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے، رہا امر حسی کا عاتیق ہونا وہ ہرگز منافی جواز نہیں۔

فی تنویر الابصار من کتاب الخنثی ہو ذو فرج و ذکر او من عری عن الانثیین فان ظہر لہ شدی فامرأة انتہی مع التلخیص، وفي الدر المختار من النکاح هو عند الفقهاء عقد یفید ملک المنعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی انتہی، وفيه من باب المهر الخلوۃ بلا مانع حسی کر ترق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم و عقل بفتحتین غدة لا یطاق فیہ الجماع کا لوطی فی تاکد المهر انتہی ملخصاً وفيه من ذلك الباب ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوة انتہی وفي فتاوی الامام قاضی خات والرتق

تنویر الابصار کی خنثی کی بحث میں ہے خنثی وہ ہے کہ جس کا ذکر اور فرج دونوں ہوں یا نصیبتین نہ ہوں، تو اگر اس کے پستان ظاہر ہو جائیں تو عورت قرار پائے گی، تنویر کی عبارت ختم ہوئی، تلخیصاً۔ در مختار میں نکاح کی بحث میں ہے فقہاء کرام کے ہاں نکاح ایسا عقد ہے جو مرد کو عورت سے جماع کا مالک بنا دیتا ہے جبکہ اس سے کوئی شرعی مانع نہ ہو اور اسی کے مہر کے باب میں ہے کہ جب خلوت بغیر کسی حسی مانع کے حاصل ہو جائے تو اس کا حکم مہر کو لازم کرنے میں جماع کی طرح ہے، خلوت میں حسی مانع جیسے رتی دڑا اور تافج کے ساتھ جس کا معنی شرمگاہ میں گوشت کا ابھر جانا، اور جیسے قرن بسکون رار، جس کا معنی ہڈی اور عقل، رت اور ق پر فج، جس کا معنی غدود ہے یعنی ہڈی اور غدود شرمگاہ میں اس طرح بڑھ جائے کہ جماع کے لیے مانع بن جائے اھ ملخصاً۔ در مختار کے اسی باب میں ہے کہ نصف مہر لازم ہوگا جب خلوت یا جماع سے

۳۴۱/۲	مجتبائی دہلی	کتاب الخنثی	۱	در مختار شرح تنویر الابصار
۱۸۵/۱	"	کتاب النکاح	۵	"
۱۹۹/۱	"	باب المهر	۵	"
۱۹۸/۱	"	"	۵	"

يمنع الخلوة لانه يمنع الجماع وذكر في طلاق
الاصل ان العدة يجب على الرتقاء اي
فلها نصف المهر انتهى وفيها من فصل
خيارات النكاح ومنها خيار العيب وهو حق
الفسخ بسبب العيب عندنا لا يثبت في
النكاح فلا ترد المرأة بعيب ما وقال
الشافعي له ان يرد بالقرن والرتق و
يفسخ النكاح فان رد قبل الدخول
يسقط كل المهر والا لها مهر المثل
كما هو حكم الفسخ انتهى مع التخييص ،
والله تعالى اعلم .

قبل طلاق دی ہوا ہے ، فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ
رتق ، خلوت کے لیے مانع ہے کیونکہ یہ جماع کے لیے
مانع ہے ، اور اصل (مبسوط) کی بحث طلاق کے بیان
میں ہے کہ رتقاء عورت پر عدت واجب اور اس
کے لئے نصف مہر ہوگا اور اصل کی بحث
اختیارات نکاح میں ہے کہ خيار عیب جس کو عیب
کی وجہ سے حق فسخ کہتے ہیں ، ہمارے ہاں نکاح کے
باب میں ثابت نہیں ، لہذا کسی عیب کی وجہ سے
عورت کو رد نہیں کیا جائے گا ۔ اور امام شافعی نے
فرمایا کہ قرن اور رتی والے عیب کی وجہ سے مرد کو فسخ کا
اختیار ہے ۔ پس اگر قبل از دخول رد یا فسخ کر دے تو
تمام مہر ساقط ہو جائے گا ورنہ پورا مہر مثل عورت کا حق ہے جیسا کہ فسخ کا حکم ہے اھ ، ملخصاً ، واللہ تعالیٰ

www.alalulbayan.org

اعلم ۔ (د ت)

مسئلہ ۱۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت طوائف کسی مرد آشنا کے ساتھ پردہ میں
حسب دستور عیاشیوں کے جو بغرض مقید رکھنے اور نہ ملتفت ہونے اُس کے ساتھ دوسرے مرد کے ، پردہ میں
رکھتے ہیں ہم خانہ رہی ہو ، وہ عورت شرعاً زوجہ تصور کی جائے گی یا نہیں ؟ اور اگر زوجہ تصور کی جائے گی تو ایسے
ہم خانہ رہنے کے واسطے کوئی مدت مقرر ہے یا نہیں ؟ اور ہے تو کس قدر مدت ہے ؟ بینوا تو ہوا ۔

الجواب

صورت مسئلہ میں پردہ اُس طوائف کا صرف اُن لوگوں سے جن سے احتمال موافقت کا ہو معتد بہ نہیں ایسا پردہ
ثبوت نکاح کی دلیل نہیں ہو سکتا ، البتہ اگر وہ مرد و زن مثل زوج و زوجہ رہتے ، اور جو لوگ اُن کے حالات خانگی سے
واقف ہیں انہیں زوج و زوجہ تصور کرتے ہوں تو شرعاً زوج زوجہ قرار پائیں گے نہ کہ زانی و زانیہ کہ مسلمان کی طرف
بدکاری کی نسبت بے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں ، شارع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی دوسرے معاملہ

میں نہ آتی یہاں حسن ظن واجب اور تکذیب قاذف لازم، قال عز اسمہ لولا جاذ علیہ باربعة شہداء الآیۃ (اس پر اگر وہ چار گواہ پیش نہ کریں، الآیۃ - ت) اور ارشاد ہوتا ہے: ولولا اذا سمعتہ قذمت الآیۃ (اور کیوں نہیں تم کہتے جب تم اسے فسق ہو، الآیۃ - ت) اگر کوئی مسلمان حر عاقل بالغ عقیف کی طرف نسبت زنا کرے اور چار گواہوں سے ثابت نہ کر دے تو بعد طلب مقذوف کے اسے استی کوڑے مارے جاتے ہیں اور گواہی اس کا کبھی قبول نہیں ہوتی، قال اللہ تعالیٰ، والذین یرمون الآیۃ (اور وہ لوگ جو تهمت لگاتے ہیں الآیۃ - ت) اسی طرح اگر تین گواہ معانہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے،

فی الفتاویٰ الہندیۃ ان شہد علی الزنا اقل من اربعة بان شہد واحد او اثنتان او ثلثہ لا تقبل الشہادۃ ویحد الشاہد حد القذف (ت) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر چار سے کم ایک یا دو یا تین گواہ زنا کی گواہی دیں تو ان کی شہادۃ قبول نہ ہوگی اور گواہوں پر حد قذف ہوگی (ت)

پس ایسی صورت میں کہ گواہان معانہ نکاح موجود نہ ہوں شرعاً حکم نکاح کا فرما دیتی ہے اور اس امر کے لیے شرع شریف میں کوئی مدت مقرر نہ فرمائی بلکہ بحالت عدم شہود معانہ مداریثوت انبساط و شہرت پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ ہندو کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور زید شب زفاف میں بالکل مفلج ہوا اور جاگ نہ سکا اور باہم صحبت زید نے ہندو سے نہیں کی، بعد معلوم ہوا کہ زید نامرد ہے اور ہندو نے زید کا عین ہونے کا بھی ایک عرصہ تک علاج کیا لیکن ضرورت صحبت ظہور میں نہ آئی، اب ہندو اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور زید سبب نامردی کے چاہتا ہے کہ ہندو کو جان سے مار ڈالے، اس صورت میں نکاح ہندو کا زید سے درست ہوا یا نہیں؟ اور ہندو دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جیسا حکم شرعاً شریف کا ہو ویسا کیا جائے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

نکاح ہندو کا زید سے درست ہے،

اذلیس عدم العتہ من شرائط صحۃ ولو کانت کذلک لما احتیج الی ما ذکرہ من باب العین من المرافعة و کیونکہ نکاح کے درست ہونے کے لیے نامرد نہ ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر یہ بات ہوتی تو پھر نامرد کے سلسلہ میں قاضی کے ہاں پیش کرنے اور قاضی کا مہلت

التأجيل والطلب والتفريق وهذا
دینا، عورت کا مطالبہ، اور پھر قاضی کی تفریق وغیرہ کو
واضح جدا۔

یات بالکل واضح ہے۔ (ت)
ہندہ کو ہرگز روا نہیں کہ بغیر حصول طلاق دوسرے شخص سے نکاح کر لے، اگر کرے گی نکاح ثانی باطل محض ہوگا
اور شوہر ثانی سے قربت زنا کے خالص، والیعا ذی اللہ تعالیٰ۔

وذلك لبقاء العصمة كما ذكرنا فالعنيت
دوسرے نکاح کا عدم ہوا پہلے نکاح کے تحفظ کیلئے
ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ پس اس معاملہ
میں نامرد اور مرد برابر ہیں۔ (ت)

ہاں صورت خلاص یہ ہے کہ زید و ہندہ اپنے معاملہ میں کسی ذی علم کو پیش کریں،
ففي الخيرية يصح التحكيم في مسألة
توقفاً وخیر یہ میں ہے نامرد کے مسئلہ میں حکم بنانا
اس لیے درست ہے کہ یہ حد، قصاص اور عاقلہ پر دیت کا
العین لانه ليس بحد ولا قود ولا دية على
مسئلہ نہیں ہے، حکم حضرات کے لیے عورت کے
العاقله ولهم ان يفرقوا بطلب النروجة اه
مطالبہ پر تفریق کرنا جائز ہے (ت)

ہندہ اُس کے حضور عننت شوہر کا دعویٰ کرے اور اس بنا پر تفریق چاہے پنج کے نزدیک جب اُس کا عین
ہونا بطرق شرعیہ کہ اُن میں سے ایک طریقہ مثلاً اقرار زید ہے ثابت ہو جائے تو بملاحظہ تفصیل مذکورہ فی الفقہ
سال بھر کی زید کو مہلت دے اور اس تمام برس میں زین و شوہر کیجا رہیں، اگر کچھ دنوں کو ہندہ کہیں چلی جائیگی وہ
دن سال میں معدود نہ ہوں گے، جب اس طرح سال کامل گزر جائے اور زید ہندہ پر قدرت نہ پائے تو
اُس وقت بطلب ہندہ زید و ہندہ میں تفریق کر دی جائے، اب بعد عدت ہندہ کو اختیار نکاح ہوگا۔
وكل ما ذكرنا مفصل في الدر المنبت اسما و
جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تفصیل در مختار،
رد المحتار و الفتاویٰ الخیریہ وغیرہا من
رد المحتار اور فتاویٰ خیریہ وغیرہ کتب میں موجود
الکتب الفقہیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ (ت)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مع چند ہم ایسوں کے عمرو کے یہاں اُس کی
دختر کو پیام دینے گیا عمرو نے اس کے ساتھ شادی دختر کو دینے پر رضا ظاہر کی اور گفتگو کرنے والوں سے

مخاطب ہو کر کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی، اس پر زید نے کہا بہتر ہم کو منظور ہے جب آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی غرض بات بہتہ وجہ قرار پائی اور طرفین کا اطمینان ہو گیا اب عمرو اُس دختر کا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتا ہے یہ اُسے جائز ہے یا نہیں اور بغیر ترک یا اعراض زید کے دوسرے شخص سے اُس دختر کا نکاح صحیح ہو گا یا نہیں اور جبکہ عمرو نے کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی اور زید نے اس کے جواب میں کہا بہتر قبول و منظور ہے تو یہ صاف ایجاب و قبول ہو کر نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگرچہ مخاطب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج کرنا شرعاً مذموم و بے جا و قابل مواخذہ ہے، قال تبارک و تعالیٰ: ان العهد کانت مسئلہ (عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ت) اور جس طرح مخاطب منہ پر مواخذہ ہے اسی طرح وہ دوسرا مخاطب جس نے مخاطبہ غیر پر پیام دیا شرعاً مرتکب شناعة ہے،

وقد صح ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی الخیہ و الخیہ علی خطبۃ الخیہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی منگنی پر منگنی سے منع فرمایا۔ (ت)

مگر بالائینہم اگر مخاطب منہ اپنی لڑکی کا مخاطب اول سے نکاح نہ کرے اور غیر سے تزویج کرے یہ نکاح شرعاً صحیح و درست ہو جائے گا اور ترک و اعراض مخاطب اول کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ گفتگو جواب تک مخاطب مخاطب منہ کے درمیان آئی اس کی طرف سے مجرد خطبہ تہی اور اس کی جانب سے محض وعدہ، نہ عقد ایجاب و قبول، پس مخاطبہ ہنوز مخاطب کی عصمت نکاح میں نہ داخل ہوئی جس کے سبب غیر سے اُس کی تزویج ناروا ٹھہرے،

فی العقود الدریۃ سئل فیما اذا خطب وکیل نہرید ابنت عمر و البالغۃ لہرید بمحض من الناس فاجابہ الاب الی ذلک قائلًا انت مہرا بنتی کذا ان رضیت فیہا و الا فلا فرضی الخاطب و دفع للاب عقود الدریۃ میں سوال کیا گیا کہ جب زید کے وکیل نے عمرو کی بالغہ لڑکی کے بارے میں لوگوں کی موجودگی میں زید کے لئے منگنی کی تو لڑکی کے باپ نے جواب میں کہا کہ میری لڑکی کا اتنا مہر ہے اگر آپ راضی ہیں تو بہتر ورنہ نہیں، اس پر منگنی والا راضی ہو گیا اور

لہ القرآن ۳۴/۱ باب یحرم الخ خطبۃ علی خطبۃ الخ قیدی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱/۵۵۲

شیئا من الحلی والبسه لابنته فلم ترض
البنت بالخطبة وردتها فهل یسوغ لها
ذلك ولا تكون الخطبة واقعة موقع عقد
النکاح اصلا الجواب حیث لم یجر
بینهما عقد نکاح شرعی بايجاب وقبول
شرعیین لا تكون الخطبة واقعة موقع
عقد النکاح اصلا۔

اس نے لڑکی کے باپ کو کچھ زیورے اور لڑکی کو کپڑا پہنایا
تو لڑکی نے منگنی پر رضا مندی سے انکار کر دیا اور
منگنی کو رد کر دیا تو اس صورت میں کیا لڑکی کو رد کا
اختیار ہے اور کیا یہ منگنی نکاح کے قائم مقام نہ ہوگی؟
جواب: شرعی طور پر یہ قبول و ایجاب کے ساتھ نکاح
نہ ہوا اور یہ منگنی نکاح کے قائم مقام نہ ہوگی۔

(ت)

اور یہ لفظ کہ میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی ہر چند کنایات، تزویج سے ہے مگر مجلس عقد میں عقد قرار پاتا ہے اور مجلس
وعد میں وعد۔

في رد المحتار عن فتح القدير عن شروح
الطحاوي لوقال اعطيتنيها فقال اعطيت
ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد
فنكاح اهـ واقرة العلامة العلائي والفاضل
الرحماني والسيد الطحطاوي وغيرهم رحمهم
الله تعالى۔

رد المحتار میں فتح القدير کے حوالہ سے طحاوی کی شرح سے
منقول ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ تو نے
لڑکی مجھے دی، جواب میں اس نے کہا کہ میں نے دی تو
اگر بات مجلس نکاح میں ہے تو نکاح ہے اور وعد
(منگنی) کی مجلس ہے تو منگنی ہوگی اور اس کو علامہ
علائ، فاضل رحمۃ، سید طحطاوی وغیرہم رحمہم اللہ
تعالیٰ نے ثابت رکھا۔ (ت)

اور پڑھا کہ وہ مجلس نکاح نہ تھی اور مخاطب کا اُس وقت مع چند ہمراہیوں کے جانا بات ٹھہرانے اور وعدہ
لینے اور رضا مندی حاصل کرنے ہی کے طور پر تھا تو پھر مخطوبہ کے وہ الفاظ بھی وعدہ ہی پر محمول ہوں گے
نہ عقد پر، یہاں تک کہ خود مخاطب کے کلام سے واضح و روشن کہ وہ بھی ان کلمات کو اقرار نکاح و اظہار
رضا و قبول خطبہ ہی سمجھا نہ ایجاب و تزویج کہ اُس نے جواب میں کہا: بہتر، ہم کو منظور ہے، جب آپ نے
میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اور ہر عامی جانتا ہے کہ ہماری زبان میں زبان
دینا کسی کام کے وعدہ و اقرار کو کہتے ہیں نہ کہ اس کے ایقاع و اصدار کو۔ زید نے اگر عمر و سے کچھ روپے مانگے

اور اس نے دے دے تو یہ نہ کہا جائے گا کہ عمر و زبان دے چکا، یا نہ دیے اور دینے کا وعدہ کر لیا تو یہ لفظ بر لفظ صحیح ہوگا۔ پس ثابت ہو گیا کہ مخطوب منہ کا وہ کلام محض ايجاب تھا نہ کہ لفظ ايجاب و شتان بینہم (دونوں میں فرق ہے۔ ت) ایک وجہ تو عدم نکاح کی یہ ہوتی اور یہیں سے دوسری وجہ بھی ظاہر ہے کہ جب کلام مخاطب باعلیٰ ہذا منادی کہ وہ سخن مخطوب منہ کا محصل اقدام علی العقد نہ سمجھا تھا بلکہ محض اقرار و وعدہ جانا تو اب اس کا یہ کہنا بھی کہ بہتر ہم کو منظور ہے بر سبیل قبول تزویج نہ تھا بلکہ اس کی ايجاب پر اپنی خوشی کا اظہار تھا تو اگر فی الواقع مخطوب منہ کے وہ الفاظ ايجاب ہی تھیں تاہم قبول مفقود ہے اور جملہ اخیرہ کہ ”آپ نے زبان دی تو میری تسکین ہو گئی“ مفسر مراد موجود جس کے سبب لفظ اول صریح قبول ٹھہرا کر الفاظ پر بنا اور نیت کا الفاظ نہیں کر سکتے اور اس کے سوا بعض وجوہ اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو عدم انعقاد نکاح پر دلالت کریں،

کہا لا یخفی علی ماہر الفقیہ و فیما ذکرنا کفایۃ جیسا کہ مخفی نہیں ماہر فقیہ پر، اور ہم نے جو ذکر کر دیا ہے وہ عالم کو وضاحت کے لیے کافی ہے لعلہ۔

یابجملہ نہ الفاظ مخطوب الیہ ايجاب کے قابل نہ جانب مخاطب سے قبول حاصل، نہ مخطوبہ جبالہ نکاح مخاطب میں داخل، نہ غیر سے تزویج ناروا و باطل۔ رہا مخطوب منہ پر گناہ، وہ بھی اسی وقت تک ہے کہ اس نے بلا وجہ یا کسی رنجش دنیوی کے سبب تزویج مخاطب اول سے اعراض کیا ہو اور اگر حقیقت کوئی عذر مقبول پیدا ہوا اور اس نکاح میں اس نے حرج شرعی سمجھا اور مخاطب ثانی کو حتی و قدر میں بہتر جانا تو شرع مظہر ہرگز اس پر لازم نہیں کرتی کہ تو اپنی زبان پالنے کے لیے محذور شرعی گوارا یا دیدہ و دانستہ بیٹی کے حق میں برا کر نیک و بد پر کامل نظر ذمہ پر واجب و ضرور اور آدمی نہ تبدیل رائے سے محفوظ و مصئون، نہ کسی وقت بعض مصالح پر نہ اطلاع پانے سے مأمون۔ یہ تو صرف اقرار ہی تھا ہمارے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو دربارہ قسم ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر تم کسی بات پر قسم کھا بیٹھو پھر خیال میں آئے کہ اس کا خلاف شرعاً بہتر ہے تو اس بہتر ہی پر عمل کرو اور قسم کا کفارہ دے دو۔

امام احمد نے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی قسم کھائی اور اس نے اس قسم کے خلاف کو بہتر جانا تو بہتر کو اپنالے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔ (ت)

فقد اخرج الامام احمد و مسلم و صحیحہ و الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حلف علی یمن فرأی غیرہا خیرا منها فلیات الذی ہو خیر و لیکفر عن یمینہ لہ

ابن ندب من حلف یمینا فرأی غیرہا خیرا منها الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸/۲

پس پدر مخطوبہ پر لازم ہے کہ خدا سے ڈرے اور اصلح و اوفیٰ پر نظر کرے وہ دو مطالبوں کے زیر تقاضا ہے ایفائے موعدت و دفع مفسدت، پھر اگر مخاطب اول میں کوئی محذور شرعی نہ ہو تو اول پر عمل کرے ورنہ ثانی پر کاربند رہے من ابسطی بیلیتین فاختار اھونھما (جو دو آزمائشوں میں مبتلا ہو تو آسان کو اختیار کرے) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ باپ کو نکاح ہندہ بالغہ کا زید کے ساتھ جو اہل کفو سے ہے منظور نہ تھا اور نہ ہے زید نے بغیبت باپ ہندہ جو صرف بارہ کوکس کے فاصلہ پر اپنے علاقہ پر تھا بہ سکوت و گریہ ہندہ و برضامندی مادر و نانی ہندہ و کالت اور شہادت تین اقربا خاص نکاح ظاہر کیا ہندہ کہہ رہی ہے کہ مجھ کو بلا رضامندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا و نہ اب ہے، ایسی حالت میں باپ ہندہ یا ہندہ کے مجبور کرنے کے واسطے منجانب زید بخیاں جواز نکاح یہ بیان و شہادت گزری کہ ہندہ نے زبان سے اقرار کیا تھا و بعد از ہستی بند ریلو عدالت یا جس طرح پر ہو اپنے گھر جا کر نکاح کا قصد رکھیں ایسی صورت میں ہندہ کو جو ولایت اپنے باپ میں ہے کسی ذریعہ سے لی جائے اطلاق غصب یا کس گناہ کا ہو گا و نکاح مابعد کی نسبت جو گھر لے جا کر دختر مذکورہ کو مجبور کر کے کرے کیا کہنا چاہئے و زید وغیرہ مرتکب کس گناہ کے ہوں گے یا کچھ نہیں، فرض کیا جائے کہ قصداً بوجہ نصاب شہادت نکاح جائز ہو لیکن جب باپ ہندہ کو نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے و ہندہ کہہ رہی تھی کہ مجھ کو بلا رضامندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے ایسی حالت میں زید وغیرہ کی نسبت کیا کہنا چاہئے کہ بالجبر باپ ہندہ خواہ ہندہ کو مجبور کرنا کیسا ہے، اگر ناجائز ہے تو مرتکب غصب یا کس گناہ کا مرتکب و گواہ وکیل و معین اُس کے کس گناہ کے مرتکب اور نکاح آئندہ کی نسبت جو بالجبر اپنے گھر لے جا کر کرے کیا کہنا چاہئے اور یہاں رضاعت کا بھی شبہ ہے اگرچہ اس میں شک واقع ہے کہ ہندہ کی نانی اور ہندہ نے پہلے کہا تھا کہ ایام رضاعت میں زید کو دو دھ پلایا ہے بعد بخلت کتنے کو موجود کہ نہیں پلایا ہے ایسی صورت میں احتیاط و تقویٰ کا کیا مقتضی ہے گو نکاح کرنا جائز ہو مگر احتیاط و تقویٰ مقتضی اس امر کا ہے کہ نہ کیا جائے اگر ہو گیا ہو تو ترک کیا جائے یا کیا اگر احتیاط مانع ہے تو اس احتیاط کے ہاتھ سے نہ جانے میں جس قدر باپ ہندہ کا جان دے رہا اور نقصان امور دنیوی اٹھا رہا ہے یا آوارہ وطن ہو جائے داخل امور دینی و ثواب ہے اور اگر اس صدمہ سے یا مقابلہ میں یعنی جس وقت زید رخصت بیکر یا کوئی فعل جبریہ کرنا چاہے اُس وقت جان جاتی رہے تو شہید کا اطلاق کیا جائے یا کیا و نیز متعلق اُس کے یہ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ زید وغیرہ کہتے ہیں جب بسبب عدم ثبوت رضاعت نکاح شرعاً جائز تو تجدد نکاح کر دو گو احتیاط و تقویٰ مانع ہے و باپ ہندہ کہتا ہے کہ جب احتیاط و تقویٰ مانع ہے تو ہم کیوں کریں پس ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ زید کا قول رقم بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ احتیاط و تقویٰ کو ایک ادنیٰ چیز سمجھنا یا کچھ نکلتا ہے دوسرے یہ کہ زید جو وہ باپ ہندہ کو احتیاط و تقویٰ سے روکتا ہے

کیا فصل ہے ؟

الجواب

جواب سوال اول میں واضح ہو چکا کہ یہ نکاح اگر باذن صریح ہندہ نہ ہوا نہ بعد کو اذن صریح قولی یا فعلی سے نافذ ہو لیا تو مجرد سکوت ہندہ اُس کے نفاذ کے لیے کافی نہیں، نکاح نکاحِ حضولی تھا اور اذن ہندہ پر موقوف، جب ہندہ نے کہا کہ مجھے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے تو یہ صاف رد و باطل ہو گیا، اب اگر ہندہ و پدر ہندہ کو مجبور کرنے کے لیے کسی جھوٹی شہادت سے نفاذِ نکاح ثابت کیا جائے تو زید اور اس کے شوہر سب مستحق غضبِ الہی و عذابِ شدید ہوں گے، جھوٹی گواہی دینے والے پر جوخت ہو لناک و عیدیں ارشاد ہوئی ہیں ہر مسلمان جانتا ہے یہاں تک کہ قرآن عظیم میں اسے بُت پوجنے کے برابر شمار فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ :

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور و حلفاء اللہ غیر مشرکین بہ۔
بتوں کی نجاست سے بچو، جھوٹی بات سے پرہیز کرو، شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
عدلت شهادة الزور الا شراك بالله عدلت
شهادة الزور الا شراك بالله رواه ابو داود و الترمذی وابن ماجه عن خريم بن فاتك رضي الله
تعالى عنه۔
(جھوٹی گواہی خدا کے ساتھ شریک کرنے کے برابر کی گئی
جھوٹی گواہی خدا کے لیے شریک بنانے کے ہمسر ٹھہرائی گئی
(جھوٹی گواہی خدا کا شریک ماننے کے مساوی کی گئی) ،
(اس کو ابو داود ، ترمذی اور ابن ماجہ نے خیرم بن فاتک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
الا نبشکو باکبر الکبار قول الزور و قال شهادة
الزور رواه الشيخان عن انس رضي الله تعالى
عنه۔
کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ سب کبیروں سے بڑا کبیرہ
کون سا ہے بناوٹ کی بات ، یا فرمایا جھوٹی گواہی۔
(اسے شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

حہ یعنی مقام مذکور کا سوال کو باب الولی میں ہے ۱۲ (م)

لہ القرآن ۲۲/۳۰

۱۵۰/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی شہادۃ الزور	۲ سنن ابنی داؤد
۳۶۲/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب ما قبل فی شہادۃ الزور	۳ صبح بخاری
۶۴/۱	" " "	باب الکبار و اکبرها	صبح مسلم

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لن تنزل قدما شاهد الزور حتى يوجب الله
لہ النار فی رواۃ ابن ماجہ والمحاکمہ وصحیحہ سندہ
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
جھوٹی گواہی دینے والا اپنے پاؤں پٹانے نہیں پاتا کہ
اللہ عزوجل اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے۔ (اسی
ابن ماجہ اور عاکم نے صحیح قرار دے کر ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

ایسی ناپاک کارروائی کے ساتھ کسی کی بیٹی کو بلا نکاح رخصت کر کر لے جانا اگرچہ اسی قصہ پر ہو کہ گھر لے جا کر نکاح کر لیں گے
سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے،
اللعنة الله على الظالمين سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

دو فرقتیں ہیں، ایک میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا، اور دوسرے کی اُسے کچھ پروا نہیں، اور تیسرے
میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ جس میں سے کچھ نہ بخشے گا کفر ہے، اور وہ جس کی اُسے پروا نہیں آدمی کے حقوق اللہ
میں گناہ ہیں جیسے کسی دن کا روزہ یا کوئی نماز ترک کرنی کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو اسے معاف فرما دے گا واما
الديوان الذي لا يترك الله منه شيئا مطالع العباد بينهم القصاص لا محالة اور وہ دفر جس میں سے
اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے رواۃ الامام
احمد والمحاکمہ وصحیحہ عن ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اس کو امام احمد اور عاکم نے
صحیح قرار دے کر حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)
نکاح اگرچہ جبر و اکراہ سے بھی ہو جاتا ہے

فی الہندیۃ الاصل ان تصرفات المکره
کلھا قولاً منعقدۃ عندنا الا ان ما یحتمل
الفسخ منه کالبیع والاجارۃ یفسخ
و ما لا یحتمل الفسخ منه کالطلاق
ہندیہ میں ہے قاعدہ یہ ہے کہ جس پر جبر کیا گیا ہو اس کے
اس حالت کے تمام تصرفات نافذ العمل ہونگے ہاں
وہ تصرفات جو فسخ کا احتمال رکھتے ہوں جیسے بیع او
اجارہ کہ یہ فسخ قرار پائیں گے، اور جو فسخ کا احتمال نہیں رکھتے

سنن ابن ماجہ باب شہادۃ الزور
۱۷/۱۱ القرآن
۱۷/۱۱
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
دار الفکر بیروت
۲۴۰/۶

والعاق والنكاح والتدبير والإستيلاد و
النذور فهو لازم كذا في الكافي وتمامه
في رد المحتار قبيل قوله وشرط حضور
شاهدين **أقول** وأما قول الهنديّة
عن الخانيّة في تعداد شروط النكاح ومنها
رضاء المرأة إذا كانت بالغّة **أقول** فقد كتبت
على هامشه ما نصه اى اذنها قولاً وفعلًا صريحاً
اودلالة ولو جبر او كسها هكذا ينبغي ان
يفسر هذا المقام -

مثلاً طلاق، عتاق، نكاح، مدبر بنانا، ام ولدہ بنانا اور
نذر قویہ امور لازم ہو جائیں گے، جیسا کہ کافی میں ہے اور
اس کی تمام بحث رد المحتار میں ہے، ان کے قول گوہر
کی موجودگی شرط ہے سے تھوڑا پہلے ہے **أقول**
ہندیہ کا قول جو کہ انھوں نے خانیہ سے نقل کیا نكاح کی
شرائط میں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ
عورت کی رضا الخ تو ہم نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے
جس کی عبارت یہ ہے یعنی اس کی اجازت قول، فعل
صریح یا دلائل سے ہو جاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو، اس
مقام کی یہی تفسیر مناسب ہے۔ (ت)

مگر کسی کی بیٹی کو جبراً نكاح لے جانا پھر بالجبر نكاح کرنا ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔
قال الله تعالى لا اكراه في الدين **أقول**
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
لا یحل لمسلو ان یاخذ عصا اخیه بغیر طیب
نفس منه۔ رواہ ابن جبان فی صحیحہ عن
ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی لکڑی
بغیر اس کی دلی مرضی کے لے لے (اس کو ابن جبان نے
صحیح میں ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

جب بے مرضی لکڑی یعنی حرام ہے لڑکی یعنی کس درجہ حرام و اشد حرام ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں،

۳۵/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الاکراه	ابواب الاول	۱۰ فتاویٰ ہندیہ
۲۴۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح		۱۱ رد المحتار
۲۶۹/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	ابواب الاول	۱۲ فتاویٰ ہندیہ
				۱۳ القرآن ۲۵۲/۲

۱۴ مورد الظمان الی زوائد ابن جبان کتاب البیوع باب ما جاز فی الغصب حدیث ۱۱۶۹ المطبعة السلفیہ بالقیروہ ص ۲۸۳

من اذى مسلما فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله يلهى رواه الطبراني فى الاوسط عن انس رضى الله تعالى عنه بسند حسن .

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عز و جل کو ایذا دی۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

گواہ وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر زید کی اعانت کریں گے سب اس کی مثل ظلم و حرمان استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛ گناہ و عداوت میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ؛

من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام . رواه الطبراني فى الكبير والاضياء فى المختار عن اوس بن شرحبيل الاشجعي رضى الله تعالى عنه .

جو کسی ظالم کے ساتھ چلا اس کی مدد کرنے اور وہ جاننا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا۔ (اسے طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختار میں اوس بن شرحبیل اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

ربا مسئلہ رضاعت ، ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لیے کافی نہیں خصوصاً جبکہ خود مضطرب ہو ،

كما فصلناه فى فتاوانا السابقة الواردة علينا من المسائل فى هذا الباب .

جیسا کہ ہم نے اس بارے میں پہلے سے آئے ہوئے مسائل کے جوابات میں اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں بیان کر دی ہے۔ (ت)

اس سے احتیاطاً بچنا صرف مرتبہ استحباب میں ہے اور فعل غایت درجہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ کہ نہ کرے تو بہتر کرے تو کچھ گناہ نہیں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے ؛

رجع امرأة فاخبر رجل مسلم ثقة

ایک شخص کا عورت سے نکاح ہونے کے بعد ایک ثقہ

لے العزم الاوسط

حدیث ۲۶۳۲

مکتبۃ المعارف الریاض ۳۷۳/۴

الترغيب والترجييب من نخطي به الرقاب يوم الجمعة

مصطفیٰ البابی مصر ۵۰۴/۱

لله القرآن ۲/۵

لله معجم کبیر

حدیث ۶۱۹

مکتبۃ فیصلیہ بیروت ۶۲۴/۱

او امرأة انهما ارتضعا من امرأة واحدة قال
فی الکتاب احب الی ان یتزہ فیطلقھا ویعطیھا
نصف المہران لم یدخل بہا ولا تثبت الحرمۃ
بخبیر الواحد عندنا مالہ لیشہد بہ سرجلان
اور رجل وامرأتان ہے

سے ثابت نہیں ہوتی جب تک دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت نہ دیں حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (ت)
ایسے امر سے بچنے کے لیے جان دینے کی اجازت ہرگز نہیں ہو سکتی کہ جان کا رکھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے
بلکہ اہل و عیال کو چھوڑ کر جلا وطنی وغیرہ امور بھی کہ خود گناہ یا منجر بہ گناہ ہوں جائز نہیں ہو سکتے،
اذلیس من قضیۃ الشرع الکریح والعقل السلیم
شرعیۃ مطہرہ اور عقل سلیم اس بات کی اجازت نہیں
دیتی کہ معمولی چیز کو کسی عظیم اور بجاری چیز کے ارتکاب
درہ شئی خفیف بارتکاب ثقیل عظیم۔
سے ختم کیا جائے (ت)

یہاں تقویٰ بمعنی اتساع شبہات ہے وہ صرف مستحب ہے نہ فرض و واجب۔ علماء فرماتے ہیں:
لیس ضماننا ضمان اجتناب الشبہات بل ضماننا ضمان التنبہ علی ما فیہ من الخانیۃ والتجنیس
فی الاشیاء وغیرہ عن الخانیۃ والتجنیس
سے ہے کہ ہمارا ارمانہ شبہات سے بچاؤ کا زمانہ
نہیں ہے۔ (ت)

وغیرہما۔
زید وغیرہ کی اس درخواست سے تقویٰ کی امانت نہیں نکلتی بلکہ اس احتیاط کا غیر ضروری ہونا اور اس قدر ضرور
صحیح ہے، یا اس سے روکنا اگر بالجبر ہو تو ہم لکھ چکے ہیں کہ مسلمان پر جبر و اگر کسی امر مباح میں حرام و ظلم ہے
نہ کہ امر غیر مستحب میں، مگر اس پر جان نہیں دے سکتے، البتہ صورت اولیٰ میں یعنی جبکہ واقع میں نکاح باطل
ہوا اور زید جھوٹی گواہیاں دلوں کہ بالجبر بلا نکاح چھین لے جانا۔ یا بالجبر اس کے ساتھ
کرتی فعل ناجائز کرنا چاہے اس وقت اگر یہ اپنے ناموس کی حفاظت جائزہ کرے جو شرعاً و عقلاً و عرفاً ہر طرح اس کا
حق ہے اور ظالم اسے قتل کر دے تو یہ شہید ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من قتل دون ماله فهو شهید ومن
جو اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو

قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه
فهو شهيد ومن قتل دون اهلله فهو شهيد
اخرجه الامامة احمد و ابو داود و الترمذی
والنسائی وابن حبان في صحيحهم عن
سعيد بن زيد رضي الله تعالى عنهما - والله
تعالى اعلم -

اپنی جان بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو اپنا دین
بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو اپنے گھر والوں کے
بچانے میں مارا جائے وہ شہید۔ (اسے احمد، ابو داود،
ترمذی، نسائی، ابن حبان نے سعید بن زید سے
اپنی صحاح (کتاب) میں روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔ ت)

مسئلہ ۲۳ از مسجد جامع مرسلہ مولوی احسان حسن صاحب ۱۴۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید و ہندہ نے باہم کلمات ایجاب و قبول نکاح کے، بموجودگی دو آدمیوں
کے، کہے، لیکن ان دونوں آدمیوں کو مطلقاً سماعت اور علم نکاح زید اور ہندہ کا نہ ہوا، بعد ازاں زید نکاح سے
منکر ہوا، اور ان دونوں شاہدوں نے بھی سماعت اور علم نکاح سے لاعلمی و روبرو حاکم شرع کے ظاہر کی، تو آیا
حاکم شرع زوجہ کو مہر دلائے گا یا نہیں؟ اور یہ نکاح معتقد ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نکاح میں شرط ہے کہ دونوں گواہوں کا ہونا ایجاب و قبول حلیہ و جلیہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح
ہو رہا ہے۔
فی الدر المختار بشرط حضور شاہدین حرین
او حو و حوتین مکلفین سامعین قولہما
معاً علی الاصح فاہمین انہ نکاح علی
المذہب، بحر۔
تو مذہب اصح پر یہ نکاح معتقد نہ ہوا، زید کا انکار سچا ہے، اگر نوبت ہم بستری نہ آئی تو مہر سے کیا
علاقہ، ورنہ مہر مثل دینا ہوگا،

فان الوطء فی دار الاسلام لا یخلو عن
حد او عقربہ کما فی الدر المختار وغیرہ
لے سنن النسائی کتاب المحاربة تحريم الدم
۵۷ در مختار کتاب النکاح
۵۷ باب المهر

کیونکہ دار الاسلام میں (بے محل) جماع حد یا عقربہ سے
خالی نہیں ہوتا، جیسا کہ در مختار وغیرہ معتد کتب میں ہے
نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۴۲/۲
مجتبائی دہلی ۱۸۶/۱
۲۰۴/۱

من معتقدات الاسفار وقد كانت ههنا شبهة
العقد فالحد سقط فالعقر ثبت -
یہاں چونکہ نکاح کا شبہ ہے لہذا حد ساقط ہوگئی
تو عقر واجب ہوگا۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴ مسئلہ حافظ علی بخش صاحب ساکن آٹولہ مسجد حنفیاں ۲۵ شوال ۱۳۲۳ھ
تعلیم جمع کا لفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں، جیسے کہ ”اللہ جل شانہ“ یوں فرماتے ہیں ”اسی
طرح نکاح سے کہنا کہ تم نے یہ عورت قبول کی“ جمع بولنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

حرج نہیں، اور بہتر صیغہ واحد ہے کہ واحد احد کے لیے وہی النسب ہے، قرآن عظیم میں ایک جگہ
رب عز وجل سے خطاب جمع ہے سب ارجعون، وہ بھی زبان کافر سے ہے۔ اور نکاح سے کہنا کہ تم یا آپ
یا جناب نے قبول کی، اس میں بھی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ ۱۶ صفر ۱۳۰۳ھ

زید کہتا ہے کہ متناکحین بالغین کو بوقت نکاح کلمے اور صفت ایمان مجمل و مفصل پڑھانا بہت ضرور و بہتر ہے
اس کو کرنا چاہئے، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے:

از روئے شریعت غر انکاح در میان مومن و کافر
منعقد نمی گردد ظاہر است کہ از انسان در حالت لاعلمی
یا از روئے سہواً اکثر کلمہ کفر صادر سے گرد و کہ برآں متنبہ
نمی شود، در صورت اگر نکاح متناکحین واقع شد
منعقد نمی شود، لہذا متاخرین از علمائے متطین احتیاطاً
صفت ایمان مجمل و مفصل را بحضور متناکحین می گویند
ومی گویند تا انعقاد بجمالت اسلام واقع شود
فی الحقیقت علمائے متاخرین این احتیاط را
در عقد نکاح افزوده اند خالی از نزاکت اسلامی
نیست کسانے کہ از اسلام بہرہ ندرند بلطف

روشن شریعت کی رو سے مومن و کافر کے درمیان نکاح
نہیں ہو سکتا، ظاہر ہے کہ انسان لاعلمی میں کبھی سہواً کلمہ
کفر صادر ہو جاتا ہے جس پر وہ آگاہ ہی نہیں ہوتا، تو
اس صورت میں اگر مرد و عورت کا نکاح ہوا تو منعقد
نہیں ہوگا، لہذا محتاط علماء متاخرین مجلس نکاح میں
صفت ایمان مجمل و مفصل خود بھی کہتے ہیں اور مرد و عورت
سے بھی کہلاتے ہیں تاکہ نکاح بجمالت اسلام واقع ہو۔
علماء متاخرین نے عقد نکاح میں اس احتیاط کا جو
اضافہ فرمایا ہے وہ درحقیقت اسلامی نزاکت سے
خالی نہیں، جو لوگ اسلام کے بارے میں معلومات

آں کے میرے سبب انتہی
نہیں رکھتے وہ اس کی لطافت تک کب پہنچ
سکتے ہیں۔ (ت)

یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو را۔

الجواب

بہتر ہونے میں کیا کلام کہ ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر محض ہے، خصوصاً تجدید ایمان
کہ ویسے بھی حدیث میں اس کا حکم ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الایمان لیخلق فی جوف احدکم کما یخلق
الشوب الخلی فاسئلوا اللہ تعالیٰ ان یجد د الایمان
فی قلوبکم۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر
بسند حسن و الحاکم فی المستدرک عن عمرو
بسند صحیح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
یشک ایمان تم میں کسی کے باطن میں پُرانا ہو جاتا ہے
جیسے کچھ اکنہ ہو جاتا ہے تو اللہ عز و جل سے مانگو
کہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ فرمائے۔
(۱) اسے طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
سند حسن اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمرو رضی اللہ
تعالیٰ عنہم جمعین سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
جددوا ایمانکم اکثر و امن قول لا الہ الا اللہ بحشر کبیر۔
اللہ تعالیٰ رواہ الامام احمد و الحاکم عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔
اپنے ایمان تازے کرو لا الہ الا اللہ بحشر کبیر۔
(۲) اس کو امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ (ت)

تو اس قدر ضرور مسلم کہ اس کو کرنا چاہیے، ہاں بہت ضروری کہنا نوبہ افراط سے خالی نہیں جہلاً یا سہواً
معاذ اللہ کلمہ کفر صادر ہو جانا محتمل سہی مگر اسے منطون ٹھہرا لینا سوائے ظن ہے اور بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں
کمالا یحییٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷ ریح الاول شریف ۱۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دختر زید بعمر سترہ سال و پسر عمرو بعمر تیس سال ہے اور

۱۔ فتاویٰ عزیزی حکم اعلام کلہا وصفت ایمان محل و مفصل بروز عقد نکاح مجتہاتی دہلی ۱۲۶/۲
۲۔ مستدرک للحاکم کتاب الایمان الامر بسؤال تجدید الایمان دار الفکر بیروت ۲/۱
۳۔ مسند احمد بن حنبل مروی از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۳۵۹/۲

مانع شرعی موجب نہیں، پس رکاوٹی واسطے نکاح کے چار ماہ کی مہلت چاہتا ہے، اگر مہلت دی جائے تو شرعاً گنہ گاری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

کوئی گناہ نہیں جبکہ کوئی اندیشہ صحیح نہ ہو، اور اگر معاذ اللہ اندیشہ ہے اور دوسرا کفو موجود ہے تو مہلت نہ دینا چاہئے، اگر نہ مانے اُس دوسرے سے نکاح کر دیں جبکہ دختر رضا مند ہو،

لحدیث یا علی لا تؤخروا ثلثاً الصلوة اذا احانت
والجنائز اذا حضرت والايم اذا وجدت
لها كفواً او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم.
والله تعالى اعلم.

اس حدیث کی بنا پر جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو: نماز میں جب وقت ہو جائے، جنازہ میں جب حاضر ہو، اور غیر شادی شدہ لڑکی میں جب اس کا کفو ملے۔ یا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۷ از ریاست رام پور سرشتہ پولیس مرسلہ سید جعفر حسین صاحب محرر شریعت ۲۰ محرم ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندو سے اس طور پر نکاح کیا کہ دو گواہ اور ایک وکیل نے ہندو کے پاس جا کر یہ کہا کہ بکر بیٹے زید نے ایک ہزار روپے کے بدلے میں تم اپنی زوجیت میں طلب کیا ہے یعنی خواستگاری کی ہے تم بھی اس کو اپنی شوہریت میں قبول کرو اور مجھ کو وکیل قرار دو، تو ہندو مذکورہ نے فقط لفظ "قبول" کہا (اور اس لفظ قبول کو اس ملک کے عوام و خواص قائم مقام ایجاب کے بنا بر عرف کے سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں) پھر اسی طرح تینوں شخص زید کے پاس گئے اور وکیل نے زید سے جا کر کہا کہ تم نے خالد کی بیٹی ہندو کو مہر مذکور پر قبول کیا تو زید نے صرف لفظ "قبول" کہا (اور اس قبول کو یہاں کے باشندے بمنزل قبول نکاح کے تصور کرتے ہیں اور ہزاروں نکاح اس طور سے ہو گئے اور ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے کیونکہ یہ طور یہاں کا رسم و رواج قرار پایا ہے) اب اس صورت میں فقط لفظ "قبول" سے نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نکاح صحیح ہو جائے گا کیونکہ عاقل و بالغ کا کلام لغو کرنا نہ چاہئے ورنہ ہزاروں آدمی حرام زادہ قرار پائیں گے مسلمان کو زنا سے شرعاً بچانا چاہئے اور عرف اور رواج

بھی ادا شرعیہ سے ایک دلیل ہے تو موافق عرف کے نکاح کو صحیح قرار دینا چاہئے، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ "قبول" سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ لفظ "قبول" مصدر ہے اور مصدر سے نکاح درست نہیں ہوتا، اب تنازع فیہ میں حکم شرع شریف ہوا ارشاد ہو۔ عوام بیچارے نہ مصدر کو جانیں نہ ماضی کو، وہ تو اپنے عرف و رواج جانتے ہیں اسی کے پیرو تابتا بعد میں، ان کی اصلاح کس طور پر ہو؟ بیٹو! تو جبراً

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں صحتِ نکاح میں شبہ نہیں، جب ہندہ نے بعد سوال توکیل لفظ "قبول" کہا یہ ایجاب توکیل ہوا اور وہ شخص توکیل ماذون ہو گیا،

فان التوکیل یتم بمجرد الایجاب ولا یتوقف علی القبول وان کان یرتد بالرد کہا فی الاشباہ والہندیۃ وغیرہما وھنہما وان امکن ان یجعل قول الوکیل تقبلیہ فی زوجیتک ایجاب فضولی بناء علی ماصرح فی الخانیۃ والخصاصۃ ان الامر فی النکاح ایجاب قال فی الفتح وھذا احسن وح یكون قول المرأة قبول قبولاً ینعقد النکاح موقوفاً علی اجازۃ الرجل فاذا خاطبہ الوکیل وقال قبول یمکن تنفیذ الکنہ خلاف ما قصد وہ فان صنیعہم شاھدا انھم لم یجعلوا مجلس المخطوبۃ مع المخطوبۃ مجلس عقد بل استئذ ان فیکون طلباً للوکالۃ وقولہا قبول توکیلاً۔

توکیل بنانے کے لیے صرف ایجاب کافی ہے اور قبول کرنے پر موقوف نہیں اگرچہ ایجاب کو رد کر دینے پر وکالت رد ہو جائیگی، جیسا کہ اشباہ اور ہندیہ وغیرہ میں ہے اور یہاں اس مسئلہ میں اگرچہ وکیل کا لڑکی کو یہ کہنا کہ "تو بھی لڑکے کو اپنا خاوند ہونا قبول کرے" فضولی کی طرف سے ایجاب قرار دیا جاسکتا ہے وہ خانیہ اور خلاصہ کی اس تصریح کی بنا پر کہ "نکاح میں درخواست" ایجاب ہو جاتا ہے جس کے متعلق فتح میں کہا گیا کہ یہ قول بہت اچھا ہے، تو فضولی کے جواب میں لڑکی کا "قبول" کہنا نکاح کو قبول کرنا قرار دیا جائے گا جس سے نکاح منعقد ہو جائے اور لڑکے کی اجازت پر موقوف قرار پائے، اور جب نکاح کرانے والا شخص (فضولی) لڑکے کو پیشکش کرے اور لڑکا قبول کرے

تو نکاح نافذ ہو جائے، لیکن یہاں مجلس الون کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد صرف لڑکی سے اجازت طلب کرنا ہے تو اس مجلس میں وکالت طلب کرنا اور لڑکی کا "قبول" کہنا صرف توکیل ہوگی۔ (ت)

اب کہ وکیل نے خاٹب سے اکروہ لفظ کے یہ جانب وکیل سے ایجاب ہوا،
 فانہ استفہام وان کان حرفہ مقدرا والاستفہام
 عند ارادة التحقيق يؤدى مودى الامر
 كما حققناه فى فتاؤنا والامر كما سمعت
 ايجاب فى النكاح ولا نعدل عن هذا القول
 المرجح الى قول انه توكيد لاث التوكيد
 لا يثبت التوكيد فلا ينفذ العقد و فيه
 تضيق والله يحب الرفق -

اور زوج کا قبول "کہنا قبول ہوا اور نکاح صحیح و تام نافذ ہو گیا اور یہ اعتراض کہ قبول مصدر ہے اور مصدر
 سے نکاح درست نہیں اس ساقط ہے کہ یہ لفظ اُس سوال وکیل کے جواب میں ہے کہ تم نے ہندہ کو قبول کیا اور
 عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ :

السؤال معاد فى الجواب كما صرح به فى جواب میں سوال کا معادہ معتبر ہوتا ہے جیسا کہ اشباہ
 الاشباہ وغیرہ کتاب -

و غیر بہت سی کتب میں تصریح ہے - (ت)
 تو جواب میں صرف لفظ "قبول" کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ "قبول کیا" اور یہ ماضی ہے اور ماضی سے نکاح یقیناً
 درست ہے کہما صرحوا بہ متوناً و شروحا و فتاویٰ (جیسا کہ متون، شروح اور فتاویٰ میں تصریح ہے - (ت)
 معہذا یہاں اصل کاروہ الفاظ ہیں جو رضا بالانشاء پر بے احتمال مساوی دلیل ہوں اور شک نہیں کہ لفظ "قبول"
 صراحۃً اُس پر دال، و لہذا علماء تصریح فرماتے ہیں اگر عورت سے کہا اپنے نفس کو میری زوجیت میں دے اُس
 نے کہا بالسمع والطاعة نکاح ہو گیا،

كما فى النوازل والخلاصة والبزازیة والبحر
 والدر والمحيط والهندية وغيرها من
 الاسفار الغر -

جیسا کہ نوازل، خلاصہ، بزازیہ، بحر،
 در، محیط، ہندیہ وغیرہ مشہور کتب
 میں ہے - (ت)

سمع وطاعت بھی مصدر ہی ہیں اور منطاط صحت و ہی تقدیر ماضی ہے یا اعتبار تراضی، وہ دونوں

یہاں حاصل، تو حکم عدم نکاح محض باطل، فتح القدیر میں ہے :

لما علمنا ان الملاحظة من جهة الشرع في
ثبوت الانعقاد ولزوم حكمه جانب الرضى
عدينا حكمه الى كل لفظ يفيد ذلك
بلا احتمال مساو للطرف الآخر الخ۔

جب یہی یہ معلوم ہے کہ نکاح کے انعقاد اور اس کے
حکم کے لزوم میں شرعاً رضا کے پہلو کا اعتبار ہے تو
ہم نے اس حکم کو ہر ایسے لفظ میں معتبر قرار دیا جو اس
چیز کا احتمال رکھتا ہو اور اس کے مخالف پہلو کا اس
میں مساویانہ احتمال نہ ہو الخ (ت)

رد المحتار میں ہے :

قوله او بالسمع والطاعة متعلق بمحذوف
دل عليه المذکور ای نروجت اذ قبلت
متلبسا بالسمع والطاعة لامرك ولا يحصل
السمع والطاعة لامر الا بتقدير الجواب
ماضيا مراد به الانشاء لیتیم شرط العقد
بكون احدهما للمضى

ما تن کا قول "او بالسمع والطاعة" کا متعلق
محذوف ہے جس پر مذکور دال ہے یعنی میں نے
نکاح کیا یا قبول کیا آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے
اور حکم کی اطاعت مقدر طور پر ماضی کے صیغہ کے ساتھ
جواب کے بغیر نہیں ہو سکتی جبکہ ماضی سے انشاء مراد
ہوگی تاکہ نکاح کی شرط یعنی ایجاب و قبول میں سے
ایک کا صیغہ ماضی ہونا تام ہو جائے۔ (ت)

بحر الرائق میں زیر قول کثر : انما یصح بلفظ النکاح والتزویج وما وضع لعلیک العین فی الحال
(نکاح، تزویج اور تملیک عین فی الحال کیلئے مشروع الفاظ سے عقد ہو جاتا ہے۔ ت) فرمایا :

یرد علی المصنف الفاظ ینعقد بها النکاح
غیرا لثلاثة (وعدا اشياء كثيرة الى ان
قال) ومنها بالسمع والطاعة
لو قال نر وحي نفسك مني
فقلت بالسمع والطاعة
فهو نكاح كما في الخلاصة

مصنف پر اعتراض ہے کہ ان مذکورہ الفاظ ثلثة کے علاوہ دیگر الفاظ
سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے وہاں انہوں نے
بہت سے امور ذکر کیے جن میں سے سمع و طاعت
بھی ذکر کر کے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت کو
کہا کہ تُو اپنے نفس کو مجھے بیاہ دے تو عورت نے
جواب میں "بالسمع والطاعة" کہہ دیا تو نکاح

ومنہما فی الذخیرۃ لو قال ثبت حق فی منفع
بضعک باللف فقلت نعم صح النکاح ۱۷ و
الجواب ان العبرة فی العقود للمعانی حتی فی
النکاح کما صرحوا بہ وھذہ الالفاظ تؤدی
معنی النکاح۔

نکاح میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے جبکہ یہ مذکورہ الفاظ نکاح کا معنی ادا کر رہے
ہیں۔ (ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸ ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ دونوں شخص چند شخصوں کے روبرو اس کے
مقرر ہوں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا ہے یا زید علیحدہ ایک وقت میں اور ہندہ علیحدہ ایک وقت میں چند
اشخاص کے روبرو فرداً فرداً یہ ظاہر کریں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا ہے اور پھر خط کتابت میں ہندہ
زید کو وہی القاب آداب جو بی بی خاوند کو لکھتی ہے استعمال کرے تو کیا سمجھا جائے گا اور شرعاً کیا حکم
دیا جائے گا؟

www.alukah.net/forum

الجواب

تصادق مرد و زن کہ مرد کے یہ میری منکوحہ ہے، عورت کہے یہ میرا شوہر ہے، عند الناس مثبت نکاح
ہے۔ مگر اگر غلط اقرار کیا ہو تو عند اللہ ہرگز نفع نہ دے گا وہ زانی و زانیہ ہوں گے اور سخت عذاب جہنم کے
مستحق اور اولاد ولد الزنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹ ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تجھ کو
بعد تین چار ماہ کے طلاق دے دوں گا، آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بلیوا تو جردوا

الجواب

نکاح جائز ہے اور طلاق دینا اُس پر لازم نہیں۔ فان النکاح لا یبطل بالشروط الفاسدة
بل ہی التي تبطل (شرائط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرائط خود باطل قرار پاتی ہیں۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم

حال یہ ہے کہ حامد اور محمودہ دونوں میں ایسا رشتہ تھا کہ محمودہ اُس کے سامنے آسکتی تھی اور یہ دونوں ایک مدت تک صغر سنی میں ایک ہی جگہ رہتے سہتے تھے، ۱۸۹۷ء میں حامد کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور برضا مندی فریقین (یعنی حامد اور محمودہ) کے والدین کے حامد کی نسبت محمودہ سے بیوگی اور مراسم نسبت ادا ہونے کے بعد ایک تاریخ نکاح مقرر ہو گئی، لیکن اس تاریخ مقررہ پر حامد کو کہ وہ گورنمنٹ کا ملازم تھا اتفاق سے رخصت نہ ملی اور تاریخ مقررہ پر نکاح نہ ہو سکا، اس کے بعد کچھ جھگڑے ایسے واپس ہو گئے کہ دوسری تاریخ مقرر ہونے سے پہلے حامد اپنی ملازمت سے علیحدہ ہوا، اس کے بعد جب حامد کے والدین نے تاریخ مقرر کرنا چاہی تو محمودہ کے والدین نے یہ عذر پیش کیا کہ حامد اب بے نوکر ہے اس لیے ہم نکاح نہیں کرنا چاہتے، حامد اور محمودہ دونوں بالغ ہیں، محمودہ تاریخ نسبت سے حامد سے پردہ کرتی ہے، جب یہ حال محمودہ کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی والدہ سے صاف صفا کہہ دیا کہ میں دوسرے امیر گھر جانا پسند نہ کروں گی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جس سے نسبت ہوتی اس سے نکاح ہو جانا چاہیے، محمودہ کے باپ واقعی امیر کبیر ہیں اور حامد ایک معمولی حیثیت کا آدمی ہے، محمودہ کے باپ یہ کوشش کرتے ہیں کہ محمودہ کا کسی امیر اور مالدار سے نکاح کر دیں اور محمودہ کی رضامندی پر کوئی توجہ نہ کی جائے، اس لیے محمودہ یہ چاہتی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ جبراً اس پر کیا جائے وہ حامد کے ساتھ اپنا نکاح کر لے، مگر اس نکاح کا حال اُس کے والدین کو نہ معلوم ہو اور حامد بھی یہی چاہتا ہے۔ تو علمائے دین محمدی سے یہ امر دریافت طلب ہے کہ محض اگر گواہان اور وکیل کی موجودگی اور علم میں قاضی صاحب نکاح پڑھادیں اور از روئے شریعت ایجاب قبول کا اطمینان کر لیں تو یہ نکاح خفیہ جائز ہے اور کسی طرح ناقص تو نہیں؟ فقط۔

الجواب

بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ علانیہ کرے اس کے انعقاد وصحت کے لیے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث تنگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا،
فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ
در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا فتویٰ ہے کہ فساد زمان کی وجہ سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ (ت)

مال میں کفارت کو صرف اس قدر کفایت کہ وہ شخص اگر پیشہ ور ہو تو روز کا روز اتنا کماتا ہو جو اس عورت غنیہ کے قابل کفایت روزانہ دے سکے، اور پیشہ ور نہیں تو ایک مہینہ کا نفقہ دے سکے، اور مہر جس قدر معجل ٹھہرے اس کے اوپر قدرت بہر حال درکار ہے۔

فی الدر المختار تعین الکفارة فی العرب و
العجم مالاً بان یقدر علی المعجل و نفقة
شهر لو غیر محض و الا فان کان یکتسب
کل یوم کفایتها لو تطیق الجماع مخلصاً۔
در مختار میں ہے کہ مال کے اعتبار سے عرب و عجم میں
کفو کا اعتبار بایں طور ہے کہ مرد مہر معجل دینے اور ایک
ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو جبکہ غیر کار و باری ہو ورنہ
روزانہ کا خرچہ دینے پر قدرت رکھتا ہو بشرطیکہ بیوی
جماع کی قدرت رکھتی ہو مخلصاً (ت)

پس اگر حامد اس قدر مال رکھتا ہے اور مذہب و نسب و حرمت و روش میں بھی محمودہ سے ویسا کم
نہیں کہ اس سے نکاح باعث عار پر محمودہ ہو، جیسا کہ صورت سوال سے یہی ظاہر ہے کہ باپ پہلے اُس سے
نکاح پر راضی تھا اب صرف نوکری نہ رہنے کا عذر کرتا ہے تو اس صورت میں بر تقدیر صدق مستفتی دو مرد یا
ایک مرد و دو عورتوں کے سامنے حامد و محمودہ کے ایجاب و قبول کر لینے سے جائز و صحیح ہو جائے گا، نفی نکاح میں
نقصان نہ ہوگا، ماں باپ کو ناراض کرنے کا وہ مال محمودہ پر ہو تو حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ضلع پٹ اور تحصیل صوابی ڈاکخانہ یاد حسین موضع یعتوبی سید عید شاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی والدہ اور ہمشیرہ عمرو کے مکان
پر بطور مہمان داری کے آئیں و سوئی تھیں، عمرو نے زید کی والدہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیٹی تم کو دی ہے
جس سے اس کا منشا یہ تھا کہ زید سے اس لڑکی کا نکاح کریں گے، زید کی والدہ نے اس کے جواب میں عمرو کو
دُعائیں دیں اور قبول زبان سے نہیں کیا، بعد کو زید نے ایک چھوٹا سا زیور بطور نشانی کے بنا کر عمرو کی بیٹی کے واسطے
بھیجا، اور جس وقت عمرو نے اپنی بیٹی کا تذکرہ زید کی والدہ سے کیا، اُس وقت زید کی والدہ اور زید کی ہمشیرہ اور
عمرو کی بیوی تھیں یہ تین عورتیں موجود تھیں، اور سوائے عمرو کے اور کوئی مرد گھر میں موجود نہ تھا، نہ اُس ایجاب کا
قبول صراحتاً ہوا نہ ذکر مہر ہوا اور نہ گواہ موجود تھے، پھر عمرو کے انتقال کے بعد عمرو کے لڑکے نے اُس نابالغہ کا
عقد خالہ سے کیا اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے لیکن عقد مع گواہ اور ذکر مہر کے ہوا ہے تو اس صورت میں
عقد خالہ کا صحیح ہوا یا نہیں؟ اور زید مدعی اس بات کا ہے کہ نکاح مجھ سے صحیح ہے، بینوا تو جو دا۔

الجواب

زید کا دعویٰ محض غلط ہے اس سے نکاح ہرگز صحیح نہ ہوا،

وان فرض ان کلام عمر ومع امر نیک کات
ایجابا وان دعاء ہالہ قام مقام القبول
للدلالة الرضا وان بعثہ حلیا للعرس کانہ
اجازتہ لعقد الفضولی فعلى فرض کل ذلك
لاوجه للصحة فی الوجه المذكور لعدم
شاهد من الذکور۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ عمر کا زید کی والدہ سے بات کرنا
ایجاب ہے اور والدہ مذکورہ کا عمر کو دعائیں دینا
قبول کے قائم مقام ہے کہ یہ اظہار رضا مندی ہے،
اور پھر زید کا زیور بھیجنا زید کی طرف سے فضولی کے عقد
کی اجازت ہے، بایں ہمہ مذکورہ صورت میں نکاح
صحیح نہیں ہے کیونکہ اس عقد کا کوئی مرد گواہ نہیں
ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے :

شرطه حضور شاهدین حرین او حر و حریتین
مکلفین

نکاح منعقد ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد
اور دو عورتیں عاقل بالغ اور حر، مجلس میں حاضر ہوں،

بحر الرائق میں ہے :

فلا ینعقد بحضور العبد والصبی
خالداً کا عقد صحیح ہوا،

علاوہ ازیں بچوں کی موجودگی سے نکاح نہ ہوگا۔ (ت)

لان الاقدام علیہ فسخ للفاسدات قلنا
بالفرق بینہ وبين الباطل فی النکاح کما هو
قضية فروع جمعة۔

اس لیے کہ اس کا یہ اقدام فاسد نکاح کے لیے فسخ
قرار پایا ہے جب ہم نکاح میں فاسد و باطل کے
فرق کا قول کریں جیسا کہ تمام فروع کا معاملہ ہے (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ مسئلہ مولوی سید ظہور احمد صاحب از بیتہ شریف ضلع گیا ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ
ایک شخص کا نکاح بحضور دو شخص کے عورت کی اجازت سے ہوا اور وہ دونوں شخص چپ رہے، تو ایسی
صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور کیل بالنکاح ایک شخص ثالث ہے اور وہ شخصین ناکح کو جانتے ہیں

لیکن نکاح نہیں جانتا ہے اور عورت نے وکیل بالنکاح کو وہ شخص کے سامنے پردہ سے اپنے نکاح کی اجازت دی اور وکیل نے توں کہا کہ فلاں عورت کو اس قدر مہر پر آپ کو دیا نہ نکاح کا لفظ کہا ہو اور نہ زوجیت کا۔

الجواب

نہ نکاح کا شاہدین کو پہچاننا ضرور، نہ شاہدین کا وقت عقد کچھ بولنا ضرور، نہ خاص لفظ نکاح یا زوجیت ضرور، نہ صرف فلاں عورت کہنے میں محذور، جبکہ تنہا اسی قدر سے اس کی معرفت ہو جائے، شاہدین کا معاً لفظین ایجاب و قبول کو سننا اور اتنا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور لفظ نکاح و تزویج ہونا یا کوئی اور لفظ جو تملیک عین کاملہ فی الحال کے لیے وضع کیا گیا اور شاہدین کے نزدیک عاقدین اعنی زوج و زوجہ کا متمیز ہو جانا خواہ بحضور و رویت و اشارہ یا بغیبت و تسمیہ مجرودہ یا مع نسبت و غیرہ متمیزات میں اس قدر ضرور ہے اور شک نہیں کہ کسی مرد کو اتنے مہر پر عورت کا دیا جانا مفید معنی نکاح ہے تو صورت مستفسرہ میں اگر باقی شرائط مذکورہ مجتمع تھے نکاح درست ہو گیا و المسائل کلہا مصوۃ فی الدر المختار وغیرہ من معتمدات الاسفار (ان تمام مسائل کی تصریح در مختار اور دیگر معتقد کتب میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ مسئلہ سید ظہور احمد مذکور الصدر ۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
نکاح کو تین مرتبہ قبول کرنا شرط ہے یا ایک بار؟ اور گھبرائے کی وجہ تین بار تین طرح کہا، کبھی یہ کہ قبول ہے کبھی میں نے قبول کیا، کبھی قبلیت، ایسی صورت میں نکاح درست ہو یا نہیں؟ اور یہ بحضور شاہدین ہے اور عورت سے ایجاب درست طور پر ہو یا نہیں؟

الجواب

نکاح خواہ کسی عقد میں تین بار قبول اصلاً ضرور نہیں ایک ہی بار کافی ہے، اور تین بار تین طرح الفاظ قبول ادا ہونا کچھ مضر نہیں، ہاں اگر گھبرائے میں بجائے قبول بعض الفاظ رد و انکار ادا ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ پہلے لفظ قبول کہا تھا تو نکاح ہو گیا کہ بعد تمامی عقد رد و انکار مانع العقد نہیں، اور پہلے لفظ "انکار" نکلا تو وہ ایجاب رد ہو گیا، اب جو اس کے بعد اس نے لفظ "قبول" کہا یہ اس کی طرف سے ایجاب ہوا، اگر اسی مجلس میں ادھر سے لفظ "قبول" متحقق ہوا منعقد ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا اور اگر متعدد الفاظ میں لفظ رد کوئی نہ تھا ہاں ایسے الفاظ تھے کہ قبول نہ ٹھہریں تو وہ خواہ پہلے ہوں یا بعد جبکہ مجلس بدلنے سے پہلے ایک لفظ بھی قبول صحیح کا ادا ہو گا نکاح ہو جائے گا لان الفور غیض شرط و المجلس یجمع المتفرق (کیونکہ فوراً قبول کرنا شرط نہیں اور مجلس جامع متفرق ہے) اور ایجاب عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے دونوں درست ہیں، عقد میں ایجاب و قبول کچھ متعین نہیں، عاقدین میں جس کی طرف سے الفاظ

عقد پہلے صادر ہوں گے اُن کا نام ”ایجاب“ رکھا جائے گا اُن کے جواب میں دوسرا جو کہے گا وہ ”قبول“ قرار پائے گا، مثلاً عورت نے مرد سے کہا ”میں نے تجھے اپنی زوجیت میں قبول کیا“ یہ ایجاب ہوا اگرچہ بلفظ قبول ہے، مرد نے اُس کے جواب میں کہا ”میں نے تجھے اپنی زوجیت میں لیا“ یہ قبول ہوا اگرچہ بلفظ قبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۷ از موضع بیتھو ضلع گیا مسئلہ جناب مولوی سید محمد ظہور احمد صاحب ۱۶ شوال ۱۳۲۴ھ جناب مولانا صاحب السلام علیک، استفادہ یہ ہے کہ اگر وکیل بال نکاح یا شادی نکاح غیر مقلد و بانی ہو تو ایسے شخص کی وکالت یا شہادت درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور نکاح درست ہو گا یا نہیں اگر ایسے لوگ وکیل یا شادی ہوں؟

الجواب

سید صاحب! وعلیک السلام، و بانی وغیر مقلد کی ضدالت جبکہ حد کفر تک نہ پہنچی ہو (اور یہ غیر مقلد و بانیوں میں نادر ہے اور جیسے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا، مقلد و بانیوں میں بھی کٹر اسمعیلیوں کی طرح ہی حالت ہو گئی اُن میں غالباً کوئی نہ ہو گا جس پر حکم فقہائے کرام لزوم کفر نہ ہو، اور بہت تو صریح التزام کی حد پر ہیں نسأل اللہ العالیٰ وحسن العاقبت) جب تو نکاح میں اُن کا شادی ہونا اصلاً مغل نہیں اور اگر حد کفر پر ہو تو وکالت جب بھی جائز ہے کہ مرتد کو وکیل کر سکتے ہیں یعنی اس کی وکالت صحیح ہو جائے گی اگرچہ اُس سے میل جول اختلاف حرام ہے، ہندیہ میں ہے:

تجوز وكالة المرتد بان وکل مسلم مرتداً
وکذا لو کان مسلماً وقت التوکیل ثم ارتد
فہو علی وکالته الا ان یدلحق بدار الحرب
فتبطل وکالته کذا فی البدائع
مسلمان نے مرتد کو وکیل بنایا یا مسلمان کو وکیل بنایا وہ بعد میں مرتد ہو گیا تو یہ وکالت باقی رہے گی، مگر جب وہ دار الحرب بھاگ جائے تو وکالت ختم ہو جائے گی، بدائع میں ایسے ہی ہے۔ (د)

رہی شہادت، عوام میں دو شخص جن کو گواہی نکاح سے نامزد کیا جاتا ہے اگر وہ دونوں مرتد و بانی تھے مگر جملے میں اور دوسرا ایک مرد و عورتیں مسلمان میں جنہوں نے معاً ایجاب و قبول سنا اور سمجھا جب تو نکاح صحیح ہو گیا لوجود الشہود وان کان من سہموا شہوداً مرتدین (گواہوں کی حاضری کی وجہ سے، اگرچہ انہوں نے مرتد گواہوں کو نامزد کیا ہو۔) اور اگر صرف یہی حاضر و سامع و فہم تھے یا اور جملے میں وہ بھی ایسے ہی ہیں ایک نصاب مسلمانوں سے پورا نہیں تو نکاح صحیح نہ ہوا فاسد محض ہوا لان من شرائط الصحة

الشہود ولا شهادة لمن تد كما في الدر المختار وغيره (کیونکہ صحت کے لیے گواہی شرط ہے اور مرتد شہادت دینے کا اہل نہیں ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۵ عورت مرد اگر باہم ایجاب قبول کر لیں اور کسی کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح ہو جائے گا؟

الجواب

بے حضور دو گواہ نکاح فاسد ہے، حدیث میں فرمایا:
النزواني اللاتي ان ينكحن انفسهن بغير
بينة له واللہ تعالیٰ اعلم
زنا کار ہیں جو اپنی جانوں کو نکاح میں دیتی ہیں بغیر گواہوں کے۔

مسئلہ ۳۶ مسئلہ محمد یوسف از جبل پور ۱۳ ذیقعد ۱۳۲۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی غیر مقلد کسی مقلد کا نکاح بموجب شرع مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑھا دے تو اس کا پڑھایا ہوا نکاح جائز ہے یا حرام؟ اور جو اس نکاح سے اولاد پیدا ہو وہ حرامی تو نہ ہوگی؟ بینوا تو جدوا

الجواب

اگرچہ نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں، اگر کوئی ہندو مشرک زوجین کو ایجاب و قبول روئے گواہان کرادے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہو جائے گا، مگر یہاں ایک کلمہ جلیلا ہے جسے وہی سمجھتے ہیں جو موقی من اللہ تعالیٰ عز وجل ہیں وہ یہ کہ اگر ہندو مشرک پڑھا جائے گا تو کوئی کلمہ گواہ سے معظم دینی بلکہ مسلمان بھی نہ جانے گا بخلاف ان کلمہ گویان کفر درول کے کہ عوام ان کو خالص مسلمان جانتے ہیں حالانکہ ان پر صد باوجہ سے بحکم احادیث صحیحہ و تصریحات فتنیہ حکم کفر لازم ہے،

كما فصلنا في الكوكبة الشهابية وفي النهم
الاكيد وغيرهما ولدی مزید۔
جیسا کہ الکوکبة الشهابية اور النهم الاكيد وغیرہ رسائل میں ہم نے تفصیل بیان کر دی ہے اور میری نظر میں مزید امور بھی ہیں (ت)

اور ان میں بہت تو حکم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہیں اور نکاح خوانی کے لیے لوگ اُسے بلاتے ہیں جسے اپنے نزدیک صالح اور معتبر جانتے ہیں تو اگر زوجین میں سے کسی نے اُن کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر اُن کو نیک اور صالح سمجھا تو ان پر بھی وہی حکم نقد وقت ہوگا کما صرح به فی الشفاء والاشباہ وغیرہما

(جیسا کہ الشفاء اور الاشباہ وغیرہما میں تصریح کی گئی ہے۔ ت) ایسی صورت میں بحکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا، لہذا احتیاط فرض ہے، اگر ایسا واقع ہو گیا یعنی اس کی گمراہیوں پر مطلع ہو کر پھر اسے معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لیے بلایا تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نگاہ مرہو ڈاک خانہ سیلاؤدہ ضلع میرٹھ

مسئلہ محمد ذاکر علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکیاں توام ہیں، کمر سے لے کر سر تک جڑی ہوتی ہیں، میرزا ایک ہے، اور باقی عام اعضاء الگ الگ علیحدہ علیحدہ، وہ اپنی مادری زبان تنگی میں اچھی طرح گفتگو کر سکتی ہیں، عمر ان کی بارہ سال ہے، یہ قصہ سکندر آباد کن کا ہے، میں نے اس کو اخبار وطن لاہور جلد ۲۳ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۱۳ میں دیکھا ہے، لکھا ہے کہ یہ ہندو ہیں، ان کے والدین کو ان کے ذریعہ سے کافی آمدنی ہے، در صورت صحیح ہونے اور مسلمان ہونے ان کے لیے ان کی صورت نکاح کیا ہے؟ اگر کیا جاتے تو دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں، اور کہا جائے کہ دو سے کیا جائے تو بے حیائی لازم آتی ہے اور یہ دونوں لڑکیاں علیحدہ نہیں ہو سکتیں، حکم اس مسئلہ کا مفصل مدلل ارقام فرمائیے اور روایت فقہاء بھی تحریر کیجئے۔ بیٹو اتوجروا

الجواب

ظاہراً یہ اخباری گپ ہے، ایسے عجیب اگر نادرا پیدا ہوتے ہیں تو عادیہ زندہ نہیں رہتے، اگر بارہ برس سے ایسا عجیب ملک میں موجود ہوتا تو جب ہی سے تمام اخبار اس کے ذکر سے بھر جاتے، دیا ر و امصاریں شہرت ہوتی نہ کہ اب بارہ سال کے بعد درج اخبار ہوا اور یا لفرض اگر صحیح بھی ہو اور وہ دونوں مسلمان بھی ہو جائیں تو شریعت مطہرہ نے کوئی مسئلہ لا جواب نہ چھوڑا، بھلا یہ صورت تو بہت بعید ہے، فرض کیجئے جو عورت ابتدائے بلوغ سے معاذ اللہ جذام و برص میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ ایسی کریمہ المنظر کہ اسے کوئی قبول نہ کرتا نہ کہ بحالت جذام، اس کے لیے کیا صورت ہوگی، اسے شرع کیا حکم دے گی، یاں اسے عفت و صبر کا حکم فرماتی ہے اور روزوں کی کثرت اس کا علاج بتاتی ہے، اللہ عز و جل فرماتا ہے :

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ

جو نکاح کی طرف کوئی راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں جب تک اللہ اپنے فضل سے انہیں بے پرواہ کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة
فلیتزوج فانه اغض للبصر و احسن للفرج
ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له
وجباته

اے گروہ نوجوانان! تم میں جسے نکاح کی طاقت ہو
وہ نکاح کرے کہ نکاح پریشان نظری و بدکاری سے
روکنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے اور جسے ناممکن
ہو اس پر روزے لازم ہیں کہ کسر شہوت نفسانی
کمر دیں گے۔

یہی حکم و علاج اس عجوبہ خلقت کے لیے ہوگا، اس کی نظیر وہ سوال ہے کہ جہاں عرض تسعین کی نسبت کیا کرتے
ہیں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہے کہ وہاں رمضان کے روزے کیسے رکھیں حالانکہ وہاں انسانی
آبادی کا نام نہیں کہ اتنی درجے عرض سے آگے لوگوں کا گزر بھی نہیں کہ ہمیشہ کی ہر آن برف باری نے وہاں
سمندر کو دلدل کر رکھا ہے، نہ پانی رہا کہ جہاز گزرے، نہ زمین ہو گیا کہ آدمی چلیں بلکہ ستر درجے آگے سے آبادی
کا پتا نہیں، وہاں جبکہ چھ مہینے کے دن رات ہیں بلکہ قطب شمالی میں چھ مہینے فودن کا دن اور فودن سے کم
چھ مہینے کی رات، اور قطب جنوبی میں بالعکس، اس لیے کہ اوج آفتابی شمالی اور خضیف جنوبی ہے اور اس
کی رفتار اوج میں سست اور خضیف میں تیز ہے، پھر یہ نہار و لیل بھی ہے، عرفی لیجے تو نصف قطر آفتاب
اور حصہ انکسار بڑھ کر مقدار نہاریں اور بہت سے دن بڑھ جائیں گے، اور نہار شرعی کے لیے اٹھارہ درجے کا
انحطاط لیجے تو کئی مہینے مقدار نہار میں شامل ہو کر رات بہت کم رہ جائے گی اور وہاں قمر وغیرہ کسی کو کب کا طلوع و غروب
حرکت شرقیہ فلکیہ سے نہیں بلکہ صرف اپنی حرکت خاصہ سے جب منطقہ سے شمالی ہوگا قطب شمالی میں طلوع کرے گا اور جب
ایک شمالی رہے گا طلوع رہے گا پھر جب جنوبی ہوگا غروب کرے گا اور جب تک جنوبی رہے گا غارب رہے گا اور
اس ظہور و بطون کے لیے کوئی تعیین نہیں کہ قرآن وقت اجتماع میں ہو یا استقبال میں، تریح میں ہو یا شکل
ہلال میں، تو سال کے بارہ دن رات جو قرآن پائے ان میں حساب انتظام اہلہ و شہور نامقدور، اور اگر حکما صورت
تقدیر و اندازہ لیجے بھی جس طرح دربارہ ایام طوال و جمال نمازوں کے لیے ارشاد ہوا تو وہی قرآن عظیم جس نے فہم
شہد منکو الشہر فلیصمہ (جو تم میں سے ماہ رمضان کو پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ ت) فرمایا اسی نے
و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (جو روزہ کی استطاعت نہ رکھے تو مسکین کا کھانا فدیہ میں
دے۔ ت) ارشاد کیا یعنی جنہیں روزے کی قدرت نہ ہو ان پر بدلہ ہے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کا کھانا

صحیح البخاری	کتاب النکاح	قدیمی کتب خانہ کراچی	۵۸/۲
صحیح مسلم	"	"	۲۲۹/۱
۳۵ القرآن	۱۸۵/۲	۳۵ القرآن	۱۸۴/۲

۳۸ مسئلہ از خیر آباد محلہ میاں سرائے مدرسہ عربیہ قدیم مدرسہ سید فخر الحسن صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ
خطبہ نکاح کا کھڑے ہو کر پڑھا چاہئے یا بیٹھ کر، اور جس طریقہ سے مسنون ہے؟

اگرچہ خطبہ میں مطلقاً افضل قیام ہے کہ آواز بھی دُور پہنچتی ہے اور باعث توجہ حاضرین بھی ہوتا ہے اور اس امر میں سب خطبہ شہر تک ہیں۔ یاں جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ نافذ، وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے مگر خطبہ نافذ کی بھی ثابت ہیں،

اور خطبہ نکاح نفل ہی ہے تو بیٹھ کر بھی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹ از سلون ضلع رائے بریلی احاطہ شاہ صاحب مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ

۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ

جناب مولانا صاحب مجده دمانہ حاضره السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وعلى من لاديكم ،
کیا مسلک ہے آپ کا اس مسئلہ میں کہ زید نے تزوجت اور ہندہ نے قبلت دو گواہوں کے سامنے کہہ دیا
اور دونوں ان الفاظ کے معنی نہیں سمجھتے بلکہ گواہ بھی نہیں سمجھے ، آیا اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں ؟
لہ القرآن ۲۸۶/۲

۲۵ کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۴۴۱۹۷ خطب عمر رضی اللہ عنہ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۶/۱۵۷

شرح وقایہ اور فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ ظہیر یہ اور رد المحتار اور درمختار میں ایسا نکاح جائز لکھا ہے بلکہ درمختار میں اس پر فتویٰ ہے، اور دلیل اس کی کل کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ مضمون لفظ کا علم اور اس کا سمجھنا اُن امور میں معتبر ہے جن میں نیت اور قصد کی ضرورت ہو اور جن امور میں جد و ہزل برابر ہوں اُن میں معنی سمجھنے کی ضرورت نہیں، لہذا نکاح محض بلفظ نكحْتُ و قَبِلْتُ بلا فہم معنی منعقد ہو جائیگا جیسا کہ قاضی خاں وغیرہ میں ہے :

لان العلم بمضمون اللفظ انما يعتبر لاجل
القصد فلا يعتبر فيما يستوى فيه الجحد و
الهزل انتهى۔

میرے خیال میں یہ دلیل صحیح نہیں، عبارت قاضی خاں کی فلا يعتبر (ای العلم بمضمون اللفظ) فيما يستوى فيه الجحد والهزل (لفظ کے مضمون کا علم معتبر نہ ہوگا جہاں قصد اور غیر قصد (مذاق) برابر ہو۔) ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ ہزل میں مضمون لفظ کا علم اور معنی کا سمجھنا ضروری ہے بغیر فہم معنی ہزل غیر ممکن ہے اس واسطے کہ استعمال لفظ و ارادہ غیر معنی حقیقی و مجازی کا نام ہزل ہے اور اس میں شرط ہے کہ قبل عقد متعاقبین آپس میں ذکر کر لیں کہ یہ عقد بطریق ہزل ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے :

الهزل ان يراد بالشيء غير ما وضع له
مناسبة بينهما والجحد ما يراد به ما وضع
له او ما صلح له اللفظ مجازاً اهـ

ہزل (مذاق) سے مراد یہ ہے کہ مناسبت کے بغیر مجازی معنی مراد لینا، جحد (قصد) سے مراد یہ کہ حقیقی معنی یا ایسا مجازی معنی مراد لینا جس کے لیے لفظ صلاحیت رکھتا ہو (ت)

نور الانوار میں ہے :

و شرط الهزل ان يكون صريحاً مشروطاً
باللسان بان يذكر العاقدان قبل العقد
انهما يهزلان في العقد ولا يثبت ذلك
بدلالة الحال

مذاق کی شرط یہ ہے کہ زبانی طور پر صراحۃً عقد کرنے والے دونوں فریق، عقد سے قبل ذکر کریں کہ ہم مذاقاً عقد کریں گے، اور مذاق دلالتِ حال سے ثابت نہ ہوگا۔ (ت)

۱/۱۵۱	فولکشور لکھنؤ	الفصل الاول	کتاب النکاح	۱/۱۵۱
۶/۴۲۶	المکتبۃ الجبیبیہ کوئٹہ	باب الخلع والطلاق	۶/۴۲۶	۶/۴۲۶
ص ۳-۲-۳۰	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	مبحث الامور المعترضه للابلیۃ نوعان	۳۰-۲-۳	۳۰-۲-۳

اس صورت میں جبکہ عاقدین بالکل سمجھتے ہی نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور کس موقع میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ہزل کیسے ہو سکتا ہے، قطع نظر اس کے ہزل میں اگرچہ بازل نقص حکم سے راضی نہیں ہوتا لیکن اس کے اسباب سے راضی رہتا ہے جیسا کہ نور الانوار میں ہے:

وانه ينافي اختيار الحكم والرضا به و مذاق، حکم اور اس پر رضا مندی کے منافی ہے
لا ينافي الرضا باللبا مشوكة الخ لیکن کام کو سرانجام دینے کے لیے منافی نہیں ہے۔

اور یہاں عاقدین جانتے ہی نہیں کہ یہ الفاظ کیسے ہیں اور ان کے کیا معنی ہیں، تو رضا بالاسباب بھی مفقود ہے لہذا اس صورت کو ہزل میں داخل کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ دوسری دلیل مجوزین کی یہ ہے کہ اگرچہ متعاقدین معنی نہیں سمجھتے لیکن ان کا جمل معتبر نہ ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا،

لان الدار دار السلام فلا يكون الجهل في چونکہ یہ دار الاسلام ہے لہذا احکام شرعیہ سے جاہل
احکام الشرعية عذرا۔ ہونا کوئی عذر نہ بن سکے گا۔ (ت)

اس جگہ دعویٰ و دلیل میں صراحت مختلف ہے، دلیل کا غشا قویہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جہل معتبر نہیں، یہ ضرور قابل تسلیم ہے لیکن یہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ زبان عربی سے جہل بھی غیر معتبر ہو احکام شرعیہ منحصر زبان عربی نہیں، عاقدین احکام نکاح کو زبان غیر عربی مثلاً فارسی اردو وغیرہ میں جانتے ہوں اور زبان عربی سے واقف نہیں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جاہل بالاحکام ہیں، جہل بالاحکام اور جہل باللسان کو متحد جان کر دونوں کو غیر معتبر کہنا صحیح نہیں ہو سکتا، لہذا جب عاقدین کو کسی طرح اس کا علم نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور کس موقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے، تو ان کے تلفظ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فصول عمادی میں ہے:

انه لا يصح عقد من العقود اذا لم يعلموا جب گواہ حضرات کسی عقد کا معنی نہ سمجھیں تو عقد
معنا لا يصح صحیح نہ ہوگا (ت)

فتاویٰ حمادیہ میں بھی مثل اس کے لکھا ہے شمس الاسلام اور جندی سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا، فرمایا،
نہ منعقد ہوگا،

لان المرأة في هذه بمنزلة الطوطى والصبي کیونکہ اس معاملے میں عورت طوطے اور ناسمجھ بچے
الذى لا يعقل۔ کی طرح ہے۔ (ت)

صاحبِ فتاویٰ بزاز یہ بھی ہی رائے ہے، درمختار کے فتوے کو ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے، اب آپ کے نزدیک اگر یہ نکاح جائز ہے تو شبہہ مذکورہ بالا کا جواب مدلل طور سے ارقام فرمائیے، اور اگر ناجائز ہے تو یہ فرمائیے کہ مجوزین کی دلیل بالکل سُست ہے یا نہیں؟ تیسری دلیل میں نے اُن لوگوں کی نہیں دیکھی، اگر آپ کی نظر سے گزری ہو تو مطلع فرمائیے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بہت عظیم الفرصت ہوں گے، مگر خدا نے وراثت الانبیاء آپ کو کیا ہے، سائل اور کس سے اپنے شبہ رفع کرے۔ والسلام

الجواب

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، فقیر کی رائے میں دونوں دلیلیں اعتراض سے بری اور دونوں قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں، دلیل اول کی برأت تو واضح تر۔ امام اجل قاضی خاں نے فتاویٰ خانہ لہام ظہیر الدین مرغینانی نے فتاویٰ ظہیر یہ، امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے کتاب التنجیس والمزید میں اسے افادہ فرمایا اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر، پھر محقق زین نے بحر الرائق میں اُس پر تعویل کی، اُس میں صورت مذکورہ کو ہزل نہ کہا بلکہ ایک مقدمہ دلیل پر سلسلہ ہزل سے استدلال فرمایا ہے، تقریر کلام یہ ہے کہ یہاں اگر انعقاد نکاح سے مانع ہو تو یہی کہ معنی معلوم نہیں اور ایسا ہو تو علم بمعنی شرط ہو لیکن وہ شرط نہیں کہ اس کا اشتراط ہو تو قصہ ہی کے لیے، اور یہاں قصہ درکار نہیں، دیکھو ہزل میں معنی مقصود نہیں ہوتے اور نکاح صحیح ہے۔ اسی مطلب کو تنجیس میں بایں عبارت ادا فرمایا:

لو عقد العقد النکاح بلفظ لا يفهمان كونه
نکاحا حاهلا ينعقد اخلف المشايخ فيه قال
بعضهم ينعقد لان النکاح لا يشترط فيه
القصد اليه
اگر مرد و عورت نے ایسے الفاظ سے نکاح منعقد کیا
جن سے ان دونوں کو نکاح ہونے کا پتا نہ چل سکے،
کیا اس صورت میں نکاح ہو جائے گا اس بارے
میں مشایخ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا کہ
نکاح منعقد ہو جائیگا کیونکہ نکاح میں قصد شرط نہیں ہے۔

رہی دوسری دلیل، اس پر اعتراض اشتباہ معنی سے ناشی ہے۔ فقیر بعون القدير اسے ایسے نہج سے
بیان کرے جس سے دلائل و احکام سب کا انکشاف ہو جائے **فاقول** وباللہ التوفیق یہاں دو چیزیں ہیں
لفظ کا مفہوم کہ لغوی شرعی عرفی حقیقی مجازی کی طرف مقسوم، اور اس کا حکم کہ غرض غایت مقصود ثمرہ وغیرہ
سے موسوم، ان دونوں پر لفظ کے معنی مضمون حتی کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض

اقسام میں وضع نوعی ہے۔ امام اجل فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ نے اصول میں فرمایا:

الہزل اللعوب وهو ان يراد بالشئ ما لم يوضع له وهو ضد الجحد وهو ان يراد بالشئ ما وضع له
ہزل (مذاق) ایسے کھیل کا نام ہے جس میں کسی چیز سے ایسی مراد لی جائے جس کے لیے وہ چیز وضع نہ کی گئی ہو یہ جحد (قصد) کی ضد ہے اور جحد کسی چیز سے اس کا موضوع لہ مراد لینا ہے۔ (ت)

امام جلیل عبدالعزیز بخاری اس کی شرح کشف کبیر میں فرماتے ہیں:

ليس المراد من الوضع ههنا وضع اللغة لا غير بل وضع العقل والشرع فان الكلام موضوع عقلا لا فائدة معناه حقيقة كانت او مجازا والتصرف الشرعي موضوع لا فائدة حكمه فاذا اريد بالكلام غير موضوعه العقلي وهو عدم افادة معناه اصلا و اريد بالتصرف غير موضوعه الشرعي وهو عدم افادته الحكم اصلا فهو الهزل و تبين بما ذكرنا الفرق بين المجاز والهزل فان الموضوع العقلي للكلام وهو افادة المعنى في المجاز مراد وان لم يكن الموضوع له اللغوي مراد او في الهزل كلاهما ليس بمراد وهو معنى ما نقل عن الشيخ ابي منصور رحمه الله تعالى ان الهزل ما لا يراد به معنى
یہاں وضع سے خاص وضع لغوی مراد نہیں بلکہ وضع عقلی و شرعی سب کو شامل ہے، کیونکہ عقلی طور پر کلام کی وضع اس لیے ہے کہ اپنے معنی کا فائدہ لے چاہے معنی حقیقی ہو یا مجازی ہو اور شرعی تصرف کی وضع اس کے حکم کے افادہ کے لیے ہے تو جب کلام سے اس کا عقلی معنی یعنی افادہ مقصد مراد نہ ہو اور تصرف شرعی سے شرعی معنی یعنی حکم کا افادہ مراد نہ ہو تو اس کو ہزل کہتے ہیں۔ ہمارے بیان سے واضح ہو گیا کہ مجاز اور ہزل (مذاق) میں فرق ہے کہ مجاز میں عقلی وضع کے لحاظ سے معنی مراد لیا جاتا ہے اگرچہ لغوی معنی مراد نہیں ہوتا جبکہ مذاق میں دونوں معنوں میں سے کوئی بھی مراد نہیں ہوتا، اور شیخ ابو منصور رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول کا یہی معنی ہے کہ مذاق وہ ہے جس سے کوئی معنی مراد نہ لیا جائے۔
معنی بمعنی اول کا علم اصلاً ضرور نہیں ولہذا اگر عورت نے زوجت نفسی منك باللفظ اور مرو نے قبلت کہا اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد نکاح

کے لیے کہ جاتے ہیں باتفاقِ علماء نکاح ہو گیا، خاتمہ میں ہے :

رجل تزوج امرأة بلفظة العربية او بلفظ
لا يعرف معناه او زوجت المرأة نفسها
بذلك ان علما ان هذا اللفظ ينعقد به
النكاح يكون النكاح عند الكل

نکاح سب کے ہاں درست ہے (ت)
یوں ہی اگرنا آشنایانِ عربی نے بعتِ اشتريت بقصد بیع و شرکھا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں ضرور
بیع ہو جائے گی اگرچہ تفسیر الفاظ سے ناواقف ہوں کہ بعد علم حکم بقصد حکم ان الفاظ کا تھا اور دلیل مرضاة ہے اور
ایسی مرضاة ہی ان عقود میں کفیل اثبات ہے۔ ہدایہ میں ہے :

المعنى هو المعتبر في هذه العقود ولهذا
ينعقد بالتعاطي في النفيس والخسيس
هو الصحيح لتحقق المراضاة

ان عقود میں معنی کا اعتبار ہوتا ہے اور اسی لیے
ہر چھوٹی موٹی چیز کے لین دین کرنے سے بیع منعقد
ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں رضا ظاہر

تو ثابت ہو کہ مسئلہ دائرہ میں معنی معنی دوم ہی مراد ہے کہ اول بالاجماع مراد نہیں تو اس کا جمل مناظر نزاع
نہیں ہو سکتا، بعض اکابر نے کہ الفاظ عربی اور عاقدين کے ہندی یا ترکی ہونے سے تصویر فرمائی وہ بحسب
عادات فقہاء ہے کہ مظنہ غالبہ شے کو قائم مقام شے مہرتے ہیں،

کمالا يخف على من مارس كلما تهم العلية
وقد ذكرنا طر فاضلها في فتاوانا۔
جیسا کہ فقہاء کرام کے کلام کے فہم میں ماہر پر مخفی
نہیں جس کا کچھ بیان ہم نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہے۔ (ت)
غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا، ولہذا امام فقیہ النفس
نے وان لم يعرفا معنى اللفظ (اگرچہ دونوں نے لفظ کا معنی نہ سمجھا۔ ت) پر قناعت نہ کی کہ اول کی
طرف ذہن نہ جائے بلکہ افادہ مراد کے لیے ولہذا علما ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح (اور دونوں نے

۱۵۱/۱	نو کشور لکھنؤ	کتاب النکاح	۱۵۱/۱
۲۴/۳	مطبع یوسفی لکھنؤ	کتاب البیوع	۲۴/۳
۱۵۱/۱	نو کشور لکھنؤ	کتاب النکاح	۱۵۱/۱

یہ نہ سمجھا کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ (ت) بڑھایا، اور امام بریان الدین نے اصل مقصود لفظ لا یفہمان کو نہ نکاحاً (ایسا لفظ جس سے دونوں نے نکاح ہونا نہ سمجھا۔ ت) فرمایا، علامہ ابن عابدین نے منہ الخاتی میں کلام خانیہ سے ہی آخر فقرہ مقصودہ نقل کیا اول ترک کر دیا،

حيث قال قال في الخانية وان لم يعلمات
هذا لفظ يعقد به النكاح فهذه جملة
مسائل الخ.

جہاں انھوں نے کہا کہ خانیہ میں فرمایا کہ اگر انھوں نے اس لفظ سے نکاح ہونا نہ سمجھا، تو یہ تمام مسائل میں الخ (ت)

اسی قدر نے دلیل دوم سے رفع اعتراض کر دیا۔

ثم أقول پھر جس طرح علم معنی اول اصلاً ضرور نہیں معنی دوم دیانۃً مطلقاً ضرور ہے قال تعالیٰ لَا تُزِدْكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ (تاکہ تمہیں ڈرستوں اور ان لوگوں کو جن کو یہ ڈر پہنچے۔ ت) اگرچہ یہ بلوغ حکم حکماً ہو جیسے دارالاسلام میں ہونا اور سیکھنے کا تیسرے پھر نہ جاننا اپنی تقصیر ہے، ولہذا جہل کو عوارض مکتسبہ سے شمار فرماتے ہیں کہ از الہ پر قادر ہو کر باقی رکھنا گویا آپ اس کا حاصل کرنا ہے یہی منشا ہے کہ نشہ کی طلاق واقع ہے اگرچہ ایقاع کو عقل ضرور، اور نشہ اس کا مزیل مگر دانستہ اس کا ارتکاب خود اس کا قصور، اصول امام بزدوی میں ہے

الجهل في دار الحرب من مسلم لم يهاجر
يكون عذراً في الشرائع حتى لا تلزمه لانه
غير مقصر وكذلك الخطاب في اول منازل
فان من لم يبلغه كان معذوراً فاما اذا
انتشر الخطاب في دار الاسلام فقد تم
التبليغ فمن جهل بعد فائتاً من قبله
تقصيره فلا يعذر كمن لم يطلب الماء في العراء
وتيمم وكان الماء موجوداً فصلی لم يجزئ
توبه بئس کی کوتاہی شمار ہوگی تو وہ معذور نہ قرار پائے گا جیسا کہ کوئی شخص آبادی میں جہاں پانی موجود ہے تو پانی طلب یا تلاش کئے بغیر تیمم سے نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی۔ (ت)

دارالحرب میں مسلمان جو کہ ہجرت کر کے دارالاسلام نہ آیا
اس کی شرعی مسائل میں جہالت عذر ہے کہ اس
عذر کی بنا پر وہاں اس کے لیے لازم نہ ہوں گے
کیونکہ یہ اس کی طرف سے کوتاہی نہیں ہے،
یوں ہی جب پہلا خطاب نازل ہوا اور دارالاسلام
میں رہنے والے کو نہ پہنچا تو وہ بھی معذور قرار پائے گا
لیکن وہ خطاب جب دارالاسلام میں پھیل جائے
اور تبلیغ تمام ہو جائے اس کے بعد جو جاہل رہے
اور تبلیغ تمام ہو جائے اس کے بعد جو جاہل رہے

لہ منہ الخاتی حاشیہ علی البحر الرائق کتاب النکاح
لہ القرآن ۱۹/۶
لہ اصول البزدوی باب العوارض المکتسبہ
ایچ ایم سعید چھپنی کراچی ۸۵/۴
نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۴۵

یہی معنی ہیں اُس قول کے کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں، اور یہیں سے واضح ہوا کہ اگر ہمارے بلاد میں کوئی جاہل سا جاہل اپنی غیر مدخلہ عورت سے کہے تجھ پر طلاق ہے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جائے گی اور بے عتدات اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے اور اس کا یہ مسئلہ نہ جاننا کہ غیر مدخلہ مطلقاً ہر طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اسے مفید نہ ہوگا کسی ناخواندہ ہندو یا بنگالی کو اگر سکھائے کہ اپنی عورت سے کہہ: ترا از زنی بہشتم (تجھ کو زوجیت سے نکال دیا۔ ت) یا طلقک فالحق باھلک (میں نے تجھے طلاق دے دی ہے) تو اپنے گھروالوں کے پاس چلی جا۔ ت)، اور وہ نہ جانے کہ یہ کلمات طلاق کے ہیں عنداقتہ طلاق نہ ہوگی کہ یہ جہل بالعلم جہل باللسان سے ناشی ہوا، اور جہل باللسان تقصیر تھیں، فارسی سیکھنا اصلاً اور عربی سیکھنا ہر شخص پر فرض نہیں، اسی سے امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا:

لا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق لفظ طلاق سے خطاب کرتے ہوئے اس کے معنی کا علم
عالمًا بمعناه او النسبة الى الغاية كما يفيدہ یا غرض کی طرف نسبت ہو جیسا کہ مفسر دوع نے
فروع الہ الخ افادہ کیا الخ (ت)

یعنی علم معنی دوم طلاق میں بھی ضرور ہے، اگر وہ صورت پائی جائے کہ اس کے جہل میں معذور ہو جیسے جہل بالعلم بوجہ جہل باللسان تو دیانۃ طلاق نہ ہوگی۔ نہر الفائق میں ہے:

اراد انہ شرط للوقوع قضاء و دیانۃ فخرج ما لا یقع ان کی مراد یہ ہے کہ وہ قضاء و دیانۃ وقوع طلاق کیلئے شرط ہے
بہ لا قضاء ولا دیانۃ کمن کرد مسائل الطلاق تو اس سے وہ صورت خارج ہے جس میں قضاء و دیانۃ
و ما یقع بہ قضاء فقط کمن سبق لسانہ لانہ واقع نہ ہو جیسے کوئی شخص مسائل طلاق کا تکرار کرے اور وہ صورت
لا یقع فیہ دیانۃ اھ قلت فقولہ قضاء بھی خارج ہے جس میں صرف قضاء واقع ہو، جیسے غلطی
و دیانۃ ای معای ہو شرط لان یقع دیانۃ سے کہہ دیا ہو تو اس میں دیانۃ واقع نہ ہوگی احمد،
ایضاً کما یقع قضاء ولو بد و نہ فافہم۔ قلت اُس کے قول "قضاء و دیانۃ" کا مطلب
یہ ہے کہ قضاء و دیانۃ دونوں کٹھی یعنی یہ شرط دیانۃ وقوع کے لیے بھی ہے جس طرح قضاء بغیر دیانۃ کے لیے شرط
ہے، اسے سمجھو۔ (ت)

البتہ قاضی دعویٰ جہل نہ مانے گا اور حکم طلاق دے گا جب تک دلائل واضحہ سے اس کا عذر روشن نہ ہو جائے،

ولہذا درمختار میں فرمایا :

تلفظ بہ (ای بالطلاق) غیر عالم بمعناہ او غافلا او ساهیا او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء فقط بخلاف الہازل واللاعب فانہ یقع قضاء و دیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ بہ جدا۔ فتح۔

معنی معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر، یا غلط لفظ کی صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہوگی اس کے برخلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق بولے تو قضاء و دیانۃ دونوں طرح طلاق ہو جائیگی کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلاق میں مذاق کو قصداً طلاق کا حکم دیا ہے، فتح۔ (ت)

اس تقریر سے مستفید ہوا کہ جن اکابر نے صورت مسئلہ میں انعقاد نہ مانا وہ حکم دیانت ہے اور جن ائمہ نے مانا وہ حکم قضا ہے۔ لاجرم امام فقیہ النفس نے صاف فرمایا :

ان لم یعرفا معنی اللفظ ولم یعلم ان هذا لفظ یتعقد بہ النکاح فہذا جملۃ مسائل الطلاق والعقاق والتدبیر والنکاح والمخلع والاکبراء عن الحقوق والبیع والتسلیط فالطلاق والعقاق والتدبیر واقع فی الحکم ذکرہ فی عتاق الاصل فی باب التدبیر واذا عرف الجواب فی الطلاق والعقاق ینبغی ان یکون النکاح كذلك لان العلم بمضمون اللفظ انما یتبر لاجل القصد فلا یشترط فیما یشترط فیہ المجد والہزل بخلاف البیع و نحو ذلک ینہ

اگر دونوں لفظ کا معنی نہیں جانتے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو طلاق، عتاق، تدبیر، نکاح، خلع، حقوق سے بری کرنا، بیع اور تسلیط یہ تمام مسائل ہیں ان میں سے طلاق، عتاق اور تدبیر (مدبر بنانا) حکم میں شامل ہیں، امام محمد نے اس حکم کو اصل کے باب عتاق کی بحث تدبیر میں ذکر کیا ہے اور جب طلاق و عتاق کا حکم معلوم ہو گیا تو نکاح کا بھی حکم ہونا چاہیے کیونکہ لفظ کے مضمون کا علم قصد و اختیار کے لیے معتبر ہوتا ہے تو جہاں قصد و مذاق کا حکم مساوی ہو وہاں یہ علم شرط نہیں ہوگا بخلاف بیع جیسے امور کے (وہاں علم مذکور شرط ہے) (ت)

ہاں مشائخ اوزجند نے اہل تلبیس کا مکر رد کرنے کو مطلقاً عدم انعقاد اختیار فرمایا یعنی قضا بھی حکم نہیں گئے۔ بحر الرائق میں ہے :

لو لقتہ لفظ الطلاق فتلفظ به غیر عالم
بمعنا وقوع قضاء لادیانہ وقال مشایخ
اوزجند لا یقع اصل صیانہ لا ملک الناس
عن الضیاع بالتلبیس کہا فی البدائع کذا
فی البرازیة۔

جائے، جیسا کہ بدائع میں اور یوں ہی بزازیہ میں ہے (ت)
"ماتارخانہ پھر منہ میں ہے،"

حکى عن القاضى الامام محمود الاوزجندى
عن لقتته امرأة طلاقا فطلقها وهو
لا يعلم بذلك قال وقعت هذه المسألة
باوزجند فشاوردت اصحابى فى ذلك واتفقت
أراؤنا انه لا يفتى بوقوع الطلاق صيانة
لاملك الناس عن الابطال بنوع تلبیس
ولولقته ان تخلع نفسها منه بمهرها
ونفقة عدتها واختلعت لا يصح وبه يفتى
بجایا جاسکے، اور اگر خاوند نے بیوی کو خلع بعوض مہر و نفقہ عدت سکھایا، تو عورت خلع کے یہ الفاظ کہہ دے
تو خلع صحیح نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

وجیز امام کردری میں ہے:

لقتت المرأة بالعربية نرجت نفسى من
فلان ولا تعرف ذلك وقال فلان قبلت و
الشهود يعلمون او لا يعلمون صح النكاح قال
فى النصاب وعليه الفتوى وكذا الطلاق

کسی عورت کو عربی میں یہ کہلایا گیا زوجت نفسی
من فلان (میں نے اپنے آپ کو فلان شخص سے
بیاہ دیا) جبکہ عورت کو اس عبارت کا معنی معلوم
نہ تھا، اس کے بعد اس فلان شخص نے جواب میں

وصححه في الجوهرية وقال في الظهيرية
والظاهر انه يشترط فهم انه
نكاح واختار في الخاتمة فكان هو
المذهب لكن في الخلاصة لويحسن
العربية فعقد ابها والشهود لا يعرفونها
الاصل انه ينعقد ووفق الرحمتي
يحمل الاشتراط على اشتراط فهم
انه عقد نكاح والقول بعدمه
على عدم اشتراط فهم
معاني الالفاظ بعد فهم ان المراد
عقد نكاح اهـ -

جوہر میں اس حکم کو صحیح کہا ہے ، اور ظہیر یہ میں ہے کہ
ظاہر یہی ہے کہ نکاح ہونا گواہوں کو سمجھنا شرط ہے ،
اور خاتمہ میں اس کو مختار کہا تو یہی مذہب ہے ، لیکن
خلاصہ میں ہے کہ اگر نکاح کے فریقین عربی اچھی طرح
جانتے ہیں اور انہوں نے نکاح عربی میں کیا
جس کو گواہوں نے نہ سمجھا تو اصح یہ ہے کہ نکاح ہو جائیگا
اور علامہ رحمتی نے دونوں اقوال میں یہ موافقت کی کہ
جہاں گواہوں کے فہم کو شرط کہا گیا ہے اس سے مراد
یہ ہے کہ وہ نکاح ہونے کو سمجھ لیں اور جہاں فہم کو شرط
قرار نہیں دیا گیا اس سے مراد یہ ہے کہ قبول و ایجاب
کے الفاظ کے معانی سمجھنا شرط نہیں جبکہ نکاح ہونے کا
فہم حاصل ہو چکا ہو

قلت قد كانت

الضعيف قبل ان اراد لاشك انه حسن
جدا وفي وجيز الامام الكرمي تزوجها
بالعربي وهما يعقلان لا الشهود
قال في المحيط الاصل انه ينعقد
وعن محمد تزوجها بحضرة هندية
ولم يمكنهما ان يعبرا
لم يجز فهذا نص على انه
لا يجوز في الاول ايضا اهـ -

بہت اچھی ہے جبکہ ابھی میں نے یہ نہیں دیکھا تھا اور
وجیز کردری میں ہے کہ مرد و عورت نے عربی میں نکاح
کیا ، وہ دونوں عربی جانتے تھے اور گواہ نہ جانتے تھے
محیط میں فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ نکاح ہو جائے گا ،
اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فریقین نے
عربی میں دو ہندی حضرات کی حاضری میں نکاح کیا جبکہ
یہ حضرات اس کی تعبیر پر قدرت نہیں رکھتے تو نکاح جائز
نہ ہوگا ، امام محمد سے مروی یہ اس بات پر نص ہے کہ
عقد نکاح ہونا سمجھنے سے بھی نکاح نہ ہوگا

اقول فی قول محمد رضی اللہ تعالیٰ

عنه لم یکنہما ان یعبرا اشارۃ الی ما ذکرنا
اذلا حاجة الا الی التعبير الذی یطلب
من الشہود عند اداء الشہادة ویس
علیہم ان یعیدوا الالفاظ الی تلفظا بہا
ولان یعبروا بہا بمرادفاتہا او ترجمتہا
بل لو شہدوا ان فلانا تزوج فلانة کفی
فہذا ہو التعبير المحتاج الیہ او یکفی
لہ ان یفہما انہ عقد نکاح وان لم
یعرفا تفسیر الکلام لفظاً لفظاً وایضاً
اشتراط ہذا ہو المحقق للمقصد الذی
شرع لہ الشرع شرط الشہود فی ہذا
العقد منفرزا عن سائر العقود فاسقاطہ
الغاء للمقصد و اشتراط فہم الالفاظ زیادة
مستغنی عنہا فعلیہ قلیکن التعلیل و بہ
یحصل التوفیق وبالله التوفیق ثم لم یظہر
لی معنی قول البزازی فی الاول ایضاً فما
ہو الا الاول۔

اقول امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
قول کہ گواہ تعبیر نہ کر سکیں میں اس بات کی طرف
اشارہ ہے جو ہم نے ذکر کی، کیونکہ گواہوں کو تعبیر کی
ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب ان سے
گواہی ادا کرنے کا مطالبہ کیا جائے، تو اس وقت
گواہوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ نکاح کے فریقین
کے الفاظ کو دہرائیں یا ان کے الفاظ کے مترادف
الفاظ یا ان الفاظ کا ترجمہ بیان کریں بلکہ اگر اتنا ہی
بیان کر دیں کہ فلاں مرد کا فلاں عورت سے نکاح ہوا،
تو کافی ہے، پس یہ وہ تعبیر ہے جس کی ضرورت ہے
اور اس کے لیے گواہوں کا مجلس میں اتنا سمجھنا
کافی ہے کہ نکاح ہو رہا ہے اگرچہ وہ الفاظ کی تفسیر
معانی نہ سمجھ سکیں، پھر یہ کہ شریعت نے خاص اس
عقد نکاح کے لیے گواہوں کی حاضری کا جو مقصد متعین
کیا ہے اس کے لیے یہ شرط مثبت ہے، لہذا اتنی
شرط کو معتبر نہ سمجھنا شرعی مقصد سے بے اعتنائی ہوگی
اور گواہوں کے لیے نکاح کے الفاظ کے معانی کو جاننے
کی شرط لگانا غیر ضروری زیادتی ہے تو اسی پر اعتماد

ہونا چاہیے جبکہ اسی سے تطبیق ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ پھر مجھے بزازیہ کے پہلے قول کا
مفہوم بھی نہیں ملا، تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان کردہ وہ پہلا قول ہی ہے۔ (ت)

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ اگر دو گواہ یہ نہ سمجھ کر یہ عقد نکاح ہے تو نکاح مطلقاً نہ ہوا اگرچہ زن و مرد
خوب سمجھتے اور انشاء نکاح ہی کا قصد رکھتے ہوں، اور اگر دو گواہ اس قدر سمجھ لیں اگرچہ تفسیر الفاظ نہ جانتے
ہوں تو اگر عاقلین بھی اتنا جانتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے تو بالاجماع نکاح ہو جائے گا
اگرچہ اُس زبان سے دونوں وہ اور گواہ سب نا آشنا ہوں۔ اور اگر عاقلین میں دونوں یا ایک کو معلوم نہ تھا
کہ یہ الفاظ نکاح ہیں تو جہاں احکام اسلام کا چرچا نہیں وہاں یہ جمل عذر ہے اور جہاں چرچا ہے اور وہ

الفاظ کسی غیر زبان کے نہ تھے جس سے اسے آگاہی نہ ہو تو نکاح ہو جائے گا اور یہ عذر مسموع نہیں، اور اگر غیر زبان کے تھے اور فی الواقع اُس نے اسے عقد نہ سمجھا تو عند اللہ نکاح نہ ہوگا۔ رہا قاضی، اُسے نظرِ کامل چاہئے، اگر ظاہر ہو کہ واقعی فریب کیا گیا اور دھوکا دیا گیا تو بطلانِ نکاح کا حکم دے ورنہ صحت کا،

هذا ما عندی وارجو ان يكون هو الفقه المتيقن والقول الجامع الناصع السمين۔ میرے ہاں فہم یہ ہے اور امید ہے کہ یہی مضبوط فہم

زنی فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، یاں اگر اپنے افعالِ خبیثہ پر قائم رہے اور یہ تا قدر قدرت انسداد نہ کئے تو دیوث ہے اور سخت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اس کی اس بے غیرتی پر ہے نفسِ نکاح پر اس سے اثر نہیں۔ حتی سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر فرمایا: واحل لكم ما وراء ذلكم (اور ان کے سوا جو نہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) رہی آیہ کریمہ:

والزانية لا ينكحها الا نكاح او مشرك و حرم ذلك على المؤمنين۔ زانیہ عورت سے صرف زانی یا مشرک نکاح کرے اور مومنین پر حرام ہے (ت)

اس کا حکم منسوخ ہے قالہ سعید بن مسیب و جماعۃ (یہ سعید بن مسیب اور ایک جماعت کا قول ہے)، یا نکاح سے یہاں جماع مراد ہے کیا قالہ حمزہ الامۃ عبد اللہ بن عباس و سعید بن جبیر و مجاہد و الضحاك و عكرمة و عبد الرحمن بن مزید بن اسلم و یزید بن ہارون (جیسا کہ امت کے ماہر عالم عبد اللہ بن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد، ضحاك، عكرمة، عبد الرحمن بن زید بن اسلم، اور یزید بن ہارون کا قول ہے۔ ت) والتفصیل فی فتاوانا (اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مستولہ عبد الرحیم خاں یکم رجب ۱۳۲۹ھ نکاح کے وقت ولی کی بات قبول کی جائے گی یا لڑکی کے زبانی الفاظ جو وہ کہتی ہے، اور ولی کس کو بنانا چاہئے؟ نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا کیا ہیں اور اُن کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب

لڑکی بالغہ ہے تو اس کا اپنا ایجاب یا قبول ہونا چاہئے اگرچہ بواسطہ وکیل۔ اور نابالغہ ہے تو

۱۔ القرآن ۲۴/۴

۲۔ القرآن ۳/۲۴

۳۔ تفسیر درمنثور

سورة النور

آیة اللہ العظمیٰ الخفی قم ایران

اُس کے ولی کا ولی کسی کے بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ وہ شرع مطہر نے ترتیب وار مقرر کیے ہیں سب میں پہلا ولی بیٹا ہے پھر باپ پھر دادا پھر سگا بھائی پھر سوتیلہ پھر سگا بھتیجا پھر سوتیلہ پھر سگا چچا پھر سوتیلہ پھر سگے چچا کا بیٹا پھر سوتیلے کا، وعلیٰ ہذا القیاس دادا پر دادا کی اولاد کا جو مرد عاقل بالغ قریب تر ہوگا وہی ولی ہے اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر ماں ہے، اسی طرح بترتیب اصحاب فرائض، پھر ذوی الارحام، اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر حاکم اسلام۔ نکاح میں ضروری الفاظ ایجاب و قبول ہیں جن سے عقد سمجھا جائے نہ وعدہ مثلاً مرد عورت سے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا عورت کہ میں نے قبول کیا یا عورت کا وکیل کہ میں نے فلاں عورت بنت فلاں ابن فلاں کو دادا تک نام لے اگر صرف باپ کے نام سے پوری تمیز نہ ہو جائے یا عورت سامنے بیٹھی ہے تو کسی کے نام لینے کی حاجت نہیں اشارہ کر کے کہے اس عورت کو تیرے نکاح میں دیا مرد کہے میں نے قبول کیا اور دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں مسلمان عاقل بالغ آزادان دونوں کی گفتگو کو معائنہ اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بس اسی قدر ضروری ہے اس کے سوا خطبہ پڑھنا سنت ہے اور کھلے پڑھنا ایک اچھی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رام پور محلہ سیلاتالاب مسئلہ مولوی شفاعت رسول صاحب سلمہ قادری برکاتی رضوی ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ

حضور پر نور کا دربارہ متہ کے کیا ارشاد ہے، اور اہل اسلام میں جائز تھا پھر حرام کر دیا گیا، آیا اس کی حرمت حدیث سے ثابت ہے یا اقوال صحابہ سے؟

الجواب

متہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
الَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
الَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
الَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

جو لوگ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے ماسوا سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں وہ ملامت سے محفوظ ہیں اور جو لوگ غیر کے متلاشی ہیں وہ حد سے متجاوز ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲ از موضع میوندی بزرگ مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب مورخہ ۷۔ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی آشنائی ایک طوائف سے ہے
 اور اس سے فعل حرام کرتا ہے اور اس سے کسی اولاد پیدا ہو چکی ہیں اب طوائف مذکور کا یہ ارادہ ہے کہ میرا نکاح
 اس زید آشنائے ہو جائے تاکہ میں فعل حرام سے بچ جاؤں، اور زید کی بھی کچھ منشا پائی جاتی ہے لیکن زید کے
 گھر والے اس نکاح کے منکر ہیں اور زید پر اس بات کا دباؤ ڈالتے ہیں کہ اگر تو نے اپنا نکاح طوائف سے کیا
 تو تم کو برادری سے خارج کر دیں گے اس واسطے کہ ہمارے خاندان کو دھبہ لگانا ہے کیونکہ ہم شریف ہیں، اور
 نہ اس کی اولاد کا ہم لوگ اپنی برادری میں شادی بیاہ کر سکتے ہیں۔ یہ نکاح ٹھیک نہیں۔ اب علمائے دین فرمادیں کہ
 یہ نکاح کرنا کیسا ہے، آیا سنت میں داخل ہے یا خلاف سنت؟ اور زید اس نکاح کے کرنے سے دائرۃ اسلام
 اور برادری میں رہا یا نہیں؟ اور منکر اس نکاح کے کس درجہ میں شمار کیے جائیں؟ اور جو اس نکاح پر اعتراض کریں
 اور برا کہیں وہ کس درجہ میں شمار ہیں؟ فقط۔ جناب اعلیٰ حضرت قبلہ کے مع آیت و حدیث، مہر، دستخط کے امیدوار
 ہیں۔ بینو اتوجروا۔

الجواب

نکاح سنت ہے مگر زیدی سے نکاح سنت نہیں بلکہ اس کے جائز ہی ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے
 پھر ایک جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں چھوٹ پڑے، ناجائز ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بشروا ولا تنفروا (خوشخبری دو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۴۳ از چوہر کوٹ یا رکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:
 چہ فرمایند علمائے دین دریں مسائل کہ:
 (۱) اگر زنی بیوہ شود دویم بار نکاح کردن لازم است
 یا منخواہ کہ من نکاح نمی کنم کہ مے گوید کہ بنشینم روست
 یا نہ، خواہ جوان باشد یا در میان سالہ باشد
 یا پیرزن بود، ہر چہ حکم شرع باشد تحریر
 فرماید۔
 (۲) چون پدر در زندگی خود دختر را بکود کے در عقد
 (۱) کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو کیا اس کے لیے ضروری
 ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے جبکہ وہ کہتی ہے میں نکاح
 نہیں کروں گی اور بغیر نکاح بیٹھوں گی، جوان، درمیانہ
 عمر یا عمر رسیدہ ہو، کیا اس کو بغیر دوسرے نکاح کے
 بیٹھنا جائز ہے جو شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں۔
 (۲) باپ نے بیٹی کا نکاح کسی نچے سے کیا اور خاوند

نکاح آورد کہ صغیرست در خانہ خود دختر شصتہ ست
محض ایجاب و قبول کردہ پدرش بمرد دختر و ورسہ سال
منقضی گردید کہ بالغہ است و کودک تا حال خورد، آیا
مشترعا کنوں برادران گناہ ست یا نہ یا حوالہ
آن خورد بکنند؟ ایں چنین کار برائے پدر مرحوم چگونہ
باشد و چہ گناہ؟

بچہ ہے اس لیے باپ نے بیٹی کو اپنے گھر پر رکھا اور
رخصتی نہ دی، باپ کے فوت ہونے پر بیٹی دو تین سال
سے بالغ ہے اور لڑکا تا حال نابالغ ہے تو کیا اب لڑکی
کے بھائیوں پر کوئی گناہ ہوگا اگر وہ نابالغ کے حوالے
نہ کریں یا گناہ نہ ہوگا؟ اور باپ مرحوم کے بارے میں
بھی بتایا جائے کہ اس کا فعل درست تھا یا نہیں؟
اگر نہیں تو کیا گناہ ہے؟ (ت)

الجواب

(۱) پیرزن را خود جبر بِنکاح نتوان کرد و جوان نیز اگر
بہ نفس خود اطمینان دارد و اتباع رسم باطل ہنود
نمی کنند از قیہ نکاح دیگر آزادمانش می رسد
کما دل سعید حدیث ام ستمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا و بیثہ فی اطائب التہانی اگرے
اگر بر خود اطمینان ندارد نکاح واجب ست
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) عورت بڑھی ہو تو اسے نکاح پر مجبور نہ کیا جائے،
اور اگر جوان ہے تو بھی اس پر جبر نہیں بشرطیکہ وہ
اپنے نفس کو محفوظ رکھنے میں مطمئن ہو، اور ہندوؤں کی
غلط رسم کی پیروی میں نکاح سے انکار نہ کرتی ہو، تو اس کو
دوسرے نکاح کی قید سے آزاد رہنے کا حق ہے جیسا
کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث اس
پر دال ہے، اور اس کو ہم نے اطائب التہانی میں
بیان کیا ہے، ہاں اگر جوان عورت کو اپنے نفس کے
بارے میں اطمینان نہ ہو تو پھر اس پر نکاح کرنا واجب
ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قاصرہ را نکاحی کہ پدر خود فسخ نتوان نمود
گو با غیر کفو و یقین فاحش در مہرباش صبی اگر
مراہتی شدہ زلش را سے خواہد با و سپردن لازم
ست، واللہ تعالیٰ اعلم

نابالغہ کا نکاح جو والد نے کیا ہے وہ لازم ہے کفو میں
ہو یا غیر کفو میں، پورے مہر سے ہو یا بہت کم مہر پر،
لڑکا اگر قریب البلوغ ہو اور وہ بیوی کی رخصتی کا مطالبہ
کرے تو رخصتی ضروری ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ از مقام گائے گھاٹ ڈاکخانہ ہلدی ضلع بلیا برسلہ مولوی عبدالحی صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت گنگی یہاں ایک ماہ سے آئی ہے اُس کے ساتھ
اُس کا ایک لڑکا چار پانچ برس کا ہے، اس کے قبل یہ عورت یہاں سے وٹسل میل پر ایک گاؤں سے وہاں پندرہ

مہینے سے تھی جب وہاں آئی تو ادھر ادھر پتا لگایا گیا مگر یہ پتا نہیں لگا کہ عورت کہاں کی ہے اور اس کا شوہر کون ہے یا زندہ ہے اور لاپتا ہو گیا یا طلاق دے دیا، اب اس کو ایک شخص نے نکاح کرنے کے لیے رکھا ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا شوہر زندہ رہتا تو لڑکے کو نہ چھوڑتا، اب اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 بینوا تو جروا۔

الجواب

نکاح نہیں ہو سکتا،

فان المانع معلوم والمزيل مجهول وما ثبت بيقين لا يزول الا بيقين مثله - والله تعالى اعلم۔

زوال بھی اس جیسے یقینی امر سے ہی ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از مبع آباء ضلع لکھنؤ مسئلہ محمد یوسف خاں صاحب ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حنفی المذہب بجلت کچہری میں بیان کرتا ہے کہ اُس نے ایک مسماۃ کے ساتھ عقد کے واسطے پرستش کر لیا اب ایسا شخص مذہب حنفی کے اذد داخل رہا یا نہیں؟ اور کتنی حنفی لوگوں کو نماز میں اس کی امامت یا جماعت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا یہ فعل شرعاً کیا قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور ایسی حالت میں اس کی بیعت اور ات جو ایک بزرگ کے ہاتھ پر کی تھی قائم رہی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے افعال و اقوال معتبر ہوں گے یا نہیں؟ اور حنفی شیعہ لوگ بعد اُس کے مرنے کے اُس شخص کی تجہیز و تکفین و نماز جنازہ پڑھنے کے شرعاً ذمہ دار ہیں یا نہیں؟

الجواب

منعہ بنص قرآن عظیم و اجماع ائمہ اہلسنت بلاشبہ باطل و حرام قطعی ہے،
 قال تعالى: فمن ابتغى وراء ذلك فاو ليلك هم العادون۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص (بیویوں اور لونڈی ملکوں) کے علاوہ غیر کی خواہش کرتا ہے وہ حد سے

متجاوز ہے۔ (ت)

شخص مذکور اس کے ارتکاب اور کچہری میں اعلان سے فاسق ملعن ہوا اُس کی امامت ممنوع اور اس کے پیچھے

کی خاطر چھوڑ دیا۔ (ت)

بلکہ متعہ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی سوا اس کے کہ جس سے کیا وہ رافضیہ ہو اور رافضیہ حال سے نکاح بھی باطل ہے نہ کہ متعہ، تو یہ حرام درجہ ہوا۔ ظہیر یہ وہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ یا کتب معتبرہ میں ہے: احکامہم احکام المسلمین (ان سے متعلق مرتدین کے احکام ہیں۔ ت) بالجملہ وہ شرعاً سخت سزا کا مستوجب ہے مگر ارتکاب حرام کے باعث کا فرق ہوا کہ اُس کی بیعت فسخ ہو جاتی یا اس کے مرنے پر مسلمان اُس کی تجہیز و تکفین و نماز کے ذمہ دار نہ رہیں بلکہ بہ سبب کبیرہ حنفیت سے بھی خارج نہ ہوگا اگر اسے حرام جان کر کیا ہو، ہاں اگر حلال جانا تو حنفیت کیا سنیت سے خارج ہو گیا ولا یخرج عن الاسلام لما لہم فیہا من الشبهة (شہدہ والی بات سے خارج از اسلام نہ ہوگا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع ندو امہوا ڈاکخانہ بکھر بازار ضلع بستی مرسلہ گل محمدیاں صاحب ۱۳ رجب ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ساکن ممداول میں اپنی سگی بھتیجی عاقل بالغ کو ایک شخص ساکن امرڈو بھاکے حوالے کر دی چونکہ اس لڑکی کا باپ مدت سے انتقال کر گیا اور لڑکی کا چچا اُس کا مربی تھا وہ لڑکی جس شخص کے حوالے کر دی اُس کو کہا گیا کہ تم اپنے گھر جا کر اس لڑکی سے نکاح کر لو، جمعہ کے روز روبرو گواہان معتبران کے نکاح کر لیا گیا، بعد چند یوم کے چچا کو اُس کے عزیزوں نے ہسکا دیا، اُنہوں نے جھگڑا ڈال کر کے ایک مولوی بلایا، مولوی صاحب نے یہ حکم دیا جمعہ کی نماز ادا کرنے کے پہلے نکاح جائز نہیں ہوتا ہے اس واسطے ہم لوگ یہ عرضہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ سچ ہے کہ جمعہ کے روز نکاح ناجائز ہے برائے مہربانی یہ مسئلہ لکھ کر کے روانہ فرمادیں۔

الجواب

اُس شخص کا یہ کہنا محض غلط اور شریعت پر اقرار ہے، نکاح ہر دن جائز ہے، ہاں اگر اذان جمعہ ہو گئی تو اُس کے بعد جب تک نماز نہ پڑھ لی جائے نکاح کی اجازت نہیں کہ اذان ہوتے ہی جمعہ کی طرف سعی واجب ہو جاتی ہے۔

قال تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوة
من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیعة۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ایمان والو! جب جمعہ کے
روز اس کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے
چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ (ت)

لے الحیۃ نئیہ مطلب الاستخفاف بالشریعة کفرای ردہ مکتبہ نوریہ رضویہ تحصیل آباد ۳۰۵/۱

پھر بھی اگر کوئی بعد ازان نکاح کر بیگا گناہ ہوگا مگر نکاح جائز و صحیح ہو جائے گا کما فی الہدایۃ فی البیوع ان
الکراہۃ للنجاء و رد جیسا کہ ہدایہ میں بیع کے بارے میں ہے کہ کراہت مجاور یعنی ترکہ سعی کی وجہ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ازاجیر شریف ڈگی بازار مرسلہ سید زاہد حسین صاحب مالک و منیر پریس اعلان الحق

۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص یا چند اشخاص نے خصوصاً یہ کہہ دیا ہو کہ فلاں
شخص خواص منکوحہ سے ہے جو خواص با عصمت و عفت لکھی گئی ہو تو کیا وہ اولاد جائز ہے؟ اور وہ جدی و رشتہ
پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ کیا ایسی اولاد کی شرافت و نجابت میں کوئی شک و شبہ ہے؟ خواص و کنیزک
میں کیا فرق ہے اور ان کی تعریف کیا ہے؟

الجواب

خواص و کنیزک میں کوئی فرق نہیں وہ عورت کہ بملک شرعی کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے، پھر اگر دوسرے
کی کنیز سے اُس کی بھارت سے اس نے نکاح کیا نکاح صحیح ہوا، اور باپ اگر شریف و نجیب ہے تو اولاد بھی
شریف و نجیب ہے کہ شرعاً نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و علی المولود لہ رزقہن ^{لہ} اللہ تعالیٰ نے فرمایا مادرِ رحم کا بچہ ہے اس کی عورتوں کا خرچہ ہے۔ (ت)

ہاں ہندوستان میں دربارہ کفارت اُسے حکم مانیں گے کہ یہاں کنیز کی اولاد کو کم درجہ سمجھتے ہیں اور اگر
اپنی کنیز شرعی ہے تو اُس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی مخالفت شرعیہ نہ ہو، بہر حال
مولا کے جو اولاد اُس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پدری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولانا نے اقرار کیا ہو کہ یہ
میری اولاد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از دہلی پہار گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبد الکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جاہل لوگوں میں رواج ہے کہ اگر کوئی شخص مر گیا
اور بعد عدت اس عورت نے برادری کے مرد سے نکاح کرنا چاہا تو اس مرنے والے کے لواحقین نے کچھ روپیہ نکاح
کرنے والے سے نقد لے کر اس عورت کو نکاح کرنے دیا روپیہ کی تعداد دو سو سے تین سے تک لیتے ہیں، اگر ان کو یہ
کہا جاتا ہے کہ یہ روپیہ لینا جائز نہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ تو پیمان کی رسوم ہے۔ اگر یہ رسوم نہ ہو تو تمام عورتیں

بیوہ کسی غیر مرد کے ساتھ بھاگ جائیں گی اور کوئی عورت برادری میں نکاح نہیں کرے گی، اب سوال یہ ہے کہ تمام وجوہات سوچ کر جیسے قرآن شریف اور حدیث شریف، فقہ شریف سے ثابت ہو ارشاد فرمائیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

الجواب

یہ روپے حرام اور رشوت ہیں ان کا دینا لینا دونوں حرام، اور ان کے کھانے والے حرام خور۔ پنچوں کی رسم سے شریعت کا حرام حلال نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مسئلہ سید احمد میاں صاحب برادرزادہ مولانا سید محمد عاشق صاحب علیہ الرحمۃ

۶ رمضان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالہ کا نکاح مسماۃ حیات النساء بیگم عرف رضیہ بیگم پردہ نشین بنت زید سے قرار پایا تھا، حسب قاعدہ شہود واسطے حصول اجازت و اذن مسماۃ کے پاس گئے اور بعد حصول اجازت شہود نے قاضی کے دروبر و جلسہ عام میں شہادت اس صورت سے ادا کی کہ سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید نے اپنے نکاح کا اختیار عمر وکیل کو دیا، چنانچہ قاضی نے با اجازت عمر وکیل بہ تعداد مہر مثل خالہ کے ساتھ نکاح پڑھایا، آیا شرعاً نکاح مسماۃ مذکور کا خالہ مذکور کے ساتھ صحیح ہوا یا نہیں کیونکہ شہود نے بجائے نام حیات النساء عرف رضیہ بیگم بنت زید کے سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید شہادت میں ادا کیا، سعادت النساء بیگم بنت زید کوئی نہیں ہے اور نہ سعادت النساء کا عرف رضیہ بیگم ہے، اس صورت کی غلطی سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

الجواب

یہ طریقہ نکاح مخترع اہل ہند ہے وکیل بال نکاح مجاز توکیل نہیں، شہادت کہ اُن گواہوں نے دی باطل گئی، نہ اُس کا کچھ اعتبار ہے، قاضی جس نے ایجاب کیا اگر اس نے ایجاب صحیح لفظوں سے کیا جن سے کم از کم دو حاضران جلسہ جامعان شرائط شہادت کے نزدیک منکوحہ متمیز ہو گئی نکاح فضولی منعقد ہو گیا کہ رضیہ کی اجازت پر موقوف رہا اور اگر اس نے بھی ایجاب میں وہی لفظ سعادت عرف رضیہ بنت زید کے تو نکاح باطل ہوا کہ ان تینوں لفظوں کی مصداق وہاں کوئی عورت نہیں۔ عالمگیری میں ہے:

لرجل بنتان کبری عائشة وصغری
فاطمۃ ارادات ینزوج الکبری وعقد باسم
فاطمۃ ینعقد علی الصغری ولو
قال زوجت ابنتی الکبری فاطمۃ
ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں ایک بڑی جس کا نام عائشہ
اور دوسری چھوٹی جس کا نام فاطمہ ہے، اس نے
بڑی کا نکاح کرتے ہوئے فاطمہ کا نام لیا تو چھوٹی
کا نکاح ہو گیا، اور اگر نکاح کرتے ہوئے اس نے

لا ینعقد علیٰ احدہما کذا فی الظہیریۃ

یوں کہا کہ میں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح دیا، تو کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا۔ ظہیریہ میں ایسے ہے (ت)

ولو الجیمہ میں ہے :

لا ینعقد علیٰ احدہما لانہ لیس لہ ابتۃ کبریٰ
بہذا الاسم و نحوہ فی الفتحۃ عن الخانیۃ
ولا تنفع النیۃ ہہنا ولا معرفۃ الشہود بعد
صرف اللفظ عن المراد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا کیونکہ اس کی کوئی بڑی بیٹی اس نام کی نہیں ہے اور فتح میں خانیہ سے بھی یہی مراد ہے اور یہاں نیت اور گواہوں کا فہم کارآمد نہ ہوگا جبکہ اس نے مراد کے خلاف صریح لفظ استعمال کیے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از شہر میرٹھ اندر کوٹ مرسلہ عبدالرحمان صاحب عرف نفعی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

- (۱) اہل تشیع و اہل تشیع میں باہم عقد ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکا فرقہ شیعہ کا ہو اور لڑکی اہلسنت و جماعت کی ہو ان دونوں میں باہمی نکاح مذہب اہلسنت کے عقائد کے موافق صحیح ہوگا یا نہیں؟
- (۲) اگر کچھ عرصہ کے بعد لڑکی اہل تشیع ہو جائے تو نکاح رستہ گایا نہیں؟

اجواب

- (۱) عوام اُن تہراتی روافض کو اہل تشیع کہتے ہیں ان سے مناکحت حرام قطعی و باطل محض، اور قربت زنا خالص ہے اگرچہ مروستی اور عورت اُن میں کی ہو، نہ کہ عکس کہ اشد غضب اللہ کا موجب ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
- (۲) اگر وقت نکاح کشتی تھے پھر مرد و معاذ اللہ اُن میں کا ہو گیا تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا خواہ عورت نے بھی وہی مذہب اختیار کر لیا ہو یا نہیں،

لان ردة الرجل فسخ فی الحال بالاجماع ولا نکاح
لہ تردد مع احد ولو مروتة مشلہ
کیونکہ خاوند کے ارتداد سے فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے
بالاجماع، اور مرتد کا کسی سے بھی، حتیٰ کہ اس جیسی

۱/۲۰	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح الباب الاول	لہ فتاویٰ ہندیہ
			۵۷ ولو الجیمہ
۳/۱۰۳	نوریہ رضویہ سکھر	کتاب النکاح	۵۸ فتح القدیر
۱/۲۸۲	نورانی کتب خانہ پشاور	القسم السابع المحرمات بالشکر	۵۹ فتاویٰ ہندیہ

کما فی الدر المختار و الفتاویٰ العالمگیریہ وغیرہما۔ مرتدہ سے بھی نکاح جائز نہیں، جیسا کہ درمختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ (ت)

اگر عورت مستحکمہ رہی اور ہنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو ابھی اور ہو چکی تھی تو بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے، اگر شوہر اسلام لے بھی لے اس پر کچھ اختیار نہیں رکھتا لان المنفسخ لا یعود (کیونکہ فسخ شدہ نکاح بطل نہیں ہو سکتا۔ ت) اگر عورت معاذ اللہ ان میں کی ہو گئی اور مرد مستحکم رہا تو نکاح تو فسخ نہ ہوا اعلیٰ مافی النواذر و حققنا الافتاء بہ فی ہذا الزمان فی فتاواننا (نوادر کی روایت کے مطابق اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے کہ اس زمانہ میں فتویٰ یہی ہے۔ ت) مگر مرد کو اس سے قربت حرام ہو گئی جب تک اسلام نہ لائے لان المرتدة لیست باہل ان یطأھا مسلمہ او کافر اواحدا (کیونکہ مرتدہ عورت اس قابل نہیں رہی کہ کوئی بھی اس سے وطی کرے خواہ مسلمان مرد ہو یا کافر یا کوئی بھی ہو۔ ت) ان مسائل کی تحقیق رسالہ رد الرقصہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳ از نگینہ مرسلہ عبد الرشید صاحب سوداگر سب ایجنٹ برہما آئل کمپنی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی عورت کا نکاح کسی ایسے شخص سے ہو جس کی ایک عورت اور بچے ہوں اور وہ شخص معاش اس قدر کافی رکھتا ہو کہ ان صاحب کی پرورش کے لیے نہایت کافی ہو، مرد میں کسی قسم کا نقص نہ ہو، عورت بوقت نکاح بالغ ہو، مہر ایک ہزار روپیہ ہو، نکاح مکان منکوحہ پر ہو جس کو عرصہ تین سال پانچ ماہ ہوئے ہوں شوہر نے بعد عقد پندرہ بیس مرتبہ مختلف اوقات میں کئی کئی یوم قیام کیا، کیا عورت منکوحہ کو تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرنے کا حق ہے؟ بیان منکوحہ حسب ذیل ہے: میری پیدائش ایک ماہ بعد انتقال والدہ ہوئی ہیں آغوش مادر میں پرورش پائی اور ہنوز والدہ کے پاس رہی، میری والدہ نے اس شخص کے ساتھ عقد کر دیا، شخص مذکور نے یہ دھوکا دیا کہ نہ میری بیوی ہے نہ بچے، میری والدہ کے انتقال کو دو ماہ کا عرصہ ہوا، میں والدہ کی وجہ سے مجبور تھی، اب میں خود مختار ہوں، بیان شوہر میں نے بیوی بچے ہونے کا اقرار کیا اور چھپایا نہیں، اس کا علم منکوحہ اور ان کے جملہ رشتہ داران کو ہے جس کی بابت تحریریں شوہر کے پاس ہیں ایسی حالت میں منکوحہ عورت کے صرف بیان پر کہ میرے شوہر کے پاس اور بیوی بچے موجود ہیں اور شوہر نے دھوکا دیا، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا حکم شرع شریف ہے؟

الجواب

عورت کے عذرات باطل ہیں، برسوں سکوت و معاملہ زنا شوقی کے بعد یہ مہلات پیش کرتی ہے، ماں کی زندگی کیا باعث مجبوری تھی، نہ بی بی بچوں کا عذر قابل سماعت، نہ مجبوری مانع جواز نکاح، اس پر فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے، اس شیطانی خیال سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴ از شہر ربی محلہ کٹر اگلی حکیم وزیر علی مسئلہ ولایت احمد صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولایت احمد کا عقد قریشی بانو جس کی عمر قریب بیس
سال سے زائد ہے اس کے ساتھ ہوا لیکن مسماۃ مذکورہ کی اجازت لینے کے لیے نہ وکیل صاحب گئے اور نہ
گواہان گئے اور نہ مسماۃ مذکورہ سے اجازت باقاعدہ طور پر لی گئی صرف مسماۃ کے والد کی اجازت سے عقد
پڑھا دیا گیا ایسی صورت میں عقد ہوا یا نہیں، اور مسماۃ مذکورہ ولایت احمد کی زوجیت میں رہتی ہے اور قریب
ایک ماہ کے حمل بھی ہے حالانکہ والد مسماۃ سے کہا گیا کہ مسماۃ سے اجازت لینا چاہئے انہوں نے جواب دیا ہمارے
یہاں ضلع بدایوں میں یہی قاعدہ ہے۔

الجواب

بالغہ کا عقد کہ بے اس کے اذن کے ہوا بالغہ کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر جائز کر دے جائز
ہو جاتا ہے، رد کرے باطل ہو جاتا ہے، رخصت ہو کر شوہر کے یہاں جانا بھی اجازت ہے اذکان غیومسبوق
بالرد (جبکہ پہلے بالغہ کی طرف سے اس کو رد نہ کیا گیا ہو۔ ت) خصوصاً یہاں تو حمل موجود ہے لہذا عقد نافذ
ہو چکا اب اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵ از ریاست رام پور محلہ زیارت علیہ والی امیر سید اکرام اللہ خاں صاحب عرف چندامیاں
۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ زید میں کہ زید کا نکاح اپنی برادری میں ایک عورت سے بایں صورت
ہوا کہ گواہان نے مسماۃ مذکورہ کا نام ہندہ عرف غولہ بنت عمرو جلسہ نکاح میں لے کر اداائے شہادت کی اس سے
عورت مذکورہ کی تعریف و تعین کما حقہ، نزد جلسہ ہو گئی اور کوئی شبہہ و اشتراک نزد زید و قرابت داران زید
جو موجود تھے باقی نہیں رہا اور ایجاب و قبول ہو کر نکاح ہو گیا اور گواہان نکاح عورت مذکورہ کے قریبی رشتہ دار
تھے جن کی گودوں میں عورت مذکورہ نے پرورش پائی ہے اب والدہ مسماۃ کہتی ہیں کہ نکاح صحیح منعقد نہیں ہوا
اس لیے کہ نام عورت کا جلسہ نکاح میں غلط لیا گیا ہے اس کا نام کلثوم ہے، چنانچہ مہر میں اس کا نام کلثوم
کنہ ہے حالانکہ سوائے مہر کے ہر جگہ اس کا نام ہندہ ہے حتیٰ کہ خواہ جو مقررہ گورنمنٹ ہے اس کی وصول پائی
کی رسیدوں میں بھی یہی نام ہندہ لکھا جاتا ہے اور نیز گورنمنٹی چٹھی میں بھی یہی نام درج ہوتا ہے اور جو عرض
گورنمنٹ میں قبل اس سے دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام تحریر ہے اور عمرو کے انتقال کے بعد جو درخواست
باستحقاق وراثت دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام ہے غرض کہ عورت مذکورہ کے دونوں نام ہیں، ایسی حالت
میں یہ نام غلط قرار دے کر نکاح کو غیر صحیح شرعاً مانا جائے گا یا یہ کہ عورت کے نام دونوں اور چونکہ ان دونوں

میں سے ہندہ بربستہ کھٹوم کے زیادہ مشہور ہے اس لیے اس سے کافی طریق سے تعریف و تعین عورت مذکورہ کی بوقت نکاح سمجھی گئی، اس بنیاد پر نکاح صحیح شرعی منعقد ہو گیا۔ امید کہ جواب صاف صاف مرحمت فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر ہندہ انس عورت کا نام ہے (نہ جس طرح عورتوں کو ہندہ سلمیٰ مردوں کو زید عمرو سے تعبیر کرتے ہیں) اور اس نام اور صرف ذکر پدری ذکر جد سے حاضرین میں دو گواہان صالح شہادت نکاح مسلمہ نے اسے پہچان لیا تو نکاح صحیح ہو گیا اس کے دس نام اور بھی ہونا کچھ مضر نہیں لان المقصود التعریف لا تکثیر الحروف (کیونکہ مقصود پہچان ہے الفاظ کی کثرت مقصد نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶ از چھم گاؤں ضلع پیر ابنگال مسئلہ سید عبد الاغفر صاحب ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معتد و معتبر ایک گواہ مذکر سے بالغہ عورت کا نکاح درست ہو گا یا نہیں یعنی ایک گواہ سے نکاح درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

نکاح ایک گواہ سے نہیں ہو سکتا جب تک دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ مسلم نہ ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۷ از گویال ناگر پرگنہ پٹی جیٹہ مسئلہ شہار احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے بھائی مرحوم مکر کی بی بی ہندہ سے بعد انقضائے میعاد عدت نکاح کی درخواست کی اس نے انکار کیا اور نہایت ناخوشی ظاہر کی تو زید کے رشتہ داران نے جبراً اذن لینا چاہا ہندہ نے رونا شروع کیا اور کہا کہ میں ہرگز رضامند نہیں تم جبر کرتے ہو اس وجہ سے کہ میرا کوئی عزیز ہمدرد یہاں موجود نہیں، اُن لوگوں نے کہا کہ رونا بھی اذن میں شامل، نکاح پڑھا کر مٹھائی تقسیم کر دی، بعد ایک ماہ کے ہندہ اپنے والدین کے یہاں کسی جیلہ سے چلی آئی اور جانے سے انکار ہے کہ میں نے اذن نہیں دیا فرضی نکاح پڑھالیا میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔ تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

اگر اس نکاح کے بعد ہندہ نے زید کے ساتھ خلوت و صحبت بلا جبر و اکراہ کی تو نکاح جب نافذ نہ تھا اب نافذ ہو گیا، اور اگر خلوت نہ کرنے دی یا وہ بھی بالجبر ہوئی تو ہندہ کی ناراضی سے وہ نکاح باطل محض ہو گیا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۸ از موضع میراں پور مسئلہ سید عاشق حسین ولد محمد حسین ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ
علمائے دین و نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ وقت نکاح کے وکیل کس طرف

کا ہونا چاہئے؟ اور شاہد کس طرف کے ہوں؟ اور ایک دینار شرفِ سلطانی کس قدر روپیہ کا ہوتا ہے اور کسے درجوں پر منقسم ہے اور تعداد کیا کیا ہے؟

الجواب

وکیل کسی طرف کا ضرور نہیں، اور دونوں طرف سے ہو سکتے ہیں، خواہ ایک طرف سے ہو، جدھر سے چاہیں۔ اور شاہد وہ دو مرد یا ایک مرد و عورت عاقل بالغ آزاد مسلم ہیں کہ ایجاب و قبول معائنہ اور نکاح ہونا سمجھیں، وہ کسی کی طرف نہیں ہوتے، یہ جو رسم ہے کہ دو گواہ معین کرتے ہیں بے اصل ہے جتنے حاضرانِ جلسہ اُس صفت کے ہیں سب خود ہی شاہد ہیں کوئی انھیں مقرر کرے یا نہ کرے۔ دینار شرعی سارے چار ماشر بھر سونے کا تھا اور سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے، دینار شرعی دس درم تھا کہ یہاں کے دو روپے پونے تیرہ آنے اور کچھ کوڑیاں ہوا، غالباً نکاح کے درجوں سے سائل کی مراد مہر کے درجے ہیں۔ مہر کا اقل درجہ وہی دس درم بھر چاندی ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں جتنا بندھے اور مہر حضرت بتول زہرا چار سو مثقال چاندی تھا کہ یہاں کے ایک سو ساٹھ روپے بھر ہوتی۔ اور مہر اکثر ازواجِ مطہرات پانچ سو درم کہ یہاں کے ایک سو چالیس روپے ہوتے، اور مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہن جمیعاً میں دو روایتیں ہیں چار ہزار درم کہ گیارہ سو بیس روپے ہوتے یا چار ہزار دینار کہ گیارہ ہزار دو سو روپے۔ واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ ۵۹ از فقہ حنفی محلہ قضاۃ مکان میر خیرات علی تحصیلدار مسئلہ محمد صادق ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہندہ بازاری عورت ہے اور وہ زید کے پاس بلا نکاح مدت تک رہی، زید نے بلا علم و اطلاع ہندہ کے قاضی کے سپاہ میں اپنا ہندہ کے ساتھ نکاح درج کر دیا، اس کے بعد ہندہ کی ماں وہیں لینے کی غرض سے آئی تو اُس وقت زید نے ہندہ سے کہا تو نہیں جاسکتی تیرے ساتھ میرا نکاح ہو گیا، تب ہندہ کی ماں نے ہندہ سے کہا کہ ہمارا زیور اور کپڑا ہم کو دے دے تو مجھ سے حیلہ کر رہی ہے تیرا نکاح ہو گیا ہے۔ اس پر ہندہ نے جواب دیا کہ زیور اور کپڑا نہ دوں گی اگر تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا، تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اگرچہ واقعی نکاح نہیں ہوا، اُس کے کچھ عرصہ بعد ہندہ زید کے پاس سے فرار ہو گئی تب زید نے کچھری فوجداری میں عورت کے بھگالے جانے کا دعویٰ کیا خارج ہو گیا، اس کے بعد طلبِ زوجہ کا دارالقضا میں دعویٰ کیا، قاضی صاحب نے بعد لینے ثبوت و تردید کے دعویٰ ڈگری کیا جس کو آٹھ برس کا عرصہ ہوا تو آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں جبکہ واقعی عورت سے اجازت نہیں لی گئی اور وہ دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت بعد مفردی عرصہ دس بارہ سال سے زید کے ساتھ حرام کر رہی ہے۔

الجواب

زید کا بے اطلاع ہندہ سبباہ میں اُس کے ساتھ اپنا نکاح ہونا درج کر دینا نکاح نہیں، نہ ہندہ کا کہنا کہ اگر تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا کسی طرح حد نکاح میں آ سکتا ہے تو ہندہ ضرور بے نکاحی تھی۔ رہی دارالقضا کی ڈگری، اس کی تفصیل معلوم ہونی ضرور، دعویٰ کہ اس میں ہوا شرائط شرعیہ پر صحیح تھا یا نہیں، ثبوت کیا گزرا اور وہ قوانین شرعیہ پر صحیح تھا یا نہیں، حکم کس نے دیا، اور وہ قاضی عند الشریعہ تھا یا نہیں، اگر ان میں سے ایک بات بھی تم سے ہندہ بدستور بے نکاحی ہے زید کو اُس پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اس کے بعد پھر وہیں سے سوال آیا جو مع جواب منقول ہے)

یہ واقعہ حیدرآباد دکن کا ہے وہاں حکومت کی طرف سے عدالت قضائہ قائم ہے جس میں طلاق، خلع، نکاح، ترکہ، مہر، طلب زوجہ کے مقدمات حسب قانون شرع شریف دائر ہوتے اور فیصلہ ہوتے ہیں مگر قاضی صاحب جنہوں نے اس مقدمہ کو فیصلہ کیا ہے غیر قس شرع تھے یعنی دائرہ مندی ہوئی لباس کوٹ پٹون مگر ساتھ ہی اس کے سفارش رشوت سے قطعی اجتناب رکھتے تھے اور گراہان جیسے فی زمانہ حالت ہے اور نا کج صاحب بھی بہت معمولی طور پر پڑھے ہوئے ہیں لہذا اس صورت واقعہ پر مسئلہ بالا کا کیا جواب ہوگا؟ بینوا تو جبروا

الجواب

جبکہ وہ قاضی متجانب سلطنت اسلامیہ فصل قضا پر مقرر ہے، اگر اُس کے یہاں دعویٰ بروجہ صحیح شرعی ہوا اور ثبوت بروجہ شرعی گزرا اور قاضی نے ثبوت نکاح کا حکم دیا تو نکاح ثابت ہو گیا ہندہ بغیر موت یا طلاق دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی،

کما فی الہدایۃ و تنویر الابصار وغیرہما من معتمدات الاسفار و رجحہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد قال امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم شاہد الک نہ و جاک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جیسا کہ ہدایہ، تنویر الابصار وغیرہما کتب معتدہ میں ہے اور فتح میں محقق علی الاطلاق نے اس کو ترجیح دی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تجھے تیرے گواہوں نے بیاہ دیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست جاوہر، لال املی مسئلہ ممتاز علی خاں اہل کار حساب ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی صحیح ولایت زید سے مگر بوقت نکاح بکر قائم کر کے

۱۹/۲ مطبع مجتبیٰ دہلی

۱۵۶/۳ نوریہ رضویہ سکھر

۱۵۶/۳ فصل فی الحبس

باب المحرمات

۱۵۶/۳ فتح القدیر

ایجاب و قبول ہوا ہے تو ایسا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ نیز اس کا اصلی باپ یعنی زید زندہ موجود ہے بروقت نکاح نہ اس سے اجازت لی گئی نہ اُسے اطلاع دی، صورت مسئلہ میں اگر نکاح نہیں ہوا تو کیا ہندہ اپنی منشا کے موافق اپنے کفو میں نکاح ثانی کر سکتی ہے؟ ایام عدت کی قید ہے یا نہیں؟ ہندہ بالغ ہے۔ بینوا و مجردا

الجواب

اگر ہندہ اس جلسہ نکاح میں حاضر نہ تھی اور اس کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا گیا کہ اس ہندہ بنت بکر کا نکاح تیرے ساتھ کیا بلکہ ہندہ کی غیبت میں یہ الفاظ کہے گئے تو ہندہ کا نکاح نہ ہوا، نہ اُسے طلاق کی حاجت نہ عدت کی ضرورت، جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے کہ نکاح تو ہندہ بنت بکر کا ہوا اور یہ ہندہ بنت بکر نہیں، ہاں اگر بکر نے اسے پرورش یا متبغی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندہ بنت بکر کی جاتی ہے اور اس کھنے سے اس کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہو گیا اب بغیر طلاق ہندہ کو مخلص نہیں۔ درمختار میں ہے:

غلط و کیلہا بالنکاح فی اسم ایہا بغیر حضورھا لڑکی کی غیر موجودگی میں اس کے وکیل نے لڑکی کے باپ کا نام غلط کہہ دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا (د)

عالمگیری میں ہے:

قال امرأته عمرة بنت صبیح طالق و امرأته عمرة بنت حفص ولا نیة له لا تطلق امرأته فان كان صبیح نروج أم امرأته و كانت تنسب الیه وھی فی حجره فقال ذلک و هو یعلم نسب امرأته اولا یعلم طلقت امرأته کسی شخص نے طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کا نام عمرہ بنت صبیح کو طلاق کہا جبکہ اس کی بیوی کا نام عمرہ بنت حفص ہے تو طلاق کے وقت اس شخص نے کوئی نیت نہ کی تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس کی بیوی عمرہ کی ماں کے دوسرے خاوند کا نام صبیح تھا اور یہ عمرہ

اپنی ماں کے ساتھ صبیح کی پرورش میں رہی اس وجہ سے عمرہ صبیح کی طرف منسوب ہوتی ہے اور خاوند کو عمرہ کے اصل نسب کا علم ہے یا نہیں، دونوں صورتوں میں اس کی بیوی عمرہ کو طلاق ہو جائیگی۔ (د) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از میر محمد صدر بازار محلہ سوئی گنج مرسلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی تعلیم یافتہ مدرسہ منظر اسلام بریلی امام مسجد سوئی گنج ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

چہ فرمایند دریں مسئلہ کہ در ملک ہند علماء فتویٰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے

دادند کہ بعد منگنی دختر دیگر جائے نکاح کردن می تواند
حقیر ناجائز پندار دچرا کہ ایجاب و قبول از جانبین
ثبوت شود از جانب بچہ گویند کہ منہ و آواز جانبی دختر
گویند بیہ فیاد دے چکا یا سگائی کو چکا ایں الفاظ
برائے وضع عقدست اگر ایں طور گویند کہ دیں گے
تو خیر، جناب مولایم عجیب افسوس کہ دیوبندی خدام
دین او خراب و مسلمان را نیز بیخ کنی کردند اگر ایں فتویٰ
غلط باشد از ایشان ہزاراں نطفہ زنا در عالم
منتشر شدہ تدارک ایں عمل بفرمایند۔
غلط ہوتوان کی وجہ سے دنیا میں ہزاروں نطفہ زنا پھیلے ہوئے ہیں اس لیے اس عمل کا تدارک فرمادیں۔ (ت)

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لفظ "سگائی کو چکا" کا لفظ
خود ظاہر است سگائی نسبت و وعدہ عقدہ کو گویند
نہ عقدہ را "دے دیا" یا "دے چکا" از انجا کہ
مجلس مجلس وعدہ می باشد نہ مجلس عقدہ میں بروعد محمول
می شود نہ بر عقدہ در شرح امام طحاوی و فتح و در مختار و
رد المحتار است لوقال ہل اعطیتنیہا فقال
اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد و
ان کان للعقد فتکاح و یہ گویند نکاح شود حالانکہ
شرط او حضور دو گواہ مست کہ فہمند کہ ایں نکاح مست
فی التویر: الدر و شرط حضور شاہدین
فاہمین انہ نکاح علی المذہب بخ و اینجا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "سگائی کو چکا" کا لفظ
خود ظاہر ہے کہ سگائی نسبت اور وعدہ نکاح کو
کہتے ہیں نہ کہ نکاح کو۔ لڑکی والوں کا دے فیاد دے چکا
کہنا مجلس وعدہ پر محمول ہوگا نہ کہ عقدہ نکاح پر،
امام طحاوی کی شرح، فتح، در مختار اور رد المحتار میں ہے
کہ اگر مرد نے کسی کو کہا تو نے مجھے لڑکی دی، تو اس نے
جواب میں کہا کہ میں نے دی۔ تو اگر یہ مجلس وعدہ او
منگنی ہو تو وعدہ اور منگنی ہے اور اگر مجلس عقدہ ہے
تو نکاح ہے، پھر مسئلہ صورت میں نکاح کیسے
ہو سکتا ہے جبکہ نکاح کے لیے دو گواہوں کی موجودگی
بایں طور شرط ہے کہ وہ اس کو نکاح سمجھیں۔ تو یہ اور در

اگر ہزار حاضر باشند بیچ کس نکاح نہ فہم کہ منگنی نزد
ایشان چیز سے از مقدمات نکاح ست نہ نکاح ۔
واللہ تعالیٰ اعلم ۔
میں ہے نکاح میں دو گواہوں کا ہونا جو یہ سمجھیں کہ یہ
نکاح ہے شرط قرار دیا گیا، یہ مذہب ہے بھر ۔ اور
یہاں مذکورہ صورت میں مجلس میں ہزار بھی ہوں تو
کوئی بھی اس کو نکاح نہ سمجھیں گے کیونکہ منگنی کو وہ نکاح نہیں بلکہ اس کے مقدمات میں سے سمجھے ہیں، واللہ تعالیٰ
اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۶۲ از جو نساء ضلع لاہور مسئلہ ضیاء الدین انچارج اصطلح گورنمنٹی ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے حسب ہدایت والدہ خود جس نے اس کی ہدایت
کی تھی کہ اپنی فلاں دختر کا ناطہ اپنے فلاں برادر حقیقی کو دینا تب سے راضی ہو گیا چنانچہ اپنے والد کی موجودگی اور چند
مسلمانوں کی مجلس میں اپنے برادر حقیقی کو مخاطب کر کے کہا میں نے اپنی فلاں نام والی دختر بالغہ کا ناطہ تمہارے
فلاں بالغ کو دے دیا، والد پسر نے قبول کر لیا، آیا ہر دو ولیوں کے ایجاب و قبول سے یہ نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟
اگر ہو گیا تو اب والدہ دختر اس دختر کا اور جگہ نکاح کر سکتا ہے بغیر طلاق کے اور ولی اور گواہان و نکاح خوان
نکاح ثانی کے واسطے حکم شرعی کیا ہے؟ بینوا تو جو را

اجواب

ناتا دینا عرف میں منگنی کرنے کو کہتے ہیں اور منگنی نکاح نہیں، اس صورت میں جب تک عقد نکاح
نہ ہو والدہ دختر دوسری جگہ اس کا نکاح کر سکتا ہے، اور نکاح خوان وغیرہ پر کوئی الزام نہیں۔ اور اگر کہیں کے
عرف میں ناتا کرنا نکاح کو دینے کو بھی کہتے ہیں تو وہاں دیکھا جائے گا کہ وہ مجلس جس میں یہ الفاظ ادا ہوئے
عقد نکاح کے لیے تھی یا منگنی کے لیے، اگر منگنی کے لیے تھی تو وہی حکم ہے کہ نکاح نہ ہوا، اور والدہ دختر کو اختیار ہے،
اور اگر نکاح کے لیے تھی اور حاضرین میں سے کم از کم دو شخصوں نے کہ اس نکاح کے گواہ ہو سکتے ہوں وہ ایجاب و
قبول سے اور سمجھے کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو نکاح ہو گیا اب دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا، والدہ دختر اور
نکاح خوان اور گواہان نکاح ثانی جن جن کو معلوم تھا کہ اس کا نکاح پہلے ہو چکا ہے سب مبتدائے عرام ہوں گے
درختار میں ہے،

ہل اعطیتینہا ان المجلس للنکاح فنکاح و
ان للوعد فوعدی واللہ تعالیٰ اعلم
اگر ایک نے دوسرے کو کہا کیا تو نے مجھے دی، دوسرے نے
جواب میں دی کہا، تو اگر یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہو گا،
اور اگر مجلس وعدہ ہے تو منگنی ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لے درختار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۵/۱

مسئلہ ۶۳ از دہلی بہار منہج مسجد غریب شاہ مسئلہ سید عبد الکریم صاحب قادری رضوی ۹ شوال ۱۳۳۹ھ۔
 بخند مت جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دامت برکاتہم۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شریف زادہ نے ایک عورت کو جو قوم کی چاری تھی مسلمان باقاعدہ
 کیا اور اس سے نکاح کیا اور اپنے مکان میں لے گیا، جب اہل برادری کو معلوم ہوا کہ اس نے خاندان قادریہ اور
 سادات کے بٹا لگا دیا کہ چاری کو مسلمان کر کے نکاح پڑھ لیا اور پردہ میں بٹھالیا، وہ عورت دو سال سے بویہ تھی،
 تمام اہل برادری اور تمام مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس عورت کو بے پردہ کیا اور بے عزتی کی اور غیر محرموں نے
 مار پیٹ بھی کی اور اُسے تھانہ میں پہنچا دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس عورت کو مسلمہ کے ساتھ ایسا کرنے کی اللہ
 رسول جل و تعالیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ
 کس گناہ کے مرتکب ہیں یا جس نے مسلمان کر کے اسے اپنے نکاح میں لایا وہ گنہ گار ہے اور اس سے
 ترکہ موالات کرنا برادری سے خارج کرنا اس کا حق یا پانی بند کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ عورت کفو
 میں کب آسکتی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

مسلمان کرنا باعث اجر عظیم ہے اور اُس سے نکاح کر کے پردہ میں بٹھانا بھی کارِ خیر ہے اور اس بنا پر
 اسے برادری سے خارج کرنا ظلم ہے۔ اور اس مسلمہ عورت کے ساتھ جو زیادتی اور مار پیٹ اور بے پردگی
 کی گئی سب حرام اور سخت حرام اور ظلم شدید تھا، ایسا کرنے والے حق العبد میں گرفتار ہیں اور اللہ و رسول
 اُن سے ناراض و بیزار ہیں جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بالغ مرد کے لیے کفارت کچھ شرط نہیں، واللہ
 تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۴ از رامہ تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتی مسئلہ محمد جی ۲۴ شوال ۱۳۳۹ھ۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدعی کے تین شاہد شہادت دیتے ہیں کہ والد دختر نابالغہ نے
 سفر سے ایک خط اپنے بھائی کو لکھا کہ میری دختر نابالغہ فرحان بی بی کا ناتا یا نکاح جس جگہ تمھاری مرضی ہو کر دو،
 ہم لوگ اُس کا غنہ کے سامعین ہیں، بعد اُس وکیل والد کے ایک لڑکے نابالغہ مستحی کہہ کر جس کا کوئی عصبہ
 زندہ نہیں ہے کنایہ نکاح کے طور پر کر دیا تھا اور لڑکے معلوم کی طرف سے اُس کے ماموں نے اُس کے لیے قبول
 کر لیا ہے اور ہم نے یہ نکاح ہی سمجھا ہے، یہ تقریر شاہدین مدعی کی بتا رہے ہیں، اب والد دختر معلوم کر
 سفر سے بالکل منکر ہے اور گواہ اُس کے بھی منکر ہیں۔ تقریر بالائے، یا کہتے ہیں کہ ناتا ہوا ہے نہ نکاح،
 حالانکہ وکیل فوت ہو گیا ہے اور کاغذ بھی گم ہو گیا ہے، قیمت کاغذ دی جائے گی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بات صاف لکھتے ایجاب کس نے کیا، قبول کس نے کیا، ایجاب کے کیا لفظ تھے، قبول کے کیا لفظ تھے، لڑکی کا چچا جس کو اس کے باپ نے وکیل کیا تھا اس نے خود پڑھایا تھا یا کسی سے پڑھوایا تھا یا کسی نے بطور خود پڑھا دیا تھا اور وہ وکیل والد اس جلسے میں موجود تھا یا نہ تھا، اور جب والد لڑکے کا موجود تھا تو لڑکے کی طرف سے ماموں نے کیوں قبول کیا، والد پسر کے کہنے سے یا بطور خود، اور والد پسر نے اس پر کیا کہا، اور جب وہ الفاظ کنایہ تھے تو ان لوگوں نے کس قرینہ سے نکاح ہونا سمجھا اور دختر کا والد کس بات سے منکر ہے اُس وکیل کرنے سے یا نکاح ہونے سے، اور وہ خط ڈاک میں آیا تھا یا آدمی کے ہاتھ، اور یہ جو مدعی کے تین گواہ ہیں ان کے سامنے پڑھا گیا یا ان کے سامنے والد دختر نے لکھا تھا، اور یہ گواہ ثقہ پرہیزگار ہیں یا کیسے، ان سب باتوں کے مفصل جواب آنے پر جواب ہو سکے گا۔ قیمت کاغذ کی نسبت پہلے آپ کو تکلیف دیا گیا کہ یہاں فتویٰ اللہ کے لیے دیا جاتا ہے بیجا نہیں جاتا، آئندہ کبھی یہ لفظ نہ لکھتے، فقط۔

مسئلہ ۶۵ از رآمر تحصیل گوجر ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتی مرسلہ محمد جی صاحب ۸ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ
 باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا ناتہ یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، مکتوب الیہ نے باجائزت باپ کے ایک جگہ اس نابالغہ کا نکاح کوئی ایجاب کے لفظ یہ ہیں دختر معلومہ فلاں لڑکے کو میں نے دی ہے اور نابالغ لڑکے کی جانب سے قبول اس کے ماموں نے کیا ہے، اور تین گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم نے خود دیا ہے کہ باپ نے برادر کو اجازت نکاح دختر نابالغہ معلومہ دی ہے اور ہم نے مجلس میں ذکر نکاح کا سنا ہے اور نکاح کے وقت باپ سفر میں تھا اور خط بھی گم ہو گیا ہے اور بعد نکاح چند روز بعد مکتوب الیہ فوت ہو گیا۔ اب باپ سفر سے آیا ہے وہ کہتا ہے میں نے برادر کو کوئی اجازت نہیں دی اور اس کے گواہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل نہیں ہوئی لیکن یہ گواہ باپ کے بہت فاسق ہیں اور تین گواہ جو بالامذکور ہیں وہ فاسق نہیں ہیں۔

الجواب

جبکہ باپ اُس خط کے لکھنے سے منکر ہے تو اُسے کسی شہادت کی حاجت نہیں، شہادت اُس کی ہونا چاہیے تھی کہ ہمارے سامنے اس نے یہ خط لکھا ہے، اس پر کوئی شہادت نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خط سنا یہ شہادت کچھ معتبر نہیں، لہذا اجازت دینا ثابت نہیں، باپ کے انکار سے وہ نکاح باطل ہو گیا جبکہ وہ حلف سے کہہ دے کہ وہ خط میں نے نہ لکھا تھا نہ میں نے بھائی کو اجازت دی تھی لان الخط لیشبه الخط ولا حجة الا بالیمنۃ او الاقرار او النکول (کیونکہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے، گواہی، اقرار اور قسم سے انکار کے علاوہ کوئی حجت نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۶۶ مسئلہ از بتارکس محکمہ پترکنده مسئلہ جناب مولانا مولوی عبدالحمد صاحب پانی پتی زید کرمہ
۲۴ شعبان ۱۳۳۸ھ

علمائے دین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں،

(۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟
(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا کسی اور ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے
ساتھ نابالغہ دھن کے پاس آتے ہیں اور اُس کو پہلے کلمہ شہادت و امانت با شہ پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح
بعض عیسے مہر کے فلاں لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول کیا، اسی طرح تین بار
کہلاتے ہیں، اس کے بعد نابالغ دو لہا کے پاس آتے ہیں اور وہی سب کلمات پڑھا کر کہتے ہیں کہ فلاں کی
لڑکی مستافہ فلاں بعض عیسے مہر کے تمہارے نکاح میں آتی ہے تم نے قبول کیا، کہو ہاں قبول کیا۔ اسی
طرح تین بار کہتے ہیں۔ غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتا نہیں، شرعاً یہ نکاح صحیح
ہو جاتا ہے اور اس مجلس میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دھن یا دو لہا نابالغان کے وہ سب یا اور
ولی موجود نہیں رہتے بلکہ وہ اپنے اور کاموں میں مشغول رہتے ہیں اس طریقہ میں شرعاً جو خرابی اور نقص ہو
اس کی تصریح فرمائیں، اور شرعاً جو طلاقہ نکاح مسنون کا ہوا رشا دفرمائیں۔

(۳) اگر ولی خطبہ مستونہ پڑھنے یا صرف ایجاب و قبول کرنے پر قادر ہو تو خیر سے ایجاب و قبول کرانا کیسا ہے؟

(۴) نکاح خواں کو اجرت لینا اور دینا کیسا ہے؟

(۵) اگر اجرت نکاح اپنے مصرف میں نہ لائے بلکہ مسجد کے تیل اور چٹائی میں صرف کرے تو جائز ہے

یا نہیں؟

(۶) نوشہ کے سر پر گڑھی رکھنے کے واسطے اس کے پھوپھا یا بہنوئی کو بلاتے ہیں، جب تک یہ نہیں آتے
دوسرا گڑھی نہیں رکھ سکتا، جب یہ آتے ہیں تو بغیر دس پانچ روپے لیے نہیں رکھتے، جب کم ہوتا ہے تو لینے
پر انکار اور زیادتی پر اصرار کرتے ہیں، جب حسب مرضی پالیتے ہیں تو رکھ دیتے ہیں، اور بعض پھوپھا یا داماد قبل
لینے کے رکھ دیتے ہیں اُس کے بعد جو بلا لے لیا، اور بعض کچھ اصرار کر کے اور زیادہ لیتے ہیں آیا شرعاً یہ لینا دینا
کیسا ہے؟ اور اس کو ضروری حق سمجھنا اور اس پر اہتمام و اصرار کرنا کیسا ہے؟

(۷) شرعاً ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کتنی روز تک ہے؟

(الف) پہلے دعوت کرنا پھر بارات اور رخصتی کر کے دھن لانا یہ ولیمہ ہے یا نہیں؟

(ب) نابالغ کی رخصتی کے بعد چونکہ زفاف نہیں ہوتا تو بعد دھن لانے کے دعوت کرنا ولیمہ مسنون ہے

یا نہیں؟

(ج) اگر ولیمہ بارادہ سنت نہ کرے بلکہ خیال نام آوری و برادری سے سُرخ رُوئی مقصود ہو اور یہ کہتا رہے کہ چونکہ دس دفعہ بھائی لوگ کے یہاں کھا آئے ہیں لہذا برادری کو کھانا ضرور ہے چاہے ہمارے پاس ہو یا نہ ہو، یہ دعوت کیسی ہے؟ اور مستطیع غیر مستطیع دونوں کا حکم فرمائیے۔

الجواب

(۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی جن کا تلفظ کلام سمجھا جائے اور وہ الفاظ و معنی کا قصد کر سکیں اُن کا ایجاب و قبول خود ہو یا دوسرے کی تلقین سے صحیح ہے، پھر اگر اجازت ولی ہے نافذ بھی ہے ورنہ اجازت ولی پر موقوف جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کا جواب جواب سوال اول میں آگیا اور ان عقود میں جو کلام پہلے ہے وہ ایجاب ہے اگرچہ بلفظ قبول ہو اور جو بعد کو ہو وہ قبول، اور جب باذن ولی ہو تو ولی کا ویاں موجود ہونا ضرور نہیں، اور بلا اذن ہو تو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اور سنون طریقہ یہ ہے کہ اولیاء خود ایجاب و قبول کریں یا ان کی اجازت سے ان کے وکیل نابالغوں سے کہلوانے کی کوئی حاجت نہیں۔

(۳) کوئی حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جب جائز ہے تو مسجد میں دینا اور بہتر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) یہ ایک فحشرع رسم ہے، اسے ضروری سمجھنا ناجائز، اور اگر اصرار حدیث ناگواری تک ہو تو حرام، ورنہ آپس کے معاملات میں جن پر شرع سے منع وارد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) شب زفاف کی صبح کو اجاب کی دعوت کرنا ولیمہ ہے، رخصت سے پہلے جو دعوت کی جائے ولیمہ نہیں، یونہی بعد رخصت قبل زفاف اور ریا و ناموری کے قصد سے جو کچھ ہو حرام ہے، اور جہاں اسے قرض سمجھتے ہیں وہاں قرض اتارنے کی نیت میں حرج نہیں اگرچہ ابتداءً یہ نیت محمود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سلطان پورہ ہکراسٹیٹ مسئلہ مرتضیٰ خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آفس

۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قاضی ہے مگر وکالت کرتا ہے اُس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب

وکالت کا پیشہ جس طرح آج کل رائج ہے شرعاً حرام ہے، ایسے شخص کو قاضی کرنے کی اجازت نہیں واللہ اعلم

مسئلہ از سلطان پور (اودھ) محلہ پرتاب گنج مرسلہ حافظ عبد الحمید و عبد الغنی صاحبان ۴ رمضان المبارک ۱۳۳۸
 زید نے پسر بچہ سے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح موجودگی خود کیا اور ہندہ کسی بار اپنی سسرال بھی گئی پھر فصاحت کی وجہ
 سے رخصتی تین سال سے بند کر دی، ہندہ اپنے والد زید کی وجہ سے مجبور ہے، اب زید نے ایک دعویٰ فصیح نکاح کا
 اپنی لڑکی کے نام سے دائر کیا ہے کہ میرا نکاح نابالغی کی حالت میں ہوا، زید کا بیان ہے کہ لڑکی کا نکاح میری عدم موجودگی
 میں ہوا ہے کیونکہ میں شادی کا سامان مہیا کر کے کسی ضرورت سے ہفتہ عشرہ کے لیے کسی دوسرے شہر کو چلا گیا تھا
 بی بی نے میری بے اجازت نکاح کر دیا اس پر کچھری میں زید نیز اہل محلہ نے حلف اٹھایا حالانکہ دعویٰ اس بنا پر خارج
 ہو گیا کہ بچہ کے وکلاء نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ زید خود موجود تھا اور زید کی اجازت سے قاضی نے نکاح پڑھایا،
 لہذا زید و معین زید کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے جھوٹے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

الجواب

حدیث میں ہے: شاهد الزور لا تزول قدماء حتی یوجب اللہ لہ النار
 جھوٹا گواہ وہاں سے اپنے پاؤں ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے۔
 گواہوں کا تو یہ حال ہے، اور زید پر ان سب کے بار و پال ہے کہ وہی ان کو جھوٹی شہادت پر باعث ہوا۔
 پھر انہوں نے عورت کو شوہر سے جدا کرنا اور منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرانا چاہا یہ دوسرا کبیرہ ہے۔ غرض یہ سب لوگ
 فاسق ملعون ہیں ان کو امام بنانا گناہ، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئلہ سیدہ ایوب علی صاحب ساکن بریلی محلہ بہاری پور سکران
 جو شخص وہابیہ سے میل جول اور باہمی شادی بیاہ رکھتا ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ وہابی ہے اُس کے یہاں
 شادی بیاہ کر سکتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہابیہ سے اس کا میل جول ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے کہ وہابیہ کو گمراہ بددین نہیں جانتا تو خود گمراہ بددین ہے
 اور اُس کے ساتھ مناکحت ہو ہی نہیں سکتی، اور اگر ان کو گمراہ بددین جانتا اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول
 رکھتا ہے تو سخت فاسق بیباک ہے اُس کی مناکحت سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع میرکلی پور ڈاکخانہ لاہر پور ضلع سیٹا پور مستولہ محمد حسین صاحب طالعلم ۱۱ محرم ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شادی کا پیام دیا اور اس
 میں یہ اظہار کیا کہ لڑکا لہر پور کا ہے وہ لڑکا قصبہ ہرگام پور کا نکلا، مزید بریں نوشتہ کے تعین علم میں اختلاف رہا،
 لڑکی تو کہتی ہے کہ میرا نکاح عبدالرحمن بن کلکو کے ساتھ پڑھا گیا اور قاضی کا بھی یہی قول ہے مگر گواہ لعل محمد بن منوں
 بتلاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کلکو کا مدعی ہے اور وہ لڑکا جو نوشتہ بن کر آیا تھا وہ دراصل ہرگام کا تھا اور اس کا
 نام لعل محمد بن منوں تھا، اس صورت میں نکاح کس کے ساتھ ہوا اور اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

راجے یوں ہے کہ عورت یا اس کے ولی سے اذن لے کر دُلہا سے خطاب کرتے ہیں کہ فلاں کی فلاں لڑکی اتنے
 مہر پر تیرے نکاح میں دی، وہ کہتا ہے میں نے قبول کی۔ اس صورت میں جس سے خطاب کیا گیا اور اس نے قبول
 کیا اُسی کے ساتھ نکاح ہوا، کہیں کا رہنے والا ہو اور اس کا کچھ بھی نام ہو۔ پھر اگر بالغہ عورت یا نابالغہ کے
 ولی نے اُسی کے لیے اجازت دی تھی جب تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو ورنہ فضولی کا نکاح ہو عورت
 یا اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کیا جائے جائز ہو گیا، رد کیا جائے باطل ہو گیا، یہ تو نکاح ہونے نہ ہونے
 کا حکم ہے، رہا یہ کہ نکاح ہوا اور مرد نے دعویٰ کیا کہ میرے ساتھ اس کا نکاح ہوا اور اُس عورت کے وکیل اور گواہوں
 کے بیان میں اختلاف ہوا، کسی نے کسی کے ساتھ نکاح ہونا بیان کیا دوسرے نے کسی کے ساتھ، اگر دو گواہ شرعی
 عادل قابل قبول دعویٰ مدعی کے مطابق گواہی دے دیں گے دعویٰ ڈگری کر دیا جائے گا عورت و وکیل کچھ کہا کریں
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نو شہرہ تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خان مستولہ عبدالغفور صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ
 ایک شخص کہتا ہے کہ میری اپنی عورت کے ساتھ تن بخشی ہے، آیا شرعاً تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا
 نکاح؟ بینوا تو جروا

الجواب

تن بخشی پر قناعت صریح زنا ہے اگر اسے حلال جانے تو کافر،
 انما کان ذلک من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم، قال تعالیٰ خالصة لك من دون
 المؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے،
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ خالص آپ کے لیے ہے
 مؤمنین کے لیے نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرا مسئلہ
ایک شخص نے دعائے خیر جلسہ میں کہہ دی کہ میں نے لڑکی اپنی اس شخص مثلاً زید کو دی، بعدہ وہ یعنی باپ لڑکی کا مرگیا اس کے وارثان نے اُس لڑکی کا عقد نکاح دوسرے شخص کو کر دیا، آیا دعائے خیر جائز ہے یا وارثان کا نکاح جائز ہے؟

الجواب

دُعائے خیر سے اگر وعدہ سمجھا جاتا ہے تو وارثوں نے جو یہ نکاح کیا، جائز ہے۔ اور اگر اُسی وقت نکاح کر دینا مقصود ہوتا ہے اور زید نے اُسی جلسہ میں قبول کیا اور دو گواہوں نے معاً سنا اور نکاح ہونا سمجھا تو نکاح ہوگا

تھا، دوسرا نکاح باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹ از رآئمہ تحصیل گوہر خاں ضلع راولپنڈی داکٹر نہ جاتی مسئلہ تاج محمد صاحب ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کے بارے میں تین افراد شہادت دیتے ہیں کہ مدعی علیہ نے والد لڑکے کو بولا ہے کہ میں نے اپنی دختر نابالغہ فلاتی تمہارے غلام لڑکے کو دے دی ہے اس نے قبول لڑکے معلوم کیے کر میں نے ارادہ ناطہ کا کیا ہے نہ نکاح کا، اب یہ نکاح ہو گا یا خطبہ یا ناطہ؟
(۲) قرینہ نکاح کا خطبہ اور ذکر مہر کا سرود ہو ویں گے یا فہم شہود نکاح کا فقط کافی ہو گا یا نیت ولی دختر پر ہے؟

الجواب

(۱) خطبہ پڑھا جانا یا ذکر مہر ہونا کچھ شرط نکاح نہیں، وہ مجلس اگر عقد کے لیے تھی عقد ہو گیا اور اگر مجلس وعدہ تھی اور حاضرین نے اسے وعدہ ہی سمجھا تو وعدہ ہوا نکاح نہ ہوا،
فی الدار المختار ان المجلس للوعد فوعد
وللعقد فعقدہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
در مختار میں ہے کہ اگر یہ مجلس وعدہ (منگنی) کے لیے ہے منگنی ہے اور مجلس نکاح ہے تو نکاح ہو گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نکاح بالفاظ صریحہ میں نیت شرط نہیں، الفاظ ایجاب و قبول ہونا اور دوشاہدوں کا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے کافی ہے، ذکر مہر نہ ضرور نہ قرینہ اور خطبہ اگرچہ ضروری نہیں مگر قرینہ نکاح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پندی گھیب ڈاک خانہ خاص ضلع اٹک مسئلہ مولوی غلام محی الدین امام و مدرس

جامع مسجد ۲۰ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت عاقلہ بالغہ بعض غیر تعلقہ داروں یا کہ ان ذوی الارحاموں (جن کا ولایت نکاح میں کوئی حق نہیں) کے ورغلا نے بہکانے پر کچہری میں جا کر درخواست پیش کرے کہ میں جوان ہوں اور اپنے حسبِ منشا نکاح کرنا چاہتی ہوں اور میرے والی مثلاً باپ یا کہ بھائی یا دیگر عصبوں سے مجھے روکتے ہیں سرکار کو اطلاع دیتی ہوں کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جہاں طبیعت ہو نکاح کروں والیوں کی رکاوٹ مجھے نہ ہو۔ اور کچہری گورنمنٹ اسے اجازت دے دے اور وہ جہاں چاہے نکاح کرالوے، والی خوش ہوں یا ناراض۔ اگر اسی موقع پر ان ورغلا نے والوں اور ذوی الارحاموں کو کوئی مولوی لکھے میاں! یہ تمہارا نکاح اچھا نہ ہوگا باپ یا دیگر والی کو تم ضرور مجلس نکاح میں بلاؤ تو وہ کہیں کہ لڑکی عاقلہ بالغہ جوانہ خود مختار ہے کسی والی کا کوئی ایک ذرہ تک تعلق نہیں ہم ابھی کرتے ہیں پھر جس مولوی نے توڑا تو دیکھا جائے گا مولوی کیا کرے گا جب کچہری نے اجازت دے دی۔

الجواب

یہ حالت غالباً اس صورت میں ہوتی ہے کہ عورت جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے وہ غیر کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم کر اس سے اولیائے زن کے لیے باعثِ تنگ و عار ہو، ایسا نہ ہو تو اس درجہ بے حیائی کیوں اختیار کرے اور اس صورت میں نکاح باطل محض ہے، جب تک ولی پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت نہ دے۔ ورنہ مختار میں ہے،
(ویفتی) فی غیر الکفو (بعد مروجہ اصول) غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا
وہو المختار للفتویٰ لفساد الزمان! اور یہی فتویٰ کے لیے مختار ہے کیونکہ زمانہ میں فساد
برپا ہو چکا ہے (ت)

اولیاء پر لازم ہے کہ جب کفو پائیں تزویج میں جلدی کریں کہ ایسے وقائع سے تنگ و بے حیائی کا دروازہ نہ کھلے۔ حدیث میں ہے:

یا علی! لا تؤخر ثلثة الصلوة اذا حانت و اے علی (رضی اللہ عنہ)! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو
الجنائزہ اذا حضرت والايم اذا وجدت نماز میں جب وقت ہو جائے، جنازہ میں جب حاضر

لہا کفو!۔
ہو جائے، اور غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح میں جب

اس کا کفر مل جائے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۲ شیخ سلامت اللہ قصبہ تلہر محلہ عمر پور ضلع شاہجہان پور پارچہ فروش ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی کتنی عمر تک نکاح ناجائز ہوتا ہے اور کتنی عمر ہو
تو جائز ہوتا ہے؟

الجواب

نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں، اگر اُسی وقت کے پیدا ہوئے بچے کا نکاح اس کا ولی کر دے گا نکاح
ہو جائے گا، ہاں پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
اذ لا ولاية على الجنين لاحد كما في
غمر العيون۔ واللہ تعالیٰ اعلم
کیونکہ پیٹ میں بچے پر کسی کو ولایت نہیں، جیسا کہ
غمر العيون میں ہے (ت)

مسئلہ ۸۳ مسئلہ عبدالعزیز صاحب از شہر محلہ کشکوئیاں ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکیاں تو ام اس صورت سے پیدا ہوئیں کہ دونوں کے
گوٹھوں کی ہڈیاں جڑی ہوئی تھیں اگر وہ بڑی کاٹ دی جاتی تو ان کے جانے کا خوف تھا، اب دونوں جوان
ہوئیں ان کی شادی کس طرح کی جاسکتی ہے؟ بینا تو جروا۔

الجواب

جھوٹ اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہوتی ہے، کیا سائل ان
لڑکیوں کو پیش کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۴ از موضع دیورنیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون نکاح خوانی جائز ہے یا نہیں، واجد علی خاں
کی لڑکی نام اس کا تم کو معلوم ہے، بالعرض مہر مہر مہر مبلغ دو سو روپیہ سکھ انگریزی کے بوکالت فلاں اور بیشہاد
فلاں فلاں علاوہ نان نفقہ کے بیچ عقد نکاح تمہارے کے دی گئی تم کو قبول ہے؟ قبول کیا میں نے۔

الجواب

جائز ہے، جبکہ واجد علی خاں معروف ہو یعنی حاضرین سے ڈوگراہ پہچانیں کہ فلاں شخص ہے ورنہ اس کے

۱۳۳/۷ دار صادر بیروت باب اعتبار الکفارة
۶۰۴/۲ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۱۳۳۳/۷

باپ دادا کا بھی نام لیا جائے، اور بکالت فلاں و شہادت فلاں اور علاوہ نان و نفقہ کے کہنا ایک زائد بات ہے جس کی حاجت نہیں، اور ”دی گئی“ کی جگہ ”دی میں نے“ کہے، اور وہ کہے جو نابالغہ کا ولی یا ولی کا وکیل یا بالغہ کا وکیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ جناب مولوی انوار الحق صاحب تحصیل چوئیاں ضلع لاہور بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) ہندہ کے باپ کے چچا کا بیٹا جو ہندہ مذکور کا ولی تھا وہ چوئیاں میں رہتا تھا اور اس کی والدہ نے اس مقام سے سات کوس کے فاصلہ پر ولی مذکور کی عدم موجودگی میں ہندہ کا نکاح پڑھا دیا اب جب ولی مذکور نے اپنی ناراضگی ظاہر کی تو نکاح والدہ کی اجازت سے جو ہوا تھا وہ کس واسطے باطل ٹھہرا، حالانکہ درمختار کی اختیار کردہ عبارت کے بعد لکھا تھا کہ :

واختار فی الملتقى ما لم ينظر الكفو المخاطب
جوابہ واعتمد الباقی ونقل ابن الکمال
ان الفتوى عليه۔
ولی ابعد کا نکاح جائز ہو گا جب کفو والا رشتہ،
ولی اقرب کے جواب کا انتظار نہ کیے یہ صاحب مکتب کا مختار ہے اس پر
باقی نے اعتماد کیا ہے، ابن الکمال نے نقل کیا کہ

فتویٰ اسی پر ہے (ت)

اور صاحب بزاز نے اسی قول کو اقرب الی الفقہ کہا ہے اور رد المحتار میں ذخیرہ سے ہے کہ :
هو الاصح وفي البحر عن المجتبى والمبسوط
انه الاصح وفي النهاية واختار اكثر المشائخ
وصححه ابن الفضل انتهى۔
یہی اصح ہے اور بحر میں مجتبائی اور مبسوط سے منقول
ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور نہایت میں ہے کہ اکثر
مشائخ نے اس کو اپنایا ہے اور ابن الفضل نے اس
کی تصحیح کی ہے۔ انتہی (ت)

آئی عبارتوں سے جب معلوم ہوتا ہے کہ ولی عصبہ اقرب کی غیبت میں ولی بعید کو نکاح پڑھانے کا اختیار ہے تو والدہ کا نکاح کیا ہو ا کس واسطے باطل کیا گیا فقط۔

(۲) مجلس خطبہ میں ناکح نے رو برو گواہان کے ہندہ کے باپ عمرو کو کہا کہ تو نے اپنی لڑکی بکر کے لڑکے

زید کو دی اس نے کہا "دی" پھر جو کو کہا کہ تُو نے عمر کو لڑکی ہندہ اپنے لڑکے زید کے واسطے قبول کی، اس نے کہا "قبول کی" یا حضرت اس ایجاب اور قبول سے ہندہ کا نکاح ہو یا کہ نکاح کا وعدہ ہوا؟

الجواب

(۱) فی الواقع اقوال اس میں مختلف ہیں اور یہ بھی مختلف ہیں اور اصح ایضاً یہی ہے جو درمختار میں ہے مگر درمختار کا یہ مطلب نہیں کہ سات کو کس کے فاصلہ پر مالہ منتظر الکفو الخاطب صادق آجائے تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا ادراک اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکھنا عظم تفقہ ہے، اسی درمختار میں ہے:

من لم یکن عالماً اهل زمانہ نہ فہو جاہل! جو اپنے زمانہ والوں کے حالات نہیں جانتا وہ جاہل ہے (ت) ہمارے بلاد میں نکاح ابکار کی حالت معلوم ہے مہینوں پیام سلام بہتے ہیں اگر بیٹی والوں کی مرضی بھی ہو تو جلد قبول کر دینے کو عیب جانتے ہیں یہ ان کے یہاں مثل دائر و سائر ہے کہ بیٹی کا معاملہ کچھ بازار کا سودا نہیں ابھی جو تیاں ٹوٹیں نہ چادریں پھٹیں ابھی سے اقبال کر دیا جائے اور ایسا تو کوئی بھی کفو خاٹب نہیں کرولی اقرب سات کو کس پر بیٹھا ہے اور وہ اس سے اجازت لینے تک کا انتظار نہ کرے ہاں یہ وہی کرے گا جسے معلوم ہوگا کہ ولی اقرب اس پر بیٹھا ہے گا ایسی تعجل معتبرہ کہ فیہ دلالت قرعہ کا ابطال اور حکم شرع کا نقص ہے بلکہ عند الانصاف یہ روایت مفتی بہا تو روایت مسافت قصر سے بھی تنگ تر ہے ریل نے مسافت قصر کو گھنے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کر دیا، کون سا خاٹب ہے کہ اتنی دیر کا انتظار نہ کرے گا و بقیۃ التفصیل فی فتاویٰ الفقیر (باقی تفصیل اس فقیر کے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر وہ مجلس وعدہ کی تھی اور وعدہ ہی مفہوم ہوا تو وعدہ ہی ہوا نہ کہ نکاح، ورنہ نکاح۔ قال ہل اعطیتنیہا قال نعم ان المجلس للوعد فوعد وان للعقد فمعد درمختار وغیرہ۔ یہ بات مجلس وعدہ میں وعدہ اور مجلس نکاح میں نکاح ہوگی، درمختار وغیرہ (ت)

اس کی بنا وہاں کے رواج و متفہم عرف پر ہے کہا اشرنا الیہ (جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ لال محمد خیا ط از پھچھوند ضلع آنا وہ بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا پھر اُسی مرد نے اُسی عورت کے ساتھ بحالت عمل نکاح کیا، بعد نکاح اس کے ساتھ مباشرت کی، اس صورت میں نکاح رہا یا نہیں؟ بتینوا تو جہدوا۔

الجواب

اگر وہ عورت بے شوہر تھی یا شوہر مر گیا یا طلاق دے دی تھی اور یہ عمل شوہر کا شرعاً نہیں قرار پاسکتا تھا یعنی اس کی موت اور طلاق سے دوسرے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، پھر اگر وہ حمل اسی زانی کا تھا تو اسے بعد نکاح پاس جانا بھی جائز تھا، اور دوسرے کا تھا تو نہیں، بہر حال اس مباشرت سے نکاح میں کمی خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ضلع چھپرہ سارن ڈاک خانہ حدائق باغ بازار موضع چکدارہ مسئلہ شاہ حبیب احمد صاحب

بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے خالد کو مع دو شاہد کے وکیل معین چند اشخاص کے مقابلہ اجازت دی کہ میری ملاکی جو فلاں نام کی ہے اس کا نکاح ولید سے دس ہزار روپیہ اور دو دینار سرخ پر کر دو، اب وکیل معین وقت ایجاب بجائے دس ہزار روپیہ کے دس ہزار درہم کا الفاظ زبان پر لایا۔ شاہد نے روکا کہ درہم چھوڑو روپیہ کہو، وکیل معین نے یہ کہا کہ درہم روپے کو کہتے ہیں اور دینار اشرفی، یہاں پر درہم و دینار دونوں جمع ہے، لہذا اہل زبان کے نزدیک مستعمل روپیہ و اشرفی ہے۔ اس پر شاہدان و اہل مجلس تمام ساکت رہے اور وکیل معین نے بایں الفاظ ایجاب و قبول کرایا کہ بنت فلاں بعوض مہر دس ہزار درہم سگہ رائج الوقت اور دو دینار سرخ تمھاری زوجیت میں دیا تم نے قبول کیا، تین مرتبہ ایجاب و قبول کرا کے زبان سے کہہ دیا کہ تم کو کمی بیشی کرنے کی مجاز حق نہیں ہے، درہم سے دس ہزار روپیہ میری مراد ہے اور سگہ کی دوسری قید ہے جو اس وقت کا روپیہ ہے جو رائج ہے، اگر اس کے خلاف وکیل معین کرے گا تو اس کے نزدیک نکاح باطل ہوگا۔ اب فریق ثانی دوسرے روز معہ نوشتہ و ہم جلس اس کے و فریق اول میں یہ قعہ ہے کہ کتاب دیکھی جاتی ہے کہ لغت میں درہم کے معنی پیسہ ہے لہذا دو سو روپیہ سے بھی کم نکاح ہوا، اور کوئی جملہ فریقین یہ کہتا ہے کہ نکاح باطل ہوا۔ بیان فرمائیے اجر و ثواب پائیے، فقط۔

الجواب

نکاح صحیح ہو گیا اور دس ہزار روپیہ اور دو دینار مہر ہوا۔ درہم پیسہ کو نہیں کہتے روپیہ ہی کو کہتے ہیں ہاں

اگر اسے مطلق رکھتا تو درم شرعی کا احتمال ہوتا جس کا وزن تین ماشے ایک رقی $\frac{1}{3}$ رقی کا ہے اب کہ اس نے سکہ رائج الوقت کہہ دیا احتمال قطع ہو گیا اور یقیناً یہی روپیہ مراد رہا جو سوا گیارہ ماشہ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۹ از مقام سیلپی علاقہ راجہ ضلع بریلی تحصیل آنولہ تھانہ سرولی روز چہار شنبہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

مسئلہ نئے خاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص کسی عورت خواہ باہر کی پھرنے والی یا طوائف سے نکاح کر لے تو وہ جائز یا ناجائز ہے اور بعد نکاح کے بے پردہ عورت باہر جاوے تو نکاح رہا یا نہیں؟ یا اس فعل پر اس کو طلاق دے دے اور مہر ادا کرے تو پھر کوئی حق اس کا ذمہ زوج کے رہا یا نہیں؟ اور نکاح میں ایجاب و قبول باہم کر لے اور گواہ وکیل نہ ہو تو نکاح جائز یا ناجائز ہے؟ اگر بعد نکاح کے اس عورت کا فعل ناجائز عرصہ ایک یا دو یوم کے معلوم ہو تو زوج اس کو طلاق دے دے اور مہر ادا کرے تو طلاق ہو جاوے گی یا نہیں؟ اور بروقت نکاح تعدد مہر کم از کم کتنی ہونی چاہیے؟

الجواب

نکاح زن بے پردہ و بازاری سے بھی جائز ہے اور عورت کے بے پردہ نکلنے سے نکاح نہیں جاتا اور بعد طلاق مہر وینا لازم ہوتا ہے اور عدت تک کا نفقہ، پھر عورت کا کوئی حق مرد پر نہیں رہتا۔ نکاح میں وکیل کی ضرورت نہیں، نہ ایسے دو شخصوں کی ضرورت ہے جن کو گواہ سے نامزد کیا جائے، ہاں یہ ضرور ہے کہ دو مرد عاقل بالغ یا ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ (اور مسلمان عورت کے نکاح میں ان دونوں تینوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے) معاً ایجاب و قبول شنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، وہی لوگ شرعاً گواہ ہیں اگرچہ وہ لوگ گواہی کے لیے نامزد نہ کیے جائیں، بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاق اُسی دن دیں، خواہ جب دیں واقع ہو جائے گی۔ مہر کم از کم دس درم بھر چاندی ہے یعنی دو تو لے ساڑھے سات ماشے بھر، یا یہاں کے روپے سے دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۰ مسئلہ مولوی محمد سمیع صاحب محمود آبادی امام رسالہ پلٹن بریلی چھاؤنی، ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

- ۱) ماہ محرم الحرام و صفر المظفر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟
- ۲) زید کی لڑکی (لے پالک) ربیبہ کا نکاح زید کے گے بھائی بکر سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

- ۱) نکاح کسی مہینے میں منع نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم
- ۲) جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲ بروز شنبہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

ایک عورت کا مرد فوت ہو گیا ہے مگر اس کی عدت پوری نہیں ہوتی اس کا نکاح پڑھنا جائز ہے؟ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت کے اندر نکاح پڑھا دے تو وہ نکاح ہو گیا یا نہیں؟ اور اس نکاح پڑھانے والے کے نکاح میں کچھ فساد ہو گیا یا نہیں، یا اس نکاح پڑھانے والے پیش امام کے لیے کچھ کفارہ آتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ صورت دیگر یعنی پیش امام نے ایک عورت کا نکاح عدت کے اندر پڑھا دیا اور پھر دوسرے روز اس نے دو مسلمان کے روبرو اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی خدا کے لیے معاف کرو۔ انہوں نے اس کو کہا کہ پیش امام صاحب! آپ کا خود نکاح باطل ہو گیا ہے، تو اس نے کہا کہ اچھا میں نکاح دوبارہ چوری سے پڑھاؤں گا مگر برائے خدا مجھ کو اب معاف کرو آئندہ کو ایسا نہ کروں گا۔ مگر پھر اس کو کسی دوسرے مولوی صاحب نے کہہ دیا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا۔ تو اس کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ تو ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس کو ایسا جھوٹ کہنا سکھلایا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی، تو اس سکھانے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ اس مجلس نکاح میں حاضر تھے ان کا نکاح درست ہے یا کچھ خلل ہوا؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کو کچھ کفارہ دینا چاہیے یا نہیں؟

اجواب

عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا، اور اگر عدت میں نکاح کو حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ بہر حال اس کو امام بنانا جائز نہیں جب تک توبہ نہ کرے یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے، جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پس از عدت ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں، او جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گنہگار ہوا، اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا، اور جس شخص نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی وہ سخت گنہگار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۳ مستولہ نور احمد ٹھیکہ دار از مقام سیلی بھیت چند دی لکھنؤ پار روز شنبہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کر لیا، ابھی عدت گزری نہیں ہے، آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور حرام کا مرتکب ہوا، اب ہم برادری والے اس پر جرم مانہ ڈالنا چاہتے ہیں، شریعت اس میں کیا حکم لگاتی ہے اور ہم لوگ کون سی اس کو سزا دیں، جو حکم شریعت کرے اس کو ہم سزا دیں

آیا اس کو برادری سے علیحدہ کر دیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلوادیں، اس کا حکم حضور جلد روانہ فرما دیجئے کیونکہ یہاں پر جگہ اڑا ہوا ہے فقط۔

الجواب

وہ نکاح نہیں ہوا، حرام محض ہوا، اُن مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جد ہو جائیں، نہ ہوں تو برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں۔ اُن سے بول چال، میل جول، نشست و برخاست سب یک لخت ترک کر دیں، اس کے سوا یہاں کیا سزا ہو سکتی ہے، اور جبراً کھانا ڈالنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۴ مسئلہ عبداللطیف خاں دکندار سلی جیت محلہ دوری لال بروز یکشنبہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ جس کا ایک لڑکا تھا اس نے اپنا نکاح زید سے کیا اور جو لڑکا عورت بیوہ یعنی اب زوجہ زید اپنے ہمراہی لے کر آئی تھی اس کا نام بکر ہے، زوجہ زید فوت ہو گئی اور کوئی اولاد زید سے نہیں ہوئی اور نہ کوئی اولاد زید کی تھی، بکر مذکور نے اپنا نکاح کسی عورت کے ساتھ کیا، جب بکر سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بکر نے اپنی زوجہ کو نکال دیا اور طلاق دے دی، بعد انقضائے مدت عدت کے زید نے اُس کے ساتھ نکاح کیا، آیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے، وہ اس کی بہو نہیں، کہ بکر اس کا بیٹا نہیں۔ اس کی زوجہ کا بیٹا ہے۔

قال تعالیٰ وحلائل ابناکم الذین من اصلابکم
وقال تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی بننے والیوں سے (نکاح) حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان مذکورہ محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

بتاریخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

مسئلہ ۹۵ از شاہجہاں پور بروز شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما توکم فی ہذہ الصورۃ ایہا العلماء الکرام، اول ہندہ کی نسبت اس کی رضا و رغبت سے زید کے ساتھ ہوتی پھر ہندہ کی والدہ نے اس کا نکاح بکر کے ساتھ ہندہ کو اطلاع دے بغیر کر دیا، اور ہندہ سے یہ کہہ دیا کہ اگر تجھ سے کوئی نکاح کے متعلق دریافت کرے تو یہ کہہ دینا میری ماں کو اختیار ہے۔ جب ہندہ کو اپنے

نکاح کی اطلاع ہوتی جو بچہ کے ساتھ کیا گیا تھا تو اس نے اس کو قبول نہیں کیا اور اپنی رضامندی سے اپنا نکاح زید کے ساتھ پڑھوایا (اور اس لڑکی کے، سوائے ماں اور بہنوں کے اور کوئی نہ تھا، اور عمر لڑکی کی سترہ سال کی تھی) یعنی بالغ تھی، سوال یہ ہے ان صورتوں میں ہندہ کا نکاح بچہ کے ساتھ صحیح ہوا یا زید کے ساتھ؟ فقط

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ ہندہ وقت نکاح بچہ بالغہ تھی اور ماں نے بے اس کی اجازت کے اس کا نکاح کیا، جس کی خبر پا کر اس نے قبول نہ کیا اور اپنا نکاح زید سے کر لیا تو نکاح بچہ باطل ہو گیا، اور اگر ہندہ کے کوئی مرد واداد پر دادا کی اولاد کا کہ ولی نکاح ہو سکے، نہیں، یا زید جس سے ہندہ بالغہ نے رضائے خود نکاح کر لیا ہندہ کا کفو ہے یعنی مذہب، نسب، چال چلن، پیشے وغیرہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ ہندہ کا اس سے نکاح ولی ہندہ کے لیے باعث ننگ و عار ہو یا اگر وہ کفو نہیں تو ولی نے پیش از نکاح اسے ایسا جان کر اس سے نکاح ہندہ کی صریح اجازت دے دی تو ان صورتوں میں زید کا ہندہ سے نکاح صحیح اور لازم ہو گیا، اور اگر زید مذکور کفو نہیں اور ہندہ کے ولی نے پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر صریح اجازت نہ دی تو ہندہ کا نکاح زید سے بھی باطل محض ہوا والمسائل کلہا منصوص علیہا فی الدرر وغیرہ من الاسفاد والغیر (یہ تمام مسائل دروغہ کتب میں صراحتہ مذکور ہیں) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاک خانہ سنہ ۱۲۳۴ھ محلہ مٹھوا ضلع ہردوئی مرسلہ محمد عبدالوکیل صاحب بروز شنبہ

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ احد الفریقین سنی المذہب ہے، اور دوسرا فریق شیعہ امامیہ طریقہ رکھتا ہے، کیا ان دو اشخاص کے باہم عقد مناکحت شرعاً جائز ہے؟ اور یہ کہ ان سے پیدا شدہ اولاد ثابت النسب ہے یا نہیں؟

الجواب

نکاح اصلاً نہ ہوگا والمسألة فی الہندیۃ وغیرہا وقد فصلناہا غیر مرۃ فی فتاوانا (یہ مسئلہ ہندیہ وغیرہ میں ہے ہم نے کئی بار اسے اپنے فتاویٰ میں فصل بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از گونا ریاست گوالیار مقصود علی گڑ اور بروز شنبہ بتاریخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

بمختصر واقفان طریقت و عالمان نکات شریعت، پیشوائے دین احمدی درہمائے احکامات محمدی مدظلہ بعد آداب نیاز دست بستہ گزارش ہے کہ میں عقد تزویج سلطان احمد خاں میں عرصہ ایک سال کا ہوا آئی اس کا بھائی سلیمان خاں، ماہ تک میرے والدین کے پاس رہا، اس کی بد چلتی و ادب باشی سے میرے والدین نے اس سے

کہا کہ چلن اپنا سنبھالو، کاش میں ایسا چلن تمہارا خیال کرتا اپنی عورت کو تمہارے سامنے آنے کی اجازت نہ دیتا، اس نے کہا میں ابھی جاؤں، والد نے کہا جاؤ سلام، وہ چلا گیا۔ میری والدہ کو والد نے یہ حکم دیا کہ آج سے تم جس وقت اس کا منہ دیکھو گی نکاح سے خارج سمجھنا، میرا شوہر اس کو لایا، میری والدہ نے پردہ کیا، میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کو تمہارے والدین نے علیحدہ کیا میں آج سے تم کو علیحدہ کرتا ہوں، تمہارا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں۔ میں روتی ہوئی اندر آئی وہ چلے گئے صبح کو کریم خاں کو شوہر کے پاس بھیجا، بلایا تو کہا میں چھوڑ چکا اب کیا واسطہ، اب اگر کعبہ بھی اس طرف ہو تو سر نہ جھکاؤں گا۔ گواہوں کے روبرو کہہ دیا۔ اس دن سے قریب چھ ماہ کے منقضی ہوئے بالکل میں متروکہ پڑی رہی، اب اس کی ہمشیر نے آکر اول یہ تجویز کیا کسی صورت سے گھر میں لائے، پھر کہا طلاق کا قصور ہو گیا ہے اس کی تجویز اچھی طرح کر لیں گے کہ ہم اپنے دوسرے بھائی سے نکاح کر آکر طلاق دلا کر پھر تیسرا نکاح پڑھالیں گے، کسی کو کچھ معلوم نہ ہوگا، یہ میں نے منظور نہیں کیا اور نوٹس زرمہر کا دیا، تو اب دعویٰ رخصت کا کرتا ہے، لہذا دست بستہ ملتجی ہوں کہ میرا عقد سلطان احمد خاں سے قائم رہا یا ساقط ہوا، زرمہر مہر محل کی میں حقدار ہوں یا نہیں؟ ایام عدت میرے ختم ہو چکے یا باقی ہیں؟ میں شوہر سابقہ سے اب تعلق ازدواج سابقہ کا رکھوں تو جائز ہے یا نہیں؟ عند اللہ جواب با صواب آگا ہی بخشتی جائے کہ جس سے دین محمدی کے احکام میں کوئی قصور اس عاصیہ سے نہ سرزد ہو، اس کا اجر حضور کو اللہ تعالیٰ دے گا، یہ ریاست ہندوستانی ہے کوئی اس قدر ریاست نہیں رکھا جو شرعاً حکم دے ولیسراج کا برتاؤ ہے۔

الجواب

بیان مذکور اگر واقعی ہے تو عورت پر بائن طلاق ہو گئی اور نکاح سے نکل گئی اور تین طلاقیں نہ ہوتیں کہ حلالہ کی حاجت ہو جس کے واسطے سلیمان خاں سے نکاح ہو کر طلاق لی جائے، زن و شوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں ایک جاتی ہو چکی ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا اور عورت پر روز طلاق سے تین حیض کی عدت لازم ہوئی، تین حیض اگر شروع ہو کر ختم ہو گئے تو عدت سے نکل گئی ورنہ ابھی نہیں، اور اگر ابھی صرف نکاح ہوا ہے اور ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہ ہوئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا اور نصف واجب الادا، اور عدت اصلاً نہیں۔ اس طلاق کے بعد عورت اگر چاہے تو سلطان احمد خاں سے دوبارہ نکاح ہو سکتا تھا مگر وہ کلمہ جو اس نے کہا کہ اگر ادھر کعبہ بھی ہو تو سر نہ جھکاؤں گا، اسے علماء نے کلمہ کفر لکھا ہے، لہذا اگر وہ اب توبہ کرے اور تجدید اسلام، تو اس کا اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۰ از جناب عثمان ایوب حاجی آدم جی حاجی یعقوب صاحبان ضلع بلاسپور سی پی ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ
ما توکم ایہا العلماء الخنفیون رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ اگر زنیہ ایک جماعت کثیرہ کے روبرو

بجائے اس کی دختر کو مانگا اور کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے واسطے مانگنے والا آیا ہوں اور بچہ بچہ بھی سمیع و طاعت قبول کر لیا اور کپڑے و زیورات زید نے حاضر کیے اور بعد قبول و تقسیم شیرینی وغیرہ کے دختر کا بھیجنا بھیجنا بھی خطیب کے یہاں برابر ہوتا رہا، درمیان میں کسی قدر شکر ربی کے باعث بچہ دختر موصوفہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے پر آمادہ ہے پس سائل سوال کرتا ہے کہ صورت مذکورۃ الصدربیں القار نکاح ہوا کہ نہیں، کیا صورت بالا میں بکرہ دختر موصوفہ کو کسی دوسرے کے نکاح میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا باللیل و توہروا بالاجر الجہیل۔

الجواب

جبکہ وہ جلسہ منگنی کا تھا نہ کہ نکاح کا، تو صرف اتنے الفاظ سے کہ سوال میں مذکور ہوئے نکاح منعقد نہ ہوا، اُسے دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۹ از نظام علی خاں ولد امام علی خاں پرگنہ سہسوان ضلع بدایوں بھوانی پور خور ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

ایک شخص ہمارے یہاں بھوانی پور خور میں پیش امام تھا اس کی بیوی انتقال کر گئی اور اس کی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے جو کہ اس کی سوتیلی ساس تھی یعنی اس کی بیوی کی سگی ماں نہ تھی، اب اس کی بابت ہم کو فتویٰ کی ضرورت ہے حضور کو تکلیف دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو خوب صحیح طور سے ہم کو آگاہ کجئے گا نکاح درست ہے کہ نادرست ہے؟ وہ کون آیت کلام پاک میں ہے کہ جس سے ناجائز ہے اور وہ کون آیت ہے کہ جس سے جائز ہے اور کون کون پارہ میں ہیں اور کون کون رکوع میں ہیں؟

الجواب

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے کہ سوتیلی ماں ماں نہیں ہوتی۔

قال اللہ تعالیٰ ان امہتہم الا الخن ولدہم وقال تعالیٰ و احلکم ما وراہ ذلکم علیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان کے ماسوا تمہارے لیے حلال قرار دی گئی ہیں (د) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ منشی محمد حسین صاحب جے پوری از شاہجہان پور ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ
بتوسط کنور جگندر پال سنگھ بی اے، ایل ایل بی، ڈپٹی کلکٹر
کیا فرماتے ہیں اس میں کہ زید کی نانی دو بہنیں ہیں، اصلی نانی کی لڑکی تو زید کی اصلی خالہ ہوتی اُس سے
تو نکاح جوہی نہیں سکتا۔ لیکن نانی کی دوسری بہن کی لڑکی سے جو زید کی رشتہ میں خالہ ہے زید کا نکاح ہو سکتا
ہے یا نہیں؟

الجواب

ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، قال تعالیٰ و احل لکم ما وراء ذلکم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
(ان کے ماسوا تمھارے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از گیا فرحت باغ کوٹھی ایسری پر شاد سنگھ تیس گیا
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنے حقیقی سارھو (سانڈھو) کی
لڑکی سے عقد و مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سارھو (سانڈھو) کی لڑکی اگر سالی کے بطن سے نہیں تو اس سے نکاح مطلقاً جائز ہے جبکہ کوئی
مانع شرعی نہ ہو، اور اگر سالی سے ہے یعنی اپنی زوجہ کی بھانجی، تو جب تک زوجہ اس کے نکاح میں ہے اس کی
بھانجی سے نکاح حرام ہے، یا عورت کو طلاق دے دے اور عدت گزار جائے یا عورت مر جائے اس کی بھانجی
سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۰۲ مسئلہ مولوی عزیز الحسن صاحب قادری رضوی برکاتی پھونڈ ضلع اناوہ بتاریخ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے جماع بین الاختین کیا، اور
اولادیں دونوں سے ہیں، پس از روئے شرع اقدس یہ اولادیں اور بیویاں جائز قرار پائیں گی یا نہیں؟ اور
پانے ترکہ زید کی مستحق ہوں گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا دونوں حرام، اور اگر آگے پیچھے کیا تو پہلی کا نکاح بے غلطی دوسری کا

حرام، پھر جب دوسری سے قربت کی پہلی سے قربت بھی حرام ہوگئی، جب تک اسے جدا کر کے عدت نہ گزر جائے، اولادیں ہر حال ولد الحرام ہیں جیسے وہ نطفہ جو حالت حیض میں ٹھہرا مگر ولد الزنا نہیں۔ زید کا ترکہ ان سب اولاد کو ملے گا۔ ہاں دونوں سے ممانعت کیا تو دونوں زوجہ ورنہ کچھ ترکہ نہ پائے گی، یہ سب اس صورت میں ہے کہ دونوں سے نکاح کیا ہو، اور اگر زوجہ نکاح میں ہے اور سالی سے زنا کیا تو زوجہ سے قربت بھی حرام نہ ہوگی نہ اس کی اولاد ولد الحرام ہوگی، سالی سے جو بچے ہوں گے ولد الزنا ہوں گے اور زید کا ترکہ نہ پائیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳: مسئلہ میاں محمد غوث صاحب ضلع انک ڈاکھانہ خود بتاریخ ۵ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ۔

لا تنكح المرأة علی عمتها والمرأة علی خالتها نسائی وغیرہ میں ہے پھر بھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت) جواب: صریحاً نص سے پایا جاتا ہے احل لکم ما وراء ذالکم الآیہ (ان مذکورہ محرمات کے مٹوا حلال ہیں۔ ت) تو حل ثابت ہوگئی، اور حدیث میں کلامی لاینسوخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسوخ کلامی (میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ ت) تو تطبیق کی کچھ حاجت نہ رہی، جب ناسخ ٹھہری تو رجعت آجائی بل پر حکم پایا گیا۔

اجواب

لا تنكح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها۔ پھر بھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت) حدیث صحیح مشہور ہے، مع ہذا وہ مخالف قرآن نہیں بلکہ آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین (حرام ہے

عہ یعنی اگر ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے مگر سب اولاد بعد جمع ہوئی ہو ورنہ وہ اولاد جو دوسری کے نکاح اور قربت سے پہلے ہوئی ولد الحرام نہیں ۱۲ مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

۶۶۶/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب لا تنكح المرأة علی عمتها	صحیح بخاری
۶۰۲/۲	دار الفکر بیروت	ترجمہ جبرون بن واقد الخ	۲۴/۴ القرآن
۴۵۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تحريم الجمع بين المرأة	۲۴/۴ القرآن

کر دو بہنوں کو نکاح میں نہیں کر سکتے۔ (ت) کی تفسیر ہے کہ اختیاط سے ہر علاقہ محرمیت مراد ہے علاوہ بری کریمہ
واحلکم ما وراء ذلکم (ان کے سوا حلال ہیں۔ ت) عام مخصوص منہ البعض ہے قال اللہ تعالیٰ:
ولا تنکحوا المشرک حتی یؤمن ولامنة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم
لائیں اور مومن لونڈی، مشرک سے بہتر ہے اگرچہ
مشرک تھیں پسند ہو (ت)

حدیث کلامی لا ینسخ کلام اللہ (میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا۔ ت) محض بے اصل
ہے، خود صحاح احادیث کثیرہ میں ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی
پیٹ بھرا بے فکر اپنی مسند پر بٹکیے لگاتے یہ کہ ہم نہیں جانتے جو قرآن میں حلال پائیں گے اسے حلال کہیں گے
اور جو قرآن میں حرام پائیں گے اسے حرام کہیں گے، الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو میں
قرآن دیا گیا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل، اور الا وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ
سُنو بیشک جسے رسول اللہ نے حرام کیا وہ ایسا ہی حرام ہے جسے اللہ نے حرام کیا۔
خود رب العزت تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم میں کافروں کی حالت بیان فرماتا ہے،
ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ کا حرام نہیں جانتے اُن چیزوں کو جنہیں اللہ اور
اس کے رسول نے حرام کیا۔

اور مسلمانوں سے فرماتا ہے:
ما ائیکم الہول فخذوہ وما نہنکم عنہ
فانتہوا
واللہ تعالیٰ اعلم

۶۰۲/۲	دار الفکر بیروت	۲۲/۴	۱۵ القرآن
۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۲۲۱/۲	۱۶ القرآن
۲۴۶/۲	آفتاب عالم پریس لاہور		۱۷ الکامل فی صفات الرجال ترجمہ جبرون بن واقد
۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی		۱۸ سنن ابن ماجہ باب اتباع سنتہ رسول اللہ
			۱۹ سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنۃ
			۲۰ سنن ابن ماجہ باب اتباع سنتہ رسول اللہ
			۲۱ القرآن ۲۹/۹
			۲۲ القرآن ۵۹/۷

مسئلہ ۱۴ مرسلہ عنایت اللہ خاں صاحب موضع سسونہ ضلع رام پور ۹ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغ کے والدین نے اپنی برادری
 میں ایک لڑکے نابالغ سے نسبت یعنی منگنی کر دی کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کا باپ فوت ہو گیا اس کی ماں نے بوجہ تنگی معاش
 بلا نکاح اُس لڑکے نابالغ کے باپ کو بلا کر رخصت کر دیا جس کے ساتھ نسبت ہو چکی ہے، اس نے اپنے مکان پر لے جا کر
 نکاح اپنے پسرنابالغ کے ساتھ پڑھوایا، اب کچھ عرصہ کے بعد اُس کی ماں لڑکی کو رخصت کرالائی اور دوسری جگہ نکاح کر لیا
 جس کو اب پانچ یا چھ سال ہو چکے ہیں، اب وہ شخص جس سے پہلے نکاح ہوا تھا دعویٰ دے رہے کہ میرے ساتھ رخصت
 کرائی جاوے میری منکوحہ ہے۔ ماں لڑکی کی پہلے نکاح سے انکار کرتی ہے اور لڑکی بھی پہلے نکاح سے بے خبری بیان
 کرتی ہے، رخصت کرنے کا اور اس کی منگنی کا ماں اقرار کرتی ہے جس سے اس وقت اجازت نکاح قرینہ سے پائی جاتی
 ہے گوکہ اب انکار کرتی ہے، لہذا ایسی صورت میں بموجب شرع شریف جو حکم صادر ہو فرمائیے کہ نکاح اول کا صحیح رہا یا
 دوسرے کا؟ کیونکہ موجودگی ولی صرف رخصت کر دینا اجازت نکاح ولی کی جانب سے کسی فضولی کو نکاح کرنے کے لیے
 کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ وہ نکاح یعنی نابالغی میں ہوا تھا اور دوسرا نکاح بالغ ہونے پر، اس پر عورت بھی راضی ہے۔

الجواب

جس نابالغ کا کوئی عصبہ ہو یعنی اُس کے والد اور والدہ کی اولاد کا قریبی تر مرد ہو وہ اس کے نکاح کا ولی ہے اُس
 کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں وہ نکاح کہ لڑکے کے باپ نے پڑھوایا اجازت ولی پر موقوف تھا، عصبہ ہو تو وہ ورنہ ماں
 اگر ولی کی اجازت ہو گئی تھی اور لڑکا اس کا کفو تھا یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں کسی بات میں ایسا کم نہ تھا
 کہ اس سے نکاح ولی کے لیے باعث تنگ و عار ہو تو نکاح پہلا صحیح ہو گیا اور دوسرا باطل ہے، ورنہ دوسرا صحیح ہو گیا اور
 پہلا باطل ہے لان البات اذا طرء علی موقوف ابطالہ (کیونکہ قطعی حکم جب موقوف حکم پر آجائے تو وہ موقوف کو باطل
 کر دیتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵ مرسلہ عبد السلام صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاک خانہ دوسرے راج جے پور ۹ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت یا س مندرجہ ذیل میں؟
 (۱) لڑکی کے برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتی ہے اگر بالغہ برضا سے خود کسی کے ساتھ نکاح کرے تو وہ شرعاً درست
 ہے یا نہیں؟

(۲) زید نابالغ العمر ۱۱ سال جو ہندہ اور خالد کے حقیقی تایا کا لڑکا ہے وہ ولایت بکر کے جو زید کا چارپشت کے
 فاصلہ سے چچا ہوتا ہے ہندہ بعمر ۱۵ سال اور حقیقی برادر ہندہ سے خالد بعمر ۱۵ سال کے ولایت کا بمقابلہ ہندہ
 خالد کے حقیقی نانی کے مدعی ہے۔ شرعاً زید کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں یعنی ہندہ اور خالد کی ولایت اس صورت

حقیقی نانی کو پہنچتی ہے یا زید نابالغ تایا زاد بھائی کو یا سب کو جو چار پشت کے خالصہ سے چچا ہوتا ہے ؟

الجواب

(۱) لڑکی کم از کم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ ہوتی ہے اس بیچ میں جب آثار بلوغ ظاہر ہوں بالغ ہے ورنہ پندرہ سال پورے ہونے پر حکم بلوغ دے دیا جائے گا اگرچہ آثار بلوغ کچھ نہ ظاہر ہوں ، بالغ بے اذن ولی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے مگر کفو میں ، یعنی جس سے نکاح کرے وہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں اس سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا اس کے ولی کیلئے باعث تنگ و عار ہو۔ اگر غیر کفو سے رضائے خود نکاح کرے گی اور ولی رکھتی ہے اور اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت نہ دی تو نکاح اصلاً نہ ہوگا ، ہاں اگر کوئی ولی نہیں رکھتی یا ولی نے پیش از نکاح شوہر کو غیر کفو جان کر بالتصریح اجازت دی تو اس سے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

(۲) خالہ کی جب عمر پندرہ سال کامل ہے تو وہ شرعاً بالغ ہے اور اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی ولی کا محتاج نہیں اور ہندہ کہ اٹھارہ سال عمر رکھتی ہے اس پر ولایت جبر یہ کسی کو نہیں کہ خود بالغ ہے اور ولایت غیر مجبرہ اُس کے بھائی کو ہے اُس کے بھوتے نانی یا بھو کوئی چیز نہیں ، اور زید نابالغ کو دوسرے کا ولی بنانا جنون کا نالغ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ مرسلہ جناب ولی محمد صاحب بیتاب مدرس سرشتہ تعلیم ریاست ہلکرا ندو بہمنی بازار کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ ایک کنس لڑکی کا نکاح اُس کے دادا نے ایک نہایت ہی کنس لڑکے زید سے کر دیا ، ہندہ اس وقت بالکل بالغ ہے مگر زید نابالغ ، کم از کم پانچ برس اس کی بلوغت کو درکار ہیں ، ہندہ اور زید میں زن و شوہر کا تعلق ہونا کیا معنی بلکہ ہندہ کی آج تک اپنے میکہ سے رخصتی ہی نہیں ہوئی ہے ، زید کے یہاں زید کے والد کی حین حیات سے جس کا انتقال یکا یک ہو گیا اور گو مشتبہ مگر اب تک نامعلوم کسی نہ کسی وجہ سے اس سانحہ کی خبر زید کے چچا تک کو نہ دی گئی تھی ایک پردیسی نوجوان ملازم چلا آتا ہے زید کے والد مشتبہ جوان مارگ کے بعد اس ملازم نے زید کے مکان میں وہ رسوخ حاصل کیا کہ ہر سیاہ و سفید وہی کرتا ہے اور اس کے چوبیس گھنٹہ اس مکان میں رہنے سے جہاں کوئی دوسرا بالغ مرد بطور رکن خاندان کے نہیں رہتا ہے زید کے خاندان کو ایک زمانہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور درپردہ مورد اہتمام ہے۔ زید کے چچا نے سانحہ مذکورہ بالا سے متعجب ہو کر اس ملازم کے گزشتہ چال چلن کی نسبت جو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ابتداء سے یہ ایک آوارہ چلن شخص ہے حتیٰ کہ اس کے والدین نے بھی اس کو مکان سے نکال دیا تھا اس کے بعد وہ عرصہ تک نانگوں میں ناچتا رہا گاتا بجاتا رہا۔ اس تحقیق کے بعد متاثر ہو کر زید کے چچا نے جو زید کا جائز طور سے سرپرست ہے زید کی والدہ سے درخواست کی کہ اس

ملازم کو مکان سے علیحدہ کر دیا جائے، مگر زید کی والدہ نے یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں ہو سکتا چاہے کچھ بھی ہو، نہ ملازم مجھ سے نہ میں ملازم سے جدا ہو سکتی ہوں۔ ان تمام وقوعات سے ہندہ بخوبی واقف ہے، وہ سسرال جانے سے خود کی عصمت وری اور آبروریزی کے خوف کے علاوہ اپنی جان معرض خطرہ میں سمجھتی ہے اس لیے سسرال ہرگز نہیں جانا چاہتی بلکہ اپنے خاندان کے حفظ آبرو کے لحاظ سے تفریق کے بعد دوسرا نکاح کر لینا چاہتی ہے، اس صورت میں ہندہ کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

ہندہ کا باپ اگر نہیں اور دادا نے نکاح کر دیا اور ہندہ وقت نکاح نابالغ تھی گواہ بالغ ہے یا بالغ تھی اُس سے اذن لینے کے نکاح کیا یا بے اس کی اجازت کے نکاح کیا مگر بعد وصول خبر اس نے اجازت دی یا دادا آپ اذن لینے آیا تھا اور ہندہ نے سکوت کیا، تو ان سب صورتوں میں نکاح منجانب ہندہ لازم ہو گیا، اس کا قسح ناممکن ہے، تفریق ہو تو موت یا طلاق سے، اور نابالغ کی طلاق باطل ہے، نہ اُس کی طرف سے اس کا کوئی ولی طلاق دے سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشہدہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بارہ برس ہوئے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا لیکن ہندہ نے بوقت نکاح اربعان سے ایجاب نہیں کیا تھا نہ انکار کیا بلکہ سکوت اختیار کیا، ایک دوسری عورت نے جو عروس کے پاس موجود تھی وکیل سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہندہ منظور کرتی ہے۔ ہندہ کا بیان ہے کہ اُس وقت میں بالکل خالی الذہن تھی نہ میرے دل میں اقرار تھا نہ انکار کا خیال بلکہ دوسرے خیالات رنج و غم و نئی زندگی شروع ہونے کے ترددات میں مبتلا تھی، دریافت طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح شرعاً درست ہوا یا نہیں، تو زید و ہندہ کو مواخذہ عقبی سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ بینوا توجروا و اخیر عرض ہے کہ جواب جلد مرحمت ہو کیونکہ ہندہ مواخذہ عقبی کے خیال سے نہایت خائف و ترساں ہے، فقط۔

الجواب

ہندہ سے اذن لینے کون آیا تھا وہ سب سے قریب تر ہندہ کا ولی یا اُس ولی کا بھیجا ہوا یا کون تھا؟ ہندہ کی رخصت ہوئی یا نہیں؟ قبل رخصت ہندہ کے کسی قول یا فعل سے اس نکاح کی خبر اُس کے اظہار رغبت یا نفرت ہوا یا نہیں؟ ان تمام باتوں کی تفصیل پر جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جوابات امور مستفسرہ

ہندہ کے والد کے چچا زاد بھائی یعنی ہندہ کے رشتہ کے تایا اذن لینے گئے تھے، یہ یاد نہیں کہ اس وقت کس نے

انہیں اس کام پر متعین کیا تھا، بالعموم ایسے بزرگ خاندان جن سے لڑکی پرودہ نہ کرتی ہو بھیجے جاتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا، ہندہ کا باپ اس شہر میں موجود نہ تھا اُس نے ہندہ کے ماموں کو اس نکاح کے مراسم و تقریبات ادا کرنے کے لیے بذریعہ خط مامور کیا تھا، یہ کہا جاسکتا ہے اذن لینے کے لیے ہندہ کے ماموں ہی نے وکیل کو متعین کیا ہوگا درحقیقت یہ یاد نہیں ہے، رخصت اس ہفتہ میں ہوگئی کوئی امر ہندہ کی رغبت و رضامندی کے خلاف نہ اس وقت نہ آج تک بارہ برس گزرنے کے بعد تک کوئی امر ایسا ظور پذیر نہ ہوا جس سے ہندہ کی نارضامندی ظاہر ہو بلکہ کمال اتحاد سے زن و شوہر کرتے ہیں یہ سوال صرف ہندہ کے اس توہم کی بنا پر پیدا ہوا ہے کہ مبادا نکاح صحیح نہ ہوا ہو اور عند اللہ مواخذہ باقی رہے اس کا اطمینان مقصود ہے۔

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ از انجا کہ اذن لینے والا ولی اقرب نہ تھا ہندہ کا سکوت اذن نہ ٹھہرے اور وہ نکاح
نکاح فضولی ہوا اور ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا، مگر جبکہ پیش از رخصت ہندہ سے کوئی قول و فعل ایسا واقع نہ ہوا جس سے
ہندہ کا اس نکاح سے راضی ہونا سمجھا جاتا اور ہندہ برضا و رغبت رخصت ہو کر شوہر کے یہاں آئی تو وہ نکاح موقوف نافذ
تام ہو گیا، اس میں کوئی اندیشہ مواخذہ کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ مسئلہ از گونڈل کا ٹھیاوار مسئلہ جناب سیٹھ عبدالستار بن اسماعیل رضوی تاریخ ۷ رجب ۱۳۳۴ھ روز شنبہ
یہاں پر یہ رواج ہو چلا ہے کہ وقت نکاح وکیل کے ہمارے دو گواہ نہیں جاتے ہیں اور قاضی وکیل کی وکالت اور
(۱) یہاں پر یہ رواج ہو چلا ہے کہ وقت نکاح وکیل کے ہمارے دو گواہ نہیں جاتے ہیں اور قاضی وکیل کی وکالت اور
حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے آیا یہ امر عند الشرع محمود ہے یا مردود؟ نیز اس ترکیب سے مذہب
حنفی میں نکاح صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟ وکیل کو اپنے ساتھ دو گواہ کار کھنا اور ان شاہدوں کو عورت کی اجازت سننا
ضروری ہے یا نہیں؟ اگر اس طرح نہ کر کے برطریق ان موجب پر مدام عمل کرنے پر سب گنہ گار ہیں یا نہیں؟

تمام ہو گیا، اس میں کوئی اندیشہ مواخذہ کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ۱۰۹۔ مسئلہ از گوندل کا ٹھیاواڑ مسئلہ جناب سیٹھ علیہ السلام بن سعید رضوی تاریخ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ روز شنبہ
 ۱۱۱۔ (۱) یہاں پر یہ رواج ہو چلا ہے کہ وقت نکاح وکیل کے ہاتھ اور دو گواہ نہیں جاتے ہیں اور قاضی وکیل کی وکالت اور
 حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دینا ہے آیا یہ امر عند الشرع محمود ہے یا مردود؟ نیز اس ترکیب سے مذہب
 حنفی میں نکاح صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟ وکیل کو اپنے ساتھ دو گواہ کار کھنا اور ان شاہدوں کو عورت کی اجازت سننا
 ضروری ہے یا نہیں؟ اگر اس طرح نہ کر کے برطانیہ ان موجب پر دام عمل کرنے پر سب گنہ گار ہیں یا نہیں؟

الجواب

ابواب

وکیل کے ساتھ شاہدوں کی حاجت کچھ نہیں، اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اُس نے پڑھا دیا نکاح ہو گیا، ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی حاجتہ ہوگی، یہ تو کوئی غلطی نہیں، ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور، نکاح پڑھاتا ہے دوسرا، مذہب صحیح و ظاہر الروایہ میں وکیل بائیں نکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا، اس میں بہت دقیق ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے، لہذا یہ چاہئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے اُسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب نکاح کو جاننا مشہد عا کیا

(۲) نوشہ کا وقت نکاح سہرا یا ہنڈھانیز باجے گا جے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شروع کیا جائے گا۔

حکم رکھتا ہے؟

الجواب

خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) ولیمہ شریف کا کھانا کھلانا شریعت مطہرہ کے کس حکم میں داخل ہے، اس کا تارک کیسا ہے؟ نیز جس شہر کے لوگوں میں سے کوئی بھی بعد نکاح ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ پہلے نکاح کے اول روز جس طرح کہ رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب لوگوں کے لیے شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم شریف کیا ہے؟

الجواب

ولیمہ بعد نکاح سنت ہے اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اولہم ولولیشایہ ولیمہ کراگرچہ ایک ہی ذنبہ یا اگرچہ ایک ذنبہ۔ دونوں معنی محمل ہیں اور اول اظہر تارکان سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے، تارک گنہ گار نہ ہو گا اگر اسے حق جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۲ از ضلع ہزاری باغ، ڈاک خانہ چتر پور، مقام چتر پور، مسئلہ محمد عبدالرب صاحب

روز پنجشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اس مسئلہ میں کہ زید کی بی بی نے بحالت بشیر خوارگی اپنے بیٹے عمرو کے اندر رت رکھا عت کے بکر کو دودھ پلایا۔ بعد زید کی بی بی سے تین لڑکے مسلمان محمد سعید و محمد فاضل و محمد سلیم تولد ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے محمد سلیم جو برادر حقیقی عمرو کا ہے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ بدرج عبارات کتب مقبرہ حنفیہ ارشاد ہو۔

الجواب

بکر کی لڑکی زوجہ زید کی اگلی کچھلی سب اولاد کی حقیقی بیعتی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳ مسئلہ جناب عبدالستار بن اسماعیل صاحب از شہر گوندل، علاقہ کاٹھیا واڑ، یکشنبہ

۹ شعبان ۱۳۳۲ھ

بعض لوگ اپنی لڑکیاں اس ملک میں ہزار ہوں ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں اس میں بعض وقت عمر کا بھی خیال نہیں رکھتے، یعنی جو شخص زائد رقم دے اس سے نکاح کر دیتے ہیں، آیا ایسی رقم کا لینا والدین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگرچہ والدین غریب ہوں اور اس طرح پر رقم لے کر غیر کفو یا

بڑی عمر والے کے ساتھ نکاح کر دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

مال کے سبب اپنی اولاد کا نکاح غیر کفو سے اس کے حق میں بدخواہی ہے، اور یہ روپیہ رشوت میں داخل ہے
فتاویٰ خیر میں اس جزئیہ پر بحث فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ عابد خاں معرفت منشی خدائش صاحب ٹھیکیدار صدر بازار بریلی دوشنبہ ۱۰ شعبان ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ زید بکر کا چچا زاد بھائی ہے اور رضاعی بھی، زید
کے صرف ایک حقیقی چھوٹا بھائی ہے اور بکر کے ایک چھوٹا بھائی اور ایک بہن جو کہ حقیقی ہیں، اور بکر کی بہن دونوں
بھائیوں سے چھوٹی ہے، تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ زید اور بکر
آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔

الجواب

بکر نے اگر زید کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید اور اس کا بھائی بکر کے بھائی ہوئے نہ کہ خواہر بکر کے، اور اگر
زید نے بکر کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید خواہر بکر کا بھائی ہوئے نہ کہ زید کا بھائی۔ بہر حال زید کے بھائی اور بکر کی بہن میں نکاح
جائز ہے لقولہم تحل اخت اخیه رضاعاً (فتاویٰ کے قول کے مطابق بھائی کی رضاعی بہن حلال ہے۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ عنایت حسین خاں محرر تھانہ دوسرہ علاقہ ریاست جے پور ملک جوتانہ ۱۲ شعبان ۱۳۳۴ھ
۱۱۶
(۱) کیا نابالغ لڑکی برضا مندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
(۲) بالغہ برضا مندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو وہ نکاح درست ہے یا
نہیں؟ اور اگر ولی نے قبل از نکاح غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کر دیا ہو اور پھر بھی کسی طرح پوشیدہ یا
زبردستی کسی غیر کفو کے ساتھ لڑکی نے نکاح کر لیا ہو تو اس کے ولی کو اس نکاح کے نسخ کا اختیار
ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہرگز نہیں، ہاں ولی کے اذن سے کر سکتی ہے جبکہ سمجھ وال ہو یا بطور خود کرے اور ولی بعد اطلاق
اسے جائز کرے تو جائز ہو جائے گا، رد کرے تو باطل ہو جائے گا۔ درمختار میں ہے :
الولی شرط صحة نکاح صغیر الی اقول
نابالغ کے صحت نکاح کیلئے ولی شرط ہے الخ اقول
باب الولی
لہ درمختار

الوجه تقدیر النفاذ فان الموقوف من الصحیح
غیرانہ اراد بالصحۃ النفاذ علی التبادر -
واللہ تعالیٰ اعلم

اس کو درست کرنے کے لیے لفظ "نفاذ" مقدر ہے
کیونکہ ولی کے بغیر نکاح موقوف ہوتا ہے جو کہ صحیح نکاح
ہے مگر یہاں صحت سے مراد نفاذ ہے کیونکہ یہی متبادر
ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا
نکاح اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار ہو ایسے شخص سے اگر بالغہ بطور خود نکاح کر لے گی نکاح ہو گا ہی نہیں
اگرچہ نہ ولی نے منع کیا ہو نہ اس کے خلاف مرضی ہو، یہ نکاح اُس صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس
غیر کفو بمعنی مذکور کی حالت مذکورہ پر مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ صراحتہ بالغہ کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت
دے دی ہو، ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بالغہ کا کیا ہوا وہ نکاح باطل محض ہو گا اور ولی کو اس کے فسخ کرنے یا
اس کا فسخ چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ تو جب ہو کہ نکاح ہو لیا ہو، یہ تو برے سے ہوا ہی نہیں۔ درمختار میں ہے:
یفق فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً
واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں عوام کے محاورہ میں غیر کفو اسے کہتے ہیں جو انما سم قوم نہ ہو مثلاً ستہ و شیخ یا شیخ اور پٹھان یا
پٹھان اور مغل، ایسا غیر کفو اگر اس شرعی معنی پر حیر کفو نہ ہو تو بالغہ کا بے اذن ولی بلکہ بنا رضی ولی اُس سے نکاح
کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر کوئی حق اعتراض نہیں۔ درمختار میں ہے:

نکاح حرة مکلفۃ بلا رضی ولیہ -
عاقلاً بالغہ عورت کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر بھی
نافذ ہوتا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ اگرچہ چھاؤنی انجن گودام جی آئی پی ریلوے بابو محمد نیا ز خاں اسٹورس کلرک روز چار شنبہ
۳ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بعد سلام سنت اسلام و محبت مشام آن کہ معلوم ہو کہ حضور کو میں
تکلیف دیتا ہوں کہ اس مسئلہ میں علماء کیا فرماتے ہیں پھر سے ایک عزیز کا عقد ایک مسماۃ کے ساتھ ہوا اور اُس
مسماۃ کے والدین نے لڑکی کی رخصت ۵ ماہ کے بعد کی مگر اس درمیان میں ایک نقص مسماۃ کے بعد ۳ ماہ کے
خفیہ ظاہر ہوا ہے کہ مسماۃ کو سفید کوڑھ و برص کتے ہیں وہ ہے، اور اس مسماۃ کے والدین سے دریافت

کرنے پر اب ظاہر کیا ہے کہ کچھ شک کا داغ ہے، اول نکاح کے ظاہر نہ کیا۔ اگر مستماتہ کو رخصت کر کے نہ لایا جائے اپنے گھر پر تو وہ مہر کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور لڑکا اپنا خرچہ اس کے والدین سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

نکاح صحیح و تام ہو گیا، دو باتوں سے ایک فرض ہے یا بھلائی کے ساتھ رکھنا یا اچھی طرح چھوڑ دینا۔ اگر قبل غلط طلاق دی جائے گی آدھا مہر ساقط ہو جائے گا نصف واجب الادا ہوگا۔ شادی میں جو اٹھا دیا، خرچ کر دیا، اس کا تاوان کسی پر نہیں۔ ہاں جو زیور یا کپڑے چڑھاوے میں دے ہوں اور عورت کو اُن کا مالک کر دینے کی دیاں رسم نہ ہو یہ تملیک نہ سمجھی جاتی ہو نہ تملیک کی ہو تو اُن اشیاء کے واپس لینے کا شوہر کو اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از جلیپور پریس انجمن محمدیوسف یکشنبہ ۱۹ شوال ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص حنفی المذہب نے اپنا نکاح قاضی شافعی المذہب یا اہل حدیث غیر مقلد سے بموجب قاعدہ احناف پڑھوایا، پس اس کا نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور بصورت نا جائز ہوئے نکاح حسب خیال مولف فتح المسین تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب

اگر کوئی واقعی شافعی المذہب ہے تو شافعیہ مثل ہمارے اہلسنت ہیں اس میں تو کوئی حرج ہی نہیں جبکہ اس نے نکاح ایسے طور پر نہ پڑھایا ہو کہ وہ مذہب حنفی میں صحیح نہیں اور غیر مقلدین صرف تارک تعلق نہیں بلکہ ان کا مذہب بہت عقائد کفریہ پر مشتمل ہے جس کی قدرے تفصیل الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے۔ نکاح پڑھوانا ایک تو بطور رسم ہوتا ہے جیسے نکاح خواں قاضی مقرر ہوتے ہیں یوں پڑھوایا اور اس نے حنفی مذہب کے طور پر صحیح پڑھایا تو تجدید نکاح کی حاجت نہیں، اور ایک نکاح پڑھوانا بطور تعظیم ہوتا ہے کہ اس کو معظم اور متبرک سمجھ کر اُس سے پڑھواتے ہیں، اگر یوں پڑھوایا اور اس کو غیر مقلد نہ جانتا تھا کہ وہابیہ میں قیہ بکثرت ہے تو یوں بھی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ اُس نے صحیح طور پر پڑھایا ہو، اور اگر غیر مقلد جان کر اُسے معظم و متبرک سمجھاؤ اس سے نکاح پڑھوایا تو نہ فقط تجدید نکاح بلکہ تجدید اسلام کی بھی حاجت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از راجپوتانہ کوٹہ محلہ رامپور متصل مسجد مومناں عبدالصمد ملازم بدینہ باجوہ دو شنبہ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں غیر مقلد شافعی ہیں یا نہیں؟ اور ہندہ بالغہ نو ماہ سے بیوہ ہے اور دو بچے بھی رکھتی ہے اپنے والدین کی بلا رضا مندی و عدم موجودگی کے برضا مندی و رغبت خود بلا خوف و ترغیب کے زید حنفی سے خود قاضی کے مکان پر جا کر بھلا ہی چند آدمی نکاح پڑھ لیا۔ پھول و شیرینی و نئے کپڑے وغیرہ پتے نہیں گئے، دو گواہ اور ایک وکیل اور قاضی نے ایجاب قبول ارکان نکاح پورے طور پر ادا کر دیے

کیا یہ نکاح ناجائز ہے؟ اور بعد نکاح زید ہندہ نے مثل زن و شوہر کے ہمبستری کی اور صرف تین دن ہندہ زید کے پاس رہی اور اب ہندہ نکاح سے منکر ہے اور اپنے بچاؤ کے لیے کہتی ہے کہ غیر مقلد ہوں، اور شافعی مذہب میں بغیر ولی کے نکاح ناجائز ہے اس کے برخلاف قاضی و دو گواہ و وکیل علفیہ نکاح ہونا بیان کرتے ہیں، قاضی علفیہ یہ بیان کرتا ہے کہ ہندہ نے نکاح کے پیشتر اس کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ میں سنت جماعت یعنی حنفی ہوں، اس کا یقین ہونے پر قاضی نے نکاح پڑھایا، کیا ہندہ کا کہنا نکاح کے ناجائز کے لیے صحیح ہے؟ بیوقوف ہو جا

الجواب

غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و اہل اوائل تاریں۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے،
فمن كان خارجا من هؤلاء الأربعة في هذا
الزمان فهو من اهل البدعة والنار
ہندہ نے جس سے نکاح کیا اگر وہ ہندہ کا کفو ہے یعنی مذہب نسب چال چلن پرشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے ہندہ کا نکاح اولیائے ہندہ کے لیے باعث تنگ و عار ہو تو بیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا، ہندہ کے انکار سے اب مٹ نہیں سکتا اگرچہ ہندہ واقع میں شافعیہ ہوتی۔ خلاصہ و درمختار میں ہے،
اذا سئل ما قول الشافعي في كذا او جب ان
يقول قال ابو حنيفة كذا. والله تعالى
اعلم۔
حسب حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
کا اس مسئلہ میں قول کیا ہے تو کو پیائے کہ وہ امام ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۲۱ نذیر پر تاب گڑھ مانک پور ظہور حرام چہار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۴ھ
زید محض غریب آدمی ہے جائداد وغیرہ کچھ نہیں رکھتا صرف پیشہ طبابت وغیرہ سے کام چلتا ہے اپنی لڑکی کی شادی
کرنا چاہتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مہر سوا لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا، عمر و جس کو لڑکی منسوب ہے وہ اس سے بھی زیادہ
غریب ہے، غربت کی وجہ سے عمر و اس قدر دین منظور نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں محض غریب آدمی ہوں سوا لاکھ روپیہ
میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں ہے، اس قدر مہر میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔ غرضیکہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زیادتی
اگرچہ غیر مستحسن ہے لیکن حیثیت کا کچھ لحاظ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیثیت
زوج کا کچھ لحاظ کیا ہے ایسی صورت میں کہ عمر و کی حیثیت سے کہیں زیادہ ہے نکاح سوا لاکھ مہر پر کیسا ہوگا اور اگر
ہو گیا تو حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ اگر مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہوئی تو زنا ہوگا اور لڑکے حرامی، اس کے خلاف
ہوگا یا نہیں؟ اور نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ فقط

الجواب

حیثیت کا لحاظ رکھنا مناسب ہے مگر نکاح ہر طرح ہو جائے گا اگرچہ نان شبینہ کے محتاج پر تمام خزانہ دنیا کے برابر مہر باندھا جائے مہر نکاح میں اصل نہیں و لہذا نفی مہر کے ساتھ بھی نکاح صحیح ہے مہر مثل لازم ہو گا اور جب رقم معین کر دی اگرچہ کسی قدر کثیر تو وہ ضرور ذمہ پر لازم ہوگی انسان اگرچہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو اس کی حیثیت محدود ہے ذمہ کی وسعت محدود نہیں اگر محتاج محض ہو۔ حدیث میں فرمایا: المال غادر وراثہ (مال صبح و شام آنے جانیوالی چیز ہے۔ ت) وہ کہ جنہیں روٹی نصیب نہ تھی آنکھوں دیکھتے، والی ملک ہو گئے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ طرفین اُسے دین سمجھیں اور شوہر نیت ادا رکھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے، نکاح کیا، مہر کثیر کی درخواست کی گئی، قبول فرمائی اور فرمایا: علی اللہ و علی رسولہ المعال اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے یعنی وہ عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود قرآن عظیم فرماتا ہے:

ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالوا
حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله
انا الى الله راغبون
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ و رسول کے دیے
پر، اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں
اللہ و رسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ ہی کی
طرف روتے نیاز لاتے ہیں۔

ایسی حالت میں کوئی الزام بھی نہیں بلکہ نکاح نیت صحیحہ اور حاجت صادقہ کے ساتھ کیا گیا ہے تو حسب وعدہ صادقہ حدیث صحیح اللہ عزوجل اس دین کا ضامن ہے، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار خطبہ میں مغلالات فی المہور یعنی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنے پر انکار شدید فرمایا، حاضرین میں سے ایک بی بی انھیں آیہ کریمہ اتیتم احدنہن قنطارا (تم ان عورتوں کو ڈھیر مال دیتے ہو۔ ت) تلاوت کی جس میں سونے کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا فوراً امیر المؤمنین نے انکار سے رجوع فرمائی اور بحال تواضع فرمایا:

اللهم كل احد افقه من عمر حتى المخذرات
فی المحال
اے اللہ! عمر سے ہر ایک زیادہ فقیہ ہے حتیٰ کہ پردہ دار عورتیں بھی۔ (ت)

ہاں یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھنے اور ادا کی نیت نہ ہو اگرچہ اس کی حیثیت سے کتنا ہی کم ہو، اسی کو حدیث میں

لہ القرآن ۵۹/۹

لہ القرآن ۲۰/۴

فرمایا ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔ یہ اس حدیث میں بھی نہیں کہ وہ شرعاً زانی زانیہ ہیں اور اولاد حرامی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲ سوال ۱۳۲۴ھ

چهارشنبه

مسئلہ از بریلی محلہ ذخیرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو آپس میں حقیقی بھائی ہیں زید کے لڑکے نے زوجہ عمرو کی چھاتی الفاقدہ در آنجا لیکہ وہ سو رہی تھی اور چار پانچ ماہ کی نو حاملہ بھی تھی یعنی پہلا حمل تھا اپنے منہ میں لے لی، زوجہ عمرو کا بیان ہے کہ جس وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے لڑکے کو دیکھا کہ میری چھاتی اپنے منہ میں لیے ہوئے اس طرح منہ چلا رہا ہے جیسے بچے دودھ پیتے ہیں مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے اس وقت دودھ تھا یا نہیں یا مجھ کو کوئی اثر دودھ کا معلوم ہوا یا نہیں میں نے لڑکے کو فوراً اپنی چھاتی سے علیحدہ کر دیا اس واقعہ کو عرصہ قریباً سترہ اٹھارہ سال کا ہوا اس صورت میں از روئے شرع زید کے لڑکے مذکور کا عمرو کی کسی لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ کہ یہ مدت قلیل حمل کی عورت حاملہ کے اتر آنے دودھ کی ہے یا نہیں؟ زوجہ عمرو کی عمر اس وقت چودہ سال اور زید کے لڑکے کی عمر ایک سال کی تھی۔ بنیوا توجروا

الجواب

جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم و ثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی، درمختار میں ہے: یثبت به ان علم وصوله بجوفه من ثمة او انقه لا غیر فلو التقم الحلمة ولم یدر دخل اللبن فی حلقه املا لم یحرم لان فی المانع شکا ولو المیة۔

دودھ اتر آنے کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے، کبھی بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے۔ درمختار میں ہے: الرضاع المص من ثدی ادمیة ولو بکرا یکھلاتا ہے (ت)

یہ معاملہ عمر بھر کے حلال حرام اور اولاد کے حلالی اور حرامی ہونے کا ہے، عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو
نہی کر دے اخفاء نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۲ مستولہ محمد اسحاق صاحب برمکان قادری بخش دھندل محلہ شاگرد پیشہ ریاست جاورہ
۱۲۴

ملک مالوہ چار شنبہ ۲۹ شوال ۱۳۳۲ھ

مخدوم و محرم جناب مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب دام مجدیم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، التماس
ہے کہ میں حضور عالی کو امور ذیل کے لیے تکلیف دیتا ہوں امید ہے کہ معاف فرماویں گے۔ مسماۃ ہندہ کا نکاح بعم
گیارہ سال سوتیلے والد کی اجازت سے زید کے ہمراہ ہوا، بعد نکاح ہندہ چندیم زید کے گھر رہ کر والدین کے
گھر چلی آئی اور وہاں سے بغیر اجازت زید ہندہ والدین کے ہمراہ چالیس کوس دور جا کر سکونت اختیار کی اور قریباً
ایک سال ہندہ کو اپنے والدین کے گھر رہتے ہوئے ہو گیا زید نے اب ان کو رخصت زوجہ کا دعویٰ کیا چونکہ اب
ہندہ تیرہویں سال میں ہے اور اپنا بالغ ہونا کہتی ہے اور وقت نکاح بالغہ تھی نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے کہ میں
نابالغہ تھی اور میرا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا میں فسخ کراؤں گی ایسی صورت میں شرع شریف کیا حکم
دیتی ہے؟

جواب

سائل کو چند امور کا جواب دینا چاہئے:

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی ہے یا نہیں؟ مثلاً جوان بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا دادا یا پردادا کی کو لا دیں کوئی مرد؟
- (۲) اگر ہے تو وہ وقت پر موجود تھا یا نہ تھا، اگر تھا تو بغیر نکاح سن کر کچھ بات کی یا نہیں؟ اور اگر کی تو کیا کہا؟
- (۳) ہندہ کس مہینے اور وقت میں بالغ ہوئی، کیا گھنٹہ منٹ تھا؟
- (۴) وہ کب سے دعویٰ فسخ کرتی ہے، اس کو کتنے دن ہوئے، کس مہینے تاریخ وقت میں اس دعویٰ کا لفظ
منہ سے نکلا؟

- (۵) جس سے نکاح ہوا وہ مذہب، نسل، چال چلن، پیشہ میں موافق ہے یا کم و بیش ہے تو کیا اور کس قدر؟
 - (۶) ہندہ کا نکاح یا رخصت اس کی ماں کی مرضی سے ہوئی یا بلا مرضی؟
- ان سوالوں کا جواب آنے پر جواب دیا جائے گا۔

جواب سوالات

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی مرد جیسا ارشاد ہوا زندہ نہیں۔ ازواج میں ماں ہندہ کی حیات ہے۔

- (۲) اس وقت کوئی زندہ نہ تھا۔
 (۳) ہندہ یکم شوال ۱۳۳۴ھ روزہ شنبہ کو بالغہ ہوتی بوقت ظہر قریب ڈھائی بجے کے، گھڑی نہ تھی کہ منٹ دیکھے جاتے۔
 (۴) بالغہ ہونے کے دن یعنی یکم شوال ۱۳۳۴ھ روزہ شنبہ تین بجے دعوے کا لفظ منہ سے نکلا۔
 (۵) زید مذہب میں اہل سنت حنفی مسلمان ہے۔ نسب اچھا ہے، پٹھان، اور چال چلن اور پیشہ میں بھی موافق۔
 (۶) ہندہ کا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا و نیز رخصت، حالانکہ ماں کی مرضی نہ تھی مگر خاوند کے کہنے سے اور زبردستی سے۔

الجواب

اگر یہ بیانات واقعی ہیں اور ہندہ کی ماں نے کہ صورت مذکورہ میں وہی ولی شرعی ہے اس کے نکاح کی اجازت نہ دی، نہ بعد کو جائز کرنے کا کوئی لفظ کہا، نہ کوئی فعل ایسا کیا کہ دلیل اجازت ہو تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا، اور والدہ ہندہ کی اجازت پر موقوف تھا، اگر قبل بلوغ ہندہ اس کی والدہ نے اس نکاح سے ناراضی اور اس پر انکار ظاہر کر دیا تو جہی وہ نکاح باطل ہو گیا، اب ہندہ کو طلب فسخ کی حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ اب تک ساکت رہی تھی انکار نہ کیا تھا اگرچہ ناراض تھی تو ہندہ کے بالغ ہونے ہی وہ نکاح موقوف، اب خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا جب اس نے اس پر ناراضی ظاہر کی باطل ہو گیا، اور کسی دعوے کی ہندہ کو حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ قبل بلوغ ہندہ اسے قولاً یا فعلاً جائز کر چکی تھی اور وہ جائز کرنا شوہر کے جبر و اکراہ شرعی سے تھا جب بھی ظاہر یہی حکم ہے کہ وہ اجازت اجازت نہ ہوئی، اور اگر بخاطر شوہر تھا اگرچہ خود ناراض تھی تو اجازت یقیناً صحیح ہو گئی اور نکاح نافذ ہو گیا، اب ہندہ کو صرف خیار بلوغ رہا اس لیے کہ حسب بیان سائل شوہر ہندہ ہندہ کا کفو ہے، اس صورت میں ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فوراً دعویٰ فسخ کرنا تھا اس نے بالغہ ہونے کے آدھے گھنٹے بعد دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ نامسموع ہے اور نکاح لازم ہو چکا، اب ہندہ کے لیے اس میں کوئی چارہ کار نہیں و بعید غایۃ البعد انہا لم تعلیم بالنکاح الا بعد البلوغ حیث ادعت الفسخ (یہ انتہائی بعید ہے کہ کسی لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد دعویٰ فسخ کے وقت ہی نکاح کا علم ہوا ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۸ مسئلہ عبدالعزیز صاحب جمعہ دار النجفی کوٹہ راجپوتانہ نسا پورہ چار شنبہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ قاضی شہر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص پابند شریعت شرع شریف کے مطابق نکاح پڑھا دے یا دیگر مسلمان نکاح پڑھا دے اور اس کا اندراج رجسٹر قاضی شہر میں نہ ہو تو کیا وہ ناجائز ہے؟ اس کا جواب بھی دیکھئے، فقط۔

الجواب

یہ نکاح خواں قاضی نہ شرعاً ضرور ہیں نہ اُن کے جبراً شرعاً حاجت، ہاں اندراج میں مصلحت ہے، باقی جس سے چاہیں پڑھوائیں کوئی روک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹ از کوہ شملہ ولیرنگل لاج مسئلہ کفایت حسین صاحب روز یک شنبہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ مخزن علوم، معدن فنون، علمائے دین شرع متین، جناب مولوی صاحب قبلہ دام ظلکم یہ مسئلہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ خالہ زاد دو بھائی ہیں، ایک کی بی بی دوسرے بھائی کے لڑکے سے یعنی اپنے بھتیجے سے فعل ناجائز کرتی تھی سامنے شوہر کے، جبکہ شوہر فوت ہو گیا تو اسی بھتیجے کے ساتھ عقد کر لیا تو وہ عقد جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب

شوہر کے بھتیجے سے بعد وفات شوہر و انقضائے عدت نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۰ از کاٹھیاواڑ مقام اڑتیاں مسئلہ امین احمد صاحب پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ایک شخص نے نکاح کیا، اس کا ارادہ یہ ہے تھوڑی یا زیادہ مدت بعد اس کو طلاق دے دے گا، یہ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر نکاح میں کسی مدت کی قید نہ لگائے صرف دل میں ارادہ ہو کہ سال بھر یا ایک مہینے یا ایک ہی دن کے بعد طلاق دے دوں گا تو نکاح میں کوئی حرج نہیں، ہاں بلا وجہ بے سبب محض طلاق دینا منہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۳۱ حاجی ستیغیم الدین صاحب مقام امام گنج ڈاک خانہ سندرجن ضلع رنگپور بہنگال

۲ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی قییمہ مظلومہ مسماۃ بہ الف ابمر صغیر نابالغہ ۱۱ یا ۱۲ سال کی اس کے چچا حقیقی کی عین موجودگی میں قہراً جبراً اہل قریہ بطبع رشوت ایک عمر رسیدہ شخص سے قییمہ الف کا عقد و نکاح کر دیا اور چچا حقیقی قییمہ کا بخیال فتنہ منع کرنے سے قاصر رہا اور لڑکی قییمہ سے بھی جبراً اذن لیا اور لڑکی قبل سے انکار کرتی تھی اور بوقت اذن بھی انکار کرتی رہی لہذا آج تک انکار کرتی ہے بعد عقد و نکاح چھ ماہ کے درمیان کئی بار مصنوعی شوہر کے مکان پر آمد و رفت کیا لیکن جبراً، لہذا ایک وقت کچھ کھا کر مرنے پر آمادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے وارثان مظلومہ رخصتی کرا کے اس کے نانا کے مکان مقیم کیا ہے عرصہ چار سال سے زیادہ ہوا اور اس وقت عمر لڑکی الف کی قریباً ۱۶ یا ۱۷ سال کی ہے اور ایک سال سے بالغ کامل ہے اب

شخص عاقد وعقد و ہندہ و ارثان الف پر مستعد شرع ہے اور رخصتی چاہتا ہے، لڑکی جانے سے انکار کرتی ہے، احتمال ہے رخصتی کرنے سے لڑکی جان بھلاک ہو، اس لیے دست بستہ عرض ہے کہ یہ ولایت و اذن یتیمہ کا صحیح ہوا یا نہیں اور عقد و نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے عاقد وعقد و ہندہ وعقد پڑھانے والوں پر کچھ حد شرع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ امید کہ فی سبیل اللہ یتیمہ مظلومہ پر رحم فرمایا جائے، اور ان سب اموروں کی بشرط توفیق رفیق تحقیق حقیقی خلاصہ بیان قابل اطمینان، جواب با صواب صاف مفصل عبارت اردو مدلل بدلائل شرعیہ احمدیہ حنفیہ مرتب بہرہ دستخط تحریر صحیح عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمایا جائے، اور کار خیر و ثواب عظیم میں داخل ہو جائے، اور مجھ کو معصیت سے نجات دلائیے۔ بینوا تو جبروا

الجواب

حقیقت کا علم اللہ عز و جل کو ہے، اگر یہ بیان واقعی ہے کہ الف اس وقت نابالغہ تھی اور اس کے چچا نے نہ اس وقت اجازت دی نہ اس سے پہلے، نہ خیر نکاح سن کر کوئی قول و فعل دلیل اجازت اس سے صادر ہوا اور الف کی رخصت اور چند بار شوہر کے یہاں جانا، یہ بھی اس کی بلا اجازت کے ہو، اور اس وقت تک اس نے کوئی کلمہ اس نکاح کے رد کا بھی نہیں کہا، نہ الف کے منور کوئی اولاد ہوئی، تو ان سب شرائط کے ساتھ وہ نکاح الف کے بالغ ہونے تک چچا کی اجازت پر موقوف تھا اور بعد بلوغ الف خود الف کی اجازت پر موقوف ہوا، اب اگر یہ بیان واقعی ہے کہ بعد بلوغ الف سے کوئی قول و فعل مثبت اجازت صادر نہ ہوا بلکہ اسے اس نکاح پر انکار ہے تو ناراضی ظاہر کرتے ہی وہ نکاح کے موقوف تھا رد ہو گیا، الف کو اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے اگر خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہو جیسا کہ عبارت سوال سے ظاہر ہے، اور اگر خالی جانا آنا ہوا اور ایک مکان میں تنہا تھوڑی دیر کے لیے بھی نہ ہوئے تو عدت کی بھی حاجت نہیں، اور عاقد اسے اگر اپنے تصرف میں لیا تو شرائط مذکورہ کے ساتھ مرتکب حرام ہوا کہ نکاح موقوف میں قبل اجازت وطی حرام ہے اور وہ وطی کہ الف کی نابالغی میں واقع ہوئی دلیل اجازت نہیں ہو سکتی اگرچہ اس کی اجازت سے ہو، عقد پڑھانے والا اگر اس بدعتی میں شریک تھا تو وہ بھی گناہگار ہے ورنہ عقد موقوف فی نفسہ مجرم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲ مسلہ مرحلہ حاجی ولد میاں صاحب از ضلع گونڈا ریاست بلرام پور بازار چوک ۸ صفر ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے ہندہ سے جو زنا سے حاملہ تھی دیدہ و دانستہ حالت حل میں نکاح کیا، بعد اس کے چند آدمیوں نے مجبور کر کے ایک جلسہ میں تین طلاقیں دلوادیں، یہ نکاح اور طلاق جائز و درست ہوا یا نہیں؟ بر وقت یر اقول وضع حمل کے بعد جدید نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے۔ فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کئے تو تا وضع حمل قربت نہیں کر سکتا۔
لَا یَسْقٰی مَائِدَہٗ ذَرْعَ غَیْبٍۭہٗۤ اِنْ مَخْتَارٌ وَّصَحَّ نِكَاحُہٗۤ اِنْ مَخْتَارٌ۔ تاکہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے پانی سے سیراب نہ کرے۔
جَبَلٰی مِّنْ ذٰنَا تَنْوِیْرَ الْاَبْصَارِ۔ در مختار۔ زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے، تنویر الابصار۔

عدت زن شوہر دار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے یا طلاق دے اور ذات زوج کا حمل زوج ہی کا ٹھہرتا ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الْوَلَدُ لِلْفَرْأِشِ وَلِلْعَاطِیِ الْحَبْطِ (بچے کا نسب نکاح والے کے لیے ہے زانی کو محرومی ہے۔ ت) آیہ کریمہ میں اولات الاحمال سے یہی مراد ہے صدر کلام میں خاص صورت طلاق ارشاد ہوئی ہے اور اسی کی تفصیل فرمائی گئی ہے،

یَاٰیہَا النِّسَی اِذَا طَلَقْتِ النِّسَاءَ فَطَلِقُوْهُنَّ لَعَدَتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو طلاق دیتے وقت ان کی عدت کا پاس کرو اور عدت کا شمار کرو (ت) لَعَدَتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔

حدیث مذکور بطلان نکاح جلی من زنا پر ہرگز دلیل نہیں بلکہ اگر دلیل ہے تو صحت نکاح پر کہ فرمایا فرقی بینہما معہذا ممکن ہے کہ وہ تفریق ارشاد ہو یعنی لایبی عورت رکھنے کے قابل نہیں، غرض صورت مستفسر میں عورت کا نکاح بیشک صحیح تھا اب اگر شخص اس سے قربت کر چکا اس کے بعد طلاق دی، یا قربت نہ کی تھی تو ایک لفظ میں تین طلاقیں دیں، مثلاً یہ کہ تو تین طلاق سے مطلقہ ہے، تو ان دونوں صورتوں میں طلاق مغلط ہوگئی اور بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا، اور اگر ہنوز قربت نہ کی تھی اور متفرق لفظوں میں تین طلاقیں دیں مثلاً تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے تو طلاق بائن ہوئی مغلط نہ ہوئی بے حلالہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۳۵ھ مسئلہ الف خاں صاحب مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ساکنو ریاست کوٹہ راجپوتانہ ۲۳ صفر ۱۳۳۵ھ
(۱) یہ کہ بیوگان کا عقد مابین ایام عدت سہواً ہو جائے تو یہ درست ہے کہ نہیں یا بعد گزر جانے ایام مذکورہ

۱۸۹/۱	مطبوع مجبائی دہلی	فصل فی الطہرات	۱	در مختار شرح تنویر الابصار
۲۸۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الولد للفراش	۲	صحیح مسلم
			۳	القرآن ۱/۶۵

نکاح کیا جائے تو اس میں کسی کی اجازت و رکاز ہوگی، عورت خود اپنے اختیار سے نکاح پڑھ سکتی ہے یا اس کے رشتہ دار یا کسی اور شخص موجودہ کی اجازت و رکاز ہوگی۔

(۲) ایسی عورت جس کا خاوند مر جائے اس کا نکاح اس کے جلیٹھ سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ کیسی حالت میں اور کس وقت کن شرائط پر۔

الجواب

(۱) عدت میں نکاح باطل و حرام محض ہے سہوا ہو خواہ قصداً یا، بعد عدت اگر عورت نابالغہ ہے تو اجازت ملی مطلقاً و رکاز ہے، اور اگر بالغہ ہے تو دو صورتیں ہیں جس سے نکاح کیا جاسکتا ہے اگر وہ اس کا کفو ہے یعنی مذہب نسب چال چلن پریشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اولیاء کے لیے باعث ننگ و عار ہو جب تو یہ خود اختیار رکھتی ہے اجازت ولی کی حاجت نہیں، اور اگر غیر کفو ہے اور عورت کا کوئی ولی شرعی نہیں جب بھی اسے اپنے نفس کا اختیار ہے، اور اگر ولی شرعی ہے مثلاً بیٹا یا باپ یا دادا پر دادا کی اولاد کا کوئی مرد بترتیب فالقن تو جب تک وہ پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر اس نکاح کی اجازت صراحۃً نہ دے گا عورت کے لئے نکاح نہ ہو سکے گا باطل محض ہوگا،

یفتی فی غیاب کفو بعد مجوزہ اصل بہ یفتی
فساد الزمان در مختار۔
کافقوی دیا جائے گا، در مختار (ت)

(۲) بعد عدت جلیٹھ سے نکاح جائز ہے جبکہ کوئی مانع مثل رضاعت یا مصاہرت یا جمع محارم نہ ہو اور نکاح کی وہی شرطیں ہیں جو ابتدائی نکاح میں ہوتی ہیں کوئی نئی شرط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۵ از بلا سپور، سی پی، مرسلہ جناب حاجی دم ن حاجی یعقوب صاحبان ۱۶ شعبان ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں اگر جلسہ منکفیہ۔ یجاب وقبوی۔ وں تو بھی جائز ہوگا اور شرط نکاح پائی گئی
تو وہی جلسہ نکاح ہوگا جیسا کہ در مختار و غایۃ الاوطار میں ہے، اور بعض مولوی کہتے ہیں وہ جلسہ نکاح نہ ٹھہرے گا
عہ در مختار میں ہے: کذا انما صلوٰۃ و جک او جئتک خالطاً (یوں ہی کہہاں جس تجھے نکاح کرنا چاہتا ہوں، یا
میں تجھے نکاح کا پیغام دینے آیا ہوں۔ ت، غایۃ الاوطار میں ہے: اس سے نہ صحیح ہو جائے گا کہ مولی
چکانا نکاح میں رائج نہیں ہے، ۱۳۴م،

۱۹۱/۱	مطبوعہ معینانی دہلی	باب الولی	۱۳۵ در مختار
۱۸۵/۱		کتاب النکاح	۱۳۵ در مختار
۴/۲	ترکوشو بھندہ		۱۳۵ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار

اور الفاظ ایجاب وقبول و شواہد اس جلسہ منگنی میں غیر معتبر ہوگا، کون فریق حق پر ہے اور بر تقدیر قول بعض مولوی صاحب اس عبارت خلاصہ کے کیا معنی ہوں گے۔

الجواب

عبارت خلاصہ کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں وہ اس امر میں ہے کہ ایجاب اگرنا متعین کے لیے واقع ہوا تو وہ نکاح صحیح نہیں اور متعین کے لیے واقع ہوا تو صحیح، اور اس مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ ان الفاظ کو دیکھا جائے اگر وہ ایجاب وقبول کے لیے متعین ہیں تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ جلسہ منگنی کا ہو اور اگر خطبہ وعقد میں متردد ہیں تو جلسہ کا اعتبار رہے گا، جلسہ منگنی کا ہے تو منگنی ٹھہرائیں گے اور نکاح کا ہے تو نکاح۔ درمختار میں ہے ۱

و کذا اهل اعطيتنہ بان المجلس للنکاح یوں ہی کہا "کیا تو نے اپنی لڑکی مجھے دی" نکاح کی مجلس فنکاح وان للوعد فوعدی واللہ تعالیٰ میں نکاح اور وعدہ کی مجلس میں وعدہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

اعلم۔

مسئلہ ۱۳۶ مرحلہ محمد اقبال و نور محمد صاحبان امام مسجد تحصیل ڈسٹرکٹ ضلع سیالکوٹ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ مفصلہ ذیل میں، ایک لڑکے کی ایک جگہ منگنی ہوئی تھی نکاح سے پیشتر کچھ عرصہ کے بعد لڑکے اور لڑکی کے والدین کے درمیان کسی خانگی امر کی وجہ سے ناموافقیت پیدا ہو گئی جس سے لڑکی والے نکاح دینے سے منکر ہو گئے لڑکے کے والد نے کسی طرح لڑکی کو ورغلا کر چوری بوقت رات لڑکی کے میکے سے

عہ عبارت خلاصہ کی یہ ہے:

ابو الصغیرۃ اذا قال زوجت بنتی فلانۃ من ابن فلان بكذا وقال فلان قبلت لابنی ولم یسم الابن ان کان له ابنان او اکثر لا یجوز وان کان له ابن واحد صحیح ۱۲ (م)

نابالغہ کے باپ نے جب کہا میں نے اپنی بیٹی فلانی فلان کے بیٹے کو اتنے مہر میں دی، اس کے جواب میں دوسرے نے کہا میں نے اپنے بیٹے کے لیے قبول کی اور بیٹے کا نام ذکر نہ کیا، تو اگر اس کے بیٹے زیادہ ہوں تو نکاح نہ ہوگا، اور اگر ایک ہی بیٹا ہو تو نکاح صحیح ہوگا ۱۲ (ت)

نکال لیا اور فرار کر کے لے آیا۔ لڑا کی چونکہ بالغ ہے اُس نے خود بخود شہر گوجرانوالہ جاکر باوجود لڑائی کے والدین کی ناراضا مندی اور عدم موجودگی کے اپنے لڑکے سے نکاح کر لیا۔ اس سے طرفین میں بہت سا فساد برپا ہو گیا جس کی نوبت کچھ یوں تک پہنچی۔ یہ امر دینی مصلحت کے برخلاف ہوتا ہے۔ امید ہو سکتی ہے کہ ایسی دست درازی آئندہ بھی ایسی کارروائیوں اور فتنوں کی بانی ہو، جس کا انسداد واجب امر ہے۔ کیا ایسے رختہ انداز آدمیوں کے لیے شریعت میں کوئی سزا مقرر ہے؟ مفصل حال سے آگاہی فرمائیں، فقط۔

الجواب

بلاشبہ ایسے لوگ مفسدہ وقتہ پرداز اور آبروریز فتنہ انگیز مستحق عذاب شدید و وبال مدید ہیں، معاذ اللہ اگر ایسی جراتیں روا رکھی جائیں تو ننگ و ناموس کو بہت صدمہ پہنچے گا، کم سے کم اس میں شناعیت یہ ہے کہ بلاوجہ شرعی ایذاً مسلم ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلماً فقد اذنی ومن اذانی
ایذاوی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو
ایذا دی۔

یہ نکاح جس سے ہوا اگر وہ عورت کا کفو نہیں یعنی نہ نسباً یا نہ مالاً یا نہ پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار ہے جب تو یہ نکاح کہ زن بالفساد نے بے رضائے ولی خود کیا پھر سے ہوا ہی نہیں باطل محض ہے۔ درمختار میں ہے:

و یفتی فی غیر الکفو بعد رجوع امرئہ اصلہ
بہ یفتی لفساد الزمان بلکہ
فتویٰ دیا جائے گا (ت)

اور اگر کفو ہے تو والدین کو ناراض کر کے عورت کا بطور خود نکاح کر لینا خصوصاً وہ بھی اس طور پر جا کر عورت کے لیے سخت محرومی و ناراضی الہی کا باعث ہے، اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو اب بھی نکاح نہ ہوا کہ ان کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے، یہ کیا تھوڑی شناعیت ہے کہ ایک امام برحق کے نزدیک عورت بے نکاحی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۷ بریلی، خوجی محلہ مسئلہ عظیم اللہ صاحب ۴ شعبان ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ بکبر
 کرایا گیا حالانکہ زید کی منشا ہرگز نہ تھی جس کے چند شاہد موجود ہیں۔ بوقت ایجاب قبول کرنے کے زید نے ہوں
 مثل عورات کے کہا اور رخصت نہ ہونے پائی کہ زید اپنے مکان کو چلا گیا، اور اس سے قبل بھی تاریخ مقرر پر
 زید اپنے گھر سے فرار ہو گیا تھا تو اس صورت میں نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ ہوا یا نہیں؟ مہر سے مزین فرمایا جائے

الجواب

نکاح ہو گیا اگرچہ قبول میں صرف "ہوں" جبراً کہا ہو،
 فان الاکراه ان تحقق لم يعمل فیما یستوی
 فیہ الجبد و الهزل کالنکاح و الطلاق و
 العتاق فکیف مالیس باکرا ۵۱۔

کہا جائے۔ (ت)

مسئلہ ۱۳۸ محمد رحیم بخش عبد الحمید صاحبان از قصبہ فترانگر ضلع گوڑگانوہ ۱۱ شعبان ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بچہ ہے لڑکا تھا اس کی نسبت (یعنی سگائی) ہندہ سے
 ہوئی تھی اور زید ہندہ کے مکان پر کسی وجہ سے رہتا تھا یا پرانی رشتہ داری کی وجہ سے رہتا تھا، ہندہ کی بھوپھی نے ہندہ
 کو گود لیا ہوا تھا یعنی ہندہ کی بھوپھی لا ولد یا بانجھ تھی، ہندہ کے گھر میں سوائے ہندہ کے کوئی پردہ نہیں
 کرتا تھا، ہندہ کی بھوپھی نے زید کے ساتھ اس قدر محبت بڑھائی جو کہ شفقت مادری سے زیادہ تر نظر آتی تھی،
 آخر کار زید بچے سوال ہم بستی کا کیا، چونکہ اُس زمانے میں زید بالکل بے خبر تھا یعنی خدا اور رسول اور نماز و روزہ سے
 بالکل بے خبر تھا، غرض دونوں کے باہم ناجائز دوستی کئی سال تک رہی، یہاں تک کہ زید اور ہندہ کے والدین
 نے شادی کر دی، چونکہ میاں بیوی میں کمال درجہ الفت اور محبت ہوئی اور ہندہ کی بھوپھی سے کچھ تعلق نہ رہا۔ اب
 چونکہ شادی کو تقریباً اٹھارہ سال گزر گئے اور تین بچے بھی ہو گئے، آج تک زید کو اس بات کا خیال تک نہ آیا
 اب زید ایک بزرگ سے شرف بیعت ہو کر خدا اور رسول کی اطاعت میں مکر بستہ ہے اور اسی طرح ہندہ بھی
 پابند شرع ہے اور وہ بھی شرف بیعت ہو چکی ہے باوجود زید کو ہمیشہ کتب احادیث و فقہ سے کام رہتا ہے لیکن
 یہ مسئلہ آج تک اُس کی نظر سے نہیں گزرا اور نہ کسی سے ذکر سنا اس بات کا خیال تھا، اب زید کتاب کسیر ہدایت
 کا مطالعہ کر رہا تھا اس میں باب النکاح پر نظر پڑی، اُس میں یہ عبارت لکھی پائی کہ بھوپھی بیتی یک جانکاح میں
 حرام ہیں۔ جب سے زید نے یہ عبارت پڑھی دیوانہ اور پاگل سا ہو گیا ہے کیونکہ نہ عورت یعنی بیوی کو چھوڑنے کا یارا،

اور نہ خدا و رسول کے حکم کے برخلاف ہو کر رہنے کی طاقت ہے۔ اس پر چھوڑنا چاہیے یا طلاق دینا ہے تو اس کے والدین یہ دریافت کریں گے کہ ہماری لڑکی کی کیا خطا ہے، اور جُدائی بھی نہایت شاق گزرے گی، مبادا کوئی اور آفت پیدا ہو۔ زید کی بدکرداریوں کی آج تک کسی کو خبر نہ ہوئی اب یہ رسوائی کیونکر لی جاوے۔ اب تمام کیفیت زید و ہندہ کی آنجناب میں ظاہر کر دی، امیدوار ہوں کہ آپ حکم شریعت سے بلا کسی لحاظ و مروت کے حکم فرماویں، اور اگر اس گناہ کا کفارہ ہو سکتا ہو تو وہ بھی بتلادیا جائے۔ اور اگر تریہ و ہندہ میں جُدائی کرانے کا حکم ہو تو تین لڑکیاں جو پیدا ہو چکی ہیں ان کو کیا کیا جائے اور مہر ہندہ کا مبلغ مانگتے بندھا ہے وہ ادا کرنا ہو گا یا نہیں؟ حالانکہ ہندہ نے شبِ عروس کو اپنا مہر معاف کر دیا تھا۔

الجواب

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو
عن السيئات ۱۰
اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں سے

والحمد لله رب العالمين، جو گناہ ہو اس سے توبہ کرے استغفار کرے، باقی جو توہمات و بارہ منکوحہ پیش آئے محض بے معنی ہیں، کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی بھانجی کو حرام نہیں کرتا، نہ ان کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے۔ خلاصہ و درمختار و غیر ہجرتیں

وطنی اخت اصواتہ لا تحرم علیہ امرأتہ ۱۱
سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوگی (ت) اکسیر ہدایت میں جو لکھا اس کا یہ مطلب ہے کہ بھوپھی بھتیجی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ہونا یہ حرام ہے مثلاً بھتیجی نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے یا اگر اسے طلاق دے دے تو طلاق کی عدت جب تک نہ گزرے اس وقت تک اس کی بھوپھی سے نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۹۔ سید عبد اللہ صاحب ڈاک خانہ چیم گاؤں پٹوہ، بنگال ۱۵ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد گواہ کے مقابل باللہ نو مسلم عورت کو کوئی نکاح کیا تو درست ہے یا نہیں؟ از روئے مہربانی جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوویں اور مجھ کو سرفراز فرماویں۔

الجواب

نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہ ہونا لازم ہے، صرف ایک مرد کے سامنے ایجاب و

۱۰ القرآن ۲۵/۴۲
۱۱ درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتہائی دہلی ۱۸۸ھ

قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا، وہو تعالیٰ اعلم
 مسئلہ مستولہ برآکلو از موضع کون پورہ ڈاک خانہ سیوان ڈویژن ضلع سارن چھپرا ۱۵ شعبان ۱۳۳۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں

برادر	ہمشیرہ
سجاد میاں عمر تخمیناً ۲۱ یا ۲۲ برس	مسماۃ مولودن عمر تخمیناً ۱۳ یا ۱۴ برس دوبھائی بہن
مسماۃ زیتون دختر ہمشیرہ غفار پسر برادر غنی خاں موجود کی اولاد ہیں	

شادی گولاوٹ یعنی بدین شرط پر میاں سجاد مذکور نے اپنا نکاح مسماۃ زیتون مذکور دختر غنی خاں سے کیا اور سجاد
 مذکور اپنے ہمشیرہ مسماۃ مولودن کا نکاح ساتھ غفار پسر غنی خاں سے کیا اور تاریخ شادی روانگی و آمد بارات
 کا بعد نکاح مذکورین کے تاریخ دوسرا مقرر تھا کہ اس درمیان میں جب تین روز سجاد کئے سے بارات جانے
 کو باقی تھا تب ہی مسماۃ زیتون اپنے باپ کے گھر سے باہر نکل گئی تب بعد غفار مذکور کی بارات بھی سجاد کئے
 نہیں آئی، اب درمیان اُس گھرانے اور اُس گھرانے کے مکرار رنجارنجی تطویل کلامی پیش ہو گیا، سجاد کا مقولہ
 ہے کہ جب زیتون میرے گھر میں نہیں آئی تھی تب الحال بوجہ نقص شرط نکاح بدین کے رہی اُس خاندان کی بد چلنی
 وغیرہ ظاہر ہو جانے سے ہرگز ہم اپنی ہمشیرہ مولودن کو اس خاندان میں نہیں جانے دیا نہ اب آنے دیں گے
 اور نکاح مذکورین بوجہ شرط شکنی و عہد شکنی کے باطل ہو گیا، خدا نخواستہ مسماۃ مولودن کی جان کو کوئی نقصان
 پہنچ جاوے تو عجب نہیں ہے، عرض ہے صاف صاف فتویٰ اس کا حضور ارقام فرمادیں، والسلام!
 سجاد میاں برادر مولودن ہمشیرہ ان لوگ کے والدین فوت کر گئے

الجواب

نکاح میں کوئی شرط بدل کی نہ تھی اور ہوتی بھی تو نکاح شرط فاسد سے فاسد نہ ہوتا اور یہ بھی نہ سہی
 تو شرط نکاح زیتون تھا وہ ہو گیا، بہر حال مولودن غفار خاں کی منکوحہ ہے اور سجاد کو اس کے روکنے کا کوئی حق
 نہیں، سجاد اپنی منکوحہ زیتون کو تلاش کر کے اپنے قبضہ میں رکھے اور نہ رکھنا چاہے تو طلاق دے، مولودن کے
 نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسائل از بدایوں مولوی محلہ کوئچہ مولوی انوار حسین صدر اعلیٰ مکان بخش والا مرسلہ حبیب اللہ صاحب

۱۲ شوال ۱۳۳۵ھ
 مسماۃ ہندہ دختر مسماۃ خالدہ بیوہ ہے، اس کے دو بچے نابالغ ہیں، زید پدر شوہر متوفی ہندہ کا

بچوں کو کھانے کو دیتا ہے مگر غیر کافی، ہندہ و خالہ اپنی محنت کر کے بشمول زید بسر کرتے ہیں، زید یہ چاہتا ہے کہ ہندہ اس کے دوسرے لڑکے سے جس کی بیوی و اولاد موجود ہے عقد نکاح باندھنے پر رضامند ہو جائے مگر ہندہ و خالہ رضامند نہیں، دیگر اعضاء ہندہ عقد ثانی کو برا خیال کرتے ہیں، اور اگر ہندہ کی جوانی پر خیال کر کے رائے عقد کی دیتے ہیں تو ایسے شخص سے جس سے ہندہ و خالہ کو اطمینان نہیں ہو گا اب خالہ ایک شخص ثالث سے جس سے ہندہ بھی رضامند ہے اور ایک جگہ رہتے ہیں اس طرح عقد کرنا چاہتی ہے کہ دو ایک شخص عزیز تیسرے آدمی کے جس سے عقد کرنا چاہتی ہے واقف ہوں اور خود واقف ہوتا کہ ہندہ بڑے خیال و افعال سے بچی رہے اور اولاد کی بابت نزاع پیدا نہ ہو، تو اس طرح عقد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بنجیال مزید احتیاط شخص ثالث جس سے عقد نکاح پر رضامند ہے ہندہ کو خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول ہندہ سے کر سکتا ہے یا عقد نکاح باندھنے کے واسطے شخص غیر کی ضرورت ہے؟

الجواب

نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے شخص کی حاجت نہیں صرف مرد و زن ہوں اور ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ مسلم کہ معاد دونوں مرد و زن کا ایجاب و قبول سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، مگر ہندہ اگر ولی نہیں رکھتی یعنی دادا پر دادا کی اولاد میں کوئی مرد عاقل بالغ جب تو اسے اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے، ورنہ اگر یہ شخص جس سے نکاح کیا جا رہا ہے ہندہ کا کفو ہے یعنی ہندہ کی سبب مال میں پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے نکاح ہونا ولی ہندہ کے لیے باعث تنگ و عار ہو جب بھی ہندہ مختار ہے، اور اگر کفو نہیں تو جب تک ولی پیش از نکاح اُسے غیر کفو جان کر صراحت اجازت نکاح نہ دے گا نکاح ہو گا ہی نہیں اگرچہ ہزار اعلان کیا جائے علیہ الفتویٰ در مختار وغیرہ (فتویٰ اسی پر ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۲۲ھ از بہاری پور بریلی مسئلہ جناب مولوی نواب سلطان احمد خاں صاحب مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

عرض در خدمت والیان شریعت محمدی و حامیان دین متین احمدی علمائے مقلدین مذہب حنفی یہ ہے کہ ایک شخص میر امام الدین نامی نے اپنی دختر عاقلہ بالغہ کا نکاح عبدالقدوس نامی کے ساتھ کر دیا۔ نکاح کا ایجاب قبول ایک لائق شخص نے کرایا، بستی کے سب لوگ حاضر تھے مگر قاضی صاحب جلسہ میں موجود نہ تھے تو یہ نکاح جو غیر قاضی سے پڑھایا جائز ہوا یا نہیں؟ اور ان دونوں قاضیوں کو کیا اختیارات ہیں اور اگر کسی شخص نے کسی خاص وجہ سے قاضی کو شادی میں دعوت نہیں دی تو اس پر کیا الزام آتا ہے، اور قاضی کا حق نکاح خوانی اس کو دینا چاہیے یا نہیں جبکہ غیر قاضی سے پڑھوایا، بیوا بیانا و انفا ابرم اللہ اجرا کا فیا۔

الجواب

قاضی کوئی شرط نکاح نہیں، آدمی جس سے چاہے پڑھوائے، چاہے مرد و زن دو گاہوں کے سامنے

خود ایجاب و قبول کر لیں اس نام کے قاضی کے لیے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق، جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا، نہ قاضی کو دعوت نہ دینے میں کوئی الزام، یہ نکاح خوانی کے قاضی اسماء سمیتوہا ائمہ و اہل علم صا انزل اللہ بہا من سلطنت (یہ اپنے بنائے نام ہیں، شرعی طور ان پر کوئی دلیل نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳ از ہیٹری ضلع بریلی مرسلہ حکیم ریاض الدین صاحب رضوی ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت بیوہ جو کہ اُس کے چھوٹے بھائی کی زوجہ تھی اُس سے نکاح کیا اور اُس کے ساتھ میں ایک دختر نابالغ تھی اُس دختر کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ جو اُس کا پہلے تایا تھا اُس نے اپنی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا لیکن لڑکی نکاح سے تاہنوز اپنے شوہر کے یہاں نہیں گئی اب ناکہیں بالغ ہوئے تو ناکہ اپنی منکوحہ کو اپنے گھر بلاتا ہے اور منکوحہ اُس کے گھر جانے سے انکار کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ تیرا چال چلن ٹھیک نہیں ہے میں تجھ سے نکاح توڑ دوں گی، تو اس صورت میں لڑکی اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے یا لڑکے کو مجاز ہے کہ زبردستی اُسے لے جائے اور ولایت اس کے سوتیلے باپ کی درست ہے یا نہیں؟ مینو اتوجروا

الجواب

سوتیلے باپ ہونا تو کوئی وجہ ولایت نہیں، ظاہر چاہتا ہے کہ ولایت ہے اگر اس سے مقدم اور کوئی ولی نہ تھا اور یہ لڑکا جس سے اُس نے اس لڑکی کا نکاح کیا مذہب نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم نہ تھا کہ اُس سے اس لڑکی کا نکاح باعث تنگ و عار ہو تو نکاح ہو گیا، مگر اس لڑکی کو اختیار تھا کہ بالغہ ہوتے ہی فوراً اُس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے، جب تو اُسے فسخ کرنے کا اختیار ہے، اور اگر ذرا دیر لگائی تو اب نکاح لازم ہو گیا اختیار فسخ نہ رہا، اور اگر وقت نکاح ہی اُس لڑکے میں امور مذکورہ میں کوئی کمی تھی جس کے سبب اُس لڑکی کا نکاح باعث تنگ و عار ہو، جب نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت! واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴ از دلیل گنج پرگنہ جہان آباد ضلع پٹی جہیت مرسلہ منشی محب اللہ صاحب ضلعہ ارنچر

۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

وقت نکاح جو ایجاب و قبول کرائے جاتے ہیں اس میں اکثر اشخاص ایک دوسرے کے خلاف اعتراض کرتے ہیں، (۱) زید کی لڑکی کہ نام اس کا تم کو معلوم ہے اور بالفعل اس نام کی اور کوئی لڑکی اس گھر میں موجود نہیں ہے بعض مہر شرعی اس قدر روپے اور اس قدر دینار سُرخ سلطانی سکہ رائج الوقت سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح

تمہارے کے آئی اور دی میں نے، قبول کی تم نے۔

- (۲) باقی عبارت سب وہی ہے صرف بجائے لفظ "سوائے" کے علاوہ استعمال کرتے ہیں۔
- (۳) میں سب عبارت وہی ہے صرف بجائے "سوائے" یا "علاوہ" کے لفظ "مع" استعمال کرتے ہیں۔
- (۴) بعض شخص صرف یہ کہتے ہیں کہ بیچ نکاح تمہارے کے آئی اور دی میں نے، اور بعض صرف لفظ "آئی" کہتے ہیں اور بعض شخص صرف لفظ "دی" کہتے ہیں، اس میں کون سا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔ اب اعتراض اس لفظ پر ہے کہ جب لفظ سوائے نان نفقہ کہا گیا تو نان نفقہ دو لہجہ کے ذمہ عائد نہ ہوا بلکہ صرف روپیہ مہر کا عائد ہو جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں فلاں شے فلاں شخص کو دی گئی سوائے پکڑی کے یعنی پکڑی نہیں دی گئی، اسی طرح لڑکی بالعوض اس قدر مہر کے نکاح میں دی گئی سوائے نان نفقہ کے یعنی اس لڑکی کا نان نفقہ دو لہجہ کے نکاح میں نہیں آیا، یہی اعتراض لفظ علاوہ کے کہنے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور جب لفظ مع نان نفقہ کہا جاتا ہے تو معترض لوگ رجوع کرتے ہیں تعداد مہر کی طرف، اور کہتے ہیں کہ بالعوض اس قدر مہر شرعی مع نان نفقہ کے کہنے سے نان نفقہ مہر میں شامل ہو گیا، یعنی جب عورت نان نفقہ پائے تو وہ مہر مجرا دیا جائے اور تعین مہر کا روپیہ اس نان نفقہ کے حساب سے جب سب پا چکے تو پھر عورت نہ نان نفقہ پانے کی مستحق رہی اور نہ زرمہر کی، گویا وہ بے نان نفقہ اور مہر کے نکاح میں رہی، اپنے کھانے پینے کا انتظام عورت خود کرے۔ معترض فرمائیے کہ ہر الفاظ سوائے علاوہ مع کے استعمال کے نکاح درست ہوگا اور نان نفقہ بذمہ مرد عائد رہے گا یا نہیں؟ اور کون سے لفظ کے استعمال سے نان نفقہ عائد ہوگا اور کون سے نہیں؟

الجواب

یہ سب اوہام بھی ہیں اور ان کی بحث فضول بھی، اوہام تو یوں ہیں کہ جو رقم ذکر کی جاتی صرف مہر کے لیے مقصود ہوتی ہے، اور علاوہ اور سوا اور مع یہ سب مہر کی صفتیں ہوتی ہیں یعنی وہ مہر کہ نان نفقہ سے علاوہ یا ان کے سوا یا ان کے ساتھ ہے علاوہ اور سوا کے یہ معنی کہ اس کا وجوب ان کے وجوب پر زائد ہے اور مع کے یہ معنی کہ یہ اور وہ وجوب میں شریک ہیں یہی مراد ہوتی ہے اور یہی مفہوم، اور ان سے بحث فضول، یوں کہ نان و نفقہ و مہر ایسی چیز نہیں کہ اگر بالقصد ان کی نفی بھی کی جائے تو منتفی ہو جائیں یا نکاح میں کچھ خلل آئے، نکاح شروط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا بلکہ وہ خود شرطیں ہی باطل ہو جاتی ہیں، اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا جب بھی مہر شرعاً لازم ہوگا مہر مثل دینا آئے گا، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان نفقہ کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں ضرور واجب ہوگا کہ قبل وجوب اسقاط مہل ہے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما بال اقوام یشترون بشرط لیس فی کتاب اللہ ایسی قوم کا کیا حال ہوا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کتاب اللہ من اشتراط شوطا لیس فی کتاب اللہ اجازت کتاب اللہ میں کسی طرح نہیں، ایسی شرطیں

فہرہ وان كانت مائة شرط شرط الله
سُبحی ہوں تو وہ مردود ہوں گی ، اللہ تعالیٰ کی طرف
احق و اوثق یہ
سے جائز شرط زیادہ ثابت مضبوط ہے (ش)

بایں ہمہ اگر ایسی عبارت چاہیں جس میں یہ اوہام پیدا نہ ہوں تو یوں کہیں بعض اتنے مہر کے کہ نان و نفقہ کا
وجوب اس کے علاوہ ہے تیرے نکاح میں دی اور "آئی" سے "ذی" بہتر ہے کہ یہ انشاء میں صریح ہے ، واللہ
تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۴۸۸ از مقام ہنگن گھاٹ محلہ نشان پورہ ضلع وردھا مرسلہ محمد اسماعیل صاحب مورخہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
جناب مولانا صاحب مدظلہ السلام علیکم ، مندرجہ ذیل میں شرع شریف کا کیا حکم ہے تحریر فرمائیں ، اللہ
آپ کو اجر نیک عطا کرے ۔ زید نے عمر کی لڑکی سے نکاح کیا ، نکاح کے وقت کسی قسم کی شرط وغیرہ نہ تھی ، لڑکی
رخصت ہو کر گھر آئی ، چند روز کے بعد لڑکی کا والد لڑکی کو اپنے مکان میں لے گیا اور اب زید سے اس بات کا طالب ہے
کہ وہ ایک اسٹامپ اس مضمون کا تحریر کر دے کہ میں لڑکی کو اپنے وطن میں نہیں لے جاؤں گا یہیں اس کے والدین
کے پاس اس شہر میں رکھوں گا ، اگر زید اسٹامپ نہ لکھے گا تو لڑکی کی طرف سے میرا جواب ہے کہ اب میں لڑکی
کو رخصت نہ کروں گا ۔ دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا عمر کو یعنی لڑکی کے باپ کا یہ عذر معقول ہے اور وہ ایسی
حالت میں لڑکی کو روک سکتا ہے ؟

الجواب

اگر مہر کل یا بعض پیشگی دینا قرار نہ پایا تھا یا قرار پایا تھا اور وہ ادا ہو گیا تو لڑکی کے باپ کا یہ عذر بجا ہے
اور وہ اسے نہیں روک سکتا ۔

قال الله تعالى واسكنوهن من حيث سکنتم
من وجدکم یٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بیویوں کو اپنے ساتھ سکونت دو
گنجائش کے مطابق ۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ہاں اگر کوئی صورت خاص ہو کہ سفر بہت طویل ہے اور وہاں تنہائی میں لڑکی کو ضرر رسانی کا ظن غالب
ہے تو اس کے ثبوت پر بے بند و بست کافی ، وہاں لے جانے کی اجازت نہ دیں گے ۔

قال الله تعالى ولا تضاروهن لتضيقوا
عليهِنَّ ، وقال صلى الله تعالى عليه
مت پہنچاؤ ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لے صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الولاء قیدی کتب خانہ کراچی ۳۷۷/۱

لے القرآن ۶/۶۵

لے ایضاً

وسلم لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام علیہ والہ
تعالیٰ اعلم۔
دینا (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹۹۔ شیخ فضل احمد صاحب درزی بازار کٹرہ متصل کارخانہ میزکری یعقوب خان موخر ۶ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلاء متین دین مسئلہ کہ ایک عورت کے شوہر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی عدت
گزر نے نہ پائی تھی کہ عورت نے دوسرے شخص کے پاس جا کر کہا کہ تم میرے ساتھ نکاح کر لو ورنہ میں حرام کرنے پر تیار ہوں
اس نے یہ خیال کر کے کہ عورت حرام کرنے سے خراب ہو جائیگی اور اس عورت کو سمجھایا کہ تیری عدت گزر جائے بعدہ نکاح کر لینا
مگر عورت نے کسی طرح نہ مانا لہذا اس شخص نے مجبوراً اس عورت سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دیگر یہ
کہ عرصہ آٹھ ماہ سے یہ عورت اُسی شخص کے پاس ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا۔ بایں وجہ شفقت و محبت دونوں
میں حید اعتدال سے زیادہ ہو گئی کہ تھوڑی دیر کے واسطے بھی نگاہ سے اوجھل ہونا ایک کا دوسرے کو ناگوار خاطر ہوتا ہے۔
لہذا دوسرا نکاح اگر اس عورت کے ساتھ ناجائز ہو تو کس صورت سے جائز ہو اور خود بھی زوج و زوجہ پریشان ہیں کہ کیونکر
نکاح ہو اور اکثر اوقات ہم بستر بھی ہوئے ہیں۔ بینوا تو جھروا

الجواب

وہ نکاح نہ ہوا زنا ہے خاصاً ہوا، اُن مرد و زن پر فرض ہے کہ فوراً اُچھا ہو جائیں مرد اُسے چھوڑ دے، پھر
اگر پہلے کی طلاق کے بعد ابھی تین حیض نہ آئے ہوں تو انتظار فرض ہے یہاں تک کہ تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں،
اور اگر ختم ہو گئے ہیں اور یہ دوسرا اس سے نکاح چاہتا ہے تو چھوڑنے کے بعد فوراً کر سکتا ہے، اور اگر عورت کسی
تیسرے سے نکاح چاہے تو یہ دوسرا جس دن چھوڑے اس کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہونا لازم ہے، اس سے
پہلے تیسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ دُرر میں ہے :

المطلقة اذا تزوجت في عدتها فوطئها الثاني
فريق بينهما وتداخلا عندنا ويكون ما تراه من الحيض
محتسباً منهما جميعاً واذا انقضت العدة الاولى
ولم تكمل الثانية فعليها اتمام العدة الثانية۔
مطلقة عورت نے اگر عدت میں کسی دوسرے سے نکاح کیا
اور اس دوسرے نے اس سے جماع کر لیا، تو دونوں
میں تفریق کی جائے گی اور دونوں عدتیں مست داخل
ہو جائیں گی، اور آنے والا حیض دونوں کا مشترک ہوگا
اور جب پہلی عدت پوری ہو جائے اور دوسری عدت پوری نہ ہو تو دوسری کو تمام کرے۔ (ت)

خانیہ و مجرور و المہتر میں ہے ،

اذا تمت عدة الاول حل للثاني ان يتزوجها
لا لغيرة ما لم تتم عدة الثاني بشلات
حيض من حين التفريق
والله تعالى اعلم

مسئلہ ۱۵۱ از موضع بھوٹا بھوٹی بسوٹو لاند ملک افریقہ مرسلہ جناب حاجی سہیل میاں ابن حاجی امیر میاں
صدیقی حنفی قادری

(۱) زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو حکم دیا دو دو تین تین چار چار ، اور عورت کو کیوں نہیں ملا کہ تم دو دو
تین تین چار چار مرد کرو۔

(۲) ایک شخص زانی عورت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد سے
جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے ، آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی سے ہو جب بھی
نکاح جائز نہیں اور شاہد و حاضرین کا ٹوٹ جاتا ہے ، مجموعہ خانی جلد ثانی ص ۳۹ :

در بدایہ و کافی آورده است عربیہ صحیحہ بر ذیل اسلام
آمد بر آن عورت عدت لازم نشود خواه اسلام
در دار حرب آورده باشد خواه نیاورده باشد
و این قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ ، و نزدیک
امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت
لازم شود ، و باتفاق علماء برکنیز کہ در تاخت گیرند
عدت لازم نیست قما استبراء لازم ست و اگر
حرمہ کہ در دار اسلام آمدہ است و حاملہ تا آن زمان
کہ فرزندانہ ناید نکاح نہ کند دیگر روایت از
امام آفتست کہ نکاح درست ست اگر حاملہ باشد
قما نزدیک با آن عورت شوہر نہ کند تا آن زمان کہ

آجائے تو اس پر عدت لازم نہیں خواہ دار الحرب میں
مسلمان ہوئی یا نہ ہوئی یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
قول ہے ۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس
پر عدت لازم ہے اور جنگ میں گرفتار شدہ لونڈی
پر عدت لازم نہیں ہے ، یہ سب کا اتفاق ہے ، اس
پر صرف استبراء لازم ہے ۔ مگر کوئی حاملہ عورت دار الحرب
سے دار اسلام آئی تو وہ بچہ کی پیدائش سے قبل نکاح نہیں
کر سکتی ۔ امام صاحب نے ایک دوسری روایت میں
فرمایا کہ وہ نکاح کر سکتی ہے لیکن بچے کی پیدائش سے
قبل اس سے جماع جائز نہیں ہے ، جس طرح زنانے

فرزند نرید چنانچہ عورت را از زنا حمل ماندہ است
 خواستن اورداست و نزدیکی کردن روا نیست تا
 آن زمان کہ فرزند نرید و اگر یکے از میان زن و شوہر
 مرتد شد فرقت میان ایشان واقع شود فاما طلاق
 واقع نشود ایں قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ
 تعالیٰ و نزدیک امام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت
 واقع شدہ است بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است
 و بازن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر بر او لازم شود اگر
 نزدیکی نہ کردہ است چیزے از مہر لازم نشود و نفقہ
 نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر
 خود از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود۔

حاملہ سے نکاح جائز مگر بچے کی پیدائش سے قبل اس سے
 جماع جائز نہیں ہے۔ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی ایک
 مرتد ہو جائے تو دونوں کی فرقت ہوگی لیکن طلاق نہ ہوگی
 یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ
 تعالیٰ کا ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 اگر صرف خاوند مرتد ہو جائے تو فرقت ہو جائے گی طلاق
 نہ ہوگی۔ تو خاوند کے مرتد ہونے کے بعد اگر اس نے
 بیوی سے جماع کیا تو مکمل مہر لازم ہوگا اور مرتد ہونے
 کے بعد جماع نہ کیا تو مہر اور نفقہ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ
 عورت خود اس کے گھر سے علیحدہ ہو چکی ہو اور اگر وہ اسی
 کے گھر میں ہو تو نفقہ مرد پر لازم ہوگا۔ (د)

الجواب

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے: **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الشّٰكِرِيْنَ** اللہ عزوجل بے حیاتی کا حکم نہیں فرماتا۔
 ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیاتی ہے، جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے
 خبیث تر ہے یعنی خنزیر، وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتہ نہ چلے کہ بچہ
 کس کا ہے۔ اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو، معلوم
 نہ ہو سکے کہ بچہ کس کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جسے زنا کا حل ہو والی عیاذ باللہ تعالیٰ اور وہ شوہر دار نہ ہو اس سے زانی و غیر زانی ہر شخص کا نکاح
 جائز ہے فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہوئے اور جس کا
 حمل ہے وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز، دو مختار میں ہے،

صحیح نکاح جبلی من نمانا و ان حرم
 و طوھا و دواعیہ حتی تضع لثلا

زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح ہے اگرچہ اس سے وطی اور اس سے
 متعلقہ امور حرام ہیں جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے،

یسقی ماء خردع غیرہ اذ الشعر ینبت منه و
لو تکح الزانی حل له و طوھا اتفاقاً۔

تاکہ اس کا پانی غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرے یہ اس لیے
کہ جماع سے حاملہ کے بچے کو بال اُگتے ہیں، اور اس سے
خود زانی نے نکاح کیا تو اس کو جماع بھی جائز ہے (ت)
زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگرچہ حاملہ اُسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر
افتر ہے بلکہ صحیح و مفتی بر یہ ہے کہ اگرچہ حل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاید و حاضران
محفل کے ٹوٹ جاتے ہیں افتر۔ بر افتر ہے، مجموعہ خانی سے جو عبارت اُس نے نقل کی ہے صراحتہً اُس کے خلاف ہے۔
اگر عورت را از زنا حمل مانده است خواستن او
اگر عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس سے نکاح
جائز اور جماع جائز نہیں جب تک بچے کو جنم
رواست و نزدیکی کردن روانیست تا آنکہ زاید۔
نہ دے دے۔ (ت)

اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ،
حربیہ کہ در دارالاسلام آمدہ است و حاملہ تانہ اید
نکاح نہ کند۔
یہ اس میں ہے کہ حربی کا فر کی حاملہ عورتہ و دارالاسلام میں آکر مسلمان ہوگئی نہ کہ حل زنا میں۔ واللہ

تعالیٰ اعلم
۱۵۲ھ از (برہما) ڈاک خانہ چیگانگ محلہ مینڈنگ ضلع اکیاب مرسلہ محمد عمر صاحب ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ
ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی الفتاویٰ
قاضی خان وات ترک الجمعة ثلاث
مرات یصیر فاسقا کذا ذکر فی بعض
المواضع وبہ اخذ شمس الاثمة
المرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ و ذکر فی بعض
المواضع انه یبطل العدالة انتہی، و
ان ترک الصلوة بالجماعة ولم یستعظم
ذلك کما یفعل بہ العوام بطلت عدالتہ
حضرات علمائے کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ
کا کیا حکم ہے کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی نے
تین جمعے ترک کر دئے تو وہ فاسق ہوگا، یوں ہی بعض
مقامات پر مذکور ہے جس کو شمس الاثمة مرخسی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے لیا ہے، اور بعض مقامات پر انھوں نے
ذکر کیا کہ اس کی عدالت ختم ہو جائے گی اور اگر
کسی نے نماز یا جماعت کو اہمیت نہ دیتے ہوئے
ترک کیا جیسا کہ عوام کرتے ہیں تو اس کی عدالت باطل

وان ترکھا متاولا بان کان یضلل الامام او یفسق لا یبطل عدالتہ ولا یقبل شہادۃ من کان معہ وفا بالکذب انتہی وفي الدر المختار لا تقبل شہادۃ الا بتاویل بدعة الامام او عدم مراعاتہ آہ۔

اور در مختار میں ہے کہ ایسے شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی الا یہ کہ وہ تاویل اور عذر مثلاً امام کے بدعتی ہونے یا شرعی امور کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے جماعت کو ترک کرے آہ (ت)

جب ان لوگوں کی عدالت باطل ہوگئی تو بوقت نکاح و طلاق شہود بنانے سے نکاح و طلاق صحیح ہوگا یا نہیں، چونکہ در مختار میں ہے، شہود عادل عند الشافعی (امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عادل گواہ ہوں۔ ت) شہود عادل شرط ہے۔ اور رجعت کرنے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، واشہدوا ذوی عدل منکم (دو عادل گواہ بناؤ۔ ت) اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل (دو بولی کے بغیر نکاح نہیں) اور دو عادل گواہوں کے بغیر بھی۔ ت) اس عبارت مرقومہ اور بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کو نکاح وغیرہ میں شہود بنانا معتبر نہیں، جب معتبر نہیں ہے تو ثانیہ تجدید نکاح کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

بلاشبہ عذر شرعی ترک جمعہ اور ترک جماعت کی عادت موجب فسق و مستط عدالت و وجہ رد شہادت ہے مگر نکاح میں جو شاہدین کی شرط ہے یہ وقت ادائے شہادت نہیں کہ عدالت کی حاجت ہو بلکہ وقت تحمل شہادت ہے اور اس میں عدالت کچھ ضرور نہیں، حنفی مذہب میں تصریح ہے کہ شاہدین نکاح اگر فاسق بھی ہوں حرج نہیں۔ در مختار میں ہے: ولو فاسقین او محدودین فی قذات (اگرچہ دو گواہ فاسق ہوں یا قذف کی حد گئے گئے ہوں۔ ت)

۵۳۲/۳	نوکشور لکھنؤ	کتاب الشہادات	لے فتاویٰ قاضی خاں
۸۲/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الامامۃ	لے در مختار
۲۶۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح	لے رد المحتار مع در مختار
			لے القرآن ۲/۶۵
۱۲۵/۴	دار صادر بیروت	لانکاح الا بشاہدین عادلین	لے السنن اکبری للبیہقی
۱۸۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	کتاب النکاح	لے در مختار

حدیث میں جو ارشاد ہوا لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل (ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں) نفی بمعنی نہیں ہے اور نہ ہی منافی صحت نہیں بلکہ ہمارے نزدیک یہ نہی ارشادی ہے کہ بالغہ کے نکاح میں ولی بھی شرط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۳ از شمس آباد ضلع کھیل پور علاقہ انک مرسلہ مولانا قاضی گیلانی صاحب ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ بحضور لامع النور، موفور السرور، قاطع الشرور والفسق والفجور حضرت عالم اہل السنۃ والجماعۃ مجدد مائتہ حاضرہ زید محمد ہم! بعد نیازیے آغاز حضور نے فرمایا تھا کہ کتب خانہ فیض نشا نہ میں عینی ہدایہ نہیں لہذا دو ورق بقدر حاجت ارسال خدمت فیض رجعت ہیں، مسئلہ خطبہ نکاح بغیر کفو میں اس ملک کے علماء سخت مختلف ہیں بعض کتب عربیہ فارسی قلمی غیر مشہور میں لکھا ہے کہ تقسیم فواکہ و شککہ با فاتحہ خوانی بلا ایجاب و قبول یا وعدہ کہ میں تم کو اپنی بیٹی دوں گا یا اس ارادہ پر کوئی تحفہ خوردنی یا پوشیدنی لیا تو بھی مثل ایجاب و قبول کے موجب انعقاد نکاح ہو گیا اور حدیث تحریم الخطبہ علی خطبۃ اخیئہ (بھائی کی منگنی پر منگنی حرام ہے۔ ت) سے ان عبارتوں کو اور بھی تاکید دیتے ہیں اور عینی شرح ہدایہ کی عبارت کتاب النکاح میں لان الخطبۃ التزوج (کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے۔ ت) ان کے مدعا کی پوری ثبوت ہے ان کے نزدیک ایجاب و قبول لفظی یا کوئی قول و فعل اس پر دال ہو موجب نکاح ہے اگرچہ فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کی علیات میں ان کو باریا دکھائی گئی مگر وہ لوگ قاصر الفہم اپنی ہست سے باز نہیں آتے اور اس کا نام احتیاط فی الفروج رکھا ہے۔ حضور نے ایک بار فرمایا تھا کہ قلم ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے اور صحیح عبارت لان الخطبۃ للتزوج معلوم ہوتی ہے حضور کی یہ دُرُفِشانی نہایت اوفیٰ و اوجہ ہے مگر عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ خطبہ کے متعلق کل ماہما و ما علیہا مع ازالہ اوایام و ابانہ تمام ابحاث کے ساتھ بقدر چار پانچ ورق کے بزبان عربی حضور ارشاد فرمائیں۔ دوسری عبارت عینی کی،

وعند فی الرجل یشرب الشراب او هو حائک یفرق
بینہما و فی البسیط ذہبت الشیعۃ الی ان
نکاح العلویات معتنۃ علی غیرہم مع التواضی
قال السروجی و ہما قولان باطلان انتہی
عینی سے روایت ہے کہ جو شراب کا عادی یا جولا ہے
تو دونوں کی تفریق کر دی جائے گی، اور بسیط میں ہے
کہ شیعہ کا مذہب ہے کہ علویات (سید زادیوں) کا
نکاح ان کے اولیاء کی رضامندی کے باوجود بھی غیر سے ممنوع ہے
سروجی نے کہا، یہ دونوں قول باطل ہیں انتہی (ت)

صحیح مسلم	باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیئہ	قدیمی کتب خانہ کراچی	۴۵۴/۱
عینی شرح ہدایہ	فصل فی الہداد	مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ	۴۳۴/۲
سک	فصل فی الکفارة	”	۱۰۲/۲

اور عبارت تو اس سے پہلے صاف ہے ہمارا کے مزاج ہی میں شبہ ہے، اگر اس قاعدہ اکثر یہ پر کہ اصل مزاج میں مذکور قریب ہے قریب کے دو قول لیے جائیں جو کہ ایک شراب و حاکم کا، دوسرا شیعہ والا ہے، تو اگرچہ شیعہ کے قول کا بطلان ظاہر ہے کہ ظاہر روایت میں بغیر تراضی اولیاء بھی نکاح درست ہے باوجود ثبوت اعتراض لولی، اور بروایت نوادرنا درست ہے لفساد التہمان فلو یکن ممتنعاً (اس کی وجہ زمانے کا فساد ہے لہذا اصلاً ممنوع نہ ہوا۔ ت) مگر شراب الشراب یا حاکم سے اگر اعلیٰ قوم کی عورت نے بغیر تراضی اولیاء کے نکاح کر لیا تو ظاہر روایت ہی کی رو سے تو تفریق کی جائے گی جیسا کہ کل متون و شروح و فتاویٰ میں مذکور ہے، پس اس کے بطلان کی وجہ کیا ہے، سرور حنفی مذہب کا ہے یا کہ غیر، اور کس طبقہ کا ہے، اور اس کی عبارت کا صاف مطلب کیا ہے، ملک خراسان کے اکثر حصص میں اکثر علمائے احناف اس کے قائل ہیں کہ کہ سیتہ زادی کا نکاح ہر شخص شریف و ذلیل کے ساتھ درست ہے ولی راضی ہو یا خفا، اور فقہ کی کل کتابوں سے اغماض کر کے صرف دو عبارتوں پر مصر ہیں، ایک آیت سورہ احزاب کے اول رکوع میں،

النبی اولى بالمؤمنین من انفسہم و ازواجہ
 امہاتہم الخ
 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمنین کی جانوں سے بھی ان کے لیے قریب تر ہیں اور آپ کی ازواج پاک

مؤمنین کی مائیں ہیں الخ (ت)

کہ تحریم ازواج مطہرات کی رسول اللہ و ازواج کی بنات و اخوات و خالات کی طرف متعدی نہیں، جیسا کہ مدارک و خازن و احمدی و روح البیان وغیرہ میں ہے۔

اور دوسری عبارت قال السروجی الخ جو کہ ابھی عینی سے نقل ہوئی ان کو جواب دیا گیا ہے کہ ظاہر روایت نوادر سے یہ عبارت مخالف نہیں کیونکہ ظاہر روایت میں بھی درست ہے مع اعتراض ولی، اور نوادر میں جو نا درست ہے تو وہ بوجہ فساد زمانہ ہے فلا تعارض ولا تضاد (ظاہر اور نوادر روایات میں تعارض و تضاد نہیں ہے۔ ت) اس کے متعلق بھی حضور لا مع النور کچھ تحریر فرمائیں۔

الجواب

بملاحظہ شریفہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد والفضل و اکرم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب دامت معالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عبارت بنائیہ صفحہ ۱۰۲ بہت صاف ہے، اوپر کی روایت سے موازنہ کر کے اس روایت کا مطلب واضح ہوتا ہے، امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو روایتیں ذکر کیں، اول،

لا بد من اعتبار الكفارة ولا يسقط الإبتراض
الولی والمرأة۔
کفو کا اعتبار ضروری ہے صرف ولی اور خود لڑکی کی رضا سے
اس کا اعتبار ساقط ہو سکتا ہے (ت)

یہ ہمارے مذہب کے موافق ہے حتیٰ کہ روایت حسن مفتی بہا کے بھی کہ اس میں بھی اگر بالغہ برضائے ولی قبل النکاح عالماً
بعدم الکفارة غیر کفو سے نکاح کرے گی صحیح و نافذ ہوگا اور حتیٰ اعتراض بھی نہ رہے گا۔ دوسری،
وعنه في الرجل يشرب الشراب او هو حائل
انہی سے مروی کہ شراب کا عادی یا جو لاپاہو تو دونوں
میں تفریق کر دی جائے گی۔ (ت)

یفرق بینہما۔
یہ مطلق ہے وہ استثنا تراضی یہاں نہیں یہاں بھی وہ استثنا ہو تو دونوں روایتیں ایک ہو جائیں، لاجرم اس کے
اطلاق کا یہ حاصل کہ لی نکاحات حلالہ لازم تراضی زن و ولی سے بھی ساقط نہ ہوگا، اور گوسب کی رضا سے
ایسا نکاح ہو قاضی حیرا علیہم تفریق کر دے گا، جیسے ہمارے یہاں بنت مسوسہ بشہوت سے برضائے زن اولیا۔
نکاح کرے یفرق بینہما (دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ ت) یہی حکم روافض نے دربارہ علویات دیا کہ
دوسرے سے اگرچہ قرشی ہو علویہ کا نکاح اگرچہ برضائے کل ہو ممتنع ہے، ان دونوں قولوں کو امام سروجی فرماتے ہیں،
باطلان (دونوں باطل ہیں) اور وہ بیشک باطل ہیں، اگر بالغہ برضائے ولی حائل سے نکاح کر لے لایفرق
بینہما (دونوں میں تفریق نہیں کی جائے گی۔ ت) اور علویہ بالغہ قرشی غیر علوی سے نکاح کرے اگرچہ بے رضائے ولی
یا غیر قرشی سے برضائے ولی لایمتمنع (منع نہیں کیا جائے گا۔ ت) امام سروجی ابوالعباس احمد قاضی مصر
متوفی ۷۸۵ھ صاحب غایہ شرح ہدایہ اجلہ علمائے حنفیہ سے ہیں، اُس وقت توفیق نے قیاس سے گزارش کیا تھا
کہ الخطبة للتزوج (منگنی، نکاح کے لیے۔ ت) ہوگا، اب کتاب کا ورق کہ جناب نے بھیجا دیکھ کر یقین کرتا ہوں
کہ بیشک لام ہی ہے، کاتب نے اس کتاب کو نسخ نہ کیا منسوخ کیا ہے اسی لیے میں نے نہ خریدی، خطبہ کا غیر نکاح
ہونا ایسا روشن ہے جیسے صبح کا غیر شمس ہونا، حاشایہ احتیاط فی الفروج نہیں بلکہ احتیال فی الفروج ہے کہ منگنی
ہوتے ہی منکوحہ بنالیں ولا یقول بہ جاہل فضلاء عن فاضل (کوئی جاہل بھی یہ بات نہ کہے گا چہ جائیکہ
کوئی فاضل کہے۔ ت) کس قدر کثرت وافر سے نصوص ملیں گے جو خطبہ و تزویج کی مبادیث ثابت کریں گے
اذا احتاج التہار الى دلیل

ولیس یصرح فی الاعیان شئی
(دن کی موجودگی بھی اگر کسی دلیل کی محتاج ہو تو پھر دنیا میں کوئی چیز ثابت نہیں قرار پائے گی۔ ت)

حدیث تحریم الخطبة علی خطبة اخیه (بجائی کی منگنی پر منگنی حرام ہے۔ ت) سے اس کی تائید جہل شدید، ورنہ حدیث یحرم السوم علی سوم اخیه (بجائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ لگانا حرام ہے۔ ت) سے نفس سوم کو عقد بن کر لیں گے، بتائیہ کی پہلی عبارت لا ینبغی ان تخطب المعتدة ش لان الخطبة للزوج ونکاح المعتدة لا یجوز (عدت والی عورت کو منگنی کا پیغام دینا مناسب نہیں، شرح میں ہے، کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جبکہ عدت والی کو نکاح جائز نہیں۔ ت) تو ظاہر ہے کیا نکاح معتدہ کو لا ینبغی کہا جاتا اس کی تحریم تو محرمات میں گزری، یہاں کاتب نے "لان" چھوڑ دیا ہے متن نے دو مکمل بیان فرمائے ایک خطبہ صریحہ اسے منع فرمایا، شارح اس کی دلیل بتاتے ہیں کہ خطبہ تو بغرض تزوج ہی ہے اور تزوج معتدہ حرام، دوسرا خطبہ بالکنایہ، اسے جائز فرمایا کہ لا باس بالتعریض فی الخطبة (عدت والی کو کنایہ کے طور پر منگنی کے پیغام میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ت) یعنی خطبہ ہو مگر نہ الفاظ صریحہ میں بلکہ کنایہ تو صریح نہیں، کیا کوئی مسلم بلکہ کوئی عاقل اس کے یہ معنی لے سکتا ہے کہ معتدہ سے نکاح بالکنایہ جائز ہے حاشیہ اللہ! دوسری عبارت:

ای لا یجوز ان یقول صریحا امیدا ان نکحک
او اخطبک لان الخطبة للزوج کہا ذکر ہے

یعنی صراحتاً یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں
یا میں تجھے سام نکاح دیتا ہوں نا جانے کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا (ت)

جس میں کاتب نے "ای" کا "ان" اور للزوج کا الزوج لکھا ہے اس میں ان صاحبوں کو غالباً یہ دھوکا لگا کہ اخطب کو منصوب پڑھا اور انکح پر معطوف اور امیدا کے تحت میں داخل مانا کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے خطبہ کرنا چاہتا ہوں یوں سمجھ لیا خطبہ تزوج ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اخطب مرفوع حکائی اور اس کا عطف "امیدا" پر ہے یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کیا چاہتا ہوں نہ یہ کہنا جائز کہ میں تجھے خطبہ کرتا یعنی پیغام نکاح دیتا ہوں، پھر اس کے صریح ہونے کی وجہ فرماتے ہیں کہ خطبہ تزوج ہی کے لیے ہوتا ہے تو "اخطبک" کے معنی بعینہ وہی ہوتے کہ "امیدا ان نکحک" آیہ کریمہ مثل امہات تحریم ابدی عام کے لیے ہے، یہ بیشک ازواج مطہرات سے خاص ہے ورنہ فحشین کریمین سے تزویج بنات کمالات نہ ہوتی اس سے یہ لازم سمجھنا کہ غیر ازواج مطہرات

۲۵۴/۱	فتیہ کتب خانہ کراچی	باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه	۱ صیح مسلم
۳/۲	"	باب تحریم البیع علی بیع اخیه الخ	۲
۲۳۲/۲	مکتبہ امدادیہ مکہ المکرمہ	فصل فی الحداد	۳ و ۴ و ۵ البناء شرح ہدایہ

میں حل مطلق ہے سخت جہل ہے، کہاں تحریم مطلق کی نفی کہاں حل مطلق کا اثبات، یعنی سالیہ کلیہ کا نقیض موجب کلیہ، ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۱۳۳۸۔ از موضع بن ضلع پٹنہ۔ مسئلہ جناب سید مظفر حسین صاحب مورثہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بالغہ لڑکی ہندہ کی نسبت عمرو سے مقرر کی اور بکر کو وکیل بالنکاح اور ناکح مقرر کر کے خط لکھ بھیجا کہ ہندہ کا نکاح عمرو سے اکیس ہزار روپیہ دین مہر پر کر دو، ان تمام باتوں کی اطلاع ہندہ کو ہے اگرچہ اجازت ہندہ سے موافق دستور ہندوستان نہیں مانگا گیا اور ہندہ کی کسی حرکات و سکنات سے عدم رضامندی اور ناراضگی بھی ظہور میں نہ آئی۔ بکر نے اکیس ہزار دین مہر پر عمرو سے ہندہ کا نکاح کر کے زید کے پاس خط لکھ بھیجا کہ فلاں تاریخ عمرو سے ہندہ کا نکاح اکیس ہزار پر کر دیا آپ لڑکی کو خبر کر دیجئے، زید نے اپنی لڑکی کو اطلاع دلوایا تو لڑکی نے قبول کر لیا، نکاح ایسی صورت میں قبول ہوا اور تجدید کی ضرورت تو نہیں ہے؟ بینوا تو جبر و

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح صحیح و تام نافذ و لازم ہو گیا اگر کوئی مانع شرعی مثل فساد مذہب وغیرہ نہ ہو تجدید کی حاجت نہیں ہے۔ لکن لاجزائہ الا حقہ کا لو کالہ السابقہ کے کافی الخیرۃ وغیرہا (کیونکہ بعد کی اجازت پہلی وکالت کی طر سے جیسا کہ خیرہ وغیرہ میں ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب المحرمات (محرمات کا بیان)

مسئلہ ۱۹ رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا، اب زید کا نکاح اپنی نواسی کیلئے بنت سلمیٰ سے کیا جائیگا؟

الجواب

ہرگز جائز نہیں کہ جب زید نے اپنی دادی کا دودھ پیا تو وہ اس کی ماں ہوئی، اور جب وہ اس کی ماں ہوئی تو اس کی ساری اولاد خواہ اس دودھ سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا بعد سب اس کے بھائی بہن ہوتے، اور جب وہ سب بہن بھائی ہیں تو ان کی بیٹیاں اس کی بھتیجیاں بھانجیاں ہیں، بس لیسلی بھی کہ سلمیٰ بنت ہندہ کی دختر ہے زید کی بھانجی ہے اور زید اس کا ماموں، اور ماموں بھانجی کا نکاح کہیں حلال نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما
وفروعهما حتى ان الرضعة لو ولدت قبل هذا
الارضاع او بعده او ارضعت مرضيعها فالكل
اخوة الرضيع واخواته واؤلادهم اولاد اخوته
واخواته اھ ملخصاً۔

دودھ پینے والے بچے پر رضاعی ماں باپ اور ان کے
اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر دودھ پلانے
سے قبل یا بعد اس نے کوئی بچہ جنا ہو یا کسی کو دودھ
پلایا ہو تو وہ سب اس کے بھائی بہن ہوں گے اور ان
کی اولاد اس کے بھتیجے اور بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں
ہوں گی اھ ملخصاً (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض مدعیانِ علم کا یہ خیال کہ سلمیٰ مادری کی زید سے پہلے پیدا ہوئی تھی تو وہ وہیں شرکت نہ ہوئی، نہ سلمیٰ اس کی بہن نہ سلمیٰ اس کی بھانجی ٹھہری، محض جہالتِ قاضیہ ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۵۶ از خیر آباد مسئلہ حسین بخش صاحب ریسوی یکم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو بکری بیٹی باہی ہے اور بکر نے دوسری عورت سے نکاح کیا، بعدہ بکر مر گیا، اب زید چاہتا ہے کہ اپنی سوتیلی خوشہ امن سے نکاح کرے، یہ نکاح موافق حاشیہ علیٰ کے جائز ہے یا نہیں؟ اور زید مذکورہ قولِ تعالیٰ وامہات نسائکم میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

نکاح مذکور بیشک جائز ہے، قال اللہ عز وجل: احل لکم ما وراء ذلکم (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) علماء قاطبہ متون و شروح و فتاویٰ میں محرمات صہریہ زوجاتِ اصول و فروع، اصول فروع زوجات بتاتے ہیں نہ زوجہ اصول زوجہ وعدہ الذکر فی امثال المقام ذکر العدم کہا لا ینحی (ایسے مقام میں ذکر نہ ہونا گویا نہ ہونے کا ذکر ہے جیسا کہ محقق نہیں۔ ت) اور سوتیلی ماں لفظِ اقہات میں ہرگز داخل نہیں، ورنہ آیہ تحریم میں حومت علیکھ امہاتکھ (تم پر تمھاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت) کے بعد ولا تلکھوا ما نکھ ابائوکھ (جن سے تمھارے آباؤ نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) کیوں فرمایا جاتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی اور اس کی بہن سب حلال ہیں۔ اگر سوتیلی ماں بھی ماں ہوتی تو یہ عورتیں اس کی نانی، بہن، خالہ قرار پاتیں۔ علامہ خیر الدین ربلی فرماتے ہیں:

لا تحرم بنت نروج اکامہ ولا امہ ولا ام زوجۃ ماں کے خاوند کی بیٹی اور اس کی ماں اور الاب ولا بنتھایکے باپ کی دوسری بیوی کی ماں اور بیٹی حرام نہیں۔ (ت)

اصل یہ ہے کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے بلکہ اس لیے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔ مسئلہ واضح ہے اور حکم ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۵۷ از زنگہ پور کنڈلی متصل جامع مسجد مسئلہ مولوی یقین الدین صاحب ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ نصیبین اپنے خاوند

۱۔ القرآن ۲۴/۴

۲۔ القرآن ۲۳/۴

۳۔ القرآن ۲۲/۴

زید کی موجودگی میں بکر سے پھنسی ہوئی تھی، زید اپنے روزگار کی وجہ سے دوسرے شہر میں رہتا تھا، مگر اپنی زہر نصیب کو دوسرے تک کچھ خرچ نہ بھیجا، چنانچہ نصیبین علانیہ بکر کے گھر میں آگئی، اس کے ایک لڑکا بھی زید سے نصیبین کو بکر کے یہاں پڑے ہوئے عرصہ دس برس کا گزرا، اب بکر چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے، زید نے طلاق نہیں دی ہے مگر ہاں زید کی مرضی ہے کہ مسماہ کچھ دے تو طلاق دے دوں۔ بکر در صورت طلاق نہ دینے زید کے نصیبین سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبراً

الجواب

یہ جو عام میں مشہور ہے کہ عورت بے اذن شوہر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جائے محض غلط ہے۔
قال تعالى:

واللاتي تخافون نشوزهن فعظوهن، الآية۔ جن عورتوں کی نافرمانی کا احساس کرتے ہو ان کو نصیحت کرو، الآية۔ یہاں تخافون بمعنی تعلمون اور نشوز

سے مراد اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا ہے (ت)

معاذ اللہ اگر ایسا ہو تو نکاح کی گروہ زنانہ قصات العقل والدین کے ہاتھ میں ہو جائے، جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر سہل طور پر قید نکاح سے آزاد ہو جائے کرے عَلَاكَ اللَّهُ وَجَلَّ نے نکاح کی گروہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال عز وجل:

ببينة عقد النكاح یعنی الزوج في قول علي وسعيد بن المسيب وسعيد بن جبیر وغيرهم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گروہ ہے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے خاوند مراد لیا ہے (ت)

اسی طرح عیاذ باللہ عورت کے فسق و فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا، قال اللہ تعالیٰ:

واللاتي يأتين الفاحشة من نسائكم سماهن مع ذلك نساءهم وقال جل و علا والذين يرمون امرؤا جهم الآية الى قوله تبارك وتعالى ويدرونها

تمہاری بیویوں میں سے جو فحش کاری کی مرتکب ہو۔ اس میں اس کے باوجود ان کو بیویاں فرمایا گیا ہے۔ اللہ جل و علا نے فرمایا: وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں الآية، اس عورت سے حد کو ساقط

یا ماں کے پیٹ سے یا دودھ شریک ہے نکاح حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وان تجمعوا بین الاختین (منع ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر دیتے) اور ان کے سوا زوجہ کی رشتہ کی بہنیں مثلاً چچا، ماموں، خالہ، بھوپھی کی بیٹیاں اس کے شوہر پر ہر وقت حلال ہیں کل ذلك مصروح بہ فی کتب الفقہ (ان تمام مسائل کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بھتیج بہو اور بھانج بہو سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

بینوا تو جروا۔

الجواب

دونوں سے درست ہے، قال اللہ تعالیٰ: واحل لکم ما وراء ذلکم (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶۰ ۵ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ از لکھنؤ محلہ علی گنج

مرسلہ حافظ عبد اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جواب اس مسئلہ کا کہ ایک شخص نے اپنی سالی کی لڑکی کو واسطے اپنے لڑکے کے نکاح کے پرورش کیا، تقدیر ربی سے لڑکا انتقال کر لیا، بعدہ خود پرورش کنندہ کی بی بی فوت ہو گئی، اب پرورش کنندہ نے اپنی شاہی اس لڑکی پرورش کردہ شہزادی سے نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

قطعاً جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: واحل لکم ما وراء ذلکم (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ظاہر ہے کہ بیٹے کے لیے نیت نکاح ہونے سے وہ بیٹے کی منکوحہ نہ ہو گئی جو حلائل ایناشکم الذین من اصلا بکم (تمہارے صلبی بیٹوں کے لیے حلال شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں۔ ت) میں داخل ہو سکے، حلائل جمع حلیلہ ہے یعنی وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو بذریعہ نکاح تمہارے صلبی بیٹوں کے لیے حلال ہو چکیں، یہاں نہ ابھی بیٹے سے نکاح ہوا نہ یہ عورت اُس کے لیے حلال ہوئی باپ پر کیونکہ حرام ہو سکتی ہے، اور اگر پرورش کے خیال سے ایسا کہا جائے تو بھی محض غلط۔ قرآن عظیم نے یوں فرمایا ہے:

وس بائیکم التی فی حجورکم من نساء کم الستی تمہاری گود کی پالیاں تمہاری اُن عورتوں کی بیٹیاں جن سے دخلتم بہن فات لہ تکنونوا دخلتم بہن

تم ہم بستر ہو چکے اگر تم نے ان عورتوں سے ہم بستی

فلا جناح علیکم لے نہ کی ہو تو ان کے ساتھ نکاح میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔
 دیکھو قرآن مجید تصریح فرماتا ہے کہ اپنی منکوحہ کی دختر اپنی گود کی پالی بھی حلال ہے جب تک منکوحہ سے غلوٹ نہ کی ہو اختیار رکھتا ہے کہ منکوحہ کو چھوڑ کر یا اس کے مرے پر اس سے نکاح کر لے تو سالی کی بیٹی پر ورش کرنے سے کیوں حرام ہونے لگی، یہ محض ہندوانہ خیالات ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۱ رجب ۱۳۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر کا نکاح عمرہ کے ساتھ کر دیا، عمرہ نے طلاق نہیں دی، زید نے کچھ روپیہ بکر سے لے کر نکاح بکر کے ساتھ کر دیا، اور بکر نے بھی طلاق نہیں دی، زید نے اور شخص ثالث کے ساتھ کچھ روپیہ لے کر نکاح کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح جائز ہو گئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

یہ نکاح نہ ہوئے محض زنا ہوئے، قال اللہ تعالیٰ، والمحصنات من النساء (شادی شدہ عورتیں حرام ہیں۔ ت) عورت اب جس کے پاس ہے اُس پر قطعی فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور نکال دے، اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اپنے خاوند عمرہ کے پاس آئے اور یہ روپیہ کہ زید نے بکر اور اس شخص ثالث سے لیا یا بکل حرام قطعی اور ثبوت بلکہ زنا کی خبر چلی تھا، زید پر فرض ہے کہ یہ روپیہ جس جس سے لیا ہے اسے واپس کرے، زید اور وہ شخص ثالث اور وہ عورت تینوں میں سے جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اُسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کریں۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَأَمَّا يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِیْ
 مع القوم الظالمینؑ واللہ تعالیٰ اعلم
 جب کبھی شیطان تجھے بھول میں ڈالے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)
 ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک بیٹا ہے اور ہندہ کی ایک بیٹی، زید کا بیٹا ہندہ سے نکاح کیا چاہتا ہے اور زید ہندہ کی بیٹی سے، اس صورت میں یہ دونوں نکاح ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ کتاب اللہ سے فرمائیے۔ بینوا تو جروا

الجواب

یہ دونوں نکاح حلال ہیں، قال اللہ تعالیٰ، واحل لکم ما وراء ذلکم (محرمان مذکورہ کے ماسوا تمھارے لئے

۱۵ القرآن ۲۴/۴

۱۵ القرآن ۲۳/۴

۱۵ القرآن ۲۴/۴

۱۵ القرآن ۶/۶

حلال کی گئی ہیں۔ (ت) ظاہر ہے کہ پسر زید کے لیے ہندہ اگر ہوگی تو باپ کی ساس ہوگی وذلک اذا تقدم نکاح زید (اور یہ جب ہے کہ زید کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور باپ کی ساس حلال ہے جبکہ وہ اپنی نانی نہ ہو۔

فی رد المحتار قال الخیر المصلی لا تحرم امرؤ المختار میں ہے کہ خیر الدین رملی نے فرمایا کہ باپ کی ساس حلال ہے۔ (ت)

اور زید کے لیے ہندہ کی بیٹی اگر ہوگی تو بہو یعنی زوجہ پسر کی بیٹی ہوگی وھذا اذا سبق نکاح ابنت زید (یہ جب ہے کہ زید کے بیٹے کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور بہو کی بیٹی حلال ہے جبکہ وہ اپنی پوتی نہ ہو۔

فی رد المحتار ما بینت زوجة ابنہ فحلال لہ رد المختار میں ہے بیٹے کی بیوی کی بیٹی حلال ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳ از اوجہین مسئلہ میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ ۲۹ رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی سالی حقیقی سے صحبت کی اور عمر و نے سالی کے ساتھ نکاح، تو زید و عمر و کی اولین عورتوں پر طلاق عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید میں ان تجمعو ابین الاخین الاماقد سلف (منع ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جٹ کر دو مگر جو ہو گزرا۔ ت) وارو ہے اس مسئلہ میں جو شرعاً ہو چکا گناہ مع التشریح بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

الجواب

بموجودی زوجہ سالی سے نکاح حرام ہے اور اس پر فرض ہے کہ اُسے ہاتھ نہ لگائے اور فوراً چھوڑ دے اور زنا تو ہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ نہ آیت کا یہ مطلب ہے، نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ حرام ہو۔ در مختار میں ہے،

فی الخلاصة وطی اخت امرأته لا تحرم علیہ خلاصہ میں ہے کہ سالی سے زنا کی وجہ سے بیوی امرأته لہ

نہ سالی کے ساتھ فقط نکاح کرنے سے جماع زوجہ منوع ہو جائے جب تک سالی سے جماع واقع نہ ہوا ہاں اگر بعد نکاح سالی سے جماع کر لیا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہو گیا یہاں تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے اُس وقت زوجہ سے جماع جائز ہوگا، یوں ہی اگر بے نکاح سالی سے جماع کیا مگر دیدہ و دانستہ

۲۳/۱	دار المعرفہ بیروت	فصل فی المحرمات	سہ فتاویٰ خیرہ
۲۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المختار
۱۸۸/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	"	سہ در مختار

زنا نہ کیا بلکہ شبہ اور دھوکے سے جماع واقع ہو تو بھی زوجہ سے جماع حرام ہو گیا جب تک اس جماع شبہ کے سبب سالی پر جو عدت لازم آئی ہے ختم نہ ہو جائے۔

رد المحتار میں بہن کی موجودگی میں سالی سے نکاح کے مسئلہ میں فرمایا کہ دوسرا نکاح باطل ہے اور جب تک دوسری سے وطی نہ کی ہو پہلی سے جماع جائز ہے، اگر دوسری سے وطی کر لی ہو تو پہلی سے جماع اس وقت تک حرام ہے جب تک دوسری کی عدت نہ گزر جائے۔

فی مرد المحتار فی مسئلۃ نکاح المرأة علی اختها الثانی باطل ولہ وطی الاولی الا ان یطأ الثانیۃ فتحریم الاولی الی انقضاء عدۃ الثانیۃ کما لو وطئ اخت امرأته بشبہۃ حیث تحریم امرأته مالم تنقض عدۃ ذات الشبہۃ ح عن البحر

جس طرح شبہ کی بنا پر بیوی کی بہن سے جماع ہو جائے تو بیوی سے جماع حرام ہو جاتا ہے تا وقتیکہ شبہ والی کی عدت پوری نہ ہو جائے، یہ بکھر سے منقول ہے۔ (ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مسئلہ از ما رہرہ مطہرہ مسئلہ حضرت سید ظہور حیدر میاں صاحب قبلہ پنجم شوال ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید نے اپنی دختر ہندہ نابالغہ کا عقد ولایت اپنے ہمراہ بکر کر دیا کہ جس کو عرصہ ایک سال کا گزر انیم کی زوجہ کر مقرر کر دیا واسطے حفاظت و نگرانی بکر کو ہمراہ کر دیا زوجہ زید نے ہمراہی اپنے داماد بکر کے مع ایک خادمہ سفر گاڑی پر کیا شب کو میرا نے میں بکر نے بارادہ فاسدہ و نیت خراب اپنی خوشدامن کی چار پائی پر آکر زبردستی کہا کہ میں پاؤں دابوں، ہر چند منع کیا لیکن زبردستی پاؤں دبائے شروع کر دیے اور شکم پر ہاتھ پھیر کر قریب تھا کہ کمر بند کھول ڈالے اور اپنا ازار بند اول کھول لیا تھا، نہایت مشکل و زبردستی سے بکر کو چار پائی سے علیحدہ کیا گیا، دوبارہ پھر قریب تین بجے شب کے بکر نے آکر چار پائی پر بیٹھ کر ارادہ دست درازی کا کیا زوجہ زید کی آنکھ کھل گئی اور وہ چیخ کر غل مچانے لگی کہ جس سے گاڑی بان اور خادمہ نے چونک کر چپراغ سے دیکھا تو بکر تھا عذر بہتر از گناہ کرنے لگا کہ میں کتا مارنے آیا تھا یہ بات زوجہ زید یقین اور خوب مضبوطی سے از روئے مباہلہ قسم شرعی کہتی ہے کہ بکر نے اول مرتبہ میرے شکم پر ہاتھ پھیر کر میرے ازار بند کھولنے کی نیت سے دست درازی کی تھی اور اپنا ازار بند کھول رکھا تھا اور اس وقت بکر کے دست پیا میں ریشہ سخت تھا اگر میں ناراض ہو کر زبردستی بکر کو چار پائی سے علیحدہ نہ کرتی تو بیشک میری عصمت بکر خراب کر ڈالتا اور اسی ارادہ سے دوبارہ پھر بکر آکر میری چار پائی پر بیٹھا اگر گاڑی بان و خادمہ چپراغ لے کر نہ آتے اور نہ دیکھتے

تو بکر ہرگز اپنے ارادہ سے باز نہ آتا، زید کو بعد دریافت اس حالت کے اپنی دختر ہندہ کے عقد میں شک پڑ گیا اور کہا کہ میں اب رخصت نہ کروں گا۔ تو اب جس حالت میں دونوں ولی اصلی یعنی والدین ہندہ زید مع زوجہ بکر سے بیاعتس اس حرکت کے ناراض ہیں تو نکاح ہندہ کا بکر سے باقی رہ گیا یا ٹوٹ گیا؟ اور اگر ٹوٹ گیا تو عقد ثانی اس کا خواہ بکر سے یا اور جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ دختر زید یعنی ہندہ نابالغہ ہے اور ولی یعنی والدین اس کے بکر سے ناراض ہیں تو ایسی حالت میں مسئلہ شریعت کیا ہے اور اب معاملہ ہندہ و بکر کیا ہونا چاہئے؟ اور زوجہ زید جو ان سے جس سے یہ حرکت بکر نے کی۔ فقط، بینوا تو جروا

الجواب

اس میں شک نہیں کہ اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بنظر شہوت کسی جگہ یا تھ لگانے سے گونکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے، اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے، لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بجا لیت شہوت ہو یعنی یا تھ لگانے کے وقت ہی معاً نعوظ (یعنی عضو تناسل کا قائم ہونا) پیدا ہو یا پہلے سے نعوظ تھا تو ایسی حالت میں زائد ہو جائے ورنہ اگر جس وقت مس کیا نعوظ نہ تھا جب مس ختم ہو چکا اس کے بعد پیدا ہو یا نعوظ پہلے سے تھا اور مس کرنے میں کچھ زیادہ نہ ہوا بدستور رہا تو حرمت نہ ہوگی۔

فی الدر المختار العبرة للشهوة عند المس والنظر، لا بعدهما وحدهما فيما تحرك الته او زيادته به يفتى، وفي رد المحتار قوله او زيادته اي زيادة التحرك ان كان موجودا قبلهما قوله به يفتى قال في الفتح وفتح عليه ما لو انتشر وطلب امرأته فاولج بين فخذى بنتها خطاء لا تحرم امها ما لم يزد الانتشار يفتى، فتح میں کہا اور اس پر تفریع بیان کی کہ کسی کو انتشار ہوا، اپنی بیوی کی طلب کی تو بیوی کی بجائے (بیوی کے پہلے غاوند سے) بیٹی کی رانوں کو غلطی اور خطا سے استعمال کیا تو اس لڑکی کی ماں (بیوی) اس پر حرام

نہ ہوگی کیونکہ اس وقت انتشار زائد نہ ہوا (بلکہ وہی انتشار موجود رہا جو پہلے بیوی کے لیے ہوا تھا) (لات)
 اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ مس برہنہ جسم پر ہو یا کسی ایسے باریک کپڑے پر سے کہ عورت کے جسم کی حرارت
 اس کے ہاتھ کو پہنچنے سے مانع نہ ہو، جیسے اس زمانہ میں جاملی یا تنزیب کی کڑتیاں، ورنہ اگر ایسا سنگین کپڑا حائل تھا
 کہ جسم زن کی گرمی ہاتھ کو محسوس نہ ہونے دے تو حرمت نہیں اگرچہ مس بہزار شہوت واقع ہوا ہو۔

فی الدر المختار واصل مسوسة بشهوة ولو بشعر علی السراس بحائل لا يمنع الحرارة فی رد المحتار فلو کان مانعا لا تثبت الحرمة کذا فی اکثر الکتاب وکذا الوجامعہا بخوفا علی ذکرہ۔
 در مختار میں ہے شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت
 خواہ یہ مس عورت کے سر کے بالوں کا کسی ایسے پردہ
 اور کپڑے کے حائل ہونے کے باوجود ہو جو بدن کی
 حرارت پہنچنے کے لیے مانع نہ ہو، تو بھی اس عورت کے
 اصول حرام ہو جائیں گے۔ رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ

کپڑا بدن کی حرارت کے لیے مانع ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی، اکثر کتب میں ایسے ہی ہے، ادویوں ہی اگر کسی
 عورت سے جماع کے وقت ذکر پر مونا کپڑا لپیٹ لیا (جس سے آپس میں دونوں کے بدن کی حرارت نہ محسوس ہو سکے
 اور عورت کے باقی تمام بدن پر مونا کپڑا ہو کہ کوئی حصہ بدن برہنہ مس نہ ہو) (ت)

نیز ایک شرط حرمت یہ ہے کہ یہ حرکت انزال کی طرف ہو ہی نہ ہو، اگر انزال ہو گیا حرمت نہ ہوئی۔
 فی الدر المختار هذا اذا لم ينزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی ابن کمال۔
 در مختار میں ہے کہ حرمت تب ثابت ہوگی جب اس
 انتشار میں انزال نہ ہوا ہو، اور اگر مس یا نظر کے
 وقت شہوت سے انزال ہو جائے تو حرمت ثابت
 نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے، ابن کمال۔ (ت)

غرض مس یا نظر کے سبب حرمت مصاہرت ثابت ہونے میں یہ شرطیں ہیں، زوجہ زید کا بیان
 جس قدر سوال میں مذکور اس سے کچھ نہیں کھلتا کہ صورت واقعہ میں یہ تحقیق تھیں یا نہیں، تین بجے شب
 کے واقعہ میں بکر کا صرف اس کی چار پائی پر آکر بیٹھنا اور دست درازی کا ارادہ کرنا بیان کرتی ہے مجرد ارادہ
 کوئی چیز نہیں، اور واقعہ اول شب میں بھی کچھ نہیں کہتی کہ بکر کا پاؤں دبانا کپڑے پر سے تھا یا برہنہ پاؤں پر

۱۸۸/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	فصل فی المحرمات	۱۷ در مختار
۲۸۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	” ” ”	۱۷ رد المحتار
۱۸۸/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	” ” ”	۱۷ در مختار

اور شک پر ہاتھ پھرنا بھی کچھ خواہی نہ خواہی اس میں نص نہیں کہ برہنہ پیٹ پر ہاتھ پھیرا، نہ یہ معلوم کہ اس وقت زوچہ زید کی کرتی کیسے کپڑے کی تھی، تو اس کے فقط اتنے بیان پر حکم حرمت نہیں ہو سکتا جب تک صاف صاف تمام شرائط کا متحقق ہونا نہ ظاہر ہو۔ لہذا فقیر اس مسئلہ کے جواب میں صرف اس قدر حکم دے سکتا ہے کہ اگر بکرنے زوچہ زید کے پاؤں یا پیٹ خواہ کسی جسم پر برہنہ یا حامل نرم کے ساتھ بطور شہوت ہاتھ لگایا کہ اس حرکت کی حالت ہی میں اسے غور نظر پیدا ہوا یا پہلے سے تھا تو اسی حالت میں بڑھ گیا اور انزال واقع نہ ہوا تو بیشک ہندہ ہمیشہ ہمیشہ بکر پر حرام ہو گئی کہ کبھی کسی طریقہ سے اُسے ہاتھ نہیں لگا سکتا، اور اگر ان شرائط میں کچھ کمی تھی تو ہندہ بدستور اس کے لیے حلال ہے، پھر جس حالت میں حکم حرمت دیا جائے گا اس کا بھی یہ حاصل ہرگز نہیں کہ نکاح بالفعل ٹوٹ گیا، یہ محض خطا ہے بلکہ اُس وقت حکم صرف اس قدر ہوگا کہ ہندہ بکر پر حرام ابدی ہو گئی، بکر پر فرض کہ اُسے چھوڑ دے، اگر نہ چھوڑے گا سخت گنہگار ہوگا اور ہندہ کے حق میں بھی گرفتار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ،

فامساك بالمعروف او تسريح باحسن، و اذ
قد فاتہ الامساك بالمعروف لزومه التسريح
باحسان۔

مگر جب تک وہ ترک نہ کرے یا حکم شرع لغوی نہ کرے نکاح بیشک باقی ہے۔ دوسری جگہ ہرگز ہندہ کا نکاح جائز یہاں غور کرنا چاہئے کیونکہ دوسرے متنازعہ کا حق خاوند کیلئے خاص کیا ہے، جبکہ علامہ شامی نے کہا کہ عورت کو بھی متنازعہ کا حق ہے کیونکہ اس میں اور فسخ میں کئی فرق نہیں اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حرمت المصاہرۃ نکاح کو فاسد کر دیتی ہے، جبکہ نکاح فاسد میں خاوند و بیوی دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو فسخ کا حق ہے، اور یہ بھی قابل غور ہے کہ کیا نابالغہ کے فاسد نکاح میں نابالغہ یا اس کے ولی کو فسخ کا اختیار ہے تاکہ گناہ سے بچا یا جاسکے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا اس بنا پر کہ اس سے قبل گناہ متصور نہیں، اور ظاہر پہلا احتمال ہے، اس کو واضح کرنا چاہئے۔ (ت)

ع انظر ههنا فان الدار خص المتاركة بالزوج
وحقق الشامي انها تكون من المرأة ايضا وان
لا فرق بينها وبين الفسخ، وقد تقر ان حرمة
المصاهرة تفسد النكاح وان في النكاح الفاسد لكل
منهما فسخه ولو بغير محض من صاحبه دخل
بها اولاً وانظر ان غير البالغة هل لها ولوليها
فسخ نكاحها الفاسد تحسرا عن
المعصية ام ينتظر بلوغها اذ لا معصية منها
قبله والظاهر الاول فليحرم ۱۲ (م)

نہیں، یاں بعد متارکہ یا تفریق جائز شرع پند رہندہ کو اختیار ہوگا کہ بکر کے سوا جس سے چاہے نکاح کر دے۔
 فی الدر المختار بحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع
 النکاح حتی لا یحل لہا التزوج یا خوا لا بعد
 المتارکۃ وانقضاء العدة والوطء بہا لا یكون
 شرنا، وفي رد المختار ای وان مضی علیہا
 سنون کما فی البزانیۃ وعباسۃ الحاوی
 الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکۃ اھ۔
 تفریق یا متارکہ کے بعد ہی وہ نکاح کر سکے گی مدت، واللہ بخیرہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واکمل

مسئلہ ۱۶۵ از ماہرہ مطہرہ مسئلہ جناب سید امیر حیدر صاحب قبلہ
 ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح بولایت خود و شوئے خود
 بکر سے کیا، بعدہ بوجہ نا اتفاقی باہمی یہ خیال ہوا کہ یہ نکاح کسی شکل سے توڑا چاہئے کہ دوسری جگہ نکاح ہو سکے، ہندہ
 سفر کو گئی، ہمراہی میں بکر اور ایک خادمہ اور ایک نابالغہ، چھ آدمی اور گاڑی بان جس سے پردہ نہ تھا، گئے۔ سرائے میں
 کھانا کھا کر جو بچا ہندہ نے اپنے سر ہائے رکھوا لیا۔ چار پانی پر ہندہ اور بچے فرش پر خادمہ بکر و چھوڑی سوئے، ۱۲ بجے
 شب کے خادمہ مع چھوڑی پیشاب کو گئی، بکر غافل سوتا تھا، ہندہ نے باواز سخت پکارا کہ جلد ہو شیار ہو مجھے ٹوٹ معلوم
 ہوتا ہے، بکر پاس گیا اور فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کیا کہ میری چار پانی پر بیٹھ جاؤ، وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اتنے
 میں خادمہ آگئی تو بکر سے بہ سہولت کہا اب تو جا کر سو رہا، بکر اپنی جگہ پر سو رہا، ۲ بجے شب کے بکر حقد پینے اٹھا مکان
 میں کتا جانا معلوم ہوا، حقد گاڑی بان کو دے کر اندر آگیا، اندھیرا تھا، چار پانی کو ٹھوکر لگی، ہندہ نے خادمہ اور گاڑی بان
 کو پکارا، بکر نے فوراً کہا میں ہوں کتا مارنے آیا ہوں کہ کھانا خراب نہ کرے۔ سب سو رہے، صبح کو ہندہ نے خادمہ سے
 کہا بکر نے میرے ساتھ بدیتی کا ارادہ کیا، کہا کب؟ کہا جب تو پیشاب کو گئی تھی، کہا مجھے ایسی کیا دیر ہوئی تھی اور تم نے
 جھبی کیوں نہ کہا میں بکر سے پوچھتی ہوں، اُسے سخت قسم دے دی، پھر ہفتہ بھر ساتھ رہے کچھ ظاہر نہ ہوا، مکان
 پر آکر ہندہ نے بہتان باندھا، خادمہ اور گاڑی بان لقمہ محض لاعلمی بیان کرتے ہیں اور بکر بھی اپنی بے قصوری کی صدا با
 قس میں کھاتا ہے، آیا تنہا بیان ہندہ قابل وثوق ہے اور نکاح بکر قائم رہا یا کیا؟ بینوا تو جروا

الجواب

تہا ایک عورت کا بیان اصلاً قابل سماعت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ : واشہدوا ذوی عدل منکم (اپنے دو عادل گواہ بناؤ۔ ت) نکاح بکر یقیناً قائم ہے۔

حق علی فرض صدقہا ایضاً لان المذہب عندنا ان حرمة المصاہرۃ لا ترفع النکاح، وانما تفسد فلا بد من متاسرۃ من نواہج او تفریق من قاض، کما فی رد المحتار عن النہر عن الزیلعی (مفہوماً) واللہ تعالیٰ اعلم حوالے سے تہرے منقول ہے (ت)

مسئلہ ۱۶۶ از راسخون علاقہ ہے پور ڈاک خانہ نڈاون مسئلہ منشی فرزند حسن صاحب ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۰۹ء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت کو جس شخص کا حل ہو قبل وضع حل اُسی سے یا غیر سے نکاح کرنا اسے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب تو جروایوم الحساب۔

الجواب

حل اگر حلال کا ہے (یعنی وہ جس میں خرم غائب ثابت ہو) تو قبل از وضع اس کا نکاح کسی غیر سے نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ :

واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ حاملہ عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے (ت) ہاں شوہر سے جس کا حمل ہے نکاح جائز، اس کی صورت یہ کہ بعد حمل رہنے کے شوہر نے طلاق دے دی تو اگرچہ ہنوز وضع حل نہ ہو اس سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ طلاق مغلط نہ ہو جس میں حلالہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

فی الدر المختار ینکح مبیانہ بمادون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع لا مطلقۃ بالثلاث حتی یطأھا غیرہ بنکاح نافذ (ملقطاً) در مختار میں ہے کہ اپنی مطلقہ بآئینہ سے عدت پوری ہونے سے قبل یا بعد نکاح کر سکتا ہے بالاجماع، تین طلاق والی سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک کسی غیر شخص سے اس کا نکاح اور وطی نہ ہو جائے (ملقطاً) (ت)

۲۸۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی المحرمات	۲/۶۵	۱۰ القرآن
۲۳۰/۱	باب الرجعة مطبع مجتہاتی دہلی	۱۰ در مختار	۳/۶۵	۱۰ القرآن

اور اگر زنا کا حمل ہے (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں اصلاً حرامت و عورت نہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ اگر غور زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدار المختار صحیحہ نکاح جلی من زنا لا جلی من غیرہ وان حرم و طوہا و دوا عیہ حتی تضع ولو نکحہا الزانی حل لہ و طوہا اتفاقاً
در مختار میں ہے : زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح جائز ہے نہ کہ غیر زنا کی حاملہ ہے جبکہ اس طلی و مرتعلقہ امور بچے کی پیدائش تک حرام ہیں، اور اس سے خود زانی نے نکاح کیا ہو تو طلی بھی بالاتفاق جائز ہے اور ملخصاً (ت)

مسئلہ از آئولہ ۲۷ ربیع الاول شریعت ۱۴۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ بیوہ میں نا جائز طور کی ملاقات تھی، زید اس سے ارادہ نکاح رکھتا تھا، ہندہ کی بیٹی سلمہ نابالغہ کو جس کی عمر نو برس کی ہے اُس کے چچا نے اپنی بیٹی ظاہر کر کے زید سے نکاح کر لیا مگر ہنوز خضت واقع نہ ہوئی، اب زید کو معلوم ہوا کہ یہ اُسی ہندہ کی بیٹی ہے جس سے قبل اس نکاح کے زید کا ناجائز تعلق رہ چکا ہے، اس حالت میں اس نکاح کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور زید بعد اس نکاح کے ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ زید اس نکاح سے پہلے ہندہ کو ناجائز طور پر ہاتھ لگا چکا تھا تو اس کا یہ نکاح کہ ہندہ کی بیٹی سے کیا گیا محض ناجائز و حرام ہوا، اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے دست بردار ہو اور بعد اس کے وہ ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

فان نکاح البنات وان کان یحرم الامہات
لکن اذا کان صحیحاً ولا یصح النکاح مع بنت ميسوسۃ لحرمة البصاھرۃ۔
بیٹی سے نکاح کی وجہ سے ماں اگرچہ حرام ہو جاتی مگر اس وقت جب بیٹی سے صحیح نکاح ہو، اور حرمت مصاہرہ کی بنا پر شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت کی بیٹی سے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (ت)

درمختار میں ہے :

حرمة بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة و
امر زوجته و جداتها مطلقا بمجرد العقد
الصحيح ^{لے}
بیوی سے وطنی کھنے پر اس کی بیٹی حرمت مصاہرہ کی بنا
پر حرام ہو جاتی ہے اور بیوی کی ماں اور دادیاں بھی
اس پر محض صحیح نکاح کی بنا پر حرام ہو جاتی ہیں (ت)

ردالمحتار میں ہے :

احتوان عن النكاح الفاسد فانه لا يوجب
بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء او ما يقع
مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة الخ
والله سبحانه وتعالى اعلم
صحیح نکاح کا یہ حکم ہے ، رہا فاسد نکاح تو صرف نکاح
سے حرمت مصاہرہ ماں اور دادیوں کی نہ ہوگی بلکہ
وطنی سے ہوگی یا وطنی کے قائم مقام امور شہوت
سے دیکھنے اور چھونے سے ہوگی الخ (ت)

مسئلہ ۶۸ از موضع درجہ نگہ ڈاکخانہ روسٹرا بازار مقام موتی پور مسئلہ ملا شیعہ علی صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت مریدہ از روئے شرع پیر پر حرام ہے یا حلال ؟ اور
ازواج مطہرات حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدہ تھیں یا نہیں ؟ اس
نکاح کی حرمت و حلت جو کچھ ہو بخوالہ ہدیش و فقہ حنفی تحریر کریں یہاں تو جروا

الجواب

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال ہے اسے ممنوع جاننا کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس

۱۵ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ
اس زمانے کے بعض جاہل بیباک مقصوف اس جھوٹے مسئلہ کو کہ مریدہ بیٹی ہے دستاویز بنا لیتے ہیں اور تمام
عورتوں کو جو ان کی مریدی کے جال میں پھنسی ہوتی ہیں حکم قطعی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے بے پردہ و حجاب آیا کرو
بلکہ تنہائیوں میں انھیں لے کر بیٹھتے ہیں ، حالانکہ یہ باتیں حرام قطعی ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بے باک انداز سے منع فرماتے ، اور کبھی حضور پر نور نے نا محرم
عورت کو ہاتھ نہ لگایا ، جو بیبیاں کہ حاضر خدمت ہو کر بیعت چاہتیں آپ ان سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے، قرآن عظیم سے یوں کہ مولیٰ عزوجل نے حرام عورتیں گناہ کر فرمایا؛
 و احل لکم ما وراء ذلکھن ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ لاجرم مرید بھی کہ ان محرمات میں ذکر
 نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی، سنت سے یوں کہ نبی سے زیادہ پیرو مرشد کون ہے، خصوصاً ہمارے حضور
 پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم کہ حضور تو تمام جہان کے پر ہیں پھر حضور و الاصلوات
 تعالیٰ و سلامہ علیہ نے اپنی امتی بیبیوں ہی سے نکاح فرمایا جن میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ و حضرت
 ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعلیٰ درجہ کی مریدہ اور اعلیٰ درجہ کی بیبیاں ہیں، باتفاق علماء
 ثابت کہ جب اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ کو ظاہر فرمایا، سب سے پہلے
 حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ارادت سے مشرف ہوئیں، بعض جاہلوں کی سمجھ میں یوں
 نہ آئے تو یہ مانیں گے کہ حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے، اولیاء کرام فرماتے ہیں:

تا جہان ست نہ بچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری کائنات میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 جیسا نہ کوئی پر ہے اور نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پرے بود نہ بچو ابو بکر صدیق مرید ہے۔

خدا جیسا کوئی مرید ہے۔ (ت)

وہ جاہلانہ خیال کہ پیری مریدی کا رشتہ بعینہ مثل رشتہ نسب کے ہے، اگر سچا ہوتا تو مریدہ اپنی بیٹی ہوتی، مریدوں کی
 بیٹیاں پوتیاں ہوتیں۔ یونہی ختنین عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح بناتِ مطہرات حضور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر ہو سکتا، اس تقدیر پر صاحبزادیاں بہنیں ہوتیں، مگر جہل و سفاہت کے
 مفاسد اس سے بھی زائد ہیں۔ اجماع سے یوں کہ آج تک تمام عالم میں کوئی عالم اس نکاح کی حرمت کا قائل نہ ہوا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) زبانی بیعت لیتے، اور فرماتے تمہاری بیعت ہو گئی، کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لی شیطان
 کے مکر سے اللہ سبحانہ محفوظ رکھے۔ اور بعض جاہل مردوں کو ابلیس با تبلیس نے یوں ورغلا یا اور ان کے ذہن میں
 یہ سمایا کہ جب ہمارے حالات ہمارے مرشد پر پوشیدہ نہیں تو پھر ہم کیوں اپنی عورتوں کا پیر جی سے پردہ کرائیں،
 پس بے غل و غش پر صاحب بجا الت موجودگی و عدم موجودگی صاحب خانہ کے زمانے میں جاتے اور وہیں آرام
 کرتے ہیں۔ یہ راقم آثم کا چشم دید تھا جو بیان میں آیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (مولوی نواب) سلطان احمد خاں بریلوی

فقہائے جملہ مذاہب کی کتابیں موجود کسی نے مریدہ کو مخرمات سے نہ گنا۔ قیاس سے یوں کہ رشتہ استاذی و شاگردی بھی تو مثل رشتہ پیری و مریدی ہے، پیر و استاذ دونوں بجائے باپ کے مانے جاتے ہیں، خود حدیث میں فرمایا،

انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم۔ رواہ احمد
و ابوداؤد والنسائی وابن حبان عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔
میں تمہارے لیے بمنزلہ والد ہوں تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔
اس کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے (ت)

بلکہ پیری و مریدی بھی خود ایک استاذی و شاگردی ہے، اگر یہ خیال باطل ٹھیک ہوتا تو اپنی شاگردی سے بھی نکاح حرام ہوتا اور عورت کو علم سکھانا نکاح جاتے رہنے کا باعث ہوتا کہ اب وہ اس کی بیٹی ہوگی حالانکہ قرآن و حدیث سے زوجہ کو شاگرد کرنا اور اپنی شاگردی سے نکاح میں لانا دونوں باتیں ثابت۔ قال اللہ تعالیٰ،

یا ایہا الذین امنوا اتقوا انفسکم و اہلیکم
ناہی
اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کو
دوزخ سے بچاؤ۔

ظاہر ہے کہ گھروالوں کو دوزخ سے بچانا بغیر مسائل سکھانے متصور نہیں کہ بچاؤ بے عمل اور عمل بے علم میسر نہیں،
تو قرآن مجید صاف حکم فرماتا ہے کہ اپنی عورتوں کو علم دین سکھاؤ اور اُس پر عمل کی ہدایت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

رجل کانت لہ امة فغذاھا فاحسن غذاھا
ثم ادبھا فاحسن تادیبھا و علمھا فاحسن
تعلیمھا ثم اعتقھا و تزوجھا فله اجران
رواہ الاثمة احمد و البخاری و مسلم و الترمذی
و النسائی و ابن ماجہ عن ابی موسی الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
یعنی جو کوئی کنیز رکھتا ہے اُسے کھلائے اور اچھا کھلائے
پھر ادب سکھائے اور بہتر سکھائے اور علم پڑھائے
اور خوب پڑھائے، پھر اُسے آزاد کر کے اپنے نکاح
میں لائے وہ شخص دوہرا ثواب پائے (اس کو احمد،
بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ
نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ ت)

۱/۳ سنن ابوداؤد باب کراہیۃ استقبال القبلة عند قضاء الحاجة آفتاب عالم پریس لاہور

۶/۶۶ ۱/۲

۱/۲۰ ۱/۲۰ باب تعلیم الرجل امة و اہلہ قدیمی کتب خانہ کراچی

جاہلوں کی جہالت کہ مریدہ سے نکاح ناجائز بتائیں اور زن و شوہ دونوں کو بے تکلف مرید بنائیں، وہ دونوں اگر باپ بیٹی تھے یہ دونوں گئے بہن بھائی ہوتے، اس نکاح کو منوع جاننے والا شریعت مطہرہ پر کھلا ہوا افترا کرتا اور حلال خدا کو حرام ٹھہراتا ہے اس پر توبہ فرض ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے، آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹ شعبان معظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ جو عقیدہ مروجہ شیعہ رکھتے ہیں علی الخصوص شیعہ کھنڈ کے اُن کی دختر سے نکاح سُستی کا درست ہے یا نہیں اور اولاد اس کی مستحق ترکہ پدیری کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

آج کل عام روافض تبرائی خدا ہم اللہ تعالیٰ عقائد کفریہ رکھتے ہیں اُن میں کوئی کم ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے کچھ گھٹ جاننا نہ آتا اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ و باقی ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کو حضرات علیہ انبیائے سابقین علی نبینا الکریم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو، اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں، مجتہد کھنڈ نے اپنے فہری فتوے میں ان دونوں ملعون عقیدوں کی صاف تصریح کی جو اُن میں خود یہ اعتقاد (بالفرض) نہ بھی رکھتا ہوتا ہم اس سے یہ اُمید نہیں کہ مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر اُسے کافر جاننا درکنار خود بھی اُس پر اعتقاد نہ لے آئے اور ایسے عقیدے والے کو اُس کے عقیدہ پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے خود کافر ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفرہ (جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ ت) تو آج کل تبرائی رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں رنگیوں میں چمپنی رنگت کا آدمی یا سپید رنگ کا کوا، ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے کما صرح بہ فی الظہیریۃ والہندیۃ والحدیقۃ النندیۃ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ (جیسا کہ ظہیریہ، ہندیہ اور حدیقۃ الندیۃ وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت) پس دختر رافضیان جو ایسے ہی عقاید کفریہ رکھتی ہو اس سے سُستی یا غیر سُستی کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا کہ مرتدہ اصلاً محلِ نکاح نہیں کما نص علیہ فی الدر المختار والعالَمِکَیۃ وعامۃ الاسفار

۳۵۶/۱	مطبوعہ مجتہباتی دہلی	باب المرتدہ	۱۰ در مختار
۲۶۴/۲	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی احکام المرتدین	۱۱ فتاویٰ ہندیہ
۲۸۲/۱	" " "	القسم السابع المحرمات بالشرک	۱۲ " "

(جیسا کہ درمختار، عالمگیریہ اور عام کتب میں اس پر نص ہے۔ ت) اس سے جو اولاد ہوگی قطعاً ولد الزنا ہوگی اور ترکہ پدری سے مطلقاً محروم کہ ولد الزنا کے لیے شرعاً کوئی باپ ہی نہیں،

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زانی للعاهر الحجرۃ کے لیے محرومی ہے (ت)

اور اگر دختر مذکورہ خود ایسے عقائد نہیں رکھتی بلکہ مسلمان ہے تو مسلمان کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے اولاد صحیح النسب ہوگی اور ترکہ پدری کی مستحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعیان مروجہ کی اولاد حرامی ہے یا حلالی؟ اگر حرامی ہے تو عند اللہ حرامی عورت کا نکاح مستحق مرد سے ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اس کی اولاد بطنی میں کچھ نقصان واقع ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

ان میں مرد یا عورت جس کا عقیدہ کفر یہ ہو اولاد حرامی ہے،
اذلا نکاح لمرأۃ ولا لمرأۃ اصلاً حتی مع
مثله فی الکفر تداؤد کے ما نص علیہ الا ثمة
الامجاد۔
مرتد مرد اور مرتد عورت کا بالکل کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ ان جیسے مرتد سے بھی، جیسا کہ اس پر ائمہ بزرگوار نے تصریح کی ہے (ت)

ہاں اگر زن و شوہر دونوں عقاید کفریہ سے پاک ہیں تو اولاد حلالی ہے، اور حرامی عورت رافضیہ کا نکاح مستحق سے ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود عقیدہ کفریہ نہ رکھتی ہو، اس صورت میں اس کی اولاد بطنی میں کوئی نقصان نہیں، اور اگر وہ خود بھی اپنے ماں باپ کی مثل کوئی عقیدہ کفریہ رکھتی ہے تو خود بھی نطفہ حرام ہے اور اس کی اولاد بھی حرامی، خواہ رافضی سے ہو یا سُنی سے۔ اور اس سے کسی کا نکاح اصلاً ممکن نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ایک شخص کا محل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے حمل کے وہ عورت چھاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو مابین حمل عقد درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

درست ہے اگرچہ غیر زانی سے ہو مگر وطی و دواعی اسے روا نہیں جب تک وضع نہ ہو، اور جو زانی سے

۴۰۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الولد للفراس الخ	صحیح مسلم
۲۸۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	القسم السابع المحرمات بالشکر	فتاویٰ ہندیہ

نکاح کرے تو یہ بھی روا، ہاں تاقت وضع اصل نکاح ناروا اسی صورت میں ہے کہ حمل زنا سے نہ ہو کما فی الدر المختار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازیننی مال تحصیل کھینا تھا نہ مجھولا موضع جو رمرسلہ کندرشاہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا۔ ہندو ہندہ اس کے گھر
میں موجود ہے کہ ہندہ کی دوسری بہن سے بھی زید نے نکاح کر لیا اور دونوں عورتیں اس کے گھر میں موجود ہیں کسی کو
طلاق نہیں دی ہے وہ دونوں بہنیں زید پر حلال ہیں یا حرام؟ دونوں بہنیں ایک بطن سے ہیں اور باپ ہر ایک کا
جداگانہ تھا۔ بینوا تو جروا

الجواب

صورت مذکورہ میں زید کا اپنی سالی سے نکاح حرام،
قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، منع ہے کہ نکاح میں دو بہنوں کو
جمع کرو۔ (ت)

اُس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے، پھر اگر ابھی سالی سے صحبت نہیں کی جب تو ہندہ اس کیلئے حلال ہے
اور اگر اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی منکوحہ ہندہ کے پاس بھی جانا حرام ہو گیا جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی
عدت نہ گزر جائے، جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت ہندہ کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔
ہندیہ میں ہے،

ان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ
فاسد و یجب علیہ ان یفارقہا ولو علم
القاضی بذلك یفرق بینہما فان فارقہا
قبل الدخول لا یشبت شیء من الاحکام وان
فارقہا بعد الدخول فلہا المہر و یجب
الاقل من المسبی ومن مہر المثل و علیہا
العدۃ و یشبت النسب و یعتزل عن امرأتہ حتی
تنقضى عدۃ اختہ کذا فی

اگر دو بہنوں سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا تو دوسری کا نکاح
فاسد ہے اور اس پر مفارقت لازم ہے، اور اگر قاضی
کو یہ معلوم ہو تو وہ دونوں میں تفریق کر دے، اگر
دوسری کو دخول سے قبل علیحدہ کر دیا تو نکاح کا کوئی حکم
نہ ثابت ہوگا، اور اگر اس کو دخول کے بعد جدا کیا تو
پھر اس کو مہر دینا ہوگا مہر مثل اور مقررہ سے جو کم ہو
وہ واجب ہوگا اور اس پر عدت ہوگی اور نسب ثابت
ہو سکے گا، اور پہلی سے اس وقت تک علیحدگی اختیار کر

محیط السرخسیؒ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ
تجربہ دوسری ہیں کی عدت نہ گزربائے۔ محیط سرخسیؒ میں
یونہی ہے۔ (ت)

اتم و احکم۔

۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

مسئلہ
جس عورت کا شوہر مفقود النجیر ہوا اور مرد و عورت ہر دو خفی مذہب کے ہیں تو عورت دوسرے شخص سے نکاح
کرنے کا کس قدر مدت تک انتظار کرے؟ علماء مذہب حنفیہ کے اس میں کیا حکم دیتے ہیں؟

الجواب

اسی مدت کہ مرد کی عمر سے ستر برس گزرجائیں، یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو، مثلاً تیس سال
کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے، اس مدت گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے،
بعد حکم عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ فتح القدیر میں ہے:
عندی الاحسن مبعون لقوله عليه الصلوة
والسلام اعمار امتي ما بين الستين الى السبعين
فكانت المنتهى غالباً

جواہر اخلاطی میں ہے: انہ احوط واقفیت (یہی احتیاط اور قیاس کے زیادہ موافق ہے۔ ت) اسی میں ہے:
وعليه الفتوى (اسی پر فتویٰ ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

في واقعات المفتين لقد روي آفندي معزيا
للقنية انه انما يحكم بهوته بقضاء لانه امر
محتمل فاله ينضم اليه القضاء لا يكون
حجة۔
واقعات المفتين میں ہے کہ قنیه کی طرف منسوب کرتے
ہوئے آفندی نے کہا کہ موت کا حکم قاضی کے ذریعہ
ہوگا کیونکہ احتمالی معاملہ ہے تو جب تک قاضی کا فیصلہ
نہ مل جائے اس وقت تک محض مدت کا گزرنا حجت
نہ ہوگا۔ (ت)

۲۴۴-۴۸/۱	فرائی کتب خانہ پشاور	القسم الرابع المحرمات بالجمع	۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح
۲۴۳/۵	نوریہ رضویہ سکھ	کتاب المفقود	۲۔ فتح القدیر
۱۲۲ ص	قلمی نسخہ	"	۳۔ جواہر اخلاطی
"	"	"	۴۔ " " " " " "
۳۶۹/۱	مطبع مجتہائی دہلی	"	۵۔ در مختار

تنویر میں ہے،

بعدہ یحکم بموتہ فتعتد عوسہ للموت
(ملخصاً)

رد المحتار میں ہے، ای عدۃ الوفاۃ (یعنی وفات والی عدت مراد ہے۔ ت) بہت بسن رسیدہ مرد نو عمر عورتوں سے نکاح کرتے ہیں وہاں ایسی صورتیں واقع ہوتی ہیں کہ مرد ستر برس کا اور عورت جوان ہو، مثلاً پچاس پچپن برس کی عمر میں پندرہ برس کی عورت سے نکاح کیا اور مفقود ہو گیا تو جب اس کی عمر سے ستر برس گزریں گے عورت تیس پینتیس برس کی ہوگی، اس عمر کی عورت بیشک نکاح کے قابل ہے اور نہ ہو تو حکم شرع کے لیے ہے نہ کہ اپنی خواہش نفس کے لیے۔ قرآن عظیم صاف فرما رہا ہے، والمحصنات من النساء (شادی شدہ عورتوں میں سے۔ ت) پھر اس کے خلاف کی طرف راہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کلکۃ امام باغ لین نمبر ۴۴ مسجد مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد چچا مرنے کے چچی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کیا دلیل ہے؟ مینواتوجروا

الجواب

درست ہے، دلیل اس کی قول اللہ عزوجل واحلکم ما وراکم ذلکم (محمورات کے علاوہ عورتیں تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ہے کہ حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا ان کے سوا عورتیں تمھارے لیے حلال ہیں۔ حرام عورتوں میں چچی کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں کہیں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ حلال عورتوں میں سے ہے، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام

مسئلہ از آموذصلی بہرہ کج گجرات کلان مرسلہ سیدی غلام سرور ۲ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا نام مسی عبد اللہ ہے اس کی ہمشیرہ کا نام نورن تھا، مسماۃ نورن کا نکاح مسی ہدایت اللہ کے ساتھ ہوا، مسی ہدایت اللہ کے نطفہ

۳۶۹/۱	مطبوعہ مجتہائی دہلی	کتاب المفقود	۱۰ در مختار شرح تنویر البصار
۳۳۲/۳	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۱۰ رد المحتار
			۲۴/۴ ۱۰ القرآن
			۲۴/۴ ۱۰ القرآن

شکم مسماة نورن سے دو فرزند پیدا ہوئے، مسماة نورن مر گئی، بڑے فرزند کا بھی انتقال ہو گیا، چھوٹا فرزند زندہ ہے، مسمی عبد اللہ مذکور کے دو دختر ہیں بعد میں نے اپنی بہن مسماة نورن کے اپنی بڑی دختر کا نکاح ہدایت اللہ موصوف سے کر دی، دوسری دختر جو چھوٹی مسمی عبد اللہ کی ہے، ہدایت اللہ کے فرزند سے نکاح پڑھا دیا جاتا ہے، اول تو ہدایت اللہ کا عبد اللہ سالہ ہوا اور فرزند کا ماموں ہوا عبد اللہ کا ہدایت اللہ بہنوئی ہوا اور لڑکا ہدایت اللہ کا عبد اللہ کا بھانجا ہوا، جب عبد اللہ کی دختر نکاح میں آئی فرزند کی سوتیلی والدہ ہوئی، سوتیلی ماں کی بہن حقیقی خالہ ہوئی اور ہدایت اللہ کا عبد اللہ سسر ہوا، زید یا عبد اللہ نانا ہوا، نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مع مہر نام کتاب عبارت عربی ترجمہ اردو خلاصہ تحریر فرمائیے، اس کا اجر اللہ آپ کو عطا کرے گا۔ بینو اتوجروا

الجواب

فرزند ہدایت اللہ کا نکاح دختر عبد اللہ سے جائز ہے، عبد اللہ اس کا ماموں ہے نانا نہیں، سوتیلی ماں کا باپ نہ اپنا نانا، نہ سوتیلی ماں کی بہن اپنی خالہ، سوتیلی ماں کی حقیقی ماں یا بہن یا بیٹی سب سے نکاح جائز ہے اگرچہ وہ اپنے باپ کی ساس یا سالی یا دختر زن ہے۔ رد المحتار میں ہے، لا تحرم ام نروجة الاب ولا بنتها (باپ کی منکوحہ کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہوتیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازالہ آباد محلہ دہلہ پور مکان ہندیارہا خبہ مرحوم ہر سلسلہ مولوی عبید اللہ صاحب

۱۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

بگرامی خدمت سامی منزلت، جامع الکملات العلمیہ والعلیہ، حاوی الفنون الاصلیہ والفرعیہ، مخدوم معظم، مطاع مخم، نیاز کیشاں، جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت فیضہم از نیاز مند عبید اللہ سلام مسنون خشوع و خضوع مشغون در قطعہ استفتا ابلاغ خدمت والا میں دو باتوں کے لیے بکمال ادب گزارش کر کے توجہ وجہ کا اُمیدوار ہوں، ایک یہ کہ یہ دونوں مسئلے معرکہ الاراء ہو رہے ہیں فتویٰ بکمال تحقیق و تدقیق ممبرین مدلل خوب بسط و تفصیل سے لکھے جائیں۔ دوم یہ کہ ان کی ضرورت اشد ہے دوسرے فتوؤں پر انھیں کو مقدم فرمایا جائے صورت سوال یہ ہے، کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مسماة ہندہ زوجہ اولے کو اپنے گھر سے نکال دیا اور دوسری عورت سے نکاح کیا، چند شخصوں نے سبب نکال دینے کا زید سے پوچھا، زید نے کہا میں نے اس کی ماں سے زنا کیا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اس لیے اس کو نکال دیا۔ بعدہ زوجہ ثانیہ کو طلاق دے کر زوجہ اولے ہندہ کو اپنے مکان میں لا کر رکھا اور اقرار زنا سے انکار کیا قاضی بلدہ کے سامنے شہادت اقرار زنا کی پیش ہوئی تو صورت مذکورہ میں اس شہادت اقرار زنا سے حرمت

مصاہرت شرعاً ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور ہندہ زید پر حرام ہوگئی یا کیا؟ ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ اقرار زنا پر شہادت معتبر نہیں ہے، اس شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا تو حرمت مصاہرت کیسے ثابت ہوگی، تحریر میں جلدی فرمائی جائے کہ اس مسئلہ میں بہت سے علماء مختلف ہیں۔

سوال دوم: اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اُس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب

بلاشبہ صورت مستفسرہ میں حکم شرع میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، ہندہ زید پر حرام ابدی سمجھی جائیگی فان البینۃ کا سمہا صبیحۃ (بیتہ اپنے نام کی طرح) واضح کرنے والا ہے۔ تاجب شہادت شرعیہ سے زید کا اقرار بالزنا ثابت ہوا تو اس کے رد کی طرف کیا سبیل کہ ثابت بشہادت بمنزلہ ثابت بمشایدہ ہے، اس گواہی سے ثبوت زنا نہ ہوتا مطلقاً ابطال شہادت یا تکذیب شہود یا رد مشہود پر کی بنا پر نہیں کہ اُس سے نفس اقرار بھی ثابت نہ مانیے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر پھر علامہ زین مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

ان شہد رجلاں اور جل و امرأتان علی زنا سے متهم شخص کے اقرار زنا پر دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں اقرار المقذوف بالزنا ید رؤس القاذف لے شہادت دی تو اس سے فقہائے تہمت لگانے الحد و عن الثلثة ای الرجل والمرأتین والے اور گواہ ایک مرد اور دو عورتوں سے حد قذف لان الثابت بالبینۃ کالثابت بالمعاینۃ کو ساقط قرار دیا ہے کیونکہ گواہی سے ثابت شدہ چیز ایسے ہے جیسے دیکھی ہوئی ہو، تو گواہوں کے بیان سے فکانتا سمعنا اقرارہ بالزنا ناج

ثابت ہوا کہ شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی اصلاً صلاحیت نہ رکھے کہ اثبات زنا میں شہادت زنا و شہادت دو مرد زنا مسموع نہیں مگر مثبت اقرار بیشک ہے کہ اس کے لیے نصاب کامل ہے۔ نیز تحریر میں ہے:

لو شہد رجلان انه زانی و آخران انہ اقرب الزنا فانہ لا یحد قال فی الظہیریۃ و لا یحد الشہود دو مردوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور دوسرے دو نے گواہی دی کہ اس نے زنا کا اقرار کیا ہے تو ایسی صورت میں اس کو زنا کی حد نہیں

ایضا وان شهد ثلثة بالزنا و شهد سابع
على الاقرار بالزنا فعلى الثلثة الحد اه
لان شهادة الواحد على الاقرار لا تعتبر
فبقى كلام الثلثة قذاً
لگائی جائیگی۔ اور ظہیر یہ میں کہا کہ گواہوں کو بھی حد
نہ ہوگی، اور اگر تین مردوں نے زنا کی شہادت دی اور چوتھے نے
زنا کے اقرار پر شہادت دی، تو تین پر حد قذف ہوگی
کیونکہ اقرار کے ایک گواہ کی شہادت معتبر نہیں، تو تین
گواہوں کی بات تہمت ہو جائیگی (ت)

دیکھو شہادت واحد و شہادت رجلین میں تفرقہ فرمایا کہ اول باطل و بیکار اور ثانی معتبر و مثبت اقرار حالانکہ
اثبات زنا سے دونوں برکنار بلکہ اس شہادت سے ثبوت زنا نہ ہونے کی اور دو وہیں ہیں،
اولاً وہ اقرار جو ان سے ثابت ہوا بیرون مجلس قضا تھا اور دارالقضا سے باہر کا اقرار مثبت زنا نہیں ہوتا۔
شرح نقایہ علامہ شمس قہستانی میں ہے،

الاقرار لم يعتبر عند غیر الامام حتی لو
شهدوا بذلك لم تقبل
قاضی یا حاکم کی موجودگی کے بغیر اقرار معتبر نہیں حتی کہ
اگر گواہ مجلس سے باہر کے اقرار کی شہادت دیں تو
مقبول نہ ہوگی۔ (ت)

ثانیاً مشہور علیہ اگر مقترب ہے تو شہادت کی کیا حیثیت ہے؟

فانہا انما تقام على المنکر كما في الدر وغيره
ولا تجامع الاقرار الا في بضع صور مذکورة
في الاشیاء لیست هذه منها۔
شہادت تو منکر کے خلاف ہوتی ہے جیسا کہ در وغیرہ
میں ہے، اشباہ میں مذکور چند صورتوں کے علاوہ
شہادت، اقرار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، اور یہ
صورت ان چند میں سے نہیں ہے۔ (ت)

اور منکر ہے تو اقرار سابق سے رجوع کر چکا اور اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔ تحفہ الفقہاء و
بدائع و تبیین الحقائق اور معین الحکام و جامع الرموز و بحر الرائق وغنیۃ ذوی الاحکام ورد المحتار وغیرہ میں ہے،
واللفظ للعلامة الشرنبلالی عن الامام ملک
العلماء الکاشانی لواقر بالزنا اسبع مرات
فی غیر مجلس القاضی و شهد الشهود علناً
ملک العلماء امام کاشانی سے منقول کے بارے میں
علامہ شرنبلالی کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر اپنے زنا پر
مجلس قضا سے باہر چار مرتبہ اقرار کرے اور اس

اقرارہ لاتقبل شہادتہم لانہ انت کان مقرافالشہادۃ لقولان الحکم للاقراء
للاشہادۃ وان کان متکرا فالانکار منہ
مرجوع والرجوع عن الاقرار فی الحدود
المخالصۃ حق اللہ تعالیٰ صحیح ہے

علماء کی یہ تعلیلیں جیسے کہ ثبوت زنا کی نفی فرماتی ہیں یونہی ثبوت اقرار کی تقریر فرما رہی ہیں تو اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ شہادت مذکورہ سے زید کا اقرار مزبور ثابت ہو گیا، اب یہ دیکھنا رہا کہ اثبات مصاہرت کو خاص ثبوت زنا درکار ہے یا ثبوت اقرار ہی کافی، بر تقدیر ثانی اس اقرار پر اصرار بھی ضرور یا بعد اقرار رجوع نامسموع، کلمات علماء باعلیٰ ندامتادی کہ یہاں ثبوت زنا کی اصلاً حاجت نہیں، مجرد اقرار وہ بھی ایک بار بس ہے، یہاں تک کہ اگر ہزل و مزاح ہی میں کہہ دیا کہ اس شخص نے اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا حرمت مصاہرت ثابت کر دیں گے پھر ہزار بار کہا کرے میں نے جھوٹ کہا تھا ہرگز نہ سُنیں گے، محیط ہستندید خلاصہ و بحر الرائق و جامع الرموز و مجموعہ الفتاویٰ و درمختار وغیرہا مطبوعہ دارالافتاء الدین ہے،

والنظم للدر فی الخلاصۃ قیل لہ ما فعلت بام
امراتک فقال جامعتهما تثبت الحرمة ولا یصدق
انہ کذب ولو ہانرا لا اھ۔

ثابت ہو جائے گی، اور اب اگر یہ کہے کہ میں نے تو مذاق میں جھوٹ بولا تھا، تو بھی نہیں مانا جائے گا اھ (ت)
خلاصہ و بحر و الفتاویٰ وغیرہا میں ہے،

والاصرار لیس بشرط فی الاقرار بحرمة
المصاہرۃ۔

یونہی اگر عورت سے بشرط دوشیزگی نکاح کیا وقت ارادۃ جماع غیر دوشیزہ پایا، عورت نے کہا تیرے

۵۰/۷	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	کتاب الحدود	لہ بدائع الصنائع
۷۲/۲	مطبوعہ احمد کامل انکائٹ بیروت	باب حد العقد	غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ دروغر
۱۸۸/۱	مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	لہ درمختار
۱۰/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل الثالث فی حرمة المصاہرۃ	لہ خلاصۃ الفتاویٰ

یعنی بطلان حل و فساد عصمت و اخذ بالتارکہ میں مصدق ہوگا لہذا حرمت غیر مستندہ ثابت کر کے نصف نسبی یا کل علی التقیرین لازم کر دیں گے۔ بحر الرائق ورد المحتار میں ہے :

اذا اقرب جماع امها قبل التزوج لا يصدق
في حقها فيجب كمال المهر المسمى ان كان
بعد الدخول ونصفه ان كان قبله كما
في التجنيس^۱

قبل یہ استدلال کیا تو نصف مہر واجب ہوگا ، جیسا کہ تجنيس میں ہے۔ (د ت)

اور یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اقرار واحد من جہۃ مقبول اور من جہۃ مردود ہو اقرار حجت قاصرہ ہے ہمیشہ اس کی یہی شان ہوتی ہے کہ جہاں تک مقرر پر اس کا ضرر ہے ماخوذ اور جتنا دوسرے پر الزام ہے منبوذ ، و لہذا اگر کسی کی کنیز سے نکاح کیا اس نے پیش از دخول اس کے پسر کا بوسہ لیا شوہر کہتا ہے بوسہ شہوت تھا حرمت ثابت ہوگئی مگر حق اسقاط مہر میں مسموع نہ ہوگا نصف مہر دینا آئے گا جبکہ مولیٰ شہوت کنیز و قصد افساد کو نہ مانتا ہو۔ ہندیہ میں ہے :

تزوج بامة مرجل ثم ان اقامة قبلت البیہ
نرجها قبل الدخول بها فادعی الزوج انها
قبلتہ بشهوة وكذبہ المولى فانها تبين من
نرجها لاقرار الزوج انها قبلت بشهوة و
يلزمه نصف المهر بتكذيب المولى اياها انها
قبلتہ بشهوة ولا يقبل قول الامة في ذلك
لو قالت قبلتہ بشهوة كذا في المحيط^۲
والله سبحانه وتعالى اعلم

کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہے۔ یونہی محیط میں ہے۔ (د ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

لہ رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۳/۲
لہ فتاویٰ ہندیہ القسم الثانی فی المحرمات بالصہریۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۶۶/۱

اور پہلی عورت سے ایک دختر تھی اب یہ شخص مر گیا اور سالی منکوحہ بے اولاد نے دوسرے سے نکاح کیا اور مر گئی اب وہ جو دختر اس شخص کی ہے جس نے اپنی سالی سے نکاح کیا تھا اور مر گیا تھا سالی کے دوسرے شوہر کو جائز ہے یا نہیں؟
بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۸۹ ہندہ نے زینب کا دودھ پیا ہندہ کے بیٹے کو زینب کی دختر جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ناجائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۹۰ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے دھوکے میں سہو سے اپنی ہم شیرہ یا خوشدامن کا ہاتھ از روئے شہوت کے پکڑا، اس کے نکاح میں کچھ خلل ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ہم شیرہ کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح میں کچھ خلل نہ آیا اور خوشدامن کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح فاسد ہو گیا اگر اس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے تھی تو زائد ہو گئی اور انزال نہ ہوا اور نہ عورت ہمیشہ کو اس پر حرام ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۹۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ایسی صورت میں کہ زید نے اپنی دختر زینب کا بکر کے ساتھ نکاح کیا اور بعد نکاح قبل رخصت بکر کو بلا تحقیق زبانی باتوں پر نامرد ٹھہرا کر بے طلاق دلوائے بحالت حیات بکر کے زینب کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی پس ایسی صورت میں یہ نکاح شافی جائز ہو یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں قطع نظر اس سے کہ تفریق بوجہ جنت کے لیے جو امور شرعاً درکار ہیں ان میں سے یہاں ایک بھی نہ پایا گیا، رأساً بکر کا ایسا عین ہونا ہی ثابت نہیں جس کی بنا پر زینب کو اختیار مفاہم و مطالبہ تفریق حاصل ہو، اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ بالخصوص اس عورت سے نزدیکی پر قادر ہوتا جس صورت میں کہ زینب کی رخصت ہی نہ ہونے پائی اُس کے حق میں بکر کا نامرد ہونا کیسے ثابت ہوا،

فی العالمگیریۃ ان کان یصل الی الثیب
دون الالبکار او الی بعض النساء
دون البعض و ذلک لمرض بہ
او لضعف فی خلقہ او لکبر سنہ او سحر
عالمگیریہ میں ہے جو شخص شیبہ سے جماع کی طاقت رکھتا
ہو باکرہ سے نہیں، یا بعض عورتوں سے جماع کی طاقت
رکھتا ہو اور دیگر بعض سے نہیں اور اس کی کمزوری مرض
کی وجہ سے یا پیدائشی یا بڑھاپے یا جادو کی وجہ سے ہو

فہو عنین فی حق من لا یصل الیہا کذا فی
النهاية۔
توان عورتوں کے حق میں اس کو نامہ تصور کیا جائے گا
جن سے جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ نہایہ میں یوں ہے۔

پس بلاشبہ نکاح ثانی زینب کا محض ناجائز و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۸۲ از آئادہ مسئلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری آئادہ
۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیل و سہلی دو رضاعی بہنیں ہیں، لیلیٰ سے زید نے نکاح کیا اب سہلی
سے اس کے پسر عمرو بن حلیلہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا وہ عمرو کی سوتیلی خالہ یعنی سوتیلی ماں کی رضاعی بہن سمجھ کر حرام
مانی جائے گی؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں عمرو و سہلی کا نکاح جائز ہے کہ باپ کی سالی جبکہ اپنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سگی یا
سوتیلی یا مادری یا رضاعی بہن نہ ہو حلال ہے خواہ نسبی ہو خواہ رضاعی۔ قال اللہ تعالیٰ :
واحدکم ما و ما و ذلک (محرمات مذکورہ کے سوا تم کے لیے حلال ہیں۔ ت)
سوتیلی خالہ کا حرام ہے اس کے معنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سوتیلی بہن نہ کہ سوتیلی ماں کی حقیقی یا رضاعی بہن۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے نکاح میں ایک عورت حرہ تھی دوسرا نکاح اُس
نے ایک کنیز سے کیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور کنیز کا مہر اس کے ذمہ کس قدر لازم ہوگا؟ اُس کنیز سے اُس کی
اولاد بھی ہوئی، اب زید نے انتقال کیا تو کنیز اور اس کی اولاد ترکہ پائیں گے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

زین حرہ پر لونڈی سے نکاح کرنا فاسد ہے،
فی الدر المختار وصحہ نکاح حرۃ علی امۃ و
لا یصح عکسہ انتہی ملخصاً۔
در مختار میں ہے لونڈی پر حرہ عورت سے نکاح صحیح ہے
اور اس کا عکس یعنی حرہ پر لونڈی سے نکاح صحیح
نہیں ہے انتہی ملخصاً (ت)

۵۲۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثانی عشر فی العنین	۱۵ فتاویٰ ہندیہ
۱۸۹/۱	طبع مجتہاتی دہلی	فصل فی المحرمات	۲۳/۴ القرآن
			۳۵ در مختار

اور زن منکوحہ بنکاح فاسد حتی ارث نہیں،

فی الدر المختار من باب نکاح الکافر واجمعوا
انهم لا يتوارثون لان الارث انما ثبت بالنص
على خلاف القياس في النكاح الصحيح مطلقا
فيقتصر عليه ابن ملک، وفیه من کتاب الفرائض
ولست حتى الارث باحد ثلثة برحم و نکاح صحیح
فلا توارث بفساد ولا باطل اجماعا رحمہ

نکاح کی بنا پر نکاح فاسد یا باطل سے باجماع استحقاق وراثت نہیں اہد (ت)
ہاں اگر وطی واقع ہوگئی تو مہر مسمی و مہر مثل سے جو کم ہوگا لازم آئے گا مثلاً اگر عقد پانسو روپے مہر پر بندھا ہے
اور مہر مثل سو روپے ہے تو مہر مثل اور در صورت عکس مہر مسمی یعنی جو عقد میں بندھا ہے واجب الادا ہوگا، اور جو عقد
میں کچھ نہ بندھایا بندھا معلوم نہیں ہو سکتا تو مہر مثل جس قدر ہو قرار پائے گا۔

فی الخلاصة الواجب في النكاح الفاسد الاقل
من المسمى ومن مهر المثل ان كان هناك
تسمية، في الدر المختار ويجب مهر المثل
في نكاح فاسد بالوطی لا بغيره ولم يزد مهر
المثل على المسمى ولو كان دون المسمى لزم
مهر المثل ولو لم يسم او جهل لزم بالغا
ما بلغ انتهى مع التلخيص۔

اور اولاد کہ نکاح فاسد میں وقت وطی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوئی بالاجماع ثابت النسب و حتی الارث ہے،
فی الدر المختار و ثبت النسب احتیاطا بلا دعوی

۲۰۸/۱	مطبعت مجتباتی دہلی	باب نکاح الکافر	۱۰ در مختار
۳۵۲/۲	"	کتاب الفرائض	۱۰ "
۴۱/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل الثالث عشر فی النکاح الفاسد	۱۰ خلاصۃ الفتاوی
۲۰۱/۱	مطبعت مجتباتی دہلی	باب المہر	۱۰ در مختار

و تعتبر مدته وهي ستة اشهر من الوطى والا
لا يثبت وهذا قول محمد وبه يفتى وقال
ابتداء المدّة من وقت العقد الصحيح و
مراجعه في النهر بانه احوط - والله تعالى اعلم
ثابت ہوگی جبکہ مدت کا اعتبار ہوگا جو کہ وطی سے چھ ماہ
تک ہے ورنہ نہیں، یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے
اور اسی پر فتویٰ ہے، اور امام اعظم و امام ابو یوسف
رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر مدت کا اعتبار وقت نکاح
سے چھ ماہ ہے جیسا کہ صحیح نکاح میں ہوتا ہے، نہر میں اس کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴ چھ فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں - ت) کہ ہندہ زوجہ
بکر کسی تقریب خانگی میں بہت سی مستورات کے ہمراہ ایک مقام پر جہاں دروازہ پر پردہ لگا تھا موجود تھی اور اس
جلسہ میں زوجہ زید بھی تھی زوجہ بکر دوپٹہ یا چادر زوجہ زید کا اتفاق سے اوڑھے تھی، وقت شب تھا، روشنی کافی جیسا کہ
تقریبات میں قاعدہ ہے موجود تھی، دریں اثنا زید وہاں آیا اور ہندہ زوجہ بکر مذکورہ بالا اپنا منہ جو کھٹکھا باہر پردہ کے
لائی کہ زید مذکور نے اس کا بوسہ رخسار پر لیا، ہندہ نے دیگر عورات نے اس کا مواخذہ زید سے کیا، اس وقت زید نے
رُوبرو جملہ اور پانچ سات ذکر عادل کے یہ عذر کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کے دھوکا میں بوسہ لیا تھا بوجہ اس کے کہ زوجہ بکر
یعنی ہندہ مذکور میری زوجہ کا چادر اوڑھے تھی اس دھوکا اور مشہد سے بوسہ لیا تھا ہرگز دانستہ یہ فعل نہیں کیا پس
اب ہندہ مذکورہ کی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ اگر وہی شرعیہ کے درست ہے یا نادرست؟ اس امر پر
حکم فرما کر دستخط خاص سے جواب تحریر فرمایا جائے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب

صورت مستفسر میں اگر ثابت ہے کہ زید نے زوجہ بکر کا بوسہ بنظر شہوت لیا تو اس عورت کی سب اولاد ہمیشہ
کے لیے زید پر حرام ہوگئی، کسی طرح اس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا، اور اگر نادانستہ نکاح کر لیا ہے تو فریقین پر
واجب ہے کہ اسے فسخ کر دیں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے، اور اگر شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عورت بذات خود فسخ کر سکتی ہے
کہا نص علیہ فی رد المحتار (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں اس پر نص ہے - ت) بلکہ امام محقق علی الاطلاق
کمال الملتہ والدین محمد بن الہمام قدس سرہ العزیز نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں تصریح فرمائی ہے کہ جس طرح لبوں کا بوسہ
لینا خواہی خواہی بنظر شہوت قرار پائے گا یہاں تک کہ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ یہ فعل مجھ سے بنظر شہوت نہ ہوا تو ہرگز
قبول نہ کریں گے اور حکم حرمت ابدی دیں گے۔ البوسہ رخسار کا ہونا چاہئے کہ یہ بھی شہوت ہی ٹھہرے گا اور

بوسہ لینے والے کا انکار مسموع نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے :
 وفي الفتح يترأى الحاق الخدين بالفم
 اس طور پر صورت مستفسرہ میں مطلقاً حکم حرمت ہے اور اگر زید انکار شہوت کرے مسموع نہیں۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۵ از تجیب آباد ضلع بجنور محلہ نواب پور مسئلہ نیاز اللہ خاں ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا مدت تک، اور پھر
 اسی کی زندگی میں اُس کی بیٹی سے بھی حرام کیا یہاں تک کہ دس برس تک اُسے گھر میں ڈال کر پردہ میں رکھ کر حرام
 کرتا رہا، اب زنا سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے، آیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

کسی وقت کسی حال اس سے نکاح نہیں ہو سکتا کہ ماں کے ساتھ حلال خواہ حرام کسی طرح صحبت کرنے
 بلکہ صرف بشہوت یا تھ لگانے یا بوسہ لینے سے بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور بیٹی کے ساتھ ان معاملات سے
 ماں۔ درمختار میں ہے :

حرم ایضا بالصہیۃ اصل من ذیۃ ارباب الزنا
 الوطء الحرام واصل مسموسہ بشہوة و
 المنظورالی فرجھا الد اخل و فر وعینہم املخصا
 واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مزنیہ کی اصل بھی مصاہرۃ کے طور پر حرام ہوگی، زنا سے
 مراد حرام وہی ہے، اور شہوت کے ساتھ مس شدہ
 عورت اور جس کی فرج داخل پر شہوت سے نظر پڑی ہو
 کی اصل اور ان کی فرع حرام ہوں گی اھ ملخصات
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶ از ناہنگریا مسئلہ نیاز محمد خاں ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں :

- (۱) استاد کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) شاگرداناث سے استاد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۳) بھتیجے کا نکاح چچا کی بی بی سے درحالیکہ محارم سے نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

ان سب سے نکاح جائز ہے جبکہ محارم سے نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ: و احل لکم ما وراء ذالک (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۹ مسئلہ از آناوہ مکان قاضی مظفر علی صاحب ڈگری نویس منصفی مرسلہ شیخ دیدار بخش صاحب

۲۳ صفر ۱۳۱۲ھ

ہندہ کا نکاح نو برس کی عمر میں ہوا تھا، اس کا شوہر جو بالغ تھا تین ماہ بعد نکاح کے نئی سال کو چلا گیا وہاں اس نے اپنا نکاح کیا اور زوجہ ثانیہ سے اولاد ہوئی، ہندہ شوہر سے نان و نفقہ کی طالب ہوئی، اس نے کچھ التفات نہ کی، تب خوابان طلاق ہوئی، طلاق بھی نہ دی، ایک عرصہ کے بعد زوجہ ثانیہ اور اولاد کو بھی چھوڑ کر کہیں چلا گیا، پانچ چار سال سے مفقود الخبر ہے، ہندہ اب اپنا دوسرا نکاح کیا چاہتی ہے اس معاملہ میں بنظر حالات جو مسئلہ شرعی ہو فرمائیے، اب عمر ہندہ پچیس سال کی ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب

ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ: و المنحصنت من النساء (شادی شدہ عورتیں حرام ہیں۔ ت) اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی جو اھل الاخلاط یحکم بموتہ بعد سبعین سنۃ وعلیہ الفتویٰ (جو اہل اخلاط میں ہے، گم شدہ کی عمر کے ستر سال پورے ہونے کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ ت) ادعائے ضرورت و عذر جو انی حرام کو حلال نہیں کر سکتا، بہت کمین لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں باتبارع رسم ہنود عمر بھنگام نکاح نہیں لیتیں، اس وقت ضرورت و جوانی کہ دھر جاتی ہے، ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں، وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں! یہ جو بعض کا زعم ہے کہ چار سال گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی کا اختیار امام مالک کے مذہب میں حاصل ہو جاتا ہے محض جہل، اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب سے ناواقف ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور مستغیثہ ہو وہ بعد ثبوت مفقودی روز مراجعہ سے چار سال کی مہلت دے، اس کے گزرنے پر قاضی تفریق کئے اب عورت عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے

لہ القرآن ۲۴/۴

لہ القرآن ۲۴/۴

لہ جواہر الاخلاط

مسائل مفقود

قلی نسخہ

ص ۱۲۲

پیش از حکم قاضی شرع اگر بیس برس گزر گئے تو وہ معتبر نہیں صرح بہ علماء المالکۃ فی کتبہم مالکی علماء نے اپنی کتب میں اس کی تصریح کی ہے۔ ت) اس مسئلہ کی تفصیل جلیل فتاویٰ فقیر کتاب المفقہ میں ہے۔ ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۰ از پٹنہ لودھی کٹرہ مسئلہ مولانا مولوی عبد الوحید غلام صدیقی صاحب بہاری ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ حضرت مولانا اسرار رحمہ اللہ فی الدارین تسلیم ایک شیعہ عورت سے شتی نے نکاح کیا آیا درست ہو گا یا نہیں؛ جلد فتوے مرتب فرما کر روانہ کیجئے ضرورت شدید ہے، میری خاص رائے عدم مناکحت پر ہے، مگرین ضروریات دین کافر ہیں اور کفر کے سبب نکاح مسلمان سے کب درست ہے، والسلام!

الجواب

شیعہ تین قسم ہیں،

اول غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المؤمنین مولانا علی رحمہ اللہ وجہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا رب العزت جل و علا پر بدعتی حکم دے کر پشیمان ہونا، پتچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں الی غیور ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات) یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد، فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے، احکام مہم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں اُن کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ما شاء اللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ت) جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ اس کا نکاح نہ کسی مسلم سے ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے، جس سے نکاح ہو گا زنیۃ محض ہو گا اور اولاد و ولد الزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سبب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکر ان خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انھیں بُرا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں نص علیہ فی الخلاصۃ والہندیۃ وغیرہما (خلاصہ اور ہندیہ وغیرہ میں اس پر نص ہے۔ ت) مگر مسدّد محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جنہی کلاب النار میں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ

۲۶۴/۲

نورانی کتب خانہ پشاور

باب فی احکام المرتدین

۲۶۴/۲

۳۸۱/۴

مکتبہ حبیبیہ کوٹلہ

کتاب الفاظ الکفر

۲۶۴/۲

صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے مکروہ ہے۔

لما فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیونکہ حدیث شریف میں حضور صلیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ارشاد ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو (ت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے ناکہ کو لعنت کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھڑوا دیا کہ ملعونہ ناکہ پر
ہمارے ساتھ نہ رہ، پھر کسی نے اس ناکہ کو نہ چھوئے۔ حالانکہ ناکہ فی نفسہا مستحق لعنت نہیں، حضرات شیخین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہ لعنت الہی کے مورد ہیں،

اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللہ اعنوب ^{۱۹۱} یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور
سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (ت)

احادیث صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناظر ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکہ شرع مطہر کو گوارا ہوگا واللہ العالی۔
سورہ تفضیل کی تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم کی امامت پر حق جانتا ہو صرف امیر المؤمنین مولیٰ علی کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو
انہیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بد مذہب ضرور ہیں ایسی عورت سے بالاتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی
نہیں کہ مبتدع ہے اگرچہ ہلکے درجہ کی بدعت ہے خصوصاً اگر اس کی محبت میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو
کراہت شدید ہو جائے گی اور ظن غالب تو اس شد بالغ بدرجہ تحریم۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۱ از احمد آباد گجرات دکن محلہ کا لوپور متصل پور گلیان مرسلہ عبدالکرم صاحب ولد عبدالغنی صاحب
۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ

ما توکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ عورت زندہ سلامت
اُس مرد کے نکاح میں موجود ہے اب وہی مرد اس عورت کے بھائی کی نواسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آیا یہ جمع
کرنا درمیان عورت اور اس کی بھتیجی کی بیٹی کے حلال ہے یا حرام؟ بینوا بیانا شاخیا تو جروا اجرا و افیا۔

الجواب

حرام ہے، اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو دو عورتیں آپس میں محرم ہوں یعنی ان میں سے جس کو مرد
فرض کیا جائے دوسری اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں، یہاں ایسا ہی ہے کہ

۱/ ۵۲۹ و ۵۴۲ موسستہ الرسالہ بیروت

۲/ ۳۲۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

باب النہی عن لعن الدواب

۱۵۹/۲ القرآن

اگر منکوحہ اولیٰ کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ دوسری اس کے بھتیجے کی بیٹی، اور جس طرح بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجے کی بیٹی، اور اگر اس دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ پہلی اس کی ماں کی چھوٹی ہے اور جس طرح اپنی چھوٹی حرام ہے یونہی ماں کی۔ بحر الرائق میں ہے،

الاصل ان کل امرأتین لو كانت احداهما ذکر
او الاخری انشی لہ یجز للذکر ان یتزوج الانثی
فانہ یحرم الجمع بینہما بالقیاس علی حرمة
الجمع بین الاختین

قاعدہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جن میں سے ایک کو مرد
فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو کیونکہ
ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت دو بہنوں
کو جمع کرنے کی حرمت پر قیاس ہے۔ (د)

نقائے اور اس کی شرح جامع الرموز میں ہے،
وحرمة علی المرء اصلہ وقرعہ وفروع اصلہ
القرب من الاخوات لاب وامر اولادہما
وبنائتھن وبنات الاخوة وان بعدت وصلبیتہ
اصلہ البعید من عماتہ وخالاتہ لاب وامر
اولادہما وعماتھما اوعمات احدہما و
ان علت وخالاتھما اوخالات احدہما و
ان علت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرد کی اصل اور اس کی اپنی اولاد اور اس کے ماں باپ کی
اولاد یعنی بہنیں، صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی
طرف سے یا دونوں کی طرف سے ہوں، اور ان بھائیوں
اور بہنوں کی اولاد خواہ نیچے تک ہو، اور اوپر والے
ماں باپ یعنی دادا دادی اور نانا نانی، اور تک کی صلبی اولاد، کی
چھوٹیاں اور خالائیں، ماں باپ دونوں کی طرف سے یا
ایک کی طرف سے ہوں، اور ماں باپ کی حقیقی چھوٹیاں
اور خالائیں ہوں یا صرف ماں یا باپ کی طرف سے ہوں، خواہ اوپر تک ہوں، سب اس پر حرام ہیں۔ (ت) واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۲ از ضلع صاحب گنج گیا موضع کھرا ڈاکنی مخدوم پور مسئلہ شیخ نجم الدین حیدر صاحب ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے
دو بیٹے حسن و حسین پیدا ہوئے، بعد وفات ہندہ کے زید نے حفصہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے چند اولاد پیدا ہوئی
اور حفصہ نے اپنی بیٹی زبیدہ کے ساتھ حسین کے بیٹے جگر کو دودھ پلایا۔ پس اس صورت میں بکر کا نکاح حسن کی
بیٹی زاہدہ سے موافق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

لے بحر الرائق
لے جامع الرموز شرح نقائے
فصل فی المہرمات
کتاب النکاح
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۲۴ تا ۲۵۰
۹۵/۳

الجواب

تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ زبیرہ دختر زیدہ ہے اور زیدہ شیر خفصہ کہ بچہ نہ پیا زیدہ ہی سے تھا، اگر صورت واقعہ یہی ہے تو بکرو زائدہ میں نکاح حرام محض ہے کہ اس تقدیر پر بچہ اپنے دادا زیدہ کا بیٹا ہو اور اس کا بیٹا حسن اس کا سوتیلہ بھائی اور حسن کی بیٹی زائدہ بچہ کی سوتیلی بھتیجی، اور بھتیجی اگرچہ سوتیلی ہو چچا پر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یحرم من الرضاۃ ما یحرم من الولدۃ۔ رواۃ
الجماعۃ الا ابن ماجۃ عن ام المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
وضاعت سے سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش
(نسب) سے حرام ہیں۔ اس کو ابن ماجہ کے بغیر
محدثین نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ (د ت)

عالمگیری میں ہے،

یحرم علی الرضیع ابواۃ من الرضاۃ واصولہما
وفر وعہما من النسب والرضاۃ جمیعاً حتی
ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غیرہ
قبل هذا الارضاۃ او بعدہ او امرضعت رضیعاً
او ولد الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا
الارضاۃ او بعدہ او امرضعت امرأة من
لسنہ رضیعاً فالکل اخوة الرضیع و اخواتہ
واولادہم اولاد اخوتہ و اخواتہ کذا فی
التہذیب۔

بچے کے بہن بھائی ہوں گے، اور ان کی اولاد اس بچے کے بھتیجے اور بھانجے ہوں گے،

تہذیب میں یوں ہے۔ (د ت)

تفسیر نیشاپوری میں ہے،

بنات الاخوة من الرضاع كل انثى ولد لها ابن رضاعی بھتیجاں، یہ تمام وہ لڑکیاں ہیں جو دودھ پلانے
الفحل الذی منه اللبن اھو ملخصاً والی عورت کے بچے کی اُمید ہوں جس سے اس عورت کو دودھ اترتا ہے اھو ملخصاً
ہاں اگر حصہ کے یہ دودھ زید سے نہ ہوتا تو بکر کی یہ رضاعت زیادہ کو اس پر حرام نہ کرتی،

لان الحسن وبكر اھو لیسوا کافی ام ولا اب کیونکہ حسن اور بکر اس صورت میں ماں میں اور نہ ہی
فلم یکن الحسن الاعمہ و بنت العم یحل باپ میں شریک ہوئے، تو حسن بکر کے لیے صرف چچا ہوا
مالہ یوجد ما یمنع الحل۔ واللہ سبحانہ اور چچا کی لڑکی اگر کوئی اور مانع نہ ہو تو حلال ہوتی ہے (ت)
وتعالی اعلم۔ واللہ سبحانہ، وتعالی اعلم

مسئلہ ۱۹۳ از شہر کنبہ مسئلہ امیر حیدر صاحب ۹ رجب ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ متعہ کی حرمت کس آیت و حدیث سے اہل سنت کے یہاں
ثابت ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عز و جل فرماتا ہے :

والذین ہم لفرو وجھم حفظون ۵ الا علی وہ لوگ بواپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر
ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین اپنی بیویوں یا اپنی شرعی کھینچوں پر کہ ان پر کچھ ملامت
فمن ابتغی وراءك فاوئلكم العادون ۵ نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو
وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن متعہ نہ اس کی بی بی ہے نہ کھینچ شرعی، تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی باندھی ہوئی حد سے جدا اور
حرام و گناہ ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے :
محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان ۵ نکاح کرو بی بی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ پانی گرانے اور
نہ آشنا بنانے کو۔

عورتوں سے فرماتا ہے، محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان ۵ قید میں آئیاں نہ مستی نکالتیاں یا رہنماتیاں۔

۸/۵ عن غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) بیان ان نکاح الایماء البنات الخ مصطفیٰ البابی مصر

۵ القرآن ۲۳/۴-۶-۵ ۵ القرآن ۵/۵

۵ القرآن ۲۵/۴

ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے پانی گرانے کا صیغہ ہے نہ قید میں رکھنے کی بنا بنانے کا۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث حضرت سبرہ بن جبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یا ایہا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ عز وجل قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ۔ اسے متعہ کرنے کی، اور اب بیشک اللہ عز وجل نے اسے حرام کر دیا قیامت تک۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں

عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیۃ۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرما دیا۔

جامع ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،

قال انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کانت الرجل یقدم البلدا لیس له معرفۃ فیقول لہم بلدا بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شأنہ حتی اذا نزلت الآیۃ الاعلیٰ اسروا جہم او ما ملکت ایمانہم قال ابن عباس فکل فخرج سواہما فہو حرام۔ متعہ ابتدائے اسلام میں تھا مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اُسے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا، وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اُس کے کاموں کی درستگی کرتی، جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوا بی بیوں اور کنیزوں کے، اس دن سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہو گئی۔

حازمی کتاب النسخ والنسخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی غزوہ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا،

فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	باب نکاح المتعہ الخ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے
صحیح مسلم	باب النہی عن نکاح المتعہ	قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۵۱/۱
صحیح بخاری	باب ما جاء فی نکاح المتعہ	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۸۱/۱

فَنظَرَ الْيَهُنَّ وَقَالَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْفُسُوءَةِ قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ فُسُوءَةٌ تَمْتَعُنَا مِنْهُمْ ، قَالَ
فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَاهُ ، وَتَمَعَرَتْ وَجْهَهُ وَقَامَ
فِينَا خُطْبَا ، فَحَمْدُ اللَّهِ وَاتِّسَالُهُ عَلَيْهِ ثُمَّ نَهَى
عَنِ الْمَتْعَةِ ۚ

انہیں دیکھا اور فرمایا یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی
یا رسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ یہ سن کر
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا
یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور
چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی
حمد و ثنا بیان کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۴ از ملک بنگالہ شہر چائنگا، کاکس بازار، مسئلہ مولوی عبد المجید صاحب ۳۰ رمضان مبارک ۱۳۱۵ھ
چرمی فرمائید علمائے دین اندر تکہ نکاح کردن زود جبراً اور
حقیقی صغیر خود جائز است یا نہ؟ بینوا تو جبراً
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چھوٹے
سگے بھائی کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جبراً۔

الجواب

بإسناد لا اتفاق بعد افراق بروت یا طلاق برآمد
اصغریا شد یا اکبر۔ قال اللہ عز وجل، واحلکم
ما وراذکم ۖ واللہ تعالیٰ اعلم
چھوٹے یا بڑے بھائی کے طلاق دینے یا فوتیہ کی سبب
بہائی کے بعد یا لا اتفاق جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
محرمات مذکورہ کے سوا تمہارے لیے حلال ہیں۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

ہبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا

۱۳

۵

۱۵

(زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

www.azharululoom.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۹۵ از بہار محلہ محلی پر مسئلہ سید محمد عبدالسبحان صاحب حنفی دوم شوال مکرم ۱۳۱۵ھ
و بار دوم از ملک بنگالہ ضلع ڈھاکہ ڈاکخانہ امیر آباد موضع بیرکاندب مسئلہ محمد زینت علی صاحب ۱۳۲۵ھ
حضرت اقدس قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم، آداب و تسلیم، عرض ہے ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں
حضرات حنفیہ سلمہم اللہ و یا بیر خدا ہم اللہ کے درمیان پھیلا ہوا ہے، اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیے۔ زید نے
اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس کا علم تھا تو اب زید پر وہ بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر
حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے وہ بی بی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ
رہی اور زید بھی وطی حسب دستور کرتا رہا اور بی بی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بی بی زید کے ترکہ کی
مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق من الطیث بشرًا تمام توفیقین اس ذات کے لیے جس نے مٹی سے بشر کو

و جعل له نسبا و صهرا و افضل الصلوة
و السلام علی سیدنا و آلہ الکرام و صبحہ
العظام علی الدوام ۔

زوجہ زید اس پر حرام ہوگئی اگرچہ اسے اس واقعہ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا **اقول** و باللہ التوفیق اس کی دلیل جلیل قول مولیٰ عز و جل و تبارک و تعالیٰ ہے،

و ربنا ینکم الٰتی فی حجورکم من نساءکم الٰتی
دخلتم بہن فان لم تکنوا دخلتم بہن فلا
جناح علیکم

اس آیت کریمہ میں زن مدخلہ کی بیٹی عرام فرمائی اور جس طرح و صفت الٰتی فی حجورکم یعنی اس کی گود میں پلنا بالاجماع شرط حرمت نہیں، مثلاً زید کسی پچیس سال والی عمر کی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چارہ سالہ ہو جسے گود میں پلانا درکنار زید نے آج سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ ہو تو کیا زید کو حلال ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی سے بھی نکاح کر لے اور مادر و دختر دونوں کو تصرف میں لائے لا الہ الا اللہ یہ ہرگز شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں، اسی طرح و صفت نسا ینکم یعنی اُن بہنولات کا زوجہ و متکوحہ ہونا بھی بالاتفاق شرط نہیں، کیا ایسے واسطے ماں بیٹی دونوں جس کی کنیز شرعی ہوں اُسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کیا کرے مادر و دختر دونوں ایک کے پلنگ پر، عیاذ باللہ، یہ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس درجہ بعید ہے، حالانکہ ہرگز کنیز نسا ینکم میں داخل نہ ان کی بیٹیوں پر بس بانی ینکم صادق، غالباً ان عراموں کو حلال بتاتے ہوئے غیر مقلد صاحب بھی شرم کریں، تو ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح حکم تمتہ آیت فان لم تکنوا دخلتم بہن تحریم و دختر کے لیے کافی نہیں یونہی شرط و ضروری بھی نہیں یعنی نہ وہ علت ہے نہ جبر علت، اب آیت کریمہ میں نہ ربنا مگر الٰتی دخلتم بہن یعنی اُن عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی، معلوم ہوا صرف اسی قدر علت تحریم ہے اور یہ قطعاً مرتبہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی، لاجرم حکم آیت اس کی بیٹی اُس پر حرام ہوگئی، نظیر اس کی اسی بیان محرمات میں قولہ عز شانہ ہے و حلال کی انسا ینکم الذین من اصلا بکم ہے حرام کی گئیں تم پر تمہارے اُن بیٹیوں کی جو روئیں جو تمہاری پشت سے ہیں کہ جس طرح الذین من اصلا بکم یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا اخراج متبنی کے لیے ہے نہ اخراج نبی

بنسہ کے واسطے، یونہی وصف حلال یعنی بیٹے کی جورو ہونا بھی ملحوظ نہیں، بیٹے کی کنیز مذلولہ بھی ضرور حرام ہے اور وہ لفظ حلیلہ میں داخل نہیں، اور اگر اشتقاقی معنی لیجئے یعنی جو بیٹے پر حلال ہے تو اب عموم تحریم صحیح نہ رہے گا کہ بیٹے کی کنیز مطلقاً حرام نہیں جب تک تولد نہ ہو، یہی حال وامہات نسائکم کا ہے کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری عورتوں کی مائیں، یہاں پر بھی وصف زوجیت قید نہیں کہ کنیز مذلولہ کی ماں بھی بدلیل مذکور بالاتفاق حرام، بعینہ اسی دلیل سے ولا متکھوا ما نکح اباؤکم من النساء (اپنے باپوں کی منکوحہ بیویوں سے نکاح نہ کرو۔) میں اگر نکاح پر معنی عقد لیجئے تو عقد غیر قیسی اور بمعنی وطی لیجئے تو وہ ہمارا عین مذہب، بالجملہ ان سب مواضع میں مطیع نظر صرف مذلولہ ہونا ہے اگرچہ بلا نکاح و بس، اب دخلتم بہن میں مولیٰ عزوجل نے دخول حلال و حرام کی کوئی قید ذکر نہ فرمائی اور اس کے اطلاق میں دونوں داخل، تو جو مدعی تخصیص ہو دلیل پیش کرے اور دلیل کہاں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر قائم، کیا جس نے اپنی منکوحہ سے صرف حالت حیض یا نفاس یا صوم یا اعتکاف یا احرام میں صحبت کی اس کی بیٹی اس پر قطعاً اجماعاً حرام نہ ہوئی حالانکہ یہ دخول حرام تھا بلکہ علمائے کرام نے بہت وہ صورتیں ذکر فرمائیں جن میں دخول تو دخول، عورت ہی کو اس کے لیے حلال نہیں کہہ سکتے اور اس سے وطی بالاتفاق موجب تحریم و ختم موطوۃ ہو جاتی ہے مثلاً ایک کنیز دو مولیٰ میں مشترک ہے ان میں سے جو اس سے مقابرت کرے گا دختر کنیز اس پر حرام ہو جائے گی، یونہی اپنے پسر کی کنیز یا اپنی کنیز کا ذرہ غیر نکاح یا اپنی اس عورت سے بجا صحبت جس سے ظہار کیا اور کفارہ نہ دیا، یہ سب بالاتفاق ان عورتوں کی بنات کو حرام کر دیتی ہیں حالانکہ یہ عورات سرے سے خود ہی حلال نہ تھیں۔

اقول ان مسائل سے مسکد زن مظاہرہ تو استناد بالاتفاق کا بھی محتاج نہیں کہ اس پر خود قرآن عظیم دلیل شافی، ظہار بنص قرآن منکر نکاح نہیں تو زن مظاہرہ بلاشبہ نسا نکحہ میں داخل، اور بعد وطی دخلتم بہن بھی حاصل، تو قطعاً اس کی دختر کو حکم حرمت شامل، زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور قبل صحبت ظہار کر لیا بعدہ مشغول بجاع ہوا اور کفارہ نہ دیا، کیا اس صورت میں اسے روا ہے کہ ہندہ کی بیٹی سے بھی نکاح کر لے، حاشائے یہ شریعت محمد رسول اللہ نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حالانکہ بعد ظہار عورت بنص قرآن اس پر حرام ہو گئی اور جب تک کفارہ نہ دے اسے ہاتھ لگانا جائز نہ تھا، تو ثابت ہوا کہ نہ نکاح بشرط نہ وطی کا بروجر حلال ہونا لازم بلکہ مناسط حرمت صرف وطی ہے اور حاصل آیت کریمہ یہ کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلا نکاح اگرچہ بروجر حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہو گئی، یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب، اور یہی اکابر صحابہ کرام مثل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم و حضرت علامہ صحابہ عبداللہ بن مسعود و حضرت عالم القرآن عبداللہ بن عباس و حضرت اقرؤ الصحابہ

ابن کعب و حضرت عمران بن حصین و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت مفیہ چار خلافت حدیث بنت الصدیق
محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و جمہیر ائمہ تابعین مثل حضرات امام حسن بصری و
افضل تابعین سعید بن المسیب و امام اجل ابراہیم نخعی و امام عامر شعبی و امام طاؤس و امام عطاء بن ابی رباح
و امام مجاہد و امام سلیمان بن لیسا و امام حماد اور اکابر مجتہدین مثل امام عبدالرحمان اوزاعی و امام احمد بن حنبل و
امام اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام مالک بن انس کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اقول معہذا نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف قائل قائلکم (شاعر نے کہا) سے

النارکین علی طهر فسادہم و الناکحین بشطہ دجلة البقرا
(بیویوں کو طہر کی حالت میں چھوڑنے والے دجلہ کے کنارے گائے سے وطی کرتے ہیں۔ ت)

وقال آخر (ایک دوسرے شاعر نے کہا) سے

کسکرتحب لذیذ النکاح و تہرب من صولة الناکح

(بارگاہ کی طرح کہ وہ جماع کی لذت کو پسند کرتی ہے اور خاوند کے حملہ سے فرار کرتی ہے۔ ت)
تو کیر لا تنکحوا ما نکح اباؤکم (اپنے باپوں کی منکوحہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ ت) میں لا اقل محمل تو ضرور
اور امر فرج میں احتیاط واجب تو بجانب تحریم ہی غالب، بلکہ اصل فرق میں حرمت ہے، تو جب تک حل ثابت
نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہوگا پھر مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں تو نفس جماع ہی اگرچہ بوجہ حرام بلا نکاح ہو علت
تحریم رہے گا،

ولعلک ان رجعت الی کلماتہم دیت ان تقریر
الدلیل علی هذا الوجه احسن مما قیل
اذ لا یرد علیہ ما افاده فی الفتح بل هو اصح
عندی من الکلام الاول ایضا کما یرشدک
الیہ ما ذکرته ہہنا علی ہامشہ و باللہ
التوفیق۔

ہو سکتا ہے کہ جب آپ فقہاء کرام کے کلام کی طرف
رجوع کریں تو آپ سمجھ جائیں کہ دوسرے قول کے مقابلہ
میں دلیل کی یہ تقریر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس پر فتح کا
بیان کردہ اعتراض نہ ہوگا، بلکہ میرے نزدیک یہ پہلے
کلام سے بھی اصح ہے جیسا کہ اس کے حاشیہ پر
یہاں میرا ذکر کردہ بیان تیری رہنمائی کرے گا، اللہ
تعالیٰ سے ہی توفیق ہے۔ (ت)

مخالف کے پاس اس کی علت پر کوئی دلیل نہیں مگر حدیث لا یحرم الحرام الحلال حلال کو حرام

نہیں کرتا۔ مگر یہ حدیث کس طرح مخالفت کی دلیل ہو جبکہ سخت ضعیف و ناقض و ناقابل احتجاج ہے۔، جہتی با آلک انتصا شافعیہ میں اہتمام شدید رکھتے ہیں اس حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے تضعیف کر دی کہما فی التیسیر شرح الجامع الصغیر (جیسا کہ جامع صغیر کی شرح تیسیر میں ہے۔ ت)

اقول دلیل ضعف کو یہی کافی کہ ام المؤمنین خود قابل حرمت کما تقدم (جیسا کہ گزرا۔ ت) اگر اس باب میں خود ارشاد اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتیں تو خلافت کے کیا معنی تھے لاجرم امام احمد نے فرمایا نہ وہ ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ اثر ام المؤمنین، بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے کما فی الفتوح (جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت) روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں عثمان بن عبد الرحمن و قاضی ہے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا ہے۔ امام بخاری نے فرمایا تو کوئے محدثین نے اسے متروک کر دیا۔ امام ابو داؤد نے فرمایا ایسے بستی لکھ کوئی چیز نہیں۔ امام علی بن مدینی نے سخت تضعیف بتایا۔ نسائی و دارقطنی نے کہا متروک ہے۔ حتی کہ امام بخاری بن معین نے فرمایا یکذب جھوٹ بولتا ہے۔

اقول یہی عثمان حدیث ام المؤمنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔ روایت ابن حبان کتاب الضعفاء میں یوں ہے :

حدثنا الحسن بن سفيان نا اسحق	یہیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، انھوں نے
بن بهلول نا عبد الله بن نافع	اسحاق بن بہلول سے، انھوں نے عبد اللہ بن نافع
نا المغيرة بن اسماعيل بن ايوب بن سلمة	سے، انھوں نے مغیرہ بن اسماعیل بن ایوب بن سلمہ
عن عثمان بن عبد الرحمن عن	سے، انھوں نے عثمان بن عبد الرحمن سے، انھوں نے

۵۰۴/۲	مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ	لہ التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف لا
۱۲۸/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	۲ فتح القدر فصل فی بیان المحرمات
ص ۲۷۰	مکتبہ اثریہ ساکنہ ہل	۳ کتاب الضعفاء الصغیر مع تاریخ الصغیر باب العین
۴۳/۳	دار المعرفہ بیروت	میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱
۱۲۸/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	۴ فتح القدر فصل فی بیان المحرمات
۴۳/۳	دار المعرفہ بیروت	۵ میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱
"	"	۶ وکے " " " " " "

امام ابن شہاب زہری سے، انھوں نے عروہ سے، انھوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص کسی عورت سے حرام کاری کرے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی یا نکاح کر سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا، حلال نکاح ہی حرام بناتا ہے۔ (ت)

ابن شہاب الزہری عن عروہ عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن الرجل يتبع المرأة حراما اينكح ابنتها او يتبع الابنة حراما اينكح امها فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يحرم الحرام المحلل انما يحرم ما كان بنكاح حلال. ابن جابر نے اسے روایت کر کے کہا:

عثمان بن عبد الرحمن وہی وقاصی ہے ثقات سے موضوع خبریں روایت کر دیتا ہے اس سے سند لانا حلال نہیں۔

عثمان بن عبد الرحمن هو الوقاصي يروي عن الثقات الاشياء الموضوعات لا يجوز الاحتجاج به۔

ہاں سنن ابن ماجہ میں روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آئی:

ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معلیٰ بن منصور نے انھوں نے اسحق بن محمد فروی سے انھوں نے عبداللہ بن عمر انھوں نے نافع انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا (ت)

حدثنا يحيى بن معلى بن منصور ثنا اسحق بن محمد القروي ثنا عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا يحرم الحرام المحلل۔

اؤلا اس میں اسحق بن ابی فروہ متروک فیہ ہیں۔ امام عبدالحق نے احکام میں حدیث کو ذکر کر کے فرمایا، فی اسنادہ اسحق بن ابی فروہ وہو متروک لکے اس کی سند میں اسحاق بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے، نقلہ عنہ المحقق فی الفتح (اسے فتح میں شیخ محقق نے اسے نقل کیا ہے۔ ت) امام ابو الفرج نے

دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۳۶/۲	حدیث ۱۰۳۱	بحوالہ ابن جابر	لے العلل المتناہیہ
ایک ایم سینڈکینی کراچی ص ۱۲۶	باب لا یحرم الحرام المحلل	سنن ابن ماجہ	۲۱
مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ ۱۲۸/۳	فصل فی بیان المحرمات	فتح القدیر	۳

علل متناہیہ میں فرمایا :

قد رواہ اسحق بن محمد الفروی عن
عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لا یحرم الحرام الحلال قال یحییٰ
الفروی کذاب وقال البخاری ترکوہ۔ انتہی

یعنی یہ حدیث اسحق بن محمد فروی بسند خود حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : حرام حلال کو
حرام نہیں کرتا۔ امام بخاری بن معین نے فرمایا : فروی
کذاب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا محضین کے نزدیک
متروک ہے۔ انتہی

وانا اقول وبالله التوفیق سبیح من لای نسبی (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ہی توفیق
ہے پاک ہے وہ ذات جو مجبوتی نہیں۔ ت) حافظین جلیلین عبد الحق و ابی الفرج کو التباس واقع ہوا اسحق بن
ابی فروہ خراہ اسحق فروی، دو ہیں، ایک اسحق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر و تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد و
ترمذی و ابن ماجہ سے، یہی متروک ہے، اسی کو امام بخاری نے ترکوہ فرمایا کما فی تمہذیب التہذیب و
میزان الاعتدال وغیرہما (جیسا کہ تمہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال وغیرہما میں ہے۔ ت)
تمہذیب التہذیب میں ہے (قال ابوہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحرم الحرام الحلال) جماعت ائمہ نے فرمایا،
متروک ہے۔ ت) میزان میں ہے :

لہذا احد امشاة وقال ابن معین وغیرہ
لا یتنب حدیثہ۔
میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اسے رواں کیا یعنی اس کی
روایت کو کچھ بھی معتبر سمجھا ہو۔ امام ابن معین وغیرہ نے
فرمایا اس کی حدیث کبھی تک نہ جائے۔

دونوں کتابوں میں ہے :

نہی احمد بن حنبل عن حدیثہ وقال
ابراہیم الجوزجانی سمعت احمد بن
حنبل یقول لا تحل الروایۃ عندی عن اسحق
امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث نقل کرنے سے
منع فرمایا، ابراہیم جوزجانی نے کہا میں نے امام
احمد بن حنبل کو فرماتے سنا کہ میرے نزدیک اسحق بن ابی فروہ

۱۳۶/۲	دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور	حدیث ۱۰۳۱	علل المتناہیہ
۲۳۱/۱	مجلس دارۃ المعارف حیدرآباد دکن	حرف الالف ترجمہ ۴۴۹	تمہذیب التہذیب
۱۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	۷۶۸	میزان الاعتدال

سے روایت حلال نہیں۔

بن ابی فروةؓ

امام ترمذی نے ابواب الفرائض باب ما جاز فی ابطال میراث القتال میں حدیث،

قتال وارث نہیں ہوگا، اس حدیث کو اسحق بن عبد اللہ،
انہوں نے زہری انہوں نے حمید بن عبد الرحمن انہوں
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کر کے فرمایا یہ حدیث صحیح نہیں کہ اسحق بن عبد اللہ بن
ابوفروہ کو بہت سے اہل علم نے متروک قرار دیا ان میں
امام احمد بن حنبل ہیں (ت)

القتال لا یورث بطریق اسحق بن عبد اللہ عن
الزہری عن حمید بن عبد الرحمن عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کر کے
فرمایا ہذا حدیث لا یصح و اسحق بن عبد اللہ بن
ابی فروة قد ترکہ بعض اہل العلم منهم
احمد بن حنبلؓ

ابو الفرج نے موضوعات میں حدیث،

الصباحۃ تمنع الرزق (صبح کو سونا رزق کی برکت)
کے لیے مانع ہے، والی حدیث کو اسماعیل بن
عیاش انہوں نے ابن ابی فروہ انہوں نے محمد بن یوسف
انہوں نے عمرو بن عثمان بن عفان انہوں نے اپنے
والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا یہ
صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی فروہ متروک ہے (مخصوصاً ت)
امام خاتم الحفاظ نے لآلی میں اس پر تقریر فرمائی اور تعقیبات میں بھی اس جرح پر جرح کی، غرض یہ
بالاتفاق متروک ہے مگر یہ قدیم ہے ۳۱۷ میں انتقال کیا قالہ ابن ابی فدیك (یہ ابن ابی فدیك نے کہا
ہے۔ ت) یا ۳۱۷ میں کما قالہ ابن سعد وغیرہ واحد و ہذا هو الصحیح کما فی تہذیب

الصباحۃ تمنع الرزق بطریق اسماعیل بن
ابی عیاش عن ابن ابی فروة عن محمد بن
یوسف عن عمرو بن عثمان بن عفان عن
ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کر کے کہا
ہذا حدیث لا یصح و ابن ابی فروة متروک
(مخصوصاً)

۱۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	۷۸	حرف الالف ترجمہ	۷۸	میزان الاعتدال
۲۲۱/۱	حیدرآباد، دکن	۳۴۹	ترجمہ	۳۴۹	تہذیب التہذیب
۳۲/۲	امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی		باب ما جاز فی ابطال میراث القتال		جامع الترمذی
"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"
۶۸/۳	دار الفکر بیروت		نوم الصبحۃ		موضوعات ابن جوزی کتاب النوم
۶۸/۳	"	"	"	"	"
۲۲۲/۱	دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد بھارت	۳۴۹	ترجمہ	۳۴۹	تہذیب التہذیب حرف الالف
"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"
"	"	"	"	"	"

التہذیب (جیسا کہ اس کو ابن سعد اور بہت سے حضرات نے بیان کیا ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ ت) یحییٰ بن معلی نے کہ طبقہ حادیہ عشرہ سے ہیں اسے کہاں پایا۔

دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحق بن محمد بن اسمعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ یہ تبع تابعین سے بھی نہیں، ان کے تلامذہ سے ہیں، رجال بخاری و ترمذی و ابن ماجہ سے، امام بخاری کے استاذ ہیں، ۳۲۶ھ میں انتقال کیا، یہ ہرگز متروک نہیں۔ امام بخاری نے خود جامع صحیح میں ان سے روایت کی تو وہ ان کی نسبت ترکوہ کیونکر فرماتے، ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا، اور ابوحاتم وغیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں۔ امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں۔ امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں۔ ائمہ محدثین امام بخاری پر ان سے روایت کرنے میں معترض ہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا مضطرب الحدیث ہیں آنکھیں جانے کے بعد بار بار ہوتا کہ جیسا کوئی سکھا دیتا ویسے ہی روایت کرنے لگتے۔ عقیلی نے کہا امام مالک سے بکثرت وہ حدیثیں روایت کیں جن پر ان کا کوئی متابع نہیں۔ امام ابوداؤد نے سخت ضعیف کہا۔ امام الشان نے فرمایا آنکھیں جا کر حفظ خراب ہو گیا تھا۔ امام حافظ عبد العظیم منذری کی ترغیب میں ہے:

اسحق بن محمد بن اسمعیل بن ابی فروہ الفردی صدوق ہے۔
اسحق بن محمد بن اسمعیل بن ابی فروہ
الفردی صدوق روى عنه البخاری فی صحیحہ
وقال ابوحاتم وغیرہ صدوق، وذكر ابن حبان
فی الثقات ووثقه ابوداؤد وقال النسائی
لیس بثقة۔

میزان الاعتدال میں ہے:

هو صدوق فی الجملة، صاحب حدیث، قال
ابوحاتم صدوق ذهب بصرة
فریما لقن وكتبه صحیحہ، وقال مرة
مضطرب، وقال العقیلی جاء
عن مالك باحادیث كثيرة لا یتابع
عليها، وذكر ابن حبان فی

وہ مجموعی طور پر صدوق ہے اور صاحب حدیث ہے۔
ابوحاتم نے کہا کہ یہ صدوق ہے اور اس کی نظر ضائع
ہو گئی تھی اور بعض اوقات دوسرے کی بات مان لیتا
تھا اور اس کی کتب حدیث صحیح ہیں، اور انہوں نے
کبھی اس کو مضطرب قرار دیا ہے۔ اور عقیلی نے کہا کہ
اس نے امام مالک سے کثیر روایات ذکر کیں لیکن ان کی

الثقات وقال النسائي ليس بشقة، وقال الدارقطني
لا يترك، وقال ايضا ضعيف قد روى عنه البخاري
ويؤخونه على هذا، وكذا ذكره ابو داود ووهاه
جدا۔
تائيد نہ ہوئی، اور اس کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار
کیا ہے۔ اور نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں ہے، اور دارقطنی
نے کہا کہ یہ متروک نہیں، اور ضعیف بھی کہا ہے۔ اور بخاری
نے اس سے روایت کیا ہے اس وجہ سے امام بخاری

پر طعن بھی ہوا ہے، ابو داؤد نے یوں ہی کہا اور اس کو بہت کمزور قرار دیا۔ (ت)

تقریب میں ہے، صدوق، کف فساد حفظہ (صدوق سچے، اس کا حفظ کمزور ہو گیا تھا۔ ت)
تہذیب التہذیب میں ہے، قال البخاری مات سنة ۲۳۶ (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وہ ۲۳۶ھ میں فوت ہوا۔ ت) پر ظاہر کہ اس حدیث کے راوی یہی اسحق بن محمد فروی متکلم فیہ ہیں ذکر وہ اسحق بن عبد اللہ
فروی متروک۔ بہر حال ایک موضع کلام تو اس کی سند میں یہ ہے۔

ثانیاً اقول دوسرا محل کلام اسحق مذکور کے شیخ عبد اللہ میں ہے المحدثین کا ان میں کلام معروف ہے
امام ترمذی نے باب فیمن یستقیظ بللا ولا یذکر احتلاما (باب جو نیند سے بیدار ہو کر کچرے پر رطوبت پائے مگر
احتلام یاد نہ ہو۔ ت) میں ایک حدیث ان سے روایت کر کے فرمایا:

عبد اللہ ضعفه یحییٰ بن سعید عن قبل
عبد اللہ کو امام یحییٰ بن سعید قطان نے نقصان حافظہ
کی رو سے حدیث میں ضعیف بتایا۔

اُسی کے ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل (الباب الصلوٰۃ، باب اول وقت کی
فصیلت کے بیان میں۔ ت) میں ہے:

عبد اللہ بن عمر العمری لیس هو بالقوی
عند اهل الحديث۔
عبد اللہ بن عمر العمری محدثین کے نزدیک چندان
قوی نہیں۔

امام نسائی نے کہا قوی نہیں۔ امام علی بن مدینی نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن حبان نے کہا:

كان ممن غلب عليه الصلاح والعبادة حتى
صلاح وعبادت نے ان پر یہاں تک غلبہ کیا کہ حفظ

۱۹۹/۱	دار المعرفہ بیروت	حرف الالف ترجمہ ۷۵	لہ میزان الاعتدال
۸۴/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	ترجمہ ۳۸۱	لہ تقریب التہذیب
۲۴۸/۱	دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد بھارت	ترجمہ ۴۶۶	لہ تہذیب التہذیب
۱۶/۱	امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	باب فیمن یستقیظ ویرنی بللا الخ	لہ جامع الترمذی
۲۴/۱	دار المعرفہ بیروت	باب ما جاء فی الوقت الاول الخ	لہ " "

غفل عن حفظ الاخبار وجودة الحفظ المشار
فلما فحش خطوه استحق التوكيد -
امام احمد ويحيى سے ان کی توثیق کے اقوال بھی ہیں مگر قول فیصل یہ قرار پایا کہ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا:
ضعیف عابد (مغزور عابد ہے - ت)

ثالثا قول اس حدیث سے جواب کو وہی آیہ کریمہ وسئلہ زن منظارہ کافی ظہار میں جماع حرام تھا
پھر اس نے منظارہ کی دختر حلال کو کیونکر حرام کر دیا۔

رابعا یہ حدیث جس طرح ابن ماجہ نے روایت کی کہ اگر کچھ قابل ذکر ہے تو یہی، اگر اس کے ضعف سند
سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس میں کوئی قصہ سوال اس حدیث متروک و ساقط کی طرح نہیں صرف اتنا بیان ہے
کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، یہ اپنے ظاہر پر تو یقیناً صحیح نہیں، کیا اگر قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب
ڈال دیں تو اسے حرام نہ کر دیں گے!

اقول کیا کوئی اگر زنا سے جنب ہو تو اسے نماز و قرأت قرآن و دخول مسجد و طواف کعبہ کہ حلال تھے حرام
نہ ہو جائیں گے! کیا اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کی بکری کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اس کا یہ فعل کہ اگر اپنے مال کے ساتھ
ہوتا جب بھی بوجہ اضاعت مال حرام تھا اور مال غیر کے ساتھ ظلماً حرام و در حرام اس حلال جانور کو حرام نہ کر دے گا!
کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دے خصوصاً ایام حیض میں تو اس فعل حرام و در حرام سے
وہ زن حلال اس پر حرام نہ ہو جائے گی! صد ہا صورتیں ہیں جن میں حرام حلال کو حرام کر دیتا ہے، تو یہ اطلاق
کیونکر مراد ہو سکتا ہے، لاجرم تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام من حیث ہو حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

اقول یعنی بول و شراب نے جو آب و گلاب کو حرام کیا نہ بوجہ اپنی حرمت کے بلکہ اس جہت سے کہ
یہ نجس تھے اس سے مل کر اسے بھی نجس کر دیا، اب اس کی نجاست باعث حرمت ہوئی، اور اگر کوئی شے ظاہر
حرام کسی حلال میں ایسی مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ حلال خود حرام ہو گیا بلکہ حلال اپنی حلت پر
باقی ہے اور مخلوط کا تناول اس لیے ناجائز کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا یہاں تک
کہ اگر جدا ہو سکے اور جگہ اکریں تو حلال بدستور اپنی حلت پر ہو کمالا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں - ت) یونہی زنا نے
نماز وغیرہ کو اس حیثیت سے حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیت زنا کو اس میں کیا دخل، بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ

فرج مشتی میں ایلاج مشتی ہے وقس علی ذلک البواقی (باقی کو اسی پر قیاس کرو۔ ت) اب ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور حدیث ہم پر وارو نہیں، یہاں بھی عورت سے زنا کرنے نے دختر زن کو اس بنا پر حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیت زنا کو اس میں بھی دخل نہیں بلکہ اسی حیثیت سے حرام کیا کہ وہ وطی وادخال ہے تو دخلتم بہن صادق آیا اور دختر موطوہ کی حرمت لایا تو اس حدیث ضعیف میں بھی مخالفت کے لیے اصلاً حجت نہیں ولہ الحمد، محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں یہاں بعض احادیث اپنے مذہب کی مویدات ذکر فرمائیں از الجملہ:

قال رجل یارسول اللہ انی نریت بامرأة فی
فی الجاہلیۃ افانکھ ابنۃ ۾ قال لا اری
ذلک ولا یصح ان تنکھ امرأۃ تطلع من
ابنتھا علی ما تطلع علیہ منھا۔
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانہ
جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس کی بیٹی
سے نکاح کر لوں۔ فرمایا: میری رائے نہیں اور
نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع
ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلع تھا۔

اقول نیز اس کے موید ہے وہ حدیث کہ غایہ سمعانیہ میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
من نظر الی فرج امرأۃ لہ شوۃ حرمت علیہ ۱۱۱۱ کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر
اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں۔

دوسری حدیث میں ہے:
ملعون من نظر الی فرج امرأۃ و بنتھا۔
ملعون ہے جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی
فرج دیکھے۔

عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:
من نظر الی فرج امرأۃ و بنتھا لہ ينظر اللہ الیہ
یوم القيامة ۱۱۱۱ جو کسی عورت اور اس کی دختر دونوں کی فرج دیکھے
اللہ تعالیٰ روز قیامت اُس پر نظر رحمت نہ کرے۔

۱۲۹/۳	نوریہ رضویہ سکھر	فصل فی بیان المحرمات	۱۱۱۱
۲۱/۲	مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ	فصل فی نکاح المحرمات	۱۱۱۱
"	"	"	"
۵۱۴/۱۶	موسستہ الرسالہ بیروت	حدیث ۴۵۷۰۵	۱۱۱۱

نیز مصنف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،
 فی الذی یزنی ہام امراۃ قال حرمتا یعنی اپنی ساس سے زنا کرنے والے کی نسبت فرمایا کہ
 علیہ السلام واللہ تعالیٰ اعلم اس پر ساس اور عورت دونوں حرام ہو گئیں۔
 اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد و زن کو جدا ہو جانا اور اس نکاح فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا
 ہے مگر خود بچہ و نکاح زائل نہیں ہو جاتا، یہاں تک کہ شوہر جب تک متارکہ نہ کرے اور بعد متارکہ عدت نہ گزرے
 عورت کو روا نہیں کہ دوسرے سے نکاح کرے، اور قبل متارکہ شوہر کا اس سے وطی کرنا حرام ہوتا ہے مگر
 زنا نہیں کہ نکاح باقی ہے، ولہذا اُس وطی سے جو اولاد پیدا ہو صحیح النسب ہے ایسے نکاح کے ازالہ کو جو
 الفاظ کے جائیں طلاق نہیں بلکہ متارکہ کہلاتے ہیں اگرچہ بلفظ طلاق ہوں یہاں تک کہ ان سے عدہ طلاق کم
 نہیں ہوتا۔ درمختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل
 لها التزوج بآخر الا بعد المدة ركة : انقضاء
 العدة والوطی بها لا یكون زنا۔
 حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہذا دوسرے
 شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک حد وند
 متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزر جائے، اس دوران
 اگر خاوند نے وطی کی تو وہ زنا نہیں، نکاح۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

قال فی الذخیرۃ ذکر محمد فی نکاح الاصل
 ان النکاح لا یرتفع بحرمة المصاهرة و
 الرضاع بل یفسد حتی لو طمها الزوج قبل
 التفريق لا یجب علیہ الحد اشتد بہ
 علیہ او لم یشتد۔
 ذخیرہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل یعنی
 بقسوط کی بحث نکاح میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرہ اور حرمت
 رضاعت کی بنا پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے
 لہذا اگر خاوند نے تفریق سے قبل وطی کر لی تو اس پر
 زنا کی حد نہیں ہوگی، اس کو کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔ (ت)

اسی میں ہے،

قال فی الحاوی والوطی فیہا لا یكون زنا
 حاوی میں ہے کہ اس مدت میں وطی کو زنا نہ کہا جائیگا

لانہ مختلف فیہ وعلیہ مہر المثل بوطئھا
بعد الحرمۃ ولاحد علیہ ویثبت النسب لہ
کیونکہ یہ بات مختلف فیہ ہے جبکہ بیوی کے حرام ہونے
کے بعد وطی کرنے سے مہر مثل لازم ہوگا اور بچہ ہو
تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس پر حد زنا نہ ہوگی (ت)

اسی میں ہے :

فی البزانیۃ المتارکۃ فی الفاسد بعد الدخول
لا تكون الا بالقول کخلیت سبیلک او ترکتک
ومجرد انکار النکاح لا یكون متارکۃ اما
لو انکرو قال ایضا اذہبی وتزوجی کان متارکۃ
والطلاق فیہ متارکۃ لکن لا ینقص بہ
عدد الطلاق لہ
بزاز یہ میں ہے کہ فاسد نکاح میں دخول کے بعد
متارکہ صرف زبانی ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہ میں نے
تجھے نکاح سے آزاد کیا یا توں کے میں نے تجھے
چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ
نہ کہا جائے گا، ہاں اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہے
کہ جان نکاح کر، تو متارکہ ہو جائے گا، اور اس

موقع پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے عدد طلاق کم نہ ہوگا۔ (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اس حالت میں اگر شوہر نے نہ چھوڑا اور ناجائز طور پر ہندہ سے وطی کرتا رہا اور
اولاد ہوئی تو وہ اولاد اپنے ماں باپ دونوں کی وارث ہے۔ ہاں اگر وارث تو ظاہر ہے کہ اولاد زنا بھی اپنی ماں
کی میراث پاتی ہے کما نصوا علیہ والمسألة فی الدار وغیرہ (جیسا کہ فقہا مکرام نے اس پر نص کی ہے
اور یہ مسئلہ دور وغیرہ میں ہے۔ ت) اور باپ کی وارث یوں کہ ابھی منقول ہو چکا کہ ایسی حالت کی اولاد
ولد الزنا نہیں صحیح النسب ہے، ہاں زن و شو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم و احکم۔

۹۶ھ از ریاست رامپور مرسلہ جناب نوشہ میاں صاحب ۲۰ محرم ۱۳۱۶ھ

جناب کا یہ فتویٰ جس کی نقل حاضر کی جاتی ہے علمائے رامپور کے حضور بغرض مہر پیش ہوا جناب مفتی
محمد لطف اللہ صاحب نے فرمایا یہ نقل ہے اور اس میں جو لکھا ہے کہ جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو وہ مرتدہ
ہے اس کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ مجھے
اس میں تامل ہے اُس کے ہم مذہب سے نہ ہونے کی سند کیا ہے، مولوی صاحب (یعنی جناب) اس کی

سند کہ کمر فرمادیں تو مجھے مہر کرنے میں عذر نہیں لہذا نقل فتویٰ مرسل خدمت ہے۔ یہ فتویٰ جناب کا تحریر فرمایا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس حکم کی سند کیا ہے؟ بینوا تو بھرا

الجواب

فی الواقع یہ فتویٰ فقیر ہی کا لکھا ہوا ہے اور دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ اُن کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافرہ سے، نہ مرتد و مرتدہ اُن کے ہم مذہب خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہاں میں کہیں نہیں ہو سکتا۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ
ولا کافرة اصلية وکذا لک لا یجوز نکاح
المرتدة مع احدیہ

مرشد شخص کو مرتدہ، مسلمان یا اصلی کافرہ عورت سے
نکاح جائز نہیں، یوں ہی مرتدہ عورت کسی مسلمان مرد
کے لیے حلال نہیں۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

لا یجوز نکاح المرتدة لاحد والمجوسية لا تحل
للمسلم و تحل لكل کافر الا المرتدة

مرتدہ کا نکاح کسی کے ساتھ جائز نہیں، مجوسہ مسلمان کو
حلال نہیں وہ ہر اصلی کافر کے لیے حلال ہے اور مرتد
کے لیے حلال نہیں۔ (ت)

www.ainalquran.com

اسی میں ہے:

البیض اذا تزوج مبیضة بشہود و ولی ان کا
یظہرات الکفر او احدہما کا تا بمنزلة المرتدین
لم یصح نکاحہما اھ مختصراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

منافی نے اگر منافقہ عورت سے اس کے ولی اور گواہوں
کی موجودگی میں نکاح کیا اور اپنے کفر کو انہوں نے یا ان سے ایسی ہی کرنا
توان کا حکم بھی مرتدوں والا ہوگا اور ان کا نکاح صحیح
نہ ہوگا اھ مختصراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۹۷ از گلگٹ چھاؤنی جوئناں مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب ۷ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ وغیرہ بد مذہبوں کے ساتھ شادی کرنا کیسا ہے؟
بینوا تو بھرا۔

۱۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح القسم السابق المحرمات بالشک نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱
۲۔ فتاویٰ قاضی خاں ۳۔ باب المحرمات نوکشتور بکھنو ۱۶۷/۱
۴۔ ایضاً

الجواب

جوان میں کوئی عقیدہ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی، اور جو بعد مذہب عقاید کفر سے بچا ہو اس کے ساتھ نکاح اگرچہ باہمی معنی درست کہ کر لیں تو درست ہو جائے گا زمانہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم، زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ومن آیتہ ان خلقکم من انفسکم انوا اجبا
لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودة ورحمة ان
فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون

اللہ کی نشانیں سے ہے کہ اس نے بنائیں تمہارے لیے
تمہاری ہی جنس سے جو روئیں کہ تم ان کی طرف رغبت کرو
ان سے مل کر چین پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی اور
مہر رکھی، بیشک اس میں ٹھیک نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے۔

اور بد مذہب سے دوستی پیدا ہونی اس کی محبت دل میں آتی دین کو سخت نقصان دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المراء مع من احب آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الرجل علی دین خلیلہ فیلنظر احدکم من
یخالل یکن رواہ ابو داؤد والترمذی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔

آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو
غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ اس کو ابو داؤد اور
ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

انہی آیات و احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بد مذہب عورت کو نکاح میں لاتے وقت یہ خیال کر لینا کہ ہم اس پر
غالب ہیں اس کی بد مذہبی ہمیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کمریں گے محض حماقت ہے یہ رشتہ تو دوستی میل رغبت
میل محبت مہر پیدا کرتا ہے اور محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے، حدیث میں فرمایا،
جک الشئ یعمی ویصم، رواہ احمد والبخاری شئی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ اس کو احمد،

لہ القرآن ۲۱/۳۰

۳۲۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المراء مع من	۲ صصحیح مسلم
۳۰۸/۲	آفتاب عالم پریس، لاہور	باب من یؤمن ان یمارس الذ	۳ سنن ابو داؤد
۴۵۰/۶	دار الفکر بیروت	مرویات ابو الدردار	۴ مسند احمد بن حنبل

فی التاریخ و ابو داؤد عن ابی الدرداء و ابن
عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن انیس
والخراط فی الاعتلال عن ابی ہریرۃ الاسلمی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو داؤد نے ابو داؤد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ابن عساکر نے انس کو
عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور خراط نے
اعتلال میں ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

روایت کیا ہے (ت)

دل پلٹے، خیال بدلتے کچھ دیر نہیں گئی، اللہ عزوجل اپنے حفظ و امان ہی میں رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ یقلبہا
کیف یشاء۔ رواہ احمد و الترمذی و الحاکم
عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و رجالہ رجال مسلم۔

دل اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف میں ہیں جس طرح
چاہتا ہے ان کو پھیرتا ہے۔ اس کو حاکم نے، احمد
اور ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ اور اس سند کے راوی رجال

امام مسلم ہیں۔ (ت)

اور اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر، قاتل زیر ہے کہ کڑوتیں شکوہ و حکم ہوتی ہیں، قال اللہ تعالیٰ : الرجال قوامون
علی النساء (مرد، عورتوں کے منظم ہیں۔ ت) پھر انہیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے
زیادہ ہوتی ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان للزوج من المرأة لشعبة ما هی لشیء
سواہ ابن ماجہ و الحاکم عن محمد بن
عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خاوند کے لیے بیوی کو خاص محبت ہوتی ہے جو کسی دوسرے
سے نہیں، اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ
بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

س ویدک یا انجشۃ بالقواریر
اسے انجشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نرم و نازک عورتوں
پاس کر۔ (ت)

۱۶۸/۲	دار الفکر بیروت	مروی از عبد اللہ ابن عمر	لے مسند احمد بن حنبل
			۳۴/۴
۶۲/۴	دار الفکر بیروت	کتاب معرفۃ الصحابہ	لے مستدرک للحاکم
۹۱۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المعارض منہ و تہ عن الکرب	لے صحیح البخاری

ما قصا العقل والدين بھی ہیں قالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما فی الصحیح یہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ (ت)
 پھر یہ سب اس صورت میں ہے جہاں شوہر کا کفو عورت نہ ہونا مانے صحت نہ ہو ورنہ نکاح محض باطل ہوگا
 کما فی صلی اللہ فی فتاویٰ (جیسے ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں مفصل بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 ۱۹۸ھ ازبکستان محلہ لودی کٹرہ مرسلہ سید شاہ محمد کمال صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ
 حضرت مولانا صاحب قبلہ! اگر کسی مرد نے اپنی رضاعی ساس اور رضاعی سالی کے ساتھ ایک دفعہ
 یا دو دفعہ زنا کیا ہو سو یا عمدًا تو اس حالت میں بی بی کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں رہا تو پھر
 اس بی بی سے کسی طرح نکاح یا دہی بی بی اپنے شوہر پر پھر حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مگر قبل اس فعل کے اُس مرد
 کو اس مسئلے سے واقفیت نہ تھی۔ بینوا توجروا

الجواب

سالی اگرچہ خاص نسبتی حقیقی ہو اُس سے معاذ اللہ زنا اگرچہ بار بار ہو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا،
 فی الدر المختار فی الخلاصة وطی اخت امراتہ ودر مختار میں ہے کہ غلاصہ میں ہے کہ سالی سے وطی
 لا تحرم علیہ امراتہ لہ
 ہاں اگر سالی سے شبہ اور دھوکے میں وطی ہو جائے تو جب تک سالی اس وطی بالشبہ کی عدت سے
 نہ نکلے مرد اپنی منکوحہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کیلا یلزمہ الجمع بین المحارم عدۃ (تا کہ عدت میں دو محرم عورتیں
 ایک کے لیے جمع نہ ہوں۔ ت) یہ حرمت اُسے ہی دفوں کے لیے ہوگی بعد اختتام عدت عورت بدتو حلال ہو جائیگی
 فی رد المحتار قولہ لا تحرم ای لا تثبت حرمة
 المصاهرة فالمعنی لا تحرم حرمة مؤبدۃ
 واکلا فتحرم الی انقضاء عدۃ الموطوءۃ لولبشہرۃ
 قال فی البحر لو وطی اخت امراتہ بشہرۃ تحرم
 علیہ امراتہ ما لو تنقض عدۃ ذات الشہرۃ لہ
 رد المحتار میں ہے اس کے قول "حرام نہیں" کا مطلب
 مصاہرت کی حرمت ابدی نہیں ہے ورنہ سالی کے
 ساتھ شبہ میں وطی سے اس کی بیوی عدت پوری
 ہونے تک حرام رہتی ہے۔ بحر میں کہا ہے کہ اگر سالی
 سے شبہ کی بنا پر وطی ہو جائے تو بیوی حرام رہتی ہے
 جب تک شبہ والی وطی کی عدت نہ گزر جائے۔ (ت)

۲۸۸/۱	مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	۱۷ در مختار
۲۸۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۷۷۷	۱۸ رد المحتار

اور ساس اگرچہ رضاعی جو یعنی زوجہ کی رضاعی ماں یا رضاعی نانی دادی عیاذاً باللہ اس سے زنا بلکہ دواعی و طلی بھی یعنی بشہوت اس کے کسی جزو بدن کو چھو جانا اگرچہ ایسے حامل کے ساتھ کہ اس کے جسم کی گرمی اسے محسوس ہونے سے منع نہ کرے یا بشہوت اس کی فرج داخل پر نظر پڑ جانا جبکہ یہ دواعی و دواعی رہیں یعنی ان سے انزال واقع نہ ہو اگرچہ وہ زنا یا دواعی زنا دانستہ ہو یا بھول کر یا دھوکے سے یا کسی کے جبر و اکراہ سے بہر حال زوجہ کو حرام ابدی اور نکاح کو فاسد کر دیتا ہے، عورت کو فوراً چھوڑ دینا اور اس نکاح فاسد شدہ کو فسخ کرنا واجب ہو جاتا ہے اب زوجہ کبھی اس کے لیے حلال نہ ہوگی نہ کبھی اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہی مذہب ہمارے تبع ائمہ اور امام احمد اور امام مالک فی احد الروايتين (دو روایتوں میں سے ایک روایت میں۔ ت) اور اکابر صحابہ مثل امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس فی الاصحح عنہ (ان سے اصح روایت میں۔ ت) اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ ابی بن کعب و جابر بن عبد اللہ و عمران بن حصین اور جہمورتا بعین مثل امام حسن بصری و امام شعبی و امام ابراہیم نخعی و امام طاووس و امام عطاء ابی رباح و امام مجاہد و امام سعید بن المسیب و امام سلیمان بن یسار و امام حماد بن ابی سلیمان وغیرہم ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

کما ذکرہ فی الفتح وغیرہ فی الدر المختار حرم اصل
مزنیۃ و مسوسۃ لبشہوتہ و لولیشہ عنہا لیس
بعائل لا ینعم الحرارة و المنطور الی فرجہا الداخل
و فروعہن مطلقاً اذ الہینزل قلو انزل مع مس
او نظر فلا حرمة ولا فرق فیما ذکر بین عمد و
نسیان و خطاء و اکراہۃ اھ ملتقطاً، و فی
مراد المختار قال فی البحار اذ بحرمة
المصاہرة الحرمت الاسبع حرمة المرأة
علی اصول النافی و فروعہ نسباً و رضاعاً و حرمة
اصولہا و فروعہا علی النافی نسباً و رضاعاً
کما فی الوطی الحلال فی واللہ تعالیٰ اعلم۔
فروع نسبی رضاعی اور عورت پر مرد کے اصول و فروع نسبی رضاعی جیسا کہ وطی حلال میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۸۸/۱	مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	لے در مختار
۲۷۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۷۷	لے رد المختار

ازالة العارب حبرا الكحل ثم عن كلاب النار

۱۳

۱۶

(معرز خواتین کو جہنم کے کتوں کے نکاح میں نہ دیتے تھے انھیں سوئی سنبھانا)

مسئلہ ۱۹۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک عورت سستیہ خفیہ جس کا باپ بھی سستی خفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد و بابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع؟ اس میں شرعاً گناہ ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جردا

مستفتی محمد خلیل اللہ خاں از ریاست رامپور دولت خانہ حکیم اجل خاں صاحب
الجواب از دفتر تحفہ خفیہ پٹنہ محلہ لودی کٹرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ سولہ الکریمہ

نکاح مذکور ممنوع و ناجائز و گناہ ہے، غیر مقلدین زماں کے بہت عقاید کفریہ و ضلالیہ کتاب "جامع الشواہد فی فرائج الویاسین عن الساجد" میں اُن کی تصانیف سے نقل کیے اور ان کا گمراہ و بد مذہب ہونا بروجہ احسن ثبابت کیا اور حدیث ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد مذہبوں کی نسبت فرمایا: ولا تأکلوا کلہم ولا تشربوا کلہم یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو

ولا تنالکھوہم۔ اور بیاہ شادی نہ کرو۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ،
ہر کہ بایعتیان انس و دوستی پیدا کند نور ایمان و
صلوات ال ازوے برگیرند
اس سے نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (ت)
اور عطاوی حاشیہ در مختار سے نقل کیا:

من کان خارجاً من هذه المذاهب الاربعه
في ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار
جو اس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج
ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔
کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مہر نہیں، بالکلہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض
باطل و زنا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تو بد مذہب سے
مناکحت حکم آیت و حدیث منع ہے، حدیث اوپر گزری، اور آیت یہ ہے قال اللہ تعالیٰ،
ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالناس
نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے گی آگ
دوزخ کی۔

ناظم ندوہ نے اپنے فتوے عدم جواز نکاح مسیحیہ و مشرکہ و غیرہ مطبوع نظامی میں اسی آیت سے استدلال
کیا ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔
الساطر الوازر المعتمد بذیل سیدہ و مولانا امیر المؤمنین سیدنا الصدیق العتیق النقی عبد الوحید
غلام صدیق الحنفی الفردوسی لعظیم آبادی عفا عنہ ربہ ذوالایادی۔

فتوائے علمائے پٹنہ

(۱) اصاب من اجاب (جو جواب دیا گیا ہے درست ہے۔ ت)

حافظ محمد فتح الدین پنجابی (صدر مجلس اہلسنت پٹنہ، مقیم مرشد آباد)

۱۲۶/۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	احمد بن عمران	ترجمہ ۱۵۳	الضعمار الکبیر
۵۲۹/۱۱	موسستہ الرسالہ بیروت		حدیث نمبر ۳۲۴۶	کنز العمال
۵۶	افغانی دار الکتب لال کنواں ملی	تحت	آیہ و ذوالو تدھن فیدھنون کے تحت	تفسیر عزیزی پارہ ۲۹
۱۵۳/۴	دار المعرفہ بیروت	کتاب الذبائح		عطاوی علی الدر المختار
				القرآن ۱۱۳/۱۱

(۲) هذا هو الحق الصريح وما سول به باطل قبيح (یہ جواب حق صریح ہے اور اس کے سوا باطل قبیح ہے۔ ت)

محمد امیر علی (مرحوم) سابق ہیڈ مولوی نارمل اسکول پٹنہ

فتوائے علمائے بہار

(۱) مبسلا و محمدا ومصليا اما بعد ما قاله العلامة وافادة الفهماء حق صريح ومحقق صحيح جدير بالاعتماد و حقيق بالاستناد ودونه خبط القناد ولا ينكره الا اهل الغف والعناد والبغى والفساد۔

بسمہ، تحمید اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کے بعد، جو کچھ حضرت علامہ فہمائے کماوہ واضح حق، مثبت و صحیح، لائق اعتماد و استناد ہے اور اس کا خلاف مشکل ہے، اور سوائے گمراہ، ہٹ دھرم، باغی اور فسادی کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ (ت)

کتبہ خویدم الطلبة ابو الاصفیا محمد عبد الواحد خان رامپوری بہاری عفا عنہ

(۲) من كان من فرقة محمد بن عبد الوهاب ممن يترهبون عامة امة مرحومة بالشرك والكفر على نزعهم الفاسد وفهمهم الكاسد فهم من الزنادقة والملاحدة ولا يجوز به المناكحة والمخالطة وكذلك من كان من الغير المقلدين من يركن الى المجسسية والمشبهيية والرافضة في السود۔

تمام ائمہ کرام کو اپنے زعم فاسد اور فہم کاسد کی بناء پر شرک و کفر کے ساتھ متہم کرنے والے محمد بن عبد الوہاب کے گروہ سے تعلق رکھنے والا شخص زندقہ و ملحد ہے اس کے ساتھ نکاح اور میل جول ناجائز ہے اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو غیر مقلدین میں سے اور مجسمیہ، مشبہیہ اور روافض کی طرف میلان رکھتا ہو۔ (ت)

حررہ محمد یوسف بہاری

(۳) اصاب من اجاب جزى الله المحقق المدقق وحامى السنة وما حى البدعة مولانا منتظم التحفة خير

مجیب نے درست جواب دیا۔ محقق، مدقق، سنت کے حامی، بدعت کو مٹانے والے، ہمارے سردار اور تحفہ حنیفہ کے منتظم کو اللہ تعالیٰ

الجزء - واللہ اعلم بالصواب و بہترین جز اعطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
الیہ المرجع والمآب۔ اور اس کی طرف ہی لوٹنا ہے (ت)

جناب مولانا حکیم (ابوالبرکات)، استھانوی بہاری

(۴) حامداً ومصلياً قد صمّ ما في هذه
الفتوى كيف لا وهي مملوءة من
الروايات الفقهية المعتمدة والاحاديث
الصحيحة فالجيب مصيب بلا امتراء
جزاه الله سبحانه بفضلہ الا وفي خير
الجزء حديث صرف همّة العليا و
بذل جهده بالنهج الاعلى في سرد
الكلمات السفلى من اجاب فقد اصاب
ودونه خطر القماد، واللہ اعلم
بالصواب فقط۔
www.ijer.org العلم بالصواب فقط (ت)

حررہ خیریدم الطلبة الراجی الی رحمۃ ربہ المنان السید محمد سلیمان اشرف البہاری المرادادی عفی عنہ
(۵) حامداً ومصلياً، الجواب حق فماذا
بعد الحق الا الضلال۔
کتبہ خادم الطلبة خاکسار سید ناظر حسین بہاری المرادادی
اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی اقدس پر درود بھیجتے ہوئے
کہتا ہوں کہ جواب حق ہے اور حق کے بعد سوائے مگر اسی کے کچھ نہیں۔ (ت)

فتوائے علمائے بدایوں

(۱) المجيب مصيب (جواب درست ہے۔ ت)

محب الرسول عبد القادر قادری

(۲) لا سيب فيه (اس میں کوئی شک نہیں۔ ت)

مطيع الرسول محمد عبد المقدر قادری

(۳) الجواب صحيح (جواب صحیح ہے۔ ت)

محمد عبد القيوم قادری

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

الحمد لله الذي لم يزل يرض الطيبات الا
للطيبين الاخيار وترك الخبيثين للخبيثات
الاقدار والصلوة والسلام على من امرنا بالتجنب
عن كلاب النار وعلى آله وصحبه الشاهرين
سيوفهم على رؤوس المبتدعين الفجار۔

اُس اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جس نے طیبات کو صرف
طیب لوگوں کے لیے منتخب فرمایا اور خبیث خبیث لوگوں کیلئے
چھوڑ رکھا ہے اور صلوٰۃ و سلام اس پر جس نے ہمیں جہنم
کے کتوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور آپ کے آل و
اصحاب پر جو بدعتی فاجر لوگوں پر اپنی تلواریں لہرایا ہے (ت)

فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا منوع و گناہ۔ سائل سنی صاحب معاملہ
سنی و سنیہ، برادران سنت ہی سے خطاب ہے اور انھیں کو حکم شرع سے اطلاع دینی مقصود کہ ایک ذرا
بنگاہ نور ملاحظہ فرمائیں، اگر دلیل شرعی سے یہ احکام ظاہر ہو جائیں تو سنی بھائیوں سے توقع کہ نہ صرف زبانی قبول
بلکہ ہمیشہ اسی پر عمل فرمائیں گے اور اپنی کریمہ عزیزہ بنات و اخوات کو ہلاک و ابتلا اور دین و ناموس میں گرفتاری بلا سے
بچائیں گے و باللہ التوفیق۔ وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقاید کفریہ رکھتا ہے جیسے تم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار، قوالیوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع
والیقین باطل محض و زنا ہے صرف ہے اگر یہ صورت صورت سوال کی عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں
لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے کما حققنا فی المقالة المسفرة عن
احکام البدعة المکفرة (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "المقالة المسفرة عن احکام البدعة والمکفرة" میں تحقیق
کی ہے۔ ت) ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے، احکامہم مثل احکام المرتدین (ان کے احکام
مرتدین والے ہیں۔ ت) اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی
سے نہیں ہو سکتا۔ حانیہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے،

واللفظ للاخيرة لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة
ولامسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز
نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط۔

دوسری کے الفاظ یہ ہیں مرتد کے لیے کسی عورت، مسلمان،
کافرہ یا مرتدہ سے نکاح جائز نہیں، اور یونہی مرتدہ
عورت کا کسی بھی شخص سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ

بمبسوط میں ہے۔ (ت)

۳۰۵/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	الاستغاثات بالشریعة کفر	۱۰ حدیقہ ندیہ
۲۸۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	القسم السابع المحرمات بالشک کتاب النکاح	۲۰ فتاویٰ ہندیہ

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقاید رکھتے ہیں انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یونہی اُن کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر ہے۔ وجہ امام کردہ و درمختار و شفا نے امام قاضی عیاض وغیرہ میں ہے :
واللفظ للشفاء مختصراً اجمع العلماء ان من شك في كفره وعذابه فقد كفر
جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اور اگر اس سے بھی خالی ہے ایسے عقائد والوں کو اگرچہ اس کے پیشوا یا ان طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے (اگرچہ بد مذہبوں سے اس کی توقع بہت ہی ضعیف اور تجربہ اس کے خلاف پرشاد قوی ہے) تو اب تیسرا درجہ کفریات لزوم کا آئے گا کہ ان طوائف ضالہ کے عقائد باطلہ میں بکثرت ہیں جن کا شافی و دافی بیان فقیر کے رسالہ الکوکبة الشهابية في كفریات ابی الوهابية (۱۳۱۲ھ) میں ہے اور بقدر کافہ رسالہ نسل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ (۱۳۱۲ھ) میں مذکور، اور اگر کچھ نہ ہو تو تقلید ائمہ کو مشرک اور مقلدین کو مشرک کہنا ان حضرات کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت ہے یونہی معاملات انبیاء و اولیاء و اموات و احواء کے متعلق صد یا باقوں میں ادنیٰ بات ممنوع یا مکروہ بلکہ مبایعات و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول و ہدایت ہے جن سے اُن کے عقائد بھڑکے ہوئے ہیں، کیا یہ امور مخفی و مستور ہیں، کیا اُن کی کتابوں زبانوں رسالوں بیانون میں کچھ کمی کے ساتھ مذکور ہیں، کیا ہر سنی عالم و عامی اس سے آگاہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو موصوفہ اور مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک کہتے ہیں آج سے نہیں شروع سے ان کا خلاصہ اعتقاد یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک۔ رد المحتار میں اسی گروہ وہابیہ کے بیان میں ہے :

اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون
ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جو عقیدہ میں ان کے خلاف ہو وہ مشرک ہے (ت)

فقیر نے رسالہ النہی الاکید عن الصلاة و راء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ) میں واضح کیا کہ خاص مسئلہ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین و علمائے کاملین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں خصوصاً وہ جہاں ہر ائمہ کرام و سادات اسلام و علمائے اعلام جو تقلید شخصی پر سخت شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل و فطیح

۱۔ کتاب الشفاء القسم الرابع الباب الاول دار سعادت بیروت ۲۰۸/۲

درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہائی دہلی ۳۵۶/۱

۲۔ رد المحتار باب البغاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۱/۲

بتاتے رہے جیسے امام حجة الاسلام محمد غزالی و امام برہان الدین صاحب ہدایہ و امام احمد ابو بکر جوزجانی و امام کیاہر اسی و امام ابن سمعانی و امام اجل امام الحرمین و صاحبان خلاصہ و ایضاح و جامع الرموز و بحر الرائق و نہر الفائق و تنویر الابصار و در مختار و فتاویٰ خیرہ و غمز العیون و جواہر اختلاطی و منیہ و سرا جیہ و مصنف و جواہر و ستار خانہ و مجمع و کشف و عالمگیریہ و مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی وغیرہم ہزاروں اکابر کے ایمان کا تو کہیں پتا ہی نہیں رہتا اور مسلمان تو نہ سے مشرک بنتے ہیں یہ حضرات مشرک گر ٹھہرتے ہیں والیاء باللہ سبحانہ و تعالیٰ، اور جہور ائمہ کرام فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی بہ یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے خود کافر ہے۔ ذخیرہ و برازیہ و فصول عمادی و فتاویٰ قاضی خاں و جامع الفصولین و خزائن المفتیین و جامع الرموز و شرح نقایہ بر جندی و شرح وہبانیہ و نہر الفائق و در مختار و مجمع الانہر و احکام علی الدرر و حدیقہ ندیرہ و عالمگیری و رد المحتار وغیرہ عامہ کتب میں اس کی تصریحات واضح ہیں کتب کثیرہ میں اسے فرمایا: المختار للفتویٰ (فتویٰ کے لئے مختار ت) شرح تئیر میں فرمایا، ابد یفتی تلخ اسی پر فتویٰ کیا جاتے ہیں یہ افتاد تصیحات اس قول المطلق کے مقابل میں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر اگرچہ محض بطور دشنام کے نہ ازراہ اعتقاد۔ جامع الفصولین میں ہے:

کسی نے غیر کو کہا "اے کافر" تو امام عیش فقیہ بلخی نے فرمایا وہ کافر ہو گیا اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ نے فرمایا: وہ کافر نہ ہوگا، اور یہی مسئلہ بخاری میں پیش آیا تو بخاری کے بعض ائمہ نے فرمایا: وہ کافر ہو گیا۔ جب یہ جواب تلخ پہنچا تو جن لوگوں نے امام عیش فقیہ کے خلاف فتویٰ دیا تھا انہوں نے رجوع کر کے عیش کے قول سے اتفاق کر لیا اور ابولیس اور بخاری کے بعض ائمہ کے نزدیک کافر نہ کہنا مناسب ہے جبکہ اس قسم کے مسائل میں فتویٰ یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے نے اگر کالی مراد لی ہو اور کفر مراد نہ لیا تو کافر نہ ہوگا، اور اگر اس نے

قال لغیرہ یا کافر قال الفقیہ الاعمش البلیخی کفر القائل وقال غیرہ من مشائخ بلخ لایکفر فاتفقت هذه المسألة ببخاری اذا جاب بعض ائمة بخاری انه کفر فرجع الجواب الی بلخ فمن افتی بخلاف الفقیہ الاعمش رجع الی قوله وینبغی ان لایکفر علی قول ابی الیث وبعض ائمة بخاری والمختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان قائل هذه المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقد کافر لایکفر ولو

اعتقد کافر اکفر اہ باختصار۔ کفر کا اعتقاد کیا تو وہ کافر ہے اہ اختصاراً (ت)
 قوفہائے کرام کے قول مطلق و حکم مفتی پر دونوں کے رو سے بالاتفاق ان پر حکم کفر ثابت، اور یہی حکم ظواہر احادیث
 صحیحہ جلیلہ سے مستفاد صحیح بخاری و صحیح مسلم و غیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امرئ قال لاخیه کافراً فقد باء بہا احدھما، جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا
 نرا دمسلم ان کان کما قال واکلا رجعت الیہ۔ ضرور پڑے گی، اگر جیسے کہا وہ فی الحقیقتہ کافر ہے تو
 خیر، ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا۔ (ت)

نیز صحیحین و غیرہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے:
 لیس من دعا سرجلاً یا لکفر او قال عدا واللہ جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ
 و لیس كذلك الا حار علیہ۔ ایسا نہ ہو تو اس کا یہ قول اسی پر پلٹ آئے۔

طرفیہ کہ ان حضرات کو ظواہر احادیث ہی پر عمل کرنے کا بڑا دعویٰ ہے، تو ثابت ہوا کہ حدیث و فقہ دونوں
 کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم، نہ کہ لاکھوں کروڑوں ائمہ و اولیاء و علماء کی معاذ اللہ تکفیر ان صاحبوں
 کا خلاصہ مذہب ابھی رد المحتار سے منقول ہوا کہ جو وہابی نہیں محب کو مشرک کہتے ہیں اسی بنا پر علامہ شامی رحمہ اللہ
 تعالیٰ نے انھیں خوارج میں داخل فرمایا اور وجہ کروری میں ارشاد ہے:

يجب اکفار الخوارج فی اکفارہم جمیع خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے
 أئمة سواہم۔ ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔

لاجرم الدرر السنية فی الرد علی الوهابیۃ میں فرمایا،
 هؤلاء الملاحدة المکفرة للمسلمین یعنی یہ وہابی ملحد بے دین کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

۳۱۱/۲	اسلامی کتب خانہ کراچی	فی مسائل کلمات الکفر	۱۰ جامع الفصولین
۹۰۱/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب من اکفر اخاه الخ	۱۱ صحیح البخاری
۵۷/۱	”	”	۱۲ صحیح مسلم
”	”	”	”
۳۱۸/۶	نورانی کتب خانہ پشاور	نوع فیما یصل بہا ما یجب الکفارہ الخ	۱۳ فتاویٰ بزاز علی ہامش فتاویٰ ہندیہ
ص ۳۸	المکتبۃ الحقیقۃ	استنبول ترکی	۱۴ الدرر السنية فی الرد علی الوهابیۃ

پھر یہ بھی ان کے صرف ایک مسئلہ ترک تقلید کی رو سے ہے باقی مسائل متعلقہ انبیاء و اولیاء وغیرہم میں ان کے شرک کی اونچی اڑائیں دیکھئے۔ فقیر نے رسالہ اكمال الطامة علی شریک سوی بالامور العامة میں کلام الہی کی ساٹھ آیتوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین تسوید شہوں سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مذہب نامذہب پر نہ صرف اُمت مرحومہ بلکہ انبیائے کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور سید الانام علیہ علیہم افضل الصلوة والسلام حتیٰ کہ خود رب العزّة جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیّ العظیم، پھر ایسے مذہب ناپاک کے کفریات واضح ہونے میں کون مسلمان تامل کر سکتا ہے، پھر یہ عقاید باطلہ و مقالات زالغہ جب ان حضرات کے اصول مذہب ہیں تو کسی وہابی صاحب کا ان سے خالی ہونا کیونکر معقول، یہ ایسا ہوگا جس طرح کچھ روافض کو کہا جائے تبرا و تفضیل سے پاک ہیں اور بالفرض تسلیم بھی کر لیں کہ کوئی وہابی صاحب کسی جگہ کسی مصلحت سے ان تمام عقائد مردودہ و اقوال مطرودہ سے تمحاشی بھی کرے یا بالفرض غلط فی الواقع ان سے خالی ہوں تو یہ کیونکر متصور کہ ان کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے مصنف مؤلف و اعظم مکتب نجدی و مہلوی جنگالی بھوپالی وغیرہم جن کے کلام میں ان اباطیل کی تصریحات ہیں یہ صاحب ان سب کے کفر یا اقل درجہ لزوم کفر کا اقرار کریں کیا دنیا میں کوئی وہابی ایسا نکلے گا کہ اپنے اگلے پچھلوں پیشواؤں ہم مذہبوں سب کے کفر و لزوم کفر کا مقرر ہو اور جتنے احکام باطلہ سے کتاب التوحید و تقویۃ الایمان و صراط مستقیم و تنزیل العینین و تصانیف بھوپالی و سورج گرہی و بٹالوی وغیرہم میں مسلمانوں پر حکم شرک لگایا جو معاذ اللہ خدا و رسول و انبیاء و ملائکہ سب تک پہنچا ان سب کو کفر کہہ دے حاشا للہ ہرگز نہیں، بلکہ قطعاً انہیں اچھا جانتے امام و پیشوا و صلحائے علمائے ائمہ اور ان کے کلمات و اقوال کو بامعنی و مقبول سمجھتے اور ان پر رضا رکھتے ہیں اور خود کفریات تکذیباً کفریات پر راضی ہونا بُرا نہ جاننا ان کے لیے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے ان امور کے بیان میں جو بالاتفاق کفر ہیں نقل فرمایا:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ او رضی بہ یکفر
جس نے کفر یہ کلمہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا،
یونہی جس نے اس کلمہ کفر پر ہنسی کی یا اس کی تحسین
کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار
دیا جائیگا۔ (رت)

بحر الرائی میں ہے :

من حسن كلام اهل الاهواء وقال معنوی
او كلام له معنی صحیح ان كان ذلك كفرا
من القائل كفر المحسن لیه

تو دنیا کے پرے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہی ہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجئے، مگر وہی احتیاط جو دیاں مانع تکفیر ہوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز نہ کیجیں، لہٰذا انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی ہلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں، تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے یہ کوئی شر ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی، انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منع ہو لیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعہ کا،

بل صرحوا ان احكام الفقه تجرى على الغالب
من دون نظر الى النادر۔
بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے (ت)

اور اگر اس سے تجاوز کر کے کوئی وہابی ایسا فرض کیجے جو خود بھی ان تمام کفریات سے خالی ہو اور ان کے قائلین جملہ وہابیہ سابقین و لاحقین سب کو گمراہ و بد مذہب ماننا بلکہ بالفرض قائلان کفریات ماننا اور لازم الکفر ہی جانتا ہو اُس کی وہابیت صرف اس قدر ہو کہ باوصفت عامیت تقلید ضروری نہ جانے اور بے صلاحیت اجتہاد پیروی مجتہدین چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے اخذ احکام روا مانے تو اس قدر میں شک نہیں کہ یہ فرضی شخص بھی آیہ کریمہ قطعاً فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھو۔)

لے بحر الرائی باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۳/۵

لے القرآن ۴۳/۱۶

اور اجماع قطعی تمام ائمہ سلف و خلف کا مخالف ہے یہ اگر بطور فقہاء لازم کفر سے بچ بھی گیا تو خارق اجماع و متبع غیر سبیل المؤمنین و مکرہ و بدین ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا جس طرح متکلمین کے نزدیک دو قسم پیشین کافر بالیقین کے سوا باقی جمیع اقسام کے وہابیہ، اب اگر عورت سنیہ بالغہ اپنا نکاح کسی ایسے شخص سے کرے اور اس کا ولی پیش از نکاح اس شخص کی بد مذہبی پر آگاہ ہو کر صراحتاً اس سے نکاح کیے جانے کی رضا مندی ظاہر نہ کرے خواہ یوں کہ اسے اس کی بد مذہبی پر اطلاع ہی نہ ہو یا نکاح سے پہلے اس قصہ کی خبر نہ ہوتی یا بد مذہب جاننا اور اس ارادہ پر مطلع بھی ہوا مگر سکوت کیا صاف رضا کا مظہر نہ ہوا، یا عورت نابالغہ ہو اور ولی مروج اب وجد کے سوا یا اب وجد ایسے جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی تزویج کسی غیر کفر سے کر چکے ہوں یا وقت تزویج نشے میں ہوں ان سب صورتوں میں یہ بھی نکاح باطل و زنا ٹھے خالص ہو گا کہ بد مذہب کسی سنیہ بنت سستی کا کفر نہیں ہو سکتا اور غیر کفر کے ساتھ تزویج میں یہی احکام مذکورہ ہیں، درمختار میں ہے:

المکذبة تحت برف العرب والعجم دیانۃ ای
تقویٰ فیس فاسق کفو الصالحة فہرہ
غنیہ میں ہے،

المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد
من الفسق من حیث العلل

تنویر الابصار و شرح علانی میں ہے،

لزم النکاح بغیر کفو ان المزوج اباً وجداً الموعوف
منہما سوء الاختیار وان عرف لایصح
النکاح اتفاقاً و کذا الوسکان بحسروان
المزوج غیرہما لایصح النکاح من غیر
کفو اصلاً

(حجہ) اہل نکاح والد اور دادا نے نہ کیا تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہ ہو گا۔ دت،

۱۹۵/۱	مطبوعہ مجتہباتی دہلی	باب الکفارة	۱۰ درمختار
ص ۵۱۴	سہیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الامامة	۱۱ غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المصلی
۱۹۲/۱	مطبوعہ مجتہباتی دہلی	باب الولی	۱۲ درمختار شرح تنویر الابصار

انہی میں ہے :

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا مرضى ولي وليفتى في
غير الكفو بعد مجوازها اصلا وهو المختار
للفتوى لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلثا
نكحت غير كفوبلا مرضى ولي بعد معرفته اياه
فليحفظ.

ردالمحتار میں ہے :

لا يلزم التصريح بعدم الرضا بل السكوت منه
لا يكون مرضى وقوله بلا مرضى يصدق بنفى
الرضى بعد المعرفة وبعد مهو بوجود الرضى
مع عدم المعرفة ففي هذه الصور الثلاثة
لا تحل وانما تحل في الصورة الرابعة وهي رضى
الولى بغير الكفو مع علمه بانه كذلك اه
ح اكل مختصر.

عاقله بالغہ نے ولی کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو نکاح نافذ ہوگا
اور غیر کفو میں عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا اور یہی فتویٰ کیلئے مختار ہے کیونکہ
زمانہ میں فساد آگیا ہے، تو مطلقہ ثلاثہ بھی اگر ولی کی
رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو پہلے خاوند کے لیے
حلال نہ ہوگی جبکہ ولی کو یہ معلوم ہو کہ وہ غیر کفو ہے یا در کفو ہے

ولی کو اپنی عدم رضامندی کے اظہار کے لیے تصریح ضروری
نہیں ہے بلکہ اس بارے میں اس کا خاموش رہنا ہی
عدم رضا ہے، اس کے قول ”بغیر رضا“ کا مصداق کفو
غیر کفو کے علم کے بعد اور اسی طرح علم کے بغیر رضا کی نفی اور غیر کفو کا علم بغیر
رضامندی، ان تین صورتوں میں حلال نہ ہوگی، صرف
چوتھی صورت میں حلال ہے اور وہ ہے کہ ولی کو غیر کفو کا علم
ہو اور اس کے باوجود وہ نکاح پر راضی ہو اور ح تمام
اختصاراً (ت)

اس تقریر منیر سے اس شبہ کا ایک جواب حاصل ہوا جو یہاں بعض اذہان میں گزرتا ہے کہ جب اہل کتاب سے
مناکحت جائز ہے تو مبتدعین ان سے بھی گئے گزرے، غیر مقلد مسلم ہے پھر نکاح مسلم و مسلمہ میں کیا توقف، اہل کتاب
سے مناکحت کے کیا معنی، آیا یہ کہ زین مسلمہ کا کتابی کافر کے ساتھ نکاح حاشیہ یہ قطعاً اجماعاً اجنبی حرام اور
لاکھ زنا سے بدتر زنا ہے یا یہ کہ مسلمان مرد کا کتابیہ کافر کو اپنے نکاح میں لانا، اس کے جواز و عدم جواز سے ہم
ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب بحث کریں گے یہاں اسی قدر کافی ہے کہ مسئلہ اترہ میں عورت سنیہ اور مرد و کتابی کے
نکاح سے بحث ہے، عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح، آخر وہ کیا فرق تھا جس کے لیے شرع مطہر نے کتابی سے
مسلمہ کا نکاح زمانا اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، اگر مسلمان مرد کسی کافرہ کو اپنے قصر میں لاسکے تو کیا ضرور ہے

کہ سنیہ عورت بھی بد مذہب کے تصرف میں جاسکے، عورت کے لیے کفارت مرد بالاجماع ملحوظ جس کی بنا پر احکام مذکورہ متفرع ہوئے اور مرد بالغ کے حق میں کفارت زن کا کچھ اعتبار نہیں کہ دنارت فراس و جب غیظ مستفرض نہیں ہوتی،

فی الدر المختار الکفاءة معتبرة من جانب الرجل لان الشریفة تابی ان تكون فرائداً لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرض فلا تغیظه دناءة الفرائس ملخصاً
در مختار میں ہے کہ کفو مرد کی طرف سے معتبر ہے کیونکہ شریف عورت، حقیر مرد کی بیوی بننے سے انکاری ہوتی ہے اور عورت کی طرف سے مرد کیلئے ہم کفو ہونا معتبر نہیں ہے کیونکہ خداوند تو بیوی بنا لیتا ہے خواہ عورت ادنیٰ ہو، وہ اس وجہ سے عار نہیں پاتا، ملخصاً (د)

و بانی تو بد مذہب گمراہ ہے اگر کوئی زن شریف بے رضائے صریح ولی بوجہ مذکور کسی سستی صحیح العقیدہ صالح حاکم سے نکاح کئے یا ولی غیر آب و جد اپنی صغیرہ کو کسی ایسے سے بیاہ دے تو ناجائز و باطل ہو گا یا نہیں، ضرور باطل ہے پھر یہ سستی صالح کیا ان سے بھی گیا گزرا، اور نکاح مسلم و مسلمہ میں کیوں بطلان کا حکم ہوا، هذا و لسنرجع الی ما کن فیہ (اس کو محفوظ کرو اور ہمیں اپنی بحث کی طرف لوٹنا چاہیے) یہ صورتیں بطلان نکاح بوجہ عدم کفارت کی تھیں اور اگر ان کے سوا وہ صورتیں ہوں جن میں عدم کفارت مانع صحت نہیں ہے تو پہلے اتنا سمجھ لیجئے کہ عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل، ایک بمعنی صحت اور عقد میں یہی زیادہ متعارف، یہ عقد جائز ہے یعنی صحیح شمر ثمرات مثل افادۃ ملک متعہ یا ملک مبین یا ملک منافع ہے اگرچہ نوع و گناہ ہو جیسے بیع وقت اذان جمعہ۔ دوسرے بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج، یہ کام جائز ہے یعنی حلال ہے حرام نہیں، گناہ نہیں، ممانعت شرعیہ نہیں۔ بحر الرائق کتاب الطہارة بیان میاہ میں ہے،

المشائخ تارة یطلقون الجواز بمعنی الحل وتارة بمعنی الصحة وهی لان ملة للاول من غیر عکس والغالب امر ادة الاول فی الافعال والثانی فی العقود
مشائخ لفظ "جواز" کو کبھی حلال ہونے کے معنی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقد میں صحیح ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (د)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔ در مختار میں ہے :

۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الکفاءة	۱ در مختار
۶۶/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	کتاب الطہارة	۲ بحر الرائق

یجوز رفع الحدث بعد ذکر الخ (مذکور چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے الخ۔ ت)
اس پر رد المحتار میں کہا:

يجوز اي يصح وان لم يحل في نحو الساء
المغصوب وهو اولى هنا من اعادة الحل
وان كان الغالب ارادة الاول في العقود و
الثاني في الافعال

در مختار کتاب الاشرار میں ہے:

صحح بيع غير الخمر ما مر ومفاده صحة
بيع الحشيشة والافيون قلت وقد سئل
ابن نجيم عن بيع الحشيشة هل يجوز
فكتب لا يجوز في حمل على ان مراده بعدم
الجواز عدم الحل

بالجملہ جواز کے یہ دونوں الطلاق مشائخ و فاضلین اور ان کے سوا اور اطلاقا ت بھی ہیں جن کی تفصیل سے

عہ فقد يطلق بمعنى النفاذ كما قال في كفاية
التنوير امرأة بتزويج امرأة فزوجها امرأة
جاءت اعنف لان الكلام ثمه في النفاذ
لا في الجواز افادة السادات
الثلاثة المحشون ح ط ش

اور کبھی جواز کا اطلاق "نفاذ" پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ تنویر
کے کفایۃ کے باب میں ہے، اگر کسی نے دوسرے
کو کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے تو اس نے
لوٹھی سے نکاح کر دیا تو جائز ہے یعنی نافذ ہے کیونکہ
یہاں نفاذ میں بات ہو رہی ہے جواز میں بحث نہیں،
(باقی اگلے صفحہ پر)

۳۵/۱	مطبع مجتہبی دہلی	کتاب الطہارۃ	۱۷ در مختار
۱۲۲/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۱۸ رد المحتار
۲۶۰/۳	مطبع مجتہبی دہلی	کتاب الاشرار	۱۹ در مختار
۱۹۵/۱	"	باب الکفایۃ	۲۰ "
۳۲۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۲۱ رد المحتار

یہاں بحث نہیں، اب اس صورت خاصہ میں جواز بمعنی صحت ضرور ہے یعنی نکاح کر دیں تو ہو جائے گا اور حل بمعنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وهو اخص من وجه من الصحة
والحل جميعا فقد ينفذ عقد ولا
يصح ولا يحل كالبيع عند
اذان الجمعة الى اجل
مجهول وقد يصح ويحل ولا
ينفذ كبيع فضولي مستجمعا شرائط
الصحة والحل قال في رد المحتار
ظاهرة ان الموقوف من
قسم الصحيح وهو احد طريقين
للمشاغرة وهو الحق الخ وقد يظن
بمعنى لزوم قال في سر هن الدر
القبض شرط اللزوم كما في الهبة
قال الشامي قال في العناية هو مخالفت
لرواية العامة قال محمد لا يجوز
الرهن الا مقبوضا اه وفي السعدية انه
عليه الصلوة والسلام قال لا تجوز
الهبة الا مقبوضة والقبض ليس
بشرط الجواز في الهبة فليكن هذا كذلك
اه وحاصله ان يفسر هنا ايضا الجواز
(باقی بر صفحہ آئندہ)

اس فائدے کو تین بزرگوار محشی حضرات
یعنی علی طحاوی اور شامی نے بیان کیا، اور یہ معنی پہلے
دو معنی یعنی صحیح اور حلال ہونے سے خاص کر چبے کیونکہ کبھی عقد
صحیح اور حلال نہ ہونے کے باوجود نافذ ہوتا ہے
جیسے جمعہ کی اذان کے بعد بیع مجهول مدت کے ادھار
پر ہو، اور کبھی عقد حلال اور صحیح ہوتا ہے لیکن نافذ نہیں
ہوتا، جیسا کہ فضولی کی وہ بیع جو حلال اور صحیح ہونے
کی شرائط کی جامع ہو۔ رد المحتار میں کہا کہ موقوف بیع
صحیح کی قسم ہے اور یہ مشائخ کے استعمال کے دو طریقوں
میں سے ایک ہے اور یہی حق ہے الخ اور جواز بمعنی لزوم بھی
استعمال ہوتا ہے۔ در مختار کے مسئلہ رہن میں ہے
کہ قبضہ لزوم کے لیے شرط ہے جیسا کہ بہرہ میں ہوتا ہے
اه، اس پر علامہ شامی نے کہا کہ غنایہ میں کہا ہے کہ
یہ عام روایت کے خلاف ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ رہن قبضہ کے بغیر صحیح نہیں اه اور سعید
میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
بہرہ قبضہ کے بغیر جائز نہیں، جبکہ بہرہ کے لیے قبضہ
شرط نہیں ہے، مناسبت یہاں بھی یونہی ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں رہن
معاملہ میں بھی امام محمد کے قول میں جواز کی تفسیر لزوم کے ساتھ کی جائے
نہ کہ صحت کے ساتھ جیسا کہ فقہائے بہرہ میں کیا یعنی لایجوز کا معنی یہی

عدم حرمت وطی بھی حاصل یعنی اس میں جماع زنا نہ ہو گا وطی حرام نہ کہلائے گا،
 وذلک کقولہ غن وجل واحل لکم ما وراء
 اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تھا کہ لے حلال
 کی گئی ہیں محرمات کے سوا "حالانکہ غیر محرمات میں
 وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریم ہے
 جیسا کہ کتاب یہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا،
 تو معلوم ہوا کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام
 پر گناہ کے منافی نہیں ہے، اس کو سمجھو اور یاد رکھو تا کہ غلط فہمی نہ ہو اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

باللزام ولا بالصحة كما فعلوا في الهبة آه
 مختصراً وفي مداينات غن العيون لوجاز
 ای لازم تا جیلہ لازم ان يمنع المقرض
 عن مطالبة قبل الاجل ولا جبر علی
 المتبرع آه وهو اخص مطلقاً من الصحة
 والنفاذ فقد يصح الشئ وينفذ ولا لزوم
 كتر وبيع العم من كفؤ بمهر المثل ولا لزوم
 لموقوف فهو ظاهر ولا فاسد لانه واجب
 الفسخ ومن وجه من الحل فقد يلزم
 ولا يحل كالبیاعات المكروهة، واللہ تعالیٰ
 اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)
 واجب الفسخ ہے اور جواز بمعنی لزوم جواز بمعنی حل خاص من وجہ ہے، کیونکہ کبھی چیز لازم ہوتی ہے مگر حلال نہیں ہوتی
 جیسا کہ مکروہ بیع کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عبارات در مختار وغیرہ تجوز مناکحة المعتزلة لان لا تکفر احد من اهل القبلة وان وقع الزامهم في البهاحث (معتزله سے نکاح جائز ہے ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اگرچہ بحث کے طور پر ان پر کفر کا الزام ثابت ہے۔ ت) کے یہی معنی ہیں، پر ظاہر کہ نکاح عقد ہے اور ابھی بحر الرائق و طحاوی و رد المحتار سے گزرا کہ عقد میں غالب و شائع جواز بمعنی صحت ہے مگر وہ عدم جواز بمعنی ممانعت و اثم کے منافی نہیں۔ فتح القدیر و غنیہ و بحر الرائق وغیرہ میں ہے:

یراد بعد من الجواز عدم الحل ای عدم حل عدم جواز سے عدم حل مراد لیا جاتا ہے یعنی اس کا کرنا حلال ان يفعل وهو یثاب فی الصحة یتلہ نہیں اور یہ صحیح کے منافی نہیں۔ (ت)

ربا جواز فعل بمعنی عدم ممانعت شرعیہ یعنی بد مذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کر دینا روا و مباح ہو جس میں کچھ گناہ و مخالفت احکام شرع نہ ہو یہ ہرگز نہیں، ارشاد مشائخ کرام المناکحة بین اهل السنة و اهل الاعتزال لا تجوز کے یعنی معنی ہیں یعنی سنیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں۔ فتاویٰ خلاصہ میں فرمایا:

المسألة فی مجموع النوازل یتلہ یہ مسئلہ مجموع النوازل امام فقیہ احمد بن موسیٰ کشتی تلمیذ امام مفتی الجن والانس عارف بالاسیاق بحکم الذین نقلوا عنہ

اسی میں فرمایا: کذا اجاب الامام المستغنی عنہ امام رستغنی نے ایسا ہی جواب ارشاد فرمایا۔ رد المحتار میں نہایہ امام سفناقی سے ہے انھوں نے اپنے شیخ سے نقل کیا وہ فرماتے تھے:

الرستغنی امام معتمد فی القول والعمل یعنی رستغنی امام متقدم ہیں قول و فعل میں، اگر روز قیامت ولو أخذنا یوم القيمة للعمل بروایتناخذہ ان کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔ کما اخذنا یتلہ

۱۸۹/۱	مطبع مجتہائی دہلی	فصل فی المحرمات	۱۔ در مختار
۳۰۲/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	باب الامامة	۲۔ فتح القدیر
۱۰۲/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی المحرمات	۳۔ بحر الرائق
۶/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	کتاب النکاح جنس آخر فی الاجازة	۴۔ خلاصہ الفتاویٰ
"	"	"	۵۔ " " "
"	"	"	۶۔ رد المحتار

وجیز امام کروری میں ہے :

سمعت عن ائمة خواصهم انه يتزوج من
المعتزلی ولا يزوجه منهم كما يتزوج من
الکتابی ولا يزوجه منهم ولعله اخذ هذا
التفصیل من کلام ابی حفص السفکوری ^{رحمہ اللہ}
میں نے بعض ائمہ خوارزم سے سنا کہ معتزلی کی بیٹی تو
بیاہ لے اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں نہ دے،
جس طرح یہودی نصرانی کی بیٹی بیاہ لیتا ہے اور اپنی
بیٹی ان کے نکاح میں نہیں دیتا اور ممکن ہے کہ
ان امام نے یہ تفصیل امام ابو حفص سفکوری کے قول سے اخذ کی۔

یہ دوسرا جواب ہے اس شبہہ کا، کہ مبتدعین کتابیوں سے بھی گئے گزرے تھے اقول وباللہ
التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ ت) اگر نظر تحقیق کو رخصت جولاں
دیجئے تو بد مذہب سے شکیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائل کثیرہ قائم ہیں مثلاً،
ولیل اول : قال عز وجل واما ينسینك
الشيطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم
الظالمین ^{رحمہم اللہ}
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں
کے پاس نہ بیٹھ۔

بد مذہب سے زیادہ ظالم کون ہے اور نکاح کی صحبت ادا نہ کرے کون سی صحبت، جب ہر وقت
کاساتھ ہے، اور وہ بد مذہب تو ضرور اس سے ناویدنی دیکھے گی ناشنیدنی سننے گی اور انکار پر قدرت
نہ ہوگی اور اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے نہ کہ عمر بھر کے لیے اپنے
یا اپنی قاصرہ مقسورہ عاجزہ مقہورہ کے واسطے اس قضیہ شنیعہ کا سامان پیدا کرنا۔
ولیل دوم : قال تبارک و تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

ومن آیتہ ان خلقکم من انفسکم ازواجاً
لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ
اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں سے
تمہارے جوڑے بنائے کہ ان سے مل کر چین پاؤ
اور تمہارے آپس میں دوستی و مہر رکھی۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لے فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۲/۴

۶۸/۶ القرآن

۲۱/۳۰ القرآن

ان للزواج من المرأة لشعبة ما هي لشئ
سواء ابن ماجه و الحاكم عن محمد بن عبد الله
بن جحش رضي الله تعالى عنه -
عورت کے دل میں شوہر کے لیے جو راہ ہے کسی کے لیے
نہیں (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن
جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے - ت)

آیت گواہ ہے کہ زن و شوقی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باہم انس و محبت و الفت و رافت پیدا
کرتا ہے ، اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی ، اور بد مذہب
کی محبت بہت قاتل ہے - اللہ عز و جل فرماتا ہے :

ومن يتولهم منك فانه منهم ثم من جوارن سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے -
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

المروء مع من احب - سواء الاثمة احمد و
السنة الا ابن ماجه عن انس و
الشيخان عن ابن مسعود و احمد و مسلم
عن جابر و ابو داؤد عن ابی ذر
و الترمذی عن صفوان بن عسال و ابی ہریرۃ
عسال و فی الباب عن علی و ابی ہریرۃ
و ابی موسیٰ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ
عنہم -

آدمی کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا
ہے (اس کو امام احمد اور ابن ماجہ کے ماسوا صحاح
سنہ کے ائمہ نے روایت کیا ہے حضرت انس
سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود سے ، احمد و مسلم
نے جابر سے ، ابو داؤد نے ابو ذر سے ، اور ترمذی
نے صفوان بن عسال سے ، اور اس باب میں علی ،
ابو ہریرہ ، ابو موسیٰ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی
روایت ہے - ت)

ولیل سوم : قال الله تعالى (الله تعالیٰ نے فرمایا) :
لا تعلقوا بآيديكم الى التهلكة -
اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بد مذہبی ہلاک
حقیقی ہے -

قال الله تعالى (الله تعالیٰ نے فرمایا) : ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله (اور خواہش کے

سہ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحاب دار الفکر بیروت ۶۲/۲
سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی الیت ۱۱۵ ص
۵ القرآن ۵/۵

۶ سنن ابوداؤد کتاب الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳۴۳/۲
۷ القرآن ۱۹۵/۲ ۲۶/۳۸

پہنچے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ (ت) اور صحبت خصوصاً بدکار پر جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء
کحامل المسک و نافخ الکیر فحامل المسک
امان یحذیک و امان یتبتاع منه و امان
تجد منه سیریا طیبۃ و نافخ الکیر امان
یحرق ثیابک و امان تجد منه سیریا
خبیثۃ۔ رواہ الشیخان عن ابی موسیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اچھے اور بُرے ہنشین کی کہاوت ایسی ہے جیسے
ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی پھونکتا
وہ مشک والا یا تجھے مفت دے گا یا تو اس سے
مول لے گا، اور کچھ نہیں تو خوشبو ضرور آئے گی، اور
دھونکنی والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے اس سے
بدبو آئے گی۔ (اسے شیخین (امام بخاری و مسلم)
نے ابوداؤد و ابن ماجہ سے روایت کیا۔ (ت)

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان
لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ
رواہ ابو داؤد و النسائی عن انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

برا ہنشین دھونکنے والے کی مانند ہے تجھے اس کی
سیاہی نہ پہنچے تو دھواں تو پہنچے گا۔ (اس کو
ابوداؤد و النسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا۔ (ت)

تیسری حدیث صریح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ایاکم وایاہم لایضونکم و لایفتنونکم۔
رواہ مسلم۔

گمراہوں سے دور بھاگو، انھیں اپنے سے دور کرو،
کہیں وہ تمھیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمھیں فتنے
میں نہ ڈال دیں۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتبروا بالصاحب بالصاحب۔ رواہ ابن عدی
مصاحب کو مصاحب پر قیاس کرو (اس کو ابن عدی

۸۳۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المسک	صحیح بخاری
۳۰۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من یمران یجالس	سنن ابوداؤد
۱۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء	صحیح مسلم
۸۹/۱۱	مکتبۃ التراث الاسلامی حلب	حدیث ۳۰۷۳	کنز العمال بحوالہ عبد اللہ ابن مسعود

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن
لشواہدۃ -
نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا اور اس کے شواہد کی بنا پر اس
حدیث کو انھوں نے حسن قرار دیا۔ ت

پانچویں حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف - رواۃ
ابن عساکر عن انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ -
بڑے ہمنشین سے دُور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ
مشہور ہوگا (اس کو ابن عساکر نے حضرت انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :
ما شئ اذل علی الشئ ولا الدخان علی النار
من صاحب علی صاحب ذکوة التیسیر
کوئی چیز دوسری پر اور نہ دُھواں آگ پر اس سے
زیادہ دالالت کرتا ہے جس قدر ایک ہمنشین دوسرے
پر (اس کو تیسیر میں ذکر کیا گیا۔ ت)

عقلاً کہتے ہیں گوش زد وہ اثر سے دار و نہ کہ عمر بھر کان بھرے جانا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرا مؤید شوہر کا
اس پر حاکم ہونا۔ مجربین کہتے ہیں : الناس علی دین ملوکہم (لوگ اپنے حکمرانوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ ت)
تیسرا مؤید عورت میں مادہ قبول و افعال کی کثرت ، وہ بہت نرم دل ہیں بلکہ اثر پذیر ہیں یہاں تک
کہ اہل تجربہ میں موم کی ناک مشہور ہیں ، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : ما ویدک
یا انجشة بالقوا اسیر (اے انجشہ ! آگینوں کو بچا کر رکھو۔ ت) چوتھا مؤید ، ان کا ناقصات العقل
والدین ہونا ، یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہما فی الصحیحین
(جہاں کہ صحیحین میں ہے۔ ت) پانچواں مؤید شوہر کی محبت ، جس کا بیان آیت و حدیث سے گزرا
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حبک الشئ یعمی ویصم - رواۃ احمد و البخاری
محبت اندھا بہر کر دیتی ہے (اسے احمد و بخاری

۲۳/۹	مکتبۃ التراث الاسلامی حلب	حدیث ۲۴۸۴	۲۴۸۴
۲۰۲/۱	مکتبۃ امام شافعی الریاض السعودیہ	حدیث ۱۲۳۹۱	۱۲۳۹۱
ص ۲۴۱	دار الکتب العلمیۃ بیروت	باب المعارض مندوۃ عن الکذب الخ	باب المعارض مندوۃ عن الکذب الخ
۹۱۷/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فی الہوی	باب فی الہوی
۳۲۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور		

فی التامیخ و ابوداؤد عن ابی الدرداء و ابن عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن انیس و الخرائطی فی الاعتلال عن ابی ہریرۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے ابودرداء سے اور ابن عساکر نے سند حسن کے ساتھ عبد اللہ بن انیس سے اور خرائطی نے اعتلال میں ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل فی رواۃ ابوداؤد و الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر کسی سے دوستی کرو (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مسلمانو! اللہ عزوجل عافیت بخشے دل پلٹے خیال بدلے کیا کچھ دیر لگتی ہے قلب کو قلب کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل القلب مثل الریشة تقلبها الریاح
بفلاۃ۔ رواہ ابن ماجہ عن ابی موسیٰ و ابن ماجہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

دل کی حالت اُس پر کی طرح ہے کہ میدان میں پڑا ہو اور ہوا آتی ہے پلٹے دے رہی ہوں۔ (اسی کو)

نہ کہ عورتوں کا سازم و نازک دل اور اس پر یہ صحبت و سماع متصل پھر واسطہ حاکی محکومی کا اور اُس کے ساتھ مہر و محبت کا غضب جذبہ باعثوں داعیوں کا یہ متواتر و فور اور مانع کہ عقل و دین تھے اُن میں نقصان و قصور تو اس تزویج میں قطعاً یقیناً عورت کی گمراہی و تبدیل مذہب کا مظنہ قرین ہے اور یہ خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے کہ نبص قطعی قرآن ممنوع و ناروا ہے شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ و داعی کو بھی حرام بتاتی ہے مقدمۃ الحرام حرام (حرام کا پیش خیمہ بھی حرام ہوتا ہے۔ ت) مقدمہ مسلمہ ہے، قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

ولا تقربوا الزانی انہ کان فاحشۃ و زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیاتی ہے اور

ساء سبیلہ

بہت بُری راہ۔

جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہوا اور یہ خیال کہ ممکن ہے اثر نہ ہو محض نا فہمی اور عقل و نقل دونوں سے بیگانگی ہے داعی کے لیے مفقہی بالدوام ہونا ضرور نہیں آخر بوس و کنار و مس و نظر و داعی و طی داعی ہی ہونے کے باعث حرام ہونے مگر ہرگز مستلزم و مفقہی دائم نہیں۔

ولیل چہارم : قال المولی تبارک و تعالیٰ (مولی تبارک و تعالیٰ نے فرمایا) :

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض۔
مرد حاکم و مستط ہیں عورتوں پر بسبب اُس فضیلت کے جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اعظم الناس حقاً على المرأة سر وجهها۔
سرواۃ الحاکم و صحیحہ عن ام المومنین
الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
(اسے حاکم نے روایت کیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تصحیح کی۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لو كنت أُمراة لكانت لا تسجد لأحد لا امرأت
النساء ان يسجدن لاني واجهن لما جعل
الله لهن عليهن من الحق۔ ولو كانت من
قدمه الى مفرق رأسه قرحة تنجس بالقيح
والصدید ثم استقبلته فاحسنه ما اذنت
حقه۔ سرواۃ ابوداؤد و الحاکم بسند صحیح
عن قیس بن سعد بن عبادۃ و احمد

اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ بسبب اُس حق کے کہ اللہ عز و جل نے اُن کے لیے ان پر رکھا ہے۔ اور اگر شوہر کی ایڑی سے مانگ تک سارا جسم پھوڑا ہو جس سے پیپ اور گندا پانی جوش مارتا ہو عورت اگر اپنی زبان سے اسے چاٹ کر صاف کرے تو خاوند کا حق ادا نہ کیا (اس کو ابوداؤد

۳۳/۲ القرآن

۳۳/۱۴ القرآن

۱۵۰/۲

دار الفکر بیروت

۲۹۱/۱

آفتاب عالم پریس لاہور

۱۸۶/۲

دار الفکر بیروت

۱۵۹/۳

کتاب البر والصلة

۳۳ مستدرک للحاکم

۳۳ سنن ابی داؤد باب فی حق الزوج علی المرأة

المستدرک للحاکم

۳۳ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک

والترمذی عن انس بن مالك وفصل السجود
احمد وابن ماجه وابن حبان عن عبد الله
بن ابی اوفی والترمذی وابن ماجه عن
ابی هريرة و احمد عن معاذ بن جبل و
الحاکم عن بریدة الاسلامی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔

الغرض شوہر عورت کے لیے سخت واجب التعظیم
میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم
الاسلام۔ رواہ ابن عدی وابن عساکر عن
اقر المومنین الصدیقة والحسن بن
سفيان فی مسنده و ابولعیم فی الحلیة
عن معاذ بن جبل والسجزي فی الابانة
عن ابن عمر وکابن عدی عن ابن عباس
و الطبرانی فی البکیر و ابولعیم فی الحلیة
عن عبد الله بن بسر و البیهقي فی شعب
الایمان عن ابراهيم بن ميسرة التابعی المکی
الثقة مرسل فالصواب ان الحديث
حسن بطرقه۔

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع فاسق بھی شرعاً واجب الاپانہ ہے اور اُس کی
تعظیم ناجائز۔ علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں :
الفاسق العالم تجب اهانتہ شرعاً
فلا یعظم۔
فاسق عالم کی شرعاً توہین ضروری ہے اس لئے
اس کی تعظیم نہ کی جائے۔ (ت)

۱/۶۱ دارالکتب العلمیہ بیروت حدیث نمبر ۹۴۶۴ شعب الایمان
۱۶۵ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی فصل فی بیان الاحق بالامامة مراقی الفلاح

اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ،
اور احمد اور ترمذی نے انس بن مالک سے، اور
احمد، ابن ماجه اور ابن حبان نے عبد العزيز بن ابی اوفی
سے سجدہ کی فصل میں، اور ترمذی اور ابن ماجه نے
ابو ہریرہ سے، اور احمد نے معاذ بن جبل اور حاکم نے
بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔
ہے اور بد مذہب کی تعظیم حرام۔ متعدد حدیثوں

جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام
کے ڈھانے میں مدد کی (اس کو ابن عدی اور ابن عساکر
نے ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حسن بن سفيان
نے اپنی سند میں اور ابولعیم نے حلیہ میں معاذ بن
جبل سے اور سجزي نے الابانہ میں ابن عمر سے اور
ابن عدی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے البکیر
میں اور ابولعیم نے حلیہ میں عبد الله بن بسر اور بیہقي
نے شعب الایمان میں ابراهيم بن ميسرة تابعی مکی
سے مرسل طور پر روایت کیا ہے۔ اور
صحیح یہ ہے کہ اپنے طرق پر یہ حدیث حسن
ہے۔ (ت)

امام علامہ فخر الدین زلیعی تبیین الحقائق، پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح المعین، پھر علامہ سید احمد مہری حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

قد وجب علیہم اہانتہ شرعاً

ان پر اس کی اہانت ضروری ہے (ت)

علامہ محقق سعد الملتی والدین تفازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

حکم البتدع البغض والعداۃ والاعراض عنہ
بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و
عداوت رکھیں، روگردانی کریں، اس کی تذلیل و تحقیر
والاہانۃ والطنعن واللعن

بجالاتیں، اُس سے لعن و طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

لاجرم ثابت ہو کہ بد مذہب کو ستیہ کا شوہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

دلیل پنجم: قال العلی الاعلیٰ جل وعلا (اللہ بلند و اعلیٰ نے فرمایا:) والفیہا سیدھا لدی الباب
ان دونوں نے زینحہ کے سید و سرور یعنی شوہر کو پایا دروازے کے پاس۔ رد المحتار باب الکفارة میں ہے:
النکاح ساق للمرأة والنزوح مالک نکاح سے عورت کنیز ہو جاتی ہے اور شوہر مالک۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فاته ان ینکح سید
سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض
کیا۔ (اس کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے
ساتھ بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روا
کیا ہے۔ ت)

حاکم نے صحیح مستدرک میں باقادر تصحیح اور بیہقی نے شعب الایمان میں ان لفظوں سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۲۴۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الامامة	۱۰	طحاوی علی الدر المختار
۲۵۰/۲	دار المعارف النعمانیہ لاہور	المبحث الثامن حکم المؤمن	۱۱	شرح مقاصد
			۲۵/۱۲	القرآن الکریم
۳۱۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	۱۳	رد المحتار
۳۲۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	کتاب الادب	۱۴	سنن ابی داؤد

اذا قال الرجل للمنافق يا سيد فقد اعضب
ربہ ۛ
جو شخص کسی منافق کو سردار کہہ کر پکارے وہ اپنے
رب عز وجل کے غضب میں پڑے۔

امام حافظ الحدیث عبد العظیم زکی الدین منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں ایک باب وضع کیا،
الترہیب من قوله لفاسق او مبتدع، یا سیدی،
یعنی ان حدیثوں کا بیان جن میں کسی فاسق یا بد مذہب کو
اونحوها من الکلمات الدالة على التعظیم ۛ
”اے میرے سردار“ یا کوئی کلمہ تعظیم کہنے سے ڈرانا۔

اور اس باب میں یہی حدیث انھیں روایات ابی داؤد و نسائی سے ذکر فرمائی۔ جب صرف زبان سے ”اے میرے
سردار“ کہہ دینا باعث غضب رب جل جلالہ ہے تو حقیقتہً سردار و مالک بنالینا کس قدر سخت موجب غضب ہوگا
والعیاذ باللہ رب العالمین۔

دلیل ششم: یا ایہا الناس ضوب مثل
فاستمعوا لله واللہ لا یستحی من الحق ۛ
اے لوگو! ایک مثل کہی گئی اُسے کان لگا کر
سنو۔ بیشک اللہ عز وجل حق بات فرمانے میں
نہیں شرماتا۔

ایحب احدکم ان تكون کسیمۃ فرائض کلکلب
فکر ہتموہ ۛ
کیا تم میں سے کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن
کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے۔

رب جل وعلیٰ نے غیبت کو حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا،
ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میسۃ
فکر ہتموہ ۛ
کیا تم میں سے کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے
بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمھیں بُرا لگے۔

۱۴ مستدرک للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۳۱۱/۴
شعب الایمان حدیث ۴۸۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۳۰/۴
۱۵ الترغیب والترہیب الترہیب من قوله لفاسق او مبتدع یا سیدی الخ مصطفیٰ البابی مصر ۵۷۹/۳
۱۶ القرآن الکریم ۴۳/۲۲
۱۷ القرآن الکریم ۵۳/۳۳

۱۸ سنن ابن ماجہ ابواب النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۹
مسند احمد بن حنبل مروی از مسند علی رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۸۶/۱
۱۹ القرآن الکریم ۱۲/۴۹

سفیو سٹیو اگر سٹی ہو تو بگوش سُنو لیس لنا مثل السوء التي صارت فراش مبتدع كالسوء
کانت فراش الکلب ہمارے لیے بڑی مثل نہیں جو عورت کسی بد مذہب کی جو روئی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے
کے تصرف میں آئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اسی وجہ انتہی

سے بیان فرمایا:

العائد في هبته كالكلب يعود في قيئه ليس لنا
اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا
قے کر کے اُسے پھر کھا لیتا ہے، ہمارے لیے
بڑی مثل نہیں؟

اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بد مذہب کتا ہے یا نہیں؟ ہاں، ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر
کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے
میری نہ مانو سید المرسلین سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مانو، ابو حازم خزاعی اپنے جزر حدیثی میں حضرت
ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
اصحاب البدع کلاب اهل النار بد مذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں۔

امام دارقطنی کی روایت ہے

حدثنا القاضي الحسين بن اسمعيل نا محمد
بن عبد الله المخرمي نا اسمعيل بن ايات
نا حفص بن غياث عن الاعمش عن ابى
غالب عن ابى امامة رضى الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم اهل البدع كلاب اهل النار۔
(قاضی حسین بن اسمعیل نے محمد بن عبد اللہ مخرمی سے
انھوں نے اسمعیل بن ایان سے انھوں نے حفص
بن غیاث سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے
ابو غالب سے انھوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا) بد مذہب لوگ دوزخیوں کے
کتے ہیں۔

۲۱۴/۱	دار الفکر بیروت	مروی از مسند عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	۱
۵۲۸/۱	دار المعرفہ بیروت	حدیث ۱۰۸۰	۲
۲۱۸/۱	موسسة الرسالة بیروت	کنز العمال بحوالہ ابی حاتم الخراسانی	۱۰۹۲
۲۲۳/۱	" " "	کنز العمال بحوالہ قطبی الافراد عن ابی امامہ	۱۱۲۵

ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 اهل البدع مشر الخلق و الخلیقة ۱
 بد مذہب لوگ سب آدمیوں بدتر اور سب جانوروں
 سے بدتر ہیں۔

علامہ مناوی نے تفسیر میں فرمایا:

الخلق الناس و الخلیقة البہائم ۲
 خلق سے مراد لوگ اور خلیقہ سے مراد جانور ہیں۔
 الاجرم حدیث میں ان کی منکحت سے ممانعت فرمائی۔ عقیلی و ابن حبان حضرت انس بن مالک رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تجالسوہم ، ولا تشاربوہم ، ولا تؤاکلوہم
 لا تنالکوہم ۳
 بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھو ، ان کے ساتھ پانی
 نہ پیو ، نہ کھانا کھاؤ ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔
 دلیل، مفتیم : کتابیہ سے نکاح کا جواز عدم ممانعت و عدم گناہ صرف کتابیہ ذمیر میں ہے جو مطیع الاسلام ہو کر
 دار الاسلام میں مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی ہو وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔
 فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا،

الاولی ان لا یفعل ولا یأکل ذلک ۴
 بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ان سے نکاح نہ کرے
 الا للضرورة۔
 اور نہ ذبیحہ کھائے۔ (د)

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح یعنی مذکورہ جائز نہیں بلکہ عند تحقیق ممنوع و گناہ ہے، علمائے کرام و جہ ممانعت
 اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دار الحرب میں
 وطن کر لے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادتیں سیکھ نیز احتمال ہے کہ عورت بحالت حمل قید کی جائے تو بچہ
 غلام بنے۔ محیط میں ہے،

یکوہ تزوج الکتابیۃ الحربیۃ لان الانسان
 لایامن ان یکون بینہما ولد فیثشا علی طبائع
 اهل الحرب ویث خلق باخلا قہم فلا
 لہ حلیۃ الاولیا
 ترجمہ ابو مسعود و موصلی
 حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان
 اس بات سے بے فکر نہیں ہو سکتا کہ اس بچہ پیدا ہو تو وہ اہل حرب
 میں پرورش پائے گا اور انکے طریقے اپنالے گا اور پھر مسلمان بن جائے

دار الکتاب العربی بیروت ۲۹۱/۸
 مکتبہ امام شافعی الریاض سعودیہ ۳۸۳/۱
 دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۲۶/۱
 نوریہ رضویہ سکر ۱۳۵/۳
 التفسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ما قبل
 حدیث ۱۵۲
 الضعفاء الکبیر للعقیلی
 فصل فی بیان المحرمات

يستطيع المسلم قلعه عن تلك العادة ^{لے} ان کی عادات چھوڑنے پر قادر نہ ہوگا۔ (ت)

فتح المعین میں علامہ سید احمد عوی سے ہے :

عم مالو كانت حربية ولكن مكروهة بالاجماع لانہ رہا بخیار المقام فی دار الحرب ولانہ فیہ تعرض ولدہ للرق فریما تجل وتسبی معہ فیصیر ولدہ رقیقا وان کانت مسلما وریما یتخلق الولد باخلاق الکفار ^{لے} جواز نکاح کا حکم کتابہ حربیہ کو بھی شامل ہے لیکن یہ مکروہ ہے بالاجماع، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بیوی کی وجہ دار الحرب میں قیام پسند کر لے، اور اس لیے بھی کہ اس میں بچے کو غلامی میں مبتلا کرنے کی سبیل ہو سکتی ہے کہ اس کی وہ حاملہ بیوی مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے قیدی ہو کر غلام بن جائے اگرچہ وہ مسلمان ہے نیز وہ بچہ دار الحرب میں کفار کی عادات کو اپنا سکتا ہے۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا :

وتكره الكتابية الحربية اجماعا لانفسا حباب الفتنة من اماكن التعلق المستدعى للمقام معهما فی دار الحرب وتعرض الولد علیہ التخلق باخلاق اهل الكفر وعلى الرق بان تسبی وہی جلی فیولد رقیقا وان کان مسلما۔

مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے غلام بنے اگرچہ وہ مسلمان ہوگا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

قوله والاولى ان لا يفعل يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية ^{لے} اس کے قول کہ "بہتر ہے نہ کرے" سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ کتابہ غیر حربیہ سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس کا مابعد میں حربیہ کے بار میں مکروہ تحریمی نے کافائدہ دیتا ہے (ت)

۱۰۳/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	فصل فی المحرمات	لے بحر الرائق بحوالہ المحيط
۲۰/۲	" " "	"	لے فتح المعین
۱۳۵/۳	نورید رضویہ سکھ	"	لے فتح القدر
۲۸۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المحتار

اہل انصاف ملاحظہ کریں کہ جو اندیشے ائمہ کرام نے وہاں مرد اور اولاد کے لیے پیدا کئے وہ زائد ہیں یا یہ جو یہاں عورت و اولاد کے لیے ہیں، وہاں مرد کا معاملہ ہے یہاں عورت کا، وہ حاکم ہوتا ہے یہ محکوم، وہ مستقل ہوتا ہے یہ متکون، وہ مؤثر ہوتا ہے یہ متاثر، وہ عقل و دین میں کامل ہوتا ہے یہ ناقص، وہ اگر دار الحرب میں متوطن ہو گیا تو گنہگار ہوا دین نہ گیا یہ اگر اس کی صحبت میں مبتلا نہ ہو گئی تو دین ہی رخصت ہوا۔ پھر بعد شعور اپنے باپ کی تربیت میں رہتا ہے وہاں باپ مسلم ہے یہاں بد مذہب، وہاں کافروں کی عادتیں ہی سیکھنے کا احتمال ہے یہاں خود مذہب کے بدل جانے کا قوی مظنہ، وہاں اگر غلام بنا تو ایک دنیوی ذلت ہے آخرت میں ہزاروں غلام کروڑوں آزادوں سے اعز و اعلیٰ ہوں گے یہاں اگر رافضی وہابی ہو گیا تو اخروی ذلت دینی فضیلت ہے، وہاں غلامی ایک احتمال ہی احتمال تھی اور یہاں یہ بد انجامی مظنون قوی، تو وہاں وہ اندیشے اگر کراہت تشریعیہ لاتے یہاں یہ نظن کراہت تحریمیہ تک پہنچ جاتے۔ ہم اوپر گزارش کر چکے ہیں کہ شرعاً جو چیز حرام ہے اس کے مقدمات و دواعی بھی حرام ہوتے ہیں، اور جب کہ وہاں اُن کے سبب کراہت تحریم مانیں تو یہاں اُن کے باعث کھلی تحریم رکھی ہے۔ یہ تیسرا جواب ہے اُس مشتبہہ کا کہ یہ اُن سے بھی گزرے، مع ہذا شرع مطہر میں اگرچہ وہ مبتدع جس کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی آخرت میں کفار سے ہلکا رہے گا اُن کا عذاب ابدی ہے اور اس کا منقطع اور بعد موت دنیوی احکام میں بھی خفت ہوگی مگر اس کے جیسے جی اس کے ساتھ نہ ہو گا کافر ذمی کے ساتھ نہ ہو گا۔ اور اس کی وجہ ہر ذی عقل پر روشن کافر ذمی سے ہرگز وہ اندیشہ نہیں جو اس دشمن دین مدعی اسلام و خیر خواہی مسلمین سے ہے وہ کھلا دشمن ہے اور یہ مارا کشتین، اس کی بات کسی جاہل سے جاہل کے دل پر نہ چے گی کہ سب جانتے ہیں یہ مردود کافر ہے خدا و رسول کا صریح منکر ہے، اور یہ جب قرآن و حدیث ہی کے چیلے سے ہدکائے گاتر و اسرع و اظہر ہے العیاذ باللہ رب العالمین۔ امام حجت الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احوال العلوم شریفین فرماتے ہیں،

ان كانت البدعة بحیث یکفر بها فامره
اشد من الذمی لانه لا یقر
بجزیة ولا یسامح بعقد ذمة و
ان کان مما لا یکفر به فامره بین و
بین الله اخف من امر الکافر
لا محالة وکن الامر فی
الانکار علیه اشد منه علی
الکافر لان شر الکافر غیر متعد

وہ بدعت جو مسلمان کو کفر میں مبتلا کر دے تو ایسا کافر بدعتی وارا اسلام میں ذمی کافر سے بدتر ہے کیونکہ وہ جزیرہ کا پابند نہیں بنتا اور نہ ہی وہ عقد ذمہ کی پروا کرتا ہے اور اگر بدعت ایسی ہو جس کی وجہ سے بدعتی کو کافر نہیں کہا جاسکتا تو ایسے بدعتی کا معاملہ کافر کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں فرد و خفیف ہے لیکن اس کی تردید کا معاملہ کافر کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے کیونکہ کافر کا شر مسلمانوں کے لیے اتنا نقصان

فان المسلمين اعتقادوا وكفروا فلا يلتفتون الى قوله اذ لا يدعى الاسلام واعتقاد الحق اما المبتدع الذي يدعى الى البدعة وينزع ان ما يدعى اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فلا استجاب في اظهار بغضه ومعاداته والا لقطعاع عنه وتحقيره والتشنيع عليه بيد عنه وتنفير الناس عنه اشد

نہیں کیونکہ مسلمان اس کے کافر ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو قابل التفات نہیں سمجھتے کیونکہ وہ اسلام اور حق کا مدعی نہیں بنتا لیکن گمراہ بدعتی اپنی بدعت کو حق قرار دے کر لوگوں کو اس طرف دعوت دیتا ہے اس لیے وہ عوام الناس کو گمراہ کرنے کا سبب بنتا ہے لہذا اس کا شر زیادہ موثر ہے ایسے شخص کو برا جاننا اس کی مخالفت کرنا، اس سے قطع تعلق کرنا، اس کی تکھیر کرنا،

اس کا رد کرنا اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔ (ت)

یہ جو محتاج جواب ہے اس شبہہ کا الحمد للہ آفتاب حق بے حجاب محاب متجلی ہوا اور دلائل واضحہ سے نہ صرف وہابی بلکہ ہر بد مذہب کے ساتھ سنیہ کی تزویج کا باطل محض یا اقل درجہ منزع و گناہ ہونا ظاہر ہو گیا، ہاں ہمارے بعض بھائیوں کا بعض مفتی وہابیہ کے فریب سے دھوکا پا کر یہ عذر باقی ہے کہ یہ احکام تو ان کے لیے ہیں جو مذہب اہلسنت سے خارج ہیں اور وہابی ایسے نہیں فلاں فلاں وہابی تو سنی ہیں، اس کا جواب اسی قدر بس ہے کہ عزیز بھائیو! دین حق کے فدائیو! دیکھو یہ دامن درجہ میں وہابیوں کے میں نہ آؤ، جھٹلاؤ وہابی صاحب جو چاہیں بکس دیاں نہ خوف خدا نہ خلق کی حیا، مگر پیارے سنیو! تم نے یہ کیونکر باور کر لیا کہ بعض وہابی اہلسنت ہیں۔ عسریرو! کیا یہ اسما کہنے سے کچھ زیادہ عجیب تر ہے کہ فلاں رات دن ہے یا فلاں نصرانی مومن ہے۔ جب سنت، وہابیت سے صاف مباین ہے تو ان کا اجتماع کیونکر ممکن ہے۔ ہاں یوں کہتے تو ایک بات تھی کہ فلاں فلاں لوگ جو وہابی کہلاتے ہیں وہابی نہیں اہلسنت ہیں۔ بہت اچھا، چشم مارو شن دلِ ماشاد، خدا ایسا ہی کرے، اگر واقع اس کے مطابق ہے تو ہمارا کیا ضرر، اور اس فتوے پر اس سے کیا اثر، فتویٰ میں زید و عمر و کسی کی تعین نہ تھی، سائل نے وہابی کی نسبت سوال کیا عجیب نے وہابی کے باب میں جواب دیا فلاں اگر وہابی نہیں سنی ہے اس سوال و جواب دونوں سے بری ہے، فتویٰ کی صحت میں کیا شک پروری ہے۔ پھر عزیز بھائیو! یہ تنزیلی جواب اس کے تسلیم ادعا پر مبنی ہے، ابھی امتحان کا مرحلہ باقی و دیدنی ہے، زبان سے کہہ دینا کہ ہم وہابی نہیں گنتی کے لفظ میں کچھ بھاری نہیں،

الکھ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اس زبانی کہہ دینے پر

وہم لا یفتنون لہ

بھڑوئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے کوئی حرکت اور کوئی قوت اللہ تعالیٰ عظیم و بلند کی مشیت کے بغیر نہیں ہے۔

بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال و ہابیت سے انکار فرمائیں امور ذیل پر دستخط فرماتے جائیں صر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

(۱) مذہب و ہابیہ ضلالت و گمراہی ہے۔

(۲) پیشوایان و ہابیہ مثل ابن عبد الوہاب نجدی و اسماعیل دہلوی و نذیر حسین دہلوی و صدیقی حسن بھوپالی اور دیگر چھٹ بھیے آروی بٹالی پنجابی بنگالی سب گمراہ بدین ہیں۔

(۳) تقویۃ الایمان و صراط المستقیم و رسالہ یکروزی و تنویر العینین تصانیف اسماعیل اور ان کے سوا دہلوی و بھوپالی وغیرہا و ہابیہ کی جنہی تصانیف میں طریق ضلال و گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(۴) تقلید ائمہ فرض قطعی ہے بے حصول منصب اجتہاد اُس سے روگردانی بدین کا کام ہے، غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع و اذنا ب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیان نامشخص ہیں ان کا تارک تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اور اپنے سے اہموں کو ترک تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی و گمراہ گری ہے۔

(۵) مذہب اربعہ اہلسنت سب رشد و ہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اسی کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلہ میں اُس کے خلاف نہ چلے، وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے، اُس پر شرعاً کوئی الزام نہیں ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کافی ہے تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین قبیح غیر سبیل المومنین ہیں۔

(۶) متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء مثل استغانت و ندا و علم و تصرف بعطا ئے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء میں نجدی و دہلوی اور اُن کے اذنا ب نے جو احکام شرک گھڑے اور

عام مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جرّے یہ اُن گمراہوں کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انھیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔

(۷) زمانہ کو کسی چیز کی تحسین و تقیح میں کچھ دخل نہیں، امر محمود جب واقع ہو محمود ہے اگرچہ قرون لاحقہ میں ہو، اور مذموم جب صادر ہو مذموم ہے اگرچہ ازمنہ سابقہ میں ہو۔ بدعت مذمومہ صرف وہ ہے جو سنت ثابتہ کے ردّ خلاف پر پیدا کی گئی ہو، جواز کے واسطے صرف اتنا کافی ہے کہ خدا و رسول نے منع نہ فرمایا، کسی چیز کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو تو اسے منع کرنے والا خود حاکم و شارع بننا چاہتا ہے۔

(۸) علمائے حرمین طہیین نے جتنے فتاویٰ و رسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہ ردّ دہلیہ میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت میں اور ان کا خلاف باطل و ضلالت۔

حضرات اہل جنت سنت کے آٹھ باب بادی حق و صواب ہیں، جو صاحب بے پچھیر بھارے حیلہ انکار بکشا دہ پیشانی ان پر دستخط فرمائیں تو ہم ضرور مان لیں گے کہ وہ ہرگز دہائی نہیں، ورنہ ہر ذی عقل پر روشن ہو جائیگا کہ منکر صاحبوں کا وہابیت سے انکار فرا حیلہ ہی حیلہ تھا، مسعے پر جہنا اور اسم سے رمنا، اس کے کیا معنی صا منکرمی بودن و در رنگ مستان زلیستن

(منکر ہونا اور مستان کے رنگ میں صیانت)

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ت) الحمد للہ کہ یہ مختصر بیان تصدیق منظر حق و حقیق اوائل عشرۃ اخیرۃ ماہ مبارک ربیع الاول شریف سے چند جلسوں میں بدرسمائے تمام اور بلحاظ تاریخ انشاء اللہ العاصم بحجر الکرام عن کلاب النار نام ہوا، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین۔

منزلہ ۲۱۱۷ فرہ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیدستی المذہب ہے اور بہندہ زوہر شیعہ مذہب رکھتی ہے اور باہم کسی طریقہ پر عقد بھی ہو گیا ہے ایسی حالت میں شرعاً ہمبستری یعنی مجامعت جائز ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد ہوگی وہ لطفہ صحیح ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو جودا

الجواب

آج کل کے روافض تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں شاید شاذ و نادر اُن میں کوئی مسلمان نکل سکے،

جیسے کودن میں سپید رنگ کا کوا۔ ایسی عورت سے نکاح محض باطل ہے اور قربت صریح زنا، اور اہلاد یقیناً ولد الزنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کلکتہ سٹندریا پٹی ۱۰۹ متصل مسجد ناخدا دکان کتب شیخ فخر الدین مرسلہ نظیر حسن صاحب ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ

بعلی خدمت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ پس از سلام مسنون الاسلام آن کہ زید نے اپنی سگی یعنی حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے حکم ایک عالم کے عقد کیا یہ از روئے شرع شریف کے عند الاحاطہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مفصل تحریر فرمائیے، بیتوا تو جروا۔

الجواب

عقد مذکور زنا محض ہے حرام قطعی ہے سخت عظیم شدید گناہ کبیرہ ہے، نہ فقط حنفیہ بلکہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ تمام اُمت مرحومہ کے اجماع سے حرام ہے نص قرآن عظیم سے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) :

حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم و اخواتکم تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں و عماتکم و خالتکم و بنت الاخت و بنت الاخت و بنت النعمان اور بھانجیاں حرام کی گئی ہیں۔ (ت)

اس آیت کریمہ میں رب عز وجل نے بنات کا لفظ تین جگہ ارشاد فرمایا کہ حرام کی گئیں تم پر تمھاری بیٹیاں، بھائی کی بیٹیاں، بہن کی بیٹیاں۔ اگر بنات یعنی بیٹیاں پوتی نواسی کو بھی شامل تو ضرور بھائی بہن کی پوتی، نواسی بھی اسی حکم میں داخل۔ اور اگر شامل نہیں تو خود اپنی پوتی نواسی بھی حکم آیت میں داخل نہیں تو اس جاہل بیباک کے طور پر وہ حلال ٹھہرے گی، لقولہ تعالیٰ، و احل لکم ما وراء ذلکم (تمھارے لیے ان کے ماسوا حلال مقرر دی گئی ہیں۔ ت) لاجرم کتب تفسیر میں اسی آیت کریمہ سے بھائی بہن کی پوتی نواسی کا حرام ابدی ہونا ثابت فرمایا اور کتب فقہ میں انھیں بھتیجی بھانجی میں داخل مان کر محارم ابدیہ میں گنایا۔ معالم التنزیل میں ہے :

یدخل فیہن بنات اولاد الاخ و الاخت و ان ان محرمات ابدیہ میں بھائی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں خواہ سفلیں یکے نیچے تک ہوں، داخل ہیں (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۲۳/۴

۲۔ ۲۳/۴

۳۔ معالم التنزیل حرمت علیکم امہاتکم الخ کے تحت مصطفیٰ البابی مصر ۵۰۱/۱

تفسیر کبیر میں ہے :

النوع الثاني من المحرمات البنات كل انثى يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجة او بدرجتا باناث او بذكور فهي بنتك النوع السادس والسابع بنات الاخ وبنات الاخت والقول في بنات الاخ وبنات الاخت كالقول في بنات الصلب فهذه الاقسام السبعة محرومة في نص الكتاب بالانساب والارحام ملقطا

محرمات کی دوسری قسم بیٹیاں ہیں وہ تمام لڑکیاں جن کا نسب ایک درجہ یا کئی درجوں کے مرد اور عورتوں کے واسطے سے تیری طرف بطور ولادت ٹوٹا ہے وہ سب کی سب تیری بیٹیاں ہیں، اور چھٹی اور ساتویں قسم بھائی اور بہن کی بیٹیاں ہیں، اور بھائی اور بہن کی بیٹیوں کا حکم بھی اپنی صلیبی بیٹیوں کی طرح ہے، تو یہ سات اقسام نسب اور ارحام کی وجہ سے قرآنی نص سے حرام ہیں ملقطاً (ت)

تفسیر بیضاوی و تفسیر ارشاد العقل میں ہے :
بنات الاخ وبنات الاخت تتناول القرابة والبعدي

محرمات میں بھائی اور بہن کی بیٹیاں قریب ہوں یا بعید ہوں سب شامل ہیں۔ (ت)

تفسیر جلالین میں ہے :
وبنت الاخ وبنت الاخت وتدخل فيهن اولادهن

بھائی اور بہن کی بیٹیوں میں ان بیٹیوں کی اولاد بھی داخل ہے۔ (ت)

فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین میں ہے :
فشملت العبارة بنت ابن الاخ وان سفل وبنت ابن الاخت وان سفل

یہ عبارت بھتیجوں اور بھانجی کی بیٹیوں کو بھی اگرچہ نیچے پہنچوں شامل ہے۔ (ت)

ملققی الابکر میں ہے :
تحرم على الرجل اخته وبناتها وبنت اخيه

مرد پر اس کی بہن اور اس کی بھانجی اور بھتیجی اور ان

۲۸-۲۹/۱۰	مطبقة البصية مصر	تحت الآية حرمت عليكم امهاتكم	تفسیر کبیر
۸۳/۱	مصطفیٰ البانی مصر	" " " "	تفسیر بیضاوی
ص ۷۳	اصح المطابع دہلی	" " " "	تفسیر جلالین
۳۷۰/۱	مصطفیٰ البانی مصر	" " " "	فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین

کی اولاد نیچے تک حرام ہے (ت)

مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب (باپ، ماں) کے فروع حرام ہیں (ت)

بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک سب حرام ہیں (ت)

مرد پر اس کے اصول و فروع اور اسکی بہن اور بھائیوں کی اولاد حرام ہے (ت)

بہن اور اس کی بیٹیاں نیچے تک حرام ہیں (ت)

بھتیجیوں اور بھانجیوں میں ان کی بیٹیاں بھی نیچے تک داخل ہیں (ت)

بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک محرمات ہیں جن سے نکاح، وطی اور اس کے دواعی کی ابدی حرمت

وان سفلیا

نقائے میں ہے :

حریم اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ القریب

شرح وقایہ میں ہے :

و بنات الاخوة و الاخوات و ان سفلت فیہ حریم جمیع ہولاء

اصلاح میں ہے :

حریم علی المرء اصلہ و فرعہ و اختہ و فرعہا و فرع اختہ

درر میں ہے :

واختہ و بنتہا و ان سفلت فی فتح القدر میں ہے :

تدخل فی بنات الاخ و الاخت بناتہن و ان سفلت

اختیار شرح مختار و فرائد المفتین میں ہے :

و بنات الاخ و بنات الاخوات و ان سفلت فہن محرمات بنص الکتاب نکاحا

مؤسستہ الرسالۃ بیروت
نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
مجتبائی دہلی
۲۳۹/۱
ص ۵۲
۱۱/۲

احمد کامل الکائنۃ دار السعادت بیروت ۳۲۹-۳۰/۱
نورید رضویہ سکھر
۱۱۸/۲

لہ ملتی الابحر باب المحرمات
لہ النقایۃ مختصر الوقایۃ کتاب النکاح
لہ شرح وقایہ المحرمات من النساء
لہ اصلاح

لہ درر الحکام کتاب النکاح
لہ فتح القدر فصل فی بیان المحرمات

ووطاً ودوا عیہ علی التابیدۃ کتاب اللہ کی نص سے ثابت ہے۔ (ت)

فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں ہے :

وہنات الاخوات وان سفلت بھانجیاں نیچے تک (ت)

محیط سرخسی و فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

وکذا بنات الاخ والاکخت وان سفلت یونہی بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک (ت)

انوار امام یوسف اردبیلی شافعی میں ہے :

المحرمات علی التابید بالنسب الامہات و نسبی طور پر ابدی محرمات مائیں اوپر تک ، بیٹیاں

ان علت والبنات وان سفلت وبنات الاخوة نیچے تک ، بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک ہیں۔

والاخوات وان سفلت (ت)

اس جاہل احمق نکاح کرنے والے پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اس اپنی سگی بیٹی سے جدا ہو جائے اور اس

اجمل اضل عالم ظالم پر لازم کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اپنے اُس ناپاک ملعون قتلے سے توبہ کرے اپنی عورت

سے نکاح از سر نو کرے۔ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے :

ومن ذلك رای من المكفرات کافر بنانے والی چیزوں میں سے کسی ایسی چیز کو حلال

محرمات بالاجماع کالخمی واللواط ولو فی بنالینا جس کی حرمت پر اجماع ہے مثلاً شراب ،

مملوکہ الخ۔ لواطت خواہ اپنے ملک سے ہو الخ (ت)

خلاصہ و ہندیہ میں ہے :

من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفر۔ جو شخص حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے پر عقیدہ رکھے

وہ کافر ہے (ت)

الہی ! اس زمانہ برفتن کے برفتنہ و شر سے تیری پناہ ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۱۔ الاختیار لتعلیل الاختیار دار قرآن للنشر والتوزیع بیروت ۸۵/۳ فعل فی المحرمات

۲۔ فتاویٰ قاضی خاں باب فی المحرمات نوکثور لکھنؤ ۱۶۵/۱

۳۔ فتاویٰ ہندیہ فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۳/۱

۴۔ انوار الاعمال الابرار

۵۔ الاعلام بقواطع الاسلام ملحق بسبل النجاة مکتبہ حقیقۃ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۲۵۳

۶۔ فتاویٰ ہندیہ احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۲/۲

مسئلہ ۲۰۲ از نواب گنج ضلع بریلی مکان تحصیلہ ازظہور الاسلام صاحب مرسلہ حنفیہ سید نور عالم میاں صاحب دارہ دی
۵ رجب ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع شریف اساطین فرقہ اہل سنت و جماعت قلعین ملت حنفیہ اس باب
میں کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کی زندگی میں اس کی خواہر حقیقی عینی سے نکاح کیا اور بعد نکاح خواہر زن مگر قبل
خلوت صحیحہ یا اس سے خلوت صحیحہ کے بعد پہلی بی بی کو طلاق دے دی ان دونوں صورتوں میں یہ نکاح عند الشرع
درست و جائز ہو یا نہیں؟ بینوا تو جدوا

الجواب

جب ایک بہن نکاح میں ہو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے،
قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حرام ہے دونوں بہنوں کو جمع کرنا۔
تو یہ نکاح ضرور حرام و ناجائز ہوا اور پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت خواہ بعد خلوت طلاق دے دینا اس
حرام کو حلال اس فاسد کو صحیح اس ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولا زوجہ کو طلاق دے اور
پہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کر لے یہ نکاح حرام ہوگا تو یہاں کہ پہلے اس کی خواہر سے نکاح
کر لیا بعد کہ طلاق دی کیونکہ حلال ہو سکتا ہے! اور چہاں میں ہے!
حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدة ولو من
وہ عورتیں جو آپس میں محرم ہوں ان کو نکاح اور عدت خواہ
طلاق بائن ہے۔
طلاق بائن کی عدت ہو، میں جمع کرنا حرام ہے (ت)
شخص مذکور پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اس دوسری کو چھوڑ دے پھر اگر پہلی کی عدت گزر چکی ہے تو اسے اختیار
ہوگا کہ اس دوسری کو چھوڑ کر ابھی معاً اس سے نکاح کر لے وہ نہ اتنا انتظار فرض ہے کہ اس پہلی کی عدت گزر جائے
اس کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح بروجہ شرعی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۳ ۵ رجب ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معاذ اللہ ساس سے زنا کے باعث جب منکوحہ حرام ہو جائے
تو اس سے پردہ بھی فرض ہو جاتا ہے یا وہ مثل محارم کے ہو جاتی ہے کہ دیکھنا، چھونا، تنہا مکان میں رہنا جائز
ہے۔ بینوا تو جدوا

الجواب

مذہب اصح یہی ہے کہ حرمت مصاہرت اگرچہ معاذ اللہ زنا سے ناشی ہوئی ہو عورت کو مثل محارم کے کر دیتی ہے تو نظر و مس بر شہوت تو قطعاً حرام ہو گئے اور بلا شہوت میں حرج نہیں جبکہ اپنے یا عورت کے لیے حدود شہوت کا اندیشہ نہ ہو، بحالت اندیشہ بلا شہوت بھی دیکھنا چھوٹا حرام ہوگا بلکہ اگر شک بھی ہو کہ شاید مجھے یا عورت کو شہوت پیدا ہو، نہ ہو جب بھی حکم حرمت ہے، اور تنہا ایک مکان میں جانے کی تو اصلاً اجازت نہیں کہ یہ خواہی خواہی اسی مظنہ شہوت ہے خصوصاً منکوحہ میں جو ایک زمانے تک اس کے نکاح میں رہ چکی اور باہم حجاب و تکلف مرتفع رہا تھا تو عند الانصاف جبکہ منکوحہ سے معاذ اللہ حرمت مصاہرت پیدا ہو اُسے مثل اجنبیہ تصور کرنے ہی میں احتیاط ہے وباللہ العصمۃ، درمختار میں ہے :

ينظر الرجل من محرمه هي من لا يحل له نكاحها
 ايد ابنسب او بسبب ولو بزنا، الى الراس والوجه
 والصدر والساق والعضدان من شہوتہ
 وشہوتہا وان لم يامن او شاہی لا يحل النظر
 والممس، كشف الحقائق لابن سلطان
 المجتبیٰ اللہ ملتقطاً۔
 محرمہ عورت ہے جس سے ابدی طور پر نکاح حرام
 ہو، نسب کی وجہ سے محرمہ ہو یا کسی سبب کی وجہ سے،
 وہ سبب زنا ہی کیوں نہ ہو۔ شہوت کا خدشہ نہ ہو تو
 ایسی محرم عورتوں کے سر، چہرہ، سینہ، پنڈلی اور
 بازو کو دیکھنا مرد کے لیے جائز ہے، اور اگر مرد یا عورت
 کو شہوت کا خدشہ ہو یا کوئی ان میں سے حالت شہوت
 میں ہو تو پھر محرمہ کو چھونا اور دیکھنا جائز نہیں، كشف الحقائق ابن سلطان اور مجتبیٰ اللہ ملتقطاً (د)

رد المحتار میں ہے :

قوله ولو بزنا ای ولو کان عدو رجل نكاحها له
 بسبب زنا، باصولها وفرعها قال الزيلعي
 وقيل انها لا جنبية والاول اصح اعتباراً
 للحقيقة لانها محرومة عليه على التابيد
 اس کا قول "اگرچہ زنا سے ہو" یعنی اس سے نکاح
 حلال نہ ہونے کی وجہ اس کے اصول یا فروع سے
 زنا ہو۔ زیلعی نے کہا کہ ایسی عورت کا چھونے اور دیکھنے
 میں اجنبی عورت جیسا حکم ہے جبکہ پہلا قول اصح ہے
 کیونکہ اس کے ابدی حرام ہونے کی حقیقت کا اعتبار ہوگا۔ (د)

اُسی میں ہے :

قوله او شك معناه استواء الامرین
 اس کا قول "او شك" اس کا معنی یہ ہے کہ شہوت

۲۴۱/۲

مجتبائی دہلی

فصل فی النظر والمس

لے درمختار

۲۳۵/۵

دار احیاء التراث العربی بیروت

دار احیاء التراث العربی بیروت

لے رد المحتار

تاتارخانیہ^۱

درمختار میں ہے :

والخلوة بالمحرم مباحة الا لاخت رضاعا
والصهرة الشابة^۲
ردالمحتار میں ہے :

عدم شہوت دونوں کا احتمال مساوی ہو، تاتارخانیہ (ت)
محرم عورتوں سے غلوت مباح ہے مگر رضاعی بہن اور
جوان ساس سے جائز نہیں۔ (ت)

فقہیہ اور قاضی الصدر الشہید کے استحسان میں ہے کہ
رضاعی بھائی کو رضاعی بہن کے ساتھ تخلیہ مناسب
نہیں کیونکہ تخلیہ جماع کا موجب ہوتا ہے، غالب یہی
ہے اھ، اور علامہ بیرونی نے مفید بات کی ہے کہ یہاں
یقینی کا معنی وجوب ہے۔ ردالمحتار کا بیان ختم ہوا،
قلت (میں کہتا ہوں کہ۔ ت) جب رضاعی بہن
کے متعلق غالب امر یہ ہے تو اس عورت کے بارے
میں کیا خیال ہے جو بہت بھرا اس کی بیوی رہی ہو اور
یہ مرد و عورت دونوں ایک دوسرے سے لطف اندوز

قال في الفتية وفي استحسان القاضي الصدر
الشهيد وينبغي للاخت من الرضاع ان لا يخلو
باخته من الرضاع لان الغالب هناك الوقوع
في الجماع، اھ، واقاد العلامة البيروني ان
ينبغي معناه الوجوب هنا ما في رد المحتار
قلت فاذا كان الغالب ذلك في الاخت
رضاعا فضاظنك في التي كانت تحته نرمانا
وقد اذق كل عسيلة صاحب، نسأل الله العفو
والعافية۔ والله سبحانه وتعالى اعلم۔

ہوتے رہے ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۰۴ از ماہرہ مطہرہ مدرسہ درگاہ معلیٰ مدرسہ مولوی رحمت اللہ صاحب ۱۴۱۴ھ
زید نے ہنہ کے ساتھ عرصہ پندرہ برس کا ہوا کہ نکاح کیا، لڑکا بھی پیدا ہوا پھر زید چلا گیا اور اب ہمک اس کی خبر
نہی، نہ نان نفقہ دیا، چند بار اس کو واسطے دینے طلاق کے تحریر کیا، جواب نہ دیا، اب ہنہ دوسرا عہد کرنا
چاہتی ہے بخیال حالات زمانہ نہ معلوم کیا امر نامناسب آئندہ پیش آئے، اس وقت بجز ندامت اہل دنیا و
الزام شرع کچھ سود نہ ہوگا، پس یہ از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

۲۳۵/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی النظر والمس	۱ ردالمحتار
۲۴۱/۲	مجتبائی دہلی	” ” ”	۲ درمختار
۲۳۶/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	” ” ”	۳ ردالمحتار

الجواب

- جب تک موت یا طلاق نہ ہو حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: شادی شدہ عورتیں (ت) چارہ کار نالاش ہے ورنہ صبر، ورنہ یہ نکاح خود کیا حرام نہ ہوگا تو وہم آئندہ سے بچنے کے لیے قصداً حرام کاری کے کیا معنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- ۲۰۵۔ سلمہ از بنگالہ ضلع سلہٹ ڈاک خانہ کمال گنج موضع پھول ٹولی مسئلہ مولوی عبدالغنی صاحب ۱۹ سوال ۱۳۱
- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:
- (۱) سید سید شیخ شیخ پٹھان پٹھان، آیا ان قوموں میں بڑے بھائی کی لڑکی اور چھوٹے بھائی کا لڑکا اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) زید و عمرو حقیقی چچا زاد بھائی ہیں اب زید عمرو کی دختر کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے؟
- (۳) آپس میں بھائی اور بہنوں سوائے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) زید کا دادا غیر حقیقی ہے اب زید اُمس غیر حقیقی دادا کی دختر سے نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
- بینوا توجروا۔

الجواب

- ان سب صورتوں میں یعنی اپنے حقیقی چچا کی بیٹی یا چچا زاد بھائی کی بیٹی یا غیر حقیقی دادا کی اگرچہ وہ حقیقی دادا کا حقیقی بھائی ہو، اور رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے ماموں خالہ چچو بھو کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جبکہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت و مصاہرت قائم نہ ہو۔
- قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراہ ذالکم
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ (ت)

نہایت میں ہے:

حرم اصلہ وفرعہ وضرع اصلہ القریب مرد پر اس کے اصول وفروع اور اصل قریب (ماں باپ)

وصلیۃ اصلہ للبعیدۃ

کے فروغ (بہن بھائی) اور اصل بعید (دادا اور اپر والے) باپوں کے صلیبی رشتے حرام ہیں۔ (د ت)

درمختار میں ہے :

حلال بنت عمہ وعمتہ وخالہ وخالۃ لقولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم اھ قلت ویدخل فیہم اعمام ابیہ وجدۃ وان علا وامہ وجدۃ وان علت و عماقیہم و اخواہم و خالاتہم کما دخلن فی قولہ تعالیٰ وعنتکم و خالتکم کما فی التبتیین - واللہ تعالیٰ اعلم۔

چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی لڑکیاں حلال ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محرمات کے ماسوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ قلت (میں کہتا ہوں)۔ ان میں ماں، باپ، دادا اور دادی کے چچوں اور ان کے ماموں، خالائوں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں بھی حلال ہونے میں داخل ہیں، جیسا کہ تبیین میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د ت)

مسئلہ ۲۰۹ مرحلہ مولوی عبد الحمید صاحب

۶ محرم ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو بہنیں اور ایک بیٹی ہے اور اُن کا نکاح بھی ہو گیا ہے، اب آیا زید کی بیٹی کو زید کی دونوں بہنوں کے شوہر سے پرہیز کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور بعد مرنے ایک ہمیشہ کے اُس کے شوہر سے زید کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس سے بھی پرہیز اس حالت میں ہے یا نہیں؟ اور جس بہن کا شوہر زندہ ہے اُس سے بھی نکاح درست ہے یا نہیں؟ بیٹو ابالذلیل تو جہودا باجر الجزیل۔

الجواب

پھوپھی یا خالہ یا بہن اور اسی طرح جتنی عورات عورت کی محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام،

و اصلہ قولہ عز وجل وان تجمعوا بین الاختین^۱ و فی الحدیث لا تنکح المرأة علی عمتہا ولا علی

اور اس کا اصل۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا" اور حدیث میں ہے کہ پھوپھی اور

خالہ کے ہوتے ہوئے ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح
نہ کیا جائے (ت)

مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے کہ ان سے نکاح صرف اُس حالت تک حرام جب تک اُس کی چھو بھی یا خالہ یا بہن یا کوئی محرم عورت ان کے نکاح میں ہے بعد افراتق بموت یا طلاق ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح حلال ہے اور محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے اس کی حرمت ابیدہ ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا وغیرہم، اور جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے، خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں، اگر حرمت فی الحال عدم پردہ کے لیے کافی ہو تو چاہیے کہ زن شوہر دار کا تمام جہاں میں سے کسی سے پردہ نہ ہو کہ جب تک وہ اپنے شوہر کے عقد عصمت میں ہے کسی کو اس سے نکاح روا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ، والمحصنات من النساء (منکوہ عورتیں حرام ہیں۔ ت) اسی طرح جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں موجود ہوں چاہئے کہ اس سے کسی عورت شوہر دار خواہ بے شوہر کا پردہ نہ ہو کہ جب تک ان چار میں سے کسی سے بذریعہ موت یا طلاق جدائی نہ ہو یا پنچواں نکاح اسے حلال نہیں، غرض یہ سب ہندی ہوسیں اور جاہلانہ رسمیں ہیں، شرع مطہر میں چھو بچھا اور خالو اور بہنوئی اور جلیٹھ اور دیور اور چچا، چھو بچھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور راہ چلتے اجنبی سب کا ایک حکم ہے بلکہ ان سے زیادہ احتیاط لازم ہے کہ نہ اجنبی سے طبعی حجاب ہوتا ہے نہ لے جلد ہمت پڑ سکتی ہے نہ وہ بے تکلف گھر میں آ سکتا ہے بخلاف ان کے۔ ولہذا حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! ام ایات الحمویا رسول اللہ! جلیٹھ دیور کا حکم ارشاد ہوا فرمایا، الحموی موت یہ تو موت ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب منکشف ہو گیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از عثمان پور ڈاک خانہ کوٹھی ضلع بارہ بنکی مرسلہ محمد حسن یا رخاں صاحب

۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شتی المذہب کو اپنی دختر شیعہ تہرائی و قاذف حضرت

۴۵۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تحریم الجمع بین المرأة وعتما الخ	صحیح مسلم
۴۶۶/۱	" " "	باب لا ینکح المرأة علی عمتها	صحیح بخاری
		۲۴/۴	القرآن الکریم
۱۴۹/۴	دار الفکر بیروت	حدیث عقبہ بن عامر الجنبی رضی اللہ عنہ	سے مسند امام احمد بن حنبل

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عقد نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی سستی باوجود ناجائز سمجھنے کے بھی ایسا کرے تو اس کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب مختصر و مدلل مرحمت فرمایا جائے، بینوا تو جروا۔

الجواب

معاذ اللہ رافضی قاذف باجماع مسلمین کافر ملعون ہے یہاں تک کہ جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
ردالمحتار میں ہے،

لا شک فی تکفیر من قذف السیّدۃ عائشۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا الخ
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں الخ (ت)

اسی کے باب البغاة میں ہے،

لان ذلک تمکذیب صریح القرآن
کیونکہ تصریح قرآن کی تمکذیب ہے۔ (ت)

جو شخص اپنی دختر یا خواہر ایسے کے نکاح میں دے وہ یقیناً دیوث ہے، وہ اپنی بہن بیٹی کو صریح زنا کے لیے دینے والا ہے، حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔
احمد والنسائی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (احمد، نسائی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت) تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر نہ کرے گا ماں باپ کو آزار دینے والا اور مردانی عورت یعنی مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔

وروی الحاکم والبیہقی فی الشعب بسند صحیح
عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثلاثة لا یدخلون الجنة العاق لوالدیہ
(حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت) تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کا نافرمان اور

۲۹۴/۳	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المرتد	ردالمحتار
۳۱۰/۳	" "	باب البغاة	"
۱۳۴/۲	دار الفکر بیروت	مردی از مسند عبد اللہ بن عمر	مسند احمد بن حنبل
۳۵۴/۱	فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	کتاب الزکوۃ	سنن النسائی

والدیوث ورجلة النساء۔

الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عمار بن
یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، ثلثة لاید خلون
الجنة ابدًا الذیوث والرجلة من النساء
ومد من الخمر۔

دیوث اور مرد وضع عورت۔

(طبرانی نے کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)
تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے : دیوث اور مردانی
وضع کی عورت اور شرابی۔

والحیاء باللہ تعالیٰ - واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱۱ سلمہ از موضع مذکور بواسطت نواب شہار احمد خاں صاحب بریلوی ، ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ
۲۱۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

(۱) زید باوجود علم ہونے کے حقیقی دو بہنوں کو اپنے عقد میں لایا اور دونوں کے ساتھ اوقات بسر
کرتا ہے ، اہل اسلام اس حرکت سے مانع ہوئے لیکن زید نے کچھ خیال نہ کیا ، نہ دونوں میں سے کسی کو
مُجَدِّد کیا ، مسلمانوں نے مجبور ہو کر زید سے اجتناب اختیار کیا مگر بعض اشخاص نے زید کا ساتھ دیا تو ازرہ سے
شرع شریف مسلمانوں کا یہ اجتناب حق ہے یا نہیں ؟ اور زید و نیز اس کے ہمراہیوں کے یہاں خور و نوش
اور سلام علیک جائز ہے یا نہیں ؟ اور زید پر کون سی عورت جائز ہے اولیٰ یا ثانیہ ؟ یا دونوں ناجائز ہیں ؟
جواب مدلل مرحمت فرمائیے ، بینوا تو جبروا۔

(۲) سُستی کو اپنی دختر شیعہ کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی سُستی باوجود
ناجائز سمجھنے کے ایسا کرے تو اس کی بابت شرعاً کیا حکم ہے اور جو کہ سُستی و شیعہ کی قرابت زمانہ سلف سے
اس وقت تک جاری ہے اس کا کیا باعث ہے آیا اس وقت میں علمائے دین نے اس طرف کچھ
توجہ نہیں فرمائی یا اُس وقت کے شیعہ سے اس وقت کے شیعہ میں کچھ فرق ہے ؟ اس کی وجہ مدلل زیرِ قلم
فرمائیے کہ سائل کی خلش و مترضین کا اعتراض دفع ہو جواب مختصر و مدلل مرحمت فرمایا جائے ، بینوا تو جبروا۔

الجواب

(۱) اولیٰ و ثانیہ کہنے سے واضح ہوا کہ دونوں سے معاً نکاح نہ کیا تھا اس صورت میں ثانیہ سے نکاح

۱/۷۲	دار الفکر بیروت	کتاب الایمان ثلاثۃ لایدخلون الجنة الخ	المستدرک للحاکم
۴/۴۱۲	دار الکتب العلمیہ بیروت	باب فی الغیرۃ والمزاحم الخ	شعب الایمان
۴/۳۲۷	دار الکتب بیروت	باب فین لایرضی لاہلہ بالحنث	مجمع الزوائد

حرام ہوا لقولہ تعالیٰ ، وان تجمعوا بین الاختین (حرام ہے دو بہنوں کو جمع کرنا۔ ت) اور جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا تھا زوجہ حلال تھی اسے ہاتھ لگاتے ہی وہ بھی حرام ہو گئی، اب جب تک اس دوسری کو چھو کر اس کی عدت نہ گزر جائے زوجہ کو بھی ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ زید پر فرض ہے کہ اسے ترک کر دے۔ جب اس کی عدت بعد متاثر نہ گزر جائے گی اُس وقت زوجہ اس کے لیے حلال ہوگی۔

فی رد المحتار الثاني باطل وله وطء الاولیٰ
الان یطأ الثانية فتحریم الاولیٰ الی انقضاء
عدۃ الثانية کما لو وطئ اخت امرأۃ بشبهة
حيث تحریم امرأۃ ما لم تنقض عدۃ ذات
الشبهة ح عن البحر
رد المحتار میں ہے، دوسرا نکاح باطل ہے، اس کو پہلی سے وطی جائز ہے، لیکن اگر دوسری سے وطی کر لی تو پہلی دوسری کی عدت نہ گزر جانے تک حرام ہوگی جیسا کہ اگر شبہ کے طور پر بیوی کی بہن سے وطی ہو جائے تو بیوی اُس وقت تک حرام رہتی ہے جب تک شبہ والی کی عدت نہ گزر جائے، جلی بحوالہ بحر۔ (ت)

مسلمانوں کا یہ اجتنب حق ہے، قال اللہ تعالیٰ ،
فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین
زید سے، جب تک تائب نہ ہو، ابتداً اسلام بخون ہے کہ وہ فاسق معلن اور گناہ کبیرہ پر مہمصر ہے۔
فی الدر المختار یکرہ السلام علی الفاسق
لومعلناً الخ وفي رد المحتار من فصول العلانی
لا یسلم علی الشیخ المأثم الذاب واللاغی
ولا علی من یسب الناس او یظفر وجسوه
الاجنبیات ولا علی الفاسق المعلن ولا علی
من یغنی او یطیر الحمام ما لم تعرف توبتهم
در مختار میں ہے کہ فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ اعلانیہ فسق کرتا ہو الخ، اور رد المحتار میں ہے فصول علانی سے مروی ہے کہ جھوٹے اور مذاق کرنے والے بوڑھے، لغویات بولنے والے، لوگوں کو گالی گلوچ کرنے والے، اجنبی عورتوں کو دیکھنے والے، اعلانیہ فسق کرنے والے، لگانے والے اور کبوتر بازی کرنے والے کو اس وقت تک سلام نہ کیا جائے جب تک اس کی توبہ کا علم نہ ہو جائے۔

۲۸۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المحرمات	۲۳/۴	لہ القرآن الکریم
۲۵۱/۲	مطبع مجتبائی دہلی	فصل البیوع	۶۸/۶	لہ القرآن الکریم
۲۶۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی البیوع	کتاب المحظور والایاتہ	۵۵ رد المحتار

اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے بھی احتراز چاہئے۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نفثتہم
علماؤہم فلم ینتھوا فجاہلواہم فی مجاہلہم
واکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب
بعضہم ببعض فلعنہم علی لسان داؤد و
عیسیٰ بن مریم، الحدیث۔

جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے مولوی مانع
آئے انھوں نے نہ مانا، اب وہ مولوی ان کے پاس
بیٹھے، ساتھ کھانا کھا یا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے
ان میں ایک کے دل دوسرے پر مارے اور ان سب
کو ملعون کر دیا داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی زبان پر۔ (الحديث)

زید کا ساتھ دینے والے اگر خاص اس گناہ میں اس کے مدد و معاون ہوئے جب تو ظاہر کہ وہ بھی زید کے مثل بلکہ
اس سے بدتر ہیں، قال اللہ تعالیٰ : لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (گناہ اور دشمنی پر ایک دوسرے سے
تعاون نہ کرو۔ ت) حدیث میں ہے :

من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم
فقد خرج من الاسلام رواہ الطبرانی فی
الکبیر والضاہ فی المختار عن اوس بن شرحبیل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتا ہو
کہ یہ ظالم ہے وہ اسلام سے نکل جائے (اس کو
طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختار میں اوس بن شرحبیل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور اگر اسی قدر ہو کہ زید سے باوصف اس حرکت کے راضی ہیں جب بھی بدیل حدیث مذکور بنی اسرائیل شریک
گناہ و مستحق توہین و تذلیل ہیں، حدیث میں ہے :

الذنب شؤم علی غیر فاعلہ (القولہ) وان
رضی بہ شارکہ۔ رواہ فی مسند الفردوس عن
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی گناہ کرتا ایک ہے اور اس کا وبال اوروں پر
بھی پڑتا ہے کہ جو اس پر راضی ہو وہ بھی شریک گناہ ہے۔
(اس کو مسند فردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

۱۳۰/۲ امین کمپنی دہلی سورۃ المائدۃ ۲/۵

۲۲۴/۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت حدیث ۶۱۹ حدیث ۳۱۶۹

۲۲۹/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت حدیث ۳۱۶۹

(۲) آج کل کے عام رافضی منکرانِ ضروریاتِ دین اور باجماعِ اُمت کفار مرتدین ہیں کماحققناہ فی فتاؤنا و فی المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں اور اپنے رسالہ "المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة" میں کر دی ہے۔ ت) علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالمِ مجاہل مرد عورت سب کو شامل ہیں، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل ماننا، اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے، اور قرآن عظیم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم اہلسنت کا چند پارے یا سورتیں آیتیں گھٹانا کچھ الفاظ تغیر تبدیل کر دینا اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف ایک نقطے کی نسبت ایسا گمان کرے کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: انا نحن نزلنا الذکر و انا لذلک لحافظون (ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ ت) ان کے مجتہدِ حال نے یہ عقائد باطلہ اور دیگر عقیدہ کفریہ صاف صاف لکھ کر اپنی ٹھہر کر دی ان میں جو کوئی خود ان عقائد کا معتقد نہ بھی ہو تو مجتہد کو کافر ہرگز نہ کہے گا بلکہ جنابِ قبلہ و کعبہ ہی مانے گا اور جو منکر ضروریاتِ دین کو معظم دینی جانے یا کافر ہی نہ کہے خود کافر ہے۔ بزانیر و در مختار وغیرہ میں ہے: من شک فی کفره و عذابه فقد کفر (جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ ت) لہذا جزم کیا جاتا ہے کہ آج کل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ توں میں سپید رنگ والا لایسوں کے ساتھ فنا کلت زحرام قطعی و زنا کے خالص ہے جو اپنی بہن بیٹی ان کو دے دیوٹ ہے، اس عقد باطل کے ذریعہ سے جو نام اس کی بہن بیٹی کو ملنے والے ہیں ان میں ہلکے نام یہ ہیں: زانیہ، فاجر، قبیحہ، فاحشہ، روسی، زندی، بدکار۔ جو اسے پسند کرتا ہو اس کبیرہ فاحشہ پر اقدام کرے ورنہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈرے اور اگر بالفرض کوئی رافضی ایسا ملے جسے مسلمان کہہ سکیں تو حضراتِ شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر صرف تبرّہ بھی فقہائے کرام کے نزدیک مطلقاً کفر ہے کما نص علیہ فی الخلاصة و الفتح والدر وغیرہا من الاسفار الغر (جیسا کہ خلاصہ، فتح، در وغیرہ مشہور کتب میں اس پر تصریح ہے۔ ت) تو فقہاء کے طور پر ہر تبرّائی کے ساتھ منکحت میں وہی احکام ہوں گے اور بالفرض غلط اس سے بھی محفوظ ملے تو آخر گمراہ بددین ہونے میں تو شبہ نہیں اور ایسے کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و ممنوع ہے،

کہا بیاناہ فی رسالۃ مفردة فی هذا الباب جیسا کہ ہم نے اس کو علیحدہ ایک رسالہ میں بیان کیا ہے
سمیناھا انما العاد بحجرا لکوانہ عن جو اس موضوع سے متعلق ہے جس کا نام ہم نے
کلاب النار۔ ازالة العار بحجرا لکرام عن کلاب النار رکھا ہے (ت)

ائمہ معتدین سلف صالحین سے ہرگز یہ امر ثابت نہیں اور اگر نادراں شاید کہیں وقوع ہوا ہو تو اُس کا منشا اُس کے فرض پر اطلاع نہ پانا اور رافضی کے دین میں تقیہ ہونا و امثال ذلک من الاعتذار (اور اس قسم کے

دیگر عذر۔ ت) ہوگا اس وقت اور پہلے کے روافض میں اتنا فرق بھی ہے کہ اول اتنی آزادی نہ تھی عام طور پر انکار ضروریات دین کی جرات و تمادی نہ تھی رافضی تو اب پیدا ہوئے زنا کاری و حرام خواری تو ان سے بھی ہزاروں برس پہلے رائج ہے، کیا علمائے دین نے اس طرف کچھ توجہ نہ فرمائی یا اس وقت کے زنا و اکل حرام سے اس وقت کے زنا و حرام کو کچھ فرق ہے، حاشا علمائے دین زہر قرن و طبعہ و زمانہ میں منع فرماتے آئے، ماننا نہ ماننا عوام کا فعل ہے اور ہدایت کرنا نہ کرنا اللہ عز و جل کے اختیار۔ یہی حال مگر ابوں سے میل جول کا ہے کہ علمائے اہل حق صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قرآناً فقہاً منع فرماتے آئے، رسائل رد ندوہ خصوصاً فتوے جدیدہ فقیر مسے "فتاویٰ الحرمین" بوجہ نذوۃ العین" ملاحظہ ہوں، پھر اگر عوام نہ مانیں یا دنیا پرست مولوی ضلالت کی طرف بلائیں تو اس کا کیا علاج اور علمائے اہل حق پر کیا الزام، والی اللہ المشتکی من ضعف الاسلام (لوگوں کے ضعف اسلام کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی کے دربار میں ہے۔ ت) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ سبۃ و تعالیٰ اعلم۔

۲۱۳ھ ۸ ربیع الآخر ۱۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر نے طلاق بائن دی، درمیان عدت کے ہندہ نے نکاح ثانی کر لیا، بعد نکاح کم و بیش ایک سال کے شوہر ثانی ہندہ کا باہر چلا گیا اور کچھ خبر گیری نہ ہوا، اب کچھ کم ایک سال کے بعد تحریک ورثہ ہندہ و نیز بخوابش خود ہندہ کو اپنے پاس بلانا چاہتا ہے لیکن اب ہندہ ورثہ ہندہ اس کے یہاں بھیجے پر رضامند نہیں اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نکاح درمیان عدت کے جائز نہیں تھا اب نکاح ثالث کسی شخص دیگر سے کرنا چاہتی ہے آیا یہ نکاح بلا طلاق جائز ہے یا نہیں؟ بنو اتو جردا۔

الجواب

اگر اس دوسرے شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زنا کے محض تھا عدت کی کچھ حاجت نہیں نہ طلاق کی ضرورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کرے جبکہ شوہر اول کی عدت گزر چکی ہو، اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر متارکہ ضرور ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہو گئی، اس کے بعد عدت بیٹھے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے ۱

لاعدة لوتزوج امرأة الغیر عما یذک و دخل دوسرے کی منکوحہ عورت سے یہ جانتے ہوئے کہ منکوحہ ہے نکاح او بہا و بہ یفتی یلہ

دخول کرنے سے عدت نہ ہوگی۔ اسی پر فتویٰ ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے،

اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدۃ فالدخول
فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر
اسی میں ہے،

فسخ هذا النکاح یصح من کل منہما بمحض
الاخترافا والفرق بین المشاركة والفسخ
بعید کذا فی البحر
ان مرد و عورت میں سے ہر ایک کی طرف اس نکاح کا فسخ باتفاق دوسرے
کی موجودگی میں متارکہ سے صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ متارکہ
اور فسخ میں یہاں فرق بعید ہے، جیسا کہ بحسب میں
ہے۔ (ت)

اسی میں علامہ خیر الدین ربلی سے ہے: الحق عدم الفرق ولذا اجزم به المقدسی (فرق
نہ ہونا ہی حق ہے، اسی لیے مقدسی نے اس پر جزم کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۱۴ از شہر کہنہ لاڈلے میاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید
کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب

حقیقی بہن کی رضاعی بہن ہونا خود یہ رشتہ موجب حرمت نہیں جبکہ اس کے ساتھ کوئی وجہ حرمت
نہ پائی جائے، مثلاً اگر حقیقی بہن کی رضاعی بہن یوں ہے کہ اُس نے اس کی ماں یا باپ کا دودھ
پیا ہے تو وہ خود اس کی بھی رضاعی بہن ہوئی اور اس پر حرام ہے، اور اگر یوں ہے کہ زید کی بہن نے اُس لڑکی
کی ماں کا دودھ پیا یا دونوں نے قیسری عورت کا دودھ پیا جس سے زید کو کوئی علاقہ نہیں تو اس صورت میں
وہ لڑکی زید پر حرام نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۵ از مقام بیادریہ ایجنسی بھوپال ملک مالوہ مرسلہ محمد عاشق علی صاحب اہلکار نظامت

۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سائلہ اپنی حیات میں بخواتین اولاد چاہتی ہے کہ میرا

۳۵۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المہر	ردالمحتار
۳۵۲/۲	”	”	ردالمحتار

شوہر میری ہمیشہ حقیقی بیوہ کے ساتھ اپنا عقد کر ليوے اور شوہر اس کا رضامند ہے جو کچھ کہ حکم شرع شریف سے ہو آگئی بخشی جائے۔

الجواب

جب زوجہ مر جائے یا اسے طلاق دے اور عدت گزار جائے تو اُس وقت زوجہ کی بہن سے نکاح جائز ہوتا ہے بغیر اس کے حرام قطعی اور مثل زنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيَّ بِنَاتِكُنَّ وَلَا إِخْوَانِكُنَّ** (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو (اے میری ازواج!) مجھ پر مت پیش کرو۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۶ ۱۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح سالی کی لڑکی سے بعد فوت بی بی کے درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

زوجہ کا انتقال ہوتے ہی فوراً اُس کی سستی بھانجی سے نکاح جائز ہے،

لعدم الجمع نکاحاً ولاعدة اذلاعدة علی
الرجل كما حققه في العقود الدرية۔
زوجہ عدم اجتماع کے نکاح اور عدت میں کیونکہ مرد پر عدت نہیں ہوتی جیسا کہ عقود الدریہ میں تحقیق فرمائی۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۱۷ شمار اللہ صاحب متصل سرائے خام ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا بعد نکاح کے چھ مہینے کے واسطے سفر کو گیا داماد کو اور اپنی بیوی کو مع لڑکی کے مکان پر چھوڑ گیا، بعد واپس آنے سفر کے دیکھا کہ بیوی منکوحہ اپنی کو حاملہ پایا، بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ حاملہ داماد سے ہوئی تھی، آیا لڑکی اُس کی داماد کے نکاح سے علیحدہ ہوگئی یا نہیں؟ اور طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور مہر اس لڑکی کا بذمہ داماد رہا یا نہیں؟ اور زوجہ اس کی بعد وضع حمل کے اُس کی رہی یا نہیں؟ اور داماد کے نکاح میں اُس کی زوجہ

آسکتی ہے یا نہیں؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

چھ مہینے بلکہ دو سال سے ایک دن کم کے بعد واپس آکر عورت کو حاملہ پانے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ حمل دوسرے کا ہے، اور بدگمانی قطعی حرام ہے، اور تحقیقات اگر بذریعہ شہود ہے یعنی لوگوں نے گواہی دی کہ اس کی زوجہ نے داماد سے زنا کیا تو یہ قریب بہ ناممکن ہے، شہادت کے لیے عدالت درکار ہے، جو یہاں گویا عفتا ہے، پھر ثبوت زنا کے لیے چار مرد عادل کا مشاہدہ ضرور کہ انہوں نے اپنی آنکھ سے اُس کا اندام اُس کے بدن میں سرسره دانی میں سلائی کی طرح دیکھا، یہ کہاں متصور! لوگ محض قرائن و قیاسات پر اڑا دیتے ہیں، اس پر اعتبار حلال نہیں، اور وہ سب شرعاً انتہی انتہی کوڑے کے مستحق ہوتے ہیں۔

يعظكم الله ان تعودوا لمثله ابدان كنتم
مؤمنين۔ اللہ تعالیٰ انہیں فاسق فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ایمان رکھتے ہو تو پھر ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔

تحقیقات کا تو یہ حال ہے یہ تو تمت زنا رکھنے کا حکم تھا، ہاں ثبوت مصاہرت کے لیے دو گواہ بھی کافی ہیں، اگرچہ صرف مس بہ شہوت کی گواہی دیں، اور اگر کوئی گواہ نہ ہو تو عورت اور داماد اپنے حال سے خوب آگاہ ہیں اور اُن کا رب اُن سے زیادہ اُن کا حال جانتا ہے، اگر واقعی اُس نے شہوت اُس عورت کے بدن کو صرف ہاتھ ہی لگایا تو جب بھی اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہو گئی، وہ اُس کی بیٹی ہو گئی اور ساس تو اُس کی ماں تھی ہی، اب وہ دونوں ماں بیٹیاں اس پر ابد الابد تک حرام ہیں، کسی طرح کبھی اُن سے نکاح نہیں ہو سکتا، اُس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کو چھوڑ دے اور اُس کا مہر ادا کر دے۔ زوجہ زید بدستور نکاح میں ہے زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہ آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے نکاحِ ثانی کیا، اس کے ایک لڑکی شوہرِ اول سے ہے، اب اُس کا نکاح شوہرِ ثانی کے بھائی سے کرنا چاہتی ہے جو اس لڑکی کا سوتیلہ چچا ہے، یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

ماں کا شوہرِ ثانی نہ اپنا باپ ہے نہ اس کا بھائی اپنا چچا نہ سگنا نہ سوتیلہ۔ سوتیلہ چچا وہ ہے کہ اپنے

باپ کا سوتیل بھائی ہو، نہ وہ کہ سوتیلے باپ کا بھائی ہو، یہ نکاح حلال ہے، قال تعالیٰ: واحل لکم ما وراہ ذلک (محرمات کے ماسوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۱۹ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ زید کے پدر و مادر سے خسر اور خوشدامن کو بوجہ نار و ناراضی پیدا ہوئی لہذا زید کی زوجہ کو خسر و خوشدامن نے طلب کیا، زید اور پدر و مادر زید نے کہا کہ ناراضی فیما بین کی دور ہو جائے تو زوجہ کو بھیجیں گے، اس پر بکر کے مکان سے کہ وہاں بتقریب دنیاوی زوجہ زید کی گئی تھی زبردستی جا کے خسر کے بھیجے ہوئے آدمی اور خوشدامن زوجہ کو لے گئے اب جب زید نے چاہا کہ میری زوجہ میرے گھر آئے تو خسر اور خوشدامن مجیب ہوئے کہ زید نے طلاق دے دی اور جھوٹے گواہ بھی بنائے، اور ارادہ دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا خسر و خوشدامن رکھتے ہیں، پس یہ نکاح ثانی بدون طلاق زوج اول کے جائز ہو گا یا ناجائز اور وطی زوج ثانی سے حرام ہوگی یا حلال؟ بیئتہا تو جبروا۔

الجواب

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوج ثانی سے وطی زنی زنا ہوگی، جتنے لوگ اس سخت شدید کبیرہ عظیمہ میں اس حال سے آگاہ ہو کر شریکہ اول سے مسیحہ سخت گناہ کا ارتکاب نہ کریں گے اور ان میں پہلے عذاب و دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی ناپاک گواہی ایسے ناپاک فاحشہ بات کی تمہید ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من خیب امرأة علیٰ نذر وجہا۔ ما رواہ الامام احمد وابن حبان والبیہقی والحاکم و قال صحیحہ واقربہ عن بریرۃ و ابو داؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃ و ابو یعلیٰ بسند جید والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس و فی الصغیر ونحوہ فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (اسے امام احمد، ابن حبان، بزار اور حاکم نے صحیح کہہ کر اور دوسروں نے ثابت مان کر، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابو داؤد اور حاکم بسند صحیح ابو ہریرہ سے اور ابو یعلیٰ نے سند جید سے اور طبرانی نے الاوسط میں ابن عباس سے اور طبرانی صغیر میں اوسط کی مثل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ ت)

جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا ارشد و انجست ظلم ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله ، عدلت
 شهادة الزور بالاشراك بالله ، عدلت شهادة
 الزور بالاشراك بالله ، ثم قروا فاجتنبوا الرجس
 من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ رواه ابو داؤد
 والترمذی وابن ماجه عن خزيمة بن فاخته
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا ارشد و انجست ظلم ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله ، عدلت
 شهادة الزور بالاشراك بالله ، عدلت شهادة
 الزور بالاشراك بالله ، ثم قروا فاجتنبوا الرجس
 من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ رواه ابو داؤد
 والترمذی وابن ماجه عن خزيمة بن فاخته
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (تین بار اسے فرما کر) حضور نے یہ آیت اُس کی سند
 میں پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بچو ناپاکی سے کہ وہ بُت
 ہیں اور بچو جھوٹی گواہی سے۔ (اس کو ابو داؤد، ترمذی
 اور ابن ماجہ نے خزیم بن فاسک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا ہے۔ ت)

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 لن تزول قدما شاهد الزور حتى يوجب الله
 له النار۔ رواه ابن ماجه والطبرانی في الكبير
 والحاکم وصحاح سننه عن ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما۔
 ہرگز جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے کہ
 اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔
 (اسے طبرانی نے معجم میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے سند
 کو صحیح قرار دے کر عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کیا ہے۔ ت)

جب مطلق جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے جس میں پیسہ دو پیسہ مال پر جھوٹی گواہی بھی داخل تو شہادت کذب سے
 کسی کے ناموس کو برباد کر دینا کس قدر سخت موجب غضب الہی ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت
 دے۔ آمین ! واللہ تعالیٰ اعلم

من ۲۲ مسئلہ از بدایوں مولوی ٹولہ مستولہ شیخ نذر اللہ صاحب ۳۰ شوال ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے ایک عورت اس کے نکاح میں تھی،
 بعد اُس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا، اب وہ دونوں سگی بہنیں اُس کے پاس ہیں، جب اُس سے کہا جاتا ہے

سنن ابی داؤد	باب فی شہادۃ الزور	آفتاب عالم پریس لاہور	۵۱/۲ - ۱۵۰
سنن ابن ماجہ	" "	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۴۳/۱
۵۲	" "	" "	"

تو کہتا ہے یہ امام شافعی کے مذہب میں جائز ہے۔ اس صورت میں اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوفو!۔

الجواب

دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے، اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو، نہ اس کی حرمت کسی حدیث احادیث سے ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اُس کی صحت اُسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی فصیح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ :

حرمت علیکم امہاتکم و بنتکم و اخواتکم
(الیٰ قوله عز وجل، وان تجمعوا بین
الاختین لے الایۃ

اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں۔ الایۃ
دیکھو جس طرح آدمی پر اُس کی ماں بہن بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے۔ زید نے امام شافعی پر سخت جھوٹ افرا کیا اور اب تک تو وہ اس ناپاک فعل سے فقط حرام کا رومرنگب کبیرہ و مستحق عذاب نار تھا اب اُسے مسلمانوں کے اماموں میں مختلف فیہ مان کر اس کی حرمت قطعیہ کا منکر ہوا اور اُس کا کام سرحد کفر تک پہنچا، اُس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا اُسے امام بنانا حرام ہے اُس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اپنے اس ناپاک فعل سے باز نہ آئے اُس دوسری کو الگ کر کے جدا نہ کرے اپنے اُس شخص پر قول سے توبہ نہ کرے نئے سرے سے تجدید اسلام نہ کرے جب تک اُس کے پاس نہ بیٹھیں اُس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ چھوٹ سکے دے۔ قال اللہ تعالیٰ :

واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم
خاصۃً ۝ واللہ تعالیٰ اعلم
(ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۱ مستولہ مولوی عبدالکریم صاحب ساکن امرتسر کمرہ حکیمان نزیل بریلی ۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو زوجہ تھیں، زودہ اولیٰ سے ایک بیٹا عمر و اور ثانیہ سے تین بیٹے بکر، خالد، ولید ہوئے۔ عمر و کا بیٹا سعید ہوا، سعید کی دختر لیلیٰ تھی، لیلیٰ کی دختر سلمیٰ ہے، یہ سلمیٰ

عمرو کے بیٹے سعید کی نواسی عمرو کے سوتیلے بھائیوں بکر و خالد و ولید پر حرام ہے یا حلال ؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

سکلی اپنی ماں سیلی کے اُن سب سوتیلے داداؤں پر ایسے ہی حرام ہے جیسے اس کے سگے دادا عمرو پر۔ وہ ان سب کی بیٹی ہے، اُسے ان میں سے کسی کے لیے حلال جانتا نص قطعی و اجماع امت کا انکار اور موجب کفر ہے۔
قال اللہ تعالیٰ :

حُرْمَتُ عَلَیْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاِخْوَانِ وَبَنَاتُ الْاِخْوَانِ
تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، چھوپھیاں، خالائیں،
بھتیجیاں اور بھانجیاں تم پر حرام کی گئی ہیں۔ (ت)
اللہ تعالیٰ بھائی کی بیٹیوں کو حرام فرماتا ہے اور بھائی عام ہے سگا ہو خواہ سوتیلا، ماں جدا ہو خواہ باپ جدا،
اور بیٹیاں عام ہیں خواہ بھائی کی اپنی بیٹی ہو یا پوتی یا نواسی یا اس کے بیٹے یا بیٹی کی بیٹی، پوتی، نواسی
آخر تک۔ عالمگیری میں ہے :

اما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب
والاخت لام وکذا بنات الاخ والاخت وان
مفلن بیٹے
بنوں کا حرام ہونا تینوں قسم، سگی، باپ یا ماں کی طرف سے
بہن کو شامل ہے اور اسی طرح بھائی اور بہن کی بیٹیوں
کے بارے میں نیچے حکم (ت)

تفسیر کبیر میں بیان بنت صلبی میں ہے :
کل انشی يرجع نسبها اليك بالولادة بدرجۃ
او بدرجات باناث او بذکور فھی بنتک
ہر وہ عورت جس کا صلبی نسب ایک درجہ یا کئی درجات
سے مرد و عورت کے ذریعہ تیری طرف پہلے وہ تیری
بیٹی ہے (ت)

اسی میں ہے :

القول فی بنات الاخ و بنات الاخت كالقول فی
بنات الصلب فهذه الاقسام السبعة محرمة
فی نص الکتاب بالانساب واللہ تعالیٰ اعلم
بھتیجیوں اور بھانجیوں کا حکم صلبی بیٹیوں کی طرح ہے، تو
سات قسم کی یہ عورتیں نسب کی بنا پر قرآنی نص سے حرام
ہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

سہ القرآن الکریم ۲۳/۴

سہ فتاویٰ ہندیہ باب فی بیان المحرمات نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۳/۱
سہ تفسیر کبیر تحت آیت حرمت علیکم امھاتکم مطبع بالمطبعة البیہ المصریہ ۲۸/۱۰
سہ " " " " امھاتکم الذی ارضعنکم " " " " ۲۹/۱۰

مسئلہ ۲۲۲ از پورن پور ضلع پٹلی بھیت ۱۴ صفر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، زید اپنی عورت چھوڑ کر مر گیا، عورت بیوہ اندر ایام عدت کے عمو سے مرتکب زنا کی ہوئی حاملہ، حمل زنا کا قرار پا گیا، عدت کے ایام اب گزر گئے، عمو مستدعی نکاح کا اسی عورت سے ہے، اب نکاح جائز ہے اور وطی کرنا قبل استبراء کے بھی جائز ہے یا نہیں؟ اور کفارہ ذمہ زانی و زانیہ کے عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مشرف فرما کر داخل اجر و حسنات ہوں۔
بیٹو! تو خبر دا۔

الجواب

جبکہ وفات شوہر کی عدت گزر گئی تو اب عورت کو نکاح جائز ہو گیا اور وضع حمل کا انتظار زانی خواہ غیر زانی کسی کو ضرور نہیں کہ حمل جو اثنائے عدت وفات میں حادث ہو اس سے عدت موت کے چار مہینے دس دن ہے نہیں بدلتی۔ ردالمحتار میں ہے :

فی النہران المعتدة لو حلت فی عدتها ذکر
الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل و
الذی ذکرہ محمد ان هذا فی عدۃ الطلاق
اما فی عدۃ الوفاۃ فلا تتغیر بالحمل و هو
الصحیح کذا فی البدائع

نہر میں ہے کہ اگر عدت کے دوران معتدہ کو حمل ہو جائے
تو کرخی نے کہا کہ اسکی عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش تک
ہوگی، اس کی تفصیل بیان نہ کی کہ کون سی عدت میں
یہ حکم ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا
وہ یہ ہے کہ مذکورہ حکم طلاق کی عدت کا ہے لیکن

عدت وفات ہو تو اس کا حکم تبدیل نہ ہوگا، یہی صحیح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے۔ (ت)
فرق اتنا ہے کہ خود عمو جس کے زنا سے یہ حمل رہا ہے وہ اب اگر نکاح کرے تو اسے فی الحال وطی جائز
ہے اور دوسرے شخص سے نکاح ہو تو نکاح صحیح ہے مگر اسے تا وضع حمل زنا عورت کو یا تھ لگانا ناجائز ہوگا۔
ردمختار میں ہے :

صح نکاح جلی من نزاوان حرم و طوہا و
دواعیہ حتی تضع لو نکحہا الزانی فی حل
لہ و طوہا اتفاقاً

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے اگر اس سے
وطی اور اس کے داعیہ بچے کی پیدائش تک حرام ہے
لیکن اگر زانیہ حاملہ سے خود اس کا زانی نکاح کرے

تو اس کو وطی بالاتفاق سلال ہے۔ (ت)

۶۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب العدۃ	۱۵ ردالمختار
۱۸۹/۱	مطبع مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	۱۵ ردالمختار

زانی و زانیہ پر جو حد شرع مطہر نے لازم فرمائی ہے وہ یہاں کہاں، مگر توبہ فرض ہے اور اللہ عز و جل کا عذاب سخت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۲۳ از اکبر آباد مسئلہ محمد عبدالرزاق صاحب پانی پتی اڈیٹر رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ

۹ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

- (۱) ایک شخص نے اپنے لڑکے کی شادی اپنے حقیقی بھائی کی بیٹی سے کر دی یا تیا یا چچا زاد دو بھائیوں نے آپس میں اپنے لڑکے اور دوسرے بھائی کی بیٹی سے نکاح کر دیا تو از روئے شرع شریف یہ نکاح جائز ہو یا نہیں اور چچا زاد بہن تیا یا زاد بھائی پر اور تیا یا زاد بھائی کی دختر چچا زاد بھائی کے پسر پر حلال ہے یا نہیں ؟
- (۲) اگر جائز اور حلال ہے تو جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور یہ کہے کہ گویہ مسئلہ شرع شریف کا ہے لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے کہ ہماری برادری اور باپ داداؤں سے کبھی ایسا نہیں ہوا تو ایسے لوگوں سے ملنا جلنا اور برادرانہ برتاؤ رکھنا کیسا ہے اور نیز ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟
- (۳) اگر کوئی گروہ ایسے نکاح کرنے والے کا حقہ پانی، میل جول برادرانہ بند کر دیں اور اس نکاح کو ننگ ناموس قومی تصور کریں تو ان سے میل جول رکھنا چاہیے یا نہیں ؟
- (۴) اگر ایسے لوگوں کی مخالفت سے ماں باپ ناراض ہوں تو باطاعت والدین کو مخالفت شرع شریف ہو جائے ان سے میل جول رکھنا چاہیے یا اطاعت شریعت مقدم رکھے گو والدین ناراض ہو جائیں ؟
- بیتنا تو جبروا۔

الجواب

دو بھائی حقیقی ہوں خواہ عم زادہ، اُن میں ہر ایک کی اولاد دوسرے کی اولاد پر قطعاً یقیناً باجماع امت جائز و حلال ہے، چچا ماموں خالہ پھوپھی کی اولاد کو بہن بھائی کہنا ایک مجازی بات ہے جسے ہرگز آیہ کوید محارم کے کلمات اخواتکھ یا بنت الاخ و بنت الاخت (تمھاری بہنیں یا تمھاری بھتیجیاں اور بھانجیاں - ست) کسی اسلامی مذہب میں شامل نہیں بلکہ نص قطعی قرآن عظیم گواہ ہے کہ یہ عورتیں ہرگز بہنوں میں داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یا ایہا النسبی انا احللنا لك اذواجك التي
 اتیت اجورھن و ما ملکت یمنینک
 صما افاء اللہ علیک و بنت عمک
 اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں تمھارے لیے تمھاری
 زوجات جن کے مہر تم نے دئے اور تمھاری کنیزی جو
 اللہ نے تمھیں غنیمت میں دیں اور تمھارے چچا کی

وَبَنَاتُ عَمَّتِكَ وَبَنَاتُ خَالَكَ وَبَنَاتُ خَالَتِكَ
بیٹیاں اور چھو بھٹیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں
اور خالوں کی بیٹیاں۔ الآیۃ

ہاں ہنود و عنود نے انھیں حقیقی بہن بھائی کی طرح سمجھا ہے جیسے متبنی کو بزرگ باطل بیٹا اور اُس کی زوجہ کو حقیقی بہو کے مثل جانتے ہیں، مشرکان عرب اس پچھلے مسئلے میں مشرکان ہند کے ہم خیال تھے جس پر اُن سُنھانے نکاح حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر طعن و اعتراض کئے اور قرآن عظیم نے اُن کے شیطان خیال اُن کے مُنہ پر مار دئے۔ قال اللہ تعالیٰ:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لَكَیْلَا
یَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ
اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا۔
جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو اس کو ہم نے آپ سے بیاہ دیا تاکہ مومنین کو اپنے منہ بولے بیٹیوں کی مدخلہ مطلقہ بیویوں سے نکاح کے بارے

حرج نہ ہو۔ (ت)

مگر غم و غمہ و خال و خالہ کی بیٹیوں کو مشرکین عرب بھی بہن نہ جانتے تھے ان سے مناکحت اُن میں بھی رائج تھی اور مسلمانوں میں بھی ہمیشہ رائج تھی اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں شائع و ذائع ہے اُس کی سب سے اعلیٰ نظیر حضرت امام حسن ثنی و حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح ہے کون نہیں جانتا کہ حضرت امام حسن ثنی حضرت امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت فاطمہ صغریٰ حضرت امام حسین شہید کربلا کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پھر یہ اُن کے نکاح میں تھیں، حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی دونوں پاک مبارک والدین سے پیدا ہوئے انھیں محض اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں حضرت بقرہ زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیہا السلام کی اولاد امجاد ہیں۔ باپ حضرت خاتونِ جنت کے پوتے اور ماں اُن کی پوتی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
تَعَالَى عَنْهُمَا ضَرَبَتْ امْرَأَتُهُ الْقَبْرَةَ عَلَى قَبْرِهِ
سَنَةً يَتَمَّ
جب حسن بن حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ لگایا۔ (ت)

۱۔ القرآن الکریم ۶/۳۳

۲۔ ۳۴/۳۳

۳۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یرکب من اتخاذا المساجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے :

(امراتہ) فاطمة بنت المحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہی ابنتہ عمہم۔
بیوی سے مراد فاطمہ بنت حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے جو ان کی چچا زاد ہیں۔ (ت)

یہ نیا مسئلہ خاص مشرکین ہند کی گھڑت ہے وہ بھی ہندوستان کے بعض شہروں کے لیے بعض دیگر مثل کن کے مکان کو شاید وہ بھی حلال مانتے ہیں۔ ہنود عنود کو تو آسان ہے کہ ان کا امام ہوائے نفس و شیطان ہے، عجب اس سے جو دعویٰ اسلام رکھے قرآن عظیم کو اپنا امام بنائے اور پھر خلافت قرآن مسائل شیطان مانے والیا ذبا اللہ رب العالمین، غالباً یہ ایسے ہی لوگوں کے ناپاک اوہام ہو سکتے ہیں جن کے باپ دادا ہندو تھے اسلام لائے تھوڑا زمانہ گزرا ہو اور یہ جاہل بے شعور اور صحبت اہل علم سے دور، دل میں وہی خیالات بے معنی جتے ہوئے ہیں اور موروث ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ ہو گئے ہیں اب کہ حکم قرآن عظیم معلوم ہوا طبعی گھن کہ اس سے چڑھی ہوئی ہے اس کے انتہا سے مانع آتی ہے جیسے کوئی پُرانا پجاری برہمنجاری خوبی قیمت سے مشرف بہ اسلام ہو جائے اور اُس کے سامنے نوجوان گستی کا نفیس عمدہ فربہ تازہ سُرخ بریاں خوشبو خوشنما نرم چکنا چٹیا سلونا گوشت پیش کیا جائے تو عادت قدیمہ کے باعث یکایک اُس کی ہمت اس لذیذ نوالے کے لیے یاری نہ دے گی بلکہ دیکھتے ہی آنکھ بند ہو جائے گی، اگر فی الواقع ان لوگوں کے انکار کا صرف اسی قدر غش ہے تو بجا حقتہ ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ یہ نکاح حلال ہیں ان میں کوئی قباحت نہیں، اور ہنود کہ انھیں حرام سمجھتے ہیں یہ اُن کا شنیع و قبیح زعم ہے بایں ہمہ اُس عادت قدیمہ کے سبب اُس سے جھگڑتے ہیں جب تو کفر نہیں مگر یہ خیال ناپاک رسوم کفر کا بقیہ ہے اُن پر فرض ہے کہ اُسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں ورنہ عذاب الہی کے منتظر رہیں۔ اللہ عنہ و جل فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ
فَإِنْ تَرَأَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ بِكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَلِمُوا
أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ
فَإِنْ تَرَأَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ بِكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَلِمُوا
أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ
فَإِنْ تَرَأَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ بِكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَلِمُوا
أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمھارا صریح دشمن ہے پھر اگر لغزش کرو بعد اس کے کہ تمھارے پاس آپکی روشن آیتیں تو جان رکھو اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہی کہ آئے ان پر اللہ کا عذاب بادل کی گھٹاؤں میں

اور فرشتے اور ہو چکے ہونے والی اور اللہ ہی کی طرف
پھرے ہیں سب کام۔

جلالین شریف میں ہے :

نزل فی عبد اللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا
السبت وکرموا الابل بعد الاسلام ادخلوا فی
السلام الاسلام کافۃ ای جمیع شرائعہ (ملخصاً)
کافۃ نازل ہوئی یعنی داخل ہو جاؤ مسلم میں، سلمت مراد اسلام یعنی یہ کہ پوری شریعت اسلامیہ کو اپناؤ (ملخصاً)۔ (ت)
یعنی جب علمائے یہود مشرف باسلام ہوئے عادت قدیمہ کے باعث اونٹ کے گوشت سے کراہت کی
کہ یہود کے یہاں اونٹ حرام تھا اور تعظیم شنبہ کا عزم کیا کہ یہودیوں میں ہفتہ معظم تھا اس پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے
یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اس کے سب احکام مانو ورنہ
عذاب الہی کے منتظر رہو والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو مسلمانوں کو چاہیے ان سے میل جول نہ کریں خصوصاً
جن سفہانے وہ ناپاک کلمہ کہا کہ ”گویہ مسئلہ شرع کا ہے مگر ہم الخ“ اور جنہوں نے ایسے نکاح کرنے والے کو برادری
سے خارج کر دیا وہ سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں مسلمانوں کو ان سے استہزاء ضرور ہے، قال اللہ تعالیٰ :
ولا تزکوا الی الذین ظلموا فتمسککم الناس۔ ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں چھوئے۔ دوزخ کی آگ۔
ان کے پیچھے نماز ممنوع ہے کہ وہ اس تعصب و تشدد کے باعث فاسق معین ہوئے اور فاسق معین کے
پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ، کما نص علیہ فی الغنیۃ وغیرہا وحققناہ فی النہی
الاکید (جیسا کہ اس پر غنیہ وغیرہ میں نص کی ہے اور ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ النہی الاکید میں کی ہے)۔

یہ مصدر ہے، اسی ہے اللہ تعالیٰ کا قول ”یوم
لا یسبتون لا تأتیہم“ روز ہفتہ کے علاوہ دنوں میں
مچھلیاں ان کے پاس نہ آئیں اور اس سے مراد روز ہفتہ کی تعظیم ہے۔ (ت)

عہ مصدر منہ قولہ تعالیٰ ویوم لا یسبتون
لا تأتیہم والمعنی تعظیم السبت ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اس صورت میں حتی الوسع کوشش کرے کہ والدین راضی رہیں اور ان کی مخالفت سے بھی نجات ملے ورنہ ظاہری مخالفت اس قدر کہ مغیرہ معصیت نہ ہو مجبورانہ محض والدین کے دکھانے تک بجالائے،

فان ایذا ہما من اشد الکباثر و لیست
مخالفتہم علی ما وصفنا فی السوء والشناعة
مثل العقوق ومن ابتلی ببلیتین اختار اھو
وقد کان سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن
العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حامل لواء صفین
مع ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعة له من
دون قتال مع علمہ ان الحق مع امیر المؤمنین
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وکان یعتذر عن
ذلک بان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم امرہ بطاعة ابیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔

اور اگر معاذ اللہ اس انکار کی وجہ یہ ہو کہ اس نکاح کو واقع میں حرام جانتے اور حکم شرع کو باطل مانتے
مسئلہ کفار کو صحیح و حسن سمجھتے ہیں جب تو صریح کفار مرتدین ہیں ان سے میل جول قطعی حرام۔ اب اس صورت میں
ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں ان سے ہمبستری نہ نا ہوگی اولاد ہوئی تو ولد الزنا ہوگی ان کے پیچھے نماز
باطل محض، ان سے میل جول میں والدین کی اطاعت ناجائز، ان سے مخالفت و جدائی لازم، اگرچہ ماں باپ ناراض ہوں،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا طاعة لاحد فی معصیة اللہ تعالیٰ۔ (دواۃ البخاری)
و مسلم و ابوداؤد و النسائی عن امیر المؤمنین
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (اس کو
بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت امیر المؤمنین علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ ت)

۱۔ مستند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۶۶/۵
فت: بخاری ۲/۱۰۷، مسلم ۲/۱۲۵، سنن ابی داؤد ۱/۳۵۳ اور سنن النسائی ۲/۸۶ اس کے الفاظ یوں ہیں:
لا طاعة فی معصیة اللہ انما الطاعة فی المعروف۔ نذیر احمد سعیدی

غزالیوں میں ہے :

اتفق مشائخنا ان من رأى امرأ الكفار حسنا
فقد كفر حتى قالوا فى رجل قال ترك الكلام عند
اكل الطعام حسن من المجوس او ترك
المضاجعة عند هم حال الحيض حسن فهو
كافر۔

ہمارے مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفار کے
شعائر کو پسند کرنے والا کافر ہے، حتیٰ کہ انھوں نے
فرمایا کہ جو شخص مجوسیوں کے شعائر، کھانا کھاتے وقت
بات چیت کے ترک، کو اچھا لگے یا حالت حیض میں بیوی
کے ساتھ ایک بستر میں لیٹنے کے ترک کو مجوسیوں کی وجہ
سے اچھا لگے وہ کافر ہے (ت)

اور آتنا حکم تو پہلی صورت میں بھی ہے کہ جس نے وہ الفاظ انکار کئے احتیاطاً تجدید اسلام و تجدید نکاح کر لے۔
جامع الفصولین میں ہے :

قال لخصمه حكم الشرع كذا فقال خصمه من برم
كاري كتم بشرع نے قيل كفر وقيل لا۔

جس نے اپنے مقابل کو کہا کہ حکم شرع یوں ہے اور مقابل
کے میں مرد و بھر رسم پر عمل پیرا ہوں شرع پر نہیں، تو بعض
نے فرمایا وہ کافر ہو گیا اور بعض نے فرمایا نہ ہوا۔ (ت)

در مختار میں ہے :

فى شرح الوهبانية للشرنبلانى ما يكون كفرا
اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد
نمرنا وما فيه خلاف يؤمر بالا ستغفار والتوبة
وتجديد النكاح۔ واللہ سبحنہ وتعالى اعلم
وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

شرح وھبانیہ شرنبلانی میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے
عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے، حالت کفر کی اولاد
اولاد ذرنا ہوگی، اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو
اس میں توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم
دیا جائے گا۔ واللہ سبحنہ وتعالى اعلم، اور اس
جل مجدہ کا علم اتم و اکمل ہے (ت)

۲۲۴ھ از ملک بنگالہ ضلع پنڈیٹا کمانہ بنگالہشی موضع مختار گاتی مرسلہ مصلح الدین صاحب ۱۲ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھانجا کی بیٹی سے نکاح جائز

۱/۲۹۵	ادارۃ القرآن کراچی	کتاب السیر والردۃ	۱/۲۹۵
۲/۳۱۰	اسلامی کتب خانہ کراچی	فصل فی تنفیذ الوصیۃ	۲/۳۱۰
۱/۳۵۹	مجتبائی دہلی	کتاب الجہاد باب المرتد	۱/۳۵۹

ہے یا نہیں؟ بادل لیل عنایت ہو۔ بیٹو اتوجروا

الجواب

حرام قطعی ہے وہ خود اس کی بیٹی ہے،

قال الله تعالى و بنت الاخت و هن ل شملن بناتها
من بطنها و من ابنتها و ان سفن
والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بھانجیاں، جبکہ یہ لفظ بھانجی
کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں کو نیچے تک شامل
ہے۔ (دت) واللہ تعالیٰ اعلم

علمائے دین و حامی شرع متین کیا فرماتے ہیں اس
مسئلہ میں کہ مرد اہل سنت و جماعت ہو اور عورت
اہل شیعہ میں سے، ان دونوں کا نکاح اہل سنت و
جماعت کے طریقت پر ہوا، اور ابھی خلوت صحیحہ بلکہ
رخصتی بھی نہ ہوئی، جیسا کہ ہندوستان کا طریقہ ہے،
جبکہ ابھی رضا مندی نہ ہوئی، تو ایسا نکاح صحیح ہے
یا نہیں؟ بیان کرو ابھر پاؤ۔ (دت)

چہ مے فرمایند علمائے دین و حامی شرع متین دریں
مسئلہ کہ اگر مردے از طریق اہل سنت و جماعت و
زنی از طریق اہل شیعہ و با ہم مرد و زن صیغہ نکاح
مروجہ بطریق اہل سنت و جماعت خواندہ باشد و
ہنوز خلوت صحیحہ بلکہ رسم رخصت مروجہ ہندوستان
نہ شدہ باشد و حالاً با ہم رضا مندی نہ چہ حکم
دارد، آیا نکاح صحیح ست یا نہ؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

اگر وہ عورت خود دل سے عقائد کفریہ سے توبہ کر چکی ہے
اور بری ہو چکی ہے تو نکاح صحیح ہے اور نکاح کے
بعد عدم رضا مندی کا کوئی اعتبار نہیں، ایسی عورت
کو حکماً شوہر کے سپرد کیا جائے گا، اور اگر وہ عورت
موجودہ عام روافض جیسے کفریہ عقیدے رکھتی ہو تو
اس سے نکاح باطل ہے۔ سنی، رافضی اور مجوسی
کسی کے لیے بھی وہ جائز و حلال نہیں، کیونکہ اہل ہوی
میں سے جن کو کافر قرار دیا گیا ہر وہ مرتد کی طرح ہیں

آں زن اگر بسلا مت قلب خود از عقائد مکفرہ بری ست
نکاح صحیح شد و بعد نکاح عدم رضا مندی اور اعتبار
نہ و حکماً سپرد شوہر کردہ شود و اگر در رنگ عامہ
روافض زمانہ عقیدہ مکفرہ وارد نکاح با و باطل
محض ست نہ سنی را رسد نہ رافضی نہ یہودی
نہ مجوسی ہیچ کس را لان الکفر من اہل
الہوی کا المرتد حکمہ والمرتدۃ
لا ینکحہا مسلم ولا کافر اصلی ولا مرتد

مثلاً کما نصوا علیہ آرے اگر وقت نکاح از کفر بری بود تا آنکہ نکاح صحیح شد و حالاً ارتکاب او کند تا از جہالہ نکاح بدر آید ایں حیلست و مکیہ فاسدہ ایش ہم بر روئے زن زنند و حکم ببقائے نکاح و وجوب تسلیم نفس کنند کما هو المختار الان للفتویٰ علی ما حققناه فی فتاواننا۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

اور مرتد والا حکم رکھتے ہیں اور مرتدہ سے کسی مسلمان، اصل کا فر یا اس جیسے مرتد کو نکاح جائز نہیں، جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے۔ ہاں اگر نکاح کے وقت کفر سے بری تھی تو نکاح صحیح ہوا مگر اس کے بعد اب وہ عقائد کفریہ کا اظہار بطور جید و مکر اس لیے کرتی تاکہ نکاح سے خلاصی حاصل کرے تو اس کے جیلہ و مکروہ فریب کو اس کے منہ پر دے مارا جائے اور نکاح کا حکم

باقی رکھا جائے اور اس کو خاوند کے سپرد کرنا ضروری ہے جیسا کہ آج کل فتویٰ میں مختاری ہی ہے جس کی تحقیق ہم اپنے فتاویٰ میں کر دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۲۹ مسلمہ مسئلہ جناب مولوی بشیر احمد صاحب علی گڑھی مدرس اول مدرسہ منظر اسلام بریلی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

- (۱) سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) کوئی شخص اگر ساس یا سالی سے ارشنائی اور صحبت کرے تو عہدت اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی عہدت ہے یا نہیں؟ بیوا تو جردا
- (۳) ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت قرار دیا جائے تو صورت محرمات میں آجائیں تو درست ہے یا نہیں؟ بیوا تو جردا

الجواب

(۱) خالہ سگی ہو یا سوتیلی، مثل ماں کے حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، وخالۃک (اور تمہاری خالائیں۔ ت) در مختار میں ہے: الاشقاء و غیرہون (سوتیلی وغیرہ۔ ت) ہاں منکوحہ پدر کہ اس کی ماں نہیں اس کی سگی بہن بھی حلال ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ قال تعالیٰ، و احل لکم ما وراء ذلک (تمہارے لیے ان محرمات کے ماسوا حلال کی گئی ہیں۔ ت) مگر وہ اس کی خالہ نہیں کہ جس کی بہن ہے وہ اس کی ماں نہیں ہے مگر مجازاً اور ادعائے مجاز بے قرینہ مدفع و نامسموع، اور بقرض غلط اگر سوتیلی ماں کی بہن

بھی سوتیلی خالہ ہو تو ماں کی سوتیلی بہن یقیناً سوتیلی خالہ ہے بلکہ وہی اطلاق اکثر اور فہماً اظہر تو بعض عمائد غیر مقلدین سے تحلیل حرام و تفصیل عوام کے دونوں الزام مدفوع نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سالی سے زنا عورت کو حرام نہیں کرتا، ساس کو بہ شہوت ہاتھ لگانے ہی سے عورت ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کہ کسی طرح اُس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر نکاح نہیں جاتا بلکہ متارکہ ضرور ہے مثلاً عورت سے کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا یا ترک کر دیا، متارکہ کے بعد عدت واجب ہوگی جبکہ عورت سے خلوت کر چکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دو عورتیں کہ ان میں جس کو مرد فرض کریں دوسری اس پر ہمیشہ حرام ہو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں خواہ ایک وقت میں خواہ مختلف اوقات میں، جیسے ماں بیٹی کہ بعد فرض ماں بیٹا یا باپ بیٹی ہوں گی اور اگر ایک کو مرد فرض کیے سے دوسری اس پر حرام ابدی ہو مگر دوسری کو مرد بٹھرانے سے وہ پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں جیسے ساس بہو کہ ساس مرد ہو تو وہ خسر اور بہو ہیں، بہو خسر پر ہمیشہ حرام ہے اور اگر بہو مرد ہو تو اب ساس سے کوئی رشتہ نہیں وہ اس کے لیے حلال ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲ از تحصیل ستار گنج ڈاک خانہ خاص ضلع ننئی تال مرسلہ الہی بخش صاحب کاریگر

ہادی دین شرع متین جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہم، بعد سلام علیکم دست بستہ کے التماس ہے آپ کی ذات مجمع کمالات ہم عاصیوں کے لیے باعث افتخار ہے اور ہر مشکل مسئلہ میں آپ سے عقدہ کشائی ہو کر کارِ ثواب میں داخل ہو کر کارِ نیک کے پابند ہو سکتے ہیں۔

(۱) ایک عورت بیوہ نے اپنی لڑکی نابالغ کو لڑکے کی زوجیت میں دیا، بعد تھوڑی مدت میں وہ لڑکی نابالغ مر گئی، بعد تھوڑی مدت کے اس عورت نے جو بیوہ پہلے سے تھی اب اُس نے اپنے داماد سے نکاح کر لیا ہے اور اس نکاح سے اب ایک بچہ موجود ہے، آیا یہ نکاح درست ہے یا حرام ہے؟

(۲) ایک شخص نے ایک عورت بیوہ سے نکاح کر لیا، اس عورت بیوہ کا جو پہلا خاوند تھا اس سے ایک لڑکا تھا جو اب عورت کے دوسرے نکاح کرنے پر ہمراہ آیا تھا وہ لڑکا جوان ہو کر مر گیا اور اس کی ماں بھی مر گئی، اب اس جوان لڑکے کی بیوی بیوہ ہے اور اب اس لڑکے کا باپ یعنی اب سوتیلہ ہے اور یہ سوتیلہ باپ اس سوتیلے لڑکے کی بیوہ کی یعنی اب اپنی سوتیلی بہو کو یعنی اب سوتیلے بیٹے کی بیوی بیوہ کو نکاح میں لایا چاہتا ہے اور حرام بھی کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیوہ ہو جا رہی ہے اور اس کا عمل قریباً چار ماہ کا ہے اور اسی قدر عرصہ اس کے خاوند کو مرے ہوئے گزرا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد مرنے اپنے سوتیلے بیٹے کے وہ شخص اپنی

سوتیلی بہو کے ساتھ فعل کرتا رہا باب یہ نہیں معلوم کہ حمل بیٹے کا ہے یا باپ کا، البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کا یعنی اُس کے شوہر کا ہے کیونکہ اُس کے شوہر کو مرے ہوئے بھی عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے، آیا بعد وضع حمل کے نکاح ہونا یعنی سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی سے خسر سوتیلے کا جائز ہے یا ناجائز؟ والسلام۔ دوسرے مسئلہ کا اصل قصہ مختصر یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی کو سوتیلہ خسر اپنے نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا

الجواب

(۱) ساس پر داماد مطلقاً حرام ہے اگرچہ اُس کی بیٹی کی رخصت بھی نہ ہوئی ہو اور قبل رخصت مر گئی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاَمْهَاتُ نِسَائِكُمْ (اور تمہاری بیویوں کی مائیں تم پر حرام ہیں) یہ نکاح حرام محض ہوا، وہ بچہ و ولد الحرام ہوا، اُن دونوں پر کہ حقیقتہً ماں بیٹے ہیں فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جبکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اُس بیوہ کا یہ حمل اپنے شوہر کا ہو، نوجب تک وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح قطعی حرام ہے، بعد وضع حمل نکاح کر سکتا ہے لقولہ تعالیٰ: وَحُلَّائِلُ بُنَاتِكُمُ الدِّينِ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں۔ ت) مع قولہ تعالیٰ وَاحِلْ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذِكْمِ (اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پیش نظر: اور تمہارے لیے ان کے ماسوا حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۴ مسئلہ مولوی محمد امانت الرسول صاحب از دام نور محلہ سیلا تالاب

سوتیلی ماں کو اگر باپ تین طلاقیں دے دے لڑکا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو، والسلام۔ بیٹو! تو جروا

الجواب

اللہ لا الہ الا اللہ، سوتیلی ماں حقیقی ماں کے برابر حرام قطعی ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں ماں کی حرمت سے پہلے سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرمائی ہے، اذ قال اللہ تعالیٰ (جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت): وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اِلَّا قَوْلُہُ تَعَالٰی اِنَّہٗ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا

نکاح کر چکے، بیشک وہ بے حیائی اور خدا کو دشمن اور

واللہ تعالیٰ اعلم نہایت بُری راہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۵ از شہر مسئلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب ۱۴ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عدت میں نکاح پڑھوا دیتا ہے اور یہ تو بطن کو صرف

۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

۵ القرآن الکریم ۲۲/۴

۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

۵ القرآن الکریم ۲۴/۴

جماع سے بچنے پر عمل کرتا ہے، صحیح ہے یا غلط؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ مینو اتوجروا۔

الجواب

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا، نکاح بعد عدت کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو وار بات ایسی کہ جس سے بعد عدت ارادۃ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو، صاف صاف یہ ذکر نہ ہو کہ میں بعد عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، یہاں تک کہنا بھی حرام ہے، تو خود نکاح کر لینا کیونکہ حلال ہوگا، پھر پہلو وار بات بھی عدت وفات والی سے کہنا جائز ہے، عدت طلاق والی سے باجماع امت وہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ عز وجل (اللہ عز وجل نے فرمایا۔ ت) :

وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَبِذُرْوَانِ أَزْوَاجَتِهِمْ
بِأَنْفُسِهِمْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْتَ
أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْتُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ
بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْتُمْتُمْ
فِي أَنْفُسِكُمْ عِلْمَ اللَّهِ أَنْكُمْ سَتَذَكَّرُونَ وَبَكُنْ
لَا تَوَاعِدْ وَهَنْ سِرًّا أَلَا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا
وَلَا تَعْرِضْ مَوَاقِدَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ
أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ
فتح القدیر میں ہے :

قوله لا بأس بالتعريض في الخطبة اراد المتوفي
عنها نزعها اذ التعريض لا يجوز في المطلقة
بالاجماع

خاص وفات کی عدت والی عورت سے کنایہ کے طور پر پیام
نکاح میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ طلاق کی عدت والی
سے بالا جماع کنایہ بھی جائز نہیں (ت)

اگر کوئی شخص عدت میں نکاح پڑھا دیا کرتا اور اسے حرام و زنا جانتا تو اتنا ہوتا کہ وہ سخت مرتکب کبائر اور زانیہ زانیہ کا دلال ہوتا مگر وہ جو اسے جائز بتاتا اور قرآن عظیم میں تحریت کر کے یہ تو بصر کو فقط منع جماع پر حمل کرتا ہے وہ ضرور منکر قرآن مجید ہے اور اس پر یقیناً کفر لازم، اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنے اس قول ناپاک کو بھٹلاتے اور نئے سرے سے اسلام لائے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳۶ سلمہ از سلون شریف ضلع رائے بریلی احاطہ شاہ صاحب مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مدرسہ اسلامیہ

۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ
جناب مولانا صاحب مجدد مائتہ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زین فاحشہ رنڈی وغیرہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو بعد توبہ یا بغیر توبہ بھی؟ اگر بعد توبہ جائز ہے تو توبہ کی قید کیوں ہے؟ کتابیہ سے تو بلا توبہ جائز ہو اور اس سے بلا توبہ جائز نہ ہو، عقل سلیم خلاف حکم کرتی ہے، اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ والسلام! بینوا اتوجروا۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زین فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے، اور یہ تاقید رہے کہ اسے توبہ نہ کرے تو درست ہے اور سنت کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اُس کی اس بے غیرتی پر ہے، نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں، حق سبحانہ، و تعالیٰ نے محرمات گناہ فرمایا: واحل لکم ما وراء ذلک (اور تمہارے لیے محرمات کے ماسوا احلال کی گئی ہیں۔ ت) رہی آیہ کریمہ: والزانیۃ لاینکحھا الا زان او مشرک وحرم

زانیہ سے صرف زانی مرد یا مشرک نکاح کرے اور یہ مؤمنین کے لیے حرام ہے۔ (ت)

اس میں چار تاویلیں ماثور ہیں، ان میں سے اول کی دو فقیر کے نزدیک اصح و احسن ہیں۔

تاویل اول: نکاح سے عقد ہی مراد ہے، پہلے زانیہ سے نکاح حرام تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ قول سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے اور بغوی نے اسے ایک جماعت کی طرف منسوب کیا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصحیح کی، کتاب الام میں فرماتے ہیں:

اختلف اهل التفسیر فی هذه الآية اختلافاً اہل تفسیر نے اس آیہ کریمہ میں واضح اختلاف کیا ہے

بعض نے کہا کہ یہ عام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قول
وانکحوا الایامی الخ کے نازل ہونے پر منسوخ ہوگئی
ہے، اور اس قول کو ہم نے سعید بن مسیب سے
روایت کیا ہے اور وہ ان کے قول کے مطابق درست
ہے اور اس پر قرآن وحدیث سے دلائل ہیں، تو
اس کے مخالف قول کا اعتبار نہ ہوگا، اس کا خلاصہ ختم ہوا، جس کو غنایۃ القاضی میں نقل کیا ہے۔ (ت)

اسی کو فقیہ ابواللیث نے مختار قرار دیا ہے اور کہا
کہ یہ آیت منسوخ ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ زانی
زانیہ یا اس جیسی عورتوں سے نکاح کرے (ت)
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) میں نے جو کچھ
فقیہ مذکور کی کتاب "بستان" دیکھی ہے وہ یہ ہے
کہ سعید بن جبیر اور ضحاک نے فرمایا کہ اس آیت کا
معنی یہ ہے کہ زانی صرف اپنے جیسی زانیہ سے زنا کرنا
ہے، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی
طرح مروی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیت کریمہ منسوخ ہے
کیونکہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
ذکر کیا کہ میری بیوی کسی چھوٹے والے کے ہاتھ کو رو
نہیں کرتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
اس کو طلاق دے۔ تو اس شخص نے کہا کہ مجھ اس
سے محبت ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا: تو پھر طلاق نہ دے۔ تو اس کا قول کہ

متبائننا فقیل ہی عامۃ ولکن نسخت بقولہ تعالیٰ
وانکحوا الایامی الخ وقد رویناہ عن سعید
بن المسیب وهو کما قال وعلیہ دلائل من
الکتاب والسنة فلا عبرة بما خالفہ
یمحصلہ، نقلہ فی غنایۃ القاضی۔

اس کے مخالف قول کا اعتبار نہ ہوگا، اس کا خلاصہ ختم ہوا، جس کو غنایۃ القاضی میں نقل کیا ہے۔ (ت)

تفسیرات احمدیہ میں ہے :
هذا هو الذي اختاره الفقيه ابو الليث و
قال ان الآية منسوخة او معناها الزاني
لا ينكح الا زانية او مثلها اهـ۔

اقول الذي رأيت من لفظ الفقيه
في بستانه قال سعيد بن جبیر والضحاك
معناها الزاني لا يزني الا بزانية مثله وهكذا
روى عن عبد الله ابن عباس رضي الله عنهما
وقد قيل ان الآية منسوخة لأن رجلاً سأل
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
فقال انت امرأتى لا ترد يد لامس،
فقال طلقها، فقال اني احبها،
قال صلى الله تعالى عليه وسلم فامسكها اهـ
فقوله معناها الزاني لا ينكح
صوابه لا يزني وجزمه بان
الفقيه جزم بالنسخ غير ظاهر

لے غنایۃ القاضی حاشیہ تفسیر البیضاوی زیر آیہ ماقبل

دار صادر بیروت

۳۵۴/۶

مطبعة کرمیہ ممبئی

ص ۵۴۵

لے تفسیرات احمدیہ

لے بستان العارفین علی ہاشم تبنیہ الغافلین الباب الحادی والسمعون ترویج الزانیۃ دار الزہراء للطباعة والنشر ط ۱۰۳

من کلام الفقیہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔
ابواللیث نے کہا اس کا معنی "لایسکح" درست نہیں
مگر میرے حوالے کے مطابق صحیح یہ ہے کہ انھوں نے معنی "لایزنی" بتایا ہے، اور انھوں نے بطور اعتماد کہا کہ ابواللیث
نے نسخ کو مختار قرار دیا، یہ بات ابواللیث کے کلام سے ظاہر نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)
رغائب الفرقان میں ہے:

قيل انه صار منسوخا اما بالاجماع وهو قول
سعيد بن المسيب، وزيهت بان الاجماع
لا ينسخ ولا يفسخ به، واما بعموم قوله
تعالى "وانكحوا الايامي فانكحوا ما طاب
لكم" وهو قول الجبائي وضعف بات ذلك
العام مشروط بعدم الموانع السببية
والنسبية، وليكن هذا المانع ايضا من
جملة ما اقول ما نسب الى الجبائي
فهو -

بعض نے کہا کہ منسوخ ہے یا اجماع کے ساتھ یہ قول
سعید بن مسیب کا ہے یہ موقف کمزور ہے کیونکہ اجماع
نہ منسوخ ہوتا اور نہ نسخ ہوتا ہے۔ یا منسوخ ہے
اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وانکحوا الايامي فانکحوا
ما طاب لکم" کے ساتھ، اور یہ جبائی کا قول ہے۔
اور یہ بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس آیت میں
بیان کردہ اباحت، سببی یا نسبی مانع کے نہ ہونے کے ساتھ
مشروط ہے اور نہ بھی ان موانع میں سے ایک مانع ہے
اقول جو جبائی کی طرف منسوب ہے تو وہ اس سے

آگے عبارت دستیاب نہیں ہو سکی۔ (د)

مسئلہ ۲۳۷ از فرید آباد ڈاک خانہ غوث پور ریاست بہاولپور مرحلہ مولوی نور احمد صاحب قسری

دوازدهم محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

شرعاً قبل متارکہ و تفریق بین المحارم غیر مذخولہ سے کسی دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور
قاضی شرعاً کون ہے؟ بوقت ضرورت فسخ و تفریق اس ملک ریاست بہاولپور اسلامہ میں جو تحت قبضہ
نصاری ہے کون حق فسخ و تفریق بالا رکھتا ہے؟ علما کا ہے یا گرد اور قاضیان سرکار کا یا محض حکام کا؟ اور
حکام بعض صاحب اسلام ہیں بعض اہل ہنود، ان میں کوئی امتیاز ہے یا سب اس کا حق رکھتے ہیں اس

عہ افسوس کہ یہ فتویٰ اسی قدر منقول ملا، آگے دستیاب نہ ہو سکا، جتنا بلا اُتتا چھاپ دیا۔ باقی اگر کبھی آئندہ
کہیں مل سکا تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ علیحدہ یا بطور تبرک چھاپ دیا جائے گا یا کسی حصہ آئندہ میں۔ (مرتب)

ریاست اسلامی میں دو عورت ایک شخص سے یکے بعد دیگرے نکاح کر چکی ہیں اور حکم شرعی وان تزوجھما علی التعاقب صحیح الاول و بطل الثاني (آپس میں دو محترم عورتوں سے اگر یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلا صحیح ہوا دوسرا باطل ہے۔ ت) متارکہ یا تفریق ثانیہ کی ضرورت ہے لیکن متارکہ نہیں کرنا، تفریق لازمی ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے؟ بینوا تو خبر دے۔

الجواب

اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم کو وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری و امثالہم سے نہ ہونا تب شرع ہے مگر یہاں نہ قاضی کی حاجت نہ متارکہ شوہر کی ضرورت کہ نکاح راستا فاسد واقع ہوا، عورت تنہا اُس کے فسخ کا اختیار رکھتی ہے، شوہر سے کہہ دے میں نے اس حرام کو چھوڑا پھر اگر مجامعت نہ ہوئی تو ابھی ورنہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے،

یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو یغیر محضر من صاحبه دخل بها اولا فی الاصح خروجا عن المعصية فلا ینافی وجوبه بل ینجب علی القاضی التفریق بینھما۔
مرد و عورت دونوں کو فسخ کا حق ہے اگرچہ دونوں میں ایک غیر حاضر ہو، دخول ہو چکا ہو یا نہیں، اصح قول یہی ہے۔ تاکہ گناہ سے علیحدگی ہو جائے تو یہ متارکہ قاضی کی تفریق کے وجوب کے منافی نہیں بلکہ قاضی پر الگ کرنا ان دونوں کو واجب ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

قوله فی الاصح وقيل بعد الدخول لیس لاحدھا فسخه الا بحضرة الآخر، قوله ینجب علی القاضی ای ان لم یتفرقا۔
اس کا قول "فی الاصح" اور بعض نے کہا کہ دخول کے بعد ایک کی تفریق دوسرے کی موجودگی کے بغیر جائز نہیں، اور اس کا قول کہ قاضی پر واجب ہے یعنی اس وقت جب دونوں نے آپس میں تفریق نہ کی ہو۔

اُسی میں ہے،

فسخ هذا النکاح من کل منهما بحضرة الآخر اتفاقا و الفرق بین المتاركة و الفسخ بعید
اس نکاح کا فسخ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی میں کریں، یہ متفقہ مسئلہ ہے، اور یہاں متارکہ اور

فسخ کا فرق بعید ہے۔ ہجر میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

كذا في البحر

اسی میں تیر یہ ہے :

الحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسي

في شرح نظم الكنز

بحر الرائق میں ہے :

مرجحنا (في باب المهر) الثاني انها تكون

من المرأة ايضا ولذا ذكر مسكين من صورها

ان تقول له تركتك - كنه

حق یہ ہے کہ دونوں میں فرق نہیں ہے، اسی لیے
مقدس نے اس پر نظم الكنز کی شرح میں جزم کیا ہے (ت)

ہم نے باب المہر میں ثانی کو ترجیح دی ہے یہ کہ عورت کو بھی
حق ہے، اسی لیے مسکین نے اس کی صورت کو بیان
کرتے ہوئے کہا کہ عورت کہہ سکتی ہے کہ میں نے
تجہ سے علیحدگی کر لی ہے۔ (ت)

اس مسئلہ کی تمام تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور یہاں اس کی حاجت نہیں کہ عورت کے فسخ کو
متار کہہیں یا نہیں، اُسے فسخ کا اختیار بلاشبہ بالاتفاق ہے دفعا للمعصية (گناہ کو ختم کرنے کے لئے)۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۸ از من پوری محلہ زیر قلعہ راجہ مرسلہ سعید اللہ صاحب معمار ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ

ہندہ بیوہ نے زید سے تعلق ناجائز پیدا کیا، اور سنا ہے کہ چند محل بھی ساقط ہوئے اور ہندہ نے اپنی دختر
کا کہ وہ بھی صفر سبھی میں بیوہ ہو گئی تھی زید کے ساتھ جس سے خود تعلق ناجائز رکھتی تھی بلا رضا مندی دختر خود
بجبر عقد کر دیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں اور اب اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ بلا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟
بیتوا توجروا۔

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے یہ نکاح حرام محض ہے۔ زید پر فرض ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ زید کے
چھوڑنے کے بعد عدت کے دن پورے کر کے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۹ از جے پور راجہ چوتانہ چاند پول بازار متصل دکان گوہند رام فوٹو گرافر مرسلہ حافظ رحیم بخش صاحب

خوادی ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

حرم مصاہرت کے لیے عورت کا مشتہاء ہونا ضروری ہے،

۱۔ و ۲ رد المحتار باب المهر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۲/۲

۳۔ بحر الرائق باب العدة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۴۶/۴

هذا اذا كانت حية مشتمة اما غير هيا لعنف
البيتة وصغيرة لم تشته (فلا) تثبت الحرمة
بها اصلا، در مختار^۱
حرمت مصاہرہ تب ہوگی جب عورت زندہ اور شہوت والی
ہو، لیکن اگر مردہ ہو یا صغیرہ غیر شہوت والی ہو تو حرمت
مصاہرہ ہرگز ثابت نہ ہوگی، در مختار۔ (ت)

اور مشتمہۃ کم سے کم نوسال کی لڑکی ہو سکتی ہے تو عبارت ذیل بھی :

اويزداد انتشارا ای ان تكون منتشرة قبله حتى
قیل من انتشرت الله وطلب امراته لوطيها
فالوجها بين فخذی بنتها لا تحرم عليها امها
مالميزداد انتشارا، ووجود الشهوة من
احدهما يكفي^۲
یا انتشار زیادہ ہو جائے، یعنی آلہ تناسل پہلے منتشر تھا
اس پر یہاں تک کہا گیا کہ اگر اس نے آلہ تناسل کے
انتشار کے بعد بیوی کو طلب کیا ہو، یا طلب کرتے ہوئے
غلطی سے بیوی کی بیٹی کی ران پر مل دیا تو اس لڑکی کی
ماں حرام نہ ہوگی جب تک لڑکی کو چھوتے ہوئے انتشار
زیادہ نہ ہوا ہو، اور چھوتے وقت مرد یا عورت میں سے ایک کا شہوت میں ہونا حرمت کے لیے کافی ہے۔ (ت)

جو شرح چلپی کے صفحہ ۹۲ کے متعلقہ حاشیہ پر درج ہے نوسال یا اس سے زائد کی لڑکی کے واسطے معلوم ہوتی ہے یا آنکہ
دہ سال کی لڑکی پر بھی یہ مسئلہ عائد ہو سکتا ہے یعنی حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا کیا؟

www.alukah.net

ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے مشتمہۃ ہونا ضروری ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ عامہ کتب میں تصریح ہے اور
وجود الشهوة من احدہما يكفي^۳ (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی۔ ت) کے یہ معنی نہیں کہ صرف یہ
مشتہی اور دختر غیر مشتمہۃ یا عورت مشتمہۃ ہو اور لڑکا غیر مشتمہۃ تو حرمت ثابت ہو جائے یہ کسی کا بھی قول نہیں
بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مشتہی ہو اور وہ مشتمہۃ اور بالفعل شہوت ایک کی طرف سے ہو مثلاً اس کے سوتے میں
مس لبشہۃ کیا کہ اسے اطلاع بھی نہ ہوئی تو حرمت ہوگئی کہ وجود من احدہما کافی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ از ماہم ڈاک خانہ نمبر ۱۶ بمبئی مرسلہ حاجی محمد سلیمان ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ

زید کا نکاح زید کی بھتیجی کی دختر سے حلال ہے یا حرام یعنی زید و بھتیجی دونوں بھائی ایک باپ مادر کی
پشت سے ہیں، اب زید کا نکاح بھوک کی نواسی سے حلال ہے یا نہیں؟ جیسا خدا و رسول کا حکم ہو قرآن مجید

حدیث، فقہ سے حکم صادر فرمائیں، بھتیجی کی لڑکی سے اور بھانجی کی لڑکی سے اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی لڑکی سے نکاح درست ہے اور بھتیجی و بھانجی سے تو حرام ہے مگر ان کی اولاد آل سے جائز ہے یا حرام ہے؟

الجواب

حرام قطعی ہے، یہ سب اس کی بیٹیاں ہیں، جیسے بھتیجی بھانجی ویسے ہی ان کی اور بھتیجیوں اور بھانجیوں کی اولاد، اور اولاد اولاد کتنے ہی دور سلسلہ جائے سب حرام ہیں، بنات پوتیوں نوایسوں دور تک کے سلسلے سب کو شامل ہے جس طرح فرمایا گیا، حرمت علیکم امھتکم و بنتکم تم پر حرام کی گئیں تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں۔ اور ماؤں میں دادی، نانی، پردادی، پر نانی جتنی اوپر ہوں سب داخل ہیں، اور بیٹیوں میں پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی ہوں نیچے سب داخل ہیں، یوں ہی فرمایا، و بنت الاخت و بنت الاخت تم پر حرام کی گئیں بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں۔ ان میں بھی بھائی بہن کی پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی دور ہوں سب داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

ترید مذہب اہل السنۃ و الجماعت نے ایک عورت شیعہ کے مطابق مذہب شیعہ صیغہ پڑھایا اور نکاح بطریق اہل سنت نہیں کیا اور مدۃ العمد و نزل احیت مذہبہا قائم رہے، ایسی حالت میں جو اولاد ہوئی وہ جائز یا ناجائز؟ بیٹنوا توجروا۔

الجواب

آج کل تہراتی رافضی علی العموم مرتدین ہیں اور مرتد مرد و خواہ عورت سے دنیا بھر میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا، جو کچھ اولاد ہوگی ولد الحلال نہیں ہو سکتی۔ عالمگیری میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے،

يجب الكفار الروافض في قولهم برجعة الاموات
الى الدنيا الى ان قال واحكامهم احكام المرتدين
رافضیوں کے اس قول پر کہ "فت شدہ لوگ دنیا میں پھر واپس آئیں گے" ان کی تکفیر واجب ہے اور یہاں تک کہ انھوں نے فرمایا ان کے احکام مرتدین والے ہیں (ت)

اسی میں مبسوط سے ہے :

۱۔ القرآن اکرم ۲۳/۴

۲۔ " " ۲۳/۴

۳۔ فتاویٰ ہندیہ باب فی احکام المرتدین

نورانی کتب خانہ پشاور

۲۶۲/۲

لايجوز للمرتدان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احدیہ
مرتدہ کسی مرتدہ عورت، یا مسلمان یا اصلی کافر عورت سے
نکاح کرنا جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ عورت کا بھی کسی
ایک سے نکاح جائز نہیں۔ (ت)

اس کے بعد صیغہ نکاح کی بحث کی کچھ حاجت نہیں، سننیوں کے طور پر نکاح ہوتا تو کب ہو سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۲ از میران پور کٹرہ تحصیل ملہ ضلع شاہ پھان پور متصل چوک مرسلہ قاضی تفضل حسین صاحب نائب
۲۲ ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ

حاملہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ بڑے آدمیوں کے نکاحوں کا کیا حال ہے؟

الجواب

عورت جسے حلال سے حمل ہو، دوسرے شخص سے اس کا نکاح باطل محض ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہوئے، اور
اگر بے شوہر عورت اور حمل زنا کا ہے تو اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ پھر اگر وہ ہی نکاح کرے جس کا یہ حمل ہے تو وہ
پاس بھی جاسکتا ہے، اور اگر دوسرا شخص نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہوئے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ کسافی
الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ ت) بڑہ نابالغ کے حکم میں ہے اس کا نکاح ولی کی اجازت
سے ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علم حل مجاہد ائمہ

مسئلہ ۲۳ زید نہایت بدچلن تھا اب وہ مفقود النجس ہے اور زید کی عورت کو گزراوقات کرنا دشوار ہے اور زید کے
باپ نے اس عورت کو نظرد سے دیکھا اور زنا کیا اس صورت میں وہ عورت اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے تاکہ اپنی گزراوقات
کرے اور اس حرام سے بچے، اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

معاذ اللہ اگر یہ زنا ثابت ہو اور اس کا ثابت ہونا بہت دشوار ہے تو عورت اپنے شوہر پر ضرور ہمیشہ ہمیشہ
حرام ہو گئی مگر نکاح سے نہ نکلی جب تک شوہر اپنی زبان سے اسے چھوڑنے کا کوئی لفظ نہ کہے۔ درمختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل
لها التزوج الا بعد التاركة وانقضاء العدة و
الوطء بها لا يكون نهائياً۔
حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور عورت دوسرے
کو اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک متارکہ اور اس
کی عدت پوری نہ ہو جائے۔ اس دوران ولی کو زنا نہیں قرار
دیا جائے گا۔ (ت)

۱/۲۸۲ نورانی کتب خانہ پشاور
۱/۱۸۸ مطبع مجتہدانی دہلی
فصل فی المحرمات بالشکر
باب فی المحرمات
۱/۲۸۲
۱/۱۸۸

اُسی میں ہے :

تجب العدة بعد الوطء لا الخلو للطلاق
لا للموت من وقت التفريق او متاركة
الزوج وان لم تعلم المرأة بالمتاركة
في الاصح اه قال الشامي خص الشارح
المتاركة بالنزوح كما فعل الزيلعي
لان ظاهرا كلا مهماتها لا تكون
من المرأة اصلا مع ان فسخ هذا
النكاح يصح من كل منهما بمحض
الاخرا اتفاقا والفرق بين المتاركة و
الفسخ بعيد كذا في البحر
وفرق في النهر بان المتاركة في معنى الطلاق
فيختص به الزوج اما الفسخ ففرق
العقد فلا يختص به وان كانت
في معنى المتاركة واردة الخير الرضلى
بان الطلاق لا يتحقق في الفاسد
فكيف يقال ان المتاركة في معنى
الطلاق فالحق عدم الفرق
ولذا اجزم به المقدسي في شرح
نظم الكنتز الخ وتماهه فيما علقناه
على البحر اشراف ذكر فيه استناد
الرضلى بما ليس له بل عليه كما

نكاح فاسد میں وقت تفریق یا متارکہ عورت پر وطی سے طلاق
والی عدت ہوگی محض خلوت سے یہ عدت واجب ہوگی
اور نہ ہی خاوند کی موت سے موت کی
عدت ہوگی۔ عورت کو متارکہ کا علم نہ بھی ہو تب بھی خاوند کے
متارکہ سے عدت لازم ہوگی اور شامی نے کہا کہ شارح نے
متارکہ کو خاوند کے ساتھ مختص کیا جیسا کہ امام زلیعی نے
کیا ہے کیونکہ ظاہر کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ متارکہ
کا حق عورت کو نہیں ہے حالانکہ اس نكاح کا فسخ
مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی میں
بالاتفاق جائز ہے اور متارکہ اور فسخ میں فرق بعید ہے۔
تجربہ میں یوں ہی ہے جبکہ نہر میں فرق بتایا گیا ہے کہ
متارکہ طلاق کی طرح ہے اس لیے طلاق کی طرح خاوند
ہی متارکہ کر سکتا ہے، اور فسخ نكاح کو کالعدم قرار
دینے کا نام ہے اس لیے یہ خاوند سے مختص نہ ہوگا،
اگرچہ متارکہ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس کو خیر الدین علی
نے رد کر دیا اور کہا کہ فاسد نكاح میں طلاق کی ضرورت
نہیں ہوتی تو وہاں متارکہ، طلاق کے معنی میں کیسے
کہا جاسکتا ہے، لہذا حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ
میں کوئی فرق نہیں، اسی لیے مقدسی نے نظم الکنتز کی
شرح میں اس پر جزم کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ تمام بحث
بحر پر ہمارے حاشیہ میں ہے اھ وہاں شامی نے

بينه في منحة الخالق وبالجملة فلا يثبت
من كلامهم الا اختصاص الزوج
بالمشاركة ثم لا يشتر خلافه
اصلا ، اقول وقول النهران
المشاركة في معنى الطلاق
معناه ان المشاركة في الفاسد
في معنى الطلاق في الصحيح
فلا يمس ما ذكر الرملى و
ايده الشامى و اما الاستشكال
بقولهم كما في الدر يثبت لكل
واحد منهما فسخه ولو بقدر محض
من صاحبه دخل بهما او لا في
الاصح خروج عن المعصية فلا ينافى
وجوبه بل يجب على القاضى
التفريق بينهما اه فاقول يترأى
الى والله تعالى اعلم ان
هذا فيما اذا وقع فاسدا كما اذا
انكحها بلا شهود او بعد ما مس
امها وذلك لانه لم يثبت له
اليد الشرعية عليها اصلا وكانت
لكل منهما فسخه انزالا للمعصية
وما ذكرناه هنا من
تخصيص المشاركة بالزوج فهو

خير الدين رملی کی جو دلیل ذکر کی وہ ان کے حق میں نہیں بلکہ
ان کے خلاف ہے، جیسا کہ انھوں نے منحة الخالق میں
اس کو ذکر کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فقہاء کرام کے
کلام سے متارکہ کا خاوند کے ساتھ خاص ہونا ہی ثابت
ہوتا ہے، اور اس کے خلاف کی بڑے محسوس نہیں
ہوتی۔ اقول نہر کے قول میں کہ متارکہ، طلاق کے معنی
میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے فاسد نکاح میں متارکہ
طلاق کے قائم مقام ہے صحیح قول میں، لہذا رملی کا اعتراض
بے جا ہے اس کی تائید علامہ شامی نے کی ہے۔ باقی
ربا وہ اشکال جو فقہاء کی اس عبارت سے پیدا ہوتا ہے
جس کو در میں اختیار کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو
فسخ کا اختیار ہے اگرچہ ایک دوسرے کی غیر حاضری میں
ہو، دخول ہوا ہو یا نہ، تاکہ گناہ سے اجتناب ہو سکے،
اور یہ آپس کا متارکہ قاضی پر تفریق کے وجوب کے منافی
نہیں ہے بلکہ قاضی دونوں میں تفریق کا حکم دے گا اور
فاقول واللہ تعالیٰ اعلم مجھے جو معلوم ہوتا ہے وہ
یہ کہ مرد اور عورت دونوں کو بہر صورت فسخ کا اختیار اس
صورت میں ہے جبکہ نکاح ابتداء ہی فاسد منعقد ہوا ہو
جیسے بغیر گواہوں کے نکاح یا منکوحہ کی ماں کو پہلے شہوت
سے چھوچکا ہو، کیونکہ اس صورت میں خاوند کا بیوی پر
شرعی حق ثابت ہی نہیں تھا اس لیے دونوں کو ایک دوسرے
سے متارکہ کا حق ہے تاکہ گناہ کا ازالہ ہو جائے، اور
فقہاء کرام نے جو یہ کہا کہ متارکہ خاوند کا ہی حق ہے وہ

فما اذا طرأ الفساد فح لا تقترح بالفسخ لانه
ليس دفعا بل سرفعة ليد شرعية تثبت للزوج
فلا بد من متاركته والحكمة فيه ان لو جوزنا
تفريدها فيه بالفسخ لشاعت الفتن فكل
امرأة تريد ان تفارق زوجها تقبل ابنه
مثلا بشهوة فيفسد النكاح فتفسخه
مبتدئة وتلك من شئت وهذا باب
يجب سده -

سے بوسہ لے لے اور خود نکاح کو فاسد کر کے جہاں چاہے نکاح کرتی پھرے تو اس فتنہ کا سد باب ضروری ہے۔
یہاں کہ شوہر مفقود ہے اور حرمت موجود ہے، عورت پر لازم کہ حاکم شرع کے حضور مراجعہ کرے اور وہ
ثبوت لے، اگر دو گواہان عادل سے پدر ترید کا زوجہ ترید کے ساتھ فعل بد کا ارتکاب ثابت ہو لایں ہذا ہو
نصاب ثبوت حرمة المصاهرة وان لم يثبت به الزنا في حق الحد كيونك يه حرمت مصاهرة کے ثبوت
کے لیے نصاب ہے اگرچہ اس سے جو کے معیار پر نہ ثابت نہیں ہوتا۔ تو ان دونوں مرد و زن میں تفریق
کرتے، روز تفریق سے عورت تین چار کی عدت کرے اُس کے بعد نکاح ثانی جائز ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۴۳ از شہر ربلی مسئلہ عبد الجلیل صاحب طالب علم ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر آپس میں حقیقی برادر ہیں، زید عمر میں بکر سے بڑا ہے
اور بکر عمر میں چھوٹا ہے زید سے۔ زید کے پاس ایک لڑکی ہے اور اس سے زید کو ایک نواسی بھی ہے، بکر کے پاس
ایک لڑکا ہے، اس صورت میں زید اگر اپنی نواسی سے اپنے برادر حقیقی کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے تو
نکاح جائز ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

چچا کی نواسی سے نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۵ از رنگون مرسلہ جناب سید محمد عبدالستار ابن سہیل صاحب قادری برکاتی رضوی ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی سوتیلی والدہ کی سگی ہمیشہ سے نکاح کر سکتا ہے
یا نہیں؟ شرعیہ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

سوتیلی ماں ماں نہیں، قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ اَهْلَهُمْ اِلَّا الَّتٰی وَلَدَتْهُمْ (تمہاری مائیں ہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے۔ ت) اس کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ: وَاَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ (محرّمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۶ از رامپور مسئلہ فاروق حسن صاحب ایڈیٹر اخبار دبیدہ سکندری ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ نادرۃ الوقوع میں کہ زید اپنے بیٹے عمر کی زوجہ ہندہ سے فعل حرام کا مرکب ہوا، اب مابین عمر و ہندہ کے نکاح باقی ہے یا نہیں؟ اور اگر عورت خود اقرار کرے کہ زید جو میرے شوہر کا باپ ہے وہ مجھ سے بالجبر و طی کیا ہے اور زید منکر ہے تو کیا حکم؟ اور اگر زید و ہندہ دونوں اقرار کریں وقوع و طی کا جب کیا حکم؟ پھر اگر وقوع و طی کو شہادات سے ثابت کیا جائے تو شاہدوں کی شہادات کی صورت کیسی ہوتی چاہئے؟
بیّنوا توجروا۔

الجواب

اس فعل سے عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے مگر نکاح زائل نہیں ہوتا، نہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک شوہر متارکہ نہ کرے، مسئلہ کے میں نے تجھے چھوڑا اور عدت گزرے اس کے بعد نکاح دوسرے سے کر سکے گی۔ درمختار میں ہے:

بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل
لها التزوج باخرا لا بعد المتاركة وانقضاء
العدة۔
حرمۃ مصاہرۃ سے نکاح ختم نہیں ہوتا اسی لیے دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک متارکہ اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

عورت کا بیان کوئی چیز نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے۔ درمختار میں ہے:
لان الحرمة ليست اليها قالوا به يفتى في
جميع الوجوه بزانرية۔
کیونکہ حرمت کا فیصلہ عورت کے ہاتھ نہیں ہے اور فقہا کرام نے فرمایا تمام صورتوں میں اسی پر فتویٰ ہے۔ بزانریہ (ت)

۱۸۸/۱	۲/۵۱	۱۔ القرآن الکریم
۲۱۴/۱	۲۴/۴	۲۔ " "
	باب فی المحرمات	۳۔ درمختار
	باب الرضاع	۴۔ " "
	مطبع مجتہبائی دہلی	
	" " "	

اور اگر پدر شوہر بھی اقرار کرے جب بھی شوہر رچیت نہیں۔

لَا نَهْ يَرِيدُ اِنْ اَلَمْ يَمْلِكْ ثَابِتٌ بِشَهَادَةِ وَاحِدٍ
لَا سِيَمًا وَهِيَ عَلَى فِعْلِ نَفْسِهِ وَشَهَادَةِ الْمَرْءِ
عَلَى فِعْلِ نَفْسِهِ لَا تَقْبَلُ كَمَا نَصَّ اَعْلِيهِ قَاطِبَةً۔
کیونکہ ثابت شدہ ملکیت کو وہ ایک گواہی سے ختم
کرنا چاہتا ہے خصوصاً جبکہ اس ایک گواہ کی شہادت
اپنے فعل پر ہو جبکہ اپنے فعل پر کسی شخص کی شہادت
مقبول نہیں، جیسا کہ اس پر تمام فقہاء کرام نے تصریح کی ہے۔

ہاں اگر شوہر کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متادکہ
کر دے۔ بڑا نیکہ پھر ہندیہ میں ہے۔

فَانْ وَقَعَ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ وَجِبَ قَبُولُهُ۔
تو اگر اس کے دل میں اس کا صدق واقع ہو تو اسے
قبول کرنا اس پر واجب ہے۔ (ت)

یاد دوشاہ عدل کی گواہی سے یہ امر ثابت ہو اگرچہ اسی قدر کہ اس کے باپ نے اسے بشہوت مس کیا یا بشہوت
بوسہ لیا کہ حرمت کو اسی قدر بس ہے۔ تنویر الابصار میں ہے،

تَقْبَلُ الشَّهَادَةَ عَلَى اللَّمَسِ وَالتَّقْبِيلِ عَنْ
شَهْوَةِ فِي الْمَخْتَارِ وَاللَّهُ تَعَالَى اَعْلَمُ۔
شہوت کے ساتھ چھونے اور بوسہ لینے پر شہادت
قبول کی جاتے گی مختار قول میں۔ (ت) وَاللَّهُ اَعْلَمُ

مسئلہ ۲۴۷ از بنڈیل اسٹیشن وڈاک خانہ ضلع ہرکلی مرسلہ حقا خاں صاحب ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے خاص دادا کی پرتنی اور جو کہ اپنے خاص دادا کی بھانجی
کی لڑکی ہوتی ہے اور ایک رشتہ سے اپنی چچری چچی ہوتی ہیں اُن سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

پر دادا کی پر نواسی، دادا کی بھانجی کی بیٹی، چچری خواہ حقیقی چچی، اس میں کوئی رشتہ ممانعت نکاح
کا نہیں، اس سے نکاح جائز ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۸ از ضلع پورینہ ڈاکخانہ فارس گنج از دکان نجفی شاہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی خوش امن سے قصداً
وطی کی اب اس کی بی بی کا نکاح اُس کے ساتھ قائم رہا یا نہیں یا پھر اُس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے

یا نہیں؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

جس نے اپنی منکوحہ کی حقیقی ماں سے وطی کی یا اسے قصد خواہ کسی طرح بشہوت ہاتھ لگایا اس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، کبھی نہ اسے رکھ سکتا ہے نہ کسی حال میں اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو فوراً چھوڑ دے تاکہ وہ اس کے نکاح سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۹ از ثمانہ چھنگا ڈاک خانہ درو ضلع بریلی مرسلہ ہدایت اللہ صاحب پارچہ فروش ۸ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مریم و مسماۃ سکینہ کی والدہ ایک ہے لیکن باپ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہیں، اب مسماۃ مریم کی ایک دختر ہے جس کا نکاح مسماۃ مریم نے بکر کے ساتھ کر دیا ہے، اب بکر اپنی زوجہ کی خالہ کو جس کا نام سکینہ ہے نکاح میں لانا چاہتا ہے، نزدیک اللہ و رسول کے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

سکینہ سے اس کا نکاح حرام ہے، ہاں جب اس کی یہ عورت مر جائے یا یہ اس کو طلاق دے دے اور عدت گزر جائے اس وقت سکینہ سے نکاح کر سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۰ از موضع لال پور ڈاک خانہ موہن پور ملک بشگال مرسلہ منیر الدین احمد کرلوی لال پوری ۸ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اخت علاقہ کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہے یا حرام؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

اپنی علاقہ بہن کی پوتی سے نکاح حرام قطعی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۱ از موضع میوندی ڈاک خانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اور اس عورت کی ایک دختر بھی پہلے شوہر کی اس کے ساتھ تھی، بعد چھ مدت کے اس عورت کا انتقال ہو گیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ میں اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کر لوں تو یہ نکاح کرنا درست ہے یا نہیں اگرچہ بی بی گھر میں ہو یا نہ ہو اور اگر ایسا کر لیا ہو تو کیا حکم شریعت ہے ایسے لوگوں کے لیے؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

اگر اس عورت سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اُس کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام، اور اگر کر لیا تو جُد کر دینا اور جُد ہو جانا فرض قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ: وربائیکم الّتی فی حجورکم من نسائکم الّٰت

دخلتم بہن فان لم تکنوا دخلتم بہن فلا جناح علیکم ۛ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمہاری مدخلہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہارے پاس زیر پرورش ہیں، اور اگر بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تو تمہیں ممانعت نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۲ از موضع بھوتی ڈاک خانہ امریا ضلع سیلی بھیت مسئلہ محمد نور صاحب ۲۷ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سہمی عبدالرزاق نے ایک مسماۃ محمودہ عرف نور جہاں کے ساتھ نکاح کیا اور اُس کے بعد اس کی بہن جو ایک ماں سے پیدا ہوئی ہیں مگر باپ دونوں کا دو ہیں اس کا نام مسماۃ نجین ہے نکاح کر لیا، عرصہ تقریباً چھ ماہ سے زائد ہو گیا، مسلمانوں نے یہاں کے اس کو بہت بُرا سمجھا اور اُس سے کہا کہ ایک عورت کو دونوں میں سے طلاق دے دو، مگر نہیں سمجھا، اس پر مسلمانوں نے اپنا رحم ترک کر دیا تو وہ مجبور ہو گیا، مسماۃ نور جہاں زوجہ اول سخت بیمار ہو گئی کہ اس کے پاس لوگوں کا بیٹھنا دشوار ہو گیا، اس نے خواہش کی میری طلاق ہو جائے تو افضل ہے، اور مسماۃ نور جہاں اب عرصہ ایک ہفتہ سے کسی جگہ بلا اجازت شوہر گھر سے چلی گئی ہے اور ہنوز مفقود الخبر ہے، اب عبدالرزاق و نور جہاں مفقود الخبر کی خواہش یہ تھی کہ ہم میں باہمی طلاق ہو جائے اور مسماۃ نجین سے نکاح ہو جاوے تو مناسب ہو، ایسی صورت میں مسماۃ نور جہاں کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں اور نجین سے دوبارہ نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

نور جہاں کو طلاق دینے کے بعد اُس کی عدت گزر جائے یعنی اُسے تین حیض آکر ختم ہو جائیں اُس کے بعد نجین سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام حرام حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۳ از ہورہ محلہ بنیا پارہ مدرسہ دارالعلوم مسئلہ میر احسان علی صاحب مدرس ۵ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس نے اپنی عورت کو طلاق دے دیا ایک ہفتہ ہو طلاق دے کر، اور جس شخص سے اب نکاح ہو گا وہ عورت اُسی شخص کے گھر ہے مگر وہ شخص باہر رہتا ہے

اندر مکان کے نہیں جاتا، کہتا ہے کہ جب تک نکاح نہ ہوگا اندر نہ جاؤں گا اور عورت کی دایہ و نیرہ سے جب بچ کرایا گیا کہ حل تو نہیں ہے، معلوم ہوا کہ حل نہیں ہے اس صورت میں اگر نکاح کر دیا جائے تو گناہ تو نہیں ہو سکتا، جلدی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ شیطان ہر وقت بہکاتا ہے، اس صورت میں جلد نکاح کر لیا جائے اس پر کیا حکم ہے؟ صرف گناہ کا خیال کر کے ایسا ہو کہ عدت کے اندر نکاح کر دیا جائے حل نہیں ہے۔ بینوا تو جبراً

الجواب

عدت کے اندر نکاح حرام حرام حرام۔ نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا حرام۔ اگر نکاح ہو اور قرابت ہو زنا نہ ہوگا، اس سے زیادہ یہاں شیطان کا بہکانا اور کیا ہے جسے خود چاہ رہے ہو، عورت کو ایام عدت شوہر ہی کے مکان پر پورے کرنے فرض ہیں وہاں سے نکلنا حرام ہے، اب کہ نکل آتی ہے، فرض ہے کہ فوراً شوہر کے یہاں چلی جائے اور وہیں عدت کے دن پورے کرے، اگر یہاں سے وہاں تک تین دن کی راہ نہ ہو، ورنہ الطینان کی جگہ رہے، اس شخص کے یہاں جب تک ہرگز نہ رہے جس سے اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۴ از مقام ٹانڈہ چھنگا ڈاک خانہ درو تحصیل کچھارہ مرسلہ عبداللہ صاحب غیب بخارہ

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری بہن میری بہن کے باپ دونوں کے جدا ہیں ایک خیاط دوسرا نذات، اب میری ایک دختر ہے جس کا نام فاطمہ ہے اور فاطمہ کا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا ہے اب زید اپنی زوجہ کی حقیقی خالہ کو نکاح میں لاکر دونوں سے ہمبستر ہو رہا ہے اس صورت میں اللہ و رسول کا کیا حکم ہے عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا دونوں نکاح جائز ہیں؟ بینوا تو جبراً۔

الجواب

حرام حرام حرام قطعاً حرام، اس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کی خالہ کو چھوڑ دے اور جب تک اس کی عدت گزرے زوجہ کو ہاتھ لگانا بھی اس پر حرام ہے جب اس کی خالہ عدت سے نکل جائے اس وقت اسے اپنی زوجہ کے پاس جانا حلال ہوگا و ہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵ از سلطان پور ملک اودھ مرسلہ عبدالخالق صاحب عرائض نويس کچھری دیوانی ۸ ذی قعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی تین شادیاں ہوئیں، زوجہ اول سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس کی شادی زید کے حقیقی بھتیجے کے ساتھ ہوئی اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو زید کی حقیقی نواسی ہوئی، اور زید کی تیسری شادی جو ہوئی اس سے تین لڑکیاں ہیں اب زید اس اپنے لڑکے یعنی زید کی شادی اپنے حقیقی بھتیجے کی لڑکی کے ساتھ کیا چاہتا ہے پس ایسی حالت میں جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جبراً۔

الجواب

حرام حرام حرام، وہ صرف اس کے بھائی کی پوتی نہیں جو اس کے بیٹے کو حلال ہو خود اس کی نواسی بھی ہے تو اس کے بیٹے کی بھانجی ہے اگرچہ بیٹا اور زوجہ سے ہے اور وہ بیٹی اور سے تھی بہر حال بھانجی ہے اور بھانجی حرام۔
 قال اللہ تعالیٰ: وَبَنَاتِ الْأَخْتِ (اور تمہاری بھانجیاں حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۵۶ از شہر آگرہ کلو گلی نانی منڈی مرسلہ جرم بخش صاحب مالک کا رخاندہ جیم شو فیکٹری ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جو یاہند مذہب اہل سنت و جماعت تھا اس نے اپنا عقد نکاح مسماۃ ہندہ کے ساتھ کیا جو مذہب اہل شیعہ رکھتی تھی، زید نے اپنے بیٹے عمرو کا نکاح جو بطن ہندہ سے پیدا ہوا تھا بحالت نابالغی جو کہ لڑکی حلیمہ نابالغہ کے ساتھ کر دیا اور بوجہ نابالغی منکوحہ حلیمہ کی وداع نہیں ہوئی حلیمہ نجیب الطرفین اہلسنت والجماعت ہے۔ زید بقضائے الہی فوت ہو گیا، زید کی بیوہ ہندہ نیز اس کی تمام اولاد ہر طریقہ سے پابند اہل تشیع ہے، عمرو اب بالغ ہو کر چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ کو رخصت کرا کے لے جائے، حلیمہ بھی اب چونکہ بالغہ ہے وہ اپنے عقد میں ایک غیر مذہب کے آدمی شیعہ کو منظور نہیں کرتی اور اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتی نیز والدین حلیمہ بھی اب وداع سے انکاری ہیں، اندر یہ صورت یہ نکاح حلیمہ کا جو بحالت نابالغی ایک شیعہ کے ساتھ ہوا تھا از روئے شرح شریف جائز رہا یا باطل؟ اور حلیمہ اپنا عقد نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ میںواتوجروا۔

الجواب

آج کل جو لوگ شیعہ کہلاتے ہیں یعنی تہرائی رافضی اُن کے ساتھ نکاح باطل محض ہے، اگر حلیمہ اور اُس کے اولیا سب راضی ہیں تو اللہ و رسول راضی نہیں، حلیمہ کو حرام ہے کہ اپنے آپ کو اُس کی زوجیت میں سمجھے۔ فتاویٰ ظہیریہ و حدیقہ نذیر و عالمگیری میں مثال روافض کے لیے ہے احکامہم احکام المرئین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) نیز عالمگیری میں ہے:

لا يجوز للمرتدة ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احدیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مرتد کا مرتدہ، مسلمہ اور اصل کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور یوں ہی مرتدہ کو کبھی کسی سے نکاح جائز نہیں۔
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۷ از شمس آباد ضلع کھیل پور مرسلہ مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خود عرصہ تیرہ برس سے ملک افریقہ میں رہتا ہے اُس کی
 خوشدامن کہتی ہے کہ اُس نے میرے ساتھ فعل بد کیا ہے اس پر دو گواہ اس امر کے معائنہ کے ہیں کہ ایک
 کہتا ہے کہ میں بوقت دوپہر کے فلاں مقام میں دونوں کو عین مشغولی میں دیکھا، دوسرا کہتا ہے کہ دونوں کو کھڑے
 پہننے ہوئے دیکھا ہے، اُس موضع کے کل لوگ ہر ایک مکان کے ایک دو آدمی جن کا مجموعہ ۵۰ نفر ہوتے ہیں یہی
 کہتے ہیں کہ قرآن قاطعہ سے ہم لوگ جانتے ہیں کہ زید اور اس کی خوشدامن باہم بد معاش تھے اور ان کے ناجائز
 تعلق میں کوئی شک نہ تھا، برابر دو برس تک دونوں کا باہم اختلاط اور انبساط رہا، جب ان دو گواہوں نے اُن
 کو ایسی کرہ صورت میں دیکھا تب سے زید فرار کر گیا اور ایک دوسرے سے کہہ گیا کہ اب میری عورت غیر مدخلہ جو کہ
 اس خوشدامن کی دختر ہے میرے اوپر حرام ہے جس کو اُس کا دل چاہے دے دے، اس کی عورت اب عرصہ
 آٹھ دس برس سے جو ان ہے اور خورد و نوش و سکونت کی اس کو بہت تکلیف ہے اور غالب گمان ہے کہ
 کہیں جرائم کاری میں مبتلا ہو جائے، پس اگر کوئی عالم افتد و اورع اُس علاقہ کا بموجب عبارت حدیقہ ندیہ:
 واذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ جب زمانہ موثر حکمران سے خالی ہو تو تمام فیصلہ طلب
 فالامور کلھا مفوضۃ الی العلماء الصیغیون امور غلام کے سپرد ہوں گے اور وہ والی مقرر
 ولایۃ

کے اُس غائب کے باپ کے دو برو یا اس کی طرف سے کسی کو وکیل کر کے اُس پر سب و شہادت کر کے تفریق کا
 حکم دے دے تو درست ہو گا یا نہیں، اور اگر درست ہے تو چونکہ غائب ولایت قاضی میں نہیں لہذا اُس کی
 طرف سے مسخر پکڑنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ شامی جلد ۴ ص ۳۵۳ میں باب القضا میں وفي البحر و
 المعتمد ان القضاء علی المسخر الخ (بحر میں ہے مسخر کے خلاف فیصلہ صادر کرنے سے متعلق مقدمہ قول الیٰ) کے متعلق ہے:
 وتفسیر المسخر ان ینصب القاضی وکیلا اور مسخر کی تفسیر یہ ہے کہ قاضی کسی غائب شخص کی طرف سے
 عن الغائب لیسمع الخصومة علیہ وشرطہ کسی کو وکیل بنائے تاکہ وہ غائب کے خلاف الزامات
 عند القائل بہ ان یکون الغائب فی ولایۃ کو سن سکے، لیکن اس کے جواز کے قائل کے ہاں یہ
 القاضی شرط ہے کہ وہ غائب شخص اس قاضی کے علاقہ میں ہو۔

الجواب

صورت مسطورہ اگر واقعی ہے تو اصلہ کسی قضا کی حاجت نہ تفریق کی ضرورت نہ مسخر درکار نہ قضا علی الغائب عورت کو اختیار ہے فی الحال جہاں چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے، یہ دو حال سے خالی نہیں، یہ حرمت مصاہرت یا تو نکاح دختر سے پہلے ہوئی یا بعد، اگر پہلے ہوئی تو نکاح سرے سے فاسد و مردود واقع ہوا، عورت بذات خود اسے فسخ کر سکتی ہے اگرچہ شوہر کی غیبت میں کہ وہ معصیت ہے اور اعدام معصیت سب پر واجب، کماحققناہ فیما علی مرد المحتار علقناہ (جیسا کہ رد المحتار کے حاشیہ میں ہم نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) در مختار میں ہے :

(و) یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه دخل بها او لا فی الاصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي في وجوبه۔

اور اگر وہ حرمت مصاہرت بعد نکاح واقع ہوئی تو نکاح فاسد تو ہو گیا مگر بلا متارکہ فسخ نہ ہو گا اور عورت کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہ ہو گا اور یہ متارکہ صرف شوہر ہی کر سکتا ہے کما یستنبط وہ وفقنا علی ابن عابدین علقنا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور رد المحتار کے حاشیہ میں ہمیں اسی کی توفیق دی گئی۔ ت) در مختار میں ہے :

بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخو لا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى به لا يكون نكاحاً۔

اُسی میں ہے :
مبدأها (ای العدة) فی النكاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بينهما او المتاركة عدت کی ابتداء متارکہ یا قاضی کی تفریق کے بعد ہوگی، متارکہ سے مراد خاوند کا مدخلہ بیوی سے علیحدگی کا اعلان

ای اظہار العزم من الزوج علی ترک وطنہا ہے صرف وطنی کے ترک کا عزم کافی نہیں ہے۔ (دست)
لا مجرد العزم لو مد خولہ

یہاں تک کہ زید نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اب یہ میری عورت غیر مدخولہ میرے اوپر حرام ہے جس کو اس کا دل چاہے دے دے بالاتفاق متارکہ ہو گیا اور نکاح فسخ ہو گیا قضاء قاضی کی کچھ حاجت نہیں، نہ غیر مدخولہ کو عدت کی حاجت، اُس وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۸ از قصبہ ایرانوال محلہ سادات ضلع فتحپور مرسلہ سید محمد رفیع صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی فقیر نے مسماۃ بیا کا (جبکہ اس کی گود میں مسماۃ حقیقہ اس کی لڑکی دودھ پیتی تھی) اندر ایام رضاعت کے دودھ پیا، اُسی مسماۃ بیا کے دوسری لڑکی مسماۃ فہیم پیدا ہوئی، اب فقیر نے مذکور کا نکاح مسماۃ فہیم کے ساتھ کیا کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو مسماۃ فہیم کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور فہیم کو فقیر سے طلاق حاصل کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بیا کی اگلی پھلی سب لڑکیاں فقیر کی حقیقی بہنیں ہیں اور ان میں کسی سے اُس کا نکاح نہیں ہو سکتا حرام محض ہے، اس پر فرض ہے فہیم کو فوراً چھوڑ دے اور وہ نہ چھوڑے تو فہیم پر فرض ہے کہ فوراً اس فاسد نکاح کو فسخ کر دے اور عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔ درمختار میں ہے:

یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محض
من صاحبہ دخل بها ولا فی الاصح خروجا
عن المعصية فلا یبانی وجوبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مرد و عورت ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہے خواہ دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو، دخول کیا ہو یا نہ، اصح قول میں: تاکہ گناہ کو ختم کیا جاسکے، اور یہ بات قاضی پر جو بے نیکی کے منافی نہیں ہے۔ (دست) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۹ از موضع خوردمو ڈاک خانہ بدو سرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ صفدر علی صاحب

۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فوت ہونے بیوی کے، بیوی کی خالہ و عہ سے نکاح جائز

۲۵۸/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	باب فی العدة	لے در مختار
۲۰۱/۱	" " "	باب فی المهر	لے نہ

ہے یا ناجائز؟ اور لڑکے کے طلاق دینے پر یا لڑکے کے مرجانے پر بہو کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب

زوجہ کے مرنے پر اس کی خالہ و عمتہ سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ، واحل لکم ما وراء ذلکم (اور مہربان
کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) اور بیٹا مرنے کے بعد طلاق دے دے اس کی زوجہ سے نکاح
ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے۔ قال تعالیٰ، وحلائل ابنائکم (اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں۔ ت) واللہ
تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۰ از پرسونہ پرنسپل مرسلہ شیخ کریم اللہ ونشی الدین و معین الدین وسعدی و شیخ مسیت زیندار و
بندوخال و واحد کھیا و غلامی ۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

جناب عالی! گزارش ہے کہ مسمیٰ میڈو نور باف نے نکاح کیا تھا، اس کی بی بی کے ساتھ ایک لڑکی آئی تھی
اس کے ساتھ مسمیٰ میڈو مذکور نے تزکیت ناشائستہ کی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے اب اس کو علیحدہ کر دیا ہے
وہ اپنی خطا معاف کرنا چاہتا ہے، حضور پرنور اس امر میں کیا فتویٰ فرماتے ہیں؟ فقط

الجواب

اُس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، اس پر فرماتا ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے اور اب کبھی
اُس سے کسی طرح نکاح نہیں کر سکتا، نہ کبھی کسی طرح اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے، یہ اس کی بیٹی کی جگہ ہے
اور بی بی ماں کی جگہ ہوگئی، دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئیں، دونوں کو فوراً جدا کر دے اور سچے دل سے
تائب ہوا اور نماز کی پوری پابندی کرے تو اُسے ملائیں ورنہ ہمیشہ برادری سے خارج رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۶۱ از پیران پٹن معرفت سٹیشن میانہ محلہ قصاب وارہ مرسلہ کمال بھائی یارو بھائی

۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً بچہ کے دو فرزند ہیں ایک کا نام زید ہے دوسرے کا
عمرو، زید کا نکاح ہونے سے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام فاطمہ ہے، اب فاطمہ کی شادی ہونے سے فاطمہ
کے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام مریم ہے، اب مریم کا نکاح عمرو کے ساتھ از روئے شرع جائز ہے یا
نہیں؟ اور اس میں دودھ کا تعلق کسی طرف سے اور کسی ذریعہ سے کسی کا بھی نہیں؟ اور یہ جو دونوں فرزند

بزرگے ہیں یعنی زید و عمرو ان دونوں کی والدہ الگ الگ ہے۔ بینوا تو جردا

الجواب

زید عمرو کا بھائی ہے، فاطمہ عمرو کی بھتیجی ہے، مریم عمرو کی بھتیجی کی بیٹی ہے۔ جیسے بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجی کی بیٹی حرام ہے، بھتیجی بیٹی ہے اور بھتیجی کی بیٹی نواسی۔ عمرو مریم کا نانا ہے، نانا کے لیے نواسی کیسے حلال ہو سکتی ہے، قال اللہ تعالیٰ: و بنت الاخ تم پر بھائی کی بیٹیاں حرام ہیں۔ بیٹیوں میں نواسیاں پوتیاں بھی داخل ہیں، جیسے فرمایا، حرم علیکم امهاتکم و بناتکم تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں۔ بیٹیوں میں نواسی پوتی داخل نہ ہوں تو آدمی پر خود اس کی پوتی نواسی کہاں سے حرام ہوگی کہ قرآن مجید میں تو بیٹیاں حرام فرمائیں اور یہ محرمات گنا کر فرمایا،

واحل لکم ما وداہ ذلکم۔ ان کے سوا اور جو نہیں وہ تم پر حلال ہیں۔

بالجملہ بھائی کی نواسی حرام ہونے سے انکار قرآن و اسلام سے انکار ہے۔ تقایہ میں ہے:

حرم علی المرءہ اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب یعنی ما القرابت الخ۔ باپ کے فروع حرام ہیں الخ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

من الاخوات لاب و امہ او لاحد ہما و بنات سگی بہنیں یا ماں یا باپ کی طرف سے بہنیں اور الاخوة وان بعدت۔ واللہ تعالیٰ اعلم بھتیجیاں نیچے تک۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۲ از شہر ربلی سبزی منڈی مسئلہ کبیر احمد صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی نواسی زوجہ اول سے اور زید کا لڑکا زوجہ ثانیہ سے جس کو ایک شخص غیر نے پالا ہے، کیا پس زید زید کی نواسی کی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے؟ بینوا تو جردا

الجواب

حرام ہے، وہ اس کی بھانجی کی بیٹی ہے اس کی نواسی کی جگہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

۱۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

۱۶ " " ۲۳/۴

۱۷ مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ کتاب النکاح فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲
۱۸ جامع الرموز کتاب النکاح مکتبۃ الاسلام گنبد قاموس ایران ۱/۴۴۹

مسئلہ ۲۶۳ از فتح پور محلہ سید خواڑہ مرسلہ نور خان محرم محمد یار خان وکیل ہائی کورٹ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر دونوں کی عورتیں رشتہ میں سگی بہنیں تھیں، زید کی بی بی کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں، منجملہ اُن کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مر گئی، اور ایک لڑکی بیوہ موجود ہے، اور بکر کی بی بی کا ایک لڑکا بن گیا یا موجود ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب زید کا پہلا لڑکا پیدا ہوا ہے تو بکر کے اس لڑکے نے اپنی خالہ یعنی زید کی بی بی کا دودھ پیا تھا، بعد اس کے تین اولاد کے بعد زید کی یہ لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت بیوہ موجود ہے، اس سے بکر کے کنوارے لڑکے کا نکاح درست ہے یا ہو سکتا ہے جبکہ بکر کے بیٹے نے زید کی بی بی کا دودھ پیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زید کی بی بی کا دودھ بکر کے بیٹے نے پیا ہے اور زید کی بیٹی یہ اس دودھ شریکی بھاتی کی تیسری اولاد کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ بینوا تو جبردا

الجواب

ان دونوں کا نکاح حرام قطعی ہے، وہ آپس میں سگی بھاتی بہن ہیں، تین یا تیس اولاد کے بعد اس لڑکی کا پیدا ہونا زید اور زید کی بی بی کو بکر کے بیٹے کے ماں باپ ہونے سے خارج نہ کرے گا، نہ ان کی کسی اولاد کو سپر بکر کے بھاتی بہن ہونے سے۔ قال اللہ تعالیٰ: **وَإِخْوَانُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ** (اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۴ از نواب گنج ضلع بریلی مرسلہ سید نثار حسین صاحب ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

زید کی زوجہ ہندہ کی ہمیشہ زادہ ہے، زاہدہ کے زید سے بلا نکاح لڑکا پیدا ہوا، ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح رہا یا نہیں؟ اور زاہدہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبردا۔

الجواب

ہندہ بدستور اُس کے نکاح میں ہے، سالی کے ساتھ زنا حرام ہے مگر عورت کو حرام نہیں کرتا، زاہدہ سے جب تک ہندہ اس کے نکاح میں ہے نکاح نہیں کر سکتا، اگر ہندہ مر جائے تو اسی وقت یا یہ اُسے طلاق دے دے تو عدت گزرنے پر زاہدہ سے نکاح کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۵ از لاہور مسجد بیگم شاہی مسئلہ مولوی احمد الدین صاحب ۶ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

زید نے ہندہ سے نکاح کیا بحالت نابالغی ہندہ زید نے اُس سے وطی کی، بعد وطی ہندہ کو طلاق دے دی

اُس نے عمرو سے نکاح کیا عمرو سے ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ لڑکی زید پر حرام ہے یا نہیں؟ ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں، یونہی بیٹی سے نکاح ماں کو؟ دونوں میں وطلاق شرط حرمت ہے یا نہیں؟ اور وطلاق کے لیے کیا بلوغ مدخلہ شرط ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب

شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ بیٹی سے مجرد نکاح ماں کو حرام ابدی کرتا ہے وطلاق کی شرط نہیں۔ قال تعالیٰ: **واہمیت نسائکم** (تمہاری بیویوں کی مائیں۔ ت) اور وطلاق ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاحا ہو تو بالاجماع اور بلا نکاح ہو تو ہمارے نزدیک اور ماں سے مجرد نکاح بیٹی کو حرام نہیں کرتا جب تک وطلاق نہ ہو، قال تعالیٰ: **وربائیکم اللہ فی حجورکم من نسائکم اللہی** تمہاری مدخولہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں دخلتم بہن فان لم تکنوا دخلتم بہن فلا جناح علیکم **علیکم** ہیں، اور اگر تم نے بیویوں سے دخول نہ کیا تو تم پر ممانعت نہیں۔ (ت)

ہاں اگر وطلاق ہو تو تحریم لائے گی اسی تفصیل پر کہ نکاح میں بالاجماع اور بلا نکاح ہمارے نزدیک تو وہ صغیرہ نابالغہ جس سے زید نے صحبت کی پھر طلاق دے دی اور اس نے دوسرے سے نکاح کیا اور اس سے اس عورت کے بیٹی پیدا ہوئی یہ بیٹی قطعاً شوہر اول پر حرام ہے کہ جب صحبت کی **فدخلتم بہن** ہاں اگر صغیرہ چار پانچ برس کی بچی ہو جہاں ایلا جحشفہ ممکن نہ ہو تو البتہ حرمت نہ ہوگی کہ صحبت نہ ہوگی اور مدخولہ کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ مدخولہ بالحلل ہو یا بالحرام، اور زوجہ کی والدہ ایداً اپنی ماں کی طرح ہے زوجہ کے مرنے یا طلاق ہو کر عدت گزرنے کے بعد بھی کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ ۲۶۶** از موضع سند مولیٰ ضلع بریلی **مسئلہ غفور صاحب** ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ علاوہ چچی و بھوپھی و ممانی و دادی و نانی و والدہ وغیرہ کے رشتہ داروں میں کس عورت سے نکاح جائز ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب

چچی اور ممانی سے بھی نکاح جائز ہے۔ نسبی رشتوں میں چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، ایک وہ کیہ جن کی اولاد سے ہے جیسے ماں، دادی، نانی کہتے ہی اوپر کی ہوں۔ دوسری وہ جو اس کی اولاد ہیں جیسے بیٹی، پوتی، نواسی کہتے ہی نیچے کی ہوں۔ تیسری وہ جو اس کے ماں یا باپ کی اولاد خواہ اولاد در اولاد جیسے بہن، بھانجی، بھتیجی اور ان کی **سے و سلمہ القرآن الکریم** ۲۳/۴

اور بھائیوں بھتیجیوں کی اولاد کتنی ہی دور ہوں۔

چوتھی وہ کہ ماں باپ کے سوا اور جن کی اولاد سے یہ شخص ہے جیسے دادا، دادی، نانا، نانی کتے ہی اوپر کے ہوں ان کی خاص اپنی اولاد جیسے اپنی چھوٹی خالہ یا اپنے ماں یا دادا یا دادی یا نانا یا نانی کی چھوٹی خالہ، ان لوگوں کی اولاد کی اولاد حرام نہیں جیسے چھوٹی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۷ از موضع سندھوکی ضلع بریلی مسئلہ فقیر صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواری لڑکی کا حمل زید سے رہ گیا اس کے والدین نے عمرو کے ساتھ نکاح کر دیا، اب علمائے دین کی خدمت بابرکت میں استفسار ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ جس کا نطفہ ہے اُسی کے ساتھ نکاح جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے۔

الجواب

نکاح عمرو سے بھی جائز ہے مگر عمرو کو اس کے پاس جانا منع ہے جب تک بچہ نہ ہو لے، یہ اُس صورت میں ہے کہ حمل زنا کا ہو، اور اگر زنا نہ ہو بلکہ شبہہ اور دھوکے سے زید اس کے ساتھ ہمبستر ہوا تو بیشک جب تک بچہ نہ ہو لے دوسرے سے نکاح جائز ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا پھر اس کی بہن کو بھی گھر میں ڈال لیا اب زید کا ہندہ سے وطی کرنا کیسا ہے اور دونوں بہنوں کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟
يَتِمُّوْا تَوْجَرُوْا۔

الجواب

اگر دوسری کو بلا نکاح گھر میں ڈال لیا تو پہلی سے وطی بدستور جائز ہے اس سے جو اولاد ہوگی اولاد حلال ہے اور اس دوسری سے صحبت حرام و زنا ہے اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی۔ اور اگر دوسری سے بھی نکاح کر لیا تو جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا پہلی سے وطی حلال ہے، لیکن جس وقت اس دوسری کو ہاتھ لگائے گا پہلی سے قربت بھی حرام ہو جائے گی، جب تک اس دوسری کو چھوڑے اور اُس کی عدت گزرے اس وقت تک پہلی بھی حرام ہے، اس صورت میں دونوں عورتوں سے اس کے بعد جو اولاد ہوگی اگرچہ اسی کی ٹھہری گی ولد الزنا نہ ہوگی مگر ولد الحرام ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۹ ۳ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

زید کے والد نے زید کی زوجہ سے زنا بالجبر کیا، عورت نے زید سے کہہ دیا، اس پر زید نے اپنی عورت کو طلاق دے دی جس کو عرصہ تین ماہ کا ہو گیا اُس کے بعد زید سے عورت نے کہا کہ تم نے مجھ پر تہمت رکھا تھا اس لیے

میں نے یہ غلط بات بیان کی۔ زید نے عورت کو طلاق دی اب وہ اپنی اس عورت کو نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

الجواب

اگر زید نے صرف عورت کے بیان پر اس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی مگر ہمیشہ کے لیے اس کا زید پر حرام ہونا ثابت نہ ہوا جب تک زید خود اس بیان کی تصدیق نہ کرے لیکن سائل نے بیان کیا کہ زید نے تین طلاقیں دیں زید گنہگار ہوا اور عورت سے اب بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا، یوں اسے رکھے گا تو حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۔ قاضی محمد ابراہیم وقاضی نیاز الدین صاحبان صدیقی صابون فروش سنیدہ روازہ اندر جھانسی کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، ایسی عورتیں جو آوارہ ہیں بے پردہ ہوتی ہیں کھلے بندوں چلتی پھرتی ہیں، زنا بھی ان سے ثابت ہو اور حمل بھی گرائے گئے ہوں یا طوائف وغیرہ، تو ایسی عورتوں کا نکاح بلا استبراء رحم جائز ہے یا نہیں؟ یمنوا تو جردا خدا آپ کو ہر اے خیر عطا کرے۔

الجواب

اگر وہ کسی کی منکوحہ نہیں تو بلا استبراء رحم بلکہ خاص حالت زنا میں اس سے نکاح جائز ہے مگر حمل خود اس ناکح کا نہ ہو تو اسے قربت جائز نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے لہذا یسقی ماء کا نہ منع وغیرہ دوسرا مختصراً (تاکہ اس کا پانی دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرے، درمختار۔ ت)

مسئلہ ۲۸۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی بی بی سے زنا کیا اور عورت اس کی مقررہ مرد یعنی جس نے زنا کیا اس کو تمام برادری کے لوگوں نے علیحدہ کر دیا اس سے بات چیت سب بند ہے سلام وغیرہ سب لوگ نہیں کرتے اور مرد زانی نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار بلکہ جب لوگ کہتے ہیں کہ تو نے بڑا بے گناہ کیا تو کہتا ہے کہ خطا ہوئی کیا کریں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ عورت کیا اب خاوند اصلی کے پاس رہ سکتی ہے اور اس کے لیے حلال ہے یا کہ دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور کیا اس عورت کو خاوند سے طلاق لینے کی بھی ضرورت ہے اور کیا جب تک کہ وہ طلاق نہ دے اس وقت تک غیر سے نکاح نہیں کر سکتی؟ بعض مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بلا طلاق دے غیر سے نکاح نہیں کر سکتی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ طلاق کی ضرورت نہیں وہ عورت اپنے خاوند اصلی کے لیے حرام ہوگئی اور کیا یہ عورت مہر لے سکتی ہے؟

الجواب

شوہر اگر مانتا ہے کہ ایسا ہوا تو عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہوگئی، کسی حیلہ سے اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی، اس پر فرض ہے کہ اُسے فوراً جد کر دے متاثر نہ کرے، مثلاً کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا۔ بے اس کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اس لیے زیادہ طلاق کی بھی حاجت نہیں، اور اگر شوہر کو امر مذکور کا وقوع تسلیم نہیں تو صرف عورت کے کہنے سے ثبوت نہیں ہو سکتا، اگر شوہر نے طلاق نہ دی وہ اس کی عورت ہے اور دی تو جیسی طلاق دی ویسا حکم۔ اگر تین طلاقیں دیں تو بے حلال اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ ریا مہر وہ تمام صورتوں میں مطلقاً لازم ہے مہر متاخر میں عورت کو لینے کا اختیار بعد متاثر کر یا طلاق یا موت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۲ از مقام اکثرہ ضلع بلاسپور مسئلہ حامد علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے زنا کیا، اب کیا یہ بیوی اپنے اصلی شوہر کو زانی کا لڑکا ہے کے پاس رہ سکتی ہے؟ اور اگر نہیں رہ سکتی تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور شوہر اول سے مہر لینے کی مستحق ہے کہ نہیں؟ بیٹنوا تو جبروا

الجواب

یہ کہ زنا کیا، جھوٹ بک دینے سے ثابت نہیں ہو سکتا اس کے لیے چار شاہد چاہئیں، بغیر اس کے زید کا باپ اگر اقرار بھی کرے اور زید باور نہ کرے تو اس کا اقرار زید پر ثبوت نہیں، ہاں اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے یا زید اس کی تصدیق کرے تو عورت زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی مگر ابھی نکاح سے نہ نکلی، دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک زید اُسے نہ چھوڑے، اور اس صورت میں زید پر فرض ہوگا کہ فوراً اُسے چھوڑ دے، اس کے بعد عورت عدت کرے بعد عدت سوائے زید کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، زید پر اس کا مہر بہر حال لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۳ از کولمبو سیلون مسئلہ عبدالقادر صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ بیٹنوا تو جبروا

الجواب

وہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ، دادا، نانا، جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا، پوتا، نواسا، اُن کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں اُن کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۶ از کوہ رانی کھیت کوٹھی انجینئر اسپیل مرسلہ غلام محمد صاحب ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ
 (۱) شیعہ مذہب کا نکاح سُنی مذہب کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ لڑکا اور اس کا باپ شہادت
 دلتے ہیں کہ ہم سُنی مذہب ہیں اور اگر تم شیعہ سمجھتے ہو تو اپنے دل کے اطمینان کے واسطے ہمیں سُنی
 مذہب کر لو، اور جو اُن کے ہم وطن ہیں وہ کہتے ہیں ہم لوگ شیعہ ہیں اور اُن کے گاؤں میں سُنی مذہب
 رہتے ہیں اور اُن کے خاندان سے واقف ہیں کہ یہ سُنی مذہب ہیں اس پر یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ
 انھیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا، اور بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اس کی شہادت
 دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ مذہب میں نہیں ہیں اور اُن کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے۔
 (۲) اور دو شخص نے یہ کہا کہ لڑکی کا باپ اور لڑکے کی ماں کچھ تعلق رکھتے ہیں اس پر لڑکی کے باپ نے قرآن شریف
 لا کر کہا اس کو اٹھاؤ، وہ انکار کیا اور چلا گیا اور کوئی ثبوت نہ ہوا۔

(۳) جب برات گئی اور لڑکی کا بھائی مولانا صاحب کے پاس گیا کہ نکاح پڑھانے کو آئیں گے یا نہیں، تو
 انھوں نے کہا میں نہیں آؤں گا تو کون آئے گا، نکاح کے وقت وہ نہیں آئے اور کہا کہ جو کوئی ان کا
 نکاح پڑھائے گا اس کی عورت طلاق ہو جائے گی۔ بینوا تو جروا

الجواب

(۱) رافضیوں میں تقیہ ہے، بے حاجت بھی تقیہ کرتے ہیں، حاجت کے وقت کا کیا اعتبار اور اشتباہ
 مٹانے کی کیا صورت کہ تقیہ وہ ملعون چیز ہے جس کا کرنے والا سب کچھ کہہ لے گا، خالص اسلام بولے
 اور دل میں کفر بھرا ہوگا، رافضیوں کی شہادت کہ یہ سُنی ہے کیا معتبر ہو سکتی ہے، رافضی کی گواہی
 کچھ معتبر نہیں لا ایمان لہم (ان کا ایمان ہی نہیں۔ ت) بعض مسلمانوں کی گواہی کہ یہ شیعہ
 نہیں اور مسلمانوں کی شہادت کہ انھیں شیعہ برتاؤ کرتے دیکھا، یہ شہادت اثبات ہے اور وہ شہادت
 لفظی جو مقبول نہیں، لہذا یہ نکاح ہرگز نہ کیا جائے، قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد
 قیل (حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے۔ ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ایسے خالی بیانوں سے ناجائز تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۳) اُس کے رافضی ہونے کے سبب جس نے نکاح پڑھانے سے انکار کیا بہت اچھا کیا اور وہ حکم

جو اس نے بیان کیا اگرچہ مطلق نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ جب رافضی کے ساتھ سُنیہ کا نکاح جائز و حلال جانا تو خود اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۷ از رانی کھیت صدر بازار مسئلہ محمد ابراہیم خاں صاحب ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خانِ تبت کا اور اس کا لڑکا اپنے آپ کو سنتِ جماعت بتاتے اور قرآن شریف کی رُو سے اپنا طریقہ سنتِ جماعت بتاتے ہیں اور قریب ۳۰، ۳۵ سال سے رانی کھیت میں رہتے ہیں، اب سب لوگ ان کو رافضی مذہب کا کہتے ہیں، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ سُنی کی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یہ شخص غریب ہے سب لوگ عداوت سے رافضی کہنے لگے ہیں ان کے سب طریقہ روزے، زکوٰۃ، نماز کے اہل سنت و جماعت کی طرح ہیں۔ رانی کھیت کی مسجد کے مولانا نے جن کا نام عبدالرحمن ہے نکاح نہیں پڑھایا کہ رافضی کا نکاح سُنی سے نہیں ہو سکتا عداوت سے سب مسلمان ایک ہو گئے ہیں۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب

بلاوجہ عداوت سے سب مسلمانوں کا ایک ہو جانا معقول نہیں اور رافضیوں کا تقیہ معلوم ہے اور نکاح امر عظیم ہے احتیاط لازم ہے۔ حدیث میں فرمایا: **كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ** (کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے۔) ہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۸ از کھنڈ بنگال بنک ڈاکخانہ حضرت گنج مسئلہ عبدالرحیم خاں صاحب
مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کی سسرال کے رشتہ کے ماموں کا لڑکا اور زید کی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

اپنے حقیقی ماموں کے بیٹے سے بیٹی کا نکاح جائز ہے، سسرال کے رشتہ کا ماموں تو بہت دُور ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو مثل رضا عت وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۷۹ از شہر اکیاب تھانہ کیو کو تو موضع کا ونچی بازار مسئلہ مولوی سکندر علی صاحب بنگالی طالب علم مدرسہ نیازہ یہ خیر آباد ضلع سینا پور ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
ما قولکم ما حکم اللہ تعالیٰ فی هذا تمھاری کیا رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے اس

المسألة شخصی قاسم زنی را که در قرابتش بنت بنت رضاعی مربرادر حقیقی قاسم باشد بجماله نکاحش آورد وطن او چنان بود که موافق مذہب خود جائز است ، از علما ہم استفتا نموده بود ، ایشان بصحت نکاحش قضا نمودند ، پس از چند علماء احضار بعد از جواز نکاحش فتوی می دادند و جماعت مسلمین را باو مجالست و مواکلتش منع می کنند مادامیکہ تفریق نکاحش نکنند ۔

مسئلہ میں ، کہ قاسم نامی ایک شخص نے اپنے قریبوں میں سے ایک عورت جو کہ قاسم کے حقیقی بھائی کی رضاعی نواسی ہے سے نکاح کیا اور اس کا خیال تھا کہ اپنے مذہب میں یہ جائز ہے اور اس نے علماء سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی اسے جائز کہا ، اس کے بعد چند حنفی علماء نے اس نکاح کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو نکاح کرنے والوں کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے سے منع کر دیا تا وقتیکہ وہ اس نکاح کو ختم کر کے علیحدگی اختیار نہ کر لیں ۔ (ت)

جواب بنگالیاں

بر تقدیر صدق مسئول عنہا علمائے شریعت غرآ و فضلاء طریقت بیضا بالخاصہ فقہائے مذہب حنیف و علمائے ملت مدنیف می نگارند کہ چون علمائے مذہب مسترہ شان مجتہد باشند یا مقلد ظن یا سہواً علی کنند و سبکے بکارے صادر نمایند و قضا بر آں تنفیذ فرمایند ، پس آں دانستند و وقوف یافتند کہ ہماں عمل و فعل زیشاں بطور پیوستہ بطبق مذہبشال پیراختہ و مشرب یکے از ائمہ و دیگرے کہ معدود و محدود بہ نسبت جماعت ست در پیوستہ پس بار دیگر تنقیض و تردید انہا کردن روا و جائز نباشد بل بہیں مسلک تقلید نموده کہ ہم خالی از تلفیق دار وہماں عمل و فعل را لا محالہ صحیح و درست دارند و نیز از یں تقلید ظنی از مذہب مسترہ خود خارج نہ شوند و منسوب بدان مذہب دیگر نگردد پس مناکحت قائم بدین منوال بہیں مقال صادق ست کہ لاریب و لا محالہ

مسئلہ صورت کے صدق پر علمائے شریعت اور طریق حق کے مقلدین خصوصاً فقہائے مذہب حنیف اور علمائے ملت مدنیف ہیں کہ جب مروجہ مذہب کے مجتہد یا مقلدین میں سے کوئی اپنے ظن سے یا غلطی سے کسی کام کا حکم صادر کریں اور اس پر فیصلہ بطور قضا نافذ کر دیں اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ عمل یا کام ان کے مذہب کے خلاف ہے اور کسی دوسرے اہلسنت کے امام کے مسلک میں جائز ہے تو اس عمل اور کام کو کالعدم کرنا جائز نہیں بلکہ دوسرے جائز قرار دینے والے مسلک کی تقلید میں اس کو جائز اور نافذ رکھنا چاہیے ، اس سے اپنے مروجہ مذہب سے خروج اور دوسرے مذہب کو اختیار کرنا لازم نہ آئے گا ، پس قاسم مذکور کا مذکورہ نکاح اگرچہ حنفی مذہب کے خلاف ہے مگر اہل ظواہر کے مسلک مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ

اصحیح و نافذ گردیدہ است اگرچہ بالفرض والتقدیر
مخالفت مذہب حنفی آمدہ لیکن بمسک اہل ظواہر کمرشل
امام بہام شافعی علیہ رضوان الباری وغیرہ کہ
مسک و مشمول بسنت جماعت سنت برداختہ و درپوشہ
کہ علمائے احناف بظن جواز مذہب شافعی مظنون
شدہ بنت بنت رضاعی را مربرادر حقیقی قاسم مذکور
بود حکم نکاحش وادہ بودند بکالتیکہ در تحت حجاب
ممنوعات کلیہ حنفیہ محبوب و مستور بودہ و در ضمن ضابطہ
ماوربہا محملات اہل ظواہر کہ بچوں شافعی وغیرہ
ہستند مکشوف و مظهر ماندہ پس ہرگز علمائے احناف را
نمی رسد کہ تفریق و افساد در نکاحش کنند کہ آن مستلزم
تحقیق و تکیر سنت جماعت گردد و حقارت یکے را
از سنت عنہ اللہ بموجب **قوله** وادہ
کما قال العلامة ابن عابدین الشافعی الحنفی
فی رد المحتار ناقلاً عن العلامة الشرنبلالی
فی عقد الفرید، ان له التقليد بعد العمل کما
اذا صلی ظاناً صحتها علی مذهبہ ثم تبین
بطلانها فی مذهبہ و صحتها علی مذهب غیرہ
فله التقليد و يتحرى بتلك الصلوة علی
ما قال فی البرازیة انه مروی عن
ابی یوسف انه صلی الجمعة مغتسلًا من الحمام ثم اخبر
بفارقة فی بنو الحمام، فقال ناخذ بقول اخواننا
من اهل المدينة اذا بلغ العلماء قلتین لم یحمل
خبثاً اھم و ایضاً فیہ تحت قول الدر المختار
لہ رد المحتار مطلب فی حکم التقليد الرجوع عنہ

اہلسنت جماعت ہیں کہاں نکاح درست ہوا، نیز علمائے
احناف نے جب غلطی سے اس نکاح مذکورہ کو جائز
گمان کیا تو ان کے گمان میں جائز ٹھہرا کہ حقیقی بھائی
کی رضاعی نواسی سے قاسم کا نکاح درست قرار
دے کر کر دیا اور ان کی نظر میں حنفی مسک کی ممانعت کا
قاعدہ مستور رہا اور اب امام شافعی جیسے اہل ظواہر کے
مسک پر اس کا جواز معلوم ہوا تو اب علمائے احناف کو
ہرگز جائز نہیں کہ وہ اس نکاح کو فاسد کریں اور تفریق
کریں، کیونکہ جماعت کی اور ایک سنت اور مسک کی
تحقیق لازم آئے گی جو کہ عند اللہ مگر اسی کا موجب ہے
جیسا کہ علامہ شامی نے علامہ شرنبلالی سے رد المحتار
میں عقد الفرید سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو
عمل کے بعد بھی دوسرے کی تقلید جائز ہے جیسا کہ اپنے
مذہب کے مطابق نماز کو صحیح سمجھ کر ادا کیا اور بعد میں
معلوم ہوا کہ اس کے مذہب صحیح میں نہیں ہوتی مگر
دوسرے امام کے مذہب میں صحیح ہوگی تو اب دوسرے
امام کی تقلید کرتے ہوئے نماز کو صحیح قرار دینا حجاب
بشرطیکہ نماز پڑھتے وقت اس نے تحریر کی ہو، جیسا کہ
برازیہ میں فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے
مروی ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ حمام کے پانی سے جمعہ
کا غسل کیا پھر بعد میں بتایا گیا کہ حمام میں چڑھا ہوا ہے
تو آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے بھائی اہل مدینہ کے مسک کو
اپناتے ہوئے کہ جب پانی دوٹکے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اس
پر عمل پیرا ہیں اھ اور نیز انھوں نے درمختار کے قول
دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱

واما المقلد الخ نقله في القنية عن المحيط وغيره وجزم به المحقق في فتح القدير وتلميذه العلامة قاسم وادعى في البحر ان المقلد اذا قضى بمذهب غيره وبرواية ضعيفة او بقول ضعيف نفذ، واقرى ما تمسك به ما في البزاني عن شرح الطحاوي اذا لم يكن القاضي مجتهداً او قضى بالفتوى ثم تبين انه على خلاف مذهب نفذ وليس لغيره نقضه وله ان ينقضه كذا عن محمد وقال الشافعي ليس له ان ينقضه ايضاً، لان امضاء الفعل كامضاء القاضي لا ينقضه، و دليل مذهب الظاهر كطلعت بر سنت جماعت ست ومخالفت شرعي در باب رضاعت باخاف می دارند، همچون امام بهام شافعی وغیره هستند ہمیں ست چنانچہ شارح مسلم امام نووی در شرح آل مے نگارند ولم يخالف في هذا الا اهل الظاهر وابت عليه فقالوا لا تثبت حرمة الرضاع بين الرجل و الرضيع ونقله الماندری

"اما المقلد" کے تحت فرمایا کہ قنیہ نے محیط وغیرہ سے نقل کیا اور اس پر فتح القدير میں محقق اور ابن شاکر علامہ قاسم نے جزم کیا ہے اور بحر میں دعویٰ کے طور پر کہا کہ قاضی مقلد اگر غیر کے مذہب یا ضعیف قول یا روایت پر فیصلہ دے دیا تو وہ نافذ ہوگا اور اس سلسلہ میں بہترین استدلال بزازہ کی شرح طحاوی سے منقول عبارت ہے کہ جب قاضی مجتہد نہ ہو اور کسی کے فتویٰ پر فیصلہ کر دیا ہو تو بعد میں اگر معلوم ہوا کہ اس نے اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو فیصلہ نافذ رہے گا اور دوسرا قاضی اس کو رد نہیں کر سکتا، یاں وہ خود کالعدم کر سکتا ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوں منقول ہے، اور دوسرے امام یعنی ابووسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خود اس قاضی کو بھی کالعدم کرنے کا حق نہیں کیونکہ عمل ہو جانے پر گویا کہ قاضی نے نافذ کر دیا ہے اور نافذ شدہ کو کالعدم نہیں کہا جاسکتا، اور اہل ظواہر کا مذہب بھی اہلسنت میں شامل ہے اور اس کا صرف فروعی اختلاف رضاعت کے بار میں احناف سے ہے یہ بھی امام شافعی کی طرح ہیں، چنانچہ شارح مسلم شریف امام نووی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اس میں صرف اہل ظاہر اور ابن علیہ کا خلاف ہے کہ وہ کہتے ہیں دودھ پینے والی لڑکی اور مرد کے درمیان رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور اس کو ماندری نے

عن ابن عمر وعائشة (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) واحتجوا بقوله تعالى وامهتكم التي ارضعتكم واخوانكم من الرضاعة و لم يذكر البنت والعمة كما ذكرهما في النسب وامام ابو عیسیٰ ترمذی در جامع ترمذی شان می آرند حدیثنا الحسن ابن علی اخبرنا ابن نمیر عن هشام ابن عروہ عن ابیہ عن عائشة قالت جاء عمی من الرضاعة يستأذن علی فابیته ان اذن له حتی استأمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیدج علیک فانه عمک قالت انسما ارضعتنی المرأة ولم یرضعن الرجل قال فانه عمک فلیدج علیک هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم من اصحاب التبعی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہم کہ ہوا بن الفحل و الاصل فی هذا حدیث عائشہ و وقد رخص بعض اهل العلم فی لبن الفحل والقول الاول اصح رواہ الترمذی

عبد اللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا ہے اور اصحاب غزوہ بدر نے اپنی دلیل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ پلانے والی تمھاری ماؤں اور تمھارے رضاعی بھائیوں کو ذکر کیا ہے اور بیٹی اور چھوٹی کو ذکر نہیں کیا جس طرح ان کو نسب میں بیان فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں بیان کیا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی انھوں نے ابن نمیر انھوں نے ہشام انھوں نے اپنے باپ عروہ انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھوں نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور اس نے میرے ہاں آنے کی اجازت چاہی تو میں نے انکار کیا حتیٰ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا وہ تیرے ہاں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے نہیں پلایا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے وہ داخل ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور اس پر عمل ہے بعض صحابہ کرامؓ اور ان کے غیر نے دودھ والے خاوند یعنی رضاعی باپ کے داخل ہونا مکروہ کہا ہے، اور اصل ثبوت حضرت عائشہ کی حدیث ہے، اور بعض اہل علم نے دودھ والے باپ (رضاعی باپ) کو داخل ہونے کی اجازت دی ہے، اور پہلا قول صحیح ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے

وقال الشامي ونظيره هذه ما نقله العلامة
بيروني في اول شرحه على الاشياء عن
شرح الهداية لابن شحنة ونصه اذا
صح الحديث وكان على خلاف المذهب
عمل بالحديث ويكون ذلك مذهب
ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل
به فقد صح عن ابي حنيفة امام
العظم انه قال اذا صح الحديث
فهو مذهبى وقد حكى ذلك ابن
عبد البر عن ابي حنيفة وغيره من
الائمة الخ وقاضى خان صاحب هداية مذهب
اهل ظاهر نقل بالتصريح فرموده اند كما قال في
فتاوى قاضى خان وقال الامام الهمام
الشافعى الحرمة لا تثبت في جانب الاب و
الفقهاء يسمون هذه المسألة لبن الفحل
وقال في الهداية وفي احد قولى الشافعى
لبن الفحل لا يحرم لان الحرمة لشبهة
البعضية واللبن بعضها لا بعض
برگاه از دلائل كتب فقهاء حنفية مبين ومبرهن گردید که
تزوج قاسم نامی نزد علمائے حنفی روا و درست
گمردید و ازاں مذهب حنفی بیرون

اور شامی نے کہا کہ اور اس کی نظیر وہ ہے جس کو
علامہ بیرونی نے اشباہ پر اپنی شرح کے ابتدائے ہدایہ
کی شرح سے نقل کیا یہ شرح ابن شحنة کی ہے جس کی عبارت
یہ ہے جب حدیث صحیح ہے جو کہ مذہب کے مخالف ہے
تو عمل حدیث پر ہوگا، اور
یہی امام کا مذہب ہوگا اور اس حدیث پر عمل سے مقلد
امام صاحب کی تقلید سے خارج نہ ہوگا کیونکہ امام ابو حنیفہ
سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا جب حدیث صحیح
ہو تو وہ میرا مذہب ہے۔ اس کو ابن عبد البر نے امام
ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے الخ قاضی خان اور
صاحب ہدایہ نے اہل ظواہر کا مذہب صراحتاً یہی ذکر
کیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں کہا کہ امام شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ بآپ کی جانب سے رضاعت کی حرمت
ثابت نہیں کرتے۔ اور فقہاء کرام نے اس مسئلہ کو لبن الفحل
(خاوند کا دودھ) کا عنوان دیا ہے، اور ہدایہ میں
کہا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ایک قول میں رضاعی
باپ حرام نہیں ہوتا کیونکہ رضاعت میں حرمت جزئیت
کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ دودھ عورت کا جز ہے
مرد کا نہیں، بہر حال حنفی فقہ کی کتب میں مذکور دلائل
سے ثابت ہے کہ قاسم نامی شخص کا مذکورہ نکاح درست
ہو جاتا ہے اور اس کو درست ماننے سے حنفی مذہب

لہ رد المحتار مطلب صحیح عن الامام انہ قال اذا صح الحديث فهو مذہبی احیاء التراث بیروت ۱/۲۶
لہ فتاویٰ قاضی خان باب الرضاع نوکشتور بکھنؤ ۱/۱۸۹
لہ ہدایہ مکتبہ عربیہ کراچی ۲/۳۳۱

نہ آمدہ باوجود آں اگر جماعت مسلمین بروئے زبان طعن
لعن پر کشا پس عند اللہ ما خوذ شونہ و عند
الناس مستحق سزا کما هو فی کتب الفقہ من
اذی مسلما بقول او بفعل ولو بغیر
العین عزیر پس ایساں ما دامیکہ تا تب
آتب نہ شونہ از مواکلت و مشاربت جماعت مسلمین
خارج کردہ شونہ چنانچہ وارد شدہ کہ وایاک و
مجالسۃ الشمریر فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ
الحکم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین۔

سے خارج ہونا لازم نہیں آتا، اس کے باوجود اگر مسلما
اس پر لعن طعن کریں گے تو عند اللہ مجرم ہوں گے اور قانون
میں سزا کے مستحق ہوں گے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے
کہ اگر کسی نے مسلمان کو اپنے قول، فعل یا اشارہ سے
افیت دی تو وہ قابل سزا ہے۔ پس ایسے لوگ جب تک
توبہ اور رجوع نہ کریں تو ان سے مل کر کھانا پینا منع ہے
جیسا کہ وارد ہے کہ ”شتریری کی مجلس سے بچو“ فقط واللہ
تعالیٰ اعلم، اس جل مجیدہ کا علم کامل ہے، ہماری آخری
بات یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ (ت)

الراقم احقر الحقیر محمد عظیم الدین کیوکتوی بہاریاروی خلف الہدی شیخ اکبر علی سلمہ بانی مسجد
مہتمم مدرسہ اسلامیہ محلہ دہلی۔

تحریر دیگر بہ تائید آں

آرے مذاہب ائمہ اربعہ جملگی در حق ست و حق
بہاں دار ست اگرچہ مجتہد مطلق یا مقلد محض
بہ مذہب شان علی و فعلی قضا کنند بعدہ دانستہ
کہ مخالف مذہب شان و موافق مذہب دیگرے
کہ معد و بسنت جماعت ست بخطائے ظن شان
ملصق گشتہ فقہا احناف روانمی دارند کہ بار
دیگر آں را ابطال و افساد کنند تا
موجب تحقیر و تنفیر بمذاہب ائمہ سنت جماعت

ہاں چاروں مذہب حق ہیں اور حق انہی میں دائر
ہے، اگر کوئی مجتہد مطلق یا مقلد محض ان کے مذہب
پر کوئی عمل یا فعل کرتے ہوئے فیصلہ کرے اور بعد
میں معلوم ہو جائے کہ اس کے مذہب کے مخالف
ہے اور دوسرے کے مذہب کے موافق ہے اور
یہ دوسرا مذہب اہل سنت میں شمار ہو تو اس فیصلہ
کو فقہائے احناف باطل و فاسد کرنا جائز نہیں کہتے
تاکہ اہل سنت و جماعت کے ائمہ کرام کی تحقیر و تنفیر

لازم نیاید آن خطائے عظیم و سخط جہیم باشد عند اللہ تعالیٰ لہذا علماء زان ابا و انکار فرمودند و در تواریخ بروایت صحیح مروی شدہ کہ بارے در مجلس شریف حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ از کسے مذکور شدہ بود کہ امام احمد قبل در اجتہاد پایہ چندان نداشت لہذا در مذہب شاہ جماعت قلیل دارند مجبور استماع آن حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیں برجیں آورده و غضبناک شدہ فرمودند کہ ازین تاریخ عبدالقادر بمذہب احمد قبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقلید نموده و پیش ازین بمذہب امام مالک بودند سبحان اللہ ما اعظم شأنہ و ما اکبر شأنہم و فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم در شان ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم عن عمر ابن عبد العزیز اختلاف ائمة الہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علی ہذا الامۃ کل یتبع ما صح عنہ و کلہم علی ہدی و کل یرید اللہ و تمامہ فی کشف الخفاء ، پس ترویج قاسم زندقہائے حنفی بہ تصحیح آورده اگرچہ بالفرض مخالفت مذہبی روئے دادہ و از حنفیت نیز بیرون نیامدہ کما حدیثہ المجیب للہ دسمہ واجرہ و لقد نظرت ہذا الفتویٰ بامعان النظر و تصفحت ہذا المسألة بصفحات الکتب الفقہیۃ الحنفیۃ فوجدت صحیحاً

لازم نہ آئے ، اور اس فیصلہ کو غلط کہنا عند اللہ بڑا گناہ ہے اس لیے علمائے کرام اس سے پرہیز کرتے ہیں ، تاریخ میں صحیح روایت موجود ہے کہ حضرت پیر پیران غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد میں کوئی اہم مقام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے۔ حضرت پیر پیران سنتے ہی جلال میں گئے اور فرمایا کہ میں (عبدالقادر) آج سے امام احمد بن حنبل کا مقلد ہو رہا ہوں جبکہ آپ پہلے امام مالک رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے سبحان اللہ! اس کی شان اعظم و اکبر ہے۔ فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت پر ان کی شان میں فرمایا جس کو امام سیوطی نے نقل فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ہدایت کے اماموں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس امت کے لیے ، ہر ایک نے جس کو صحیح سمجھا وہی اس نے اپنایا اور تمام ائمہ ہدایت پر ہیں اور تمام اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں ، اس کا تمام بیان کشف الخفاء میں ہے ، لہذا قاسم مذکور کا نکاح حنفی فقہاء کے نزدیک درست ہے اگرچہ بالفرض مذہب کے مخالف ہے اور حنفیت سے بھی خارج نہیں ہوتا جیسا کہ مجیب نے تحریر کیا ہے اس کا اجر و نفع اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے۔ میں نے اس فتویٰ کو گہری نظر سے دیکھا اور فقہ حنفی کی کتب میں اس کی میں نے چھان بین کی تو میں اس کو صحیح مطابق قرآن اور موافق تواریخ پایا ہے

مطابقاً بالکتاب و موافقاً للصواب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ کتبہ الحقد الراحمی الی رحمة ربہ الخلاق عبد الرزاق الکیوکتوی غفرلہ۔

الجواب

ایں ہمہ جہل شدید و ضلال بعید و افترابر شرع مجید ست نکاح بابت بنت الاخی بعینہ، بچو نکاح بادر خرنو دست نسباً باشد یا رضاعاً و حرام قطعی ست باجماع ائمہ دین و نص قرآن مبین و صحاح احادیث سیدہ المسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین نسبت جواز شش با امام شافعی خواہ با امام دیگر از ائمہ مسلمین خطائے محض ست و ایں بتنگالیان کہ فتویٰ بجواز شش داده بودند علما نہ بودند بہ ہزاراں درجہ بدر از جہل بودند و ایساں کہ فتویٰ ایشاں را نافذ می کنند ہمہ با حرام خدارا حلال می نمایند، بچو کسان را حرام و سخت حرام ست کہ تصدی بافتا کنند در حدیث فرمود من افقی بغیر علو لعنتہ ملئکۃ السماء والارض لہ ہر کہ بے علم فتویٰ دہد ملائکہ آسمان زمین بر او لعنت کنند آں حکم جواز و این فتوای نفاذ ہر دو ملعون ست و بر آں حاکمان و ایں مفتیان توبہ فرض ست ورنہ مسلمان از مجاہدست ایشاں احترام ورنہ در پیچ امر فتویٰ از ایشاں خواستن حرام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسلوا

یہ تمام شدید جہالت اور انتہائی گمراہی ہے اور شریعت پر افترائے۔ بھائی کی نواسی سے نکاح ایسے ہے جیسا کہ اپنی بیٹی سے، نواسی نسبی ہو یا رضاعی۔ اور قرآن و حدیث اور اجماع سے یہ حرام قطعی ہے۔ اس کے جواز کی نسبت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ یا کسی اور امام المسلمین کی طرف کرنا خطائے محض ہے، اور جن بتنگالیوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ عالم نہیں بلکہ ہزار درجہ جاہلوں سے بھی بدتر ہیں، جنھوں نے کبھی ملعون فتویٰ نافذ کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کیا اور اسی طرح وہ حضرات جنھوں نے اس کی تصدیق کی انھوں نے حرام ترین کی تصدیق کی، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں، لہذا جنھوں نے یہ فتویٰ دیا اور جنھوں نے اس کو نافذ کیا دونوں ملعون ہیں۔ نافذ کرنے والے حاکم اور مفتیوں پر توبہ فرض ہے ورنہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان سے بایکٹ کریں اور آئندہ ان سے کوئی فتویٰ طلب کرنا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لوگ جاہلوں کو رہنما بنائیں گے تو جہان سے سوال

فاقتوا بغیرہ فی فضلوا واضلوا مفتیان خشم
 نہ کنند ایسکے گفتہ شد خیر خواہی ایشان بود، حرام
 خدا را حلال رفتن و زنا کے پدر با دخترش روا
 داشتن نہ سهل کارے ست، ہر کہ برہنجو ضلالت
 فطیعیہ تنبیہ کرد مستوجب شکر است نہ مستحق شکایت
 واللہ یہدی من یشاء الخ صراط
 مستقیم و بر آں ناکح زانی فرض ست کہ دختر
 را از تصرف خود و اگرارد و بر آں منکوحہ مزنیہ
 فرض ست کہ بپائے کہ وارد از زنا کے پدرش
 بگریزد فوراً ورنہ آناں و مزد جان آناں و
 مجوزاں اینہا ہمہ عذاب شدید الہی را
 منظر باشند، نسأل اللہ العفو و
 العافیۃ و لا حول و لا قوۃ
 الا باللہ العلی العظیم، امام
 اجل ابو زکریا نووی کہ احد الشیخین مذہب امام
 شافعی ست و نص او پہچو نص امام شافعی
 ست رخصۃ اللہ تعالیٰ عنہم
 در شرح صحیح مسلم فرماید اما الرجل المنسوب
 ذلک اللبت الیہ لکونہ من وجہ المرأة
 او وطنہا بملک او شبہۃ فمذہبنا
 ومذہب العلماء کافۃ ثبوت حرمة
 الرضاع بینہ و بین الرضیع

کیا جائے گا تو بغیر علم فتویٰ دینے خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں
 کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان مفتیوں کو یہ کہتے تھے خوف خدا
 نہیں کہ یہ خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو
 حلال بنانا اور باپ کا بیٹی سے زنا کو جائز کرنا کوئی آسان
 کام ہے، ہرگز نہیں، اور جس شخص نے ان کو اس گمراہی
 پر تنبیہ کی وہ شکریہ کا مستحق ہے نہ کہ شکایت کا، اور
 اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت
 عطا فرماتا ہے۔ اس نکاح کرنے والے زانی پر فرض ہے
 کہ وہ فوراً لڑکی کو آزاد کرے اور جُدائی اختیار کرے،
 اور منکوحہ مزنیہ پر لازم ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق رضاعی
 باپ کے زنا سے فوراً بچے اور جُدائی اختیار کرے ورنہ
 یہ دونوں اور نکاح کو نافذ کرنے والے اور جائز کرنے والے
 سب اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب کا انتظار کریں۔ ہم
 اللہ تعالیٰ سے عافیت اور معافی کا سوال کرتے ہیں
 ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ شافعی مسلک کے
 شیخین میں سے ایک برگزیدہ امام ابو زکریا نووی، جن کی
 نص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے منصوص کی طرح
 ہے، انھوں نے شرح مسلم شریف میں فرمایا ہے کہ وہ
 شخص جس کی طرف یہ دودھ منسوب ہے کیونکہ یہ عورت
 کا خاوند ہے یا لونڈی کا مالک یا شبہہ کی بنا پر وطنی
 کی ہے تو اس کے متعلق ہمارا اور تمام علماء کا مذہب
 ہے کہ اس کے اور دودھ پینے والے بچے کے درمیان

و یصیر ولد له و اولاد الرجل لها خوة الرضیع
 و اخواته و یکون اخوة الرجل
 اعمام الرضیع و اخواته عماته ،
 و یکون اولاد الرضیع اولاد الرجل
 و لم یخالف فی هذا الا اهل
 الظاهر و ابن علیة ای تصریح
 صریح ایں امام شافعیہ ہیں کہ مذہب ما و جملہ علماء
 تحمیم ست و در و خلاف نہ کردند جز فرقتہ ظاہریہ
 و ابن علیہ طرفہ آنکہ عجیب عبارت مذکورہ نووی ازینجا
 نقل کرد کہ لم یخالف فی هذا الخ
 و صدر کلام کہ فرمودہ بودہ کہ مذہب ما و
 مذہب جملہ علماء تحمیم ست و در پردہ اخفا
 داشت و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را ظہراً
 از اہل ظاہر شمارد حالانکہ ظاہریہ طاہرہ اہل سنت
 مخالفت ائمہ اربعہ و سایر مجتہدین شاہ عبد العزیز
 صاحب گفتہ اند داود ظاہری و متبعانش را
 از اہل سنت و جماعت شمردن در چہ مرتبہ از جہل و
 سفاہت ست رافضیاں کہ ظاہریہ راستی گرفتہ
 باقوال ایشان براہل سنت اعتراض می کردند شاہ صاحب
 جوابش دادند کہ فرقہ ظاہریہ ہرگز از اہل سنت
 نیست ، این جہل و سفاہت شماس کہ ایشان راستی
 گرفتہ برستیان طعن مے کنید ، امام ابن حجب
 مکی شافعی در کف الرعاع فرماید و اعلم

حرمت رضاع ہوگا اور یہ اس بچے کا باپ ہوگا اور اس
 کی دوسری اولاد اس بچے کے بہن بھائی ہوں گے اور
 اس شخص کے اپنے بھائی بہن اس بچے کے لیے چچا
 اور بھوپھی ہوں گے اور اس بچے کی اولاد اس شخص کی
 اولاد قرار پائے گی ، اس میں اہل ظاہر و ابن علیہ کے
 بغیر کسی کو اختلاف نہیں۔ شافعی حضرات کے امام کی
 صاف تصریح ہے کہ ہم اور تمام علماء اس تحمیم پر متفق
 ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے اس میں فرقہ ظاہریہ اور
 ابن علیہ کے بغیر کسی نے خلاف نہ کیا ، تعجب ہے کہ عجیب
 نے امام نووی کی صرف اتنی عبارت کہ مخالفت نہیں
 کی ، کو نقل کیا اور اس سے پہلی عبارت کہ ہمارا
 تمام علماء کا مذہب ، تحمیم ہے ، کو چھپا لیا اور پھر امام
 شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو غلط طور پر اہل ظاہر میں شمار
 کر دیا ، حالانکہ ظاہریہ فرقہ تمام ائمہ اور مجتہدین کے
 خلاف ہے ، شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ داود ظاہری اور اس کے پیروکاروں کو اہل سنت
 سے شمار کرنا انتہائی جہالت ہے ، رافضیوں نے ظاہریہ
 فرقہ کو اہل سنت کہہ کر ان کی باتوں کی وجہ سے اہل سنت
 پر اعتراض کئے ہیں ، شاہ صاحب نے جواب میں
 رافضیوں کو فرمایا کہ ظاہری فرقہ ہرگز اہل سنت نہیں ہے
 ان کو اہل سنت کہنا تمھاری انتہائی جہالت ہے جس کی
 وجہ سے تم سنیوں پر اعتراض کرتے ہو۔ امام ابن حجر مکی
 شافعی اپنی کتاب کف الرعاع میں فرماتے ہیں : جاننا

ان الاثمة صرحوا بان الظاهرية لا يعتد
 بخلافهم ، ولا يجوز تقليد احد منهم
 لانهم سلبوا العقول حتى انكروا القياس
 الجلي ، نیز فرمود لانهم اصحاب
 ظاهرية محضة تكاد عقولهم ان
 تكون مسخت ، ومن وصل الى
 انه يقول ان بال الشخص في
 الماء تنجس اوفى انا ثم صبه
 في الماء يتنجس كيف يقام له وزن ،
 ويعتد من العقل ، فضلا عن
 العلماء ، ہمنان دیگر اکابر شافعیہ تصریح بلین
 فعل کرده اند و در مذہب خود بولے از خلاف
 نداده اند و احبہ اکابر اور انہ سے بہ اللہ الحمد
 اصحاب ایشاں و فقہائے امصار گفتہ اند
 امام احمد عسقلانی شافعی در ارشاد الساری
 فرمود فیہ دلیل علی ان لبن
 الفحل یحرم حتی تثبت الحرمة
 في جهة صاحب اللبن كما تثبت
 في جانب المرضعة فان
 النبي صلى الله عليه وسلم
 اثبت عمومة الرضاع والحقها
 بالنسب وهذا مذهب الشافعي

چاہئے کہ ائمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ ظاہریہ فرقہ کے
 مخالف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی ان میں سے
 کسی کی تقلید جائز ہے ، کیونکہ وہ مسلوب العقل لوگ ہیں
 حتی کہ وہ قیاس جلی کا بھی انکار کرتے ہیں ۔ نیز انھوں نے
 فرمایا کہ یہ لوگ محض ظاہری ہیں تقریباً بے عقل ہیں
 اور یہاں تک کہ گئے اگر کوئی شخص پانی میں پیشاب
 کرے تو ناپاک ہے اور اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے
 پانی میں ڈال دے تو پانی پاک ہے ناپاک نہ ہوگا ۔ تو
 ایسے لوگ کس شمار میں ہیں ، ان کو اہل عقل میں شامل
 کرنا کیسے مناسب ہے چر جائیکہ ان کو علماء میں شمار
 کیا جائے ، اسی طرح دیگر شوافع حضرات نے بھی
 اس کے بارے میں واضح تصریحات کی ہیں اور انھوں
 نے اس مسئلہ میں کہیں بھی اختلاف ظاہر نہیں کیا اور
 بڑے بڑے ائمہ شوافع نے اس مسئلہ کو متفقہ علیہ
 اور چاروں اماموں کا مسلک قرار دیا ہے اور کہہ کہ
 ائمہ کے اصحاب اور علاقوں کے تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے
 چنانچہ امام احمد عسقلانی شافعی نے اپنی کتاب
 ارشاد الساری میں فرمایا : اس میں یہ دلیل ہے کہ
 جس مرد کا دودھ ہے وہ حرمت پسید کرتا ہے
 چنانچہ جس طرح دودھ والی عورت کی طرف سے حرمت ثابت
 اسی طرح اس کے مرد کی طرف سے بھی حرمت ثابت ہوگی
 کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رضاعی چچا کا اثبات

دانی حنیفہ وصاحبیہ و مالک و احمد
کے جمہور الصحابة والتابعین و فقہاء
الامصار، امام حافظ قسطلانی شافعی در فتح
الباری فرماید ذہب الجمہور من
الصحابة والتابعین و فقہاء الامصار
کابی حنیفہ وصاحبیہ و مالک و الشافعی و
احمد و اتباعہم الی ان لبن الفحل
یحرم لہ امام ابو یوسف اردبیلی شافعی در کتاب الانوار
فرماید والفحل الذی منہ اللبن
ابوہ و اولادہ من المرضعة وغیرہا
اخوتہ و اخواتہ، علامہ زین الدین شافعی
تلمیذ ابن عجمی در قرۃ العین فرماید
تہیہ المرضعة اہل و ذوالہن
ایاہ و تسری الحرمة من الرضیع
الی اصولہما و قرعہما و حواشیہما
نسباً و رضاعاً تا ایں جا ہمہ نصوص کبرائے
شافعیہ است و صاحب البیت البصر
بشافی البیت و صاحب الدار
ادعی، امام اجل قاضی عیاض مالکی در شرح صحیح مسلم
فرماید لم یقل احد من ائمة الفقہاء و اہل
الفتویٰ باسقاط حرمة لبن الفحل

فرمایا اور نسب کی طرح قرار دیا ہے اور یہی مذہب امام
شافعی، ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین امام مالک اور امام
احمد بن حنبل کا ہے جس طرح کہ صحابہ اور تابعین اور تمام
علاقوں کے علماء کا یہی مذہب ہے۔ اور امام قسطلانی
شافعی نے فتح الباری میں فرمایا کہ تمام صحابہ، تابعین اور
فقہاء ابو حنیفہ، ان کے صاحبین، مالک، شافعی اور
احمد اور ان کے تمام متبعین کا مذہب یہ ہے کہ دودھ والا
مرد بھی حرام ہوتا ہے۔ امام یوسف اردبیلی شافعی نے
کتاب الانوار میں فرمایا کہ جس مرد سے عورت کو دودھ اتر
وہ دودھ پینے والے بچے کا باپ ہے اور اس کی تمام
اولاد خواہ اس مرضعہ سے ہو یا کسی دوسری عورت سے
وہ سب اس بچے کے بہن بھائی ہوں گے۔ علامہ
زین الدین شافعی ابن حجر مکی کے شاگرد قرۃ العین میں
فرماتے ہیں کہ دودھ پلانے والی، ماں، اور دودھ
والا مرد باپ ہوگا، اور پھر یہ حرمت بڑھ کر بچے سے مرد و
عورت کے اصول و فروع اور ان کے نسبی اور رضاعی
متعلقین تک سرایت کر جاتی ہے، تمام نصوص شافعی
حضرات کی اس مسئلہ میں یہی ہیں، جبکہ گھر والا گھر کی
باتوں کو زیادہ جانتا ہے، برگزیدہ امام قاضی عیاض مالکی
صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ائمہ فقہاء اور اصحاب
فتویٰ میں سے کئی بھی دودھ والے خاوند کی حرمت کو

لک ارشاد الساری کتاب الرضاع باب لبن الفحل دار الکتب العربیہ بیروت ۳۳/۸

لک فتح الباری کتاب النکاح " " " " دار المعرفۃ بیروت ۱۳۰-۳۱/۹

لک الانوار لااعمال الابراہ

لک قرۃ العین مع شرح فتح المعین ارکان النکاح مطبعۃ عامر الاسلام ترویز ناڈی کیرلہ ص ۳۹۰

الاہل الظاہر وایہ علیہ والمعروف
عن داؤد موافقة الاثمة الاسر بعثة
امام جلیل بدرالدین محمود عینی در عمدة القاری
فرمانند لبن الفحل یحرم وهو قول
ابی حنیفة و مالک و الشافعی و احمد
و اصحابہم و قال القاضی عیاض لم یقل
اخذ من الاثمة الخ (ملخصاً) این ست
نقول و نصوص ائمہ اجلہ ثقات اثبات و نسبتہ کہ
در خانہ و ہدایہ واقع شد معارضش نتوان بود در
نقل مذہب غیر بار بار زلت روی نماید یکے از اکابر
شافعیہ تحلیل زنا بکرہیہ در دار الحرب، و دیگرے
اجلہ شافعیہ حلت غراب بحضرت امام اعظم
نسبت کرد و ہر دو باطل است در ہدایہ
حلت متعہ با امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نسبت نمود حالانکہ امام مالک بروے حد زنا
ے زنا کما هو قول عبد اللہ
ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اذ قال جرّب علی نفسک
لا ان فعلتہا لا امر جنتک با حجارک
بخلاف حنفیہ و دیگر ائمہ کہ حرام دانند
و تا حد زنا نہ بالجملہ جواز این نکاح باطل
است ہرگز نہ مذہب امام شافعی است
لے شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض مالکی

ساقط نہیں کیا ماسوائے ابن علیہ اور اہل ظاہر حضرت
کے، اور داؤد ظاہری سے نقل مشہور ہے کہ وہ بھی
ائمہ ربیعہ کے موافق ہے۔ برگزیدہ امام بدرالدین عینی نے
عمدة القاری میں فرمایا ہے کہ دودھ والے خاوند کی
حرمت تمام ائمہ ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور احمد
اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور امام قاضی عیاض
نے فرمایا کہ کسی امام نے اس حرمت کے استقاط کا
قول نہیں کیا، یہ ہیں تمام ثقہ ائمہ کی نصوص جو ان
سے منقول ہیں، اور وہ جو خانہ و ہدایہ میں اس کے خلاف
ان ائمہ کی طرف منسوب ہے وہ ان نصوص کے معارض
نہیں ہو سکتا کیونکہ بار بار ذکر کیے گئے نقل کرنے میں کثر لغزش
ہو جاتی ہے، شافعی مسلک کے اکابر میں سے
ایک نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ منسوب کرنا کہ ان کے
نزویک دار الحرب میں حربی عورت سے زنا جائز ہے اور
دوسرے نے امام ابو حنیفہ کی طرف کتے کے حلال ہونے
کی نسبت کر دی جبکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں، اور
اسی ہدایہ میں امام مالک کی طرف متعہ کے حلال ہونے
کی نسبت کر دی گئی حالانکہ امام مالک ایسے شخص پر
حد زنا لگاتے ہیں جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ یہ تجربہ کر کے دیکھو اگر تو کرچکا
تو میں تجھے تیرے ہی پتھروں سے رجم کروں گا بخلاف حنفیہ
اور دیگر ائمہ کہ وہ متعہ کو حرام کہتے ہیں مگر حد نہیں لگاتے

نزدیک ہیچکس از ائمہ مجتہدین مقبولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ابن علیہ مردے از محدثین است عداوہ و در مجتہدین ائمہ نیست و اگر باشد متفرد است و ظاہریہ خوبتدعانند و مستند را در اجماع اعتبار نیست و وفاتش ملحوظ نشود و بخلاف خلل نہ پزیرند، لانہم لیسوا من الائمة علی الاطلاق کما فی التوضیح وغیرہ لیسوا من امة الاجابة وانما هم من امة الدعوة، کما فی مرقاة المفاتیح وغیرہا، و خود در خصوص ظاہریہ از امام ابن حجر مکی گزشت کہ مخالفت ایشان اصلاً قابل التفات نیست پس دریں مسئلہ حکم بخلاف راز نہا رساغ نیست اولاً خلاف سنت مشہورہ است کہ انت اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب، این حدیث بالفاظ متنوعہ و روایات متخالفہ در دو اویں اسلام مروی و منقول است و از صدر اسلام تا حال میان علماء متلقی بالقبول ہمیں امام ترمذی در ہماں جامع فرماید والعلم علی حد اعتدال اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلاصہ یہ کہ یہ نکاح باطل ہے اور کسی بھی امام خواہ شافعی ہوں یا کوئی اور مجتہدین میں سے کسی کے مذہب میں جائز نہیں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ابن علیہ کا شمار محدثین میں تو ہوتا ہے مگر مجتہدین میں نہیں، اور اگر بالفرض ہو بھی تو وہ دوسرے ائمہ سے الگ تھلک ہے۔ رہا ظاہریہ فرقہ تو وہ بدعتی فرقہ ہے جبکہ اجماع کے معاملہ میں بدعتی کا اعتبار نہیں ہوتا، اس کی موافقت اور مخالفت کا کوئی اثر اجماع پر نہیں پڑتا کیونکہ یہ ائمہ میں سے نہیں ہیں، جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے اور امت اجابہ میں سے نہیں بلکہ وہ امت دعوت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاة المفاتیح وغیرہ میں ہے۔ اور خود ظاہریہ فرقہ کے بارے میں امام ابن حجر مکی کا قول گزرا کہ ان کی مخالفت قابل التفات نہیں ہے لہذا اس مسئلہ میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اولاً اس لیے کہ اس کا خلاف سنت مشہورہ کے خلاف ہے جو کہ یہ ہے جو نسب کی بنا پر حرام فرمایا ہے وہ رضاعت کی بنا پر بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کثیر روایات میں ہے اور اسلام کی قانونی کتب میں مروی و منقول ہے اور ابتداء اسلام سے آج تک علماء کے درمیان مقبول ہے، امام ترمذی نے اپنی جامع میں فرمایا کہ اس پر علم صحابہ اور بعد والوں کا عمل ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے

و غیرہم لا نعلم بینہم فی ذلك اختلافاً
 وحکم برخلاف سنت مشہورہ نافذ نہ شود، در تنویر
 الابصار راست اذا رفعت الیہ حکم قاض
 آخر نفذہ الا ما خالف کتاباً او سنة
 مشہورۃ او اجماعاً **ثانیاً** مخالف اجماع
 من یعتد باجماعہم افتادہ است کما تقدم
 بیانہ و امام شعرانی شافعی در میزان الشرعیۃ
 الکبریٰ فرمود اتفاق الائمة علی انہ یحرم
 من الرضاع ما یحرم من النسب
 وحکم برخلاف اجماع نافذ نیست، ائمہ ثقات اثبات
 از حکایات شاذہ غافل نبودند بلکہ خود ذکر نمودہ
 اند باز تصریح فرمودہ کہ درین مسئلہ جز ظاہریہ و
 ابن علیہ کے برخلاف نیست چنانکہ امام قاضی
 عیاض مالکی و امام ابو زکریا نووی شافعی و امام
 محمود عینی حنفی گزشت فمن الغریب نسبة
 الغراب الیہم علی ما وقع
 فی فتح المغیث و اگر بالفرض اینجا
 قول ضعیف محکی بود کما اول بہ فی
 الفتوح الفقہی، پس حکم و فتوای بر قول
 ضعیف و مرجوح خود جہل و حشر اجماع
 است کما فی تصحیح القدوری

اور سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہو سکتا،
 اور تنویر الابصار میں ہے کہ جب ایک قاضی کے پاس
 دوسرے قاضی کا حکم پہنچے تو اس کو نافذ کرے بشرطیکہ
 کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع کے خلاف
 نہ ہو، **ثانیاً** اس لیے کہ جن لوگوں کا اجماع معتبر
 ہے ان اجماع کے بھی خلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان
 ہو چکا ہے، اور امام شعرانی نے میزان الشرعیۃ الکبریٰ
 میں فرمایا ہے کہ ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو
 رشتہ نسب کی وجہ سے حرام ہے وہ رضاع کی وجہ
 سے بھی حرام ہے اور اجماع کے خلاف حکم نافذ
 نہیں ہو سکتا، اور کسی مسئلہ کو ثابت قرار دینے والے
 ائمہ ثقات خود بھی شاذ حکایات سے غافل نہیں ہوتے
 بلکہ خود ان کو ذکر کرتے ہیں، نیز انھوں نے یہ تصریح
 بھی کی ہے کہ اس مسئلہ کا ظاہریہ اور ابن علیہ کے
 بغیر کسی نے خلاف نہیں کیا، جیسا کہ امام قاضی عیاض،
 ابو زکریا نووی شافعی اور امام محمود عینی حنفی سے گزرا
 فتح المغیث میں ان حضرات کی طرف شاذ امور کو منسوب
 کرنا تعجب کی بات ہے، اگر بالفرض یہاں کوئی
 ضعیف قول نقل کیا گیا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں تاویل
 کی گئی ہے تو بھی ضعیف قول اور مرجوح قول پر فتویٰ دینا
 خود جہالت اور اجماع کے خلاف ہے جیسا کہ علامہ قاسم

ایمن کپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۷/۱

مجتبائی دہلی ۷۸-۷۹/۲

مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۸/۲

ابواب الرضاع

کتاب القلۃ باب فی الخبیس

کتاب الرضاع

لے جامع الترمذی

لے درمختار شرح تنویر الابصار

لے میزان الشرعیۃ الکبریٰ

فی الواقع نکاح مذکور باطل و حرام محض است و
بر آں کس از دختر و ختر برادر خودش فوراً فوراً جد
شدن فرض است تزویج ایناں جہل و تنفیذ او
ظلم شدید - واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

فی الواقع نکاح مذکور باطل اور محض حرام ہے، اس
شخص پر لازم ہے کہ فوراً فوراً اپنے بھائی کی نواسی
سے جدائی اور علیحدگی اختیار کرے۔ اس نکاح کو
نافذ کرنا اور جائز کہنا جہالت اور ظلم شدید ہے،
واللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

رسالہ

الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللین

(اولاد رضیع اور اولادِ ضمیر کے درمیان حرمتِ نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

کسی کم علم نے ایک غلط فتویٰ دربابِ جوازِ نکاح مابین اولادِ رضیع و مرضعہ لکھ دیا تھا وہ فتویٰ بذریعہ مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خاں اعظم حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس کے رد میں مندرجہ ذیل فتویٰ المسمی بہ الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللین مستند بنصوص صحیحہ و مبہین بہ براہین شرعیہ تحریر فرمایا،

وهو هذا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الانسان فجعله نسبا
وصهرا وجعل الرضاع كالنسب فوهب
به محرمية اخرى والصلوة والسلام
على من هداانا للصواب

اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں جس نے انسان کو
پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سہمی رشتہ سے نوازا اور
رضاعت کو نسب پر مثل بنایا تو اس کے سبب ایک
اور محرمیت عطا کی، صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں ہدایت کی

و وعد عليه جزيل الثواب فاعظم البشري
 و اوجب التثبت في الافتاء و حرم الاجتراء
 فاعده عليه و عید انکراصلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و المنتہین
 الیہ دنیا و اخری، آمین!

کی رہنمائی فرمائی اور پس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا
 تو بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتویٰ دینے میں مضبوطی
 کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا تو جسارت پر
 سخت وعید فرمائی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو
 آپ پر اور آپ کی آل و اسباب پر اور ان سب پر جو آپ
 کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں، آمین (ت)

مسئلہ ۲۸۰ از لاہور مسئلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ ہجری المقدس

جناب مستطاب، محمدت مآب، قدوة الابرار و أسوة الاخيار، زين الصالحين و زبدة العارفين، علامہ العصر
 فريد الدہر، عالم اہل السنۃ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاذ زمان و مقصدائے جہان، لازوال نتیجہ خاطرہ، ادرۃ تاج
 الفيضان و ثمرۃ شجرۃ ضميرہ باکورة بستان العرفان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد اتحاف اساس تسليمات حور اصورت کہ رخصتہ صفا
 اماراتش از تکلف محل عبارت مستغنی است در نظر آن
 سليمان ملک عرفان معروض دارم التجارہ مخلصانہ بکفہ
 و الامرتبت لہ نیست کہ فتویٰ یہ ہر اہی مکتوب ارسال
 داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی سطرے نوشہ
 بنام نیاز مند ارسال نمایند، الہی سلامت باشند
 ثم السلام، کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری۔

نورانی اور روشن تسلیمات کے تحائف جن کا رخ زیبا
 لباس الفاظ کے تکلف کا محتاج نہیں، سلطنت عرفان
 کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد مخلصانہ التجارہ
 ہے کہ مکتوب ہذا کے ساتھ ایک فتویٰ ارسال خدمت
 ہے اپنی رائے عالی کے موافق چند سطریں تحریر فرما کر اس
 نیاز مند کے نام روانہ فرمادیں اللہ تعالیٰ سلامت رکھے،
 والسلام۔ کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ

الباری۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے، اس شخص اور
 اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوتی ہے، یہ بھائی بہن اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کی اولاد کا
 نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب: شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت
 خاص رضیع کے لیے ثابت ہوتی ہے۔ رضیع کے اصول و فروع کے لیے حرمت مذکورہ ثابت نہیں ہوتی، پس
 دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی بمعدہ جمیع فروع و اصول کے حرام ہے، فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام

نہیں ہو سکتا، چنانچہ شرح وقایہ وغیرہ میں محرمات بالرضاعہ کو اس شعر میں درج کیا ہے :
 از جانبِ بشیرہ ہمہ خویش شوند
 و ز جانبِ بشیر خوارہ زو جان و فروغ

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوارہ کی جانب سے وہ اور اس کا زوج یا زوجہ، اور اس کے فروغ حرام ہوں گے۔ ت)

تحرم المرضعة و زوجها علی الرضیع و یحرم
 قومها علی الرضیع کما فی النسب و تحرم
 فروغ الرضیع علی المرضعة و نہ زوجها و یحرم
 نہ زوجها الرضیع علی المرضعة و زوجها کذا فی
 شرح الوقایہ ص ۶۳۔
 دودھ پلانے والی خود، اس کا خاوند اور اس کی قوم
 دودھ پینے والے پر حرام ہوگی جیسے نسب میں حرام ہیں،
 اور دودھ پینے والے کے فروغ دودھ پلانے والی اور
 اس کے خاوند پر حرام ہیں، اور خود دودھ پینے والا اور
 اس کا زوج یا زوجہ دودھ پلانے والی اور اس کے زوج

پر حرام ہیں، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے ص ۶۳ (ت)
 اس عبارت سے واضح ہوا کہ حرمت رضاعت رضیع کے لیے ثابت ہے، رضیع کی اولاد پر رضعہ کی اولاد جائز
 ہے، بنا بریں شخص مذکور کی اولاد اپنی ہمیشہ کی اولاد بر حلال ہے، آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔

الجواب

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ، اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ،
 حرام قطعی حلال کر دیا گیا، محارم سے زنا حلال کر دیا گیا، چچا بھتیجی کا نکاح حلال کر دیا گیا، چھوچی بھتیجے کا نکاح حلال
 کر دیا گیا، ماموں بھانجی کا عقد حلال کر دیا گیا، خالہ بھانجی کا زنا حلال کر دیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ گویا ماں بیٹے کا
 نکاح حلال کر دیا گیا، باپ بیٹی کا زنا حلال کر دیا گیا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اول یہ قیامت
 مراد آباد میں ایک وہابی خیال مولوی عالم صاحب نے اٹھائی اور غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین مع ذریات نے
 اس پر فہر لگائی، یہاں سے اُس کا رد ہو کر گیا، وہ پرانا سیانا رجوع کر گیا۔ اور دوسرا فتویٰ اُس کی حرمت میں لکھا
 اور پہلے کا یہ عذر بزدلانہ گناہ پیش کیا کہ،

قبل ازین فتوئے مولوی عالم صاحب کہ در حلت آن
 نوشته بودند بر اعتماد ایشاں بر نظر سرسری
 اس سے پہلے مولوی عالم صاحب کے فتویٰ پر جو کہ
 اس کے حلال ہونے میں انہوں نے لکھا تھا

مہر میں کردہ شد۔ ان پر اعتماد کرتے ہوئے سرسری نظر سے میری مہر لگا دی گئی۔

حلال و حرام خصوصاً معاملہ فروج میں نظر سرسری کا عند رائے کسی صریح بددیانتی اور آتش جہنم پر سخت جرات و بیباکی کا کھلا اقرار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجروکم علی الفتیاء اجروکم علی الناس فی تم میں سے جو فتوے پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرات کرتا ہے۔ (ت)

تفسیر یہ تو غیر مقلد ہی کے لازم ہیں ہے مگر براعتاد ایشاں نے انکے اجتہاد کی جان پر پوری قیامت توڑ دی۔ اے سبحان اللہ! مجتہدی کا دعویٰ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مقلد پر حلال و حرام میں یہ تکیہ بھروسا۔ اور اس "کردہ شد" کے لطف کو تو دیکھئے، کیا شرمایا ہوا صیغہ جھول ہے، گویا انھوں نے خود اس پر فہرہ نہ کی کوئی اور کر گیا، اللہ یوں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور ائمہ کے مقابلہ کا مزہ چکھاتا ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) اس کی تفصیل اسی زمانہ میں رسالہ سیدت المصطفیٰ علی ادیان الکفر میں لکھی گئی۔ دوبار اسی زمانے محارم کو حلال کرنے کی سخت اشد آفت کلکتہ سے اٹھی، کوئی صاحب مولوی لطف الرحمن بردوانی ہیں انھوں نے جہان بھر کے تمام علماء کو مخاطب کر کے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور یہاں بھیجا، بفضلہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہاں سے عربی رسالہ فقہ البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللہ اعلیٰ مباحث و دلائل فقہ و خصوص پر مشتمل تصنیف ہو کر بھیج دیا گیا، جس نے بحمد اللہ تعالیٰ سارا اقبال بیٹھا کر جہاں الحق و نہ حق الباطل ان الباطل کان سر ہو ق (حق آیا اور باطل زائل ہوا بیشک باطل زوال پذیر ہے۔ ت) کا نقشہ کھینچ دیا۔ اب سہ بارہ یر بلائے عظیم لاہور سے اٹھنے کو رہ گئی تھی، گویا ہر سولہویں سال اس وبال میں اقبال آتا ہے، پہلے ۱۲۹۸ھ میں اٹھا پھر ۱۳۱۴ھ میں، اب ۱۳۳۰ھ میں۔ وہاں بیہ کو ایسے قوتے زیب دیتے تھے کہ ان کے قلوب اوندھے کر دئے جاتے ہیں مگر اس بار صد مہ سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سنی علمائے اس میں شرکت کی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی چند ہی مہینے تو ہوئے کہ فقیر نے اس واقعہ یا تذکرہ حسین دہلوی کو اپنا رسالہ تازہ کا سر السقیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدس اہم میں ذکر کیا اور وہ چھپ کر شائع ہو گیا، اجاب نے یا تو اس ضروری تصنیف کو براہ بے پرواہی حظ نہ فرمایا، یا اس قدر جلد بھول گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر از انجا کہ "فقہ البیان" میں برتقیب

ازباق اوہام بردوائی اس مسئلہ کی تحقیق بازغ کر چکا ہے، یہاں صرف چند تفصیلات ہندی کی چندی کر کے عرض کرے کہ کسی طرح اس دھوکے کا سبب باب تو ہو، آخر یہ فتنہ کتنی بار اٹھے گا!

نص ۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب۔

سرواۃ الاثمۃ احمد و البخاری و مسلم و

ابوداؤد و ابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ

واحمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ عن

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔
 (اس کو ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور
 ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور
 ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت
 کیا۔ (ت)

بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں، ضرور ہیں، تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں، اور شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد اپنی بہن بھائی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی رشتے رکھتی ہے۔ اسے یوں سمجھئے مثلاً زید کی ماں ہندہ کا دودھ پونے پیا، تو عمر و اور زید رضاعی بھائی ہوئے۔ اگر کہ نہ ہوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی کی بھی عمر و ضیع کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ کا بیٹا زید عمر و کا بھائی نہ ہوا، تو ہندہ کی بیٹی کی کس رشتہ سے عمر و کی بہن ہو جائے گی حالانکہ وہ یہ نفس طبعی قرآن عروہ کی بہن ہے۔

قال اللہ تعالیٰ، و امھتکم الّتی امرضعنکم و اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمھاری مائیں جنھوں نے تمھیں

دودھ پلایا اور تمھاری رضاعی بہنیں۔ (ت)

اخواتکم من الرضاعة۔
 و علیٰ ہذا القیاس باقی صورتیں، اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیعہ کے بہن بھائی ہو گئے تو رضیعہ کی اولاد اولاد مرضعہ کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً قطعاً اجماعاً حرام ہے، تو پھر بھی بھتیجے یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجی یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہو سکتا ہے! و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

نص ۲: صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہ سے ہے، انھوں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! حضور

کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت نوجوان ہیں حضور چاہیں تو ان

نکاح فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
 انها لا تحل لی انھا ابنة اخي من الرضاعة ويحرم
 من الرضاعة ما يحرم من الرحمہ۔
 وہ میرے لیے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی
 ہے، اور جو کچھ کسی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے
 بھی حرام ہے۔

دوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں :

اما علمت ان حمزة اخي من الرضاعة وان
 الله حرم من الرضاعة ما حرم من النسب
 تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں
 اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے وہ دودھ
 سے بھی حرام فرمائے ہیں۔

صاف ارشاد ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیا وہ اپنی بہن کے بیٹے کا
 رضاعی بھائی ہو گیا تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکہ حلال ہو سکتی ہے !

نص ۳ : نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں فرمایا،

لو لم تكن سبيدتي ما حلت لي ارضعتني ولما هذا
 ثویبہؓ
 یعنی اول تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اور اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی

جب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابوسلمہ میرے رضاعی بھائی تھے مجھے اور ان کو ثویبہ نے
 دودھ پلایا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ بھی اسی طرح فقہاء صریح ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

نص ۴ و ۵ : مرقاة شرح مشکوٰۃ میں شرح السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح حدیث اول میں ہے،
 فی الحدیث دلیل علی ان حرمة الرضاع كحرمة
 النسب فی المناکح فاذا ارضعت المرأة رضیعا
 یحرم علی الرضیع و اولاده من
 یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے
 میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے، تو جب
 کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو اس رضیع اور

۲۶۴/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الرضاع	۱۰ صحیح مسلم
۲۷۵/۱	دار الفکر بیروت	"	۱۰ مسند امام احمد
۲۶۸/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	"	۱۰ صحیح مسلم

اقارب المرضعة کل من یحرم علی ولدھا
من النسب
رضیع کی اولاد پر مرضعہ کے وہ سب رشتہ دار حرام
ہو جائیں گے جو مرضعہ کی نسبی اولاد پر حرام ہیں۔

یہ عام نص صریح ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔

نص ۶: تفسیر نیشاپوری میں دودھ کی بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان میں ہے:

کذلک بنات من ارضعت امک
وہ مرد تھا تو اس کی بیٹیاں تیری بھتیجیاں ہوں گی، اور عورت تھی تو اس کی بیٹیاں تیری بھانجیاں ہوں گی اور یہ
سب بنت الاخر و بنت الاخت میں داخل اور حرام ہیں۔

نص ۷: مستخلص شرح کنز میں ہے:

تحریم من وجہ الرضیع علی من وجہ المرضعة و
کذا بناتہ و بنات بناتہ علی من وجہ المرضعة
و ابناتہ کذا افہم من شرح الوقایہ
یعنی رضیع کی بی بی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے یونہی رضیع
کی بیٹیاں نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں
پر حرام ہیں، شرح وقایہ کا مغاذیہ ہے۔

نص ۸: ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ رضیعین بخاری و مسلم میں ہے:

جاء علی من الرضاۃ فقال رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه عمل فلید علیک
هذا مختصر۔
میرے رضاعی چچا آئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا: دودھ کا چچا بھی چچا ہے، اُن سے پردہ
کی حاجت نہیں۔ (مختصر)

شیخ محقق نے لمعات میں رضاعی چچا کی یہ تفسیر فرمائی:

بان امر ایہا المرضعۃ او امہ ارضعت ایاہا۔
یعنی دودھ کے چچاؤں کہ یا تو ام المؤمنین کی دادی نے
انہیں دودھ پلایا یا اُن کی ماں نے ام المؤمنین کے بچے کو دودھ پلایا۔
یہ صورت دوم تصریح صریح ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس کی بیٹی اپنی بھتیجی اور محرم ہے۔

۲۲۲-۲۳/۶	مکتبہ امدادیہ ملتان	باب المحرمات	۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۸/۵	مصطفیٰ البانی مصر	حرمت علیکم امہاتکم کے تحت	۲۔ غرائب القرآن (نیشاپوری)
۹۹/۲	دلی پرنٹنگ ورکس دہلی	کتاب الرضاۃ	۳۔ مستخلص الحقائق
۴۶۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی		۴۔ صحیح مسلم
			۵۔ لمعات النبی

نص ۹ و ۱۰ : امام اجل ابو ذکریا نووی شرح صحیح مسلم اور امام بدر الدین علی بن عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں شوہر مرضعہ کی نسبت فرماتے ہیں :

واللفظ للنووی فہذہ ہنا ومذہب العلماء
کافة ثبوت حرمۃ الرضاع بینه وبين الرضیع
ویصیر ولدا له ویكون اولاد الرضیع
اولاد الرجل (ملخصاً)

یعنی اولاد رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع مذہب اربعہ و جملہ ائمہ و فقہاء شوہر مرضعہ کے بھی پوتے پوتے نواسے ہیں ، اور باجماع امت مرحومہ اپنے ماں باپ کے پوتا پوتی نواسا نواسی اپنے لیے حرام قطعی اور اپنے بھتیجا بھتیجی بھانجا بھانجی ہیں۔

نص ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ : فتح القدیر ، بحر الرائق ، طحاوی ، مرقاة شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے :

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احوال ما یحرم
من الرضاع علی ما یحرم من النسب
وما یحرم من النسب ما یعلق خطا فہذا
تحریمہ بہ وقد تعلق بما قد عبر عنه بلفظ
الامہات والبنات واخوانکم وعماتکم و
خالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت فما کان
من مسمیٰ ہذہ الالفاظ متحققاً من الرضاع
حرم فیہ

ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس پر بہن یا بھائی کا لفظ صادق ہے اور اس لیے وہ اپنے اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے بیٹی کا لفظ صادق ہے لا جرم وہ بھی قطعاً حرام ہیں۔

نص ۱۵ : فتاویٰ برازیہ میں ہے :
الاصل الکلی فی الرضاع ان کل امراة

نص ۲۶: یونی تن وافی میں لایمحل للرجل ان یتزوج بامه و بنته و اخته و بنات اخته و بنات اخته فرما کر شرح کافی میں فرمایا،

اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من اول الفصل الى هنا تحرم من الرضاع ايضاً۔
یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور بھانجی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع سے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

نص ۲۷: تبیین الحقائق میں ہے:

یحرم عليه جميع من تقدم ذكره من الرضاع وهي امه و اخته و بنات اخوته الخ۔
یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں رضاعی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضاعی بہن اور بھانجی کی بیٹیاں۔

نص ۲۸: درمختار میں ہے:

حرم على المتزوج ذكرا و انثى اصله و فرعہ و بنت اخته و اخته و بنتها و الكل رضاعاً۔
یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بھتیجی بھتیجی، بہن اور بھانجی بہن کے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی یا دودھ سے، حرام ہیں۔

نص ۲۹: جوہرہ نیرہ میں ہے:

كذلك بنات اخته و بنات اخته من الرضاعة لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب۔
یعنی نسب کی طرح رضاعی بھانجی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔

ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلا خلاف صاف صاف و اشکاف تصریحیں فرمائیں کہ رضاعی بھانجی بہن کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی نسب کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت رشتہ متکررہ ہے کہ دونوں

۱۰۳/۲	مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر	فصل فی المحرمات	۱۰۳/۲
۱۸۴/۱	مجتبائی دہلی	” ” ”	۱۸۴/۱
۶۸/۲	مکتبہ امدادیہ ملتان	کتاب النکاح	۶۸/۲

۱۰۳/۲ کا فی شرح وافی

۱۰۳/۲ تبیین الحقائق

۱۰۳/۲ درمختار

۱۰۳/۲ الجوہرۃ النیرہ

طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضعہ کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا۔ واجب کہ یوں ہی رضیع پسر مرضعہ کا بھائی ہو یہ محال ہے کہ زید تو عمرو کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو اور جب رضیع اولاد مرضعہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم جیسے کو بھی متصور نہیں، اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرماتے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے، یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے۔ ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیع اور پسر مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں، تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی تو دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو۔ شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس لغو و بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ حاشا ہرگز نہیں۔

نص ۳۰: شرح وقایہ میں فرمایا: ۳۰

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیرخوارہ زوجان و فرزند

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیرخوار کی جانب سے وہ

اور اس کا زوج یا زوجہ اور اس کے فرزند حرام ہوں گے) (مت)

یہ شعر نقایہ و شرح الکفر للامام مسکین میں بھی مذکور ہے۔ فاضل چلی و فاضل قرہ باغی محشیان شرح وقایہ و علامہ برجندی شارح نقایہ نے تو اس پر ایک حرف بھی نہ لکھا اور علامہ قسستانی نے دو سطرس فارسی میں لکھ دیں جن سے ظاہری الفاظ کے سوا مغز مطلب کی کچھ توضیح نہ ہوئی۔ اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح المعین میں آدمی سطر اس کے ترجمہ عربی کی لکھی جو شعر کے صرف ایک مصرع کا بھی آدھا ہی ترجمہ ہے سبک

عہ حیث قال یعنی شیردہ ہندہ شوہرش با فرزند ان پدران و مادران و خواہران ایشان خویش شیرخوارہ شوند و شیرخوارہ و زلفش یا شوہرش با فرزند ان خویش شیردہ ہندہ و شوہرش شوند ۱۲ (م)

اور اس کے خاوند کے رشتہ دار ہوں گے ۱۲ (مت) یوں کہا شعر کا معنی یہ ہے کہ دودھ پینے والے کی بیویاں اس کی اولاد اپنے رضاعی باپ پر حرام ہیں ۱۲ (مت)

عہ حیث قال معنی البیت ان ترا و جات الرضیع و فرودہ یحرم علی ابیہ ۱۲ (م)

۱۲ شرح وقایہ جامع الروض نقیستانی ۱۲ فتح المعین

۶۷/۲ مطبع مجتہدی دہلی ۵۰۱/۱ مکتبہ اسلامیہ تحفہ قاموس ایران ۱۳/۲ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

متاخر لکھنوی صاحب نے بھی عمدة الرعاية میں بڑے ترجمہ پر قناعت کی، فقط ایک حرف زائد کیا وہ بھی غلط۔
 حیث قال مفاد المصروع الاول ان من جانب
 الرضعة وكذا زوجها يكون الكل ذاق رابة
 من الرضيع ای الذین لهم قرابة محرمة من
 النسب فيدخل فيه المرضعة ونحوها و
 اقرباؤها ومفاد المصروع الثاني ان من جانب
 الرضيع انما يثبت القرابة للرضعة وزوجها
 من فرعه واحد زوجية لانتهى۔

پلانے والی اور اس کے زوج پر تمام فروع اور اس کے زوج یا زوجہ کی قرابت ثابت ہوگی، انتہی (ت)
 ظاہر ہے یہ محض ترجمہ ہے، صرف اتنا زائد ہے کہ ترجمہ سے مراد محارم نسبی ہیں، یہ غلط ہے بلکہ ماں باپ
 کے جتنے علاقہ والے اولاد پر حرام ہوتے ہیں نسبی ہوں خواہ رضاعی خواہ صہری وہ خود ماں باپ کے محارم ہوں یا
 نہ ہوں، جہاں جہاں معنی محرم فی النسب موجود ہو سب مراد ہیں، مثلاً رضاعی ماں باپ کے رضاعی ماں باپ
 بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم رضاعی ہیں نہ کہ نسبی
 یوں ہی رضاعی ماں باپ کے سوتیلے ماں باپ رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ رضیع کے رضاعی نانا دادا کی بیبیاں
 ہیں اور رضیعہ کے رضاعی نانی دادی کے شوہر حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم صہری ہیں نہ کہ نسبی۔ یونہی
 رضاعی باپ کے دوسری بی بی رضاعی ماں کا دوسرا شوہر رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ ان کے سوتیلے ماں باپ
 ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم ہی نہیں بلکہ حلیل و حلیلہ ہیں، تو قرابت محرمہ اور نسبہ دونوں قیدیں
 غلط ہیں بلکہ سرے سے لفظ قرابت ہی ٹھیک نہیں کہ مصرع اول میں لفظ ہمہ مرضع و مرضعہ کے زوجین کو
 بھی یقیناً شامل اور زوجیت داخل قرابت نہیں۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے :

أَمَّا مِنَ الرضاعِ كُلِّ انْتِهِى أَرْضَعْتَكَ أَوْ أَرْضَعْتَ
 مِنْ أَرْضَعْتَكَ يَهْ

ہندیہ میں ہے :

المحرمات بالصهرية أربع فرق أربعة

سہ عمدة الرعاية حاشیہ شرح الفتاویہ کتاب الرضاع

سہ غرائب القرآن (نیشاپوری) تحت آیت حرمت علیکم امہاتکم الخ مصطفیٰ البابی مصر ۸/۵

۶۷/۲

مجتبائی دہلی

۸/۵

نساء الآباء والأجداد من جهة الأب والام
وان علوا كذا في الحاوی القدسی۔
ماں باپ کی طرف سے گئے باپ دادوں کی بیویاں
اگرچہ یہ باپ دادے اوپر تک ہوں۔ حاوی القدسی
میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

پھر لکھا:

المحرمات بالرضاع كل من تحرم بالقرباة و
الصهرية كذا في محيط السرخسي۔
رضاعی محرمات وہ تمام جو قرابت اور نکاح سے حرام
ہوتے ہیں، محیط سرخسی میں یوں ہی ہے۔ (ت)

لا يجوز له ان يتزوج بامه ولا بسوطه ابیه
ولا ببنات امراته كل ذلك من الرضاع۔
اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ ماں باپ کی وٹلی کردہ (بیوی)
اور اپنی بیوی کی بیٹی ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرے۔ (ت)
غرض فقیر نے نہ دیکھا کہ اس شعر کا ایضاح کسی نے کیا ہو، اور اہل زمانہ کو اُس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت
لغزشیں ہوتی ہیں لہذا بقدر حاجت اس کی شرح کر دینی مناسب۔

فاقول وبالله التوفيق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) اصل علت حرمت جزیئت
ہے کہ نسب میں ظاہر اور رضاع میں کراہت انسان کے لیے شروع کچھ نے محترم فرمائی اور عرف میں بھی معروف و مشہور ہوئی
جس کے لحاظ سے اہل سنت کے امتیاز اس وضع تک فرمایا اور زوجیت کا مرجع بھی جانب جزیئت ہے کما حققہ فی
الہدایۃ والکافی والتبیین وغیرہا (جیسا کہ ہدایہ، کافی اور تبیین وغیرہ میں تحقیق ہے۔ ت) مگر زوجیت میں اُس کا
تحقق نہایت غرض میں ہے کہ مدارک عامہ اُس تک وصول سے قاصر، لہذا صاحب ضابطہ نے شعر میں دو علاقے
رکھے، ایک زوجیت دوسرا جزیئت، عام ازیں کہ نسباً ہو یا رضاعاً، پھر دو شخصوں میں علاقہ جزیئت کی دو صورتیں
ہیں، ایک یہ کہ اُن میں ایک دوسرے کا جُز ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جُز ہوں۔ صورتِ اولیٰ میں
دو قسمیں پیدا ہوتیں اصولِ جن کا توجہ ہے یعنی باپ دادا، تانا مانا، دادی، نانی جہاں تک بلند ہوں نسباً خواہ رضاعاً،
اور فروغ، جو تیسرے جُز ہیں یعنی بیٹا، پوتا، نواسا، بیٹی، پوتی، نواسی جہاں تک نیچے جائیں۔ اور صورتِ ثانیہ میں
تین صورتیں ہیں:

۲۴۴/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	فی بیان المحرمات	کتاب النکاح	لے فتاویٰ ہندیہ
۲۴۴/۱	"	"	"	"
۱۸۳/۲	مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر		کتاب الرضاع	تبیین الحقائق

(۱) دونوں ثالث کے جزو قریب ہوں، یہ عینی یا علاقائی یا اخلافی بھائی یا بہنیں یا بہن بھائی ہوئے، عام ازیں کہ دونوں اس کے جزو نسب ہی ہوں یا دونوں رضاعی یا ایک نسب ایک رضاعی۔

(۲) ان میں ایک تو ثالث کا جزو قریب ہو اور دوسرا بعید۔ یہ انہی تعیموں کے ساتھ عمومیت اور خلوت کا رشتہ ہوا، جزو قریب اپنے یا اپنے باپ یا ماں یا دادا یا دادی یا نانا کی یا چچا ماموں خالہ پھوپھی، اور جزو بعید انہی نسبتوں پر ان کے مقابل بھتیجا بھانجا بھتیجی بھانجی۔

(۳) دونوں ثالث کے جزو بعید ہوں جیسے ایک شخص کا پوتا اور نواسی۔ یہ تیسری صورت تحریم سے ساقط ہے خالص نسب میں بھی حلال ہے تو حرمت میں چار صورتیں ہیں،

اول اصل، دوم فرع۔ یہ دونوں کتنے ہی نزدیک یا دور ہوں تو فروغ میں فروغ الفروع اور فسروغ فروغ الفروع لائی نہایت سب داخل ہیں۔ یونہی اصول میں اصول الاصول اور اصول الاصول الی غایت المنتہی۔ سوم اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو جیسے ماں یا باپ کی پوتی نواسی اور ان کی اولاد و اولاد اولاد چہارم اصل بعید کی فرع قریب جیسے پھوپھی کہ دادا کی بیٹی ہے یا خالہ کے نانا کی یا دادا کی پھوپھی کہ پردادا کے باپ کی بیٹی ہے یا اس کی خالہ کہ دادا کے نانا کی بیٹی ہے و حق علیہ (اور قیاس اسی پر ہے۔ ت) چار یہ اور پانچواں علاقہ زوجیت انہیں شیر و دادرش قرار دے گا ہر ایک کی طرف نسبت کرنے سے نہ ہوئے۔ پھر اصل تعلق رضیع اور مرضعہ میں پیدا ہوتا ہے، رضیع اس کا جزو ہوتا ہے، اور مرضعہ اس کی اصل، اور جب وہ ماں ہوئی تو جس مرد کا دودھ تھا وہ ضرور باپ ہو گیا۔ اور ان کے فروغ قریب اس کے اصل قریب کے فرع قریب اور فروغ بعید اس کے اصل قریب کے فرع بعید، اور ان کے اصول اس کے اصول کی اصل اصل ہے۔ لاجرم جانب شیر و دے سب علاقے متعلق و موجب تحریم ہوئے، مگر فرع کی اصل نہ اپنی اصل ہونا لازم نہ فرع تو شیر خوارہ کے اصول کو شیردہ سے کچھ تعلق نہ ہوا، اور جب خود اصول غیر متعلق رہے تو اصول کے فروغ قریب یا بعید اس حیثیت سے کہ ان اصول کے فروغ ہیں کیا علاقہ رکھیں گے کہ ان کا علاقہ تو بواسطہ اصول ہوتا، وہ خود بے تعلق ہیں، ہاں فرع کی فرع ضرور فرع ہوتی ہے تو جانب شیر خوارہ سے صرف دو علاقے ثابت و باعث حرمت ہوئے۔

زوجیت و فرعیت۔ اب ان کی تفصیل اور ہر ایک میں معنی خویش شوند سمجھئے (از جانب شیردہ) اول زوجین یعنی مرضعہ کا شوہر کہ یہ دودھ جو رضیعہ نے پیا اس کا نہ تھا دوسرے شوہر کا تھا، یا مرض کی زوجہ کہ رضیعہ نے اس کا دودھ نہ پیا بلکہ دوسری زوجہ کا، یا مرض و مرضی کے اصول میں نزدیک و دور کی زوجہ کہ سلسلہ شیر ان سے نہ ہو، یہ سب رضیعہ پر حرام ہیں اور یہاں خویش شوند کے معنی یہ ہیں کہ وہ رضیعین کے سوتیلے ماں باپ یا سوتیلے دادا دادی نانا نانی ہو گئے۔ دوم اصل کہ خود مرضعہ و مرضعہ ہیں یعنی وہ عورت جس نے دودھ پلایا اور وہ مرد جس کا یہ دودھ تھا اور ان کے

اصول نسبی و رضاعی پدری و مادری منتہی تک اور یہاں خویش کے یہ معنی ہیں کہ مرضعہ و مرضعین کے ماں باپ ہو گئے اور ان کے اصول ان کے سگے دادا دادی نانا نانی۔

سومہ فرع کہ خود رضعین ہیں اور رضعین کے جملہ فروغ نسبی و رضاعی پسری و دخترى انتہا تک، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب مرضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواس نواسی ہو گئے۔

چہارم اصل قریب کی فرع یعنی رضعین کے نسبی، رضاعی نسبی و فروغ افراد آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضعین کے بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی ہو گئے۔ پھر وہ اگر مرضعہ و مرضعہ دونوں کی فرع و فرع افراد ہیں تو عینی اور صرف مرضعہ کے فروغ ہیں تو علاقائی اور صرف مرضعہ کے تو اخائی۔

پنجم اصل بعید کی فرع قریب یعنی رضعین کے اصول و اصول الاصول نسبی و رضاعی کے فروغ قریب نسبی خواہ رضاعی، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضعین یا رضعین کے اصول رضاعی کے چچا ماموں بھوپھی خالہ ہو گئے۔ (از جانب شیرخوارہ) اول زوجین یعنی رضیع کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیع و رضیعہ کے فروغ نسبی رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کہ یہ سب رضعین پر حرام ہو گئے، اور یہاں یہ معنی کہ وہ رضعین کے دُور یا نزدیک کے داماد اور بہو ہو گئے۔

دوہم فرع کہ رضعین کی تمام اولاد و اولاد اولاد جہاں تک جائے، نسبی ہو یا رضاعی، سب رضعین کی اولاد اولاد ہو گئے، مگر رضعین کے اصول یا فروغ قریب و بعید اصول کو رضعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنی ہیں۔ ان تمام تاصیلات و تقریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نصوص لائیں موجب اطاعت ہو اور حاجت نہیں کہ اول تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب مسائل خادم فقہ پر خود ظاہر، ثانیاً ان پر نصوص کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاول والاخر مسئلہ نے بحمد اللہ تعالیٰ وضوح تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلے اگرچہ حاجت نہ رہی :

اولاً اس تشریح سے کھل گیا کہ یہ شعر تحریر صورت مسئلہ میں نص صریح تھا جسے برعکس دلیل تحلیل گمان کیا گیا، کاش اتنا ہی خیال کر لیا جاتا کہ جانب شیرخوارہ سے فروغ کا خویش رضعین ہو جانا کیا معنی ہے رہا؟ فروغ شیرخوارہ شیردہ کے خویش ہو جانے میں کوئی معنی محتمل ہی نہیں سوا اس کے کہ شیرخوارہ کی اولاد شیردہ کی اولاد اولاد ہو گئی، پھر وہ اولاد شیردہ پر کیونکر حلال ہو سکتی ہے، کون سی شریعت میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی پوتی نواسی اپنے لیے حلال ہو جس بچہ سے چاہے پوچھ دیکھے کہ ماں باپ کی پوتی اپنی بھتیجی ہوتی ہے اور نواسی اپنی بھانجی اور تمام جہان جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بھتیجی اور بھانجی حرام قطعی ہیں۔ سوئے اتفاق سے یہ گمان ہوا کہ فروغ شیرخوارہ کو شیردہ کے خویش بتایا ہے نہ کہ اولاد شیردہ کے، اور نہ جانا کہ یہاں شیردہ کے خویش ہونے کو اولاد شیردہ کے لیے خویش ہونا قطعاً لازم بتین ہے، یہ کیونکر متصور کہ آدمی کی ماں باپ کی اولاد

اپنی کوئی نہ ہو، شہرہ کی طرف اضافت بوجہ اصالت ہے کہ اول اُسی کے لیے ثابت ہو کر باقیوں کی طرف سرایت کرتی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا:

حقیقة الحال ان حقیقة البعضیة تثبت بین
المرضعة والرضیع فاثبتت حرمة الابنیة
ثم انتشرت لوانما من تحريم الولد۔
حقیقت حال یہ ہے کہ دودھ پلانے اور دودھ پینے
والوں کے درمیان جزئیات حقیقیہ پائی جاتی ہے جو
ابنیت کی حرمت کو ثابت کرتی ہوئی بچے کی تحریم
کے تمام لوازمات میں پھیل جاتی ہے۔ (ت)

ثانیاً کاش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شعر سے ملا کر دیکھا ہوتا تو بہ نگاہ اولین کھل جاتا کہ دونوں طسرفین نفیق پر ہیں۔ شعر تو صاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین و فروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں خاص رضیع کے لیے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لیے نہیں ہوتی صاف صاف نفی و اثبات کا خلاف ہے اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ زید کے بیٹے کے لیے ماں حلال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حرمت علیکم امھتکم (تم پر تمھاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت)

ثالثاً آگے تفریع میں فرماتے ہیں: پس فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام نہیں۔ آپ کی اس اصل بے اصل کی یہ پوری تفریع نہ ہوئی، جب آپ کے نزدیک حرمت رضاعت بجانب رضیع میں صرف رضیع کی ذات پر مقصور ہے، اس کے اصول کی طرح فروع کو بھی شامل نہیں، تو تفریع یوں کیجئے کہ فروع رضیع خود مرضع و مرضعہ پر بھی حرام نہیں جس طرح اصول رضیع ان پر حرام نہیں، وہاں تک تو بھانجی بھتیجی حلال ہوئی تھی اب پوتی نواسی حلال ہو گئی۔

رابعاً عبارت شرح وقایہ کا جو مفاد ٹھہرایا کاش اتنا ہی ہوتا کہ عبارت اس سے بے علاقہ محض ہوتی مگر زہار ایسا نہیں بلکہ عبارت یقیناً قطعاً اس کا رد کر رہی ہے عبارت جس شے کی خاص حرمت بیان کرنے کو کھلی گئی، اس اختراعی مفاد نے وہی حلال کر دی جیسا کہ بحمد اللہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا آخر نہ دیکھا کہ نص ہفتم میں مستخلص نے عبارت شرح وقایہ کا کیا مطلب ٹھہرایا۔

خامساً بلکہ نص ۱۷ و ۲۱ میں دیکھئے کہ خود امام شارح وقایہ نے کیا فرمایا اور اپنا مطلب کیا بتایا۔ الحمد للہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا جس طرح مقصود فقیر تھا کہ ہر ہر بات سچے کر کے پڑھا دی جائے بوجہ اتم

حاصل ہو گیا، اجاب پر تویہ سخت شدید عظیم فرض ہے، السر بالسرو العلانية بالعلانية (پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ ت) معاملہ حرام قطعی کا ہے جس سے انخاض ناممکن تھا، رجوع الی الحق میں عار نہیں بلکہ تمادی علی الباطل میں۔ اور معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتوے پر عمل ہو کر اگر نکاح ہو گیا تو یہ زنا اور زنا بھی کیسا زنا ہے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام فتویٰ دہندوں پر رہے گا، اور ہر حرکت ہر ہوسہ ہر مس کے وقت روزانہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے باریہ کبار و جرائم ان سب کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من أفتی بغير علم كان اثمه على من افتاه۔ جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ سے والے پر ہے۔ اس کو ابو داؤد، دارمی، ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس جل مجدہ کا علم کامل و محکم ہے۔ (ت)

کتاب

العبد المذنب احمد رضا الیریلوی عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الاتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

- الجواب صحیح والمجیب نجیح۔
مصطفیٰ رضا خان قادری عرف ابوالبرکات محی الدین
- الجواب صحیح۔
نواب مرزا عبد الغنی قادری سنی حنفی یریلوی
- الجواب صحیح۔ واللہ اعلم
محمد عبد الرب عرف محمد رضا خان قادری
- الجواب صحیح۔
محمد امجد علی عظمیٰ

○ فقیر غفر اللہ القدیر نے مجہد مائتہ حاضرہ ، صاحبِ حجتِ قاہرہ ، علامہ رحلہ ، امام المسلمین اعلیٰ حضرت مولانا وسیتنا ومفیضنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ تعالیٰ الناس بافادۃ الی یوم الدین کے جواب کو بنظر غائر حرفاً ویکھا عین صواب پایا جزاء اللہ خیر الجزاء کالہ بالمکیال الاونی فقط فقیر قادری وصی احمد حنفی

جواب صحیح اور صحیح نصوص اور مستند روایات سے مضبوط کیا ہوا ہے ، اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں جواب لکھنے والے عالم جلیل ، علامہ نبیل ، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی کو بہتر جزا عطا فرمائے ۔ (ت)

بلندہ علم میں عمدہ ، فقہا کرام میں منتخب ، بڑے فضلاء کے مقتدار ، بڑے ماہرین کا امام ، سرکش ملعونوں کی رگ کاٹنے والے ، عرفانی کلمات کو ظاہر کرنے والے سنت اور اہل سنت کی حمایت کرنے والے ، کفر و بدعت کے آثار کو مٹانے والے ، اپنے زمانہ کے بے مثل ، زمانے کے یکتا ، مجہدِ زمان ، ہمارے آقا مشہور ماہر مولانا مولوی محمد احمد رضا خان ، اللہ تعالیٰ متان ان کو سلامت فرمائے ، نے جو تحقیق فرمائی وہ خالص حق ، صاف سچ ، جبکہ حق ہی اتباع کے قابل ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق دے ، صلوة وسلام خاتم المرسلین اور ان کی آل پر اور دین کی حمایت کرنے والے صحابہ پر ۔ (ت)

○ الجواب صحیح وموثق بنصوص الصحیح وروایات المستند جزاء اللہ خیر الجزائی الدارین لراقم الفاضل الجلیل وعلامة النبیل آية من آیات اللہ۔ حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ ، لاہور

○ ماحققة عمدة العلماء الاعلام من بداية الفقهاء الكرام قدوة الفضلاء العظام اصام النبلاء الفخام قاطع وريد المروة اللئيم مظهر الكلمات العرفانية كاشف الآيات الربانية حاشي السنة واهل السنة ماحي آثار الكفر والبدعة وحيد العصر فريد الدهر مجد الزمان سيدنا العريف الماهر مولانا المولوى محمد احمد رضا خان سلمه الله المنان فهو حق صراح وصدق قراح والحق احق بالاتباع وفقنا الله تعالى وسائر المسلمين والصلوة والسلام على ختم المرسلين وآله وصحبه حماة الدين ۔ كتبه العبد المفتقر الى مرابه الاكبر محمد عمر السراي آبادی ۔

○ بسم الله الرحمن الرحيم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے میری آنکھوں کو اس پاکیزہ تحقیق کے انوار سے روشن کیا ، اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائے حضرت مجیب کو جن کی تحقیق کا ایک ایک حرف صدق و صواب ہے ومن اعرض عنه فهو من الجاهلین (جس نے اس سے

رُؤُودِ دانی کی وہ جاہلوں میں سے ہے۔ تانی الواقع حضرت مجدد صاحب دامت برکاتہم کی ذات والاصفات حضرت حق کی ایک شانِ رحمت ہے، اور بے شمار برکات کا مجموعہ، کتنے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں، اور ہزار ہا نابیناؤں کو بینا بنادیا، اللہ تعالیٰ ایسے فاضل جلیل کو مدتِ بائے دراز تک بایں فیضِ رسانی سلامت رکھے، آمین بجزمت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بیشک اس مسئلہ کے ایضاح میں تحقیق کے خزانے کھول دئے ہیں اور نادان مفتی کی غلطی کو خوب آشکار کر کے سمجھا دیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سیدھی راہ چلائے، آمین!

العبد المقتصد بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خضہ اللہ بمزید العلم والیقین

مسئلہ ۲۸۱ از موضع بہار ضلع بریلی مسئلہ عبد الرحمن خاں صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکے نے سنا کہ میرے والد نے میری بی بی کے ساتھ زنا کیا ہے اس پر اس کو غصہ آیا اور اپنی بی بی کو مارا اور طلاق دے کر مکان سے علیحدہ کر دیا یعنی نکال دی، لڑکی نے اپنے مہر کی نالاش کر دی، مہر اس کا جو کچھ تھا اس کی ڈگری ہو گئی، لڑکے کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق اس نے غصہ میں ہی اس وجہ طلاق نہیں ہوئی، اور لڑکی کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق ہو گئی، اس صورت میں کون سچا ہے؟ کون سے وکیل کی بات مانی جائے؟ یعنی طلاق ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ صحیح ہے اور ثبوت شرعی سے ثابت ہے کہ اس کے باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا جب تو وہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی، اس پر فرض تھا کہ اسے فوراً جدا کر دے، جو طلاق دی یہ جدا کرنا ہی ہوا اور اب وہ اسے کبھی واپس نہیں لے سکتا۔ اور اگر امر مذکور ثبوت شرعی سے ثابت نہ ہو نہ لڑکے نے اس کی تصدیق کی ہو تو یہ طلاق طلاق ہوئی اور مجر و غصہ کا عذر مسموع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۲ از غازی پور محلہ برہنہ بر مکان غشی واجد علی صاحب مسئلہ محمد ادریس صاحب ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمر ۱۶ سال، بی بی عمر ۲۵ سال سے جو کہ رشتہ میں زید کی مافی ہوتی ہے ہمیشہ مذاق و تفریح کرتا رہا ہو کسی وقت میں زید نے جملہ کا ہاتھ یا پیر پکڑ لیا ہو اور ایک مرتبہ بوسہ بھی لے لیا ہو از روئے شہوت و مذاق کے، کچھ عرصہ کے بعد بچہ جو کہ رشتہ میں زید کا باپ ہے صغریٰ سے جو کہ جملہ کی لڑکی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید از روئے شرم و حیا کے اس بات کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے تو ایسی حالت میں نکاح ہو گا یا نہیں؟ اگر نہ ہو تو اور کوئی صورت جواز کی نکل سکتی ہے از روئے کفارہ کے

یا نہیں؟

- (۲) اور اگر نکاح کر دیا ہو اس وقت میں کیا صورت ہو سکتی ہے؟
 (۳) اور ہماری طرف ممانی اور بھاوج سے مذاق اور تفریح کرنا کچھ عیب میں داخل نہیں۔

الجواب

بھاوج یا ممانی سے ایسا مذاق حرام قطعی ہے اور کرنے والا اور وہ عورت دونوں فاسق، اور ان کے شوہر باپ بھائی اگر اس پر راضی ہوں دیوث ہیں، اور دیوث پر حجت حرام۔ اور صغریٰ سے بکر کا نکاح حلال ہے، اور مختار میں ہے: اہابنت نروجة ابیہ و ابنہ فحلل۔ (اور اپنے باپ کی زوجہ یعنی سوتیلی ماں کی بیٹی جو باپ کے نطفے سے نہیں اور اپنے بیٹے کی زوجہ کی بیٹی جو بیٹے کے نطفہ سے نہیں وہ حلال ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۶ از موضع دیورنیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

- (۱) ایک بہن کا لڑکا ہے اور دوسری بہن کی دختر کی لڑکی ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟
 (۲) سالی حقیقی سے نکاح اس وقت میں جائز ہے کہ اپنے بیٹے کا نکاح بھی سالی کی دختر سے کیا جائے اور برتقدیر جائز بھی ہے تو پہلے کس کا نکاح ہو؟ بلنوا تو جروا

الجواب

- (۱) ہاں جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۲) جب عورت مرتعے یا اسے طلاق دے اور عدت گزر جائے تو سالی سے نکاح جائز ہے، اور سالی کی بیٹی سے اپنے بیٹے کا نکاح مطلقاً جائز ہے، خواہ پہلے اس کا نکاح کرے یا اپنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- مسئلہ ۲۸۷ از مدرسہ رحمانیہ رائے بریلی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۲۸ شعبان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ زید کی دوسری زوجہ ہے اور زید کی زوجہ اولیٰ کے چند لڑکے ہیں ان میں سے ایک لڑکے نے ہندہ سے کئی بار اظہارِ تعشق کیا اور کہا کہ ہم تم بھاگ چلیں، اور کئی بار اپنا آلت منتشر ہندہ کے ہاتھ میں بلا حجاب کسی کپڑے کے پکڑا دیا، کئی بار بوسہ لے لیا، اور دو مرتبہ آمادہ زنا ہو گیا یہاں تک کہ ازار کھول دیا اور پوری کوشش کی کہ دخول کرے، مگر ایک مرتبہ کسی نے آواز دے کر بڑا بھلا کہا اور ایک مرتبہ ہندہ پوری کوشش کر کے بھاگ نکلی، ان وجوہ سے ہندہ کا پردہ عصمت

چاک نہیں ہوا مگر ان سب صورتوں میں ہندہ متنفر تھی اور اس کو کبھی شہوت نہیں ہوئی اور ہر مرتبہ ہندہ نے اپنے شوہر زید کو خبر دی مگر اس نے سمجھا دیا کہ لڑکے کا معاملہ ہے بدنامی بہت ہوگی اس کا اظہار نہ کرو، مگر لڑکے کو بہت بُرا بھلا کہا اور ساتھ کھانا چھوڑ دیا اور مارا بھی، مگر لڑکا اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آیا۔ اب ایسی صورت میں ہندہ زید پر حرام ہوگی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوگئی تو وہ اپنا نکاح دوسرا بلا اطلاق زید کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو عدت بیٹھنا ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

جبکہ پسر زید نے زن زید سے یہ افعال خبیثہ کئے کہ قطعاً بہ شہوت تھے تو زن زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اگرچہ زن زید کی طرف سے شہوت نہ ہونا تسلیم کر لیا جائے کہ مس میں ایک طرف سے شہوت کافی ہے، درمختار میں ہے: تکفی الشہوة من احدھما (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی ہے۔ ت) مگر نکاح زائل نہ ہوا، زید پر لازم ہے کہ عورت سے متارکہ کرے یعنی اسے چھوڑ دے، مثلاً کے میں نے تجھے چھوڑا۔ اس کے بعد عورت عدت کرے اس کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، زید یا پسر زید سے کبھی نہیں کر سکتی، زید کی بیٹی کی جگہ ہوگئی اور پسر زید کی ماں کی جگہ تھی ہی۔ جب تک زید متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزرے دوسرے سے نکاح حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

بحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل
التزوج بأخرا لا بعد المتارکۃ والنقضاء
العدۃ - واللہ تعالیٰ اعلم
حرمۃ مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا تا وقتیکہ
بعد متارکہ عدت نہ گزر جائے دوسرے شخص سے نکاح
جائز نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۸ از روضۃ حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف مسئولہ عبدالقادر صاحب مدرس درگاہ شریف

۳۰ رمضان شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزائی مذہب شخص کی دختر نابالغہ سے جو عقد نکاح ہو گیا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ دختر مذکورہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے، والد اس کا انتقال کر چکا ہے صرف اس کی والدہ نے نکاح ایک حنفی مذہب سے کر دیا ہے، ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اُس کو علیحدہ کر دیا جائے یا تا وقت بلوغ رکھا جائے۔ بینوا تو جروا

الجواب

مرزائی مرتد ہیں کما هو مبین فی حسام الحرمین (جیسا کہ حسام الحرمین میں واضح بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہو گا زنا سے محض ہو گا۔ عالمگیری میں ہے :

لا يجوز للمرتدان يتزوج صرته ولا مسلمة مرتد کے لیے مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے ولا کافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح نکاح جائز نہیں، اور اسی طرح مرتدہ عورت کا بھی المرتدة مع احد کذا فی المبسوط۔ کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط

میں ہے۔ (ت)

عورت اگرچہ نابالغہ ہے سال دو سال کی نا عاقلہ کچھ نہ ہوگی اور عقل و تمیز کے بعد اسلام و ارتداد صحیح ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے :

إذا ارتد صبي عاقل صحح إسلامه۔ بچہ اگر مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد صحیح ہے جیسے اس کا اسلام لانا صحیح ہے (ت)

سمجھ وال ہونے کی حالت میں اگر اس نے مرزائیست قبول کی یا اتنا ہی جانا کہ مرزائی یا مسیح یا مہدی تھا تو اسی قدر اُس کے مرتد ہونے کو بس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں تو سائل کا کہنا کہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے بعید از قیاس ہے۔ پھر ان لوگوں میں سے ایسی قرابت قریب رکھنا بارہا منجربہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے، والیعا ذباللہ تعالیٰ، تو سلامت اسی میں ہے کہ اس کو فوراً جد کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۸۹ھ از ریاست فرید کوٹ کوٹھی ملیر گنج مسکولہ علیم الدین صاحب فراش ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ غیر مقلدوں کے ساتھ تعلقات رکھنا اور ان کے ساتھ رشتہ نانا اپنے لڑکے لڑکی کا جائز ہے یا حرام؟ اور اگر حرام ہے تو حنفی المذہب اپنی لڑکی کو کسی طور سے واپس لے سکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

غیر مقلدوں سے میل جول حرام ہے اور ان سے مناکحت ناجائز کما بدیناۃ فی رسالتنا ازالة العار

۱/۲۸۲	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی المحرمات بالشریک	لہ فتاویٰ ہندیہ
۱/۳۶۱	مجتبائی دہلی	باب الجہاد باب المرتد	لہ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد

بحجہ الکوانع عن کلاب النار (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ ازالۃ العار بحجہ الکرام عن کلاب النار میں بیان کیا ہے۔ ت) وہابیت ارتداد ہے اور مرتد مرد ہو یا عورت اُس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ کافر سے نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے، نہ انسان سے، نہ حیوان سے، جس سے ہو گا زنا خالص ہو گا۔ عالمگیر یہی ہے؛

لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لایجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط۔
مرتد کو مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرتد سے نکاح جائز نہیں۔ مبسوط میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

حنفی اگر اس میں مبتلا ہوا ہو تو اپنی لڑکی اسی دعوے سے واپس لے کہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۹۰ از منہ سورہ مالوہ اے دی ایم، سکول ریاست گوالیار مسئلہ محمد عبد المجید صاحب مدرس

۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندرین مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت حاملہ ہو گئی اور بروقت تحقیقات پولیس مسماۃ مذکورہ نے بیان کیا کہ یہ حمل خاص میرے داماد کا ہے، ایسی حالت میں منکوحہ داماد مسماۃ مذکورہ کی حرام ہوئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

فقط اُس عورت کے کہنے سے داماد پر اُس کی منکوحہ حرام نہیں ہو سکتی، یا تو ثبوت شرعی ہو یا داماد اقرار کرے، اُس وقت اُس کی منکوحہ پر حرام ابدی ہونے کا حکم دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۹۱ از بستی محلہ دکھن دروازہ دھنیا ٹولہ مسئلہ بقرعیدین صاحب ضلع دار محکمہ افیون

۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہید کی زوجہ دو برس سے مفرور ہو گئی ہے اور نہ طلاق دی نہ اُس کا کچھ پتا ہے کہ زندہ ہے یا مر گئی، زید اپنی بی بی کی حقیقی بہن سے چاہتا ہے کہ نکاح کر دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ناجائز، قال تعالیٰ: و ان تجمعوا بین الاختین (دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ ت)

۱۰ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات بالشکر نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

۱۰ القرآن الکریم ۲۳/۴

زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے اور تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، انقضائے عدت یہاں ظن غالب سے لیا جائے گا فانہ ملحق فی الفقہیات بالیقین (فقہ میں یقین سے ملحق ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۲ از اسد مگر دکن گنج بازار متصل مسجد شاہی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب خطیب حنفی قادری

۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

- (۱) زید و عمر و مطلق بھائی ہیں، عمر و اپنے پوتے کے ساتھ زید کی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) زید نے چھ ماہ کی عمر میں زینب کا دودھ بندہ کے ساتھ پیا اور بندہ کی عمر چار سال کی تھی، کیا زینب کی تیسری لڑکی سے زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

- (۱) یہ نکاح جائز ہے کہ حقیقی چھوٹی نہیں رشتہ کی چھوٹی ہے۔ قال تعالیٰ: واحلکم ما وراء ذلکم (اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) یعنی بھتیجی سے بیٹے کا نکاح جائز ہے حالانکہ وہ رشتہ میں اس کی بہن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) زینب زید کی ماں ہو گئی اور زینب کی چھٹی لڑکی کی پالی اولاد ہے، سیدہ زید کی بہن بھائی، زینب کی کسی لڑکی سے زید کا نکاح جائز نہیں۔ قال تعالیٰ: وَاخْوَا تَکُم مِّن الرِّضَاعَةِ (اور تمہاری رضاعی بہنیں حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۳ مولوی عبد اللہ صاحب بہاری مدرس مدرسہ منظر الاسلام بریلی ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو حقیقی بہنیں اُن کا نکاح زید و اُس کے حقیقی لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں میں ایسا جائز ہے اُن کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب

شرعاً جائز ہے کہ ایک بہن کا نکاح باپ اور دوسری کا بیٹے سے ہو، اس میں کچھ حرج نہیں جبکہ کوئی مانع شرعی اور وجہ سے نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۴ از شاہجہاں پور مسئلہ خان بہادر فیض الدین صاحب پٹی کلکٹر ۲۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان عورت یا مرد کسی دوسرے مذہب کے مرد یا عورت

سے مثلاً بُدھ، جین، ہندو، دہریہ وغیرہ سے مناکحت کر سکتا ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کہ وہ غیر مذہب والہ مرد یا عورت اسلام قبول نہ کرے اور اپنے مذہب پر قائم رہے، اگر نہیں کر سکتا ہے تو اس بارہ میں احکام کلام مجید کیا ہیں؟ براہ مہربانی ان آیات شریفہ کو درج فرمایا جائے۔ مینو اتوجروا

الجواب

مسلمان عورت کا نکاح مطلقاً کسی کافر سے نہیں ہو سکتا، کتابی ہو یا مشرک یا دہریہ یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو مسلمان ہوں انھیں واپس دینا حرام ہے۔ قال تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِّنْ جُفَاةٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَرِّ لَآ هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ۔
اے ایمان والو! جب تمہارے پاس اسلام لانے والی عورتیں کافروں کا دیا ہوا چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کرو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تمہیں آزمائش سے ان کا ایمان ثابت ہو تو انھیں واپس نہ دو۔ نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

مسلمان مرد کا کافرہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے، قال تعالیٰ:

الْيَوْمَ أَحْلَلْنَا لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَطَعَامَ الْفُجَاةِ لَكُمْ الْكِتَابُ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا لَكُمْ الْكِتَابُ إِذَا أُتِيتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ۔
آج کے دن سُتھری چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئیں اور کتابیوں کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور تمہارے لیے حلال کی گئیں پارسا مسلمان عورتیں اور عفت والی کتابیہ عورتیں جب تم انھیں ان کے مہر دو۔

لیکن غیر کتابیہ سے مسلمان مرد کو نکاح حرام ہے، قال تعالیٰ:

لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ تُؤْمِنَ بِإِيمَانٍ مَّوَدَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ۔
مشرکہ یعنی غیر کتابیہ سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں اور بیشک ایک مسلمان باندی کا کافرہ غیر کتابیہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ کافرہ تمہیں پسند آئے۔

یہ حکم کافران اصلی کا ہے، مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ مسلم سے، نہ کافر سے، نہ اصلی

سے نہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

لا يجوز للمرتدة ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احد، كذا في المبسوط. والله تعالى اعلم

مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، مبسوط میں یوں نہیں ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹۶ھ از ہنگال مدرسہ معین الاسلام ڈاک خانہ جنگل آباد اہل موضع کا دکانی ضلع جسر مسئلہ عبد الصمد صاحب ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی یعنی اپنی بہو سے زنا کیا اب وہ بی بی مذکورہ اپنے شوہر کے لیے حلال رہے گی یا نہیں؟ اور دونوں کے درمیان نکاح باقی رہے گا یا طلاق ہوگی؟ اگر طلاق ہوگی تو کس قسم کی اور علت طلاق ہونے کی کیا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب

لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ یا مذہبی یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اہتمام لگاتے ہیں اس کا تو کچھ اعتبار نہیں بلکہ شہادت عاقل شرعیہ ہو یا مشوہہ قصیدی کرے اُس وقت حرمت کا حکم دیا جائے گا، عورت ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی کہ اُس کے باپ کی مدخلہ ہوگی اور باپ کی مدخلہ بیٹے پر حرام ابدی ہے۔ قال تعالیٰ، ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم (جن سے تمہارے باپ نکاح کر لیں تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) مگر طلاق نہ ہوئی، نہ نکاح سے خارج ہوئی جب تک شوہر متارکہ نہ کرے، مثلاً اس سے کچھ میں نے کچھ چھوڑ دیا یا مجھدا کیا۔ جب یہ کہے گا اور عدت گزار جائے گی اُس وقت عورت کسی تیسرے شخص سے نکاح کر سکے گی، اُن دونوں باپ بیٹوں پر تو ہمیشہ کے لیے حرام ہے، شوہر پر فرض ہے کہ اُسے متارکہ کر دے کہ اب اُسے رکھ نہیں سکتا تو چھوڑنا لازم۔ قال تعالیٰ: فامساک بجمع و فاقسریح باحسان (تو ہمدردی پس کھو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو) درمختار میں ہے،

وبحرمة المصاهرة لا یوتفع النکاح حتی حرمت مصارو سے نکاح ختم نہیں ہوتا حتی کہ

۱۔ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات بالشکر نوری کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱

۲۔ القرآن الکریم ۲۲/۴

۳۔ ۲۲۹/۲

لا یحل لہا التزوج باخرا الابد المتاركة
 و انقضاء العدة - واللہ تعالیٰ اعلم۔
 جب تک متارکہ اور عدت پوری نہ ہو جائے کسی دوسرے
 کے لیے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
 ۲۹۷۰ م از سوا والہ ڈاک خانہ ریڑھ ضلع بجنور مسؤلہ حکیم عبدالرحمان ۵ شوال ۱۳۳۹ھ
 ما قولکم رحمکم اللہ (اللہ آپ پر رحم کرے آپ کا کیا فرمان ہے۔ ت) کہ زید نے اپنے لڑکے
 عمرو کی زوجہ سے زنا بالجبر کیا یا زنا کی نیت کی جس کا اقرار دونوں کرتے ہیں، اس صورت میں یہ عورت عمرو کی
 مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟ اور کون سی طلاق واقع ہوئی؟ عدت بھی ہوگی یا نہیں؟ عمرو کے لیے یہ عورت کسی طرح
 پھر بھی حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ و قوبع زنا، نیت زنا، دواعی زنا، تینوں میں کچھ فرق ہوگا یا نہیں؟
 بینوا تو جبردا۔

یہی استفتاء اس سے قبل مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند کی خدمت میں ارسال کیا تھا جس
 کے جواب میں بوجہ انتقال مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ انھوں نے یہ مختصر جواب دیا تھا کہ:
 ”اگر عمرو اس کا مقرر نہیں ہے تو اس کے حق میں اس کی عورت حرام نہیں ہوئی۔ انتہی
 چونکہ یہ فیصلہ برائے نچایت برادری طے ہونے والا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ کل مسئلہ عنہا امور
 کا جواب دیکھنے پر اگر حکم ہو تو برادری میں ان سے انقطاع یا اشتقاقی بندگی منازعہ مروج دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا
 محض ان سے جبردا۔ وصول کر کے غبار و مساکین کی دعوت کرائی جائے اور وہ جبرمانہ مسجد یا اور کسی نیک کام میں صرف
 کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

محض نیت زنا سے کچھ نہیں ہوتا اور بیٹے پر اس کی زوجہ حرام ابدی ہونے کے لیے صرف دواعی بھی کافی ہیں،
 اگر عمرو کے قلب پر ان کا صدق جمنا ہے تو لازم ہے کہ وہ عورت کو اپنے اوپر حرام سمجھے،
 فان التحری من دلائل الشیخ وقول فاسق کیونکہ تحری (سوچ کے بعد فیصلہ) شرعی دلائل میں ہے
 معتبراذا وقع التحری علی صدقہ۔ اور فاسق کا قول تحری سے تصدیق کے بعد معتبر قرار
 پاتا ہے (ت)

یونہی اگر عمرو نے ان کی تصدیق کی تو عورت کی حرمت ابدی کا حکم ہے لان الاقصر اس حجة ملزمة (کیونکہ اقرار
 اپنے اوپر لازم کرنے کے لیے دلیل ہے۔ ت) اور اگر نہ اس نے ان کی تصدیق کی نہ اس کے قلب پر ان کا صدق

جما ہے تو عورت اس پر حرام نہ ہوئی لان الاقرار حجة قاصرة لا تعد والمقرر (کیونکہ اقرار کمزور دلیل ہے اس لیے مقرر کا غیر اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ ت) پھر جن صورتوں میں عورت اس پر حرام مانی جائے گی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگی، کسی طرح ان باپ بیٹوں کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر ہنوز طلاق نہ ہوئی، عمر و پر فرض ہوگا کہ اُسے چھوڑ دے اور اُس کے چھوڑنے کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی، بعد عدت کسی تیسرے سے نکاح کر سکے گی۔ درمختار میں ہے:

وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج باخر الا بعد المتارکۃ و انقضاء العدة۔
حرمۃ مصاہرۃ نکاح کو ختم نہیں کرتی حتیٰ کہ دوسرے شخص سے نکاح، متارکہ اور اس کے بعد عدت گزر جانے کے بغیر جائز نہیں۔ (ت)

اگر بصورتِ حرمۃ عمر و عورت کو رکھے تو مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں مگر جرمانہ لینا حرام ہے اور اُسے مسجد میں صرف کرنا اور دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا حرام اور ان کے فتویٰ پر عمل کرنا حرام اور انہیں مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام۔ تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے شانِ الوہیت و شانِ رسالت میں ان کی سخت گستاخیوں کے سبب ان کی تکفیر پر اتفاق کیا اور حرام الحرمین میں فرمایا، من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر، یعنی جو ان کے اقوالِ ملعونہ پر مطلق ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹۸ مسلمہ مسئلہ مولانا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱) ما قولکم ایہا العلماء الکرام (اے علماء کرام! آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مہدی مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی و الہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔

(۲) بہ شکلِ ثانی اُس کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳) بصورتِ ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے اُن عورت کو اختیار حاصل ہے

کہ بغیر طلاق لیے اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے نکاح کر لیں۔ بینوا اجرکم اللہ تعالیٰ

الجواب

(۱) لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو

وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ؛
 ولكن رسول الله وخاتم النبيين
 وقال صلى الله تعالى عليه وسلم : انا
 خاتم النبيين لا نبي بعدي
 میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (ت)
 لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ
 من شك في كفره فقد كفر (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ ت) اُسے معاذ اللہ مسیح موعود
 یا مہدی یا مجتہد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اُس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اُس کے کافر ہونے میں
 ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً ہرگز زہار کسی
 مسلم کافر یا مرتد اُس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان حیران جن شیاطین کسی سے نہیں ہو سکتا
 جن سے ہو گا زمانے خالص ہو گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،
 لا يجوز للمعتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة
 مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز
 ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز للمعتد ان يتزوج
 نہیں ایسے ہی مرتدہ کو کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔
 مع احد، كذا في المبسوط۔
 جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ (ت)

اُسی میں دربارہ تصرفات مرتد ہے؛
 منها ما هو باطل بلا اتفاق نحو النكاح فلا
 بعض وہ چیزیں جو بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح تو اس
 يجوز له ان يتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة
 کے لیے کسی مسلمہ، مرتدہ اور اصلی کافرہ اور ذمی عورت
 ولا ذمية ولا حربية ولا مملوكة۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 حربیہ اور لونڈی سے نکاح باطل ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 (۳) جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت کے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اُس پر فرض فرض فرض ہے؛

۲۵/۲	امین کمپنی دہلی	باب ماجاء لا تقوم الساعة الخ	۴۰/۳۳	سہ القرآن الکریم
۱۳ ص	مکتبہ نبویہ لاہور	باب ما جاء لا تقوم الساعة الخ	۲۰/۳۳	جامع الترمذی
۲۸۲/۱	فرانی کتب خانہ پشاور	باب فی المحرمات بالشکر	۳۰/۳۳	حسام الحرمین
۲۵۵/۲	"	باب فی المحرمات بالشکر	۲۰/۳۳	فتاویٰ ہندیہ
	"	باب التاسع فی احکام المرتدین	۲۰/۳۳	"

کہ فوراً فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں، طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، نکاح ہی سرے سے نہ ہوا، نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لیے عدت نہیں، بلا طلاق بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے :

نکاح کا فرض مسلمۃ فولدت منه لایثبت النسب
منہ ولا تجب العدة لانه نکاح باطل ہے
فرنے مسلمان عورت سے نکاح کیا جسے اولاد ہوئی تو اس سے نسب
ثابت نہ ہوگا۔ عورت پر عدت واجب نہ ہوگی کیونکہ
یہ نکاح باطل ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے :

ای فالوطء فیہ شرنا لایثبت بہ النسب
واللہ تعالیٰ اعلم۔
یعنی اس میں وطی زنا ہے جس سے نسب ثابت
نہیں ہوتا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۱ از قصبہ شہر ضلع بجنور محلہ میاں صاحب سادات اول مرسلہ سید محمد مختار احمد صاحب

۵ شعبان ۱۳۳۲ھ روز چہار شنبہ

مکرم معظم جناب قبلہ مولانا صاحب زادہ ظلمکم، السلام علیکم، مزاج شریف! کیا فرماتے ہیں علمائے دین و
مفتیان شرع نائب رسول اللہ ﷺ واللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ زید کی دو زوجہ، زوجہ اول کا انتقال ہو گیا، اس سے
اس کے ایک نواسہ۔ زوجہ دوم کے ایک لڑکی، اب زوجہ دوم کی لڑکی سے زوجہ اول کے نواسہ کا نکاح
درست ہے یا نہیں؟ گویا سوتیلی خالہ سے یعنی اپنی ماں کی سوتیلی بہن سے جو دوسری ماں سے پیدا ہو کوئی شخص
اپنا نکاح کر سکتا ہے؟ سبب یہ ہے کہ ناک کا باپ اور منکوحہ کا باپ اور ماں دونوں علیحدہ ہیں کیونکہ بعض شخص
کچھ ایسی حجت پیدا کرتے ہیں کہ چچا زاد یا تائی زاد یا خالہ زاد بہن بھائی حقیقی کا نکاح جائز ہے جبکہ ناک اور
منکوحہ کے ماں اور باپ کا ایک باپ اور ایک ماں ہیں، جبرئیت کس طرف سے شمار ہوتی ہے۔ کس ایسی
عام فہم صورت میں جواب صاف اور کسی مستقل حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروار۔

الجواب

زوجہ دوم کی وہ لڑکی اگر زید ہی کے نطفہ سے ہے تو بلاشبہ زید کے نواسہ پر حرام قطعی ہے، اور اگر کسی
دوسرے شوہر سے ہے تو جائز ہے، جبرئیت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اپنی فرع اور اپنی اصل

کتنی بعید ہو مطلقاً حرام ہے، اور اپنی اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو حرام ہے، اور اپنی اصل بعید کی فرع بعید حلال، اپنی فرع جیسے بیٹی پوتی نواسی کتنی ہی دور ہو اور اصل ماں دادی نانی کتنی ہی بلند ہو اور اصل قریب کی فرع یعنی اپنی ماں اور باپ کی اولاد یا اولاد کی اولاد کتنی ہی بعید ہو اور اصل بعید کی فرع قریب جیسے اپنے دادا پردادا، نانا، دادی، پردادی، نانی، پرنانی کی بیٹیاں یہ سب حرام ہیں، اور اصل بعید کی فرع بعید جیسے انہی اشخاص مذکورہ آخر کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب کی فرع نہ ہوں حلال ہیں صورت مذکورہ میں جبکہ زوجہ دوم کی لڑکی زید کے نطفہ کی ہو تو وہ اس کے اصل بعید کی فرع قریب ہوئی، زید اس کا نانا ہے وہ اس کی اصل بعید ہوا اور یہ لڑکی اس کی بیٹی، یہ اس کی فرع قریب ہوئی، لہذا حرام ہوئی۔ اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو اس سے کوئی تعلق نہ ہوا لہذا حلال ہوئی، چچا، خالہ، ماموں، پھوپھی کی بیٹیاں اس لئے حلال ہیں کہ وہ اس کی اصل بعید کی فرع بعید ہیں یعنی دادا نانا کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب سے نہیں، نقایہ میں ہے:

حرم علی النساء اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب کی فروع اور
القریب و صلبیۃ اصلہ البعیدۃ - و هو اصل بعید کی صلبیہ عورتیں حرام ہیں۔ (ت) و هو
تعالیٰ اعلم۔ تعالیٰ اعلم۔

۳۰۲ مسئلہ مستولہ حافظ محمد علاؤ الدین صاحب پیشیہ اہل عام جامعہ مسجد مقام بہرام پور ڈاک خانہ انکے ڈیر ضلع مان بھوم
۳۰۳ (۱) جن عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ کون کون ہیں؟ عام فہم ہو خصوصاً میرے سمجھنے کے قابل۔
(۲) جو عورت زید کے بڑے بھائی کے نکاح میں آچکی ہو بعد مرنے بڑے بھائی کے اس عورت یعنی اپنی بھانج
زید عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جھگڑا ہوا ہے اس کا خلاصہ تحریر فرمائیں، فقط۔

الجواب

- (۱) حرمت کے اسباب متعدد ہیں:
- اول نسب جیسے ماں بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی۔
- دوم رضاعت، دودھ کے رشتہ سے یہ عورتیں دودھ پلانے والی ماں اور اس کی بیٹی بہن اور جس نے اس کا دودھ پیا بیٹی اور جن مرد و عورت کا دودھ پیا ان کی بہنیں خالہ پھوپھی اور اپنے رضاعی بھائی بہن کی اولاد یا اپنے بھائی بہن کی رضاعی اولاد بھتیجی بھتیجیاں، و قس علیہ۔
- سوم مصاہرت کہ اپنے اصول مثلاً باپ دادا نانا اور اپنی فروع مثلاً بیٹی پوتا نواسہ ان کی بیبیاں یا

جن عورتوں کو انھوں نے بہ شہوت ہاتھ لگایا ہو، یونہی اپنی بی بی یا مدخولہ کی ماں دادی، نانی۔
 چہارم شرک یعنی غیر کتابی کافرہ عورت مسلمان پر حرام ہے۔
 پنجم ارتداد جو عورت مسلمان ہو کر اسلام سے نکل جائے اس سے نکاح حرام ہے اگرچہ وہ کتابیوں ہی کا
 دین اختیار کرے۔

ششم پانچویں یعنی چار عورتیں نکاح میں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔
 ہفتم دو محارم میں جمع کرنا، مثلاً ایک عورت نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے اُس کی بہن
 بھی بھی خالہ بھتیجی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔
 ہشتم جب کوئی آزاد عورت نکاح میں ہو تو اُس کے ہوتے ہوئے کنیز سے نکاح جائز نہیں۔
 نہم جس عورت کو تین طلاق دے چکا جب تک حلالہ نہ ہو اُس سے نکاح حرام ہے۔
 دہم جس عورت سے لعان کر چکا جب تک اپنے نفس کی تکذیب نہ کرے اُس سے نکاح نہیں کر سکتا۔
 یازدہم وہ عورت کہ دوسرے کے نکاح میں ہے۔
 دوازدہم وہ عورت کہ عدت میں ہے، جزئیات بہت کثیر ہیں تفصیل کو اجزا درکار ہیں، یہ چند

اجمالی باتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عدت گزرنے کے بعد کر سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

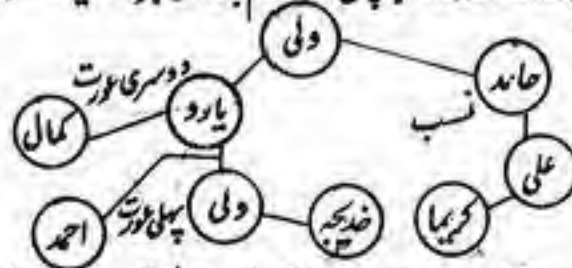
مسئلہ ۳۰۲ از دوا رکا دکھا کا ٹھیا وار مرسلہ نائیک حبیب خاں ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ
 مصدر بوارق معانی، مظہر شوارق فیض رسانی، ادام اللہ عنایتکم، السلام علیکم، دست بستہ آداب،
 خیریت بلقین کا خواستگار ہوں۔ وہ لڑکی کہ جس نے بچپن میں میری اُس ہمشیرہ کا دودھ ایک یا دو دفعہ نیند کی حالت
 میں پیا ہو کہ اُس کی اور میری والدہ ایک ہے اور والدہ مجھدا۔ آیا وہ لڑکی میرے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟
 اور اگر وہ لڑکی میرے نکاح میں آ چکی ہو اور دودھ پلانے کی واردات پیچھے ظاہر ہوئی اس کے لیے کیا فتویٰ ہے؟
 براہ نوازش بہت جلد مطلع فرما کر فخر بخشیں۔

الجواب

جس لڑکی نے سائل کی بہن کا دودھ پیا اگرچہ اُس کے سوتے میں، اگرچہ ایک ہی بار، اگرچہ ایک ہی
 قطرہ، اگرچہ وہ بہن سائل سے صرف ماں میں شریک اور باپ میں جدا تھی، وہ لڑکی سائل کی بھانجی ہو گئی اور
 اس سے اس کا نکاح حرام قطعی ہے، اور نہ نادانستگی میں ہو گیا اور اب یہ ثبوت شرعی رضاعت ثابت ہوئی تو
 سائل پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اُسے جد کرنے کے وہ اس کی بھانجی اور مثل حقیقی دختر کے ہے، پھر اگر جماع واقع ہوا

تو مرد دنیا آئے گا جو مهر مثل و مهر سٹے میں کم ہو اور عورت اس کے چھوڑنے کے بعد تین حیض عدت کرے گی، پھر جس سے چاہے نکاح کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۵ مستولہ میاں قدرت اللہ صاحب چشتی از مقام پٹن ضلع گجرات ریاست برودہ ۲۰ رجب ۱۳۳۵ھ



علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ لڑکا کمال اور لڑکی کریمہ دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اس شجرہ سے واضح ہے کہ کمال اور ولی دونوں آپس میں سوتیلے بھائی ہیں، باپ ایک اور ماں جدا، اور کریمہ ولی کی نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی ہے تو وہ کمال پر حرام ہے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قال تعالیٰ: وَبَنَاتِ الْأَخِ (اور بھائی کی بیٹیاں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۶ از مارہرہ شریف مسئلہ محمد نعیم صاحب ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

ایک شخص نے اپنے لڑکپن میں جبکہ اُس کی عمر صرف دس گیارہ سال تھی ایک چودہ سالہ عورت سے جس کی شادی اُسی ماہ میں ہوئی تھی عورت کے رغبت کرنے اور سکھانے سے زنا کیا کیس لڑکا نابالغ تھا اب اس عورت سے ایک لڑکی ہے، اس لڑکی کا نکاح لڑکے مذکور سے جس نے اپنی نابالغی کی حالت میں اُس کی ماں سے زنا کیا تھا جائز اور درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر اُس وقت لڑکے کی عمر ۱۲ برس سے کم تھی تو حرمت ثابت نہ ہوئی۔ وہ لڑکا اُس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ درمختار میں ہے،

لو جامع غیر مہراق نہ وجہ ابیہ لو تحرم، فتح۔ اگر غیر مہراق نے اپنے باپ کی زوجہ سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، فتح۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

لا بد في كل منهما من سن المراهقة و اقله
للاثني تسع وللذكر اثنا عشر لانت ذلك
اقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به في
باب بلوغ الغلام وهذا يوافق ما مران العلة
هي الوطء الذي يكون سببا للولد، والمس
الذي يكون سببا لهذا الوطء ولا يخفى ان
غير المراهق منهما لا يتأتى منه الولد
والله تعالى اعلم۔

مرد و عورت دونوں کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کم از کم
مراہق کی عمر میں ہوں، اور مراہق کی عمر لڑکی کے لیے
کم از کم نو سال اور لڑکے کے لیے بارہ سال کیونکہ
یہ وہ کم از کم عمر ہے جس میں بلوغ ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء
نے لڑکے کے بلوغ کے متعلق تصریح فرمائی ہے اور
یہ بیان گزشتہ اس بیان کے موافق ہے کہ حرمت
مصاہرہ کی علت وہ وطی ہے جو بچے کا سبب بن سکے اور
وہ مس جو اس وطی کا سبب بن سکے۔ اور یہ ظاہر ہے
کہ مراہق سے کم عمر والے کی وطی بچے کا سبب نہیں بن سکتی (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.alukah.net/network.org

باب الولی (ولی کا بیان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ از کھنڈ وا ضلع نماڑ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کی عمر آٹھ برس کی ہے، باپ اس کا اس کی شیرخوارگی میں انتقال کر گیا، پرورش اس کی ماں نے کی اور وہی اس کی وارث و کفیل ہے، ایک چچا اس کا ہے وہ لڑکی کے باپ مرحوم سے تھینا چالیس سال سے بالکل علیحدہ ہے، کسی نوع کا واسطہ و تعلق باہمی نہیں، اس لڑکی کا نکاح بے اجازت والدہ و عم کے ایسے مقام پر لے جا کر پڑھا دیا جہاں ماں موجود نہ تھی، پس یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیسوا تو جبروا۔

الجواب

تقریر سوال سے واضح کہ اس لڑکی کا دادا یا کوئی جوان بھائی نہیں، پس صورت مستفسرہ میں اس کا چچا ہی اس کا ولی ہے جس کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں، اور چچا کا باپ سے جد او بے علاقہ ہونا اس کی ولایت شرعیہ کو ساقط نہیں کرتا کہ غایت درجہ قطع رحم ہوگا اور اس کی نہایت گناہ اور گناہ مسقط ولایت نہیں، تو بالابصار میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ
در مختار میں ہے،

فات لم یکن عصبۃ فالولاية للامراء۔
 فاوی خیر میں ہے !

الام لا تمسك تزويج ابنها مع العم
فتاویٰ خانیہ میں ہے :

الفسق لا يمنح السولاية۔ فق، ولایت کے لئے مانع نہیں ہے۔ (ت)
پس وہ نکاح کہ بے اجازت چچا کے ہوا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر رد کرے باطل ہو جائے گا۔
مجمع الانصرم ہے،

وقف تزویج فضولی و هو من لم یکن ولیا
ولا اصیلا ولا وکیلا علی اجازة من له العقد
فان اجازة یعقد والا لا یش

جو شخص ولی، اصیل اور وکیل نہ ہو وہ فضولی ہوتا ہے،
جس کا کیا ہو انکاح ولایت والے کی اجازت پر موقوف
رہتا ہے، اگر وہ جائز نہ کرے تو جائز، ورنہ ناجائز

رد المحتار میں ہے :

اصلا ای لا لانہ ما ولا موقوفاً علی الرضا
بعد البلوغ بہ

فتح القدیر میں ہے :

العم ونحوہ لا یصح منهم التزوید بغیر
الکفو بہ

بالکل نہ ہوگا۔ نہ اب نافذ ہوگا اور نہ بعد بلوغ رضا پر
موقوف ہوگا۔ (ت)

چچا وغیرہ کا غیر کفو میں نکاح کر دینا صحیح نہ ہوگا۔
(ت)

اور کفو کے یہ معنی کہ اُس کی قوم یا مذہب یا اعمال یا پیشے میں بہ نسبت خاندان دختر کے کوئی ایسا قصور و عیب نہ ہو جس
کے سبب اولیائے دختر کو عار لاتی ہو نہ ایسا محتاج ہو کہ اگر یہ دختر بالفعل قابل جماع ہے تو نفقہ نہیں دے سکتا
یا کسی قدر مہر کل یا بعض از روئے شرط یا حسب رواج بلد معجل ہے تو فی الحال اُس کے ادا پر قادر نہیں بنویر میں ہے :
تعتبر (یعنی الکفاۃ) نسباً وحریۃ و اسلاماً و دیانتاً ، مالاً و
دیانتاً و مالاً و حرفۃ بہ

ملتقی الابحر میں ہے :

وتعتبر مالاً فالعاجز عن البهر البهیمیل و
النفقة غیر کفو الخ
سے عاجز ہو تو کفو نہیں بنے گا۔ (ت)

شامی میں وغیرہ فتح القدیر سے ہے :

قوله لو تطیق الجماع ، فلو صغیرۃ لا تطیقہ
فہو کفو وان لم یقدر علی النفقة لانه لا نفقة
لہا شہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم
وحکمہ سبحنہ احکم۔

اس کا قول کہ بیوی جماع کے قابل ہو، تو اگر ایسی کم عمر
ہو کہ وہ جماع کے قابل نہیں تو کفو ثابت ہوگی اگرچہ
خاوند نفقہ پر قادر نہ ہو کیونکہ ایسی عمر کے لئے خاوند پر نفقہ
لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، اللہ جل مجدہ کا علم کامل و
اکمل اور اس کا حکم نافذ مضبوط ہے (ت)

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۹۶/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۱۹۴-۹۵/۱	مطبع مجتہدانی دہلی
۲۴۶/۱	موسستہ الرسالہ بیروت
۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی، بیروت

۱۰ رد المحتار	باب فی الولی
۱۱ فتح القدیر	فصل فی الکفاۃ
۱۲ در مختار شرح تنویر الابصار	۱۱
۱۳ ملتقی الابحر	الکفاۃ فی النکاح
۱۴ رد المحتار	باب الکفاۃ

مسئلہ ۳۰۰

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۰۵ ہجری قدسی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صغیرہ کا باپ اس کے نکاح کی زید کے ساتھ اپنے پسر جوان کو اجازت دے کر اپنی نوکری کے مقام پر کہ وہاں سے سات آٹھ کوس ہے چلا گیا، اُس کے پیچھے وہ نکاح ہوا، رخصت کے بعد باپ آیا، چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور برسوں آئی گئی، اب سات برس کے بعد باپ کہتا ہے میں اس نکاح سے راضی نہیں۔ اس صورت میں باپ یا اس صغیرہ کو بعد بلوغ حق فسخ نکاح پہنچاتا ہے یا نہیں؟ اور وہ نکاح کہ بھائی نے کیا صحیح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جسد اولیٰ۔

الجواب

جبکہ ثابت ہو کہ پدر صغیرہ نے اپنے پسر جوان کو دختر نایا بالغہ کے نکاح کی زید کے ساتھ اجازت دی اور وہ نکاح حسب اجازت واقع ہوا تو اب اسے نہ پدر صغیرہ خود فسخ کر سکے نہ صغیرہ بعد بلوغ اس کا اختیار فسخ رکھے، بلکہ وہ نکاح قطعاً صحیح و نافذ و لازم ہو گیا۔

فان الاذن تو کیل وفعل الوکیل کفعل
الموکل ومن سعی فی نقض ما تم من
جهته فسیعیه مردود علیہ۔
وکیل کو اجازت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے فعل کو موکل کا فعل قرار دیا جائے گا لہذا وکیل کی طرف سے تمام شدہ کارروائی کو کالعدم قرار دینے والے کی کوشش کو رد کر دیا جائے گا۔ (ت)

تنویر میں ہے :

لزم النکاح ولو بغین فاحش او بغیر کفو
ان کان المولی ابا او جد الخ۔ واللہ سبحنہ
وتعالی اعلم۔
اگر باپ یا دادا نکاح کرنے والا ہو تو غیر کفو اور مہر کی فحش گئی کے باوجود نکاح لازم و نافذ ہوگا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۰۱

۳۔ رجب المرجب ۱۳۰۵ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیلیٰ کا باپ بچہ اس کا نکاح عمر و کفو کے ساتھ کرنے کی اجازت اپنے جوان بیٹے خالد کو دے کر بریلی سے اپنی نوکری پر بریل پور کہ یہاں سے بیس کوس ہے چلا گیا، خالد برادر و ہمسندہ مادر لیلیٰ کو عمر و سے نکاح منظور نہ تھا ان کی مرضی زید کے ساتھ نکاح میں تھی کہ وہ بھی مثل عمر و آپس اور برادری ہی کا ہے لہذا برخلاف اجازت بچہ مادر و برادر لیلیٰ نے جلدی کر کے لیلیٰ کا نکاح خالد سے سالہ کا نکاح زید نابالغ ہفت سالہ سے کر دیا،

جب پدر لیتے آیا خبر سن کر سخت ناراض ہوا اور دختر کو سسرال سے بلالیا اور پھر نہ جانے دیا، اس پر سات برس کا زمانہ گزرا کہ لیتے بالغ ہو گئی مگر زید ہنوز نابالغ ہے لیتے نے بالغ ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے انکار کر دیا اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے، اس صورت میں نکاح اول فسخ ہوا اور لیتے کو نکاح ثانی کا اختیار ملے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان کیجئے اور اجر پائیے - ت)۔

الجواب

چند روز ہوئے کہ یہ مسئلہ سائل کی طرف مقابل یعنی پدر زید نے فقیر سے دریافت کیا اور اس میں صورت سوال بالکل اس کے خلاف تھی، اس نے ظاہر کیا تھا کہ پدر لیتے اس کے نکاح کی اجازت خالد اپنے سپہ جوان کو اسی زید کے ساتھ دے گیا تھا اور چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور لیتے برسوں آئی گئی، اب سات برس کے بعد کہتا ہے میں راضی نہیں، اس پر فقیر نے لکھا تھا کہ مضمون مذکور ثابت ہو تو بیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا جسے کوئی فسخ نہیں کر سکتا، اب پدر لیتے یہ شکل اظہار کرتا ہے اور اس کے ساتھ چند کسان برادری جو اپنے آپ کو فریقین کا رشتہ دار قریب بتاتے ہیں تقسیم اس بیان بکر کی تائید کرتے ہیں۔ غرض علم واقع حق جل و علا کو ہے، اگر یہ لوگ سچے ہیں اور صورت سوال یونہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح بر خلاف اجازت پدر ہوا تو اگر اس نے ناراضی میں اس نکاح کے رد کرنے کا کوئی لفظ کہا تو نکاح اسی وقت فسخ ہو گیا اور اگر کوئی ایسا لفظ نہ کہا اور نہ اس پر راضی ہوا نہ اس نے کبھی رخصت کی اور لیتے نے بالغ ہو کر انکار کر دیا تو اب نکاح فسخ ہو گیا کہ برادر لیتے کو جب پدر لیتے نے خاص عمرو کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی تھی تو اسے بتوکیل پدر اسی قدر کا اختیار تھا اب کہ اس نے مخالفت کر کے زید سے نکاح کر دیا، یہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرا۔ درختار میں ہے:

اجمعوا انہ لم یجوز کما لو امرہ بمعینۃ
فخالفت اللہ ملخصا یعنی الوکیل بالنکاح۔
فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر معینہ عورت سے نکاح کا
کہا اورکیل نے اس کے خلاف کیا تو یہ حبانز
نہ ہوگا (ملخصاً ت)

ردالمحتار میں ہے،

فی کل موضع لا ینفذ فعل الوکیل فالعقد
موقوف علی اجارۃ المؤکل ۱۰
جہاں پر وکیل کا عمل نافذ نہ ہوگا وہاں وہ عمل موکل کی
اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

۱۹۶/۱	مجتبائی دہلی	باب الکفائۃ	لہ الدر المختار
۳۲۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	ردالمحتار

اور نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا، پس اگر لیلے کے باپ نے رد کیا تو جیسی رد ہو گیا اور اگر رد کیا نہ اجازت دی اور لیلے نے بالغ ہو کر فسخ کر دیا تو اب فسخ ہو گیا

فی رد المختار فی فصل الفضولی عن جامع
الفضولین یتوقف علی اجازة ولیہ ما دام
صبیا ولو بلغ قبل اجازة ولیہ فاجاز بنفسه
جائز ولم یجز بنفس البلوغ بلا اجازة
اپنے نکاح کو جائز قرار دیا تو جائز ہو جائے گا، اس کے جائز کے بغیر محض بالغ ہونے پر جائز نہ ہوگا۔ (ت)
پس لیلے کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

واعلم ان غیبة بکرم تکن منقطعة
حتى تنتقل الولاية الى الآخر فیکون
تزویجه ایاها صحیحاً نافذا ولو
غیر لازم فلا ینفسخ بمجرد فسخها
بل تحتاج فیہ الى حکم القاضی
فی الهدایة والذکر وغیرهما من الاسفار
الغراء علی اختصار اکثر المتأخرین وجزم
به فی التنبیہ وغیره، وقال فی التبیین ان
علیه الفتوی وهو التقدير بمسافة القصر
فالمراد واضح واما علی ما اختار اکثر المشائخ
وقال السرخسی ومحمد بن الفضل واصحاب
الذخیره والمجتبی والبحر انه الاصح وصاحب

واضح رہے کہ یہاں بکر کا نائب ہونا ایسا نہیں جس سے
اس کی ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے بھائی کو منتقل ہو جائے
کہ اس کا کیا ہوا نکاح صحیح اور نافذ ہوتا اگرچہ لازم
نہ ہوتا، محض لڑکی کے فسخ کرنے سے فسخ نہ ہوتا بلکہ قاضی
کے فیصلہ کی ضرورت ہوتی، جیسا کہ ہدایہ، در وغیرہما
معتبر کتب میں ہے، لیکن جس کو اکثر متأخرین نے اختیار
کیا ہے اور اس پر تنویر وغیرہ میں جزم کیا ہے، اور
تبیین میں کہا کہ اس پر فتویٰ ہے، وہ یہ کہ نماز کو قصر کرنے
کی مسافت یعنی مسافت سفر پر دور ہو، تو اس قول پر
معاملہ واضح ہے اور وہ جس کو اکثر مشائخ نے جس کے
متعلق سرخسی اور محمد بن فضل، ذخیرہ، مجتبیٰ اور بحر کے
مصنفین نے فرمایا کہ یہ اصح ہے، اور صاحب ہدایہ

۱۳۵/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب البیوع	فصل فی الفضولی	۱۰ رد المختار
۱۹۴/۱	مجتبائی دہلی		فصل فی الولی	۱۱ رد مختار
۱۲۴/۲	المطبعة الکبری الامیریہ مصر	باب الاولیاء والاکفأ		۱۲ تبیین الحقائق
۱۲۹/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء		۱۳ البحر الرائق

الهدایة انه اقرب الى الفقه والامام قاضی خان
فی شرح الجامع الصغیر انه حسن لانه
النظر والزیلعی فی التبین انه احسن
والمحقق فی الفتح انه الاشبه بالفقه
وعليه مشی فی الاختیار والنقایة والملتی
والباقانی ونقل ابن کمال ان علیه الفتوی
وفی شرح الملتی عن الحقائق انه اصح
الاقاویل وعليه الفتوی ولشیر کلام النهر
الی اختیاره وفی البحران الاحسن
الافتاء به وبالجملة کان ارجح التصحیحین
وهو کونه بحیث لو انتظر حضوره او استطلاع
مرائیه فات الکفو الذی حضروا
کان مختفیا فی نفس البلد فلاب
المبني عندهم الحاجة الى استطلاع
مفوت للکفو الحاضر لما فیہ ضرر
والولاية للنظر فواجب اسقاطها
وههنا کلا الامرین منتفی

نے کہا کہ یہ قرب الفقہ ہے، اور امام قاضی خان نے
جامع صغیر کی شرح میں کہا کہ شفقت کی وجہ سے اچھا
ہے اور زیلعی نے تبیین میں اچھا، محقق نے فتح میں اشر
بالفقہ کہا اور یہی موقف اختیار، نقایہ، ملتی اور
باقانی کا ہے اور ابن کمال نے اس پر فتویٰ کیا ہے
اور ملتی کی شرح میں حقائق سے منقول کہ اقوال میں
یہ اصح اور اس پر فتویٰ ہے اور نہر کا کلام بھی اس کے
مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ
اس پر فتویٰ بہتر ہے، غرضیکہ دونوں تصحیحوں میں یہ قول
زیادہ رائج ہے کہ اگر ولی اتنی مسافت پر ہے کہ اس
سے رابطہ، مشورہ اور اجازت حاصل کرنے میں
موجود رشتہ جو کہ کفو ہے، چھوٹ جائے گا، تو یہ
ولایت کے ختم ہونے اور دوسرے کو منتقل ہونے کا
معیار ہے، اگرچہ وہ ولی شہر میں چھپا ہوا ہی کیوں نہ ہو
کیونکہ غائب ولی کی ولایت کے انقطاع کا سبب
کفو والے رشتہ کے چھوٹ جانے کا خدشہ قرار دیا ہے
تو ایسی صورت میں اس سے اجازت حاصل کرنے

۲۹۹/۱	المکتبة العربیہ کراچی	باب فی الاولیاء والاکفاء	۱۔ الہدایہ
۲۲۶/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء	۲۔ البحر الرائق بحوالہ شرح الجامع الصغیر
۱۲۷/۱	المطبعة الکبریٰ مصر	باب الاولیاء والاکفاء	۳۔ تبیین الحقائق
۱۸۵/۳	مکتبہ نوریر رضویہ سکس	" "	۴۔ فتح القدیر
۱۹۴/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	فصل فی الولی	۵۔ الدر المختار
۳۳۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الاولیاء	۶۔ الدر المنقذ علی حاشیہ مجمع النہر
۱۲۶/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء	۷۔ البحر الرائق

الحاجة الى الاستطلاع لحصول الاطلاع فانه
قد اذن في التزويج لعمره وفوات الكفو
لوجود عمر، بل لقائل ان يقول ان لا غيبة
اصلا لوجود التوكيل ووجود الوكيل كوجود
الموكل فظن انه تزويج نافذ صدر عن ولاية
ظن باطل، والله تعالى اعلم۔

میں ولایت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے اتنی
مسافت یا شہر میں تلاش کی بجائے اس کی ولایت
کو منقطع قرار دیا جائے گا، جبکہ موجودہ مسئلہ میں ولایت
کو منقطع قرار دینے کی متاخرین اور مشائخ والی دونوں
صورتیں نہیں پائی جاتیں کہ اس سے اجازت حاصل
کی جائے کیونکہ بچہ نے خود عمر سے نکاح کر دینے کی اجازت
دی نہ ہی کفو کے فوت ہونے کا خدشہ رہا کیونکہ عمر وہاں موجود ہے، بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ولی کے غیب ہونے والی
صورت یہاں نہیں پائی جاتی کیونکہ ولی کا وکیل یعنی خالہ موجود ہے جبکہ وکیل کا موجود ہونا خود موکل کی موجودگی کی طرح ہے
پس مسئلہ صورت میں یہ خیال کرنا کہ زید سے کیا ہوا نکاح ولی سے صادر شدہ ہے، یہ خیال باطل ہے (کیونکہ بچہ نے عمر

سے نکاح کی اجازت دی تھی، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۳۰۹ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نابالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ کے ساتھ ان کے وارثوں نے کیا
یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور زید یا ہندہ نابالغ کے فی حق کیا حکم ہے؟

الجواب

سائل مظهر کہ زید کا نکاح اُس کے باپ نے کیا، اور باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے یعنی اولاد کو اس کے
فسخ کا اختیار نہیں ہوتا۔

في الدر المختار لم يلزم النكاح ولو بغين فاحش
بزيادة مهره او بغين كفو ان كانت الولي
ابا او جدا ولم يعرف منهما سواء الاختيار
(ملخصاً)
در مختار میں ہے جب باپ یا دادا نے اپنی ولایت میں
نکاح کیا ہو تو اگر چہ فحش کی مہر کی ہو یا غیر کفو میں کیا ہو
تو وہ نکاح لازم و نافذ ہوگا بشرطیکہ باپ اور دادا کی
اس سے پہلے غلط روی مشہور نہ ہو (ملخصاً)۔ (ت)

اور ہندہ کا نکاح اس کے چچا نے کیا کہ پدر ہندہ مرچکا تھا اس حالت میں اگر زید ہندہ کا کفو نہیں یعنی اس سے
قوم یا دین یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا لگتا ہوا ہے جس کے ساتھ نکاح ہونا باعث عار و بدنامی ہو یا یہ کہ
ہندہ کا جس قدر مہر مل تھا اُس سے بہت کم مہر باندھا گیا تو ان صورتوں میں نکاح اصلاً صحیح نہ ہوا یہاں تک کہ

اگر ہندہ بالغ ہو کر اسے جائز رکھے تب بھی جائز نہ ہوگا۔

در مختار میں ہے اگر باپ یا دادا کے غیر نے نکاح کیا ہو تو غیر کفو اور فحش کی مہر کے ساتھ نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا اور جو صدر الشریعہ میں کہا گیا کہ وہ نکاح صحیح ہے اور باپ اور دادا کو بعد میں فسخ کا اختیار ہے، یہ محض وہم ہے (ملخصاً)۔ (ت)

فی الدر المختار ان كان العز وج غير الاب وابيه ولو الام لا يصح النكاح من غير كفو او بغين فاحش اصلا وما في صدر الشريعة صح ولهما فسخه وهم (ملخصاً)

اور اگر یہ بات نہیں بلکہ زید کفو ہے اور مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ فوراً اس سے نکاح کو رد کر دے اور حاکم شرع کے حضور دعویٰ کر کے فسخ کرائے۔

فی الدر المختار وان كان من الكفو وبمهر المثل صح ولصغير وصغيرة خياس الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده لقصور الشفقة بشرط القضاء للفسخ (ملخصاً)

در مختار میں ہے اگر مہر مثل اور کفو میں نکاح کیا ہو تو صحیح ہے لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس کے فسخ کا اختیار ہے اگرچہ دخول کے بعد بلوغ ہوا ہو یا بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہوا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ باپ اور دادا کے غیر میں شفقت کمزور ہوتی ہے تاہم فسخ کے لئے قاضی کا حکم شرط ہے (ملخصاً)۔ (ت)

مگر از انجا کہ ہندہ بکر ہے تو بجا است بلوغ جس وقت نکاح پر مطلع ہو فوراً اور پہلے سے مطلع تھی تو بالغ ہوتے ہی معاً نکاح کو رد کر دے، اگر ذرا بھی دیر کی تو نکاح لازم ہو جائے گا اور اسے فسخ کرانے کا اختیار نہ رہے گا۔

فی الدر المختار بطل خياس البكر بالسكوت لو محتسرة عالمة باهل النكاح ولا يمتد الى اخر المجلس (ملخصاً) والله تعالى اعلم

در مختار میں ہے کہ اطلاع ملنے پر بارہ کا سکوت اس کے فسخ کے اختیار کو باطل کر دیتا ہے بشرطیکہ اپنے نکاح کے بارے میں اس کو علم ہوا ہو اور وہ بالغ ہو، تاہم فسخ کا اختیار اس مجلس تک محدود ہوگا جس میں اس کو علم ہوا ہو۔ (ملخصاً) والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ از چھاونی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ بعد بیوہ ہو جانے کے اپنا نکاح ایسے شخص سے

۱۹۲/۱	مجتہدانی دہلی	باب الولی	لے در مختار
۱۹۲-۹۳/۱	"	"	۲۵
۱۹۳/۱	"	"	۲۵

چاہتی ہے جس سے اُس کے ماں باپ ہندہ سے اس امر پر راضی نہیں اب اگر ہندہ ناراضی والدین گوارا کر کے اپنا نکاح کر لے تو آیا یہ نکاح شرعاً درست ہوگا یا نادرست؟ بیٹو! تو جروا

الجواب

اگر وہ شخص جس سے ہندہ بظاہر راضی پھر اپنا نکاح بطور خود کیا چاہتی ہے ہندہ کا کفو ہے یعنی اس کی قوم یا پیشہ یا مذہب وغیرہ میں بہ نسبت ہندہ کے کوئی ایسا قصور و عیب نہیں جس کی وجہ سے ہندہ کا اس کی مناکحت میں آنا پھر ہندہ کے لئے موجب عار ہو تو بلاشبہ نکاح صحیح و درست ہو جائے گا اور والدین کی ناراضی اگرچہ ہندہ کو نقصان کرے مگر جواز نکاح میں خلل نہ آئے گا۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
الايم احق بنفسها من وليها رواه الاثمة مالك
واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذى و
النسائى وابن ماجه وغيرهم عن ابن عباس
رضى الله تعالى عنهما۔

حضور عليه الصلوة والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بالغ لڑکی اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے بارے میں فیصلہ کی زیادہ حقدار ہے اس کو امام مالک، احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

درمختار میں ہے :

نفذ نکاح حرة مكفئة بلا مرضى ولي ويفى
في غير الكفو بعدم جوازها اصلاً (ملخصاً)
الله تعالى اعلم۔

عاقلة بالغہ حرہ عورت کا اپنا نکاح ولی کی رضا مندی کے بغیر بھی جائز ہے، اور غیر کفو میں کیا تو بالکل ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۱۱ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور زید کی اہلیہ نے انتقال کیا، دو بیٹیاں چھوڑیں اور لڑکیوں کا کوئی وارث سوا ایک ماموں حقیقی کے کوئی نہ تھا، ماموں نے ایک لڑکی جس کی عمر تین سال سے کم تھی اس کا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کر دیا جس کو اب عرصہ آٹھ برس کا ہوا، اور دوسری بڑی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، اب بڑی دختر باغوا اپنے شوہر کے اپنی چھوٹی ہمیشہ کو بہکاتی ہے کہ تو کہہ دے کہ میری نابالغی

۴۵۵/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب النکاح	لے صحیح مسلم
۲۸۶/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	فصل فی الشیب	نسخن ابوداؤد
۱۹۱/۱	مجتبائی دہلی	باب الولی	لے الدر المختار

میں نکاح ہوا ہے میں راضی نہیں ہوں تو میں تیرا نکاح اپنے دیور سے کرادوں گی، چنانچہ چھوٹی لڑکی اب اپنے ماموں کے کلمات ناراضی بیان کرتی ہے اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ مینو تو جروا

الجواب

سائل اظہار کرتا ہے کہ اس چھوٹی لڑکی کو بالغہ ہونے سے سال بھر گزر اور اُسے نکاح کی خبر کئی برس سے اور یہ کلمات ناراضی اس نے کوئی دو مہینے سے کہنے شروع کئے ہیں، اگر یہ بیان واقعی ہے تو وہ نکاح لازم ہو گیا اور عورت کو حق اعتراض اصلاً نہ رہا جبکہ اُسے پہلے سے نکاح پر اطلاع تھی، تو جس آن میں بالغہ ہوئی فوراً اسی آن میں اگر ناراضی ظاہر کر دیتی تو اسے حق اعتراض رہتا یہاں تک کہ اگر بالغہ ہو کر ایک لمحہ کو بھی دوسرے کام یا دوسری بات میں مصروف رہی تو اب اعتراض کا اختیار نہیں رکھتی یہاں تو جوان ہونے پر کئی مہینے بعد اُس نے اعتراض شروع کیا ہے، یہ اصلاً قابل قبول نہیں، عورت پر فرض ہے کہ اس جہالت سے باز آئے، اور اس کی بہن پر فرض کہ پرانی زوجہ کو اغوانہ کرے ورنہ سوا گناہ کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

فی الدر المختار بطل خيار البكر بالسكوت
لو عالمة بالنكاح ولا يمتد الى آخر المجلس
ملخصاً -
در مختار میں ہے کہ بکرہ لڑکی کی اپنے نکاح کے علم پر خاموشی اس اختیار فسخ کو ختم کر دیتی ہے اور اختیار بھی صرف اس مجلس تک محدود ہوگا جس میں اسے علم ہوا ہے اس کے بعد اسے اختیار نہ ہوگا اور ملخصاً (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ليس منا من خيب امرأة على نكاحها ثم رآه
ابوداود والنسائي وابن جابر والحاكم باسناد
صحيح عن ابى هريرة ونحوه احمد وابن جابر
وللبزائز والحاكم بسند صحيح عن
بريدة وابو ليلى والطبراني في
الاوسط بسند صحيح عن ابن
عباس والطبراني في الاوسط

جو کسی عورت کو اُس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے
گروہ سے نہیں۔ (اس کو ابوداؤد، نسائی، ابن جابر
اور عاصم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اور ایسے ہی احمد، ابن جابر، بزاز اور حاکم
نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بريدة رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا اور ابولیلیٰ اور طبرانی نے اپنی اوسط میں
صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والصغیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
اجمعین - واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۱۲ ۱۶ رجب ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک لڑکی نابالغہ کہ جس کی عمر گیارہ برس کی ہے اور اُس کی ماں مرچکی ہے اور باپ اس کا گواہیہ میں نوکر ہے، نانا اُس لڑکی کا باپ کی غیبت میں لڑکی کو اپنے یہاں لے گیا اور بلا مشورہ باپ کے اُس کا نکاح ایک رافضی سے کر دینا چاہتا ہے، جب باپ کو اطلاع ہوئی آیا اور نانا کو نعمت کی کہ میں ایسی تقریب ہرگز روا نہیں رکھتا بلکہ اس مضمون کا اُس نے فوبس بھی دے دیا ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں رہتا ہے لڑکی کو روک رکھا ہے اور لڑکی اور اس کا باپ سب سُنی ہیں اس صورت میں اگر نانا اُس نابالغہ کا نکاح باوجود ممانعت پدر کے اُس رافضی سے کر دے گا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور نانا کو لڑکی کے اپنے پاس بٹھار کھنے اور باپ سے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب

باپ کے ہوتے نانا کوئی چیز نہیں، نہ بے اس کی اجازت کے وہ نکاح کر دینے کا مختار، یہاں تک کہ اگر نانا بے اجازت پدر اُس نابالغہ کا کسی سُنی سے نکاح کر دے گا تو وہ باپ پر واجب ہے کہ وہ نکاح باطل ہے نہ کہ رافضی کہ آج کل عموماً مرتدین ہیں اور اُن سے سُنیہ عورت کا نکاح اصلً صحیح نہیں، علاوہ بریں اس قدر میں تو شک نہیں کہ رافضی سُنیہ بنت سُنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے جو نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے کر دے گا ہرگز صحیح نہ ہوگا، نہ کہ باپ کی صریح ممانعت کی حالت میں یہ نکاح کیا جائے، یہ کیونکر وجہ صحت رکھے گا، پس یقیناً یہ نانا کا محض ظلم ہے، اگر وہ ایسا کرے گا تو ہرگز نکاح نافذ نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا اور لڑکی نو برس کی عمر سے باپ ہی کے پاس رہے گی، اگر ماں ہوتی تو وہ بھی نو برس کے بعد اپنے پاس نہ رکھ سکتی نہ کہ نانا، یہ سب ظلم و تعدی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے،

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انتی
على ترتيب الارث والحجب
نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ یعنی وہ مرد شخص جس کی نسبت میں عورت کا واسطہ نہ ہو، یہ ولی وراثت کی ترتیب اور ایک دوسرے کے لئے مانع ہونے کی ترتیب ہوں گے۔ (ت)

درمختار میں ہے :

لو نزوج الا بعد حال قیام الا قرب توقفت
علی اجازتہ لہ

اسی میں ہے :

ان کان الزوج غیر ہما ای الالب وایہ ولو
الام لا یصح من غیر کفو اصلاً۔ (ملخصاً)

اسی میں ہے :

لیس فاسق کفو الصالحة او فاسقة بنت
صالح نہر انتہی ملخصاً۔

ردالمحتار میں ہے :

قوله اصلاً ای لا لازم ما ولا موقوفاً علی
الرضا بعد البلوغ لہ

درمختار میں ہے :

الام و الجدا حق بیہا حتی تشتہی و قد
یتسم و بہ یفتی شہ ملخصاً)

تک کہا یہی مفتی بہ ہے (ملخصاً)۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۳ یکم شعبان ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ باکرہ تھی اُس کے ولی نے
اپنی اجازت سے اُس کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا، ہندہ کو معلوم تھا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگا لیکن اُس نے
خاص اجازت اپنی زبان سے نہیں دی اور نہ انکار کیا، اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ جائز ہو گیا

۱۹۲/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الولی	۱۰
۱۹۲/۱	" "	"	۱۱
۱۹۵/۱	" "	باب الکفائۃ	۱۲
۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب فی الولی	۱۳
۲۶۵/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب المحضاتۃ	۱۴

یا نہیں؛ اگر نہیں ہوا تو ولی اور نکاح پڑھائیے پر کیا کفارہ ہوگا؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

اصل یہ ہے کہ زن بالغہ پر کسی کی ولایت جبریہ نہیں اور اس سے پیش از نکاح اذن لینا مسنون ہے اگر بے اذن لے نکاح کیا جائے تو وہ نکاح نکاح فضولی ہے کہ اجازت زن پر موقوف رہے گا، اگر جائز رکھے جائز ہو جائے اور رد کرے تو باطل، مگر زن دوشیزہ کا سکوت بھی اذن ہوتا ہے جبکہ خود ولی اقرب یا اس کا وکیل یا فرستادہ نکاح کرنے کا اس سے اذن لے بشرطیکہ جس کے ساتھ نکاح کا اذن لیا گیا عورت اسے پہچانتی بھی ہو اور بغیر استیذان ولی کے مرد اس جاننے پر کہ میرا نکاح فلاں کے ساتھ کیا جائے گا خاموش رہنا اذن نہیں کہ اذن و علم میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب کے ہوتے ولی بعد اذن لے اور دوشیزہ سکوت کرے تاہم یہ سکوت اذن نہ ٹھہرے گا، تو جہاں اصلاً استیذان نہ ہو مجرد واقفیت پر خاموشی کیونکر اذن ہو سکتی ہے۔ درمختار میں ہے:

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع
الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو اى
الولى وهو السنة او وكيله او رسوله
فكملت عن سرده مختاراً فهو اذن
اى توكيلات علمت بالزوج
لتظهر الرغبة فيه او عنه ولو في
ضمن العام كجيرانى او بنى
عمى لو يحصون والا فانت
استاذنها غير الا قرب كاجنبى او
ولى بعيد فلا عبرة بسكوتها
اه ملخصاً وفي سرده المختار عن
البحر عن المحيطات من وجهها
بغير استئذان فقد اخطأ
السنة وتوقف على

بکہ بالغہ کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے
بالغ ہو جانے پر اس پر کسی کی ولایت نہیں رہی، تو
اگر اس سے اس کا ولی اجازت طلب کرے اور یہ
سکت ہے یا ولی کا وکیل یا اس کا قاصد اجازت
طلب کرنے اور لڑکی اپنے اختیار کے باوجود خاموش
رہے تو یہ وکالت کی منظوری تصور ہوگی بشرطیکہ اس
کے ہونے والے خاوند کا اس کو علم ہو تاکہ پسند یا
نا پسند کر سکے، خاوند کا علم شخصی طور پر ضروری نہیں
عمومی طور پر بھی مثلاً یہ کہ پڑوسی ہے یا چچا زادوں میں
سے کافی ہے، جن کو وہ جانتی ہو، اگر خاوند کا علم
بالکل نہ ہو سکے تو پھر یہ سکوت رضا مندی نہ قرار پائے گا
اگر ولی اقرب کی بجائے ولی بعید یا اجنبی نے بالغہ سے
اجازت طلب کی تو اس وقت سکوت کو اجازت
نہ قرار دیا جائے گا اہ ملخصاً۔ ردالمحتار میں بحر اور اس

موقوف رہے گا جب تک کہ ان میں سے ایک واقع ہو مثلاً ہنوز عورت کو نکاح کی خبر ہی نہ ہوئی یا خبر دو اجنبی فاسق یا ایک اجنبی مستور الحال نے دی اور عورت خاموش رہی یا خود ولی خواہ اس کے فرستادہ نے اطلاع دی، مگر عورت شوہر کو نہ پہچانی تھی یا پہچانی تھی مگر جس اپنے جیسے ہوا اور ولی نے نکاح کر دیا وہ کفو نہ تھا یا مہر مثل سے کمی فاحش کی تھی، تو ان سب صورتوں میں یہ خاموشی نہ اجازت ہوگی نہ رد، بلکہ عورت کو اختیار رہے گا چاہے جائز کر دے خواہ باطل۔

اس تقریر کو محفوظ کر لو کہ اس مہارت سے کسی دوری تقریر میں نہ پاؤ گے، تمام حماد اللہ تعالیٰ بادی اکل کے لئے ہیں۔ (ت)

اتقن هذا التحرير فانك لا تجد به هذا
التحجير في غير هذا التقرير والحمد لله
الهادي القدير۔

در مختار میں ہے،

اگر لڑکی کو نکاح کی خبر پہنچی تو اسے رد کر دیا پھر کہتی ہے میں راضی ہوں تو اس سے وہ نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ رد کر دینے پر وہ باطل ہو چکا ہے، اسی وجہ سے فقہائے فرمایا کہ جب لڑکی سے پہلے اجازت لئے بغیر نکاح کیا ہو جس کو وہ بعد میں جائز قرار دے ایسی صورت میں بہتر ہے کہ زفاف کے وقت نکاح کی تجدید کر لی جائے کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں اپنا نکاح کے متعلق سن کر لڑکی نفرت کا اظہار کر دیتی ہے، طحاوی نے فرمایا کہ اس احتمال کی بنا پر کہ نکاح کی خبر پا کر لڑکی نے بطور نفرت رد کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو جائے گا جو بعد میں اظہار رضا مندی سے جائز نہ ہوگا اھ قلت، اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر یقینی طور وہ نکاح مردود ہوگا جیسا کہ واضح ہے،

لو بلغها فردت ثم قالت رضيت
لم يجز بطلانه بالرد وكذا
استحسنوا التجديد عند الزفاف
لان الغالب اظهار النفرة عند
فجأة السماع اھ قال ط ای
فيحتمل انها نفرت من
النكاح عند اعلانه به فيبطل
العقد ولا يلحقه الرضا اھ
قلت فاذا تبين ذلك كان
ردا محققا كما لا يخفى
وفي الدر ايضا نه وجها
وليها واخبرها رسولہ او
فضولي عدل فسكت فهو

اذت ای اجازة انت علمت
بالزوجه اھ (ملخصاً) قال الشامی
الشرط فی الفضولی العدالة
او العدد فیکفی اخبار واحد عدل او
مستورین ^۱ الخ قال فی البداهة
فانت استأذنها غیر الاقرب
فلا بد من القول کالثیب او
ما هو فی معناه من فعل یدل
علی الرضا کطلب مهرها و
نفقتها ودخولہ بها برضاها و
قبول التهنیة ونحو ذلك ^۲ اھ
ملخصاً، وفي رد المحتار
عن البحر عن الظہریة
لو خلا بها برضاها عندی
انت هذا اجازة اھ وفي
البرزانیة الظاہر انہ
اجازة ^۳ اھ قلت وتمام الکلام
علی الافعال التی تبدل
علی الرضا فی فتاویٰ شامی
فی الشامیة فی البحر اختلاف

اور درمیں یہ بھی ہے کہ ولی نے لڑکی کا نکاح کیا جس
کی اطلاع ولی کے قاصد یا کسی اجنبی عادل شخص نے
لڑکی کو دی تو لڑکی نے خاموشی اختیار کی تو یہ اجازت
ہوگی بشرطیکہ اس کو خاوند کا علم ہو چکا ہو اھ شامی
نے کہا کہ فضولی کی خبر میں عدالت یا عدد (دو) ہونا
شرط ہے اس لئے ایک عادل یا دو مستور الحال حضرات
کافی ہیں۔ درمیں فرمایا کہ بالغ لڑکی سے ولی اقرب کے
غیر نے اجازت طلب کی ہو تو ضروری ہے کہ لڑکی
قولی یا فعلی طور پر جواب دے جس سے اس کی رضا
معلوم ہو سکے، مثلاً مہر طلب کرے یا نفقہ طلب
کرے یا مبارکباد قبول کرے یا خاوند کو اپنے پاس
آنے کی اجازت دے دے وغیرہ، جیسا کہ ثنبیہ یا
اس حبسی عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے اھ ملخصاً۔
رد المحتار میں بحر کے حوالے سے ظہیر یہ سے منقول ہے
اگر لڑکی نے رضامندی سے خاوند کے ساتھ خلوت
کر لی تو میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ، اور
بزاز یہ میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہے،
قلت: ان تمام افعال جو رضامندی پر دلالت
کرتے ہیں، کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے،
پھر شامی میں ہے کہ بحر میں ہے اگر ولی نے بالغ

۱۹۱/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	لہ درمختار
۲۹۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لہ رد المحتار
۱۹۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	"	لہ درمختار
۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لہ رد المحتار

فَمَا إِذَا نَهَوْهَا غَيْرَ كَفُّوْهُ فَبَلَّغْهَا فَسَكَنْتَ فَقَالَ
لَا يَكُونُ رِضًا وَقِيلَ فِي قَوْلِ ابْنِ حَنِيفَةَ
يَكُونُ رِضًا لَكَ كَانَ الْمَرْجُوُّ أَبَا وَجَدًا
وَأَنْ كَانَ غَيْرَهُمَا فَلَا كَمَا فِي الْخَانِيَةِ
أَخَذَ مِنْ مَسْئَلَةِ الصَّغِيرَةِ الْمَرْجُوَّةِ مِنْ
غَيْرِ كَفُّوْهِ أَهْ قَالَ فِي النَّهْرِ وَجَزَمَ فِي الدَّرَايَةِ
بِالْأَوَّلِ بِلَفْظِ قَالُوا أَهْ مَا فِي الشَّامِيِّ
قُلْتُ وَقَدَمَهُ فِي الْخَانِيَةِ وَهُوَ لَا يَقْدَمُ
إِلَّا لِأَظْهَرِ الْأَشْهُورِ لَكِنْ قَالُوا يُؤْتَى بِهِ لِلتَّبَرُّيِّ
وَقَدْ عَلِلَ فِي الْخَانِيَةِ لِلْقَوْلِ الثَّانِي بِتَعْلِيلِ
جَلِيلٍ وَالتَّعْلِيلِ دَلِيلِ التَّعْوِيلِ وَنَصِّ فِي الْحَيْطِ
وَالْبَسُوطِ وَجَامِعِ قَاضِي خَانَ ثُمَّ الْكَافِي فِي شَرْحِ
الْهِدَايَةِ ثُمَّ الثَّلَاثِي عَلَى التَّبْيِيحِ أَنْتَ قَوْلُ
الْإِمَامِ وَقَدْ صَحَّحَ فِي الْكَفَايَةِ وَالْكَافِي وَ
الدَّرَايَةِ وَالدَّرَرِ التَّفَرُّقَ بَيْنِ الْإِبِّ وَالْحَبْدِ
وغيرهما بنا دَعَى مَذْهَبُ الْإِمَامِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى -

عاقلاً کو غیر کفو میں نکاح کر دیا تو اس وقت اجازت
طلب کرنے پر یا معلوم ہونے پر لڑکی خاموش رہے تو
کیا یہ اجازت ہوگی یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔
بحر نے کہا کہ رضائے ہوگی۔ بعض نے کہا کہ امام ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کے مطابق اگر نکاح
کرنے والا ولی باپ یا دادا ہو تو سکوت اجازت
قرار پائیگی ورنہ نہیں، جیسا کہ خانینہ میں اس مسئلہ کو
نا بالذکر کو غیر کفو میں نکاح کر دینے کے مسئلہ سے اخذ کیا
ہے اہ تہر میں کہا کہ درایہ میں اس پر "قالوا" کے
لفظ کہہ کر پہلے قول پر جزم کیا ہے۔ شامی کی عبارت ختم
ہوئی۔ قلت: خانینہ میں اس کو مقدم ذکر کیا ہے اور
وہ زیادہ ظاہر اور مشہور قول کو مقدم ذکر کرتے ہیں لیکن
علمائے فرمایا کہ یہاں خانینہ کا اس کو مقدم ذکر کرنا اس
سے فراغت کے طور پر ہے ورنہ انہوں نے دوسرے
قول کی مضبوط دلیل ذکر کی ہے جبکہ دلیل کو ذکر کرنا اعتماد کی
دلیل ہے۔ محیط، بسوط، جامع قاضی خاں پھر کا کافی
شرح ہدایہ میں پھر تبیین کے حاشیہ ثلثی میں اس کو
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتایا ہے، اور کفایہ، کافی، درایہ، در میں اس دوسرے قول کی تصحیح کی گئی ہے
کیونکہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں باپ دادا اور غیر کے اقدام میں فرق ہے۔ (ت)
اور بے اذن لیے ولی کا نکاح کر دینا اگرچہ خلاف سنت ہے مگر گناہ نہیں، یوں ہی نکاح پڑھانے والے
پر کوئی الزام نہیں کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہم اتم والسلام۔

مسئلہ ۳۱۰، صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح لڑکی نابالغ کا جس کی عمر قریب

تین سال کے ہے، ساتھ عمر و نابالغ کے جس کی عمر قریب چار سال کے ہے بولایتِ مادر لڑکی کے جائز ہے یا نہیں؟
درحالیکہ باپ کے چار پانچ پشت کے لوگ چچا تاؤ وغیرہ موجود ہوں، اور اب بعد بالغ ہونے کے وہ لڑکی اس
نکاح سے ناراض بھی ہے۔

الجواب

اگر وہ لڑکا جس سے اس نابالغ کا نکاح ہوا اس کا کفو نہ تھا یعنی قوم و روش و مذہب وغیرہ امور معتبرہ سے
کسی بات میں بے نسبت دختر ایسا نقص رکھتا تھا کہ اس دختر کا اس کے نکاح میں دیا جانا اولیائے دختر کے لئے
باعثِ ننگ و عار ہو تو وہ نکاح سرے سے باطل واقع ہوا۔ یونہی اگر دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کر دی گئی مثلاً
مہر مثل پچاس ہزار تھا اس نکاح میں پچیس ہزار بندھا تو بھی نکاح باطل محض ہوا، ان دونوں صورتوں میں بعد بلوغ
اگر خود اجازت دے اور نکاح نہ صرف ماں بلکہ اُن سب اولیائے مل کر کیا ہو جب بھی صحیح نہیں ہو سکتا کہ نابالغہ
کے ایسے نکاح کرنے کا باپ یا دادا کے سوا کسی کو اختیار نہیں۔ درمختار میں ہے :

ان كان الزوج غير اكاب وابيه ولو الام
والقاضي لا يصح النكاح من غير كفؤ او
يغبين فاحش اصلاً (ملخصاً)۔
يا قاضی ہو۔ (طحا) (ت)

رد المحتار میں ہے :

في فتح القدير لو كبرت واجازت لا يصح لانه
لم يكن عقداً موقوفاً اذا لا مجيز له
کیونکہ وہ نکاح کی اجازت دینے والے کی اجازت پر موقوف نہ تھا۔ (ت)

اور اگر نہ لڑکا ایسا تھا نہ مہر مثل میں اس طرح کی کمی تو صحیح ہو گیا مگر از انجا کہ یک جدی مردوں میں سے
جب تک کوئی موجود ہو ماں کو ولایتِ نکاح نہیں ہوتی بلکہ ان میں جو در باب وراثت معتمد ہو وہی ولی ہوتا ہے
في الدار المختار الاولى في النكاح العصبية بنفسه
على ترتيب الارث والحجب فان لم يكن
عصبية فالولاية للام
درمختار میں ہے نکاح کا ولی وراثت کے استحقاق و حجب کی
ترتیب پر عصبیات میں، اور اگر عصبہ بنفسہ نہ ہو تو
پھر والدہ کو ولایت ہوگی۔ (ت)

۱۹۲ / ۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	۱۰ درمختار
۳۰۵ / ۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۰ رد المحتار
۱۹۳ / ۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	"	۱۰ درمختار

لہذا یہ نکاح اُس ولی کی بے اجازت صرف ماں نے کر دیا تو نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا ، اگر اُس نے خبر سن کر رد کر دیا مثلاً کہا میں اس نکاح کو جائز نہیں رکھتا یا رد کرتا ہوں یا میں راضی نہیں یا اس کے مثل اور الفاظ ، تو رد ہو گیا۔ اب دختر کی رضامندی و ناراضی کا بھی اعتبار نہیں کہ سرے سے نکاح باقی ہی نہ رہا اور اگر ابتداءً باجاءت ولی واقع ہوا یا تزویجِ مادر کے بعد ولی نے اجازت دے دی تھی مثلاً کہا بہتر ہوا یا میں نے پسند کیا یا مجھے منظور یا ان کے مانند اور کلمات ، تو نکاح نافذ ہو گیا۔

فی الدر المختار لو نزل وجہ الا بعد حال قیام دختر میں ہے اگر بعید ولی نے اقرب ولی کے ہوتے ہوئے نکاح کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (د)

بھر بھی از انجا کہ مزوج غیر آب و جد اور دختر و شیرہ ہے اُسے اتنا اختیار دیا جائے گا کہ پہلے سے نکاح کی خبر رکھتی ہو تو اپنے بالغ ہوتے ہی اور بعد بلوغ اطلاع پائے تو خبر سننے ہی فوراً بے وقفہ کہہ سکتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں یا میں نے اُسے فسخ کر دیا مجھے ناپسند ہے یا اس کے مثل اور کوئی امر کہ دلیل ناراضی ہو۔ پس اگر بلوغ یا اطلاع پر فی الفور اس نے یہ ناراضی ظاہر کی تو اُسے اجازت دی جائے گی کہ قاضی کے حضور دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرائے ، اور اگر ایک لمحہ بھی بے حد سکوت کیا یا کسی دوسرے کام یا کلام میں مشغول ہوئی تو اب وہ نکاح لازم ہو گیا ، اس کے بعد اظہارِ ناراضی کچھ بکار آمد نہیں۔ در مختار میں ہے :

وان كان من كفؤ وبمهر المثل صح و لكن لهما ای لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ وبطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة بالنكاح ولا يعتمد الى اخوال المجلس (ملخصاً)

اگر كفؤ اور مهر مثل کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح ہے لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب علم نکاح ہو فسخ کا اختیار ہوگا لیکن فسخ قاضی کے حکم سے ہوگا ، اگر بارہ بالغہ اپنے نکاح کا علم ہونے پر خاموش رہی تو اس کو فسخ کا اختیار نہ ہوگا اور نکاح کے علم والی مجلس کے آخر تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا (ملخصاً)۔ (د)

اور اگر وہ نکاح نہ ابتداءً اجازت ولی سے ہوا نہ زمانہ نابالغی دختر میں ولی نے اجازت دی نہ رد کیا بلکہ اسے خبر

ہی نہ ہوئی یا بعد خبر سکوت محض کیا یہاں تک کہ دختر بالغ ہوئی تو اب وہ خود اجازت دختر پر موقوف ہوا، پس اگر دختر نے اس اظہار ناراضی سے پہلے بعد بلوغ کوئی کلمہ اجازت کہا یا دلالت اس کے کسی فعل یا حال سے ضمانتی ثابت ہوئی تھی، مثلاً بالغ ہونے پر شوہر کے پاس گئی یا اس سے کوئی برتاؤ زن و شوئی کا کیا یا کسی نے فدا کی دہن کہہ کر پکارا اس نے جواب دیا تو نکاح لازم ہو گیا اب ناراضی محض بے سود ہے اور اگر هنوز قول یا فعل یا حال سے رضائیت نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے ایسی ناراضی ظاہر کی جس سے رد نکاح مفہوم ہوا تو بے شک نکاح باطل ہو گیا۔

فی فتح القدیر یرتوقف علی اجازة الولی فی حالة الصغر فلو بلغ قبل ان یخبره الولی فاجازة بنفسه نفذ لا نهی کانت متوقفة ولا ینفذ بمجرد بلوغه
فتح القدیر میں ہے نابالغ کے نکاح کا جواز ولی کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ اور اگر ولی کی طرف سے اطلاع سے قبل خود بالغ ہو گیا اور اس نے اپنے نکاح کو جائز کر دیا تو جائز اور نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ اجازت پر موقوف تھا اور اجازت کے بغیر محض بلوغ سے نافذ نہ ہو گا۔

مستفی ان سب صورتوں کو سمجھ کر جو صورت واقع ہو اس کے حکم پر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۱۵ از رائے پور علاقہ ہے پور ڈاک خانہ ہندوان مرسلہ منشی محمد قزند حسن صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف قوم مسلمان نے جس کی عمر تخمیناً ۲۸ یا ۲۹ سال ہوگی زنا کاری سے توبہ کر کے ایک شریف مسلمان سے اپنا نکاح کر لیا، اب اس کی نانگ کہتی ہے کہ میں ولی ہوں بے میری اجازت کے نکاح جائز نہیں۔ اور زید کہتا ہے کہ طوائف خود فعل مختار بالغ ہے تیری اجازت کی حاجت نہیں، اور ولی واسطہ ہدایت کارنیک کے ہوتا ہے زنا کے لئے ولی نہیں، نابالغ کا ولی بھی فعل بد کرانے کا مختار نہیں، ایسی ولایت شرعاً باطل ہے نانگ کسی طرح ولی نہیں ہو سکتی، جو لونڈی اس نے حرام کی کمائی سے حرام کاری کے لئے خریدی وہ شرعاً لونڈی نہیں ہو سکتی بلکہ جو شرعاً ایسی ولایت کا دعویٰ کرے وہ قابل سزا ہے۔ پس صحیح قول زید کا ہے یا نانگ کا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

قول زید کا صحیح ہے اور نانگ کا محض دعویٰ باطل و قبیح۔ ہندوستان میں جو بعض خدا نادر س محتاج اپنی اولاد قحط وغیرہ میں بیچ ڈالتے ہیں شرعاً بیع کسی حالت میں جائز نہیں بلکہ باطل و محض مہمل و بے معنی ہے وہ ہرگز لونڈی

غلام نہیں ہو سکتی، نہ خریدنے والا ان کا مالک ہو سکتا ہے نہ کسی وجہ سے استحقاق اُن میں رکھتا ہے کہ خُر
کی بیع محض باطل ہے۔ ہدایہ میں ہے :

بیع المیتة والدم والحر باطل لانها لیست اموالا فلا تكون محلا للبیع
مردار، خون اور آزاد کی خرید و فروخت باطل ہے
کیونکہ یہ چیزیں مال نہیں ہیں اس لئے یہ بیع کا
محل نہیں۔ (ت)

ہدایہ میں ہے :

الباطل لا یقید ملک التصرف فیہ
اور جبکہ وہ عورت بالغہ ہے تو اپنی جان کا آپ اختیار رکھتی ہے نکاح کراہی نے یہ ہدایت الہی زنا سے
قائب ہو کر ایک شریف مسلمان سے کر لیا قطعاً صحیح و لازم ہے جو کسی کے روکے رد نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری
میں ہے :

فقد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی
اسی میں ہے :

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن
امراة شافعیۃ بکر بالغۃ تزوجت نفسها
من حنفی بغیر اذن ابیہا والاب لا یرضی
ومردہ هل یصح هذا النکاح قال نعم
کوزد کر دیا، تو یہ نکاح صحیح ہوگا؛ تو انہوں نے جواب فرمایا : ہاں صحیح ہے۔ (ت)

جب خود باپ کی نسبت یہ حکم ہے تو نائیکہ کا دعویٰ کیا قابل التفات ہو سکتا ہے، یہ محض جمل نامنرا
ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۶ از سہلی بہیت محلہ ملک احمد خاں مرسلہ حافظ بشیر احمد خاں صاحب ۱۵ رجب ۱۳۱۰ھ
جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغی میں باپ کی ولایت سے ہوا اب وہ لڑکی

۱۵ ہدایہ	باب البیع الفاسد	مطبع یوسفی لکھنؤ	۵۳/۳
۱۶	"	"	"
۱۷	"	"	"
۱۸	باب الرابع فی الاولیاء	نورانی کتب خانہ پشاور	۲۸۶/۱
۱۹	"	"	"

بالغ ہوئی وہ اپنے باپ کے فعل کو ناپسند کرتی ہے، باپ کی ولایت سے نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟ فقط۔

الجواب

صورت مسئلہ میں حق جواب یہ ہے کہ باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح جس شخص سے کیا اگر وہ کفو یعنی دین و نسب و پیشہ و مال وغیرہ میں کوئی امر ایسا نہیں رکھتا کہ اس سے تزویج باعث عار ہو نہ دختر کے مهر مثل میں کمی فاحش کی تو وہ نکاح مطلقاً صحیح و نافذ و لازم ہے اگرچہ دختر ناپسند کرے اگرچہ باپ اس سے پہلے معروف بسوء اختیار ہو کہ اس نکاح میں اس کا حسن اختیار ظاہر تو پہلے کے سوء اختیار اس کی صحت میں عمل نہیں ہو سکتے، یوں ہی اگر باپ وقت تزویج نشہ میں نہ تھا نہ اس سے پیشتر اپنی کسی قاصرہ کا نکاح غیر کفو سے یا مهر مثل میں کمی فاحش پر کر کے معروف بسوء اختیار ہو چکا تو بھی یہ نکاح صحیح و لازم ہے اگرچہ غیر کفو سے ہو اگرچہ مهر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ہاں اگر دونوں امر مجتمع ہیں یعنی اس نکاح میں کفارت یعنی مذکور نہیں یا مهر میں کمی فاحش ہے اور ہنگام تزویج نشہ میں یا پہلے سے معروف بسوء اختیار تھا تو اس صورت میں نابالغہ کا نکاح اگرچہ بولایت پداری ہے اصل صحیح نہیں۔ درمختار میں بعد عبارت مذکورہ ہے:

اور ایسے ہی اگر ولی نے نشہ کی حالت میں فاسق یا شریر یا فقیر سے یا باعث ہشک کام والے سے نکاح کر دے کیونکہ اس صورت میں اس ولی کا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنا ثابت ہو چکا ہے اس کے مقابلہ میں اس کی شفقت جو کہ ظنی ہے معارض نہیں بن سکتی۔

و كذا لو كان سكران فزوجها من فاسق او شرير او فقير او ذي حرفة ذنية الظهور سوء اختياره فلا تعارضه شفقته المظنونة، بحره

ردالمحتار میں ہے:

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت تفصیل کو چاہتی ہے کہ اگر نشہ والا یا غلط اختیار کی شہرت والا اگر لڑکی کا نکاح کفو میں اور مهر مثل کے ساتھ کرے تو یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ اس میں لڑکی کے لئے کوئی ضرر نہیں ہے (ان کا کلام یہاں تک ہوا) کہ علم ضرر کی صورت اس نشہ والے اور غلط اختیار والے

قلت ويقضى التعليل ان السكران او المعروف بسوء الاختيار لو تزوجها من كفو بمهر المثل صح لعدم الضرر المحض (الى قوله) وهذا مفقود في السكران وسوء الاختيار اذا خالف لظهور عدم سرايبه وسوء اختياره

فی ذلک انتھی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ جنہوں نے غیر کفو میں نکاح کیا ہے میں نہیں پائی جاتی
اعلم۔ کیونکہ نشتے والے کی رائے ظاہر نہ ہوئی اور دوسرے

کا غلط اختیار اس معاملہ میں ظاہر ہو چکا ہے انتھی۔ (ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۱۱ از پٹی بمبیت ایضاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ نابالغہ کا
نکاح عمرو سے اُس حالت میں کہ اوضاع و اطوار عمر و موصوف کے درست تھے اپنی ولایت سے کر دیا، جب
ہندہ مذکورہ رخصت کے زمانہ تک خود بلوغ کو پہنچی تو اس نے اپنے شوہر عمر و کو محرمات و منوعات شریعہ کا
مترکب اور مامورات و مشروعات کا محتر زپا کر اپنے باپ زید کے فعل کو قبیح سمجھا اس تزویج کو ناجائز رکھا، پس
صورت مسئلہ میں ہندہ کا عمرو سے عقد منعقد رہا یا فسخ ہوا؟ بینوا تو جروا

الجواب

جب ہنگام تزویج عمر و میں کوئی امران بد اطاریوں سے نہ تھا بلکہ یہ باتیں اس نے بعد میں اختیار
کیں تو عدم کفایت بعد نکاح حادث ہوئی اور ایسی عدم کفایت اصلاً مانع صحت نکاح نہیں خصوصاً تزویج
پدر میں کہ آئندہ کا علم بندہ کی قدرت سے باہر ہے ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا (اللہ تعالیٰ کسی
کو وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ت) پس اس بنا پر ہندہ کا اُس نکاح کو جائز رکھنا اصلاً
قابلِ سماعت نہیں۔ درمختار میں ہے :

والکفاء اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضو زوالہا بعد ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابتداء نکاح کے وقت کفو کا اعتبار ہوتا ہے
لہذا بعد میں کفو کا زوال مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۱۲ ۲۳ رجب ۱۳۱۰ھ

بالفکر نکاح باپ خود کسی کفو سے کرے استیذان بالغہ ضرور ہے یا نہیں؟ نہیں تو مستحب و
مسنون یا مباح یا کوئی حاجت نہیں؟

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	لے رد المحتار
		۲۸۶/۲	لے القرآن
۱۹۵/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الکفایت	لے درمختار

الجواب

بالبغیر ولایت نہیں، استیذان نفاذ نکاح کے لئے ضرور ہے، اگر بے استیذان نکاح کر دے گا نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت بالغ پر موقوف رہے گا، اگر جائز کرے گی جائز ہو جائے گا، رد کرے گی رد ہو جائیگا کما صوابہ قاطبہ (جیسا کہ تمام فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ ت) باقی واجب نہیں کہ ترک پر گناہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳۱۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا باپ مفقود النجر ہے اور اس کا کچھ پتا نہیں، اور ہندہ کا ایک بھائی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ برس کی ہے اور سبزہ آغاز ہندہ کا نکاح اُس کی ماں اور اُس کے بھائی نے کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں جبکہ ہندہ نابالغہ ہے اور اس کا باپ مفقود النجر ہے اور ہندہ کے جو ان بھائی نے اُس کا نکاح کیا تو وہ نکاح ہو گیا بشرطیکہ جس شخص سے نکاح کیا ہو وہ اس کا کفو ہو یعنی اس کی قوم یا پیشہ یا مذہب وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ اس کے نکاح سے ہندہ کے اولیا کو ننگ و عار آئے اور بشرطیکہ مہر میں ایسی کمی نہ کی گئی ہو جس کا تحمل لوگ نہ کرتے ہوں اور اگر ان باتوں میں سے ایک بات ہوگی یعنی اُس شخص کے قوم یا مذہب یا پیشہ وغیرہ میں کوئی امر موجب ننگ و عار ہوگا یا مہر میں ایسی سخت کمی کی گئی ہو مثلاً ہندہ کا مہر مثل دس ہزار تھا اور بھائی نے پانچ ہزار پر نکاح کر دیا تو ان صورتوں میں وہ نکاح اصلاً نہ ہوا، و المسائل منصوص علیہا فی الدر المختار وغیرہ (یہ مسائل در مختار وغیرہ میں منصوص ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳۲۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح دختر نابالغہ کا باوجود انکار دختر نابالغہ اور حیات ہوتے اُس کے باپ کے بے اجازت اس کے باپ کے، اس کی ماں نے زید کے ساتھ کر دیا، آیا شرعیہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

مسائل مظہر کہ یہ نکاح مادر و برادر بالغ نے بریلی میں کیا اور اس کا باپ کان پور میں موجود ہے جسے ہنوز اس نکاح کی اطلاع نہ ہوئی، اور جس لڑکے سے نکاح ہوا وہ اس کا کفو ہے، اگر یہ سب بیان

واقعی ہیں تو دیکھا جائے گا کہ کفو اس قدر انتظام پر راضی ہو سکتا تھا کہ باپ کو خط لکھا جائے اور اس کی اجازت منگائی جائے یا وہ اس پر راضی نہ ہوتا بلکہ اتنے انتظار پر نکاح ہی نہ کرتا اگر یہ کچھلی صورت فرض کی جائے جس کے وقوع کی امید بہت ہی ضعیف بلکہ کالمعدوم ہے کہ انتظار جواب میں یہ بات یا عقد سے جاتی تھی تو نکاح نافذ ہو گیا بشرطیکہ ہر مثل میں کمی فائش کی گئی ہو اور اگر ایسا نہ تھا بلکہ انتظار جواب کر لیتا اور غالب ایسا ہی ہے تو یہ نکاح بشرط مذکور اجازت پدر پر موقوف ہے اگر جائز رکھے گا جائز ہو جائے گا اور باطل کر دے گا تو باطل ہو جائے گا۔

در مختار میں ہے اگر ولی اقرب اتنی مسافت پر ہے کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب کا انتظار نہ کرتا تو ولی البعد کو نکاح جائز ہے، اس پر باقائی نے اکتفا دیکھا اور ابن کما نے نقل کیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اہ مختار، اور رد المحتار میں ہے ذخیرہ میں کہا اصح یہی ہے کہ اگر ولی اقرب اتنی مسافت پر ہو کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب یا اس کی رائے حاصل کرنے کا انتظار نہیں کرتا تو غیبت منقطعہ قرار پائی گئی اور کتاب میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں مجتبیٰ کے حوالہ سے مبسوط سے منقول ہے کہ یہ اصح ہے۔ اور نہایہ میں ہے کہ اکثر مشائخ نے اسے پسند کیا ہے اور ابن فضل نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور بدایہ میں ہے کہ یہ اقرب الی الفقہ ہے، اور فتح میں ہے کہ حق کے قریب ہے۔ اور ملتقی کی شرح میں حقائق سے منقول ہے کہ یہ تمام اقوال میں اصح ہے اور اس پر فتویٰ ہے، اور اختیار اور نغایہ میں اس کو قائم رکھا ہے، اور نہر کا کلام بھی

فی الدر المختار للولی الا بعد التزوید
بغیبة الاقرب واختار فی الملتقی مالم
ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمدہ الباقی
ونقل ابن کمال انت علیہ الفتوی
مختصراً، وفی رد المحتار قال فی الذخیرۃ
الاصح انه اذا کان فی موضع لو انتظر
حضوره او استطلاع رايه فانت
الکفو الذی حضر فالغیبة منقطعة
والیہ اشار فی کتاب وفی البحر عن
المجتبی عن المبسوط انه الاصح و
فی النہایة اختصاراً اکثر المشائخ
وصححه ابن الفضل وفی الہدایة
انه اقرب الی الفقہ وفی الفتح
انه الاشبه بالفقہ وفی شرح
الملتقی من الحقائق انه اصح الاقادیل
وعلیہ الفتوی وعلیہ مشی فی الاختیار و
النقایة ویشیر کلام النہر

الی اختیاره وفي البحر والاحسن الافتاء
بما عليه اکثر المشائخ اه ما ف
مد المحتار قلت لاسيما في هذا
الزمان فان العجلة الدخانية
قد جعلت مسافة القصر كمسافة
ساعة واحدة بل اقل فوجب التعويل على
ما افتي به اکثر المشائخ۔

اس کے مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں ہے
کہ جس پر اکثر مشائخ کا اعتماد ہو اس پر فتویٰ باعث
اطمینان ہے۔ رد مختار کی عبارت ختم ہوئی۔ قلت
خصوصاً موجودہ زمانہ میں کہ جب ریل گاڑی نے
مسافت قصر کو ایک گھنٹہ کی مسافت بنا دیا ہے بلکہ
اس سے بھی کم کر دیا ہے لہذا جس پر اکثر مشائخ نے
فتویٰ دیا ہے یہی قابل اعتماد ہے۔ (ت)

یہ سب اُس صورت میں ہے کہ عورت کے مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی ہو مثلاً مہر مثل سو روپے کا تھا
اس نکاح میں پچاس کا باندھا تو سرے سے نکاح ہی نہ ہوا۔

در مختار میں ہے اگر نکاح کرنے والا باپ دادا کا غیر
ہو خواہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو مہر میں فحش کی کے ساتھ
نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فی الدر المختار ان كان المزوج غير الاب
وابيه ولو الام لا يصح النكاح بغبن
فاحش۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۱ از اربعین مکان میرزا محمد علی صاحب المسئلات
۱۵ شعبان ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ
میں کہ ہندہ نامی لڑکی جو زید کی اولاد نہیں اور نہ ہی
اس کا کوئی شرعی وارث ہے لیکن زید نے اس کی
بچپن سے دس سال کی عمر تک پرورش کی۔ اس
پرورش کی وجہ سے زید ہندہ کا ولی معلوم ہوتا ہے تو
زید کی عدم موجودگی میں زید کی بیوی نے ہندہ کا نکاح
خیراتی خاں سے کر دیا، اور خیراتی خاں اس کے بعد
بھاگ گیا، اب جب زید واپس آیا تو اس نے ہندہ

پر می فرمایند علمائے اہل سنت و جماعت دریں
مسئلہ کہ مسماۃ ہندہ ورثہ شرعیہ ندارد و نہ
از نطفہ زید مگر زید بسعی تام از ایام طفلی
پرورش کردہ تا بعمودہ سالہ در رسیدہ و
بہ سبب اطلاق پرورش زید ولی ہندہ ظاہر بعد
زید منکوحتہ زید نکاح ہندہ بہرہ خیراتی خاں
کردہ فرار شد و قسکہ زید آمدہ بر نکاحش وقوف
یافتہ راضی نگشت درین صورت بدون اجازت

زید نکاح ہندہ خور و سالہ درست ست یا نہ ،
بیان فرماید عبارت کتب ، رحمۃ اللہ علیکم
اجمعین -

کے نکاح کو ناپسند کیا اور راضی نہ ہوا ، تو کیا مذکورہ صورت
میں ہندہ نابالغہ کا نکاح زید کی مرضی کے خلاف درست
ہوایا نہیں ؟ کتب کے حوالہ سے جواب دیا جائے ، اللہ تعالیٰ
تم پر رحم فرمائے ۔ (ت)

الجواب

اولاً دیدہ باید کہ شخصے کہ زن زید ہندہ را بحالہ
نکاحش داد با ہندہ کفایت دارد یا نہ ، اگر
ندارد مثلاً در نسب یا حرفہ یا روش یا مذہب
قصورے دارد کہ ہندہ را در نکاحش آمدن نزد
اہل عرف موجب عار باشد آنگاہ اس نکاح باطل
محض افتد کہ با اجازت بیچ کس روئے نفاذ نہ بیند
تا آنکہ ہندہ اگر خوشنیت بعد رسیدن اجازت کند ہم
روئے نیا بد زیرا کہ تزویج با غیر کفو غیر واجب و
کہ دریں کار بسور اختیار معروف نباشد بیچ کس لایمی رسد
کہما نصوا علیہ قاطبہ و فی جامع الصغار و فی
غیر الاب و المجد و ج الصغیرہ من غیر کفو
فادرکت الصبیحۃ فاجازت لایجوز ، و اگر کفارت
دارد آنگاہ دیدنی ست کہ ہندہ ہنگام نکاح بیچ
قریبے قریب یا بعید مرد یا زن از جانب پدر یا
مادر اگرچہ در غایت بعد و دوری می داشت یا
نے ، اگر می داشت پس ہاں کس ولی نکاح اوست
نکاح مذکور را اجازت آن ولی موقوف ست خود ایں زید
باشد یا دیگرے اگر اجازت دیدہ جائز شود اگر رد کند باطل

پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ زید کی بیوی نے جس شخص سے ہندہ
کا نکاح کیا ہے وہ ہندہ کا ہم کفو ہے یا نہیں ، اگر
نہیں مثلاً نسب ، کردار ، حرفہ یا مذہب میں ایسی
کمی والا ہے کہ عرف میں اس کو عار سمجھا جاتا ہے تو
اس صورت میں یہ نکاح محض باطل ہے اور کسی کی
اجازت حتیٰ کہ ہندہ خود بالغ ہونے پر اس کو جائز نہیں
کر سکتی ، کیونکہ غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے کی ایسے باپ اچھ
نہیں ہے ، جیسا کہ تمام فقہائے تصویع کی ہے
جامع صغار میں ہے باپ دادا کے غیر کسی ولی نے
نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دیا ہو تو لڑکی بالغ ہو کر خود
بھی اس نکاح کو جائز نہیں کر سکتی ، اور اگر وہ شخص
ہندہ کا ہم کفو تھا تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہندہ کا کوئی
دشتہ دار مرد یا عورت قریب یا بعید جو کہ کسی طرح
والد یا والدہ کی طرف سے ہندہ کے نکاح کی ولایت
رکھتا ہو موجود ہے تو نکاح اسکی اجازت پر موقوف ہوگا
وہ جائز قرار دے تو جائز ، اگر رد کر دے تو رد ہو جائیگا
وہ ولی زید ہو یا کوئی اور ہو ۔ اور اگر ہندہ کا کوئی بھی

گردد، و اگر بابتہ بیچ کس را از زندگان وقت
نکاح قرابت نسبی نبود نزدیک غیر اورا آنکاه درینار
ماکہ زیر ولایت بیچ قاضی شرع و حاکم اسلام
نیست نظر کردن ست، اگر دران شهر عالے از علمائے
دین کہ فقیہ و صاحب فتوی و اعلم علمائے بلد باشد
موجود ست پس نکاح مذکور بر اجازت او موقوف ست اگر اجازت
وہ نافذ نشود و اگر رد کند یا طل گردد، فی الحدیقة الندیة
عن الفتاوی العنابیة اذا خلا الزمان من سلطان
ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء ویلزم الامة
الرجوع الیہم ویصیرون ولایة فاذا عسر جمعہم
علی واحد استقل کل قطر با تباع علمائہ فان
کثر و اقل المتبع اعلمہم و اگر انجا بچو عالے نیز نباشد
آنکاه ایں نکاح اصلاً انعقاد نہ یافت بخود باطل محض
نکونہ عقد فصولی صدر و لا مجیر
فی جامع الصغائر ان کانت فی
موضع لایکون تحت ولایة
قاضی فانہ لا ینعقد اھ و فی
رد المحتار عن الفتح ما
لا مجیز لہ ای مالیس لہ
من یقدر علی الاجابة یبطل
کما اذا نوجہ الفضولی مجیزہ
یتیمۃ فی دار الحرب او اذا لم یکن

زندہ لوگوں میں سے نسبی ولی نہیں، نہ نزدیک ہے نہ کوئی اور
ہے، تو ایسی صورت میں جبکہ ہمارے ملک میں کوئی قاضی
یا شرعی حاکم سرکاری طور پر مقرر نہیں ہے، اگر اس شہر
میں کوئی ایسا عالم جو مفتی، فقیہ اور علاقہ کا بڑا عالم ہو
موجود ہے تو نکاح اسکی اجازت پر موقوف ہوگا کہ وہ اگر
جائز کرے تو جائز اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔
حدیقة ندیہ میں فتاوی عنابیہ سے منقول ہے کہ جب
زمانہ شرعی طور پر امور کو سرانجام دینے والے حاکم و
قاضی سے خالی ہو تو یہ امور علماء کے سپرد ہوں گے
اور اُمت پر لازم ہوگا کہ وہ ان علماء کی طرف رجوع
کریں اور یہ علماء والی بن جائیں گے، اور اگر ایک
عالم کی طرف سب کا رجوع مشکل ہو تو ہر علاقہ کے
لوگ اپنے علاقہ کے عالم کی طرف رجوع کریں گے اور
کسی علاقہ میں ایسے علماء کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ان
میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں گے، اور اگر
وہاں کوئی ایسا عالم نہ ہو تو پھر یہ نکاح اصلاً منعقد
نہ ہوگا اور خود بخود باطل ہو جائے گا، کیونکہ یہ فضولی
کا ایسا نکاح ہوگا جسے کوئی بھی جائز کرنے والا نہیں ہے
جامع الصغائر میں ہے کہ اگر ایسی جگہ ہو کہ وہاں کوئی
سرکاری شرعی حاکم نہ ہو تو نکاح منعقد نہ ہوگا اھ، اور
رد المحتار میں فتح سے منقول ہے کہ جہاں کوئی ایسا حاکم
مجاز نہ ہو جو نکاح کو جائز کر سکے تو نکاح باطل ہوگا،

سلطان ولا قاضی لعدو من یقدر علی الامضاء
حالة العقد فوقه باطلاً اھ ملخصاً بے قرابت
بجود پرورش ولایت نکاح ثابت نہ شود فی
جامع الصغادر من یتولی صغیراً او صغیرۃ
لا یملك تزویجھما۔ پس دریں صورت اجازت و
عدم اجازت زید چیزے نیست۔ و اللہ تعالیٰ
اعلم۔

جیسا کہ کسی فضولی نے نابالغہ یتیم لڑکی کا نکاح دارالحرب
میں کر دیا، یا وہاں کہ جہاں کوئی سلطان و متضی
نہ ہو تو ایسی صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ
وہاں کوئی جائز کرنے والا نہیں ہے اھ ملخصاً، زید
کو محض پرورش کی وجہ سے ولایت حاصل نہ ہوگی۔
جامع الصغادر میں ہے کہ کسی بچے یا بچی کی کفالت
کرنے والا اس کے نکاح کا ولی نہیں بن سکتا لہذا

مذکورہ صورت میں زید کی اجازت عدم اجازت کی معنی نہیں رکھتی واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۳۲ از قاضی باڑی ضلع ہردوتی، ڈاک خانہ شاہ آباد مرسلہ حضرت سید امیر حیدر صاحب
۲۶ شعبان ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ سید سجاد حسین مرحوم نے چار لڑکیاں اور ایک زوجہ
چھوڑ کر انتقال کیا بعد چند عرصہ کے ایک لڑکی فوت ہو گئی، بعد اس کے زوجہ نے انتقال کیا، تین لڑکیاں
و دو منسوبہ اور ایک نابالغہ چھوڑی، بعد دو سہ ماہ کے دس لڑکوں نے بھی انتقال کیا، اب لڑکی نابالغہ کے
نکاح کی اجازت بموجب شرع شریف کے فوقیت ہمیشہ حقیقی کو ہے یا نانی نانا کو حاصل ہے فقط۔

الجواب

اس نابالغہ کے دادا پر دادا یا اُن کے باپ دادا پر دادا کی اولاد پسری میں کوئی مسلمان عاقل بالغ
مرد باقی ہے تو اس کے نکاح کی ولایت اُسی کو ہے، اُس کے ہوتے نانا نانی بہن بلکہ ماں بھی کوئی چیز نہیں
اور اس طرح کے مرد متعدد ہیں، تو اُن میں جو قریب تر ہوگا یعنی جو اس نابالغہ کے نسب میں بہ نسبت دوسروں
کے کم واسطوں سے ملے گا وہی ولایت پائے گا، اور جو برابر درجے کے ہیں وہ ہر ایک ولی ٹھہرے گا۔
مثلاً ہندہ بنت زید بن بکر بن خالد ہے اور سعید و رشید پسراں حمید بن حامد بن خالد اور باقر ابن جعفر بن
احمد بن حامد اور کبیر صغیر منیر پسراں طاہر بن مطہر بن حامد مذکور ہیں تو ولایت نکاح ہندہ سعید و رشید
دونوں کو یکساں ہے اور اُن کے ہوتے باقر و کبیر و منیر کو استحقاق نہیں، یاں اگر دُھیال میں کوئی مرد

ایسا نہیں خواہ یوں کہ سرے سے کوئی مرد رہا ہی نہیں یا جو ہے وہ مجنون یا رخص وغیرہ بد مذہبوں میں حد کفر تک پہنچا ہوا، تو اس وقت اشخاص مذکورین سوال میں ولایت نکاح نافی کو ہے وہ نہ رہے تو نانا کو، وہ نہ رہے تو بہن کو، اور ان سب میں بھی عقل و اسلام کی شرط ضرور ہوگی یعنی اگر مذہب میں فساد ہو تو حد کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام رکھتا ہو۔

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ
بلا توسط انشی علی ترتیب الامرات والحجب
بشرط حرۃ وتکلیف و اسلام فی حق
مسلمۃ وولد مسلم فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ
لالام ثم لام الاب ثم للمجد الفاسد ثم
للاخت الخ ام ملخصا، وفی رد المحتار صرح
فی الجوہرۃ بتقدیم الجدة علی الاخت،
ونقل ذلك الشرنبلالی عن شرح النقایۃ
للعلامة قاسم قال ولم یقید الجدة
بكونها لام اولایہ، وفیه عن الخیریۃ
ان الجدة لاب اولی من الجدة لام قولا
واحدا فتحصل بعد الام الام الاب ثم ام
الام ثم المجد الفاسد تامل ام قال وما جزم
به الرضی افقی به فی الحامدیۃ۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

مسئلہ ۳۲۳ از کلکتہ اسٹریٹ ۱۶۲ دھرم تلا مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۴ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے در صورت
نہ ہونے والد اور چچا اور برادر اور دادا اس لڑکی کے بہ موجودگی والدہ کے کر دیا تھا اب اس نے بحالت بلوغ

۱۔ در مختار باب الولی مطبع مجتہدانی دہلی ۱۹۳/۱
۲۔ رد المحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲/۱۳-۱۲۲

اس نکاح کو منظور نہ کیا تو وہ نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

اگر عورت کی نامنظوری اس بنا پر ہے کہ ماموں نے جس کے ساتھ اس کا نکاح کیا وہ اس کا کفو نہیں لیکن اس سے قوم یا دین یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا لگھا بھو جس سے نکاح اُس کیلئے باعث ننگ و عار ہے یا اس بنا پر کہ ماموں نے اس کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہے جب تو وہ نکاح خود ہی باطل محض ہوا جسے خود شرع مطہر نکاح نہیں ٹھہراتی، عورت کی منظوری و نامنظوری کو کچھ دخل نہیں، اور اگر یہ دونوں وجہیں نہیں بلکہ کسی اور سبب سے نامنظور کرتی ہے تو اس صورت میں اگر عورت نے کہ بیکرہتی بعد بلوغ خبر نکاح سُنتے ہی یا پہلے سے معلوم تھا تو بالغہ ہوتے ہی فوراً بلا توقف اختیاری نامنظوری ظاہر نہ کی تو نکاح لازم ہو گیا، اب عورت کو اصلاً کوئی چارہ کار نہیں، اور اگر فی الفور آن بلوغ میں یا بعد بلوغ نکاح معلوم ہوا تو آن استماع خبر میں معاہدہ اپنی نامنظوری ظاہر کی تو از انجا کہ نکاح غیر آب و جد کا کیا ہوا ہے عورت کو اختیار فسخ حاصل ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ بطور خود فسخ کر دے اور اس کے جہالہ ذوجیت سے باہر ہو جائے بلکہ یہ کہ حاکم شرع کے یہاں دعویٰ رجوع کرے، حاکم بعد تحقیقات امور مذکورہ نکاح فسخ کر دے۔ در مختار میں ہے،

ان کا دہانہ زوج غیر لاب و ابیہ لا یصح النکاح
من حی کفو او بغین فاحش اصلاً و من
کفو و بہر المثل صح و لصغیر و صغیر
خیار الفسخ و لو بعد الدخول بالبلوغ
او العلم بالنکاح بعدہ و شرط للکل القضاء
و بطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمة
یا مصل النکاح و لا یمتد الی آخر المجلس
وان جهلت ام ملتقطا۔ واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم
واحکم۔

علم نہ بھی ہو اور مجلس کے خاتمہ تک یہ اختیار باقی رہے گا، اھ، ملتقطا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم اتم و اکمل ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۴ از شہر کھنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و فضلاء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے انتقال کیا اور دولا کی ایک قریب ایک سال اور دوسری قریب تین سال، اور سہری والدہ اور تین بھائی چھوڑے۔ ان لڑکیوں نے تادمت سات سال زیر سایہ اپنی والدہ اور چچاؤں کے پرورش پائی، قضائے الہی بعد سات سال والدہ نے بھی انتقال کیا چونکہ چچا اپنے اپنے تعلقوں پر تھے یہاں موجود نہ تھے، خالائیں آئیں اور جیلہ و فریب کر کے لڑکیوں کو لے گئیں کہ تا آنے چچاؤں کے یہ لڑکیاں ہمارے پاس ہیں جب چچا آئیں گے فوراً روانہ کر دیں گے، یہاں سے لے جا کر دونوں لڑکیوں کے نکاح عدم موجودگی چچاؤں میں باختیار خود اپنے لڑکوں کے ساتھ کر لے۔ اس صورت میں یہ نکاح ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

اٹھ سال کی لڑکی ضرور نابالغہ ہے، یونہی دس سال کی بھی، جب تک حیض نہ آئے یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہو جائے۔ اور نابالغ کے نکاح کا اختیار عصبہ کو ہے، عصبہ کے ہوتے ذوی الارحام کوئی چیز نہیں ہدایہ میں ہے،

لغیر العصبات من الاقارب ولا یلزم التواضع **باب اول فی نکاح الیتم** نابالغ کے نکاح کی ولایت عصبات کی غیر موجودگی میں دیگر عند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ معنا کہ عند اقارب کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے۔ (دست)

چچا عصبہ ہے اور خالہ ذوات الارحام سے، خالہ گئے چچا سے چھتیسویں درجے میں ہے کہ حقیقی چچا نہ ہو تو سوتیلے چچا کو نکاح کی ولایت ہے، پھر حقیقی چچا کے بیٹے کو، پھر سوتیلے چچا کے بیٹے کو، پھر باپ کا حقیقی چچا، پھر سوتیلہ، پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے کا، پھر دادا کا حقیقی چچا، پھر سوتیلہ، پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے کا، پھر اور دور کا سگا چچا، پھر سوتیلہ، پھر اسٹل کا بیٹا، پھر اس کا، پھر آزاد کرنے والا، پھر اس کا عصبہ، یہ سب عصبات ہیں، جب ان میں کوئی نہ ہو تو ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر لہسہ کی پوتی نواسی، پھر دختر کی، پھر نانا، پھر شہ کی بہن، پھر سوتیلی، پھر ماں کی اولاد جو باپ میں شریک نہیں پھر شہ کی بہن کی اولاد، پھر سوتیلی کی، پھر اولاد مادر کی، پھر چھوٹی، پھر ماموں۔ اور جب ان سب میں بھی کوئی نہ ہو تو خالہ۔ ان تمام درجات کی تفصیل عالمگیری و در مختار و رد المحتار وغیرہ سے ظاہر۔ فتاویٰ متاضی خاں

میں ہے ،

ولاية النكاح الى العقب والاقراب الى الصغير والصغيرة
الاب ثم الجد ثم الاخ لآب وام ثم الاخ لآب
ثم بنوهما على هذا الترتيب وان سفلوا
ثم العم لآب وام لآب ملخصا۔

نکاح کی ولایت عصباء کو ہے اور نابالغ لڑکے اور لڑکی
کے قریب ترین عصباء والد پھر دادا، پھر حقیقی بھائی،
پھر باپ کی طرف سے بھائی، پھر ان دونوں کے لڑکوں
کو اسی ترتیب سے نیچے تک، پھر حقیقی چچا کو، اور
ملخصاً (ت)

درمختار میں ہے ،

فان لم يكن عصبه فالولاية للاهل (وعد
دس جات الى ان قال) ثم المحالات۔

اگر عصبہ نہ ہو تو ماں کو ولایت ہے ، اور ولایت کے
درجات متعددہ کو بیان کرنے کے بعد اُنہوں نے
کہا کہ پھر خالوں کو ولایت ہوگی (ت)

پس چچا کے ہوتے جو نکاح خالہ کر دے چچا کی اجازت پر موقوف ہے ، اگر خالہ رکھے جائز اور اگر رد کر دے تو باطل
ہو جائے۔ درمختار میں ہے ،

لو زوج الاب بعد حال قيام الاقرب توقف على
اجازته۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام
اگر قریبی ولی کے ہوتے ہوئے بعید ولی نے نکاح کر لیا
تو قریبی سے اجازت پر موقوف رہے گا۔ اللہ
تعالیٰ اعلم ہے اور اس کا علم اتم اور محکم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۵ از سوروں ضلع ایٹہ محلہ ملک زادگان مرسلہ مرزا حامد حسن صاحب ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نوجوان بالغ لڑکا ناکتہ کا نکاح اُس کی ماں نے عدم موجودگی میں
میں اپنے عزیز واقارب کو جمع کر کے اپنے بھانجے کے ساتھ کر دیا ، باپ بھی اس لڑکے کو جانتا ہے اور اس پر
راضی بھی تھا مگر یہ کہتا تھا کہ جب تک یہ نوکر نہ ہو مت کرنا ، اس صورت میں نکاح شرعاً درست ہوا یا نہیں ؟
اور ماں کو بہ موجودگی باپ کے اولاد پر ایسا اختیار ہے یا نہیں ؟

الجواب

نابالغ اولاد پر باپ کے ہوتے ماں کے لئے ایسا اختیار اصلاً نہیں ، اور بالغ اولاد پر ماں باپ کسی کیلئے

۱۶۳/۱	فصل فی الاولیاء	نکستور کشتو	لے فتاویٰ قاضی خاں
۱۹۳/۱	باب الولی	مطبع مجتبائی دہلی	لے درمختار
۱۹۴/۱	"	"	لے

ولایت جبری نہیں۔ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الایم الحق بنفسها من وليها رواه الستة
بالغ عورت ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حقدار
ہے، اس کو امام بخاری کے سوا ائمہ ستہ نے بروایت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کیا۔ (ت)

درمختار میں ہے :

لا تجبر بالغة البكر على النكاح لانقطاع
المولایة بالبلوغ
بالغہ بکرہ لڑکی کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس
کے بالغ ہو جانے پر اس پر جبر کی ولایت کسی کو حاصل
نہ رہی۔ (ت)

صورت مذکورہ میں جبکہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کا نکاح بے اس کے اپنے اذن کے نہ ماں کے کئے نافذ
ہو سکے نہ باپ کے ہاں، جس عورت بالغہ کا ولی موجود ہو وہ غیر کفو سے اپنا نکاح نہ خود کر سکتی ہے نہ دوسرے کو
اذن دے سکتی ہے جب تک ولی اُس شخص کے غیر کفو ہونے پر مطلع ہو کر پیش از نکاح بالتصریح اپنی رضا مندی
ظاہر نہ کر دے، ورنہ وہ نکاح محض باطل ہوگا کہ پھر رضائے ولی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے :
نفذ نكاح حرة مكلفة بلا مرضى ولی ویفق فی رضا کی بغیر رضہ عاقلہ بالغہ کا اپنی مرضی سے نکاح
غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا بلا مرضی ولی
بعد محض فتہ ایاء اھ ملخصا۔
نافذ ہوتا ہے اور غیر کفو میں ولی کی مرضی کے بغیر اس
کا نکاح جائز نہ ہونے پر فتویٰ ہے جبکہ ولی غیر کفو
میں ہونے کا علم حاصل کر چکا ہو اھ ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے :

هذا اذا كان لها ولی لم يرض به قبل العقد
فلا يفيد الرضى بعدها ، بحكمه
یہ اس صورت میں ہے جبکہ لڑکی کا کوئی ولی ہو اور نکاح سے قبل وہ
اس پر راضی نہ ہو تو نکاح کے بعد ولی کی رضا مفید
نہ ہوگی، سحر۔ (ت)

۴۵۵/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب النکاح	لے صحیح مسلم
۲۸۶/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	فصل فی الشیب	سنن البرد او دود
۱۹۱/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	لے درمختار
			لے ایضاً
۲۹۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	لے ردالمحتار

اور کفو وہ ہے جس کے قوم، مذہب، چمن، پیٹے وغیرہ میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جس کے سبب اُس کے ساتھ نکاح اولیا نے دختر کے لئے اہل عرف کے نزدیک موجب ننگ و عار و بدنامی ہو، نہ ایسی حالت محتاجی ناداری بے حرفگی و بے سامانی میں ہو کہ عورت کا نفقہ واجبہ نہ چل سکے، یا جس قدر مہر شرعی یا عرفی پیشگی دینا ٹھہرا ہے نہ دے سکے۔ درمختار میں ہے :

تعتبر في العرب والعجم ديانة ومالا
بأن يقدر على المعجل ونفقة شهر له
غير محتوف والا فان كان يكتسب كل يوم
كفايتهما لو تطيق الجماع وحرفة اهل ملخصا۔

عرب و عجم میں کفو کیلئے دینداری اور مال کا اعتبار ہوگا
کہ وہ مہر معجل دینے پر قادر ہو اور وہ کاروبار والا
نہ ہو تو ایک ماہ کا خرچہ ادا کرنے پر قادر ہو، ورنہ اگر
وہ کاروبار والا ہے تو روزانہ بیوی کی کفایت کے لئے

نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اگر عورت کو جماع کی براداشت ہو ورنہ مہر معجل کی قدرت کافی ہے اور برابری متبر ہے پیش میں اہ ملخصاً (ت)
پس اگر شخص مذکور ان سب تقاضوں سے خالی تھا اور نکاح باذن دختر ہوا تو بلاشبہ صحیح و تام و نافذ ہو گیا جس میں ناموجودی و ناراضی پدر کچھ خلل انداز نہیں، نہ اس کا نوکر نہ ہونا محمل ہو سکتا ہے جبکہ وہ اور مال رکھتا ہو یا کسی دستکاری سے اپنے اور زوجہ کے کھانے پہننے کے قابل کما سکتا ہے یا حسب عادت بلد اُس کے ماں باپ بہو بیٹے کی کافی خبر گیری رکھیں اور کچھ عہد پیشگی اور یا ہوتا اس کے ادا پر بھی قادر ہو۔ درمختار میں ہے :

الصبي كفوبغني ابيه وامه بالنسبة الى
المهر المعجل لا التفقة لان العادة ان
الاباء يتحملون عن الابناء المهر لا النفقة
ذخيرة اہ ملخصا۔

لڑکا باپ یا ماں کے غنی ہونے کی وجہ سے مہر کے
بارے میں کفو بن سکتا ہے کیونکہ عادت والدین
لڑکوں کے مہر کو خود برداشت کرتے ہیں، نفقہ کے
معاملہ میں والدین کا غنا کارآمد نہیں کیونکہ والدین
نفقہ کی کفالت نہیں لیتے، ذخیرہ، اہ ملخصاً۔ (ت)

روالمختار میں ہے :

مقتضاه انه لو جرت العادة بتحمل النفقة
ايضا عن الابن الصغير كما في

اس سے حاصل ہوا کہ اگر نابالغ بیٹے کی طرف نفقہ کو
اپنے فتنے لئے جانا عادت ہو گیا ہمارے زمانے میں تو بھی کفو

نہ ماننا انہ یکن کفو ابل فی نہ ماننا یتحملہا
عن ابنہ الکبیر الذی فی حجرہ والظاہر
انہ یکن کفو ابلذلک لان المقصود حصول
النفقة من جهة الزوج بملک او کسب او
غیرہ ویؤیدہ ان التبادر من کلام الہدایۃ
وغیرہا ان الکلام فی مطلق الزوج صغیرا
کان او کبیرا الخ۔

ہو سکے گا بلکہ ہمارے زمانے میں تو لوگ اپنے پاس
رہنے والے بالغ بیٹے کی طرف سے بھی نفقہ کے ذمہ دار
ہوتے ہیں، تو اس صورت میں کفو ہونا ظاہر ہے
کیونکہ مقصد تو لڑکے کی طرف سے بیوی کے لئے نفقہ
کا حصول ہے مالک ہونے یا کاسب یا کسی اور طریقہ
سے نفقہ حاصل ہو، اور اس بات کی تائید بدایہ کے
کلام سے قیادہ ہوتی ہے کہ انہوں نے مطلق خاوند کی
بات کی ہے خواہ بالغ ہو یا بالغ ہو الخ (ت)

ہاں اگر دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کی گئی ہے تو باپ کو اس پر اعتراض پہنچتا ہے جس کا حاصل اس قدر کہ
مہر مثل پورا کر لیا جائے، اور پورا نہ کرے تو قاضی نکاح فسخ کرے، نیز کہ خواہ مخواہ نکاح رد ہو جائے۔ درمختار
میں ہے :

لو نکحت باقل من مہرہا فلولی العصبۃ
الاعتراض حتی یتکم مہر مثلہا اولیٰ نفقہ
القاضی بینہما دفعا للعار۔
اگر بالغہ نے اپنے نکاح میں مہر مثل سے کم مہر منظور کیا تو
ولی عصبہ کو اعتراض کا حق ہے تا وقتیکہ لڑکی اپنے
مہر مثل پورا کر لے یا پھر قاضی ولی کی عار کو ختم کرنے
کے لئے نکاح کو فسخ کرے۔ (ت)

البتہ اگر امور مذکورہ بالا سے کسی امر میں ایسا بھی ہے جس کے باعث وہ شرعاً کفو نہ ٹھہرے، اور باپ نے اس پر
مطلع ہو کر اپنی رضا مندی ظاہر نہ کر دی تھی تو بیشک یہ نکاح سرے سے باطل ہوا کہ اب باپ کی رضا مندی سے
بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس تقدیر پر فرض ہے کہ مرد و عورت فوراً جدا ہو جائیں اور اس نکاح کو ترک کر دیں، پھر
اگر چاہیں تو بعد اجازت صریحہ پدر از سر نو نکاح کر لیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۶ ۲۸ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ ہے اس کے باپ، دادا، بھائی، بھتیجا
کوئی نہیں حقیقی چچا ہیں، چچا کا نابالغ لڑکا ہے، اگر یہ ولی جائز اپنی بھتیجی نابالغہ کا اپنے پسربالغ سے بولایت

خود ایسی حالت میں نکاح کر دے کہ لڑکی زیر پرورش نانی کے ہو اُس کے پاس موجود نہ ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

صحیح و جائز ہے جبکہ وہ لڑکا اُس نابالغہ کا کفو ہو اور نابالغہ کے مہر مثل میں صریح کی نہ کی جائے۔ درمختار میں ہے:

ان كان المزدوج غيره اى غير الاب وابيه
لا يصح من غير كفو او بغبن فاحش اصلا
وان كان من كفو وبمهر المثل صح الخ اه
ملخصاً۔

اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا نہ ہو تو غیر کفو یا
مہر مثل سے صریح کم کی صورت میں نکاح بالکل صحیح
نہ ہوگا، اور کفو اور مہر مثل ہو تو نکاح صحیح ہوگا الخ
احد ملخصاً۔ (ت)

جبکہ شخص لڑکے لڑکی دونوں کا ولی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اس کا صرف اتنا کہہ دینا کہ میں نے اپنی فلاں
بہتیمی اپنے فلاں بیٹے کے نکاح میں اتنے مہر پر دئی کفایت کرتا ہے کچھ لڑکے یا لڑکی کا حاضر ہونا ضرور نہیں۔
نعم يجب ان لا يكون غائباً غيبة منقطعة
فانه لا يبقى ولياً على ما صححوه كما
نقحه في رد المحتار

ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ چچا اس حد تک غائب
نہ ہو کہ وہ بالکل رسائی مشکل ہو کیونکہ ایسی صورت
میں وہ ولی نہ قرار پائے گا، جیسا کہ فقہاء نے اس
کی تصحیح کی ہے جس کی تنقیح رد المحتار میں کی ہے (ت)

درمختار میں ہے:

يتولى طرفي النكاح واحد بايجاب يقوم
مقام القبول كأن كان ولياً من الجانبين اه
ملخصاً وفي رد المحتار كزوجت ابني بنت
اخني واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک شخص نکاح میں دونوں جانب سے ولی ہوتے ہوئے
ایجاب کر دے تو وہ قبول کے قائم مقام بھی ہو جائیگا
مثلاً جب وہ دونوں جانب سے خود ولی ہو املخصاً
اور رد المحتار میں ہے، مثلاً یوں کہ: میں نے اپنی
بیٹی کا اپنے بہتیجے سے نکاح کر لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۹۲/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	۱ درمختار
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۲ رد المحتار
۱۹۶/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الکفائۃ	۳ درمختار
۳۲۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۴ رد المحتار

مسئلہ ۳۲۴

عمر اور زید دو حقیقی بھائی ہیں ان میں زید ایک لڑکی نابالغ چھوڑ کر مر گیا، عمرو اپنی بھانج بیوہ زوہر زید سے لڑکی نابالغ کو حیلہ کر کے اپنے مکان پر لے گیا، اس لڑکی نابالغ کا نکاح بلا اجازت اُس کی والدہ کسی شخص بیمار کے ساتھ اپنی اجازت سے کر دیا، اب عمرو اپنی بھانج سے متقاضی ہے کہ لڑکی کا نکاح ہم نے اپنی اجازت سے کر دیا اور رخصت نہیں کیا اب رخصت کر دو ورنہ عدالت ہوگی۔ اس صورت میں بیوہ پوچھتی ہے کہ علمائے دین مولویان شرع متین کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ فتویٰ لکھ کر مہر و دستخط سے مزین فرمائیں۔

الجواب

نابالغہ کی ولایت اُس کے چچا کو ہے (بشرطیکہ کوئی جوان بھائی بھتیجا حاضر نہ ہو) چچا کے ہوتے ماں کو اختیار نہیں اور شوہر کی بیماری سے بھی درست نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا، پس اگر وہ شخص جس سے عمرو نے اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا اُس کا کفو ہے (یعنی قوم مذہب، پیشہ وغیرہ میں اُس کی بہ نسبت ایسا کم نہیں کہ اُس سے نکاح ہونا اس صغیرہ کے اولیا کو باعث عار ہو) اور مہر مثل میں فاحش کمی بھی نہ کی تو نکاح بے شک صحیح ہو گیا جس پر ماں کو کسی طرح اعتراض نہیں پہنچتا، ہاں لڑکی جوان ہو کر اگر خود ناراضی ظاہر کرے تو حاکم شرع کے حضور ناشی ہو کر فسخ کرا سکتی ہے، اور اگر وہ شخص کفو نہیں یا چچا نے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہے مثلاً مہر مثل تنورو پے لگا تھا اس نے پچاس روپے باندھے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

فی الدار المختار ان كان المزدوج غير الاب وابيه ولو الام لا يصح النكاح من غير كفو او بغبن فاحش اصلا وان كان من كفو وبمهر المثل صح ولصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعد الاھ مختصرا - والله تعالى اعلم۔

در مختار میں ہے اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا کا غیر ہو خواہ وہ ماں ہو غیر کفو یا مہر مثل صریح کم ہو تو نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا اور کفو اور مہر مثل ہو تو صحیح ہوگا اور نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بلوغ پر فسخ کا اختیار ہوگا یا اگر ان کو بلوغ کے بعد علم ہوا ہو تو اس وقت بھی فسخ کا اختیار ہوگا مختصراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۲۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نابالغ کا نکاح بہ اجازت ہندہ اُس کی چھوپھی کے محمودہ بالغہ کے ساتھ ہوا، وقت نکاح عمر زید کی چودہ سال کی اور عمر محمودہ کی سولہ سال کی تھی، زید نکاح سے چار مہینے بعد فوت

نقل کیا

ہو گیا، آیا یہ نکاح صحیح اور دین مہر محمودہ کا واجب الادا ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس قدر؟ اور زید و محمودہ دونوں مسکتی المذہب ہیں، بحوالہ کتاب جواب تحریر فرمایا جائے۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ زید کا ایک جوان بھائی موجود ہے پس صورت مذکورہ میں اولاً اس قدر معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ شرعاً بلوغ کا دار مدار خواہی خواہی عمر ہی پر نہیں رکھا گیا جب تک آدمی اتنے سال کا نہ ہو یا بالغ نہ کہا جائے گا اگرچہ تمام آثار جوانی واضح و آشکار ہوں عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ حقیقتہً لڑکوں میں مدار کار انزال و احتلام اور لڑکیوں میں حیض وغیرہ پر ہے، اس لئے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ لڑکا کم سے کم بارہ برس اور لڑکی نو برس میں بالغ ہو سکتی ہے، ہاں جب یہ امور ظاہر نہ ہوں تو اس وقت عمر پر فیصلہ کیا گیا۔

فی الدر المختار، بلوغ الغلام بالاحتلام و
الاحبال والانزال والاصل هو الانزال
والجارية بالاحتلام والحیض والحبل
فان لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم نكاح منهما
خمس عشرة سنة به يفتي لقصود اعمار اهل
نوماتنا وادنى مدته له اثنا عشرة سنة
ولها تسع سنين هو المختار اه ملخصاً۔

در مختار میں ہے لڑکے کا بلوغ احتلام، انزال اور بیوی
کو حاملہ کرنے سے ثابت ہوگا جبکہ انزال اصل ثبوت
ہے۔ اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور حمل سے ثابت
ہوگا۔ اگر ان علامات میں سے کوئی چیز دونوں میں پائی جائے
تو پھر دونوں کی عمر پندرہ سال تک ہو تا ان کا بلوغ ہوگا۔
اس پر ہی فتویٰ دیا جائے گا کیونکہ ہمارے زمانہ والوں
کی عمریں کم ہوتی ہیں، اور لڑکے کے لئے کم از کم حد بلوغ

بارہ سال اور لڑکی کے لئے کم از کم نو سال ہے، یہی مختار قول ہے، اھ، ملخصاً۔ (ت)

پس ممکن کہ زید چارہ سالہ وقت نکاح بالغ ہو جب تو صحت نکاح و وجوب تمامی مہر میں کچھ نزاع ہی نہیں
اسی طرح اگر نابالغ تھا اور نکاح باجائزت برادر واقع ہوا یا اس وقت معمولی اجازت صرف چھوٹی سے لی گئی ہو
اور بھائی نے بھی یا کسی اور وقت صراحۃً خواہ دلالۃً اس نکاح کو جائز رکھا اور پسند کیا یا یہ بھی نہ ہوا مگر پسند
مدت بعد زید بالغ ہو گیا اور خود اس نے نکاح جائز رکھا، ان سب صورتوں میں نکاح بھی نافذ اور مہر بھی
کامل واجب۔

فی الدر المختار، للولی الاقرب بیانہ
انکاح الصغیر والصغیرۃ جبوا، اھ،

در مختار میں ہے کہ ولی کو اختیار ہے، جس کا بیان
آگے آ رہا ہے کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح اپنی

وفي تنوير الابصار الولي في النكاح العصبية
بنفسه اه وفي الدر المختار لو تزوج الابعد
حال قيام الاقرب توقف على اجازته اه
وفي الخانية نفذ باجازه الصبي بعد
بلوغه اه وفي الدر المختار المهر يتأكد
عند وطء او خلوة صحته من الزوج او
موت احدهما اه

مرضی سے کرے اه ، اور تنویر الابصار میں ہے کہ
نکاح میں عصبہ بنفسہ ولی ہوتا ہے اه اور در مختار
میں ہے اگر ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد نے
نکاح کر دیا تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا اه
اور خانیہ میں ہے کہ بچے کے بالغ ہو کر اجازت دینے
سے نکاح نافذ ہو جائے گا اه ، اور در مختار میں ہے
کہ وطی ، خلوت صحیحہ اور خاوند بیوی میں سے کسی ایک
کے فوت ہونے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اه (ت)

ہاں اگر ان امور میں سے کچھ نہ واقع ہوا یعنی نہ زید بالغ تھا نہ نکاح بہ تجویز ولی واقع ہوا ، نہ ولی نے
کسی وقت صریحاً یا دلالتاً اس کی اجازت دی ، نہ زید خود لائق اجازت ہوا یہاں تک کہ مرگیا تو بے شک
نکاح باطل ہو گیا ،

لان الموقوف يبطل بالموت قبل الاجازة کیونکہ موقوف نکاح ، اجازت سے قبل موت سے
کمالاً یخفی علی احد۔ باطل ہو جاتا ہے ، جیسا کہ سب پر واضح ہے (ت)
اور جلسہ نکاح میں ولی کا مجرد قاموش بیٹھا رہنا اجازت و پسندی پر یقین نہیں دلا سکتا بلکہ اس کا کوئی
فعل ایسا ہونا چاہئے جس سے رضا مندی سمجھی جائے ، مثلاً دامن کوڑو نمائی دینا یا دُلہا کی سلامی کے روپے لینا یا
مبارک باد لینا دینا ،

وغیر ذلک عما يدل على الرضا وفي رد المحتار
تقدم ان البالغة لو زوجت نفسها غير كفو
فللولى الاعتراض ما لم يرض صريحاً او دلالة
كقبض المهر ونحوه فلم يجعلوا سكوتہ
ان کے علاوہ دیگر امور جو رضا کی دلیل ہو سکتے ہیں ، اور
رد المحتار میں ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اگر بالغہ روکی
نے اپنا نکاح خود غیر کفو میں کر لیا اور ولی صراحتاً یا دلالتاً
رضا مندی ظاہر نہ کرے مثلاً مہر وصول کرنا وغیرہ عمل

۱۹۳/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	لہ در مختار شرح تنویر الابصار
۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	لہ الدر المختار
۱۵۷/۱	لوکسٹر رکنو	فصل فی شرائط النکاح	لہ فتاویٰ قاضی خاں
۱۹۷/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب المہر	لہ الدر المختار

اجازۃ والظاہر ان سکوتہ هنا کذلک
فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابد و
ان کان حاضراً فی مجلس العقد مالہ یرض
صریحاً و دلالة تامل
قرار نہیں پائے گا اگرچہ یہ اقرب مجلس نکاح میں موجود ہو جب تک صریحاً یا دلالت رضا مندی ظاہر نہ کر دے غور کرو۔
اور اس صورت میں مہر بھی لازم نہ آئے گا،

لان النکاح باطل و الباطل معدوم و المعدوم
لا یفید۔
کیونکہ یہ نکاح باطل ہے اور باطل کا عدم ہوتا ہے
اور معدوم چیز مفید نہیں۔ (ت)

البتہ اگر ایسی صورت میں یہ ثابت ہو کہ زید نابالغ نے بعد اس عقد غیر نافذ کے محمودہ سے بالجبر قربت کی اور محمودہ
اُس وقت حقیقہً حالت جبر و اضطرار میں تھی نہ وہ حالت جو ابتداءً بوجہ شرم و حجاب عموماً انکار ابکار کی باعث
ہوتی ہے بلکہ وہ حالت جو زین عفیفہ کو مرد اجنبی کے ساتھ ہوتی ہے تو اس تقدیر پر ہندہ کا مہر مثل ذمہ زید لازم
ہونا چاہئے،

وذلك لان الموقوف قبل الاجازۃ لا یحل الوطی
بل ولا النظر كما صرح به فی احکام
المخلوۃ من باب المهر من رد المختار
عن النهر عن النہایۃ وقد تبین بالموت
انہا لم تکن نروجتہ و لاحد للشبهة و
للصبی فیجب العقر الا ان تکون
مطاعة فلا یوجب لعدم الفائدة اذ لو لم
لرجع بہ الولی علیہا لانہا مکفۃ و قد وقع
ما وقع بامرہا لکونہا طاعة کما فی رد المختار
عن الشرنبلالی عن الفتوح۔ واللہ

یہ اصل لئے کہ اجازت سے قبل موقوف نکاح میں وطی
حلال نہیں بلکہ اس کو دیکھنا بھی حلال نہیں جیسا کہ
مہر کے باب میں غلوٹ کے احکام میں رد المختار نے
نہر سے انھوں نے نہایہ سے نقل کیا ہے اور اجازت
سے قبل موت سے ظاہر ہو گیا کہ یہ اس کی بیوی نہ تھی
اگر قبل از اجازت ولی اقرب و طلی یا غلوٹ ہو جائے
تو حلال نہ ہونے کے بعد زنا کی حد نہ ہوگی کیونکہ مقام شہدہ
نیز لڑکا نابالغ ہے، تاہم عقر یعنی جوڑا خرچہ واجب
ہو جائے گا بشرطیکہ لڑکی کی خواہش پر یہ عمل نہ ہوا ہو
ورنہ عقر واجب نہ ہوگا کیونکہ اس میں فائدہ نہیں ہے

تعالیٰ اعلم۔ اس لئے کہ اگر واجب قرار دیا جائے تو لڑکے کا ولی لڑکی سے تعرض کرے گا۔ کیونکہ جو واقعہ ہوا ہے وہ لڑکی کی مرضی اور کہنے سے ہوا اس لئے کہ لڑکی بالغ ہے جس کی خواہش پر یہ کچھ ہوا ہے جیسا کہ ردالمحتار میں شریبلالی سے اور اس نے فتح سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) مسئلہ ۳۲۹ از کلکتہ و حرم تلامذہ اسٹریٹ نمبر ۱۰۲ مرحلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح بسبب نہ رہنے باپ دادا کے اُس کے ماموں نے اپنی ولایت سے کر دیا تھا اب بحالت بلوغ لڑکی نے اُس نکاح کو منظور نہ کیا اور بعینِ حالت بلوغ دو چار آدمیوں کو بلا کر انہار کیا کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اپنے ولی کے نکاح کو نا منظور کر کے فسخ کیا آپ لوگ اس امر کے شاہد رہیں اور اس فسخ کی خبر اس کے نکاح کو ہوئی اور دین مہربھی معاف کر دیتی ہے، تاہم صفائی نہیں کرتا، قریب سال کے گزرا اور دوبارہ مسئلہ فسخ و رخصت وغیرہ میں ہے کہ فسخ کی خبر قاضی کو کرے، قاضی تفریق کر دے، اور اس سلطنت انگریزی میں قضایا نہیں حکم قضایا حکام ہائی کورٹ کے متعلق ہے اور ہائی کورٹ میں خبر کے واسطے وکیل اور بیرسٹر مبلغ ایک ہزار طلب کرتے ہیں اور لڑکی مذکورہ نان نفقہ کو محتاج اور عالم شباب رکھتی ہے، خوفِ شیطانی غالب ہے، پس ایسی صورت میں کیا کرے؟ بیان فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

فی الواقع اُس فسخ کے لئے قضا سے قاضی شرط ہے کما فی الدار المختار (جیسا کہ ردالمحتار میں ہے) اور حاضری شوہر وقت تفریق بھی ضرور،

فی رد المختار الزوج لو کان غائباً لم یفرق
بینہما مالاً یحضر للزوجہ القضاء علی
الغائب نہر۔ قلت و بہ صرح الاستروشنی
فی جامعہ۔ رد المختار میں ہے جب تک خاوند حاضر نہ ہو قاضی تفریق نہ کرے، ورنہ اس کی غیر موجودگی میں تفریق، قضا علی الغیب ہوگی، نہر۔ میں کہتا ہوں استروشنی نے اپنی جامع میں یہی تصریح کی ہے۔ (ت)

اور ہائی کورٹ وغیرہ انگریزی کچھریاں دارالقضا شرعی نہیں، نہ وہ حکام حکام و قضاۃ شرع، تو ایسے مسائل میں اُن کی طرف رجوع اگر آسان بھی ہو تو اصلاً مفید نہیں کہ ان کے فسخ کئے یہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور عورت بدستور زوج شوہر رہے گی بلکہ وہاں جو عالم فقہی سنی تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہوا اس قسم کے خاص دینی کاموں میں اُس کی طرف رجوع لازم ہے، اور اگر وہاں یہ بھی نہ ہو تو چارہ کاری یہ ہے کہ کن شوہر

اس معاملہ کو نچایت پر رکھیں، مسلمان بچ بعد ثبوت بمواجہہ شوہر تفریق کر کے نکاح فسخ ہو جائے گا،
 فان الحكم كالتقاضي في كل ما ليس بحد و حکم یعنی ثالث، قصاص، حد اور عاقلہ پر دیت کے
 لا قود ولا دية على عاقله كما نصوا عليه۔ سو باقی امور میں قاضی کی طرح ہے، جیسا کہ فقہاء
 نے اس پر نص کی ہے۔ (ت)

اور اگر شوہر نچایت پر راضی نہ ہو تو عورت کسی اسلامی ریاست کے شہر میں جائے جس طرح یہاں ریاست
 رام پور وغیرہ اور وہاں قاضی شرع کے حضور (جس کی قضا کو نواب والی ملک مسلمان نے نہ اس شہر والوں سے
 خاص کر دیا ہو نہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر حکم کے لئے مقید کیا ہو) استغاثہ کرے
 وہ بلحاظ قواعد شرعیہ تفریق کر سکتا ہے، اور اگر شوہر بھی وہاں جانے پر راضی ہو یا قاضی کی طلبی پر اسے جانا
 ضرور ہو جب تو امر آسان ہے۔ اب اس قاضی میں صرف اتنی شرط ہوگی کہ والی نے صرف اہل شہر کے
 ساتھ اس کی قضا کو خاص نہ کر دیا ہو جیسا کہ اکثر یہی ہے کہ تخصیص نہیں کرتے۔

وذلك لما عرفت ان القضاء يتخصص بكل ما خصص به المقلد كما في الامثاله و
 الدر وغيرهما واذ لم يخص باهل البلد لم يشترط ان يكون المتد اعيان من
 اهل البلد كما في رد المحتار وغيره۔
 یہ اس لئے کہ قضا کا دائرہ قاضی کو مقرر کرنے والے
 کی تخصیص سے خاص ہوتا ہے جیسا کہ امثالہ،
 در مختار وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ اور جب قاضی کا
 دائرہ کسی خاص علاقہ سے مخصوص نہ ہو تو دعویٰ کے فریقین
 کا اہل بلد سے ہونا شرط نہیں ہے، جیسا کہ رد المحتار
 وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ کے باہم شادی بولایت پدران عالم نابالغی زوجین
 میں ہوئی، بعد ایک عرصہ کے زید نابینا ہو گیا اور ہنوز وہ دونوں نابالغ ہیں اور پدر ہندہ نے وفات پائی اب
 مادر و عم ہندہ اسے رخصت کرنا نہیں چاہتے اور کہتے ہیں ہم اپنی بیٹی زید کو نہیں دیں گے اس صورت میں ماں کے
 انکار سے اس نکاح میں خلل آیا یا نہیں؟ اور ماں اور چچا کو فسخ کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

صورت مسئلہ میں نکاح مذکور بحالہ باقی ہے اور ام و عم ہندہ بلکہ کسی کے انکار سے اس میں خلل نہیں

آتا، نہ انھیں اختیار فسخ حاصل، یہاں تک کہ اگر خود ہندہ بعد بلوغ فسخ نکاح چاہے تمام منفسخ نہ ہوگا۔
 فی تنویر الابصار لمنہ النکاح ولو بغیث
 فاحش ان کان الولی ابا وجد الخ وفي فتاویٰ
 قاضی خاں اذا بلغ الصغیر او الصغیرۃ قد
 تزوجہما الاب والجد لاخیار لہما انتہی۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰ ریح الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر مر گیا اور ڈولہ کی ایک کی عمر تین برس کی اور ایک کی چھ برس کی، چھ برس کی لڑکی کو اس کی چھوٹی چوری سے لے گئی اپنے گھر کو، جب ہندہ کو معلوم ہوا تو وہ اس فکر میں رہی کہ جب موقع پاوے اپنی لڑکی کو لے آئے، اور اپنے عزیزوں سے بھی کہہ رکھا کہ جب موقع ملے تو میری لڑکی کو میرے پاس لے آؤ، حسب اتفاق وہ لڑکی ہندہ کی کسی دکان پر گوشت لے رہی تھی اور ہندہ کا بھانجا اُس طرف سے آ رہا تھا اُسے گودی میں اٹھالایا اور ہندہ کو دے دیا، جب وہ لڑکی ہندہ کے پاس آگئی تو چھ سات روز بعد اس کی چھوٹی آنٹی اور ہندہ سے کہا میں نے اس کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کر دیا ہے اب اس کو بھیج دو، ہندہ نے کہا میں ماں تھی میری بلا اجازت تم نے کیوں نکاح کیا میں اس لڑکی کو نہیں دوں گی اور اس کے نکاح کا مجھے اختیار ہے، اور وہ لڑکی ایک برس اپنی چھوٹی کے رہی اور چھ برس کی عمر میں گئی تھی اور اس کو ماں کے پاس آئے ہوئے چار پانچ برس کا عرصہ ہوا اس حساب سے اب گیارہ بارہ برس کی عمر ہے تو اس صورت میں وہ نکاح فاسد رہا یا قائم رہا؟ اور ہندہ اس کا اور جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا بموجب شرع شریف کے کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگر ان لڑکیوں کا کوئی جوان بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، پوتا غرض دادا پردادا کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ تھا تو ان کے نکاح کی ولایت ان کی ماں ہی کو تھی چھوٹی کو ماں کے ہوتے کچھ اختیار نہ تھا جو نکاح چھوٹی نے بے اجازت ماں کے کیا جبکہ ماں نے اُسے رد کر دیا کہ تم نے کیوں کیا میں اس کو نہ دوں گی

اس کا مجھے اختیار ہے وہ نکاح باطل ہو گیا اب ہندہ کو اختیار ہے جہاں مناسب دیکھے لڑکی کا نکاح کر دے۔
 فی الدس المختار ان لم یکن عصبة فالولاية
 للامہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ
 المرجع والمآب۔
 والمآب (ت)

مسئلہ ۳۳۲ از شہر اعظم گڑھ مرسلہ عنایت اللہ خاں صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ مسماۃ محمودہ کا نکاح حامد ایک شخص ہم کفو کے ساتھ
 مندرجہ ذیل صورت میں ہوا ہے صرف پدر محمودہ کو یہ نکاح حامد کے ساتھ کرنا منظور نہیں تھا مگر مادر محمودہ و نیز تمام
 خاندان کو بہر صورت منظور تھا اس لئے یہ نکاح بہر تحریک مادر محمودہ و دیگر بزرگان خاندان بغیبت پدر محمودہ کے جبکہ
 وہ اپنے علاقہ پر بہ فاصلہ بارہ تیرہ کوس کے تھا باعلان عام منعقد کیا گیا، چونکہ محمودہ عاقلہ بالغہ تھی اس لئے ایک وز
 قبل از انعقاد نکاح اس کی ہم عمر ایک کتھڑا لڑکی واسطے استمراج محمودہ کے بھیجی گئی، اس سے محمودہ نے کہا کہ
 یہ نکاح مجھ کو بدل منظور ہے، یہ بھی کہا کہ اس میں یہ خوبی ہے کہ میں تم اور نیز تمام اعزہ سے جدا نہ ہوں گی اور ایک
 ہی جگہ رہوں گی، دوسرے روز بروز ہم اس کا عقد قرار پایا، ایک وکیل اور دو گواہ جس کمرہ میں محمودہ تھی واسطے دریافت
 رضامندی کے گئے و حسب رواج اس ملک کے سوال جواب کر کے واسطے پڑھانے نکاح کے باغ حامد میں جہاں
 نکاح پڑھانے والا و اعزہ اور نیز شہر کے معزز و ممتاز لوگ موجود تھے واپس آئے، واپس آنے پر یہ معلوم ہوا کہ
 وکیل و گواہان نے محض مادر محمودہ سے رضامندی حاصل کی ہے، اس پر حاضرین کی یہ رائے ہوئی کہ مسماۃ محمودہ
 عاقلہ بالغہ ہے اس سے پوچھنا ضروری امر ہے لہذا پھر وکیل و گواہان گھر میں جائیں اور خاص محمودہ سے دریافت
 کریں، چنانچہ وکیل و گواہان و نیز چند اعزہ محمودہ کے گھر میں گئے، معلوم ہوا کہ مسماۃ محمودہ نماز صلوٰۃ التسبیح پڑھ رہی ہے۔
 وکیل نے یہ کہا کہ محمودہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت کیا جائے، تھوڑی دیر کے بعد محمودہ نماز پڑھ چکی، ایک
 گواہ نے محمودہ کو بیاں سلام اور ایک عزیز نے دونوں سلام پھیرتے دیکھا اور اس جگہ قریب محمودہ کے مادر محمودہ و
 بہن حامد بیٹھی ہوئی تھیں، بعد فراغت نماز حسب احکام شرعیہ ایجاب و قبول کے الفاظ محمودہ سے بغرض حصول
 رضامندی کہے گئے تو مادر محمودہ نے حسب رواج اس ملک کے و موافق رسم شرفائے اس دیار کے کہا کہ ہاں منظور
 ہے اور محمودہ ساکت رہی، مگر وکیل نے کہا کہ محمودہ خود عاقلہ بالغہ ہے اس کو اپنی زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ
 کا اعادہ کرنا چاہئے، اس بات پر مادر محمودہ نے و نیز اور لوگوں نے کہا کہ ہندوستان میں شریعوں کی کوئی لڑکی

کنواری آج تک کبھی بولی ہے کہ یہ بولے گی بلکہ بالعموم سکوت علامتِ رضا مندی ہوتی ہے مگر با اینہم وکیل نے بمقابلہ گواہان کے محمودہ کا نام لے کر کلماتِ ایجاب و قبول کو پوچھا کہ محمودہ تم کو منظور ہے؟ محمودہ اس وقت محض ساکت رہی اور کچھ سرنگوں ہو گئی، اس طور پر دوبارہ باصرہ دریافت کیا گیا تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اور زیادہ جھکی، تیسرا دفعہ وکیل نے اسی طرح تقریر کی، محمودہ کی حالت وہی حالت سکوت و خاموشی کی رہی، بعد اس کے وکیل و گواہان بارِ حامد میں آئے اور حسبِ اصولِ شرعیہ و دستورِ مرقہ نکاح محمودہ کا حامد کے ساتھ جماعتِ کثیرہ کے روبرو ہو گیا اور: نکاح مکانِ محمودہ میں حسبِ دستور سب اعزہ آئے و باہم مبارک و سلامت ہوئی اور رسومِ شربت نوشی کی عمل میں آئی جس پر مادر و بہن و نانی محمودہ نے شادمانی کا اظہار کیا اور یہ واقعہ قبل از نماز جمعہ تھا اور شب میں آٹھ بجے والدِ محمودہ کا علاقہ سے مکان پر آگیا اور اس نے ایک شور و غل برپا کیا صبح کو تمام اعزہ کو بلا کر یہ کہا کہ یہ نکاح درسہ نہیں ہوا، اور کہنے لگا کہ مادرِ محمودہ یہ کہتی ہے کہ محمودہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقتِ اعادہ الفاظِ نکاح بغرضِ رضا مندی کے محمودہ نماز میں تھی اور جب وہ سجدہ سہویں جانے لگی تو حامد نے اس کا سر کپڑ لیا، آپ لوگ چلیں اور اگر میں دریافت کر لیں، اعزہ گھر میں آئے، اُن کے روبرو پدرِ محمودہ نے مادرِ محمودہ سے یہ پوچھا کہ آیا محمودہ کو یہ عقد منظور تھا یا نہیں، وہ نماز میں تھی یا نہیں، بحواب اس کے مادرِ محمودہ نے یہ کہا کہ محمودہ سے یہ کہا کہ مجھ کو منظور ہے اور سجدہ سہویں کی بابت مادرِ محمودہ نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی اگرچہ مکرر کہہ کر والدِ محمودہ نے اس سے دیر تک سجدہ سہویں کی نسبت پوچھا رہا مگر وہ انکار ہی کرتی رہی اگرچہ بیان والدِ محمودہ کا یا کل خلاف وقوع و انتہ کے تھا اور صریح بے اصل تھا دوپہر تک والدِ محمودہ اس امر پر غلو کرتا رہا کہ بوجہ مشغولی نماز کے یہ نکاح نہیں ہوا، جب یہ امر بے اصل کسی طرح سے ثابت نہ ہوا کہ وقتِ نکاح کے محمودہ نماز میں تھی تو اُس نے بعد دوپہر کے اسرہ کو جنت کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ علیحدہ ہو جائے، جس علیحدگی کا مطلب یہ تھا کہ طلاق ہو جائے، حامد اور اعزہ حاکم نے اس علیحدگی کو منظور نہیں کیا اگرچہ عرصہ تک والدِ محمودہ کا اس پر اصرار تھا، محمودہ خواندہ ہے اس عرصہ میں محمودہ نے ایک رقعہ دستخطی اپنے والد کو لکھا کہ مجھے آپ کی خوشی منظور ہے مجھے سوائے نماز و روزہ کے اور کوئی چیز نہیں چاہئے مگر لفظ طلاق کا ہرگز درمیان میں نہ آنے پائے اور انہی الفاظ کا اعادہ محمودہ نے اپنی چند ہم عمروں سے بھی کیا، صورتِ استمزا ج ماقبل نکاح و سکوت بوقتِ نکاح و تحریر رقعہ بعد نکاح و اظہار خیال از ہم عمران سے منظوری و رضا مندی محمودہ کی اس نکاح کی نسبت بخوبی ثابت ہے اور اس وقت تک یہ نکاح محمودہ کو منظور ہے، چونکہ یہ نکاح باپِ محمودہ کی غیبت میں برضا مندی محمودہ و مادرِ محمودہ و نیز تمام خاندانِ فریقین ہوا ہے تو ایسی صورت میں یہ نکاح از روئے فقہ جائز ہوا یا نہیں؟ بیذا بالکتاب و جہوا بالثواب۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر حامد محمودہ کا کفو شرعی ہے یعنی اس کے نسب و مذہب و روش و پیشہ وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہیں کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے محمودہ کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو نکاح مذکور منعقد ہو جانے میں اصلاً شبہ نہیں اگرچہ وہ وقت طلب اجازت نماز ہی پڑھتی ہو بلکہ اگرچہ اس سے اصلاً اجازت نہ لی گئی ہو والد محمودہ کا ادا کرنا نکاح نہ ہوا محض باطل و بے معنی ہے عقد بے اجازت غایت یہ کہ عقد فضولی ہو۔ پھر عقد فضولی صحیح و منعقد ہوتا اور اجازت صاحب اجازت پر اس کا فناء موقوف رہتا ہے نہ کہ اصلاً باطل ٹھہرے۔

فی الدر المختار الفضولی من يتصرف في حق غيره بغیر اذن شرعی کل تصرف صدر منه تملیکاً کان کیسعم وتزویجاً و اسقاطاً کطلاق وعتاق وله من یقدر علی اجازته حال وقوعه العقد موقوفاً۔

در مختار میں ہے فضولی وہ ہوتا ہے جو شرعی اجازت کے بغیر، غیر کے حق میں خود بخود تصرف کرے، فضولی کا کوئی تصرف خواہ مالک بنانے کے لئے ہو جیسا کہ بیع و نکاح یا ملکیت کو ساقط کرنے کے لئے ہو جیسا کہ طلاق و عتاق، تو اس کے تصرف کے وقت اگر کوئی اس کو جائز کرنے والا ہو تو فضولی کا یہ تصرف موقوف ہوگا۔ (ت)

نظر بوقائع مذکور سوال عقد محمودہ ایسا ہی واقع ہوا، نکاح سے ایک دن پہلے ہم لڑکی سے جو گفتگو آئی اور محمودہ نے پسند ظاہر کی وہ صرف رائے تھی نہ کسی شخص کو نکاح کرنے کی توکیل وقت تزویج اذن لینے پر جو سکوت محمودہ نے کیا وہ بھی توکیل کے لئے ناکافی تھا کہ ولی اقرب یعنی پدر چند ہی کو کس پر تھا اور اذن لینے والا جب نہ خود ولی اقرب ہو نہ اس کا وکیل نہ اس کا رسول تو دو مشیزہ کا سکوت بھی معتبر نہیں اذن صاف درکار ہے۔

فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المختار ان استاذنها غیر الاقرب کا جنبی (المراد به من ليس له ولاية لكن رسول الولی قائم مقامه فيكون سكوتها رضا عند استیذانہ كما فی الفتح والوکیل كذلك كما فی البحر عن القنیة) او ولی بعید (کالاخ مع الاپ اذا لم یکن الاب غائباً)

تنویر الابصار، در مختار، رد المختار میں ہے اگر لڑکی سے نکاح کی اجازت چاہنے والا ولی اقرب کا غیر مثلاً اجنبی یعنی غیر ولی ہو یا ولی البعد ہو مثلاً والد کی موجودگی میں بھائی، جبکہ والد لمبے سفر پر نہ ہو (جیسا کہ خانیہ میں ہے) تو لڑکی کی اجازت کے لئے اس کا سکوت معتبر نہ ہوگا بلکہ اس موقع پر اس کا بونہی تیبہ عورت کی طرح ضروری ہے یا کوئی ایسا فعل ضروری ہے جو بولنے کے قائم مقام

پس صورت مستفسرہ میں بشرط کفارت مذکورہ نکاح محمودہ جائز و تام و نافذ و لازم ہے جس پر پدر
وغیرہ کسی کو حق اعتراض نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۳۳ از مجہد پوری ضلع ترائیں غلنی تال ۲۰ صفر ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا نکاح خالد نابالغ سے ہوا، ہندہ اس
وقت نو برس کی تھی، ہندہ کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ کوئی ولی سوا ماں کے نہیں، یہ نکاح ماں کی رضا مندی
ہوا مگر اذن ہندہ نابالغہ سے لیا اور خالد کا نکاح اس کے باپ نے کیا مگر قبول خود خالد سے کرایا گیا، بعد نکاح
ہندہ نے خالد کے یہاں جانا نہ چاہا، اس بنا پر اس کے ماموں نے روک رکھا مگر پیشکار کی تنبیہ سے جو یہاں
دیہات میں مثل حاکم سمجھا جاتا ہے، ہندہ پندرہ برس یا اس سے کم کی عمر میں رخصت ہو کر خالد کے یہاں گئی اور چار برس
وہیں رہی، وقت نکاح ہندہ و خالد دونوں نابالغ سمجھ وال تھے نہ تو بالغ تھے نہ نابالغ سمجھے۔ ہندہ پندرہ برس کی
عمر میں بالغ ہوئی، اب پھر اس نے اپنی ناراضی ظاہر کی اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے اس صورت میں
یہ اختیار اسے ہے یا نہیں؟ ہندہ کا بیان ہے کہ آج تک نہ بستر نہ ہوئی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں کے لوگ
بوجہ نقصان آب و ہوا کے ضعیف و کمزور بہت جلد ہی بیتوا تو جروا۔

الجواب

سائل منظر کہ خالد ہندہ کا نسب و مذہب وغیرہ میں ہر طرح کفو ہے اور مہر اس کے یہاں کے رواج
سے زیادہ باندھا گیا لہذا نکاح صحیح ہو گیا، ہاں اس وجہ سے کہ ہندہ کا نکاح کرنے والا اس کا باپ و دادا نہیں
ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اختیار فسخ تھا، اگر اس نے حیض آتے ہی معانا راضی اور فسخ کی طلب گاری
ظاہر کی تو نکاح فسخ کیا جائے گا، اور اگر ذرا بھی دیر کی تو اب نکاح لازم ہو گیا کہ ہرگز فسخ نہیں ہو سکتا۔

فی الدر المختار ان كان المزوج غير الاب
وابيه ولو الاملا يصح النكاح من غير كفو
او بلغن فاحش اصلا وان من كفؤ و بمهر
المثل صح ولهما خياري الفسخ بالبلوغ و
بطل خياري البكر بالسكوت اه ملقطا۔

در مختار میں ہے جب نکاح کر کے دینے والا باپ و دادا
کا غیر ہو تو اگرچہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، غیر کفو اور انتہائی
قلیل مہر سے اصل نکاح نہ ہوگا، اور اگر کفو اور مہر
سے تو صحیح ہوگا لیکن لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے
پر فسخ کا اختیار ہوگا، اور بارہ بالغہ کی خاموشی اس
فسخ کے اختیار کو ختم کر دے گی اھ متفقاً (رت)

اسے بہت کامل تحقیق کرنی ضرور ہے کہ معاً حیض آتے ہی عورت کا مطالبہ فسخ کرنا بہت نادر ہے خصوصاً

جبکہ جاہلہ ہو، اور تقریر سوال سے ظاہر اس کا خلاف ہے اور پیش از بلوغ انظار ناراضی کوئی چیز نہیں، عورت اگر اس میں فریب کرے گی اور بعد بلوغ ایک ذرا دیر بھی خاموش رہی یا کوئی اور بات کی تھی اور اب یہ ظاہر کرے گی کہ میں نے فوراً فوراً بالغ ہوتے ہی بلاتا خیر سب میں پہلے ہی لفظ کہا تھا اور اس بنا پر فسخ کا حکم لے کر دوسرے سے نکاح کر لے گی تو ہمیشہ ہمیشہ زنا کاری کی بلا میں گرفتار رہے گی۔ اتنا اور بھی معلوم رہے کہ مدت کے بعد اس کا یہ دعویٰ کہ میں نے حیض کے آتے ہی فوراً نکاح فسخ کر دیا تھا بے گواہان عادل شرعی کے ہرگز قبول نہ ہوگا کما بینہ فی رد المحتار (جیسا کہ اس کو رد المحتار میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۴ از اعظم گڑ مرسلہ خواجہ عنایت اللہ خاں صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید نے جو اہل کفو ہندہ سے تھا ہندہ بالغہ بارہ کا نکاح بغیبت اس کے باپ کے جو صرف بارہ کوس کے فاصلہ پر اپنے علاقہ پر تھا برضا مندی مادر و نانی و بر سکوت و گریہ ہندہ اپنے ساتھ بولت و شہادت تین اقربا خاص ہونا ظاہر کیا، زید اب کہتا ہے کہ ہندہ نے خود اپنی زباں سے صراحت کے ساتھ میرے نکاح کو قبول کیا تھا، وکیل گواہان زید حسب بیان زید شہادت دیں، ہندہ کہتی ہے میں نے ہرگز ہرگز نہ زبان سے اقرار و نہ کسی طرح منظوری اپنی ظاہر کی تھی و بارضا مندی اپنے باپ کے مجھ کو یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے، باپ ہندہ کا نہ پہلے راضی تھا نہ اب راضی ہے، پس ایسا نکاح و عین عدا اللہ و الرسول کیسا اور ہوا یا نہیں؟ اور سوال یہ ہے کہ زید و گواہان زید و وکیل کو ترجیح ہے یا کیا صورت، کس کے مقابلہ میں کس کو ترجیح؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ نکاح مذکور بالا حسب انظار ہندہ اگر بحالت سکوت و گریہ ہندہ بغیبت اس کے باپ کے حسب کیفیت نارضا مندی و فاصلہ مرقوم اس کے ہوا ہو تو ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تقریر سوال سے واضح کہ یہ نکاح بغیبت پدر ہندہ بوجہ ناراضی پدر ہندہ عمل میں آیا ایسی حالت میں ۲۱ کوس کا فاصلہ کسی قول پر بغیبت منقطع نہیں ہو سکتا، مسافت قصر نہ ہونا ظاہر، اور یہاں ولی البعد کی تعجل (بجائیکہ ماں یہاں ولی البعد بھیجی)، اس وجہ سے نہیں کہ ولی اقرب سے مشورہ لینے میں دیر لگے گی اور اتنی دیر میں کفو حاضر ہا تو سے نکل جائے گا بلکہ اس لئے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے ارادہ کے خلاف معلوم ہے اور اس کے خلاف کام کرنا منظور تو ہرگز صورت ناقل ولایت بولی البعد نہیں والا لکن فتنہ فی الارض و فساد عریض (ورنہ زمین پر فتنہ اور وسیع فساد برپا ہوگا۔ ت) ایسا ہو تو شرع مطہر نے جس حکمت سے ترتیب رکھی ہے رأساً باطل ہو جائے، ہر ولی البعد سے البعد ہر زن بے عقل و بے خرد کو اختیار حاصل ہو کہ پدر مہربان یا برادر شفیق ولی قریب کو وہ کوس بلکہ گھر سے باہر مسجد یا بازار ہی تک جائے اور وہ اس کے خلاف رائے جس سے چاہے نکاح کر دے، یہ مقاصد شرع سے

منزلوں دُور ہے بالجملہ قول آخر میں انتقال ولایت جب ہے کہ انتظار کی دیر باعث فوت کفو ہو، نہ یہ کہ بوجہ علم ناراضی قصداً انتظار نہ کیا جائے۔

فی رد المحتار اختلف في حد الغيبة واختار المصنف
بمعالككنز انهما مسافة القصر ونسبه في الهداية
لبعض المتأخرين والزيلعي لاكثرهم قال وعليه
الفتوى اه وقال في الذخيرة الاصح انه اذا كان
في موضع لو انظر حضوره واستطلاع سرايه
فات الكفو الذي حضر فالغيبة منقطعة و
اليه اشار في الكتاب اه وفي النهاية واختاره
اكثر المشايخ وفي شرح الملتقى عن المحققين
عليه الفتوى اه مختصراً في الدر المختار و
شجرة الخلاف فيمن اختلف في المدينة هل
تكون غيبة منقطعة
کہ اس پر فتویٰ ہے اہ مختصراً، اور در مختار میں اس اختلاف کا ثمرہ بیان کیا کہ شہر میں ہی کوئی ولی چُپا ہوا ہو تو کیا
وہ غیبت منقطعہ ہوگی یا نہیں۔ (ت)

اور ولی البعد بحالت عدم انتقال ولایت یا کوئی اجنبی کہ ولی اقرب کا وکیل و رسول نہ ہو جب بکر بالغہ سے
اذن نکاح مانگے تو اس کا سکوت معتبر نہیں بلکہ قولاً یا فعلاً صاف اظہار رضا ضرور ہے، بجال سکوت نکاح فضولی
ہوگا، اور اجازت عروس پر موقوف رہے گا، اسی طرح اگر غیر ولی اقرب نے بلا اذن بکر بالغہ نکاح کر دیا پھر
اسے خبر ہوئی تو اجازت صریحہ سے نافذ ہوگا، سکوت کافی نہیں۔

فی الدر المختار ان استاذنها الولی
او وکیلہ او رسولہ او نزوجہا
ولیہا و اخبرہا رسولہ او
در مختار میں ہے کہ اگر بالغہ سے ولی نے اجازت
طلب کی یا ولی کے قاصد یا وکیل نے اجازت
طلب کی یا ولی نے اس کا نکاح کر دیا اور قاصد نے

فضولی عدل فسکت عن سرده مختصرة او
ضمکت غیر مستهزیه او تبسمت او بکت بلا صوت
فهو اذن فان استاذنها غیر الاقرب کا جنبی
او ولی بعید فلا عبرة بسکوتها بل لا بد لها من
القول كالتيب البالغة او من فعل يدل على
الرضا كطلب مبرها ونفقتها وتكيتها من
الوطي **أه مختصراً** ، وفي الهندية عن جامع
المضمرات ان كان لها ولی اقرب من
الزوج لا يكون السکوت منها رضا و لها
الخيار ان شاءت رضیت وان شاءت
سردت **یہ**

یا اجنبی عادل شخص نے اس بالغہ کو نکاح کی اطلاع دی تو وہ
خاموش رہی اور نکاح کو رد نہ کیا ، یا سنجیدگی سے نہیں
پڑی یا آواز کے بغیر رو پڑی تو اجازت قرار پائے گی ،
اور اگر کسی غیر اقرب مثلاً اجنبی یا ولی بعید کے اجازت
طلب کرنے پر بالغہ نے خاموشی اختیار کی تو وہ رضا
معتبر نہ ہوگی ، بلکہ ثیبہ بالغہ کی طرح صریح قول یا فعل
کرے جو اس کی اجازت واضح کر سکے ، مثلاً اس موقع
پر مہر یا نفقہ کا مطالبہ کر دے یا خاوند کو جماع کا
موقعہ دے **اھ مختصراً** ، اور ہندو میں جامع المضمرات
سے منقول ہے کہ اگر نکاح دینے والے کی نسبت
کوئی اقرب دوسرا ہے تو یہ اس کا سکوت رضا

نہ قرار پائے گا اور اس کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو رد کر دے یا راضی ہو کر جائز قرار دے ۔ (د)

پس صورت مستفہرہ میں کہ قید نے **اولاً اجازت نکاح بسکوت** و گریہ ہندہ ظاہر کی اور بعد کو اجازت
بلفظ صریح کا مدعی ہوا ، اگر یہ دونوں بیان وقت واحد کی نسبت ہیں مثلاً پہلے کہتا تھا کہ ہندہ سے جب اذن لیا گیا
تو اس نے سکوت و گریہ کیا اب کہتا ہے صریح اذن دیا تو اگر چہ پھر یہاں بیان سابق کے خلاف اور صاف صورت
تناقض ہے ،

لانه اقرا ولا بعد مشوت الملك له عليها
اذلا ملك حيث لا نفاذ ولذا لا يحل الوطو
في الموقوف۔
کیونکہ پہلے لڑکی پر اپنے حق نہ ہونے کا اقرار کر چکا ہے
اور جب ملکیت نہ ہوئی تو نکاح کا نفاذ نہ ہوا ، تو
نکاح موقوف رہا جس میں وطی حلال نہیں ہوتی (د)

مگر یہ تناقض محل خفایں ہے کہ زوج وقت استیذان دلہن کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا اور یہ فعل
خاص دلہن کا ہے جس پر زوج کو اطلاع بذریعہ حکایت ہی ہوتی ہے ممکن کہ پہلے کسی نے غلط طور پر صرف سکوت
گریہ بیان کیا اور اس نے اُس کے اعتبار پر یہی ظاہر کیا بعد تحقیق ہوا کہ اذن بالفاظ صریح تھا بلکہ دلہنوں

سے استیذان میں دیر لگتی ہے، ممکن کہ جس وقت ناقل اول وہاں موجود تھا سکوت و گریہ ہی کیا ہو اُس کے اٹھ جانے کے بعد مثلاً ”ہوں“ کہا زوج کو اول حکایت اولیٰ ہی پہنچی تھی، بعد کو دوسری تحقیق ہوئی، ایسا تناقض شرعاً غنو ہے۔
اشباہ میں ہے،

التناقض غیر مقبول الا فيما كانت محل
الخفاء^۱
بیان میں تناقض مقبول نہیں ہے مگر ایسے مقام میں
جہاں خفاء ہو۔ (ت)

غزالیوں میں ہے،

في الفواكه البدسمية قد اعتضروا التناقض في
كثير من المسائل التي يظهر فيها عذر منها
لوقال هذه رضيعتي ثم اعترفت بالخطأ، يصدق
ولده ان يتزوجها بعد ذلك اذا لم يثبت
على اقراره والعذر ما انه مما يخفى عليه
فقد يظهر بعد اقراره على خطأ
الناقل اه مختصراً۔
فواکہ بدیریہ میں ہے کہ بہت سے ایسے مقامات میں جہاں
عذر واضح ہو تو تناقض کو فقہاء نے نظر انداز کیا ہے ایسے
مقامات میں سے ایک یہ ہے ایک شخص نے پہلے کہا
یہ لڑکی رضاعی بیٹی ہے، پھر اس بات کے بارے
میں خطا کا اعتراف کرتا تو اس اعتراف خطا کو تسلیم
کر لیا جائے گا اور اس لڑکی سے اس کا نکاح جائز
قرار دیا جائے گا کیونکہ رضاعت کا معاملہ اس پر مخفی
ہو سکتا ہے کہ پہلے ناقل کی غلطی پر اقرار رضاعت کرنے کے بعد اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور اپنے اقرار کو خطا پر
یعنی قرار دیا اھ مختصراً (ت)

تو اس صورت کا حاصل یہ قرار پایا کہ مرد نکاح نافذ کا دعویٰ کرتا ہے اور عورت انکار، اور اگر یہ بیان دو وقت
مختلف کی نسبت ہیں یعنی سکوت و گریہ استیذان پیش از نکاح یا بلوغ خبر نکاح کے وقت بیان کیا تھا، اور اب
مدعی ہے کہ اس کے بعد دھن نے بلفظ صریح نکاح جائز کر دیا تو یہ رد و اجازت نکاح موقوف میں اختلاف
زوجین کی صورت ہے، بہر حال صورت مسئلہ میں اگر جانب شوہر شہادت عادلہ کافیہ نہ ہو تو قول عورت کا قسم
کے ساتھ معتبر ہے، اگر قسم کھالے گی نکاح باطل ٹھہرے گا اور جبکہ دعویٰ شوہر اجازت بالفاظ صریح ہے تو یہاں
ہر صورت میں بینہ شوہر ہی کو ترجیح ہے، اگر گواہان عادل شرعی سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے گا نکاح ثابت
نافذ قرار پائے گا، یونہی بجا تہ عدم گواہان اگر دھن قسم کھانے سے انکار کرے گی دعویٰ شوہر ثابت ہو جائیگا

یہ سب حکم قضا ہے۔ رہا واقعہ کا حال، وہ رب العزت کے علم میں ہے اور دونوں اہل معاملہ اور ان کے شرکار واقف جو چھوٹا ہوگا عند اللہ عذاب الیم شدید کا سزاوار ہوگا، والعیاذ باللہ تعالیٰ،

فی الدر المختار قال الزود للبكر بالبائنة
بلغك النكاح فسكت ، وقالت سر ددت
النكاح ولا بينة لهما على ذلك ولم
يكن دخل بها طوعا في الاصح
فالقول قولها بيمنها على المفتي به
وتقبل بينته على سكوته لانها
وجودى بضم الشفتين ولو
برهننا فبينتها اولى الا
ان يبرهن على رضاها
او احب ان تهت ، قلت
فرض السائلة في
تزويج الاقرب فقله
سكت بمعنى اجزت
وقوله يبرهن على
رضاها او احب ان تهت
اي صريحاً كما بينه
في رد المحتار ولنذكر
طرفاً من كلامه لا تضاح
المقام قال رحمه الله
تعالى قوله فالقول
قولها لانه يدعى لزوم

در مختار میں ہے: خاوند نے باکرہ بالغہ کو کہا کہ تو نکاح
کی اطلاع پر خاموش رہی، لڑکی نے جواب میں کہا میں
خاموش نہ رہی بلکہ میں نے نکاح رد کر دیا تھا جبکہ
دونوں کے پاس گواہ نہیں، اور نہ ہی لڑکی نے ابھی تک
خاوند کو جماع کا موقع دیا، تو اس صورت میں لڑکی کی
بات قسم کے ساتھ قبول کر لی جائے گی، یہ مفتی بر قول
کے مطابق ہے، اور اگر خاوند نے گواہوں کے ذریعہ
لڑکی کی خاموشی پیش کی اور لڑکی کے گواہ نہیں تو
اس صورت میں سکوت پر گواہی قبول کر لی جائے گی
کیونکہ سکوت وجودی امر ہے، اور اگر دونوں نے
اپنے اپنے موقف پر گواہ پیش کر دئے تو لڑکی کے
گواہوں کو ترجیح ہوگی، یاں اگر خاوند نے سکوت پر
گواہی کے بجائے لڑکی کی رضایا اجازت پر گواہی
پیش کی ہو تو پھر خاوند کی طرف سے شہادت کو ترجیح
ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہوں) مسئلہ کی صورت
یہ ہے کہ نکاح ولی اقرب نے کرایا ہو، تو خاوند کا کہنا
کہ ”تو خاموش رہی“ کا مطلب یہ ہے کہ تو نے
اجازت دی تھی، اور مصنف کا قول کہ ”رضایا اجازت
پر گواہ پیش کئے“ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند
صریحاً اجازت کا مدعی ہو، جیسا کہ رد المحتار میں بیان
کیا ہے، ہم یہاں رد المحتار کے کلام کا کچھ حصہ

ذکر کرتے ہیں تاکہ مقام واضح ہو سکے، انھوں نے کہا
 قولہ کہ لڑکی کی بات کو ترجیح ہوگی "کیونکہ خاوند
 لڑکی پر نکاح کے لزوم اور اپنے لئے ملک بضعہ یعنی
 جماع کے حق کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ لڑکی دفاع کرتے
 ہوئے انکار کرتی ہے اور وہ منکر ہے۔ پھر بحر
 میں کہا کہ حاکم شہید نے کافی میں ذکر کیا ہے کہ اگر
 اختلاف یہ ہے کہ لڑکے کی نابالغی میں ہوا یا نہیں،
 تو جس نے نابالغی میں نکاح کا دعویٰ کیا اس کا قول
 معتبر ہوگا، اور نکاح ثابت نہ ہوگا۔

قلت (میں کہتا ہوں کہ) ذخیرہ میں اس کی علت
 یہ بیان کی ہے کہ بچن میں ولی کی اجازت سے قبل
 نکاح معنی درست نہیں، اور اس سے قبل ذخیرہ
 میں ذکر ہے کہ اگر اختلاف نکاح صحیح یا فاسد ہونے
 میں ہو تو صحت کے مدعی کی بات معتبر ہوگی کیونکہ
 ظاہر یہی ہے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے۔ اور اختلاف
 اگر نکاح کے ہونے نہ ہونے میں ہو تو وجود نکاح کے
 انکار والے کی بات معتبر ہوگی، پھر بلاشبہ ظاہر
 ہے ہماری بحث اصل نکاح کے وجود میں ہے تو لڑکی
 کا انکار اور رد قبول ہے تو یہ ایجاب بغیر قبول ہوگا
 لہذا لڑکی کی بات معتبر ہوگی قولہ "مگر یہ کہ
 خاوند گواہ پیش کرے" یعنی اس کی گواہی کو ترجیح
 ہوگی کیونکہ خاوند اور لڑکی دونوں کے گواہ اثبات میں

العقد وملك البضع والمرأة
 تدفعه فكانت منكراً، ثم
 ذكر في البحر ذكر الحاكم
 الشهيد في الكافي لو
 ادعى أحد هاتين النكاح
 كانت في صغيرة فالقول
 قوله ولا نكاح بينهما
 قلت عليها في الذخيرة
 بقوله لا نكاح في
 حالة الصغير قبل اتمامه
 الولي ليس نكاحاً معناً
 وذكر قبله ان الاختلاف
 لوفى الصحة والفساد
 فالقول لمدعى الصحة بشهادة
 الظاهر ووفى اصل وجود
 العقد فالقول لمنكر الوجود،
 ثم ان الظاهر ان مانحن
 فيه من قبيل الاختلاف
 في اصل وجود العقد لان الرد
 صير الايجاب بلا قبول قوله لا
 ان يبرهن اي فتترجح بينته
 لاستوائهما في الاثبات

و زیادة بينة باثبات اللزوم كذا
 في الشروح وعزاه في النهاية
 للتمرتاشي وكذا هو في غير
 كتاب من الفقه لكن في
 الخلاصة عن ادب القاضي
 للخصاف ان بينتها اولي ففى
 هذه الصورة اختلاف المشائخ
 ولعل وجهه ان السكوت
 لما كان مما تحقق الاجازة به
 لم يلزم من الشهادة بالاجازة
 كونها باصرنا اشد على السكوت
 ما لم يصرحوا بذلك كذا في الفتح
 وتبعه في البحر واستفيد منه
 التوفيق بين القولين بحمل
 الاول على ما اذا صرح الشهود
 بانها قالت اجزت او رضيت وحمل
 الثاني على ما اذا شهدوا بانها
 اجازت او رضيت باحتمال اجازتها
 بالسكوت فافهم اه ملقطا،
 وفي الهندية لو اقام
 الزوج البينة انها اجازت
 العقد حين اخبرته و
 اقامت البينة انها ردت

مساوی ہیں لیکن خاوند کی طرف سے گواہی میں نکاح
 کے ثبوت کے ساتھ لزوم نکاح بھی ثابت ہوتی ہے
 جس کی وجہ سے اس کو ترجیح ہوگی۔ شروع میں ایسے
 ہی بیان ہے، اور اس کو نہایہ میں تمرتاشی کی طرف
 منسوب کیا ہے، بہت سی کتب میں ایسے ہی ہے
 لیکن خلاصہ میں خصاف کی ادب القاضي سے منقول
 ہے کہ لڑکی کی طرف کی گواہی کو ترجیح ہوگی، تو اس طرح
 اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف سامنے آیا ہے۔
 ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ سکوت پر لڑکی کی شہادت
 سے لزوم نکاح متحقق نہ ہوتا ہو لہذا یوں خاوند کی طرف
 سے شہادت زیادہ اثبات نہ کر سکتی ہو جب تک کہ
 گواہ صراحت اجازت کی بات نہ کریں، یوں ہی فتح
 میں ہے اور اس کی اتباع بچرنے کی ہے، اس
 سے حاصل یہ ہوا کہ دونوں قولوں میں موافقت یوں
 ہوگی کہ پہلے یعنی خاوند کی شہادت کی ترجیح کو اس
 صورت پر محمول کریں کہ جب گواہوں نے تصریح کی ہو
 کہ لڑکی نے کہا ہے "میں اجازت دیتی ہوں۔" یا
 راضی ہوں" اور دوسرے قول یعنی لڑکی کی شہادت
 کی ترجیح کو اس صورت پر محمول کریں کہ گواہوں نے
 شہادت میں کہا ہو کہ "اس نے اجازت دی یا راضی
 ہوئی تھی" جس میں گواہوں کے سکوت رضاسترار
 دیا ہو، اس میں غور کرو، اھ، ملقطاً۔ اور ہندیہ میں ہے
 اگر خاوند یہ شہادت پیش کرے کہ لڑکی کو جب نکاح

حین اخبرت كانت البینة بینة الزوج کذا
فی السراج الوهاج۔
کی خبر ملی تو اس نے نکاح کو جائز قرار دیا، اور لڑکی یہ
شہادت پیش کرے جب مجھے خبر ملی تو رد کر دیا تھا تو

اس صورت میں خاوند کی شہادت معتبر ہوگی، یونہی سراج الوہاج میں ہے۔ (ت)
رہی باپ کی ناراضی، وہ صحت و نفاذ میں خلل انداز نہیں جبکہ عورت حرہ، عاقلہ، بالغہ اور شوہر
کفو ہے،

فی الدر المختار نفذ نکاح حرہ مکلفۃ
بلا رضی ولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ
اصلاً اھ ملخصاً وفيه لا تجبر البالغۃ البکر
على النکاح لانقطاع الولاية بالبلوغ اھ۔
در مختار میں ہے، آزاد، عاقلہ، بالغہ کا اپنا نکاح
ولی کی رضا کے بغیر صحیح ہے، اور یہ نکاح غیر کفو ہوا
تو ناجائز ہونے کا فتویٰ ہوگا اھ ملخصاً، اور اسی میں
ہے کہ بارہ بالغہ پر نکاح کے بارے میں جبر نہیں
کیا جائے گا کیونکہ بلوغ کی وجہ سے اس پر جبر کی ولایت ختم ہو جاتی ہے اھ (ت)

ہاں اگر مہر مثل میں کمی فاشش واقع ہوئی تو باپ کو حق اعتراض حاصل ہے یہاں تک کہ مہر مثل پورا
کر دیا جائے یا قاضی زن و شوہر میں تفریق کر دے۔

فی الدر المختار لو نکحت باقل من مهرها
فللولی العصبۃ الاعتراض حتی یتیم مهر
مثلاً او یفرق القاضی بینہما دفعاً
للعارض اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
در مختار میں ہے، اگر عاقلہ بالغہ نے قلیل مہر پر
نکاح کیا تو ولی عصبہ کو مہر تام کرنے تک اعتراض کا حق
ہے۔ مہر مثل تام کرے یا پھر قاضی خاوند بیوی میں
تفریق کر دے تاکہ ولی کی عار ختم ہو سکے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵ از مہد پور علاقہ اندور مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پدر ہندہ نے نکاح اپنی دختر کا بعر چہار سالہ کیا تھا،
جب وہ آیام شعور پر فائز ہوئی تو اس شوہر کو پسند و قبول نہیں کرتی، اس صورت میں نکاح اس کا جائز ہے یا

۲۸۹/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الاولیاء	۱۰ فتاویٰ ہندیہ
۱۹۱/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	۱۱ در مختار
			۱۲ ایضاً
۱۹۵/۱	" " "	باب الکفالة	۱۳ در مختار

منسوخ؟ اور بعد جُدائی زوجین مہراس کا ذمہ شوہر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

باپ جو اپنے نابالغ بچے کا نکاح کرے وہ مطلقاً لازم ہوتا ہے کہ نابالغ کو بعد بلوغ بھی اس پر اعتراض کا حق نہیں ہوتا اگرچہ نکاح غیر کفو سے یا مہر میں غبن فاحش کرے، مثلاً دختر کو کسی رذیل قوم یا کسی ذلیل پیشے والے یا غلام یا فاسق کے نکاح میں دے یا اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو یا نسو یا سو پر نکاح کر دے یا پسر کا نکاح کسی کنیز یا ذلیل قوم یا فاسقہ فاجرہ سے کرے یا عورت کا مہر مثل ہزار روپے ہو یا پسر کی طرف سے دو ہزار باندھ دے، ان سب وجوہ میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم و ناقابل فسخ ہے مگر دو صورتوں میں، ایک یہ کہ ایسا نکاح غلط شفقت پدری کرتے وقت باپ نشے میں ہو، دوسرے یہ کہ اس سے پہلے بھی اپنے کسی بچے کے نکاح میں ایسی ہی بے شفقتی برت چکا ہو تو البتہ یہ نکاح ناجائز ہوگا،

در مختار میں ہے، اگر نکاح کرنے والا ولی خود باپ یا دادا ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جائے گا خواہ لڑکی کا مہر انتہائی قلیل ہو یا لڑکے پر مہر بہت زیادہ مان لیا ہو یا نکاح غیر کفو میں ہو بشرطیکہ پہلے باپ دادا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے میں معروف نہ ہوں، اور اگر وہ غلط اختیار میں معروف ہوں تو پھر بالاتفاق مذکورہ صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر بونہی باپ یا دادا نے نشے میں ہوئے لڑکی کا نکاح فاسق یا شرپسند یا فقیر یا کسی کمینے کسی سے کر دیا تو یہ اختیار کا غلط استعمال ہوگا تو اس صورت میں باپ دادا کی مظنونہ شفقت اس اقدام کو غلط قرار دینے میں آڑے نہ آئے گی اور یہ سوء اختیار کہلائے گا، بھرا، اھ، اور ردالمحتار میں ہے کہ فاسق سے بیٹی کا نکاح کیا تو صحیح ہوگا اگرچہ

فی الدر المختار لزوم النکاح ولو بلغین
فاحش بنقص مہرها و زیادۃ مہرہ
او بغیر کفو ات کان الولی السزوج
بنفسہ ابا او جد الم یعرف منہما
سوء الاختیار وان عرف لا یصح
النکاح اتفاقاً و کذا لو کان سکوان
فزوجها من فاسق او شریر
او فقیر او ذی حرفة دنیثۃ لظہور
سوء اختیارہ فلا تعارضہ
شفقتہ المظنونۃ بحسراہ
و فی رد المحتار زوج بنتہ
من فاسق صح و ان
تحقق بذلك انه سئ الاختیار
و اشتهر بہ عند الناس فلو

نموج بنتاً اخیری من فاسق لم یصح
 الثاني لانه كانت مشهوراً بسوء
 الاختيار قبله بخلاف العقد
 الاول الخ وفيه قوله فزوجها من
 فاسق وكذا لو تزوجها بغيب
 فاحش في المهر لا يجوز اجماعاً
 والصالح يجوز بحرر
 الذخيرة ثم قال وكذا
 السكران لو تزوج من غير
 الكفو كما في الخانية و
 به علمات المراد
 بالاب من لبس بسكران
 ولا عرف بسوء الاختيار اه
 وفي الخانية اذا تزوج الرجل
 ابنة امرأة باكثر من مهر مثلها
 او تزوج بنته الصغيرة باقل من
 مهر مثلها او وضعها في غير كفوء
 او زوج ابنة الصغيرة او امرأة ليست
 بكفو له جاز في قول ابي حنيفة رضي الله
 تعالى عنه وقال صاحباه رحمهما الله تعالى
 لا يجوز ان فحش واجمعوا على انه لا يجوز ذلك
 من غير الاب والجد ولا من القاضي اه

رد المحتار باب الولی

فقاوی قاضی خاں فصل فی الاولیاء

یہ سوہ اختیار ہے جس کی بنا پر باپ اختیار کے غلط
 استعمال میں لوگوں کے ہاں معروف ہو جائے گا تو
 اس نے اگر دوسری بیٹی کا نکاح کسی فاسق سے کیا
 تو یہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا کیونکہ قبل ازیں وہ اختیار
 کے غلط استعمال (سوہ اختیار) میں مشہور ہو چکا
 ہے جبکہ پہلی لڑکی کے نکاح کے وقت ایسا معروف
 نہ تھا، یوں ہی اگر اس نے دوسری بیٹی کے نکاح میں
 انتہائی قلیل مہر قبول کیا تو یہ مہر جائز نہ ہوگا یہ اجماع
 ہے۔ بحر میں ذخیرہ سے منقول کہ

اس کے بعد رد المحتار میں کہا یہ نہی اگر نشی کی حالت
 میں باپ نے غیر کفو سے کیا تو نکاح نہ ہوگا جیسا کہ
 خانہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باپ سے مراد
 وہ ہے جو شہ میں نہ ہو اور سوہ اختیار میں مشہور
 نہ ہو۔ اور خانہ میں ہے: اگر کسی نے اپنے
 لڑکے کا کسی ایسی عورت سے مہر مثل سے زائد پر کر دیا
 یا نابالغ بیٹی کا نکاح انتہائی کم مہر یا غیر کفو میں کر دیا
 یا نابالغ بیٹی کا نکاح لونڈی یا غیر کفو والی عورت سے
 کر دیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر نکاح
 صحیح ہے، اور ان کے صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ
 کے قول پر نکاح ناجائز ہے، اور اس بات پر
 اجماع ہے کہ غیر باپ اور دادا اور قاضی کا کیا ہوا
 یہ نکاح حائز نہ ہوگا اور بحسب الرائی

دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴-۵/۲

۲۰۵/۲

۱۶۴/۱

نشی نوکشور لکھنؤ

وفي البحر الرائق ثم الخيرية ظاهر
كلامهم ان الاب اذا كان معروفا
بسوء الاختيار لم يصح عقده باقل
من مهر المثل ولا باكثر في الصغير
بغبن فاحش ، ولا من غير الكفو
فيهما سواء كان عدم الكفاءة بسبب
الفسق او لا الخ .

پھر خیر یہ میں ہے کہ فقہار کرام کا ظاہر کلام یہ ہے کہ
باپ جب سبب اختیار میں مشہور ہو جائے تو لڑکی کا
مہر مثل سے کم اور لڑکے کا مہر مثل سے زیادہ جبکہ یہ
کم کی اور زیادتی انتہائی ہو، اور غیر کفو میں لڑکی اور لڑکے
کا کیا ہوا باپ کا نکاح صحیح نہ ہو گا خواہ غیر کفو
فستی کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے
ہو الخ۔ (ت)

واقع اگر یہ صورتیں ہوں جن میں نکاح شرعاً جائز نہیں تو اگر ہنوز ہمبستری یعنی جماع حقیقی، وقوع
نہ ہوا مہر اصلاً لازم نہیں ورنہ مہر مثل دینا ہوگا،
فان الوطاء فی داسر الاسلام لا یخلو عن
حد او عقر کما نصوا علیہ۔ واللہ سبحانہ
وتعالیٰ اعلم۔

کیونکہ دارالاسلام میں وطی پر حد یا مہر صورت خروج
ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی صورت نہیں ہے
حد یا کہ فقہار کرام کی اس پر نص ہے۔ واللہ سبحانہ
وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۶ از امریاء ضلع سلی جیت مرسلہ سعید الدین خاں صاحب رئیس امریا ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ
عرض بخدمت علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغ صغیر سن کہ والد اس کا فوت ہو گیا، اور دادا اور بھائی
اُس کا کوئی نہیں تھا، اور اس کے سگے چچا نے اپنے بھائی مرحوم کی زوجہ یعنی اُس لڑکی نابالغ کی والدہ سے
بغیر رضا مندی والدہ اُس لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا، اب وہ لڑکی بالغ ہوئی تو وہ کہتی ہے کہ
میرا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں اور نہ کروں گی۔ عرض پرداز ہوں کہ نزد خدا و رسول مقبول نکاح فسخ ہو گیا
یا وہی نکاح قائم رہا، اگر فسخ ہو گیا تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ کیا جائے ورنہ جیسا حکم ہو۔ بینوا
توجسروا۔

الجواب

فی الواقع جبکہ دختر نابالغ کا نہ باپ ہو نہ دادا، نہ جوان بھائی نہ جوان بھتیجا، تو چچا ہی اس کا
ولی اقرب ہے اُس کے کئے ہوئے نکاح میں ماں کی رضا مندی و نارضا مندی کا لحاظ نہ ہوگا۔ تنویر الابصار

میں ہے :

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط
انثی علی ترتیب الاسرات والحبب بشرط
حریۃ وتکلیف فان لم تکن عصبۃ
فالولاية للامہ الخ ملخصاً۔

نکاح میں ولی وہ عصبہ بنفسہ ہوتا ہے یعنی وہ عصبہ جو
لڑکے اور لڑکی کی طرف کسی عورت کے واسطے میں منسوب
نہ ہو، ان کی ولایت وراثت اور حجب کی ترتیب پر
ہوتی ہے بشرطیکہ یہ عصبہ لوگ آزاد اور بالغ عاقل

ہوں، اور اگر کوئی عصبہ نہ ہو تو پھر ماں کو ولایت حاصل ہوگی الخ ملخصاً (ت)

ہاں یہ دیکھا جائے گا کہ جس سے چچا نے نکاح کر دیا اگر اُس دختر کا کفو نہیں یعنی اس سے کم قوم ہے
جس کے ساتھ اُس کے نکاح میں ننگ و عار ہے یا ذلیل پیشہ یا محتاج یا بد مذہب یا بد رویہ ہے غرض کسی
وجہ سے وہ صورت ہے کہ اس کے ساتھ نکاح میں دختر و اقربائے دختر کی مطعونی و ذلت ہے یا مہر جو
پچھلے باندھا اس میں دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کر دی ہے کہ لوگ اپنے جو نرم گرم کر لیا کرتے ہیں اُن میں
یہاں تک کمی نہیں پہنچتی مثلاً ہزار روپیہ مہر مثل تھا پانسو باندھ دیا، تو ان دونوں صورتوں میں وہ چچا کا کیا ہوا
نکاح محض باطل ہوا، دختر پر کتنی ہے کہ میرا نکاح نہ ہوا۔ درمختار میں ہے :

ان کان الزوج غیر الاب و ابیہ لایصح
من غیر کفو او بغین فاحش اصلاً۔
اگر نکاح دیے والا باپ، دادا کا غیر ہو تو مہر کی
انتہائی کمی بیشی اور غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح
نہ ہوگا۔ (ت)

اور اگر ان دونوں خلوں سے خالی ہے یعنی جس سے نکاح کیا وہ وقت نکاح دختر کا کفو بمعنی مذکور تھا اور مہر مثل
میں بھی ویسی کمی نہ کی گئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو بالغ ہونے پر اس نکاح کو
پسند نہ کرے اور دعویٰ کر کے فسخ کرا لے۔ تنویر میں ہے :

وان کان من کفو و بمہر المثل صح ولہا
خیار الفسخ بالبطلان او العلم بالنکاح بعداً۔
اور مہر مثل اور کفو میں کیا ہوا نکاح صحیح ہوگا اور لڑکی
کو بالغ ہونے یا بلوغ کے بعد اطلاع ملنے پر فسخ
کا اختیار ہوگا۔ (ت)

۱۹۳/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	۱۔ درمختار شرح تنویر الابصار
۱۹۲/۱	" " "	"	۲۔ " " "
۱۹۳/۱	" " "	"	۳۔ " " "

دور میں ہے: بشرط القضاء للفسخ (اس فسخ کے لئے قضا ضروری ہے۔ ت) لیکن کنواری لڑکی کو یہ اختیار اسی قدر ملتا ہے کہ اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغ ہوتے ہی یعنی جس وقت علامت بلوغ مثل حیض وغیرہ ظاہر ہو یا پندرہ برس کامل کی عمر ہو جائے فوراً بلا توقف اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کر دے اور اگر نکاح کی خبر بالغ ہونے کے بعد ملے تو جس وقت خبر ہوئی فوراً اسی وقت ناپسندی جتا دے، اور اگر ذرا دیر لگائی یا اس سے بعد کوئی آدمی بات کی یا کچھ چپ رہی یا بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی یا کھڑی تھی ایک قدم اٹھایا اس کے بعد ناراضی کا اظہار کیا تو ہرگز نہ سنا جائے گا اور نکاح لازم ہو جائے گا۔ تنویر الابصار میں ہے:

خیار البکر بالسکوت عالمة بالنکاح بالغہ باکرہ لڑکی کی خاموشی اس کے اختیار کو ختم ولا یمتد الی آخر المجلس۔

کے بعد مجلس کے اختتام تک بھی اختیار نہیں رہتا بلکہ خاموش ہو جانے پر ختم ہو جاتا ہے۔ (ت) اس نابلغہ کے بارے میں اس کا دیکھ لینا ضرور ہے کہ اس نے بالغہ ہوتے ہی فوراً ناراضی ظاہر کی ہے یا ایک لمحہ کی دیر بھی لگائی تھی تو اب اسے نکاح سے انکار حرام ہے وہ ضرور اس کی زوجہ ہے ورنہ اختیار دعویٰ رکھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ از مراد آباد محلہ بازار دیوان متصل مکان ذاب تفضل علی خاں مرسلہ حکیم برہان الحق صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو نے اپنی دختر نابلغہ کا نکاح کر دیا اس وقت عمر اس کی تخمیناً سات یا آٹھ برس کی ہوگی اور پیشتر نکاح سے لڑکی کا باپ اور چچا اور تایا قضا کر گئے تھے مگر ایک بھائی تایا زاد حقیقی جس کی عمر تخمیناً ۲۶، ۲۷ برس اس وقت تھی اب موجود ہے مگر بوقت نکاح والدہ دختر نے اپنی ولایت سے نکاح اس لڑکی کا کر دیا، شرعیہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

جس نابلغہ کے باپ، دادا، جوان بھائی، بھتیجا، چچا نہ ہوں تو جوان بھائی چچا زاد ہی اس کے نکاح کا ولی ہے، اس کے ہوتے ماں کو اپنی دختر کے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے،

اقرب العصبات الى الصغير والصغيرة
 الاب ثم الجد ثم الاخ لآب وام ثم الاخ لآب
 ثم بنوهما ثم العم لآب وام ثم العم لآب
 ثم بنوهما وعند عدم العصبية الاقرب
 الام اھ مختصوا۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کے قریب ترین عصبہ باپ ،
 پھر دادا ، پھر حقیقی بھائی ، پھر ان کے لڑکے ، پھر حقیقی
 چچا ، پھر اس کے لڑکے ، پھر صرف باپ کی طرف چچا
 پھر اس کے لڑکے ، اور عصبات نہ ہونے کی
 صورت میں ماں کو ولایت ہے اھ مختصراً (ت)

پس صورت مذکورہ میں ماں کا کیا ہوا نکاح اس بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر یہ رد کر دے گا رد
 ہو جائے گا یا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا بشرطیکہ وہ نکاح کسی غیر کفو یعنی ایسے شخص سے نہ ہوا ہو جو اس
 دختر سے قوم یا پیشے یا مذہب وغیرہ میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا باعث شگ و عار ہو، نہ دختر
 کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ورنہ وہ نکاح سرے سے باطل ہے، بھائی بھی اسے جائز نہیں کر سکتا۔
 درمختار میں ہے،

ان كان المزوج غير الاب وابيه ولو الام
 لا يصح النكاح من غير كفؤ او غبت
 فاحش۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

اگر نکاح دینے والا باپ دادا نہ ہو خواہ ماں بھی ہو
 تو غیر کفو میں اور انتہائی کمی کے مہر سے نکاح صحیح
 نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (ت)

تجويز الرد عن تزويج الابعد

۱۳

ھ

۱۵

(ولی اقرب کی غیبت میں ولی ابعده کے نکاح پڑھانے کا حکم)

www.alhazratibaiturk.org

بسم الله الرحمن الرحيم

۳۳۸
۳۴۲
۱۰ رجب ۱۳۱۵ھ
مکملہ از سبلی بھیت محلہ منیر خاں مرسلہ حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

سوال اول

ولی ابعده ولی اقرب کی غیبت میں اگر نکاح کر دے تو ولی اقرب در صورت خلاف مرضی اُس کے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں جبکہ غیبت منقطعہ نہ ہو،

در مختار میں ہے اگر بعید ولی نے قریب ولی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فی الدس المختار فلونہ وج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم

غیبت کی تفاسیر میں سے کہ مدتِ قصر یا دشواری استطلاعِ رائے یا اس بلد میں قافلہ سال بھر میں ایک مرتبہ جاتا ہو، میں کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے؟

الجواب

اول پر بھی فتویٰ دیا گیا اور ثالث اختیار امام قدوری ہے، اور کتاب التَّحْنِیْنِ وَالْمَزِیْدِ میں ایک ماہر راہ کو اختیار اکثر مشائخ و اعدل الاقوال فرمایا کما فی مجمع الانہر (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔ ت) اور امام سغدی نے مفقود الخبری اختیار فرمائی، امام محمد سے ایک روایت میں ایک پچیس منزل کی آئی کما فی جامع الرموز (جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ ت) قویہ سات قول ہیں جن میں اقویٰ و اوثقی و بذیل باکد الفاظ فتیاً صرف اول و دوم ہیں مگر اصح التصحیحین و ارجح الترتیبین و ماخوذ و معتمد علیہ یہی ہے کہ جب اس کی رائے لینے تک کفو حاضر انتظار نہ کرے اور اس پر اٹھا رکھنے میں یہ موقع ہاتھ سے جاتا ہے تو غیبت غیبت منقطعہ ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب شہر ہی میں روپوش ہو اور پتا نامعلوم یا رسائی نہیں اور انتظار باعثِ فوت کفو ہو تو غیبت منقطعہ سمجھی جائے گی اور ولی بعید کو جو مراتب ولایت میں اُس اقرب کے متصل ہے ولایت ہاتھ آئے گی اور اگر اقرب ہزار کوس دور ہے اور کفو حاضر نہیں یا انتظار پر راہی تو غیبت غیبت منقطعہ نہیں، ولی بعید نکاح کرے گا تو نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازتِ اقرب پر موقوف رہے گا،

فی تنویر الابصار للولی الابد التزوید
بغیبة الاقرب مسافة القصر اه فی
مد المحتار نسبة فی الهدایة لبعض
المتأخرین والنزیلعی لا کثرہم قال وعلیہ
الفتویٰ اھ قلت وکذا قال
علیہ الفتویٰ فی الولو الجیة

تنویر الابصار میں ہے ولی اقرب سفر کی مسافت پر
غائب ہو تو ولی ابعد کو نکاح کر دینا جائز ہے اھ رد المحتار
میں ہے کہ ہذا میں اس کو بعض متاخرین کی طرف
منسوب کیا ہے اور زیلعی میں اس کو اکثر کی طرف
منسوب کیا اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اھ قلت
(میں کہتا ہوں) یوں ہی ولو الجیہ میں کہا کہ اس پر

۳۲۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الاولیاء والاکیفاء	لہ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر
۴۶۹/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاسموس ایران	باب الولی والکفو	لہ جامع الرموز
۱۹۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الولی	لہ در مختار شرح تنویر الابصار
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	~	لہ رد المحتار

کما فی مجمع الانهر قال القهستانی فی
جامع الرموز هو الصحيح و به یفتی
فی الدر و اختصار فی الملتقى ما لم ینتظر
الکفو الخاطب جوابه و اعتمده
الباقی و نقل ابن الکمال ان
علیه الفتوی و ثمره الخلاف فی من
اختفی فی المدینة هل تكون غیبة
منقطعة اه قال الشامی قال فی الذخیرة
الاصح انه اذا کانت فی موضع لو انتظر
حضوره او استطلع رأیه فات الکفو
الذی حضر فالغیبة منقطعة و
الیه اشار فی کتابه و فی البحر
عن المجتبی و المبسوط انه
الاصح و فی النهایة و اختصاره اکثر
المشائخ و صححه ابن الفضل
و فی الهدایة انه اقرب الی الفقه
و فی الفتح انه الاشبه بالفقه و انه
لا تعارض بین اکثر المتأخرین
و اکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ
المتقدمون و فی شرح الملتقى عن الحقائق انه
اصح الاقوال و علیه الفتوی اه و علیه مشی فی
الاختیار و النقایة و لیسیر کلام النهر

فتویٰ ہے بسیا کہ مجمع الانهر میں ہے کہ قہستانی نے
جامع الرموز میں کہا: یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔
ذریعہ ہے، اور اس کو ملتقی میں پسندیدہ قرار دیا جب
منگنی کرنے والا کفو کے جواب کا انتظار نہ کرے اور
باقائی نے اس کو معتد قرار دیا، اور ابن کمال نے اس
پر فتویٰ کو نقل کیا اور ثمرہ اختلاف اس شخص کے متعلق
ظاہر ہوگا جو شہر میں چھپ گیا ہو تو کیا اس صورت میں
غیبت منقطعہ ہوگی، شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں
کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ حاضر
کفو، اس کی انتظار اور اس کی رائے معلوم کرنے
سک، ضائع اور فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو یہ غیبت
منقطعہ ہوگی، اور کتاب میں اسی صورت کی طرف
اشارہ ہے۔ بحر میں مجتبیٰ اور مبسوط سے منقول ہے
کہ یہی اصح ہے، اور نہایہ میں ہے کہ اس کو اکثر
مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ابن فضل نے اس کی
تصحیح کی ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ یہ اقرب فقہ ہے،
اور فتح میں کہا کہ یہ فقہ کے اشبہ ہے اور یہ کہ اکثر
متأخرین اور اکثر مشائخ میں کوئی تعارض نہیں ہے،
یعنی اکثر مشائخ سے مراد متقدمین ہیں، اور شرح ملتقی
میں حقائق سے منقول ہے کہ اقوال میں سے یہی اصح
ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور اختیار اور نقایہ
میں اسی پر رجحان ہے، اور نہر کی کلام میں اس کے

الی اختیاسہ فی البحر والاحسن الافتاء
بما علیہ اکثر المشائخ اھ کلام الشامی،
قلت والزیلعی مع قوله للاول علیہ
الفتوی ذکر تصحیح الشافعی عن شمس
الائمة السرخسی ومحمد بن الفضل ثم
قال وهذا احسن اھ وقال فی جواهر
الاخلاطی وعلیہ الفتوی کما فی الہندیۃ
وسرایتنی کتبت ہہنا علی ہامش رد المحتار
علی قول البحر الاحسن ان افتاء الخمانصہ
قلت لا سیما فی هذا الزمان فان العجلة
الدخانیۃ قد ردت مسافة القصر الی
اکثر من مسافة ساعتین فکیف یبنی الامر
علیہا بل وجب التعویل علی ما افتی بہ
اکثر المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ اھ ما کتبت
اقول وشئ اخر وهو ان القول الشافعی بنی
الامر علی الحاجة والتضرر ولا شک ان
الولاية انما هی للنظر ودفع الضرر فکان من
الفقہ اثبات الولاية للذی یلی الاقرب عند
کونه بحیث لو وقف الامر علی سرائہ
لتضررت بہ القاصرة وعدمہ

مختار ہونے کا اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ جس پر اکثر
مشائخ ہوں اس پر فتویٰ بہتر ہے، شامی کا کلام ختم
ہوا، قلت (میں کہتا ہوں) زیلعی نے پہلے قول پر
فتویٰ کہا اس کے باوجود انھوں نے شمس لائمہ سرخسی
اور محمد بن فضل کی دوسرے قول پر تصحیح نقل کی، پھر کہا یہ
احسن ہے اھ، اور جواہر اخلاطی میں کہا کہ اس پر فتویٰ
ہے جیسا کہ ہندیہ میں ہے۔ مجھے یہاں پر رد المحتار پر
اپنا حاشیہ یاد ہے جب انھوں نے بحر کے قول کو اس
پر فتویٰ ہے الخ کو بیان کیا حاشیہ کی عبارت یہ ہے:
میں کہتا ہوں کہ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ریل گاڑی نے
سفر کی مسافت کو ایک دو گھنٹہ کی مسافت میں تبدیل
کر دیا ہے تو مسافت کو بنیاد بنانا کیسے درست ہوگا
بلکہ اکثر مشائخ کے فتویٰ پر اعتماد ضروری ہے۔ میرا
حاشیہ ختم ہوا۔ اقول ایک اور چیز ہے وہ یہ کہ
دوسرے قول کی بنیاد حاجت اور نقصان پر ہے اور
اس میں شک نہیں کہ ولایت کا اثبات شفقت اور
دفع ضرر پر مبنی ہے، تو فقہ یہ ہوگی کہ اقرب ولی کے بعد
والے کو ولایت تب ہی ہو سکتی ہے جب ولی اقرب
ایسے مقام پر ہو کہ اگر اس کی رائے اور اجازت
حاصل کی جائے تو نابالغ کو نقصان ہو اور اگر نقصان

۳۱۵/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۔ رد المحتار
۱۲۴/۱	مکتبہ کبریٰ امیرہ بلاق مصر	باب الاولیاء والاخیار	۲۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق
۲۸۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الرابع فی الاولیاء	۳۔ فتاویٰ ہندیہ
۳۸۴/۲	المجمع الاسلامی مبارکپور، بھارت	باب الولی قول ۶۱۴	۴۔ رد المحتار

عند عدمه كما اذا كانت صغيرة جدا ولا
كفو لا يستعجل ولا حرج في الانتظار
فقيم يفتات على الاب الشفيق
ويوصل الامر الى بعيد سحيق
ومما لا يومن ان يترك النظر
لها لمصلحة نفسه او لجليل
حطام قطهرات في القول الاول
سلب الولاية حيث يحتاج اليها
كالمتخفي في البلد واشباتها حيث
لا حاجة اليها كما في هذه
الصورة هذا ورايتني كتبت على
قول المدار وثمره الخلاف
الحزمانه اقول وحيث المدار
عند اهل القول الثاني على
فوات الكفو فكما لم يعتبر مسافة
القصر شرط لانفتال
كذلك لانظر اليها عند عدم
الفوات والاستعجال فلو وجدت
ولم يفت الكفو بانتظاره او استطاع
مرائه لم يجز تزويج الا بعد على
الثاني خلافا لاول فالثمرة
غير محصورة فيما قال
هذا ما ظهر لي

نہ ہو تو پھر بعد والے کو ولایت نہیں ہوگی، مثلاً ایک
چھوٹی بچی ہو جس کے لئے کفو کی کوئی عجلت نہیں اور
نہ ہی اس کے نکاح کے لئے ولی اقرب کے انتظار میں
کوئی حرج ہے تو پھر کیونکر ولی اقرب شفیق باپ کی ولایت
کو ختم کر کے دوسرے بعید غیر شفیق کو ولایت سونپی جائے
جبکہ یہ ممکن ہے کہ وہ بعید اپنے ذاتی فائدہ اور اپنی مصلحت
کی خاطر بچی کے فائدہ کو نظر انداز کرے، تو غلطی ہو کہ
پہلے قول میں اقرب کی ولایت کے سلب ہونے کی بات
وہاں ہوگی بہاں حاجت اور ضرورت ہوگی جیسا کہ
کوئی شہر میں گم ہو جائے اور حاجت پیدا ہو جائے، اور
بہاں حاجت نہیں وہاں ولایت ثابت رہے گی،
جیسا کہ مذکورہ صورت ہے مجھے در کے قول "ثمره
الخلاف" پر اپنا حاشیہ یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے
اقول (میں کہتا ہوں) جب دوسرے قول اول
کے ہاں مدار کفو کا فوت ہونا ہے اس بنیاد پر ولایت
کے منتقل ہونے کے لئے جیسے مسافت سفر (قصر)
شرط نہیں ہے ایسے ہی یہ مسافت سفر، کفو فوت ہونے
کے باوجود عجلت کے لئے بھی پیش نظر نہیں ہے، تو
مسافت سفر ہونے کے باوجود اقرب کی انتظار اور
اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت نہ ہو تو ولی البعد
کا نکاح کرنا درست نہ ہوگا، یہ دوسرے قول کا
ما حاصل ہے جبکہ پہلا قول اس کے خلاف ہے، تو
ثمره اختلاف، ان کے بیان میں محصور نہ رہا، یہ ہے

فلیحررہا وھو کما تری ظاہر محرر لما علمت ولما مر من عبارات الملتقى و الذخيرة وغيرهما فان مفاهيم الخلاف معتبرة في عبارات العلماء بالوفاق كما نصوا عليه بالاطباق ثم رأيت في مجيئة الا نهرفلوا نظره المحاطب لم ينكح الا بعد فھذا عين ما فهمت ولله الحمد والثناء سبحانہ وتعالی اعلم۔

جو مجھے ظاہر ہوا تو تحقیق چاہئے اہ تو یہ بیان ظاہر ہے جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں اور ملتقى، ذخیرہ وغیرہما کی عبارات سے گزرا، کیونکہ بالاتفاق علماء کی عبارات میں مفہوم مخالفت معتبر ہے، جیسا کہ اس پر سب کی نفس موجود ہے، اس کے بعد میں نے مجمع الانہر میں دیکھا کہ اگر منگنی والا انتظار کرے تو ولی ابعدا نکاح نہ دے، یہی میرا موقف ہے واللہ الحمد واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (ت)

سوال سوم

یہ جو فقہار لکھتے ہیں کہ ولی ابعدا غیبت میں اقرب کے نکاح کر سکتا ہے، یہاں ولی ابعدا سے کیا مراد ہے عصیہ یا مطلق وارث؟ گو ذوی الارحام میں سے ہو۔ اگر مراد عصیہ ہے تو حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو موطائے امام محمد کے باب الرجل یجعل امرأته بیدا میں مخرج ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بھتیجی عبد الرحمن بن ابی بکر کی بیٹی کا نکاح عقبہ اللہ بن زبیر سے کر دیا باوجودیکہ عبد الرحمن شام میں تھے، کیا جواب ہے کہ عمد ذوی الارحام سے ہے۔

الجواب

ابعد میں افعول التفضیل اپنے باب پر نہیں بلکہ اس سے ہر ولی بعید مراد ہے مگر نہ مطلقاً بلکہ وہی جو اُس ولی اقرب کے متصل ہو یعنی باقی تمام اولیاء میں کوئی اُس سے اقرب نہ ہو سب اُس سے نیچے ہوں یا برابر، مثلاً باپ غائب اور جد و برادران و عم موجود ہیں تو ولایت جد کے لئے ہے، نہ برادران و عم کے واسطے اور جد نہ ہو تو سب برادران ہمسر کو، نہ عم کو۔

فی رد المحتار المراد بالبعد من یلی الغائب فی القرب کما عبر بہ فی کاف الحاکم وعلیہ فلو کان الغائب اباً یا ولہا جد و عم فالولایۃ رد المحتار میں ہے کہ ابعدا سے مراد ولی اقرب کے بعد دوسرے مرتبے والا ہے جیسا کہ اس کی تعبیر امام حاکم کی کافی میں ہے، اس بنا پر اگر والد غائب کے بعد لڑکی کا دادا اور چچا دونوں موجود ہوں تو ولایت دادا کو

للمجد لا للعلم

ہوگی، چچا کو نہ ہوگی۔ (ت)

اور جبکہ ذوی الارحام بلکہ مولی الموالاة بھی ہمارے نزدیک سلسلہ اولیاء میں داخل تو من یلی الغائب فی القرب (جو قرب میں بعد والے مرتبہ پر ہو۔ ت) انہیں بھی شامل، مثلاً ولد الام ولی اقرب غائب ہے تو اس کے من یلی فی القرب یہی ذوی الارحام ہیں اور ذوی الارحام اقرب الاولیاء الموجودین ہوں تو ان کی غیبت میں مولی الموالاة من یلی ہے کما ہو قضیۃ الترتیب وهو ظاہر جدا (جیسا کہ ترتیب کا تقاضا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے۔ ت) درمختار میں ہے:

ثم لولد الام ثم لذوی الارحام ثم مولی الموالاة ثم للسلطان الخ۔
پھر والدہ کے بیٹے اور پھر ذوی الارحام کو پھر معاہدہ والے کو پھر سلطان کو حتی ولایت ہے الخ (ت)

اور رد المحتار میں اختیار سے ہے:

ولا تنتقل الی السلطان لان السلطان ولی من لا ولی له وهذه لها اولیاء۔
سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس وقت ولی بنتا ہے جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو جبکہ اس کے یہ اولیاء موجود ہیں۔ (ت)

جب ہمارے نزدیک ذوی الارحام و مولی الموالاة بھی سلطان پر مقدم تو بحکم هذه لها اولیاء۔ (یہ اس کے اولیاء ہیں۔ ت) یہاں بھی لا تنتقل الی السلطان (سلطان یعنی حکم کو منتقل نہ ہوگی۔ ت) کا حکم محکم مگر صرف اس قدر کہ ذوی الارحام بھی کبھی بحالت غیبت اقرب ولایت پاتے ہیں، حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رفع شبہہ مذکورہ نہ کرے گا، اوپر معلوم ہو چکا کہ مطلقاً ہر بعید ولی نہیں ہوتا بلکہ وہی جو اس اقرب کے بعد سب سے اقرب ہے، پدر و عم کے درمیان تمام عصبیات و تمام اصحاب فروع و بعض ذوی الارحام بکثرت اولیاء ہیں، حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بحالت غیبت پدر ان میں کسی کا اصلاً موجود نہ ہونا یہاں تک کہ ولایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ثابت ہو بہت مستبعد ہے، بلکہ جواب یہ ہے کہ واقعہ عین لا عمومہا (یہ خاص واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے۔ ت) وقائع عین ہر گونہ احتمال کے محل ہوتے ہیں، ممکن کہ حضرت حفصہ

۳۱۵/۲	دار احیاء التراث بیروت	باب الولی	رد المحتار
۱۹۳/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	"	رد مختار
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	رد المحتار

وقت نکاح بالغہ ہوں تو ان پر ولایت مجبہ کسی کو نہیں۔ ممکن کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تزویج کے لئے تجویز دیا اور اقرب الاولیاء الحاضریں کو اُن سے نکاح کر دینے کا حکم کیا اور انہوں نے حسب حکم والا نکاح کر دیا ہو تو نکاح ہوا تو ولی مستحق ہی کی ولایت سے، مگر حضرت کے حکم حضرت کی رائے حضرت کی تجویز سے ہونے کے باعث حضرت کی طرف منسوب ہوا ایسی نسبتیں شائع و ذائع ہیں جیسے :

فتح الامیر الحصن وقطع السلطات
امیر نے قلعہ فتح کیا، سلطان نے چور کا ہاتھ کاٹا،
الاص وغسل علی فاطمة مرضی اللہ تعالیٰ
علی نے فاطمہ کو غسل دیا رضی اللہ تعالیٰ
عنہما (ت)

جب منذر بن زبیر نے حضرت عبدالرحمن کی ناراضی یا کراہتیں اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو تفریق کر دیں حضرت عبدالرحمن نے اس پر اپنی خواہر مطہرہ سے عرض کی ما کنت لارد اصرا قضیتہ مجھے نہیں پہنچا کہ اس بات کو زکروں جس کا آپ نے حکم فرمایا، اور اگر انہما نہ وجت حفصة کے معنی یہی رکھے جائیں کہ ام المؤمنین نے بنفس نفیس تزویج فرمائی تو ممکن کہ ولی مستحق سے ذکر فرما کر اجازت لے لی ہو۔ اب یہ صورت توکیل کی ہو جائیگی بہر حال کوئی مقام مشبہہ و اشکال نہیں، یہ وہ وجہ ہیں کہ خالف فقیر میں آئیں، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کے خصائص سے شمار فرمایا کہ بوجہ اس قرب کے جو حضرت قدسی منزلت کو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھا، اُن کی یہ تزویج جائز رہی، زرقانی علی موطا امام مالک میں ہے :

قال مالك في السوانية انما كان ذلك لمثل
عائشة لمكانها من رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم الخ. والله تعالى اعلم.
امام مالک نے موازیہ میں فرمایا: یہ صرف حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حق تھا کیونکہ ان کو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص تعلق
تھا الخ. واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سوال چہارم

اُس مسئلہ میں اگر ولی البعد نے غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب

ولی اقرب کہ غائب ہے پدر یا جد صحیح ہے ہر ایک غیر معروف لبسوائے اختیار یا معروف کہ اس سے

لے موطا امام مالک کتاب الطلاق مالایسین من التلیک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۱۳
لے شرح الزرقانی علی موطا امام مالک کتاب الطلاق مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر ۱۷۲/۳

پہلے اپنی ولایت سے کسی بچے کا نکاح غیر کفو سے یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکا ہو یا ان دونوں کا غیر، اور جبکہ غائب پدر ہو تو ولی بعد جہ معروف بسوئے اختیار یا غیر معروف یا کوئی اور، یہ فوضوئیں ہوتیں اور ہر تقدیر پر غیبت منقطعہ ہے یا غیر۔ وہ غیر برادری خواہ برادری والا کفو ہے یا غیر یعنی نسب یا مذہب یا حرت یا روش یا مال غرض کسی بات میں اس سے ایسی کمی رکھتا ہے کہ اس سے نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہے، نکاح مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ ہو مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار تھا یا نسو باند سے یا زوجہ پسر کا یا نسو تھا ہزار باند سے یا غیر۔ یہ جملہ بہت صورتیں ہوتیں، ان کے حکم کا ضابطہ بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ اگر غیبت غیر منقطعہ تھی اور ولی غائب پدر یا جہ غیر معروفین بسوئے اختیار میں تو یہ نکاح مطلقاً ان کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ غیر کفو و غبن فاحش سے ہو، اور اگر غائب مذکور معروف بسوئے اختیار تو نکاح مطلقاً باطل محض اگرچہ غیبت پدر میں جہ صحیح غیر معروف بسوئے اختیار نے کیا ہو۔

والوجه في ذلك ان الغيبة اذا لم يكن
منقطة لا تكون الولاية لغيره كما قد منا
في مسئلة الاولى والاب والجد لهما
التزويج بغير الكفو وبالقبن الفاحش
اذ لم يعرفا بسوء الاختيار لا اذا
عرفا به كما في الدر المختار
وغیره من الاسفار وقد قال فيه
وفي متنه تنویر الابصار في فصل
الفضولی كل تصوف صدر منه كتزويج
وله مجیزای من يقدر على اجازته
حال وقوعه انعقد موقوفاً وما لا مجیز
له حالة العقد لا انعقد
فاذا لم يعرفا به

اس میں وجہ یہ ہے کہ جب تک غیبت منقطعہ نہ ہو تو غیر کو ولایت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے مسئلہ میں ہم نے ذکر کیا ہے، اور باپ اور دادا کو اس وقت غیر کفو اور گراں مہر یا انتہائی کم مہر کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے جب وہ سوئے اختیار میں معروف نہ ہوں اس میں معروف ہونے کی صورت میں جائز نہیں جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے جبکہ در مختار اور اس کے متن تنویر الابصار میں فضولی کی بحث میں مذکور ہے کہ تمام وہ تصرفات جن کے صادر ہونے پر وہ کسی کی اجازت پر موقوف ہوں تو اجازت دینے والے کی موجودگی میں وہ تصرفات موقوف قرار پائیں گے اور اگر ایسے تصرفات کی اجازت دینے والا موجود نہ ہو تو پھر یہ تصرفات منعقد ہی نہ ہوں گے، تو جب

فہذا عقد وقع وله من يملك تنفيذه
فوقف وان عرفا فلا فلا توقف بتزويج
جد لم يعرف به بغيبة اب معروف به وان
كان المجد يملكه اذ لم يعرف به فان هذا
انما هو حين قيام ولايته وهو عند غيبة
لاب غيبة غير منقطعة لايلى اصلا ولو من
كفو فضلا عن غيره .

بسور اختیار خود نکاح دینے کا مالک ہوتا ہے مگر یہاں اس لئے نہیں کہ باپ غیبت منقطع میں غائب نہیں بلکہ وہ
غیر منقطع غیبت میں غائب ہے تو ایسی صورت میں داد سے کو ولایت منتقل نہیں ہوتی اگرچہ داد اکفو میں بھی کرے
چر جائیکہ غیر کفو میں کرے۔ (ت)

اور اگر ولی غائب غیر اب وجد ہے تو کفو سے بے غبن فاحش اجازت غائب پر موقوف لقیام ولایت
بعدم الانقطاع (عدم القطاع کی بنا پر ولایت یا قی رہنے کی وجہ سے۔ ت) اور غیر کفو یا غبن فاحش سے
مطلقاً باطل لعدم المجیز (جائز کرنے والا نہ ہونے کی وجہ سے مطلقاً باطل ہے۔ ت) اگرچہ اس ولی
غائب بغیبت غیر منقطع کے سوا صغیر و صغیر کا باپ یا دادا غیر معروف بسور اختیار غائب بغیبت منقطع زندہ
موجود ہو کہ غیبت منقطع مثل موت ہے،

بناء على ما صحح في البدائع انها تنقل
الولاية عن الاقرب الى من يليه في
القرب حتى لو نزل وجهها حيث هو
لم يجز واليه يميل كلام المبسوط و
الهداية والفتح بل هما مصرحان
بما اى ان عرفا بسوء الاختيار فلا مجيز
فلا توقف بل يبطل ثم فرع عليه فقال فلا توقف
بتزويج جد المات منه۔ (م)

بدائع میں مذکور تصحیح کی بنا پر کہ ولایت اقرب سے منتقل
ہو کر اس کے بعد والے قریبی کو حاصل ہوگی، حتیٰ کہ
اگر اقرب نے جہاں پر وہ ہے وہاں نکاح کر دیا ہو
تو نافذ نہ ہوگا، اسی کی طرف مبسوط، ہدایہ اور فتح کا
کلام مائل ہے، بلکہ آخری دونوں نے اس کی تصریح
یعنی اگر وہ معروف بسور اختیار میں تو یہ نکاح موقوف
نہیں بلکہ باطل ہوگا، پھر اس پر تفریق
کہا فلا توقف بتزويج جد المات منه (ت)

بہ و سیاق بعض نصوصہما فی جواب
الخامس وقواہ الزلیعی روایۃ و درایۃ و
علیہ فرع فی محیط السرخسی و ذکر الشامی
انہ الذی فی اکثر الکتب وقد قال فی
الہدایۃ والبحر ففوضناہ الی الابد کما
اذا مات الا قربت اہ اعلیٰ ما استظہر فی
الخانیۃ والظہیریۃ والتنویر والدر
علیہ فرع الاسیجانی فی شرح مختصر
الطحاوی وعلیہ مشی فی البحر من انہا
لا تنفی ولایتہ وانما تحدتھا لمن یدلیہ
فیکون کان ہنا ولین مستویین کاخوین او
عین فایہما عقد نفذ فالظاہر فیما ذکرنا
التوقف اذا لم یکن الاب او الجد فمطہر والیسوء
الاختیار لانہ وقع وهو مجیز فافہم۔

کی ہے اور ان کی بعض نصوص پانچویں سوال کے جواب میں
آئیں گی اور اسی کو زلیعی نے قوی قرار دیا درایت و روایت،
اور اسی پر محیط سرخسی میں تفریع قائم کی اور شامی نے کہا
کہ یہی اکثر کتب میں ہے جبکہ ہدایہ اور بحر میں کہا کہ ہم یہ
ولایت ہمیشہ کے لئے دوسرے مرتبہ والے کو سوئپ
دیں گے جیسا کہ اقرب کے فوت ہو جانے پر ہوتا ہے اور
لیکن غانید، ظہیریہ، تنویر اور در نے جس کو ظاہر قرار دیا اور
شرح مختصر الطحاوی میں اسیدجانی نے جس پر تفریع قائم کی ہے
اور بحر نے اسی کو اپنایا، وہ یہ ہے کہ اقرب غائب کی
ولایت ختم نہ ہوگی، ہاں قربت میں دوسرے مرتبہ والے
کے لئے بھی ولایت ثابت ہو جائے گی، گو یا یوں دو
مساوی ولی قرار پائیں گے جیسے دو بھائی یا دو چچے
برابر ہوں تو دونوں کو ولایت نفاذ حاصل ہوتی ہے،
جو بھی عقد کرے گا نافذ ہوگا، تو ظاہر وہی ہے جو ہم نے

ذکر کیا کہ باپ یا دادا سوا اختیار سے معروف نہ ہوں تو نکاح موقوف رہے گا کیونکہ یہ حضرات نکاح کو جائز کر نیوالے
موجود ہیں، غور کرو۔ (ت)

اور اگر غلبت منقطعہ تھی تو غیر کفو یا غبن فاحش سے مطلقاً بالکل مگر اُس صورت میں کہ غائب پدر ہو اور
مزدوج صحیح کہ نہ معروف، نہ سوائے اختیار ہو نہ اس تزویج کے وقت فتنے میں کہ اس تقدیر پر یہ عقد نہ صرف صحیح و نافذ بلکہ
لازم ہوگا جو کسی طرح رد نہیں ہو سکتا اور اگر نکاح کفو سے بے غبن فاحش ہے تو مطلقاً تام و نافذ مگر ولی مزدوج
اگر جہ ہے تو لازم بھی ہو گیا ورنہ غیر لازم کہ قاصر و قاصرہ کو اگر پیش از بلوغ نکاح کی خبر ہے تو بلوغ ہوتے ہی ورنہ
بعد جب خبر پائیں اختیار ملے گا کہ اُس پر معترض ہو کر قاضی شرع سے نکاح طہیح کرالیں۔
والمسائل فظاہرۃ و فی کتب المذہب یہ مسائل واضح اور مذہب کی کتب میں مذکور ہیں جبکہ

خیر یہ میں کہا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ باپ اور دادا کی غیر موجودگی میں اگر کسی غیر نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دیا تو اگر باپ اور دادا ایسے غائب ہیں جس کی بنا پر اس غیر کو ولایت اور اجازت ہو سکتی ہے تو لڑکے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا کیونکہ غیر نے یہ نکاح اپنی ولایت سے کیا ہے اہ تسلیم میں نے یہاں رد المحتار کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یوں ہے کہ غور کرنا ہوگا کہ کیا باپ یا دادا واپس آگئے تو لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے سے قبل ان کو دوبارہ ولایت لوٹ آئیگی جس کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے کئے ہوئے نکاح پر ان کو اعتراض کا حق ہو گا یا اب ان کو اعتراض کا حق نہیں بلکہ لڑکے یا لڑکی کو ہی اپنے بلوغ پر اختیار رہے گا جیسا کہ عام فقہاء نے تصریح کی ہے جبکہ ظاہر پہلی صورت ہے کیونکہ کسی مخفی ضرر کی بنا پر جیسا کہ ہدایہ میں ہے یا احتمال ضرر کی بنا پر جیسا کہ فتح میں ہے صاحب شفقت کو اختیار ولایت ثابت ہے جبکہ ولایت شفقت دفع ضرر کے لئے ہی ہوتی ہے، تو بچوں کے بلوغ کی انتظار تک کیوں مؤخر کی جائے جبکہ ضرر واقع ہو جانے سے قبل اس کے دفاع کا امکان موجود ہے، پھر قابل غور یہ ہے کہ جب ہم تسلیم کر لیں کہ باپ دادا کو ولایت دوبارہ مل گئی ہے اب وہ نابالغ کے نکاح پر تعرض نہ کریں حتیٰ کہ وہ بچے بالغ ہو جائیں تو کیا باپ دادا کا تعرض نہ کرنا بچوں کے خیار بلوغ کو ختم کر دے گا جیسا کہ خود باپ دادا نے نکاح کیا ہو تو نابالغ کا خیار بلوغ باطل ہوتا ہے،

دائرة وقد قال في الخيرية قد نصوا على ان غير الاب والجد اذا نروج الصغير او الصغيرة مع وجود احد هما ان كان بغيبة وبسوت الولاية له بالغية المجوزة لذلك فلهما خيار البلوغ لانه نروج بالولاية^۱ تنبيه كتبت ههنا على هامش رد المحتار مانصه وانظر هل اذا عاد الاب او الجد حتى عادت ولايته كما نصوا عليه هل يكون له ايضا الاعتراض قبل بلوغ الصغيرين ام هو لهما خاصة حتى يبلغا والظاهر هو الاول لانه لدفع ضرر خفي كما في الهداية او ضرر غير متحقق كما في الفتح فينبغي ثبوته لمن له النظر وانما النظر لدفع الضرر فلم ذايؤخر مع امكان الدفع قبل ان يتقرر ثم ان قلنا بحصول ذلك للاب والجد ولم يعارض احق بلغ الصغيران فهل يكون هذا الاعتراض عن الاعتراض مبطلا لخيار الصغيرين كما لو نروج الابوان بانفسهما الظاهر لالات النكاح اذا وقع لغيبتهما فقد نفذ غير موقوف على

اجازتہما فلم ینسب الیہما ایقاعا ولا انقضاء
او اعراضہما عن اعتراضہما لا یوجب
ابطال حق الصغیرین کما اذا المریر احما
ظالما یتصرف فی مالہما فلیتا مل ولیحولہ
ما کتبت - واللہ تعالیٰ اعلم۔
نہ ہوگا جیسا کہ ظالم نے بچوں کے مال میں تصرف کیا اور باپ دادا نے تعرض نہ کیا ہو۔ اس میں غور چاہئے اور
واضح کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سوال پنجم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سو کوکس سے زائد سفر میں گیا ہے اُس کے مکان پر
اُس کی والدہ اور اُس کی دختر زینب نامی اور اس کا چھوٹی زاد بھائی خالد موجود ہیں زید نے اپنی والدہ کو لکھا کہ
زینب کا نکاح بغیر میری اجازت کے نہ کرنا میں خود سفر سے آکر اپنے برادر کے سپرد کے ساتھ کروں گا، مگر اس کی
والدہ نے بغیر دریافت کے زید کے اور بغیر دریافت کے خالد کے جو موجود تھا اپنی رائے سے اپنی پوتی زینب نابالغہ
کا نکاح بہت دور کے عزیزوں میں کر دیا اس صورت میں قید سفر سے آئے کے بعد فسخ نکاح کرا سکتا ہے یا
نہیں؟ اور خالد جو بحالت عقد اپنے مکان پر موجود تھا اور اس کی رائے کے خلاف نکاح ہو گیا تو آیا یہ بھی
زینب نابالغہ کا نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

خالد تو یہاں کوئی چیز نہیں، نہ اسے کچھ اختیار کہ ابن عمہ الاب ذوی الارحام سے ہے، اور دادی
بالاتفاق اُن پر مقدم،

فی الدر المختار المولى فی النکاح العصبۃ
بنفسہ علی توتیب الامرات والحجب فان
لم یکن عصبۃ فالولاية للام ثم لام الاب
الی قوله ثم ذوی الامر حاملاً
در مختار میں ہے: نکاح میں ولی، وراثت و حجب کی
ترتیب پر عصبیات بنفسہ ہوتے ہیں، اگر عصبیات نہ ہوں
تو پھر ولایت ماں کو پھر دادی کو ہوتی ہے، ان کا
بیان ذوالارحام تک ہوا۔ (ت)

مگر تقریر سوال سے جو صورت ظاہر وہ صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ نکاح اس وجہ پر واقع نہ ہوا جو شرع مطہر نے غیبت ولی اقرب میں ولی البعد کے لئے رکھی ہے قطع نظر اس سے کہ یہاں دادی ولی البعد ہے بھی یا نہیں (کہ البعد وہ جو اقرب کے بعد مرتبہ ولایت میں ہو غیبت پدر میں دادی اس وقت ولی البعد ہو سکتی ہے کہ دادا بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، سگے سوتیلے، غرض دادا پر دادا کی اولاد کا کوئی مرد عاقل بالغ کتنے ہی دور کے رشتے کا اصلاً موجود نہ ہو، نہ زینب کی ماں حاضر ہو کہ یہ سب مراتب ولایت میں دادی پر مقدم کما تقدم وقد حققنا تقدم الام على ام الاب فيما علقنا على مراد المحتار) (جیسا کہ پہلے مگر چچا اور ہم نے رد المحتار کے حاشیہ میں تحقیق کی ہے کہ ماں کو دادی پر تقدم حاصل ہے۔ ت) مذہب معتد میں بحالت غیبت اقرب ولی البعد کو بے اجازت اپنی رائے سے صغیرہ کا نکاح کر دینے کا اختیار صرف اس ضرورت سے دیا جاتا ہے کہ سر دست صغیرہ کے لئے کوئی کفو خواستگار حاضر و موجود ہے اور اُسے اتنی مہلت منظور نہیں کہ ولی اقرب واپس آئے یا اُس کا جواب لیا جائے، اگر اتنا انتظار کرتے ہیں تو اس دیر کے باعث کفو موجود نکاح پر راضی نہ ہوگا اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا فوات کفو کے سبب صغیرہ کو نقصان پہنچے گا کہ کفو ہر وقت میسر نہیں آتا، کیا معلوم پھر ہاتھ نہ لگے، لہذا بضرورت اُس ولی اقرب کے بعد کے درجے کا جو ولی حاضر ہے شرعاً مطہر اسے اجازت دیتی ہے کہ تو کہہ دے وہ کہہ دے کہ اجازت کفو شرع مطہر میں سنت مہم و مہتم بالشان ہے اور کفو حاضر کا ہاتھ سے کھو دینا ضرور نقصان، بلکہ مرے سے نابالغ پر ولایت تزویج کی تشریح اگرچہ باپ ہی کی ہو اسی حکمت کے لئے واقع ہوتی ورنہ بچپن میں نکاح کی کیا ضرورت۔ فتح القدیر میں ہے،

النکاح یؤاد لمقاصدہ ولا تتوفوا الابین	نکاح بعض مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو عادتاً دوم مثل
المتکافئین عادة ولا یتفوق الکفو فی کل	حضرات سے پورے ہوتے ہیں، اور یہ مماثلت اور
نہ مان فاثبات ولایۃ الاب بالنص بعلہ	کفو ہر وقت میسر نہیں ہوتی، اور باپ کو ولایت نص
احرام الکفو اذا ظفر بہ للحاجة الیہ اذا	سے ثابت ہوتی ہے تاکہ وہ ضرورت کے وقت کفو کو
قد لا یظفر بمثلہ اذا فات بعد حصولہ	حاصل کر لے میں کامیاب ہو سکے، کیونکہ ہر وقت کفو
	میسر آنے کے بعد ضائع ہو جانے پر حاصل نہیں ہوتی۔ (ت)

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی ثلاث لا تؤخرها الصلوة اذا اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرنا، نماز جب اس کا

انت والجنائزۃ اذا حضرت والايم اذا
وجدت لها كفواً - رواه الترمذی و
الحاکم عن اميد المؤمنين علی کرم الله تعالى
وجهه -
وقت آئے، اور جنازہ جب حاضر ہو، اور زن بے شوہر
جب اس کے لئے کفو پائے (اس کو ترمذی اور حاکم نے
امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اذا جاءکم الکفء فانکحوهن ولا تربصوا
بهن الحدیث - رواه فی مسند الفردوس
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما -
جب تمہارے پاس کفو آئیں تو لڑکیاں بیاہ دو اور
ان کے لئے عادتوں کا انتظار نہ کرو (اس کو مسند فردوس
میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔)

یعنی دیر میں شاید کوئی حادثہ پیش آئے کہ فی التاخیروا فات (تاخیر میں کئی آفتیں ہیں۔ ت) چند حدیثوں
میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا تاکم من ترضون خلقه ودينه فز وجوه
الاتفعلوا تکن قتنۃ فی الارض وفساد
عریض - رواه الترمذی وابن ماجہ و
الحاکم عن ابی ہریرۃ وابن عمر و الترمذی
والبیہقی فی السنن عن ابی حاتم المزنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم -
جب تمہارے پاس وہ شخص آئے جس کا چال چلن
اور دین تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو ایسا
نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا -
(اسے ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر، اور ترمذی
اور بیہقی نے سنن میں ابو حاتم المزنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے روایت کیا ہے۔ ت)

ذخیرہ رد المحتار میں ہے :

الاصح انه اذا کان فی موضع لو
انظر حضوره او استطاع
اصح یہ ہے کہ اگر ایسے مقام پر ہو کہ اس کی واپسی کے
انتظار اور اس کی رائے حاصل کرنے سے موجودہ

جامع الترمذی ابواب الصلوٰۃ ص ۲۴ ، ابواب الجنائز ص ۱۲۷ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ج ۱
المستدرک للحاکم کتاب النکاح باب تزوج الودود والود دار الفکر بیروت ۶۳-۶۲

کے کنز العمال بخوالہ فر عن ابن عمر حدیث ۴۴۹۳ موسستہ الرسالۃ بیروت ۱۶/۳۱۷
جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء من ترضون دینہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۲۸

المستدرک کتاب النکاح دار الفکر بیروت ۲/۱۶۵

سائرہ فات الکفو الذی حضر فالغیبة منقطعة
والیہ اشار فی الکتاب
فتح القدر میں ہے :

اذ ابقینا ولایة الاقرب ابطلنا حقها وفانت
مصلحتہا

کنو فوت ہو جائے گا تو ایسے مقام پر ولی اقرب کی غیبت
منقطع ہوگی ، اور اسی کی طرف کتاب میں اشار ہے (ت)

ولی اقرب کی (باوجود غائب ہونے کے) ولایت کو باقی
رکھیں تو لا کی کا حق باطل اور اس کی بھلائی فوت
ہو جائے گی۔ (ت)

پدایر میں ہے :

هذه الاقرب الى الفقه لانه لا نظر في ابقاء
ولایتہ حیثنذ

تو ابعد کے لئے حصول ولایت تین شرط پر مشروط ،

اول یہ ابعد بغیبت اقرب جس کے نکاح میں دے صغیرہ کا کفو ہو ،
فانه ان لم یکن کفوا فایش یفوت یفوتہ
والامتمس الحاجة۔
اگر وہ کفو نہ ہو تو پھر کس چیز کے فوت ہونے کا خطرہ
اور وہاں کس کی حاجت محسوس ہوئی (ت)

دوم وہ کفو ولی اقرب کا جواب آئے تک نہ دے کے ورنہ ہرگز ابعد کو اختیار نہ ہوگا۔ جامع الرموز و مجمع الانہر
میں ہے :

لو انتظروا الخطاب لم ینکح الا بعد

اگر منتگی طلب کرنے والا ولی اقرب کا انتظار کرتا ہے
تو پھر ولی ابعد نکاح نہ کرے (ت)

منمخ الخاقی میں ہے :

ان رضی الخطاب ان ینتظر الی استیذان الی ولی
الاقرب لم یصح للابعد العقد

اگر منتگی والا ولی اقرب سے اجازت حاصل کرنے
پر راضی ہے تو ابعد کا نکاح درست نہ ہوگا۔ (ت)

۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۔ رد المحتار
۱۸۳/۲	مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر	باب فی الاولیاء	۲۔ فتح القدر
۲۹۹/۲	المکتبۃ العربیہ کراچی	باب فی الاولیاء والاقرار	۳۔ الہدایہ
۳۳۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	” ” ”	۴۔ مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر
۱۲۶/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الاولیاء	۵۔ منمخ الخاقی حاشیہ علی البحر الرائق

سوم اس جاری کرنے والے کفو کے سوا اور کوئی کفو خواستگار نکاح ایسا حاضر نہ ہو جو جواب آنے تک انتظار پر راضی ہو۔

فانه حينئذ لا يفوتها الكفو المخاطب بالفعل
انما يفوت ان فوات احدهما وليس في ذلك
ابطال حقها ولا تفويت مصلحتها حتى
تسلب الولاية من قريب شفيق الى بعيد
سحيق وهذا ظاهر لاستدرة عليه۔

کیونکہ اس صورت میں لڑکی کے لئے کفو والا رشتہ
فوت نہ ہوگا، ہاں دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہوا
مگر اس سے لڑکی کا حق باطل ہوا نہ اس کی مصلحت
فوت ہوئی جس کی بنا پر اقرب ولی کی ولایت سلب
کی جائے جو کہ نہایت شفیق ہے اور بعید غیر شفیق کو
دی جائے، یہ بالکل ظاہر بات ہے۔ (ت)

یہاں اولاً زید کا بھتیجا جس کے ساتھ تزویج زینب کا ارادہ وہ اپنے خط میں لکھ چکا ظاہراً صریح کفو خواستگار
موجود ہے یہ دوسرا جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اگر کفو بھی تھا اور اتنی دیر میں ہاتھ سے نکل بھی جاتا تو دوسرا تو موجود تھا
تو وہ ضرورت جس کے لئے ولی ابو کو اختیار ملنا مستحق نہ ہوئی، ولہذا علامہ خیر الدین ربلی حاشیہ بحر الرائق مسئلہ عضل
ولی اقرب میں فرماتے ہیں:

الولاية بالعضل نيابة انما استقطبت للعاضف
لدفع الاضرار بها ولا يوجد مع اسادة التزويج
بكفو غيره۔

رکاوٹ کی وجہ سے ولایت قاضی کو بطور نیابت
منتقل ہوتی ہے تاکہ وہ لڑکی کو ضرر رسانی کا دفاع
کر سکے، جبکہ ایک کفو کی بجائے دوسرے کفو کو نکاح
دینا لڑکی کے لئے ضرر نہیں ہے۔ (ت)

علامہ شامی حاشیہ بحر میں لکھتے ہیں،
ان كان الكفو الآخر حاضراً و امتنع الاب من
تزويجها من الاول و اراد تزويجها من
الثاني لا يكون عاضلاً لان شفقتة دليل على
انه اختار لها الانفع۔

اگر دوسرا کفو موجود ہے اور باپ پہلے کو نکاح نہ دے
اور وہ دوسرے کو دینا چاہتا ہے تو اس کو باپ کی
رکاوٹ نہ کہا جائے گا کیونکہ اس کی شفقت پدری
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بچی کے لئے زیادہ مفید
کو پسند کرتا ہے (ت)

ثانیاً جب خط مذکور آنے اور ارادہ زیرہ ظاہر ہو جانے کے بعد یہ نکاح واقع ہوتا تو ظاہر کہ یہ جلدی اس لئے نہ تھی کہ کفو حاضر کو اتنی مہلت نہیں زیادہ کا جواب آنے تک بیٹھا نہ رہے گا بلکہ قصداً اس کی رائے کے خلاف جان کر بالابالاکارروائی کر لی گئی کہ وہ نہ آنے پائے اور اپنا مطلب ہو جائے یہ ہرگز نہ ضرورت نہ مصلحت نہ مراد شرع سے اسے مناسب بلکہ مقصود و شرع سے صاف منافی مصلحت شرعاً مطہر نے مراتب و ولایت کی ترتیب اسی دن کے لئے رکھی تھی کہ جس کی عقل کامل صغیر السن پر شفقت و افران بے چاروں کے کام آرام کا انتظام اہتمام اس کے ہاتھ میں دیا جائے نہ کسی کم شفقت یا ناقص العقل کے قبضے میں، اگر ترک انتظار اسی کا نام رکھا جائے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے خلاف معلوم ہے لہذا اس سے دریافت کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ پوچھے سے منع کر دے گا تو ایسی غیبت تو ہر وقت نقد و وقت ہو سکتی ہے آخر مذہب معتمد پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں کما فی الخانیۃ و البحر و الدرد و غیرہا (جیسا کہ خانیہ، بحر اور در و غیرہ میں ہے۔ ت) صغیرہ کا مہربان باپ اس کی مصلحت کا خواہاں اس کی مضرت سے ترساں جب مسجد میں نماز کو جائے گھر میں کوئی عورت ناقصہ العقل والدین اپنی خواہش کے مطابق جس کفو کو چاہے بیٹی دے لے اگرچہ باپ جانتا ہو کہ اس سے رشتہ میں صغیرہ کی شامت ہے تو شرعاً مطہر میں باپ کی تقدیم اور اس کی رائے و شفقت پر اس قدر اعتما و عظیم (کہ اگر وہ ایک بار کفو کے ہوتے غیر کفو سے بیاہ دے تو تمام جہان میں کسی کو اختیار اعتراض نہیں کہ اس نے کفارت سے بڑھ کر کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی،

فی رد المحتار میں ہے کہ وہ پدری شفقت کی بنا پر اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے نہیں کریگا مگر جبکہ اس ضرر کی نسبت زیادہ فائدہ اور مصلحت پیش نظر ہو مثلاً لڑکی کے لئے اچھی معاشرت اور لڑکی کو اذیت سے محفوظ وغیرہ مقصود ہو۔ (ت)

فی رد المحتار انہ لو قوم شفقتہ بالابوۃ لایزوج بنتہ من غیر کفو او بغین فاحش الالمصلحۃ تزید علی هذا الضرر کعلمہ بحسن العشرۃ معها و قلة الاذى ونحو ذلك

سب بیکار و معطل ہو کر رہ گئے انہذا البعید من الفقہ ای بعید (یہ فقہ سے بہت بعید ہے۔ ت) بلکہ ایسی باگ چوڑ نے میں سخت فتنوں کا احتمال قوی ہے مثلاً زن بے خرد اپنے کسی عزیز کے ساتھ بوجہ قربت خواہ کسی طمع سے یا دلالہ خباثت کی باتوں میں اگر کسی شخص سے دختر قاصدہ کا نکاح چاہتی ہو پدر شفیق آگاہ ہو کہ یہ بد مذہب یا کم نسب ہے اور کسی وجہ سے کفو نہیں وہ منع کر دے اُس کے جاتے ہی یہ ناقصہ العقل اُس بڑی جگہ

۱۔ کی اتحاد سے اور دعوے کرے کہ یہ کفو تھا انتظار میں فوت ہو جاتا لہذا مجھے ولایت ملی اب کہیں یہ ہو کا نہ ہی رت آدمی معاذ اللہ ایسے معاملات کچھری تک لے جاتے غیرت کرے اور قہر درویش بر جان درویش کہہ کر خاموش رہے تو ابالغہ کو کیسا ضرر عظیم پہنچا اگر دعوے کرے تو عدم کفایت کا ثبوت دینا دشوار ہو خصوصاً مثل مذہب میں کہ بہت بد مذہب خصوصاً روافض ایسی جگہ تقیہ کی بڑی دھال رکھتے ہیں تو ایسی اجازتوں میں کیسی آفتوں کا فتح باب ہے والعیاذ باللہ العزیز الحکیم (عزت و حکمت والے اللہ کی پناہ - ت)۔

ثالثاً مذہب معتزلیہ کے قول مقابل پر بھی ولی اقرب کی غیبت منقطعہ میں البعد کو ولایت دینے کا منشا صرف یہ کہ ولایت اس لئے رکھی ہے کہ اس کی رائے سے نابالغ کو نفع پہنچے اور جب وہ ایسا غائب ہے تو اس کی رائے سے نفع معدوم، لہذا جو اس کے بعد درجہ رکھتا ہے اس کی رائے پر رکھیں گے۔ ہدایہ میں ہے:

ان هذه ولاية نظرية وليس من النظر التفويض الى من لا ينتفع برأيه فوضناه الى الابدع والغيبة المنقطعة انت يكون بحال يفوت الكفو باستطلاع رأييه اه ملقطاً۔

یہ نکاح کی ولایت شفقت پر مبنی ہے تو جس کی رائے سے انتفاع نہ ہو سکے ایسے کو ولایت سونپنا شفقت نہ کہلائے گی، لہذا ہم یہ روایت اس کے بعد والے ولی کو سونپتے ہیں، اور غیبت منقطعہ یہ ہے کہ وہ اقرب ایسی جگہ ہو کہ اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت ہو جائے، اہ ملقطاً (ت)

فتح القدر میں ہے:

جس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو اس کو ولایت سونپنا شفقت نہیں ہے کیونکہ اقرب کو ولایت اس لئے نہیں کہ وہ اقرب ہے بلکہ اس لئے کہ اقرب ہونے میں زیادہ شفقت کا پہلو ہے جو کہ لڑکی کے لئے فوائد سے اتفاق ہے، تو جہاں اس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو وہاں اسے البعد کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ (ت)

لانظر في التفويض الى من لا ينتفع برأيه لان التفويض الى الاقرب ليس لكونه اقرب بل لان في الاقربية زيادة مظنة للحكمة وهي الشفقة الباعثة على زيادة اتفاق الراعي للمولية فيحث لا ينتفع برأيه اصلاً سلبت الى الابدع۔

بحر الرائق میں ہے،

قوله ولا بعد التزويج بغيبة الا قرب مسافة
العصر اى ثلثة ايام فصاعد الا ان هذه
ولاية نظرية وليس من النظر التفويض
الى من لا ينتفع برائته ففوضناه الى الابدع
منه بتووه شفقت نہ ہوگی، اس لئے ہم نے یہ ولایت ابعد کو سونپی ہے۔ (د ت)

یہاں کہ ولی اقرب کی رائے سے انتفاع بالفعل حاصل وہ خط مکمل چکا اپنی رائے ظاہر کر چکا تو اب ابعد کی
رائے پر رکھنے کا کیا منشا اس کی رائے تو اس لئے لی جاتی ہے کہ اقرب کی رائے سے انتفاع معدوم، نہ اس لئے
کہ اس کی رائے سے جو نفع حاصل ہے اس کے رد و ابطال کے واسطے یہ سراسر عکس مقصود ہے تو نظر بجمالات
واقعد صاف ظاہر کہ یہ اس صورت سے بہت ابعد ہے جس میں شرع مظہر اقرب سے ابعد کی طرف ولایت نقل فرمائے،
لاحرم غیبت زید غیبت منقطعہ نہیں اور وہی بدستور ولی اقرب ہے، اس کے سوا دوی وغیرہ کسی کا کیا نکاح
نکاح فضولی ہے کہ زید کی اجازت پر موقوف توفیح کرا سکتا کیا معنی زید خود اپنے قول سے فسخ کر سکتا ہے زبان
سے کہہ دے میں نے یہ نکاح رد کیا "قوا ردوا باطلہ" جو جائز ہے کہ غلط و منہدیہ و شرح تنویر وغیرہ میں ہے،
واللفظ للاخیر لونه وج الابد حال قیام
الاقرب توقف علی اجازتہ ہے
عبارت آخری کتاب کی ہے کہ اگر ابعد نے اقرب کی
موجودگی میں نکاح دیا تو یہ اقرب کی اجازت پر
موقوف ہوگا۔ (د ت)

یہ سب کلام اُس حالت میں ہے کہ جس سے زینب کا نکاح ہوا زینب کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں یعنی نسب یا مذہب
یا پیشے یا چال چلن یا مال غرض کسی بات میں ایسا کم ہے کہ اس سے اس کا نکاح ہونا زید کے لئے باعث عار ہو
جب تو حکم بلا وقت ظاہر کہ مذہب معتہر پر یہاں سرے سے غیبت منقطعہ کی پہلی ہی شرط متحقق نہ ہوئی تو ایسا نکاح
قطعاً اجازت پدر پر موقوف ہے اگرچہ باپ ہزار کس پر ہو وہ بھی جبکہ زید اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی
نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو ورنہ یہ نکاح زینب اُس کی اجازت پر بھی موقوف نہ رہا، سرے سے خود ہی باطل محض
ہوا الصدورہ من فضولی ولا مجیز (فضولی سے صادر ہونے اور اس کو جائز کرنے والا نہ ہونے کی بنا پر ت)

ظاہر حال صورت سوال تو یہ ہے اور اگر فرض کیجئے کہ جتہ زینب کی یہ جلدی اور جس سے نکاح ہوا اس کی بے نظاری اُس بنا پر نہ تھی بلکہ واقعی یہی امر تھا کہ صرف یہی کفو خواستگار رہے بھتیجا وغیرہ یا تو خواستگار ہی نہیں یا ہیں تو کفو نہیں، اور یہ کفو اپنی کسی ضرورت کے باعث اس درجہ مستعجل ہے، زید نے کہ خط لکھا اس وقت کوئی کفو خواستگار نہ تھا، اب اگر اُسے اطلاع ہو کہ یہ موقع یا تھ آیا اور ایسا خواستگار پایا یا عجب نہیں کہ وہ بھی رضا مند ہو مگر بے مہلتی کے باعث خط یا آدمی بھیج کر دریافت کرنے کا وقت کہاں انتظار میں کفو فوت ہو گا زینب کو ضرر پہنچنے کی الواقع اگر حالت یہ تھی تو بیشک زید کی غیبت پر غیبت منقطعہ کی تعریف مذکور صادق نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ اب جو ولی حاضر درجاء ولایت میں اُس کے بعد ہے اُس نے ولایت پائی، اب اول تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نکاح میں زینب کے مہر مثل میں کی فاحش تو نہ ہوئی مثلاً اُس کا مہر مثل پچاس ہزار تھا پچیس ہزار بندھے، اگر ایسا ہے تو یہ نکاح مطلقاً باطل محض ہوا کہ اب باپ بھی جائز کرے تو جائز نہ ہوگا، مگر یہ کہ باپ کی غیبت منقطعہ میں زینب کا جہد صحیح ولی حاضر ہو جو اس سے پہلے کوئی نکاح اپنے کسی زیر ولایت کا ایسی بے شفقتی کا نہ کر چکا ہو، اور یہ نکاح دادی نے اُس کی اجازت سے کیا یا بعد وقوع اس نے جائز رکھا اور نافذ کر دیا اور اس اجازت سابقہ یا لاحقہ کے وقت نشہ میں نہ تھا البتہ جائز بلکہ لازم ہوگا کہ پھر کسی طرح رد نہیں ہو سکتا، مگر تقریر سوال سے زینب کا دادا موجود ہونا مفہوم نہیں۔ در مختار میں ہے:

لزمہ النکاح ولو بغین فاحش بنقص مہرہا
او بغیر کفو ان الولی المزوج ابا وجدا لم
يعرف منهما سوء الاختيار وان عرفت
لا يصح النکاح اتفاقاً وکذا لو کان سکران
او في الخیرية ومثل الوکالت السابقة
الاجازة اللاحقة۔^۱

اگر باپ یا دادا نکاح دینے والا ہو جس کے بارے
سوء اختیار معروف نہ ہو تو اس کا غیر کفو اور انتہائی
کم مہر سے کیا ہوا نکاح بھی لازم ہوگا، اور اگر وہ سوء اختیار
سے معروف ہوں تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا،
یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہوں تو بھی صحیح نہ ہوگا اور
خیرہ میں ہے، پہلی وکالت کی طرح ہی بعد والی
اجازت کا حکم ہے۔ (ت)

اور اگر یہ نکاح اس عیب سے بھی خالی ہے یعنی مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی تو اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ باپ اور
جتہ کے درمیان جس قدر اولیا ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ان میں سے کوئی موجود تھا یا نہیں، اگر تھا تو دادی نے

۱۹۲/۱	مطبوعہ مستبانی دہلی	باب الولی	لے در مختار
۲۵/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاکفار	لے فتاویٰ خیرہ

اُس سے اجازت لے لی تھی یا نہیں، اگر نہ لی تھی تو بعد وقوعِ نکاح قبل واپسی پر اُس نے اجازت دے دی تو بیشک یہ نکاح صحیح و نافذ ہوگا کہ باپ اُسے رد نہیں کر سکتا۔

فی فتح القدیر ولو حضر الاقرب بعد عقد فتح القدیر میں ہے کہ اگر ابعد کے نکاح کو فینے کے بعد اقرب آجائے تو ابعد کے نکاح کو رد نہ کر سکے گا اگرچہ اقرب کے واپس آنے پر اس کو ولایت لوٹ آئی ہے۔

مگر یہ ولی جس نے اول یا بعد اجازت دی اگر زینب کا دادا نہیں جیسا کہ صورت سوال سے بھی ظاہر ہے تو یہ نکاح اُس کی اجازت سے نافذ سہی لازم اب بھی نہ ہو اگر زینب کو بعد بلوغ اختیار ملے گا کہ اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغہ ہوتے ہی فوراً اور نہ بلوغ کے بعد جس وقت خبر ملے اُسی وقت معاً اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ اس صورت میں حاکم اس نکاح کو فسخ کر دے گا اگرچہ پیش از بلوغ زینب بمبستری بھی واقع ہوئی ہو مگر از انجا کہ زینب دوشیزہ ہے ویرنگانے کا اختیار نہ ہوگا اگر پہلے سے خبر ہے تو بالغہ ہونے پر ورنہ خبر پانے پر بلا عذر و ضرورت ایک لمحہ کی دیر کرے گی تو اختیار ساقط اور نکاح لازم ہو جائے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے ناواقف ہو اور انجافی کے سبب فوراً مبادرت نہ کی ہو اور مختار میں ہے۔

ان كان المن وج غير الاب وابيه ولو الام من كفو وبمهر المثل صم ولكن لصغير وصغيرة خييار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعد بشرط القضاء للفسخ و بطل خييار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة باصل النكاح ولا يستد الى اخرا المجلس و ان جهلت به آه ملتقطا۔

نکاح کا علم رکھتی ہو اور عاقلہ ہو، اس کا یہ اختیار مجلس علم کے آخر تک باقی نہ ہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے جاہل ہو، اھ ملتقطاً (ت)

اور اگر دادی سے بالاتر ولی موجود تھا باپ کے آنے سے پہلے اس نے رد کر دیا تو باطل ہو گیا باپ کو فسخ

کی کیا حاجت ، اور اگر ہنوز نہ اُس ولی نے اجازت دی نہ روکیا تھا کہ زید آگیا تو اب وہ توقف اس ولی سے منتقل ہو کر خود زید کی اجازت پر رہے گا اگر رو کر دے گا اسی وقت باطل ہو جائے گا۔

فی الدر المختار وتبيين الحقائق للمصنف
الزيلي واللفظ له وعنه في الهندية
تبطل ولاية الأبعد بمجيئ الأقرب لا ما عقد
لا نه حصل بولاية تامة -

در مختار اور تبیین الحقائق امام زلیعی میں ہے زلیعی کی
عبارت میں ، اور ہندیہ میں زلیعی سے منقول کہ اقرب کے
واپس آنے پر البعد کی ولایت باطل ہو جائے گی اور
ابعد کا کیا ہوا نکاح باطل نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کی کامل
ولایت میں حاصل ہے۔ (ت)

تنبیہ نفس : اقول وبالله التوفیق ، یہ تمام کلام فقیر غفرلہ تعالیٰ لہ نے کلمات علمائے کرام کے اُس ظاہری مفاد پر مبنی کیا کہ بادی النظر میں اذیان عامہ اس طرف جاتیں اور اگر حق تحقیق و عین تدقیق چاہئے تو نگاہ مقصود شناسی جزم و قطع کے ساتھ اُسی ابتدائی بات پر حکم کرے گی جسے ہم نے اولاً ظاہر صورت سوال بنا کر دوبارہ فرضا اس سے تنزل کیا تھا یعنی اس غیبت کا غیبت منقطع نہ ہونا اور ولایت پدر کا بدستور باقی رہنا اور اگر یہ نکاح منعقد واقع ہوا تو مطلقاً بلا استثناء ہر حال و ہر صورت میں اجازت ولی اقرب پر توقف پانا اور اس کے رد کئے سے فوراً رد ہو جانا ، جب مذہب محمد میں بیابکار اس پر گھڑی کہ ولی اقرب کے ایاب و جواب کے انتظار میں کفو فوت ہوتا اور موقع یا تھ سے نکلا جاتا ہو کیا معلوم پھر کفو ملے یا نہیں تو یہ بات ہمارے اعصار و امصار میں کنواری لڑکیوں کے حق میں جبکہ ولی اقرب کا پتا معلوم اور وہاں تک ڈاک کی آمد و رفت بے وقت مرسوم ہو متصور نہیں ، ادھر تو ازمنہ سابقہ میں نہ راہیں ایسی آسان تھیں نہ ڈاک کے ایسے انتظام ، مدتوں میں منزلیں ملے ہوتیں ، خط جاتا تو آدمی لے جاتا ، پھر تنہا کی گزر و شمار ، نہ ہر وقت قافلے میسر نہ ہر شخص قاصد بھیجنے پر قادر ، ادھر اُن بلا و طیبہ میں نکاح کی یہ رسم کہ آج خطبہ ہوا کل نکاح ہو گیا ، دو ایک روز کی دیر لگی تو دوسری جگہ موجود۔ یہاں یہ رواج کہ مہینوں میں منگنی ، مدتوں میں بیاہ ، بات ٹھہرتے ٹھہرتے سال پلٹ جاتیں ، اگر خوش قسمتی سے دو چار مہینے کی آمد و رفت پیام سلام میں کسی کا نکاح ہو گیا تو لوگ تعجب کرتے ہیں کہ بین جھٹ منگنی پٹ بیاہ ۔ پھر خطوط کی آمد و رفت وہ کہ تیسرے دن کلکتہ خط پہنچے چوتھے دن بمبئی ، وہ کون سا جلد باز ہوگا کہ آج پیام دے اور آج ہی نکاح چاہے ایک ہفتہ کا انتظار ہو تو نکاح ہی نہ کرے یا صبح و شام دوسری جگہ نکاح ہو جائے ، ہندوستان کی لڑکیاں سہل نہیں ملتیں ایک ایک بڑھیا کے منہ سے سُن لیجئے کہ میاں لڑکیاں آندھی کی بیر تو نہیں ، نہ جوتیاں

لے فتاویٰ ہندیہ باب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۲۵۵/۱
تبیین الحقائق باب الاولیاء واکفہ مطبوعہ امیر کبریٰ مصر ۱۲۴/۲

ٹوٹیں، نہ چادریں پھٹیں، کیا کوئی پچھٹ سے ہاں کہہ دیتا ہے، تو مقاصد علماء پر نظر شاہد عدل کہ یہاں غیبت منقطع وہی کہی جاسکتی ہے کہ یا تو ولی اقرب کا پتا نہ معلوم ہو آخر بے نشان کا کب تک کوئی انتظار کرے یا کسی ایسے دور دراز ملک غیر میں جہاں ڈاک پرائمیاں نہ ہو خطوط جاتیں اور پتا نہ چلے آدمی بھیجو تو صرف کثیر، دو ایسی صورتوں میں کفو کا یہ عذر ہو سکتا ہے کہ کب تک بیٹھیں، اور ممکن کہ زبان نہ دو تو انتظار میں وہ مدتیں گزریں کہ دوسری جگہ اس کی ٹھیک ٹھاک ہو جائے ورنہ ہندوستان بلکہ آج کل برہما میں بھی جو موجود اور پتا معلوم ہے اُس کی نسبت عادتہ کوئی کفو یہ تقاضا نہ کرے گا کہ ہم آٹھ دس روز کا انتظار ہرگز نہ کریں گے کرنا ہے تو آج کو دو، اور بالفرض کوئی زبان دینے میں جلدی بھی کرے تو یہاں کفو کی روک تھام کے لئے منگنی وہ عمدہ صیغہ ہے جس سے اُس کا اطمینان ہو جائے اور رائے ولی اقرب فوت نہ ہونے پائے، منگنی کے بعد مدتوں دونوں طرف ساز و سامان کی درستی میں گزرتے ہیں بلکہ یہاں کے رواج سے اپنی منگیت کو بھی من وجہ گویا اپنی ناموس جانتے اور دوسری جگہ اس کے نکاح سے بُرا مانستے اور اُس کے انتظار میں سال گزارتے ہیں منگنی کے بعد خدا جانے کتنی بار ولی اقرب کی رائے لے سکتے ہیں اُس کے جواب ملنے تک انتظار نہ ہونا کیا معنی، یہ عذر مصنوعہ وہیں پیش ہوگا جہاں اپنی اغراض فاسدہ سے ولی اقرب کے خلاف رائے بالا بالا کارروائی کرنی ہوگی جو شرع مطہر کے بالکل نقیض مراد ہے اور اس کی توسیعوں میں انہیں آفات کا دروازہ کھلنا جو ابھی ہم ذکر کر آئے، شاید شاذ و نادر برخلاف عادت ملک اگر کہیں ایسی جلدی پائی جائے تو اسویرہ نادرہ جہاں اس کا حکام فقہیہ نہیں ہو سکتے بلکہ عادت شائع پر حکم دینا واجب،

کما تصواعلیہ فی غیر ما مسألة منها مسألة دخول النساء الحمام فی الدار المختارہ وغیرہ ومنہا مسألة جوار الحرمین فی فتح القدیر ومنہا مسألتنا ہذا بناء علی ما کان معہا اذا عندہم علی خلاف ما ہو العادة عندنا فیہ ایضاً الی غیر ذلک مما لا یخفی علی من خدم کلماتہم الطیبۃ۔

جیسا کہ انہوں نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ حمام میں عورتوں کے داخلہ کا ہے جس کو در مختار وغیرہ میں بیان کیا ہے، انہی مسائل میں سے فتح القدیر میں حرمین شریفین میں رہائش کا مسئلہ ہے، ان مسائل میں سے ایک یہ ہمارا مسئلہ جو ان کی عادت کے مطابق تھا اور ہماری عادت کے خلاف ہے، اس کے علاوہ اور بھی ہیں جو کہ فقہاء کے

کلمات طیبہ پر اطلاع رکھنے والا جانتا ہے۔ (ت)

بلکہ انصافاً وہ علماء بھی جنہوں نے مسافت قصر اختیار فرمائی، اگر ریل اور ڈاک اور یہاں کے عادات ملاحظہ فرماتے ہرگز حکم نہ دیتے، بریلی کا ساکن مراد آباد تک گیا اور اس کی ولایت اپنی اولاد پر سے سلب ہوئی جس کے دن میں دو پھیرے ہو سکتے ہیں بالکل جب مدار کار انتظار کے سبب فوت کفو پر پھڑپھڑا تو اس مناسط کا تحقق ضروری،

جب تک یہ حالت نہ ہو غیبت منقطع ہرگز نہیں، اس پر نظر کامل رکھنا اور اصحاب اغراض کے فریبوں سے بچنا لازم، ومن لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل (جو اپنے زمانہ کے عرف سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے۔ ت) ہاں کوئی بیوہ بن رسیدہ یا ختیار خود کسی سے شرعی نکاح خالی از رسوم کر لینا چاہے تو وہاں جلدی مقصور، وہ اول تو ہندیوں کی عادت نہیں اور ہوبھی تو ہماری بخت خاں کی یہاں کلام قاصرہ میں ہے اور قواصر کے باب میں ضرور وہی عادت، لہذا فقیر ان ضرور مذکورہ بالا کے سوا یہاں غیبت منقطع کے حکم پر زہار جبارت روا نہیں رکھتا، یہ بعونہ تعالیٰ فقہ انیتی و حق تحقیق ہے،

وبالله التوفیق وهدایۃ الطریق والحمد لله
والله سبّحہ وتعالیٰ اعلم۔
اللہ تعالیٰ کی مدد سے توفیق اور راستہ کی راہنمائی ہے
الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعین آمین۔
سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴۳ کلکتہ و حرم تلا شریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک لڑکی بعمرتہ سال تھی زید نے اس کی منگنی عمرو سے کر دی، بعدہ زید کا انتقال ہو گیا، جب لڑکی تیرہ برس کی ہوئی تو کوئی عداوت بلوغ کی اُس سے ظاہر نہیں، زید کے پدر خاص نے لڑکی کی عدم موجودگی میں اُس کا نکاح عمرو سے کر دیا، چار مہینے کے بعد زید متوفی کے چچائے لڑکی کی موجودگی میں اُس کا نکاح عقد بکر سے کر دیا بخیاں اُس کو بالغہ ٹھہرانے کے، مگر کوئی نشانی بلوغ کی آج تک لڑکی سے ظاہر نہیں، اس صورت میں شرعاً کون سا نکاح معتبر ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

یقینہ نام بالغہ کا سب سے زیادہ ولی اقرب و اقدم اُس کا حقیقی داد یعنی اُس کے باپ کا باپ ہے، اُس کے ہوتے باپ کے چچا خواہ کسی شخص کو کچھ اختیار نہیں ہے، اُس کے دادا کا کیا ہوا نکاح کسی کے رد کے رد نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر وہ خود بالغہ ہو کر اُس نکاح کو رد کرے ہرگز رد نہ ہوگا، نہ ولی کے نکاح کرتے وقت نابالغہ کا موجود ہونا درکار ہے کہ نابالغ پر ولایت جد جبری ہے اور اُس کا حاضر ہونا نہ ہونا سب یکساں، تو اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ نابالغہ اس چار مہینے میں بالغ ہو گئی اور باپ کے چچائے اُس کی موجودگی میں اس کی رضا سے اُس کے بالغہ ہونے پر اُس کا نکاح بکر سے کر دیا جب بھی یہ نکاح محض باطل و نامعتبر ہے، وہ لڑکی عمرو کی زوجہ ہے جب تک موت یا طلاق نہ ہو، دوسرے سے اُس کا نکاح نہیں ہو سکتا، قال اللہ تعالیٰ والمحصنت من النساء (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور آزاد پاکیزہ عورتیں۔ ت) رد المحتار میں ہے:

لزمہ النکاح بلا توقف علی اجازۃ احد و
بلا ثبوت خیاس فی تزویج الاب والجد الخ
باپ یا دادا کے دئے نکاح کسی کی اجازت پر موقوف
ہوئے بغیر اور ثبوت خیاس بلوغ بغیر فوراً نافذ اور لازم
ہو جاتے ہیں۔ (ت)

واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔
مسئلہ ۳۴۴ از اوجین حویلی میر صاحب مسئلہ مرزا مختار علی بیگ صاحب وکیل ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی اللہ علیہ جہام نے اپنی دختر زیتون کا نکاح ۱۲۰۶ھ میں مسمی احمد
قوم جہام سے کہ اللہ علیہ کا ہم قوم و رشتہ دار ہے کیا، وقت نکاح زیتون چار پانچ سال کی تھی، اب ۱۲۱۵ھ میں جبکہ
زیتون قریب ۱۳ یا ۱۴ سال کے ہوئی، احمد نے رخصت چاہی، اللہ علیہ نے انکار کیا، احمد نے فوجداری میں نمائش
کی، اللہ علیہ نے عذر کیا کہ داماد میرا نامرد ہے، ہجڑوں میں گاتا بجاتا ہے اگر ڈاکٹر اس کا مرد ہونا تحریر کر دیں تو
رخصت میں عذر نہیں، ڈاکٹر نے بعد معائنہ ظاہر کیا کہ احمد کے اعضائے تناسل کو حالت تندرستی میں پایا ہنوز
فوجداری سے حکم اخیر نہ ہوا تھا کہ اللہ علیہ نے دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح ان وجوہ پر کیا کہ وہ نامرد ہے ہجڑوں کے
افعال قبول کر کے حالت شرمناک اختیار کر لی ہے میری برابری کا نہ رہا زیتون کا نکاح نابالغی میں ہوا ہے فسخ
قرار دیا جائے، احمد کو ان الزاموں سے قطعی انکار ہے، جہانگیر سے شہادتیں اپنے اپنے موافق گزریں، اگر
بالفرض الزامات نامردی وغیرہ تسلیم بھی کر لئے جائیں تو ایسی صورت میں حسب استغاثہ پدر زیتون یا زیتون کا نکاح
فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں یا خود بخود بوجوہات منظرہ پدر زیتون نکاح فسخ ہے اور دعویٰ منجانب پدر زیتون بوجہ اس
کے کہ عمر زیتون ۱۳، ۱۴ سال کی ہے جائز ہے یا نہیں یا ایک سال قمری کی مہلت تاریخ یکجا ہونے زن و شو
سے دی جائے گی اور زوجہ رخصت پر مجبور کی جائے گی یا نہیں اور عہد بستی احمدہ زیتون کی کرائی جائے گی یا
نہیں؟ بینوا تو بڑا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں پدر زیتون کا دعویٰ اصلاً قابل سماعت نہیں، زنانوں کے افعال کر لینا اگرچہ
مستقط کفارت ہے مگر کفارت وقت نکاح درکار ہے بعد نکاح شوہر کیسے ہی شرمناک افعال اختیار کرے
نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ در مختار میں ہے،

الكفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد
نکاح کے ابتداء میں کفو کا اعتبار ہوتا ہے، اس کے

فلا یضربوا الہا بعدہا فلوکان وقتہ کفوۃ
ثم فجر لم یفسخہ۔
بعد کفو کے زائل ہونے سے کوئی ضرر نہیں، اگر نکاح کے
وقت کفو تھا پھر فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔

رہا دعویٰ نامردی وہ بھی منجانب پدر زیتون اصلاً مسموع نہیں کہ اگر زیتون ہنوز نابالغ ہے جب تو یہ دعویٰ
دائر ہی نہیں ہو سکتا کہ اس دعوے کے لئے عورت کا بالغ ہونا شرط ہے، اور اگر بالغ ہے تو خود زیتون کا مدعیہ
ہونا درکار، باپ کو دعویٰ کا کوئی حق نہیں۔ درمختار میں ہے،

فرق المحاکم بطلبہا الوحرة بالغۃ۔
اگر عہہ بالغ ہو تو اس کے مطالبہ پر حاکم تفریق
کردے گا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

فلوصغیرۃ انتظر بلوغہا فی المحبوب والعنین
لاحتمال ان ترضی بہما بحر وغیرہ۔
اگر نابالغ ہو تو اس کے بلوغ تک نامرد اور شرمگاہ
کئے ہوئے خاوند کے معاملہ میں انتظار کیا جائیگا
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد اس پر راضی
ہو جائے، بحر وغیرہ (ت)

نیز درمختار و ردالمحتار میں ہے،

طلبہا یتعلق بالجمیع ای جمیع الاعمال
وہی فرق واجل وبانت ح عن النہر۔
عورت کے مطالبہ کا تعلق تمام افعال یعنی تفریق اور
مہلت سے ہے، اس پر وہ بابت ہو جائے گی،
نہر سے منقول ہے۔ (ت)

اور اگر فرض کیا جائے کہ زیتون نے خود ہی بعد بلوغ دعویٰ کیا پدر زیتون محض وکیل ہے جب بھی ہنوز کہ رخصت تک
نہ ہوئی زن و شوہر میں ہمبستری واقع نہ ہوئی طلب فسخ کا کوئی محل نہیں، حکم شرعی یہ ہے کہ عورت شوہر سے ہمبستر
ہو، اگر شوہر اس پر قدرت نہ پائے تو اس وقت دعویٰ کرے جب حاکم کو ثابت ہو کہ فی الواقع اس نے قدرت
نہ پائی تو اس کے بعد حاکم شرع شوہر کو ایک سال کامل کی مہلت دے اور اس مدت میں عورت کو اس سے جدا

۱۹۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الکفارة	۱۔ درمختار
۲۵۴/۱	" " "	باب العنین وغیرہ	۲۔ "
۵۹۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	" " "	۳۔ ردالمحتار
۵۹۶/۲	" " "	" " "	۴۔ "

رہنے کا کوئی حق نہیں، جتنے دنوں خود اس سے جدا رہے گی مدت میں مچرانہ ہوں گے، سال گزرنے پر بھی اگر قدرت نہ پائے تو عورت پھر دعویٰ کرے اور حاکم پھر ثبوت قدرت نہ پانے کا لے اگر ثابت ہو جائے تو عورت کو اختیار دے کہ خواہ شوہر کے پاس رہنا پسند کرے یا اس کے نکاح سے جدا ہونا، اگر عورت فوراً فوراً بلا توقف جدا پسند کر لے تو حاکم شوہر کو طلاق کا حکم دے وہ نہ دے تو آپ تفریق کر دے، اور اگر عورت ذرا بھی اختیار جہدائی کے اظہار میں تاخیر کرے تو دعویٰ باطل اور اختیار زائل۔ درمختار میں ہے :

ووجدته عیننا اجل سنة قمرية ورمضان
وايام حیضها منھا لامدة غیبتها ومرضه
ومرضها فان وطئ مرة فیھا واکابانت بالتفریق
من القاضی ان ابی طلاقھا بطلبھا وبطل حقھا
لو وجد منها دلیل اعراض بان قامت مست
مجلسھا او اقامھا اعوان القاضی او قام
القاضی قبل ان تختار شیئاً لامکانه مع القیام
اھ مختصراً۔

بیوی مرد کو نامزد پائے تو ایک سال بحساب قمری سے
مہلت دی جائے گی، رمضان اور حیض کے دن بھی اس
میں شمار ہوں گے، اور عورت کے غیر حاضر ہونے اور
مرد یا بیوی کے مرض کے دن گنتی میں شامل نہ ہوں گے
اس مدت میں خاوند نے ایک دفعہ بھی وطی کر لی تو
بہتر، ورنہ سال کے بعد تفریق پر بیوی بائند ہو جائیگی
تفریق قاضی کرے گا، جب خاوند بیوی کے مطالبہ
پر طلاق دینے سے انکار کر دے اور بیوی کا مطالبہ

تفریق باطل ہو جائے گا جب اس سے کوئی بھی ایسی دلیل پائی جائے جس سے مطالبہ سے اعراض سمجھا جائے
جیسا کہ بیوی مطالبے کی مجلس سے اٹھ کر چلی جائے، یا قاضی کا عملہ اس کو قائم رہنے پر مجبور کر دے، یا قاضی کی
موجودگی میں وہ فیصلہ کر سکتی تھی اس کے باوجود وہ فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ قاضی اٹھ گیا اھ مختصراً (ت)
پس صورت مستفسرہ میں پدر زیتون رخصت کر دینے اور زیتون ہم بستری پر مجبور کی جائے گی، اُس کے
بعد اگر نامزدی پائے تو طریقہ مذکورہ عمل میں لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۵ ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بالغ ہے اور اُس کا باپ دادا چچا بھائی وغیرہ
نہیں ایک مامول ہے، اُس نے عورت سے اذن نکاح کا نہ لیا، باہر سے باہر دو گواہ کر کے نکاح کر دیا، یہ
نکاح ہوا یا نہیں؟ دوسری ایک عورت بالغ ہے اس کی ماں موجود ہے نہ عورت نے اذن دیا نہ اُس کی
ماں نے، بلکہ سوتیلے باپ نے نکاح کا اذن دیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بیٹو اتو جروا

الجواب

دونوں صورتوں میں جبکہ عورتیں بالغہ ہیں اور ان سے بغیر اذن لئے نکاح کر دئے گئے تو وہ نکاح ان عورتوں کی اجازت پر موقوف رہے، اگر انہوں نے خبر سن کر جائز رکھے جائز ہو گئے اور اگر رد کر دئے رد ہو گئے، اور اگر اب تک ساکت ہیں نہ رد کئے نہ جائز رکھے تو اب انہیں اختیار ہے چاہے جائز کریں چاہے باطل۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۶ از کان پور مدرسہ احسن المدارس مسئلہ محمد عبدالحکیم صاحب ۱۳ رجب ۱۳۱۶ھ

چر می فرمایند علمائے محققین و فضلاء محققین اندر کیا فرماتے ہیں علمائے محققین اور فضلاء محققین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھائی موجود ہونے کے باوجود حقیقی چچا نے لڑکی سے نکاح کی اجازت طلب کی جبکہ لڑکی باکرہ بالغہ ہے اور اجازت کے وقت خاموش رہی، اس خاموشی کو چچا نے اجازت سمجھ کر بطور وکالت اس کا نکاح کسی سے کر دیا خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہے تو یہ نکاح باطل ہو گا یا کیا صورت ہو گی؟ بینوا تو جروا۔

بینوا تو جروا۔ (ت)

الجواب

سکوت بکرہ بچائے اذن داشتہ اند در آن صورت ست کہ استیذان خود ولی اقرب یا وکیل یا رسول او کرده باشد کما فی الدر وغیرہ اینجب کہ استیذان ولی ابعدا بحال قیام اقرب کرده است اگر نہ بروجر وکالت و رسالت از اقرب بود بسکوت زن اصلاً کارے نکشود نکاح نکاح فضولی شدہ بر اجازت زن موقوف ماند اگر پیش ازین خلوت یا اجازتے دیگر قولاً یا فعلاً یا سکوتاً چنانکہ در فتاوائے خود وجہ آنہا روکشن کردہ ایم از ذن قولے یا فعلے منظر رد نکاح بمیان نیامدہ بود و ایں خلوت برضائے او

باکرہ کی خاموشی وہاں اجازت قرار دی جاتی ہے جب اجازت طلب کرنے والا خود ولی اقرب ہو یا اس کا وکیل یا قاصد ہو، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے، یہاں کی صورت میں ولی ابعدا نے اجازت ولی اقرب کی موجودگی میں طلب کی ہے تو اگر اس نے ولی اقرب کی وکالت یا قاصد ہونے کی حیثیت سے اجازت نہ طلب کی ہو تو اس صورت میں باکرہ کی خاموشی رضا کے لئے کارآمد نہیں ہے، یہ نکاح نکاح فضولی ہو ا جو کہ عورت کی اجازت پر موقوف تھا، اگر باکرہ نے خلوت سے قبل قولاً یا فعلاً یا خاموش رہ کر کسی قول یا

رُوئے نمود نکاح موقوف نفاذ یافت فی الدر المختار
ان استأذنها غیر الاقرب کولم بعید
فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول او ما هو
فی معتاد من فعل یدل علی الرضا کتکلیفها
من الوطن (ملخصاً) و فی رد المحتار عن الظہیریۃ
لو خلا بها برضاها هل یکون اجازة
لا مروایة لهذه المسألة و عندی ان هذا
اجازة اھ قال فی البزازیة الظاہر انہ
اجازة اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور رد المحتار میں ہے جو بحر سے منقول انہوں نے ظہیریہ سے نقل کیا کہ اگر لڑکی کی رضا مندی سے خلوت کی ہو تو کیا
یہ رضا ہوگی، تو اس مسئلہ میں روایت نہیں ہے، جبکہ میرے نزدیک یہ اجازت ہے اھ، اور فرمایا کہ بزازیہ میں
ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہے اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴۴ از عظیم آبادیہ کلمہ مرسلہ جناب مولانا قاضی عبد الوحید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
سلخ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ

عمر و نامی ایک شخص بوقت انتقال اپنے، ایک لڑکی ہندہ نامی، ایک بی بی زبیدہ، ایک بھائی حقیقی خالدہ
ایک بھائی علانی بجز چھوڑا۔ ہندہ ہمراہ اپنی مادر اور نانی کے پرورش پاتی رہی، اب وہ بالغ ہے سن اُس کا
زائد چودہ سال سے ہے، ہندہ کی ولایت کا سارٹیفکیٹ گورنمنٹ سے ہندہ کی ماں کو ملا ہے، اس وقت
سبک ہندہ نے مادر و نانی کے مکان میں ابتدائے پیدائش سے رہ کر پرورش و تعلیم پائی ہے، خالدہ نے یعنی
چچا حقیقی ہندہ کے براہ چالاکی و بخیال نفع معاش بلا علم و رضا مندی ہندہ و چچا علانی و مادر و نانی وغیرہ کے
ایک شخص غیر کے مکان میں اپنے بیٹا سے بولایت اپنے ایک شخص کو وکیل مقرر کر کے ہندہ کا عقد کر دیا ہے اور کوئی
خبر ہندہ کو نہیں دی گئی، جس وقت ہندہ کو افواجا خبر نکاح کی پہنچی اُسی وقت اُس نے نکاح کو نا منظور کیا اور بہت
بیزار ہوئی، علماء بدلائل کتاب جواب سے سرفراز فرمائیں، فقط

الجواب

شرعاً عورت کے بالغ ہونے کے لئے پندرہ سال کامل کی عمر ضرور ہے یا اس سے پہلے حیض وغیرہ

۱۹۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	لے در مختار
۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	لے رد المحتار

علامات کا ہونا بغیر اس کے صرف چوکڑہ سال سے زیادہ عمر ہونا کافی نہیں۔ ہاں نو سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک جو عورت کے لئے امکان و احتمال بلوغ کی عمر ہے اگر عورت اپنا بالغ ہونا ظاہر کرے تو بے حجت شہادت بغیر قسم لئے اس کا قول مان لیا جائے گا جبکہ اُس کے جسم و قویٰ کی حالت اس دعوے کی تکذیب نہ کرتی ہو، اور وہ بالغ ہونے کی وجہ بھی بیان کرے، یعنی مثلاً کہ مجھے حیض آیا، خواب میں احتلام ہوا اُس سے میں نے اپنا بلوغ جاننا۔ خالی دعوے بے بیان معنی بلوغ مقبول نہیں، اور اگر بدن و قویٰ کی حالت ظاہرہ قابلیت بلوغ نہ بتاتی ہو تو اُس کا دعویٰ اصلاً مسموع نہ ہوگا جب تک دلیل شرعی سے بلوغ ثابت نہ ہو، یہی احکام بارہ سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک پسر کے لئے ہیں۔

فی الدر المختار بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والامزال والجارية بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد شیء فحتى یتم لكل منهما خمس عشرة سنة به یفتی وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنین ہو المختار فان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقات لم یکذبهما الظاهر وهوان یکون بحال یحتمل مثله و الا لا یقبل قوله شرح وهبانية وفي الشرنبلالية یقبل مع تفسیر کل بما ذا بلغ بلا یمین ام مختصرا وفي رد المحتار عن جامع الفصولین عن فتاویٰ الفسفی عن القاضی محمود السمرقندی ودر مختار میں ہے کہ لڑکے کا بلوغ احتلام، حاملہ کر دینا اور انزال ہے، اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور اس کا حاملہ ہونا ہے۔ اگر دونوں کے لئے مذکورہ علامات میں سے کوئی نہ پائی جائے تو بلوغ ہر ایک کی عمر کے پندرہ سال پورے ہونا ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ اور لڑکے کے بلوغ کے لئے کم از کم بارہ سال اور لڑکی کے لئے کم از کم نو سال کی عمر ہے، یہی مختار ہے۔ اگر یہ عمر پوری ہو جائے تو ان کا کہنا کہ ہم بالغ ہیں تسلیم کیا جائے گا بشرطیکہ کوئی ظاہر امر ان کی بات کو نہ جھٹلائے، مثلاً یہ کہ ان جیسے عمر والوں کو احتلام ہو سکتا ہو، ورنہ ان کی بات قبول نہ کی جائے گی۔ شرح وہبانیہ و شرنبلالیہ میں ہے کہ ان کی بات بلوغ کی علامت کی وضاحت کرنے پر تسلیم کی جائے گی اور قسم نہ لی جائے گی اھ مختصراً، اور رد المحتار میں جامع الفصولین کے حوالے سے فتاویٰ نسفی سے منقول قاضی محمود سمرقندی کے بارے

ان مراہقا اقر فی مجلسہ ببلوغہ فقال بما
ذا بلغت قال باحتلام قال فماذا سأیت بعد
ما انتبہت قال الماء قال ای ماء فان السماء
مختلف قال المني قال ما المني قال ماء الرجل
الذي يكون منه الولد قال علی ما اذا احتلمت
علی ابن اوبنت او امان قال علی ابن فقال
القاضی لا بد من الاستقصاء فقد یلقن
الاقرار بالبلوغ کذا قال شیخ الاسلام هذا
من باب الاحتلام وانما یقبل قوله مع التفسیر
وکذا جارية اقرت یحیض ۱۰۰

میں حکایت کی ایک قریب البلوغ نے ان کی مجلس میں
اپنے بالغ ہونے کا اقرار کیا تو قاضی نے پوچھا تو کیونکر
بالغ ہوا، اس نے جواب میں احتلام کا ذکر کیا تو اس پر
قاضی نے پوچھا کہ تُو نے نیند سے بیدار ہو کر کیا دیکھا تو
جواب میں کہا کہ تری دیکھی، تو پھر سوال کیا کہ رطوبت تو
کسی قسم کی ہوتی ہے تُو نے کون سی دیکھی ہے، تو اس نے
کہا منی دیکھی ہے۔ پھر سوال کیا کہ منی کیا ہوتی ہے،
تو جواب میں کہا کہ مرد کا دھ پانی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔
تو سوال کیا کہ تجھے احتلام میں کیا شکل نظر آئی جس پر
تجھے احتلام ہوا، لڑکی، لڑکا، گدھی وغیرہ کیا تھا، جواب

میں کہا کہ لڑکا تھا، تو قاضی محمد سمرقندی نے کہا کہ یوں پورے سوالات کرنے ضروری ہیں کیونکہ کبھی کسی کے سکھانے پر
جھوٹا اقرار کر دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے کہا یہ احتلام کے بارے میں تفسیر ہے۔ اگر لڑکی حیض کے ذریعہ بلوغ کا
اقرار کرے تو پھر بھی ایسے ہی اس سے تفسیر کرائی جائے گی۔

پس صورت مستفسرہ میں اگر وقت نکاح ہندہ کا بلوغ ثابت ہو خواہ شہادت شرعیہ خواہ ہندہ کے بیان
مفصل سے جسے ظاہر حال ہندہ مکذیب نہ کرتا ہو، نہ صرف اتنی بات سے کہ اس کی عمر چودہ سال سے زائد
ہے، تو بیشک اس پر چچا خواہ ماں کسی کی ولایت جبریہ نہ تھی اس کا نکاح بے اس کی اجازت کے نافذ نہیں
ہو سکتا، جب اس نے خبر پا کر نامنظور کیا رد و باطل ہو گیا،

فی الدر المختار الولاية نوعان ولاية نذب
على المكلفة ولو بکراه ولایة اجبار على الصغیرة
ولو ثبناً وفيه بلوغا فرددت ثم قالت
راضیت له یجوز لبطلانه بالردۃ

ہے کہ اگر بالغہ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے نکاح کو رد کر دیا بعد میں اس نے کہا کہ میں راضی ہوں تو

۱۰ در المختار کتاب الحج فصل فی البلوغ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹۴/۵

۱۱ در مختار باب الولی مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۹۱/۱

۱۲ ۱۹۲/۱

نکاح جائز نہ ہو گا کیونکہ پہلے رد کر چکی جس کی وجہ سے نکاح باطل ہو چکا ہے۔ (ت)
 اور اگر اُس وقت ہندہ بالغ نہ تھی اگرچہ بعد نکاح متا بلوغ ہو گیا ہو تو بلاشبہ اس کا ولی شرعی وہی علم حقیقی
 تھا اُس کے ہوتے ماں یا علاقائی چچا کوئی چیز نہیں، نہ ساری تفکیک شرعاً کچھ اثر رکھتا ہے۔
 فی الدس المختار الولی فی النکاح العصبۃ در مختار میں ہے کہ نکاح کا ولی عصبہ وراثت اور حجب
 علی ترتیب الاسرث والحجب فان لم کی ترتیب پر بنتے ہیں، اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ماں
 یکن عصبۃ فالولاية للام۔ (ت) ولی ہے۔ (ت)

اس حالت میں یہ چچا کا بیٹا جس کے ساتھ چچا نے اس نابالغہ کا نکاح کر دیا، اگر مذہب یا اطوار یا پیشے وغیرہ کی
 رو سے ایسا نقص رکھتا ہو جس کے سبب اُس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہونا عرفاً موجب عار ہو یا چچا نے ہندہ کے
 مہر مثل میں کمی فاحش کی مثلاً مہر مثل ہزار روپے کا تھا یا نسو باندھا تو ان صورتوں میں وہ نکاح سرے سے
 مردود و باطل محض ہو اور ان نقائص سے پاک تھا تو بیشک نکاح صحیح و نافذ ہو گیا جسے نہ ماں یا علاقائی چچا
 کی ناراضی سے ضرر نہ قبل بلوغ ہندہ کی نامنطوری و بیزاری کا اثر۔ ہاں بعد بلوغ اُسے اختیار ملے گا کہ نکاح سے
 ناراضی ظاہر کر کے حاکم شرع سے مجبور شو مہر نکاح فسخ کرالے۔

فی الذد المختار ان كان المزوج غير الغيب و ابیه لا يصح النکاح من غير كفوء او بغین
 فاحش اصلاً وان كان من كفوء بمهر المثل اور اگر كفوء میں اور مہر مثل سے ہو تو پھر نکاح صحیح ہو گا
 صحیح و لصغیر و صغیرۃ خیاس الفسینہ بالبلوغ اور لڑکے لڑکی نابالغہ کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب
 او العلم بالنکاح بعد بشرط القضاء للفسینہ نکاح کا علم ہو فسخ کا اختیار ہو گا بشرطیکہ فسخ قاضی
 احد مختصراً وفي سدا المختار فيه ایما کی نگرانی میں ہو، احد مختصراً۔ رد المحتار میں ہے کہ
 الى ان الزوج لو كان غائباً لم یفرق بينهما اس میں اشارہ ہے کہ اگر خاوند غائب ہو تو قاضی
 ما لم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نہ ہو فسخ کی کارروائی نہ کرے کیونکہ اس سے قضاء علی الغیب
 والله تعالیٰ اعلم۔ لازم آتی ہے، نہر۔ والله تعالیٰ اعلم (ت)

۱۹۳/۱	مطبوعہ مجتہدائی دہلی	باب الولی	لے رد مختار
۱۹۲-۹۳/۱	"	"	لے "
۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المختار

مسئلہ ۳۳۸ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

زید کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ قرار پایا تھا اور شرائط یہ تھیں کہ شرعی پیمبری نکاح و مہر باندھا جائے ہنگام نکاح پڑھانے کے کچھ حجت زیادتی مہر پر زید و عمر کے مابین ہوئی جس پر زید مجلس سے اٹھ کر مکان کو چلا گیا، عمر نے بجاالت غصہ و رنج کے اسی وقت ایک مؤذن سے کہا کہ تم میری لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دو، چنانچہ بکر اُس وقت مجلس میں موجود تھا، مؤذن صاحب نے جو کہ قاضی یا مولوی نہیں ہیں صرف تین کلمے پڑھائے اور ایجاب و قبول کرادیا، کوئی وکیل و گواہ نہیں تھا اور نہ مہر کی تعداد بکر کو بتائی، صرف یہ کہہ دیا کہ مثل لڑکی کی ماں کے مہر باندھا جائے، عمر کی لڑکی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ سال ہے، لڑکی کی ماں نے اور نہ خود لڑکی نے اجازت نکاح کی دی تھی صرف لڑکی کے والد نے اجازت نکاح کی بجاالت رنج و غصہ کے دی تھی، تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل مظهر کہ اُس جلسہ میں بہت آدمی تھے تو وہی سننے والے گواہ کافی تھے نکاح ہو گیا مگر عورت جبکہ بالغ ہے تو اگر باپ نے اُس سے اجازت خاص بکر کے ساتھ نکاح کر دینے کی یا مطلق نکاح کی نہ لی تھی تو نکاح عورت کی اجازت پر موقوف رہا اگر وہ جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا اگر وہ رد کر دے گی رد ہو جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۹ از کان پور نئی سڑک متصل گر جاگھر متصل مکان احسان اللہ وکیل ڈاکٹر اللہ یار خاں

مرسلہ خداداد خاں صاحب ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

جناب مولانا صاحب زیدت معالیکم فی الدارین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مجھے تعجب ہے کہ آج کل ندوہ کی ایسی خراب حالت کیوں ہو گئی، میں نے وہاں کے مفتی صاحب کے نام سے ٹکٹ رکھ کر ایک استفتا بھیجا مگر مطلقاً جواب نہیں دیا، اُن سے اگر اُس کا جواب نہیں ہو سکتا تھا تو واپس کر دینا چاہئے تھا نہ کہ دبائیٹھنا۔ افسوس علماؤں کا نام بدنام کرنے کو جلسہ قائم کیا گیا ہے بے شک صر

بدنام کنندہ نکو نامی چند

(نیک نامی کو بدنام کرنے والا)

میرا تو پہلے ہی سے ارادہ تھا کہ آپ کے پاس بھیجوں مگر غلطی ہوئی کہ وہاں بھیج دیا، خیر اب بعینہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ براہ نوازش جواب سے مشرف فرمائیے۔ جواب کے لئے ٹکٹ پیش خدمت ہے، زیادہ حدادب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا علاقائی بھائی اُس کی عینی ماں اور ماموں کے مقابلہ میں ولی جائز ہے یا نہیں، و بر تقدیر ولی جائز ہونے کے اُس کی عدم موجودگی میں بلا اطلاع و رضا لڑکی بالغہ کا غیر کفو کے ساتھ ماموں اور اس کی ماں کا عقد کر دینا کیسا ہے اور نیز لڑکی کی ماں اپنے شوہر کا متروکہ دین مہر میں پانچکی ہے۔ بینوا تو جردا۔

الجواب

صورتِ مستفسرہ میں اُس لڑکی کا ولی نکاح اس کا علاقائی بھائی ہے، ماں یا ماموں اس کے ہوتے کچھ استحقاق نہیں رکھتے،

فی الدر المختار والولی فی النکاح العصبۃ
بنفسہ فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام (الی)
قوله (ثم لذوی الامر حامد العمامات ثم
الاخوال الخ) ملتقطاً۔
در مختار میں ہے، نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ ہوتا ہے اگر
وہ نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو ہوتی ہے، انھوں نے
ذوی الارحام پھوپھیاں پھر ماموں تک کو بیان کیا،
الخ ملتقطاً (ت)

شرع مطہر میں غیر کفو وہ ہے جس کے نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے باعث اس عورت کا اُس سے نکاح ہونا اس کے اولیاء کے لئے باعثِ ننگ و عار ہو، اور یہاں عوام غیر قوم کو غیر کفو کہتے ہیں اگرچہ شرافت میں اپنا ہمسر ہو، بلکہ بعض تو یہاں تک توسیع کرتے ہیں کہ اگر اپنے سے برتر ہو شرع میں اس میں نظر نہیں، مغل پٹھان کفو ہیں، شیخ، قریشی و سادات کرام کفو ہیں، اپنا ہم قوم بد مذہب کفو نہیں، یہاں اگر عدم کفارت یہی محاورہ عامیہ کے طور پر تھا یعنی وہ شخص اس دختر کا ہم قوم نہ تھا مگر اُس طرح کا کوئی نقص نہ رکھتا تھا کہ شرعاً غیر کفو ہو جب تو یہ نکاح مطلقاً صحیح و معتقد ہو گیا رضا و اطلاع برادر کی حاجت نہیں، دختر کہ بالغہ ہے اگر اُس سے اذن لے کر ہوا تو نافذ ہو گیا ورنہ دختر ہی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کرے گی نافذ ہوگا رد کر دے گی باطل ہو جائے گا، برادر وغیرہ کسی ولی سے کوئی تعلق نہیں لانقطاع الولاية بالبلوغ کما نصوصاً علیہ (کیونکہ بالغ ہونے پر ولایت منقطع ہو گئی جیسا کہ انھوں نے اس پر نفس کی۔ ت) اور اگر عدم کفارت بمعنی مذکور شرعی تھا تو یہ نکاح کہ بے رضائے ولی عصبہ ہوا اصلاً نہ ہوا کہ اگر باجائز دختر تھا تو عورت جو نکاح غیر کفو سے بے رضائے عصبہ کرے باطل ہے، اور اگر ماں یا ماموں نے بطور خود بے اذن دختر کیا تو یہ وہ عقد فضولی ہوگا جسے نافذ کرنے والا کوئی نہیں کہ اختیار تغینہ عورت کو ہوتا وہ خود ایسے نکاح پر

قادرنہیں، اور ہر عقد فضولی کہ وقت وقوع جس کا کوئی منفذ نہ ہو باطل ہے، ولی عصبہ بھی اپنی رضا شامل کر کے اسے صحیح نہیں کر سکتا کہ یہاں رضائے ولی قبل عقد لازم ہے بعد عقد لغو و بیکار ہے،

فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدہم جوازہ
اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان،
فی رد المختار ہذا اذا کان لہا ولی لم یرض
بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحجہ،
فی الدر من فصل الفضولی کل تصرف
صدراً منہ کبیعہ وتزویج وطلاق ولہ
مجیزای من یقدر علی اجازتہ حال
وقوعہ انعقد موقوفاً ومالاً مجیزاً لہ
حالة العقد لا ینعقد اصلاً۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا قوی ہے، زمانہ کے فساد کی وجہ سے یہی مختار ہے۔ رد المختار میں کہا کہ اگر لڑکی کا ولی نکاح سے قبل اس نکاح پر راضی نہ تھا تو بعد کی رضا مفید نہیں، بحر۔ در میں فضولی کی فصل میں ہے کہ فضولی کا ہر ایسا تصرف کہ اس کے صدور کے وقت کوئی اس کو جائز کرنے پر قدرت رکھے والا موجود ہو تو فضولی کا وہ تصرف موقوف ہونے کی حد تک جائز ہوگا، جیسا کہ بیع، نکاح دینا، طلاق وغیرہ، اور اگر کوئی اس وقت جائز کرنے والا موجود نہ ہو تو یہ تصرف قطعاً منعقد نہ ہوگا۔

www.dawateislami.net

۲۶ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

مسئلہ از ستار گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی دختر کی منگنی کر کے زوجہ اور دختر چھوڑ کر فوت ہوا ایک دن والدہ کی غیبت میں اس لڑکی بالغہ کو چند شخصوں نے زبردستی ایک گھر میں کر دیا، والدہ نے کچھ سری میں دعویٰ کیا، اُدھر کا جواب یہ ہے کہ متوفی کا ایک بھائی جو دوسرے باپ سے تھا اس نے بلا اجازت دختر والدہ دختر کے نکاح کر دیا، پس اس صورت میں ولایت نکاح ماں کو ہے یا نہیں اور کس کس رشتہ دار کو ماں کے سامنے اجازت ولایت ہے، جس نے زبردستی اس لڑکی کو گھر میں رکھا ہے اس نے لڑکی کا والدہ کا دودھ پی لیا ہے۔ بینوا تو جردا

الجواب

بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کو نہیں، ولی نکاح ہر عصبہ ہے یعنی نزدیک یا دور کے دادا پردادا کے اولاد میں

۱۹۱/۱	مطبع مجتہاتی دہلی	باب الولی	۱۔ در مختار
۲۹۴/۲	دار اسرار التراث العربی بیروت	"	۲۔ رد المختار
۳۱/۲	مطبع مجتہاتی دہلی	فصل فی الفضولی کتاب البیوع	۳۔ در مختار

جو مرد عاقل بالغ ہو رشتے میں سگاہو یا سوتیلہ مثلاً عورت کے پردادا کے سوتیلے پردادا کی نسل میں پرپوتے کا پرپوتا جب تک ان میں سے کوئی شخص عاقل بالغ موجود ہو ماں کو اصل ولایت نہیں، اور بعد بلوغ تو ماں کو ولایت سے کوئی تعلق ہی نہیں خواہ عصیرہ موجود ہو یا نہ ہو،

لان حق الاولیاء بعد ذلك انما هو في الاعتراض
ان نکحت غیر کفو او لغبین فاحش فی مہر
المثل و ابطال النکاح بغير الکفو اذ المیرض
الولی به قبل العقد صریحاً مع العلم بعدم
الکفاءة و ذلك انما هو فی حق العصبۃ لا غیر
کما نص علیہ فی الدار وغیرہ۔

کیونکہ اس کے بعد اولیاء کا حق اعتراض صرف اس صورت میں ہے جب لڑکی نے غیر کفو اور انتہائی کم مہر پر نکاح کیا ہو یا جب نکاح سے قبل ولی کو غیر کفو ہونے کا علم ہوا تو صراحتاً اس نے اپنی عدم رضا کا اظہار کر دیا ہو تو اس کو نکاح باطل کرنے کا حق ہے اور حق اعتراض بھی صرف اولیاء عصبہ کو حاصل ہے کسی دوسرے کو نہیں جیسا کہ دروغ میں اس پر تصریح ہے۔

دودھ شریک بھائی سے نکاح نہ ہو سکتا خود ظاہر ہے مگر الزام اُس حالت میں ہے جب انھیں دودھ شریک ہونا معلوم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۱ از کانپور محلہ فرائض قاضی محبت آبادی مرکز بھینڈ تھیل کوڑہ گھر مکان حافظ زبیر حسن عطار

مرسلہ سید سعید الحسن صاحب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کے ایک بیٹی مسماۃ رضیہ شوہر متوفی سے ہے، جب رضیہ کی عمر آٹھ برس دو مہینے کی تھی ہندہ نے رضیہ کا عقد بزمانہ نابالغی ساتھ خالد کے کر دیا لیکن بوجہ نابالغی رضیہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رخصت ہوئی بدستور اپنی ماں کے ساتھ رہی، اب زمانہ عفت کو چار سال سے زیادہ عرصہ گزرا اور رضیہ بھی اب ہوشیار و بالغ ہوئی، اس درمیان میں خالد نے ایک دوسری عورت کو رکھ لیا جس سے اطفال بھی پیدا ہوئے، خالد کی وضع اور اطوار و چال چلن ہندہ و رضیہ کو تمام تر ناگوار ہیں اور تعلق ہونا خالد سے نہیں چاہتی کمال درجہ نفرت و انکار رکھتی ہے اور خلع چاہتی ہے، بحکم شرع شریف مسماۃ رضیہ کو کیا کرنا چاہئے جس سے اس کو خالد سے قطع تعلق ہو جائے اور عقد فضولی یہ عقد نابالغی کا فساد پائے گا یا نہیں؟ اور تعمیل حکم خلع کا کس طریقہ سے کیا جائے گا اور مدت نابالغی از روئے شرع شریف ہندستان میں علی الخصوص حاکم مغربی و شمالی کے لئے کس سند و سال کی مقدار سے ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

صورتِ مسئلہ میں اگر خالہ رضیہ کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ وغیرہ میں ایسا کم ہے کہ اُس کے ساتھ رضیہ کا عقد ہونا اور اولیائے رضیہ کے لئے موجب ننگ و عار ہو جب تو یہ نکاح سرے سے نہ ہوا، مگر یہ نکاح کرنے والا رضیہ کا دادا ہو جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو یہ نکاح اُس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اُس نے اپنی ولایت کی حالت میں نافذ کر دیا جائز رکھا تو نکاح صحیح و لازم ہے کہ بعد بلوغ رضیہ کی ناراضی بھی اُسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور اگر خالہ رضیہ کا کفو بمعنی مذکور ہے مگر رضیہ کے لئے کوئی دلی عصبہ مثلاً عاقل بالغ بھائی یا بھتیجا یا چچا یا چچا کا بیٹا غرض دادا کی اولاد سے کوئی مرد موجود تھا اور ماں نے بغیر اُس کے اذن کے نکاح کر دیا تو تین صورتیں ہیں اگر اُس ولی نے نکاح کی اطلاع پاکر اپنی حالت و ولایت میں رد کر دیا تو اس صورت میں بھی وہ نکاح باطل ہو گیا کہ اب رضیہ کی رضا بھی اُسے نافذ نہیں کر سکتی اور اگر سن کر اب تک ساکت رہا نہ رد کیا نہ جائز رکھا تو وہ نکاح نکاحِ فضولی اور اجازتِ ولی پر موقوف تھا، جب رضیہ بالغ ہوئی وہ اجازت خود اس کی طرف منتقل ہو آئی، اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے جائز ہو جائے گا چاہے رد کر دے، مثلاً کہہ دے میں نے اس نکاح کو رد کر دیا میں اس نکاح پر راضی نہیں، یا مجھے یہ نکاح نامنظور ہے، صرف اتنے کہنے سے رد ہو جائے گا زیادہ کسی امر کی حاجت نہیں، اور یہ اختیار رضیہ کو ہمیشہ رہے گا جب تک نکاح کو جائز نہ کرے کہ اُس کے بعد پھر اختیار رد نہیں رہتا اور اگر نکاح مذکور ولی غیر جد نے سن کر جائز کر دیا یا ابتداءً نکاح ماں نے باذن دلی مذکور کیا یا رضیہ کے لئے کوئی دلی عصبہ تھا ہی نہیں خود ماں ولی تھی جس نے نکاح کر دیا تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح و نافذ ہو گیا مگر ازواجِ نکاحِ کھنسدہ غیر آب و جد اور رضیہ و وشیزہ ہے اسے اتنا اختیار ملا کہ معاً بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اس نکاح کا فسخ چاہے تو فسخ کر دیا جائے گا اگر بعد بلوغ ذرا دیر گزری اور اُس نے فسخ کا ارادہ ظاہر نہ کیا تو نکاح تام و لازم ہو گیا کہ اب اس کی رضا و عدم رضا کچھ دخل نہ رہا، اس صورتِ اخیرہ اور نیز اُس صورتِ سابقہ میں جبکہ نکاح دادا کے کر دینے سے لازم ہو چکا ہو رضیہ اگر بعد ازیں چاہے تو اس کے ہاتھ کوئی ذریعہ سوا خلع چاہنے کے نہیں یعنی ہر عوض مہر خواہ اور مال کے جس پر شوہر راضی ہو شوہر سے طلاق مانگے، اگر وہ دے دے گا قطعِ تعلق ہو جائے گا ورنہ صبر لازم ہے۔

فتح القدیر میں ہے :

الصبي اذا باع او اشتري او تزوج يتوقف	بچے نے جب خرید و فروخت یا نکاح کر لیا تو یہ امور
على اجماعة الولي في حالة الصغر	ولی کی اجازت پر موقوف ہوں گے، اور اگر اس ولی
فلو بلغ قبل ان يجيزه الولي	نے بچے کے بلوغ سے قبل اجازت نہ دی ہو تو لڑکا
فاجاننا بنفسه نفذ لانها كانت	اپنے بلوغ کے بعد خود ان امور کو نافذ کر سکتا ہے کیونکہ

متوقفة ولا تنفذ بمجرد بلوغه اعم مختصرا
وفي تنوير الابصار بطل خييار البكر بالسكوت
عالمه بالنكاح ولا يستد الى المجلس وان
جهلت به الا و باقى المسائل مشهورة وفي
الكتب المذكورة -

موقوف تھے اس لئے صرف لڑکے کے بلوغ سے نافذ
نہ ہوں گے اعم مختصرا۔ اور تنویر الابصار میں ہے بآکرہ بالغہ
اگر اپنے نکاح کا علم ہو جانے پر خاموش رہے تو اس کا
حق فسخ باطل ہو جاتا ہے اور جس مجلس میں علم ہوا اس
مجلس کے اختتام تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اس
مسئلہ میں جاہل ہو۔ باقی مسائل مشہور اور کتب میں مذکور ہیں۔

نابالغی کی حد پندرہ سال کی عمر تک ہے، اس مدت سے پہلے اگر دختر کو نو برس یا پسر کو بارہ برس کی عمر کے
بعد آثار بلوغ مثل احتلام و حیض ظاہر ہو گئے تو اسی وقت سے حکم بلوغ ہو جائے گا ورنہ پندرہ برس کی عمر پوری ہونے
پر لڑکا لڑکی دونوں مطلقاً بالغ سمجھے جائیں گے اگرچہ کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہو یہ یفتی کما فی الدس المختار
و غیوہ لقصر زماننا (اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے کیونکہ ہمارے زمانے کی عریں کم ہیں۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۲ از احمد آباد گجرات محلہ چکلا کا لپور متصل پل گیارہ مسئلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۰
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی منگنی کرنے کے لئے سفر سے دوسرے
شخص پر لکھا کہ میری لڑکی کی منگنی فلاں لڑکے کے ہمراہ کرنا لڑکی کا دونوں نابالغ ہیں یہاں اس شخص نے جس کو فقط
منگنی کی اجازت دی گئی تھی خود ولی ہو کر بعد منگنی کے نکاح بھی کر دیا اس کے والد کو خبر ہوئی کہ لڑکی کا نکاح جس کو
منگنی کا اختیار دیا تھا کر دیا اس سے یہ شخص خوش ہوا اور اس کے پڑھائے ہوئے نکاح پر انکار نہ کیا اب یہ
نکاح عند الشرع منعقد ہوا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

منگنی کی اجازت نکاح کی اجازت نہ تھی،

کیونکہ نکاح عقد ہے اور منگنی صرف وعدہ ہے جبکہ
وعدہ کبھی اس لئے کر لیا جاتا تاکہ منگنی کرنے والے کا

فان هذا عقد و ذاك وعد وقد يفعل
الوعد لينتظر الخطاب ثم ينظر

۱۹۸/۳

مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۱۹۳/۱

مطبع مجتبیٰ دہلی

۱۹۹/۲

فصل فی الوکالۃ بالنکاح

باب الولی

فصل فی البلوغ

وَيَتَأْتِيهِ فَنَاقٍ أَحَبُّ مِنَ الْإِمْنِ فَلَا يَكُونُ
الرِّضَا بِالْوَعْدِ رِضًا بِالْعَقْدِ وَهَذَا ظَاهِرٌ جَدًّا۔
جائزہ لیا جائے اور غور کیا جائے اور تاخیر کی جاتی ہے تاکہ
وہ موافق ہو تو منگنی قبول کی جائے ورنہ انکار کیا جائے

لہذا وعدہ پر رضا کو عقد نکاح پر رضا مندی نہیں قرار دیا جاسکتا، یہ معاملہ ظاہر ہے۔ (ت)
تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا، بعد سماعت خبر اگر ولی نے قولاً یا فعلاً اس کی
تنفیذ ظاہر کی نافذ ہو گیا صرف دل میں خوش ہونا اور زبان سے انکار نہ کرنا کافی نہیں لہذا سکوت و الساکت
لاینسب الیہ قول (کیونکہ یہ سکوت ہے اور ساکت کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہو سکتا۔ ت) درمختار میں ہے:
قبض ولی لہ الاعتراض المهر ونحوہ لڑکی کے ولی کو مہر پر اعتراض تھا اس کے باوجود اس
مما یدل علی الرضی دلالۃ لاسکو تہ مالم نے مہر وصول کیا اور ایسا کام کیا جس کو رضا پر وال
تلد اللہ مختصراً۔ قرار دیا جاسکتا ہے تو دلالۃ رضا ہوگی محض سکوت

رضانہ قرار پائے گا جب تک لڑکی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہو جائے (مختصر (ت)
پس اگر واقعہ اسی قدر ہے تو نکاح بدستور اس کی اجازت پر موقوف ہے باطل کر دے خواہ نافذ۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے
کر لیا اس پر عمر و بکر و خالد نے اُسے اور اُس کی ماں اور شوہر کو برادری سے نکال دیا اور ایذا دی، اس میں
کیا حکم ہے؟ بینوا تو بھروا

الجواب

اگر ہندہ نے عقد ثانی بعد عدت گزرنے کے کیا اور شوہر دوم بد مذہب نہیں جس سے نکاح باطل
یا گناہ ہو اور ہندہ اگر کوئی عصبہ اپنا ولی رکھتی ہے تو شوہر دوم اس کا کفو ہوگا یا اگر کفو نہیں اور ولی نے دیدہ و دانستہ
پیش از نکاح صریح اجازت دے دی ہو تو ان صورتوں میں ہندہ اور اس کی ماں اور شوہر پر کچھ الزام نہیں
خالد عمر و بکر صرف بوجہ نکاح ثانی انہیں ایذا دیتے ہیں ظالم و گنہگار اور حتی العبد میں گرفتار ہیں ان پر تو بے فرض ہے
اگر نہ کریں تو خود دیہی لوگ برادری سے نکال دینے کے قابل ہیں جو لوگ ان خالد عمر و بکر کا ساتھ دیں گے وہ بھی
مستحق عذاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان فی
گناہ اور زیادتی میں باہم مدد نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی
جس نے کسی مسلمان کو ناحق ستایا اس نے مجھے
ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ

فقد اذی اللہ ﷻ
واللہ تعالیٰ اعلم
کو ایذا دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۴ ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی دس برس کی ہے، ماں نانہ چچا میں سے
کس کو اس کے نکاح کا اختیار ہے؟ اور دختر کا ایک بھائی بھی دوازدہ سالہ ہے۔ یتیم و توبروا

الجواب

چچا کو ہے اگر بھائی نابالغ ہو ورنہ بھائی کو۔ بارہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اگر وہ دعویٰ بلوغ کرے

مانا جائے گا کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۵ مسئلہ کرم الدین صاحب ساکن جلالپور جٹان محلہ سادروان ضلع گجرات ملک پنجاب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین میں وفضلہ السلام میں اس صورت میں کہ خالہ نے اپنی لڑکی نابالغہ

جس کی عمر اندازی دس یا گیارہ برس کی تھی رجم نجش بالغ کے ساتھ نکاح پڑھا دیا اب بوجہ کوئی فساد کے دختر

بالغہ مذکور چاہتی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے آیا شرعاً ممکن ہے کہ عقد مذکور با اختیار دختر موصوفہ فسخ ہو جائے۔

یتیم و توبروا۔

الجواب

باپ دادا جو نکاح نابالغہ کا کر دیں وہ لازم ہو جاتا ہے، لڑکی بعد بلوغ کے خواہ کوئی اور اسے فسخ نہیں

کر سکتا، مگر صرف دو تین صورتوں میں جس کی اس وقت تفصیل کی حاجت نہیں ومن لم یعرف اهل زمانہ

فہو جاهل (جو اپنے زمانے کے عرف سے ناواقف ہے وہ جاہل ہے۔ ت) مستفتی صاحب کو چاہئے

کہ مفصل کیفیت سے مطلع کریں کہ وہ کیا فساد ہے جس کے سبب اب عورت فسخ چاہتی ہے اور اس فساد پر

۲/۵

۱۰/۱۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

۵۰۴/۱ الترغیب والترہیب الترہیب من نخطی الرقاب یوم الحجۃ

مصحف البانی مصر

کب اطلاع ہوئی؟ اور باپ بھی وقت نکاح اس پر مطلع تھا یا نہیں؟ وہ فساد بعد نکاح حادث ہوا یا پہلے سے تھا؟ غرض سب حال بتفصیل نام بیان کیا جائے تو جواب دیا جائے۔ در مختار میں ہے؛

لزمہ النکاح ولو بغير كفؤ انت کان
الولی المن وج بنفسه ایا او جدًا الخ۔ واللہ
نکاح لازم ہو جائے گا جب نکاح دینے والا خود
باپ یا دادا ہو اگرچہ انتہائی کم مہر سے یا غیر کفو
میں ہو الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۶ مسئلہ شاہ معین احمد صاحب از ڈاک خانہ نگر اسٹیشن فتوہ ضلع پٹنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زینب کی کل ایک اولاد ہے یعنی ہندہ دختر بکر بالغہ ہے ہندہ کے باپ نے قضا کیا، زید ہندہ کا علاقائی بھائی ہے، زینب ہندہ کی ماں اور زید برادر علاقائی نے ہندہ کی نسبت خالد بن بکر ساکن فلاں جگہ سے مقرر و پختہ کر لیا، اس کی خبر ہندہ کو بخوبی ہو گئی اس طرح سے کہ ہندہ اسی مکان میں رہتی تھی اور اس کے سامنے نسبت کی گفتگو ہوئی اور اس پر ثابت ہو گیا کہ میری نسبت فلاں جگہ فلاں شخص سے ہے گو اس سے خاص کہ کسی نے کہا اور پوچھا نہیں اس کے بعد رقعہ تقرری تاریخ امد برات کا خالد بن بکر کے یہاں سے آیا اس کی اطلاع بھی ہندہ کو ہوئی چنانچہ اس روز وہ سنواری بھی گئی اور جو مراسم قبل نکاح اس طرف رائج ہیں مثلاً مانجہ وغیرہ میں بیٹھنا اس سبب کو اس نے انجام دیا اور کسی طرح کی ناراضا مندی نہیں ظاہر کیا یہاں تک کہ تاریخ مقررہ پر برات آئی اور اجاب واقربا اندر باہر جمع ہوئے، اس کی اطلاع بھی ہندہ کو ہوئی اس وقت بھی ہندہ نے کسی طرح ناراضا مندی ظاہر نہیں کی، زید برادر علاقائی نے چند شخصوں کے سامنے عمرو کو وکیل بالنکاح مقرر کیا اور عمرو نے جہاں برات کا قیام تھا وہاں جا کر سب لوگوں کے سامنے خالد بن بکر سے ہندہ کا نکاح مہر مثل پر کر دیا مگر اس کی اطلاع ہندہ کو عمرو وکیل نے یا زید برادر علاقائی نے نہیں دیا بلکہ عورتوں میں کہہ دیا گیا کہ نکاح ہو گیا اور یہ بات مشہر ہو گئی کہ نکاح ہو گیا، اس کے بعد جو مراسم شادی اس طرف رائج ہیں ان سب کو ہندہ نے بخوبی ادا کیا اور کسی طرح کی ناراضا مندی نہیں ظاہر کیا یہاں تک کہ رخصتی بھی ہوئی اور نوبت استراحت کی بھی آئی ان تمام متذکرہ بالا زمانہ میں کبھی ہندہ نے اپنی ناراضا مندی ظاہر نہیں کی اور نہ اس وقت تک کسی طرح کی ناراضا مندی ظاہر کرتی ہے تو یہ نکاح صحیح ہوا یا کسی طرح کا شبہ یا نقص رہ گیا، یہ شبہ صرف اس وجہ کہ پیدا ہے کہ ہندہ بکر بالغہ تھی اس سے قبل نکاح زید برادر علاقائی نے یا کسی شخص نے صراحتاً استمزا ج نہیں لیا اور نہ بعد نکاح صراحتاً اس کو خبر دیا، گو اس کو خارجی طریقہ سے سب باتیں معلوم تھیں اور معلوم ہوئی اور نہ اس وقت تک اپنی ناراضا مندی ظاہر کرتی ہے

بلکہ ظاہر خوش معلوم ہوتی ہے۔ مینوا تو جروا۔

الجواب

اس صورت میں یہ نکاح فضولی تھا، اگر خبر نکاح سن کر ہندہ نے کوئی قول یا فعل اظہار ناراضی کا نہ کیا بلکہ عادل ثقہ سے نکاح کی خبر سن کر خاموش رہی ہو رہی یا خبر کسی عادل سے نہ سنی نہ ولی نے اسے اطلاع کرا بھیجی تو ساکت رہی یہاں تک کہ شوہر سے رضا ہم خواب ہوئی تو نکاح نافذ و تام ہو گیا،

فی المہندیۃ اذا مکنت الزوج من نفسها بعد
ما نہ وجہا الولی فہو رضا و فی الدر المختار
نہ وجہا ولیہا و اخبرہا سولہ او فضولی
عادل فسکت فہو اذن ۛ واللہ تعالیٰ اعلم

اطلاع دی اور وہ اس پر خاموش رہی تو یہ رضا مندی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۷ از صاحب گنج گیا مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۳ شعبان ۱۳۲۳ھ

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید اور اس کی زوجہ ہندہ میں جنگ باغوائے مفسدان بدکاران بدامور اور ہندہ کے بطن سے ایک لڑکی زید کی جس کا نام سعیدہ تھا اور عمر گیارہ برس گیارہ مہینے کی تھی بکرے اپنے لڑکے خالد کی منسوب سعیدہ سے چاہا زید کو منظور نہ ہوا تب بکر نے ہندہ زوجہ زید کو برہم کرایا اور ہندہ نے اس قدر فساد مچایا کہ زید کو مجبوری ہوئی مجبوری و تاکید و خوف حکام ضلع بخیاں اس کے کہ رفع جملہ فساد و قصہ ہو جائے گا اور یہ ثابت بھی کیا گیا تھا کہ اگر یہ عقد ہوگا تو قصہ سب دفع ہوگا و صلح سے زمانہ گزرے گا اس منسوب کو منظور کیا اور سعیدہ اپنے لڑکی کا نکاح خالد سے بلا اذن کر دیا لیکن خالد سعیدہ سے آج تک ملاقات نہ ہوئی و نہ سعیدہ سے کسی قسم کی رضا مندی لی گئی نہ سعیدہ کو سمجھایا گیا کہ کیا ہوتا ہے اور بعد نکاح کے خالد لندن چلا گیا اور بچلہ تحصیل انگریزی و ہاں فسق و فجور و لہو و لعب میں مبتلا ہوا پھر برس ہوا کہ خالد لندن میں ہے نہ پڑھتا ہے نہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی خبر گیری یا پرسش سعیدہ کی کرتا ہے زید نے بکر کو و خالد کو یعنی دونوں پدر و پسر کو لکھا کہ شادی کر لی جائے اور خالد آئے اور اپنی منکوحہ کو لے جائے، مگر خالد آتا ہے نہ کسی قسم کی کفالت خرچہ کی سعیدہ کی خالد یا بکر اس کے باپ کی طرف سے ہوتی ہے اور بلکہ زید سے

خرچہ لندن کے قیام کا طلب کیا جاتا ہے ان حالتوں سے فسخ ہو گیا یا نہیں؟ اور سعیدہ مجاز ہے کہ اپنے باپ کے نکاح کو جو بخشی نہیں بلکہ محض مجبوری و خوف حکام وقت و توقع رفع خرخشہ کیا تھا اور رفع بھی نہ ہوا بلکہ بعد از بیماری جنگ کے خلع و جدائی درمیان زید و ہندہ کے ہو گئی تو ایسے نکاح کو سعیدہ توڑ سکتی ہے یا نہیں اور خالد کا کب تک انتظار کیا جائے گا، نہ وہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی خبر گیری اخراجات کی بھی سعیدہ کی کرتا ہے بدستور سعیدہ اپنے باپ کے گھر ماں سے بھی جدا پڑی ہے اور زید کو یہ بھی خیال ہے کہ خالد پر گز نہیں آئے گا اور آئے گا تو بوجہ طرز معاشرت بدل جانے صحبت غیر مذہب کے حقوق کی تعمیل پوری پوری خالد سے ادا نہ ہوگی، ایسی حالت میں شریعت کیونکر سعیدہ کو مجبور کرے گی اور باپ کے ایک لغو و مجبوری سے عمل کے باعث وہ غریب بہ قیمت سعیدہ پریشانی میں مبتلا رہے گی۔

الجواب

باہمی جھگڑے قصے نہ حد اکراہ تک پہنچتے ہیں نہ نکاح میں اکراہ کو دخل ہے اگر کوئی کسی کے جبر و اکراہ ہی سے نکاح کر دے نکاح ہو جائے گا،

فی الہندیۃ من الاکراہ من وجہا اولیا وھا منہیں میں ہے کہ اگر اولیا نے کسی جبر کی بنا پر نابالغہ کو نکاح کر دیا ہو تو نکاح جائز ہوگا۔ (ت)

نہ نابالغہ سے اجازت لینے کی حاجت نہ باپ کے کئے ہوئے نکاح پر عورت کو بعد بلوغ حتی اعتراض، مگر اُس حالت میں کہ شوہر وقت نکاح کفو نہ تھا اور باپ اس سے پہلے بھی کبھی اپنی ولایت سے کسی لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو، غیر کفو جس سے نکاح ہونا عرفاً اولیا سے ہندہ کے لئے وجہ تنگ و عار ہو کہ وہ نسب یا پیشے یا مذہب یا چال چلن میں ردیل و ذیل و بدنام ہو، یہاں جب یہ صورتیں نہیں نکاح بے شک نافذ و تام و لازم ہو گیا جو کسی کے رد کئے سے رد نہیں ہو سکتا، یہ اُس حالت میں ہے کہ سعیدہ وقت نکاح نابالغہ ہو جیسا کہ بظاہر اس کی عمر مذکور سے مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس عمر پر بلوغ نادر ہے، اگر نابالغہ تھی کہ لڑکی تو بکس کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے تو وہ نکاح کہ باپ نے اس کے بے اذن کیا نکاح فضولی تھا اسے خبر پہنچنے پر اختیار تھا کہ رد کر دیتی مگر یہ رد اسی جلسہ خبر میں ہو سکتا تھا اگر جلسہ بدل کر رد کرے تو مقبول نہ ہوگا، اور تقریر سوال سے سعیدہ کا رد کرنا اصلاً ظاہر نہیں بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سکوت رہی اور بکر کا سکوت بھی اذن ہے تو نکاح یوں بھی لازم ہو گیا جس کے رد کی طرف سبیل نہیں مگر صورت

مذکورہ میں عورت کا ضرر صریح ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،
 فامسکوهن بمعرفہ و ف او سرحوهن بمعرفہ۔ عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔
 اور فرماتا ہے، و عاشروهن بالمعروف (عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ ت) اور فرماتا ہے،
 اسکوہن من حیث سکنتم من وجدکم جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقصد و رکے قابل
 ولا تضاروهن لتضیقوا علیہن۔ اور انھیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی لاؤ۔
 اور فرماتا ہے،

فلا تملوا کل المیل فتذروہا کالمعلقة۔ پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ عورت کو یوں چھوڑ دو
 جیسے ادھر میں لٹکتی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔ دین اسلام میں نہ ضرر ہے نہ مضرت پہنچانا۔
 لہذا حاکم پر واجب ہے کہ خالدہ پر جبر کرے کہ یا تو ہندہ کو رخصت کرائے یا طلاق دے، اور اگر وہاں کی
 صحبت سے خالدہ کا دین فاسد ہو گیا کہ نیچریوں کی طرح ضروریات دین پر ہنسنے لگا تو آپ ہی نکاح جاتا رہے گا
 والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۸۔ مرسلہ حاجی احمد اللہ خاں صاحب مرحوم از پبلی بھیت ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں ایک عورت ہندہ جس کی عمر ۱۳ برس کی تھی باپ اُس کا فوت
 ہو گیا اب ہندہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ہندہ کی سوتیلی بہن جس کی عمر تخمیناً قریب چالیس کے ہوگی
 اس بہن نے ہندہ کو بچپن سے مثل اولاد کے پالاتھا اجازت دی تھی بلکہ ہندہ نے خود بھی اقرار کیا تھا ہندہ
 کی بہن نے سوتیلی بہن سے یہ کہلا بھیجا تھا کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو اس کا نکاح کر دو ہندہ کی بڑی بہن
 اور بہنوئی نے اپنے کفو میں ایک شریف خاندان کے لڑکے کے ساتھ بلکہ رشتہ داری میں نکاح کر دیا اب
 بعد دو برس کے کچھ جھگڑا عورات میں باہم کسی بات پر ہوا یعنی ہندہ کی ساس اور ہندہ کی بڑی بہن میں، اس پر
 مسماۃ ہندہ کی ماں اور بہن دونوں اب یہ کہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح اس وجہ سے کہ اُس عمر تک بالغ نہیں ہوئی تھی

۱۹/۴	۵۲ القرآن الکریم	۲۳۱/۴	۵۱ القرآن الکریم
۱۲۹/۴	۵۳ " "	۶/	۵۳ " "
۹۱/۶	مکتبۃ المعارف الریاض	حدیث ۵۱۸۹	المعجم الاوسط

وقت نکاح کے ہندہ کے چچا اور بھائی نہیں موجود تھے مگر ان کو علم تھا اور ہندہ کی ماں اور بہن میں ایک مدت سے رنج تھا آمد و رفت نہیں تھی جس پر ہندہ کی ہمیشہ نے اُس کی والدہ سے اجازت چاہی تھی قبل از مہینہ بیس روز آگے دونوں میں صلح ہو گئی اور والدہ ہندہ کی لڑکی کو دو چار روز آگے اپنے مکان کو لے گئی تھی جب تاریخ نکاح قریب آئی تو پھر ہندہ کو اس کی بڑی بہن جس نے کہ اس کو پالا تھا اُس کے مکان پر بھیج دیا واسطے نکاح کے، اب ہندہ کی والدہ اپنے مکان پر ہندہ کو لے گئی بڑی بہن کے مکان سے خوشی، ہندہ کی بڑی بہن کے خاوند ہندہ کے بہنوئی ہندہ کے نکاح میں گواہ تھے، اور بہنوئی کے بڑے بھائی وکیل نکاح کے تھے، نکاح خواہ نابینا تھے، تو ایسی صورت میں نکاح ہندہ صحیح قرار پائے گا یا باطل؟ بینوا تو بردا

الجواب

اگر ہندہ وقت نکاح فی الواقع نابالغہ تھی اور اس کے نکاح کی اجازت اُس کے جوان بھائی نے نہ دی تھی تو جو نکاح بڑی بہن نے ماں کی اجازت سے کیا بھائی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بھائی نے نکاح کی اطلاع پا کر انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اور اگر پسند کیا اجازت دی تو نافذ ہو گیا، اور اگر ہنوز کچھ نہ کہا اور ہندہ اب بھی نابالغہ ہے تو اب بھی بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گا نافذ ہو جائیگا رد کر دے گا تو باطل ہو جائے گا اور اگر ہندہ کے بالغ ہونے تک بھائی نے نہ رد کیا نہ اجازت دی اور اب ہندہ بالغ ہو گئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہو گئی یا اسے حیض آنے لگا تو اب وہ نکاح خود ہندہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا اور اگر رد کر دے گی باطل ہو جائے گا، اور اگر نکاح بھائی کی اجازت سے ہوا تھا یا بعد نکاح بھائی نے قبل بلوغ ہندہ اجازت دے دی تو نکاح نافذ تو ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار بلوغ ملے گا یعنی بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اگر اُس نکاح سے اُس نے انکار کر دیا ایک لفظ کی دیر نہ لگائی تو دعویٰ کر کے اُس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرسلہ ۳۵۹
۳۶۶
مسئلہ ۳۵۹
مرسلہ حکیم محمد علی حسین خاں صاحب جاگیر دار ریاست گوالیار صدر لشکر نیا بازار

۱۸ ذی القعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سوالات مندرجہ ذیل کی نسبت :-

(۱) لڑکی کے والد نے منظر کو دہلی سے واسطے عقد لڑکی اپنی کے بہ مقام بھوپال طلب کیا اور بعد پہنچے برات کے سرکار عالیہ میں ایک درخواست تحریر کر کے پیش کی کہ میں نے لڑکے کو بلایا ہے سرکار عالیہ خداوندی فرما کر اس کا رخیہ کو اپنے رو بکاری سے اہتمام فرمائیں، میں نے تاریخ عقد ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ یوم دوشنبہ مقرر کر دی ہے۔

(۲) سرکار عالیہ نے یہ درخواست منظور فرما کر جلد انتظامات ضروری کیا تب حکم نافذ فرمادیا اور صاحبزادگان دم اقبال اور قاضی صاحب وغیرہ کو بلاوا بھی پہنچ گیا۔

(۳) لڑکی اپنے ماموں کے یہاں تھی، لڑکی کے والد عقد کے دن لڑکی کو لانے کی غرض سے ماموں کے مکان پر گئے، ماموں نے عین وقت پر بھیجے لڑکی سے قطعی انکار کیا، پچارے شریف باپ نے اس غیرت کی وجہ سے زہر کھا کر اپنی جان کو ہلاک کیا۔

(۴) باپ ولی جائز کی اجازت تحریری بعد فوتی اُس کے یہ عقد کیا تب کچھ وقت اور اثر رکھتی ہے یا نہیں؟

(۵) اب ماموں لڑکی کا بوجہ نفسانیت منظر کے ساتھ عقد کرنے سے انکاری ہے اور اسی کے قبضہ میں لڑکی ہے۔

(۶) لڑکی کا سن گیارہ سال کچھ ماہ کا ہے۔

(۷) ورثہ میں لڑکی کے ایک چچا حقیقی اور ایک ماموں حقیقی، ایک بھائی حقیقی نابالغ اور والدہ مطلقہ یہ شخص غیر کے نکاح میں ہیں۔

(۸) لڑکی کے چچا صاحب اس لڑکی کا منظر سے عقد کرنے پر رضامند ہیں ان کی یعنی چچا صاحب موصوف کی محض اجازت سے عدم موجودگی اور بغیر اطلاع لڑکی کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں یا کہ لڑکی کا موجود ہونا وقت نکاح لازمی ہے؟ فقط

الجواب

صورت مذکورہ میں جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے (یعنی) اسے حیض شروع نہ ہوا یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہوئی اُس وقت تک اُس کا ولی نکاح اس کا چچا ہے اور لڑکی کے بلوغ سے پہلے اس کا بھائی بالغ ہو جائے تو ولایت چچا سے بھائی کی طرف منتقل ہو جائے گی بہر حال ماموں یا ماں کو اس کے نکاح کا کچھ اختیار نہیں۔
تویر الابصار و در مختار میں ہے :

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب
الامرات و المحجب فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ
للأم ثم للاخت ثم لولد الأم ثم لزوج
الاسر حام العتات ثم للاخوان
نکاح کا ولی، وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب کے مطابق عصبات بنفسہ ہوتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی، پھر بہن پھر والدہ کی طرف سے بھائی پھر ذوی الارحام میں چھوٹی پھر ماموں کو حاصل ہوتی ہے۔ (ت)

دختر کی نابالغی میں چچا یا بالغ ہو کر بھائی اگر اس کا نکاح ایسے شخص سے کر دے گا جو اس لڑکی کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس دختر کا نکاح باعث ننگ و عار ہو نہ دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کرے مثلاً لاکھ روپیہ مہر مثل ہو یہ پچاس ہزار باندھ دیں، جب ان دونوں نقصانوں سے خالی ہو تو چچا یا بھائی کا وہ کیا ہوا نکاح نافذ و صحیح و تمام ہو گا نہ لڑکی سے اذن لینے کی اُن کو حاجت نہ اطلاع دینے کی نہ وقت نکاح لڑکی کے دیاں موجود ہونے کی، یہ سب بے ضرورت امور ہیں۔ درمختار میں ہے :

للولی النکاح الصغير والصغيرة جبوا۔
باپ دادا کو نابالغہ پر جبری نکاح کی ولایت ہے (ت)
اُسی میں ہے :

لو نر وجہا الا قرب حیث ہو جانما النکاح یلہ اقرب جہاں بھی نکاح کرے جائز ہو گا۔ (ت)
ماں یا ماموں کو اس نکاح پر اصلاً اعتراض نہیں پہنچ سکتا، ہاں لڑکی کہ دوشیزہ ہے اگر بالغہ ہوتے ہی معا کہہ دے گی کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں، یا اول سے اسے اطلاع نکاح نہ تھی تو بعد بلوغ جس وقت خبر پائی فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے تو اس صورت میں البتہ خود اس کو اختیار ہو گا کہ حاکم شرع کے حضور رجوع کر کے چچا یا بھائی کا کیا ہوا نکاح فسخ کرالے۔ درمختار میں ہے :

ان کان المزوج غیر الاب وابیہ انت کان اگر نکاح دیشہ والا باپ دادا نہ ہو تو کفو اور مہر مثل کی صورت میں نکاح صحیح ہے لیکن نابالغ اور نابالغہ کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد علم ہونے پر بشرط قضاء فسخ کا اختیار ہو گا، اور بالغہ باکرہ کا اختیار اس کو علم ہو جانے پر سکوت کی وجہ سے باطل ہو جائے گا، اور مجلس کے اختتام تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا (ت)
ان کا انکاح غیر الاب وابیہ انت کان من کفو وبہر المثل صحیح ولہما ای لصغیر وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد بشرط القضاء للفسخ وبطل خيار البکر بالسکوت لو عا لعد بالنکاح ولا یمتد الی آخر المجلس۔

ہاں چچا یا بھائی جس سے نکاح کر دیں اگر وہ بمعنی مذکور دختر کا کفو نہ ہو اگرچہ ہم قوم ہو یا مہر مثل میں کمی فاحش کریں تو سرے سے نکاح ہو گا ہی نہیں۔ درمختار میں ہے :

ان کان المزوج غیرہما لا یصح النکاح اگر غیر باپ دادا نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو یا انتہائی

۱۹۲/۱	مطبوع مجتہبی دہلی	باب الولی	۱۵ درمختار
۱۹۳/۱	"	"	۱۵ "
۱۹۲-۹۳/۱	"	"	۱۵ "

من غیر کفو او بغین فاحش اصلاً۔ واللہ تم مہر سے دیا تو بالکل جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ کی اجازت تحریری کی عبارت محتاج نظر ہے، دیکھا جائے کیا لکھا ہے اور اب اس کا کیا اثر ہے اور اس کی چند احکامات بھی نہیں کہ ولی شرعی موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ محمد صبور صاحب ولد منشی محمد ظہور صاحب مرحوم مغفور ساکن بریلی محلہ پل قاضی ۱۲ صفر ۱۳۲۹ء کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ عورت نے ایسے رندوے شخص کے ساتھ نکاح کیا کہ جس کے دو لڑکے زوجہ اولیٰ سے تھے اب ان زن و شو سے ایک دختر پیدا ہوئی بعد اس شوہر ثانی کا انتقال ہو گیا، زان بعد اس بیوہ عورت نے پھر اپنا نکاح کر لیا اب وہ لڑکی جو شوہر ثانی سے پیدا ہوئی تھی نابالغ ہے کہ جس کا نکاح اس عورت اور حال کے تیسرے شوہر نے ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ مجبوری سے اس کے والدین کے کر دیا کہ جس کے اندر ابتداء قرار و نسبت میں قبل از نکاح دوسرے شوہر کے دونوں لڑکوں کا بھی مشورہ رضامندی تھا لیکن وقت نکاح کے یہ دونوں لڑکے موجود نہ تھے اب یہ دونوں لڑکے اس نکاح سے نارضا مند ہیں، آیا یہ نکاح جائز طریقہ سے ہو یا ناجائز طور پر؟ اور اب قابل رہنے کے ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

www.alukah.net/forum/works.org

الجواب

شوہر دوم یعنی پدر دختر کے دونوں لڑکے کہ زوجہ اولیٰ سے ہیں اگر نابالغ ہیں اس دختر کے ولی ہیں، اگر ان دونوں یا ان میں ایک نے پیش از نکاح عورت کے شوہر سوم یا خود عورت کو اس دختر کا نکاح اس نابالغ کے ساتھ کرنے کی اجازت دی تھی اور وہ نابالغ اس دختر کا کفو تھا یعنی نسب وغیرہ میں ایسا کم نہ تھا جس کے سبب اس سے نکاح اس دختر کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز و نافذ واقع ہوا اور بلا وجہ صحیح شرعی اب ان لڑکوں کی ناراضی معتبر نہیں۔

فان من سعی فی نقض ماتم من جہتہ جو اپنے تمام کیے ہوئے معاملہ کو توڑنے کی کوشش کرے فسعیہ مردود علیہ۔ تو اس کی یہ کوشش مردود ہے۔ (د ت)

ہاں دختر کو اختیار ہو گا کہ اگر پسند نہ کرے تو بالغہ ہوتے ہی معاً انکار کر دے نکاح فسخ کر دیا جائے گا لائنہ غیواب وجد (کیونکہ یہ غیر باپ دادا ہیں۔ ت) اور اگر لڑکوں نے ان کو نکاح کرنے کی اجازت نہ دی تھی اگرچہ وقت مشورہ اپنی رضامندی ظاہر کی تھی تو یہ نکاح کہ دختر کی ماں اور اس کے شوہر سوم نے بے اجازت اولیاء کیا اجازت اولیاء پر موقوف رہا ان لڑکوں نے خبر نکاح سن کر اگر کوئی کلمہ رضا کہہ دیا یا کوئی فعل

کہ رضا پر دال ہو کیا تو نکاح نافذ ہو گیا اور اب ان کی نارضا مندی بلا وجہ صحیح شرعی معتبر نہیں بلکہ وہی بحال بلوغ دختر کو اختیار انکار تو دعویٰ فسخ ہو گا اور اگر کوئی قول و فعل رضا کا بعد نکاح ان سے صادر نہ ہوا تھا کہ انہوں نے اُسے رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا اور اب یہ دختر اس سے محض اجنبیہ ہے اور اگر وہ لڑکا اس عورت کا کفو نہیں یعنی کوئی ایسی کمی رکھتا ہے جس سے اُس کے ساتھ نکاح اولیائے دختر کے لئے باعث بدنامی و مطعون ہو تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اگرچہ خود لڑکوں نے کیا ہوتا اگرچہ دختر بعد بلوغ اس پر راضی ہوتی،

لانه يفتي في غير الكفو بعد الصلح الاصل
لفساد الزمان والله تعالى اعلم
نکاح غیر کفو اور غیر مہر مثل میں بالکل صحیح نہ ہو گا، اسی پر فتویٰ ہے۔ والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۶۸ از بدایوں براہم پور مسئلہ عظیم اللہ خاں صاحب ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید پدر ہندہ نابالغہ کو بکر نے ازراہ فریب یہ یقین دلایا کہ خالد اس کا ہم قوم اور شریف الخاندان ہے اور اس طرح زید کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اپنی نابالغہ دختر ہندہ کا نکاح خالد نابالغ سے کرے، چنانچہ خالد کے ساتھ زید نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد کر دیا ہندہ بعد عقد خالد کے ماموں زاد ہمشیر کے گھر میں کے زیر پرورش خالد بیان کیا گیا تھا رہی، صغیرہ ہندہ کو اب علم اس بات کا ہوا کہ خالد اس کا ہم قوم و کفو نہیں ہے بلکہ ولد الحرام ذلیل قوم ہے تو ہندہ نے خالد کو اپنا شوہر نہیں جانا اور نہ اس کے پاس آئی گئی اور معاہدہ نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ فسخ کر دیا، یہ انفساخ مطابق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں صورت مستفسرہ میں نکاح فسخ کیا جائے گا یعنی ہندہ کو اختیار دعوے اور بعد دعویٰ حکماً فسخ ہو گا قاضیخان
فتح القدير و بزانہ و رد المحتار وغیرہ میں ہے:

تزوج بنته من رجل ظنه مصلحا لا يشرب
مسكرا فاذا هو مدمنت فقالت بعد
الكي لا ارضى بالنكاح ان لم
يكن ابوها يشرب المسكر
کسی شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایسے شخص کو دیا جس کے متعلق باپ کو گمان تھا کہ صالح ہے اور شراب نہیں پیتا تو بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شراب کا عادی ہے، بیٹی نے بلوغ پر باپ کے لئے نکاح کے بارے میں کہا کہ میں راضی

ولا عرف به و غلبة اهل بيته مصلحتون
فالنكاح باطل بالاتفاق اهـ۔

نہیں ہوں تو اگر باپ شرابی نہیں اور لڑکی کا حنا ندان
غالب طور پر صالح لوگ ہیں تو بالاتفاق یہ نکاح باطل

ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے :

معناه انه سيبطل كما في الذخيرة لان المسألة
مفروضة فيما اذا لم ترض البنت بعد
ما كبرت كما صرح به في الخانية والذخيرة
وغيرهما وعليه يحمل ما في القنية
نروج بنته الصغيرة من رجل ظنه
حرا لاصل وكان معتقاً فهو باطل بالاتفاق
اهـ وعلم من عبارة القنية انه لا فرق
في عدم الكفاية بسبب الفسق او غير
حتى لو تزوجها من فقير او ذوق مفرقة
وله يمكن كفوا لهما ليرصح افاده في
البحر۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ باطل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ
ذخیرہ میں ہے، کیونکہ مسئلہ کی صورت اس مفروضہ
پر ہے کہ لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد عدم رضا کا
اظہار کیا ہو جیسا کہ ذخیرہ اور خانیہ وغیرہما میں اس
کی تصریح کی ہے، اور قنیہ کے اس مسئلہ کو کسی نے
اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کر دیا جس
کے بارے میں اسے گمان تھا کہ یہ اصلی آزاد ہے
بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی کا آزاد کردہ ہے، تو یہ نکاح
بالاتفاق باطل ہے بھی اسی پر محمول کیا جائے گا کہ
اور قنیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیسر کفو
فسق یا کسی اور وجہ سے ہو دونوں میں فرق نہیں،

حتی کہ کسی نے نابالغ کا نکاح فقیر یا کسی کسی سے کر دیا اور یہ کفو نہ تھا، تو بھی نکاح صحیح نہ ہوگا، اس کا افادہ
بحر میں ہے۔ (ت)

ردمختار میں ہے :

الفرقة ان من قبلها ففسخ وان من
قبله فطلاق و شرط لكل القضاء الا
ثمانية۔

اگر لڑکی کی طرف سے تفریق کی وجہ ہے تو فسخ ہوگا، اور
اگر خاندن کی طرف سے ہو تو وہ طلاق ہے اور ہر صورت
میں قضا شرط ہے ماسوائے آٹھ صورتوں کے۔ (ت)

۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	رد المحتار
۱۶۲/۱	مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ	فصل فی الکفارة	فتاویٰ قاضی خاں
۱۹۵/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	۔۔۔	فتح القدیر
۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	رد المحتار
۱۹۳/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	۔۔۔	رد مختار

خانیہ میں ہے :

لا یكون الفسخ لعدم الكفاءة الا عند القاضي لانه
مجتهد فيه . والله تعالى اعلم .
کفو نہ ہونے کی بنا پر فسخ صرف قاضی کے ہاں ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے (ت)

مسئلہ ۳۶۹ مسئلہ خان بہادر مولوی محمد غلیل اللہ خاں ڈاک خانہ گولہ ضلع کھیری

مسماۃ ہندہ نے انتقال کیا اور اولاد دختر ہی سے دُلہا لیاں چھوڑیں . وقت انتقال مسماۃ مذکورہ کی لڑکیوں نے اپنے حقیقی نانا کی پرورش ہر قسم کی اس وقت تک پائی ، دختر ان کی عمر سب بلوغت کو پہنچی ہے . والد لڑکیوں کا اپنے وطن میں موجود ہے اور کسی قسم کی امداد پرورش دختر ان مذکور نہیں کرتا . والد والدہ دختر ان مذکور کا شادی کا انتظام کرتا ہے تو والد منع آتا ہے ، والد شریک شادی دختر ان مذکور بوجہ اس کے کہ صرف شادی سے علیحدہ رہے . نہیں ہوتا ہے . تو ایسی حالت میں حقیقی نانا بحیثیت ولی کے نکاح کر سکتا ہے اگر نکاح دختر ان مذکور کا حقیقی نانا ایسی حالت مذکورہ میں کر دے تو کیا مناسب ہے ؟ بیٹو اتوجروا

الجواب

لڑکیاں جبکہ بالغ ہوئیں ان پر ولایت جبریرہ کسی کی نہ رہی ، ان کی رضا سے جو نکاح ان کا ہو صرف دو حالت میں ولی یعنی ان کے باپ کو ان پر اعتراض کا حق ہوگا . اول یہ کہ جس لفظ نکاح کیا جائے وہ اس دختر کا کفو یعنی نسب یا مذہب یا چال چلن یا پیشہ وغیرہ کسی بات میں اس سے اتنا کم ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث ننگ و عار ہو ، اس صورت میں تو جب تک باپ پیش از نکاح اس شخص کو غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت نہ دے نکاح ہوگا ہی نہیں محض باطل ہوگا . دوم یہ کہ دختروں کے مہر میں کمی فاحش کی جائے مثلاً اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو اور پانسو باندھا جائے ، اس صورت میں باپ کو اعتراض کا حق ہوگا یہاں تک کہ شوہر مہر پورا کرے اور جب ان صورتوں سے پاک ہو یعنی جس سے نکاح کیا جائے وہ نسب و مذہب وغیرہ میں دختر سے ایسا کم بھی نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث مطعون و بدنامی ہو ، اور مہر مثل میں بھی کمی فاحش نہ کی جائے ، تو لڑکیوں کی اجازت سے نانا کا ایسا کیا ہوا نکاح صحیح و تام و نافذ و لازم ہوگا جب پدر دختر ان کو کوئی اعتراض نہیں پہنچتا . درمختار میں ہے :

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا فقط
الولاية بالبلوغ
باکرہ بالغہ پر ولایت اجبار نہیں کیونکہ اس کے بالغ ہونے پر ولایت ختم ہو چکی ہے . (ت)

اسی میں ہے :

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا مرضى ولی وله اذا كان
عصبه الاعتراض فی غیر الكفو ویفتی فی غیر الكفو
بعد مجاوزة اصلا
آزاد عاقلہ بالغہ کا اپنا کیا ہوا نکاح ولی کی رضا کے بغیر
بھی نافذ ہوگا، ولی اگر عصبہ ہو تو اس کو غیر کفو کی صورت میں
اعتراض کا حق ہے اور غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا
قوی دیا جائے گا۔ (ت)

اسی میں ہے :

لو تکت باقل من مهرها فلولی العصبه
الاعتراض حتی یتیم مهر مثلها ویفرق القاضی
بینهما دفعا للعاصی واللہ تعالیٰ اعلم
اگر لڑکی نے انتہائی کم مہر پر اپنا نکاح کیا ہے تو ولی عصبہ
کو حق اعتراض ہے حتیٰ کہ مہر مثل پورا کریں، اور قاضی
ولی کی سار کو ختم کرنے کے لئے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۷۷ از موضع ساندھن ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ محبوب احمد صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
والد ہندہ نابالغہ کے فوت ہونے پر ہندہ کے شرعی وارث موجود ہیں مگر وہ ولی بننے سے انکار کرتے ہیں
ہندہ کی ماں حقیقی جس نے اب عیشائی کر لیا ہے وہ یا اس کا شوہر ثانی ولی بن سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

ولی بننا نہ بننا اپنا اختیاری نہیں، جس کو شرع مطہر نے ولی کیا وہ ولی ہے اس کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا،
ہاں اگر صورت یہ ہے کہ کفو موجود ہے اور ولی بلا وجہ شرعی اس کے نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور اس انکار میں
کفو کے فوت ہونے کا اندیشہ صحیح ہے تو جو ولی ابعد ہے اگرچہ ماں ہو اگرچہ نکاح کر چکی ہو وہ وہاں کے عالم دین
سختی صحیح العقیدہ کے صوابدید سے نابالغ کا نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۸ از افضل گڑھ ضلع بجنور محلہ قاضی سرانے مرسلہ راغب الدین صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ایک دختر پیدا ہوئی، جب عمر دختر کی تین سال کی ہوئی زید نے ہندہ کو
طلاق دی، وہ دختر بھی ہندہ کے پاس رہی، بعد ختم ہونے عدت کے ہندہ نے اپنا نکاح بکر سے کیا، جب
دختر کی عمر قریب نو سال کے ہوئی تب اس کا نکاح ہندہ اور بکر نے ایک سے کر دیا وہ شخص بالکل اسلام سے

واقف نہیں، نہ روزہ رمضان شریف نہ نماز کبھی ادا کرتا ہے، اب عمر دختر کی پندرہ سال ہے، وہ پابندِ صوم و صلوٰۃ ہے اور کلام مجید اور دو چار کتاب مسائل کی جانتی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی، اور ولی اصلی زندہ ہے اس نے اجازتِ نکاح نہیں دی، یہ نکاح عند الشرح درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اسنے گول سوال کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا، نکاح بکروہتہ نہ کیا، اُس وقت لڑکی نو برس کی تھی، معلوم ہونا چاہیے کہ بالغہ تھی یا نابالغہ، نو برس کی لڑکی بھی بالغہ ہو سکتی ہے، اس نکاح کی خبر زید کو کب پہنچی، اور اُس نے اُس وقت یا اُس کے بعد کیا کہا، وہ لفظ لکھے جائیں، رخصت کس کے اختیار سے ہوئی، شوہر کے یہاں سے باپ کے یہاں بھی آنا جانا رہا یا نہیں، لڑکی اگر اس وقت نابالغہ تھی تو کب بالغ ہوئی، اس کو کتنا زمانہ گزرا پھر وہ شوہر کے یہاں نہیں رہنا چاہتی یہ کتنے زمانہ سے ہے، اور یہ کراہت صرف قلب سے ہے یا زبان سے بھی کچھ کہا، کہا تو کیا لفظ کہے اور کب کہے، شوہر سے اس کے کوئی اولاد بھی ہوئی یا نہیں، ان سب باتوں کا مفصل جواب لکھنے پر حکم لکھا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از چھاونی ملتان مسئلہ کریم بخش صاحب خانساں ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

حسین بخش خانساں کی دختر کی شادی پر بخش خانساں از کوہ سپاٹو ضلع شملہ عرصہ گیارہ بارہ برس کا ہوا کہ جس وقت بر خور داری کی نسبت پر بخش خانساں کے ساتھ بندوبست کیا گیا تھا تو اُس وقت پر بخش خانساں کی پہلی زوجہ جو کہ شادی کی ہے سبب نہ اولاد ہونے کے دوسری شادی کا انتظام کیا دختر حسین بخش کے ساتھ، پر بخش اقرار گھر دامادی کا کیا جو کہ جڑی مسجد کوہ سپاٹو ضلع شملہ میں موجود ہے، اور پیش امام مسجد کے جنھوں نے نکاح پڑھایا تھا وہ بھی اسی وقت موجود ہیں، جس وقت نکاح وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دوسرے دن پر بخش نے جھگڑنا شروع کیا کہ میری زوجہ میرے ہمراہ بھیج دو، لڑکی کے والدین نے بیچ کی رُو سے انکار کیا کہ چند عرصہ تم ہمارے ہمراہ رہو جب تمھاری بی بی کی رضا تمھارے ساتھ جانے کی ہو لے جاؤ، اس شخص نے اصرار کیا کہ میرے ہمراہ ابھی بھیج دو، یعنی شروع سے جھگڑا یہاں کئی ایک ماہ ان کا جھگڑا رہا، چند عرصہ کے بعد جو کہ زوجہ پر بخش کا چھوٹا بھائی تھا اس نے فیصلہ کیا کہ پر بخش کی زوجہ کو پر بخش کے ہمراہ کر دیا، بعد عرصہ کے لڑکی حمل سے ہوئی تو اپنی ماں کے پاس آئی، لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت تیرہ چودہ برس کی ہے، جس وقت لڑکی دو ماہ کی ہوئی تو زوجہ پر بخش اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی، یہ سبب نا اتفاقی ان دونوں عورتوں میں جھگڑا رہا، چھ ماہ کے بعد زوجہ پر بخش پھر اپنے والدین کے پاس آگئی پھر ان کا اتفاق کر دیا گیا، پھر زوجہ پر بخش اپنے خاوند کے ہمراہ چلی گئی، عرصہ تین ماہ بعد پھر واپس بھیج دی، پر بخش کے پھر بعد کو لڑکا پیدا ہوا جو کہ عمر گیارہ بارہ برس کا ہے، نہ تو اس شخص

ای یا متناعه عن التزویج اجماعاً خلاصۃ۔
بالاجماع اختیار ثابت ہے، خلاصہ۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

یا متناعه عن التزویج من کفو بمهر المثل
امالو امتنع عن غیر الکفو او لکون المهر
اقل من مهر المثل فلیس یعاضل

ہے۔ (ت)

یہاں ضرر سے مراد یہ ہے کہ کفو ملتا ہو اور اُس کے ساتھ اس نابالغ کا نکاح کسی وجہ سے خلافِ مصلحت نہ ہو مہر مثل بھی پورا دینے کا کہتا ہو اور بلا وجہ باپ نہ مانے اور نکاح نہ کرے نہ کوئی دوسرا کفو موجود ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس حالت میں اور جو اولیا ہم نے شمار کئے اُن میں سے جو قریب تر ہو اُس سنی دیندار عالم کی رائے سے جو دیاں سب سے زیادہ فقیہ ہو اس کفو موجود سے مہر مثل یا اُس سے زائد پر نکاح کر دے،

وذلك لانهم اختلفوا فی المراد بالابعد الذی
یثبت له التزویج بعض الاقرب فذهب
فی شرح الوهبانیۃ ان المراد بالابعد
اولیاء النسب وبہ جزم فی البحر ونقلہ فی
الدرثم استدرك علیہ بما فی القهستانی عن
الغیاثی لولم یزوج الاقرب نزوج القاضی
عند فوت الکفو اھ قال ش ای خوف فوتہ
ثم نقل عن رسالة العلامة
الشربلانی کشف المعضل فیمن
عزل نصوصاً وافرة متظافرة علی

۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	۱۰ در مختار
۳۱۶/۲	دار احیاء التراث بیروت	"	۱۱ رد المحتار
۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	"	۱۲ در مختار
۳۱۶/۲	دار احیاء التراث بیروت	"	۱۳ رد المحتار

ان المراد بالابعد القاضی ولا قاضی ھہنا سے بہت سی نصوص نقل کیں کہ ابعد سے مراد قاضی ہے
فقد تدارکنا بما ذکرنا من جمیع النظریں اور یہاں قاضی نہیں ہے اس لئے ہم نے نقصان کا
واللہ المستعان واللہ تعالیٰ اعلم۔ تدارک کرتے ہوئے مذکور اولیاء کو ذکر کیا ہے تاکہ
دونوں مصلحتیں جمع ہو جائیں، اور اللہ تعالیٰ سے ہی امداد طلب کی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ از موضع پکریا ڈاک خانہ بانکی ضلع ڈالٹن گنج مرسلہ سید منہاج الحق صاحب احراری

جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ہندہ کے شوہر نے قضا کیا اور عمرو سے بیوہ کا ناجائز تعلق ہوا، بعد خبر پانے کے بکرجو ہندہ کا چچا ہے
بساہر زنش گھر میں بند رکھا اور کچھ دنوں باہر نکلنے نہ دیا اور بزور اپنے لڑکے زید سے جس کی بی بی موجود ہے رضامندی
جو خوف ہلاکت ہندہ نے قبول کیا نکاح کر دیا، وکیل نکاح واقعہ معلوم نے بمقابلہ شاہدین اجہل جو چچا زاد بھائی
بیوہ کے ہیں برضا مندی اجازت عقد نکاح چاہی، خوف جان ہندہ نے قبول کیا اور اذن دیا، بعد دو چار ماہ
کے موقع وقت پا کر عمرو کے یہاں چلی آئی اور ہنوز اس کے مکان میں موجود ہے، ہندہ سے بمقابلہ چند گواہاں
پوچھا گیا حلفاً بیان کیا کہ ہم کو ہرگز ہرگز منظور نہ تھا جبر سے بکرجو وغیرہ کے جو دھکی ہلاکت دیا تھا اقبال کیا بعد ہم
دونوں کو یعنی ناکھیں کو لوگوں نے ایک مکان میں بند کر دیا، چچا بکرجو بھی اسی قاعدہ مسطورہ صدر سے
ہوا پس صورت مستفسرہ میں امید وار جواب باصواب کا ہوں، ایسا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں
کیونکہ ہندہ نے اقرار زبانی کیا دلی حالت کسی کو معلوم نہیں، صورت مذکورہ بالا میں طلاق کی بھی ضرورت ہوگی
یا نہیں؟ حسب بیان و خواہش ہندہ بغیر طلاق عمرو سے نکاح یا بعد طلاق وعدت؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگر واقعی اکراہ و مجبوری کی صورت نہ تھی صرف دھکی تھی اور اسے بھی صحیح طور پر اندیشہ جان نہ تھا
جب تو وہ اذن صحیح ہو گیا اور اگر اس وقت واقعی اکراہ تھا اور شوہر کے پاس جانا بلا اکراہ ہوا تو اگر پہلے نہ بھی تھی اب
ہو گئی، ان دونوں صورتوں میں نکاح ہو گیا اور بغیر موت یا طلاق شوہر و انقضائے عدت دوسرے سے نکاح نہیں
ہو سکتا، اور جانا بھی باکراہ تھا اور جیسا کہ ہندہ کا بیان ہے خلوت بھی باکراہ ہوئی، تو یہ مسئلہ شدید الاشکال ہے
کتابوں میں اس کا جزیہ کہیں نہیں، علامہ خیر الدین رملی کی نظر حاشیہ بحر الرائق میں صحت توکیل کی طرف گئی اور
حاشیہ منع الغفار میں عدم جواز کی طرف علامہ شامی نے کتاب الاکراہ میں اول کی طرف میل فرمایا اور آخر
میں بھی لکھا کہ:

الحاصل ان المحل محتاج الیٰ زیادۃ حاصل یہ کہ یہ مقام زیادہ تحریر و تحقیق کا محتاج ہے

التحریر و هذا غاية ما وصل اليه فهمنا
القاصر، والله تعالى اعلم۔
اور جہاں ہمارا قاصر فہم پہنچا وہ یہی ہے ۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

فقیر نے اُس پر اپنی تعلیقات میں اُن کی اباحت سے جواب دئے اور تعلیقات کتاب الطلاق میں اولاً وجود
جواز لکھ کر انہیں رد کیا اور عدم جواز کی ترجیح بیان کی اور آخر میں یہی لکھا کہ:

بالجملة محل اشتباه ولا بد من تحریر فوق
ذلك، والله تعالى اعلم۔
غرض یہ کہ محل اشتباه ہے تو اس کی صفائی کے لئے
اس سے زائد تحقیق کی ضرورت ہے ۔ واللہ تعالیٰ

اعلم (ت)

ایسی شدید مشتبہ حالت میں بھی احتیاط یہی ہے کہ بلا طلاق و مرور عدت نکاح ثانی کی حرأت نہ کی جائے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۷ از شہرام ضلع گیا مسئلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ
نابالغ کے نکاح میں اُس کے ولی سے ایجاب کرانے کی نوبت پہنچے گی تب تعین مہر بحیثیت ولی کے ہوگی
پس بعد بلوغ اقبال سے وہ نابالغ اُس مہر کے ناراض ہو اور انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔ بینوا تو جروا۔
الجواب

وہ ولی جس نے نابالغ کا نکاح کیا اس کا باپ یا باپ نہ ہونے کی حالت میں دادا ہے ایسا جو اس سے پہلے
کوئی نکاح اپنی ولایت سے مہر میں ایسے فرق کثیر یا غیر کفو سے نہ کر چکا ہو نہ اس نکاح کے وقت نشہ میں ہو
جب تو نکاح صحیح اور یہی مہر لازم ہو گیا، نابالغ کو کسی وقت کوئی حق اعتراض نہیں، اور اگر نکاح کرنے والا
اب وجد کے سوا اور کوئی ولی ہے یا اب وجد ہیں اور اُس وقت نشہ میں تھے یا اس سے پہلے بھی کوئی نکاح اپنی
ولایت سے ایسا کر چکے تھے اور مہر میں مہر مثل سے فرق کثیر ہے مثلاً پسر کا نکاح ہے اور عورت کا مہر مثل دس ہزار
تھا انھوں نے پندرہ ہزار بندھوایا یا دختر کا نکاح ہے اور مہر مثل دس ہزار تھا انھوں نے پانچ ہزار بندھوایا
تو اس صورت میں نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت ہے، اور اگر فرق فاحش نہیں مثلاً پسر
کے نکاح میں دس ہزار کا گیارہ ہزار یا دختر کے نکاح میں دس ہزار کا نو ہزار، تو نکاح ہو گیا، پھر اگر وہ ولی
جس نے نکاح کیا غیر اب وجد ہے تو صغیر و صغیرہ کو خیار بلوغ ملے گا جو غیر اب وجد کے نکاح کرنے میں مطلقاً
ملتا ہے اگرچہ مہر مثل میں کوئی کمی بیشی نہ ہوئی ہو، صغیرہ اگر بکر ہے تو بالغہ ہوتے ہی فوراً یا اس کے بعد علم نکاح
ہو تو علم پاتے ہی مٹا اگر اُس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے گی تو دعویٰ کر کے قاضی سے فسخ کرا سکے گی اور
صغیرہ اگر شیبہ ہے یا صغیرہ کا نکاح ہے تو انہیں بعد بلوغ مطلقاً اختیار اعتراض رہے گا جب تک صراحتہ

اپنی رضا ظاہر نہ کریں یا کوئی فعل ایسا نہ کریں مثلاً بوسہ و کنار جو رضا پر دلیل ہو۔ درمختار میں ہے:

لزم النکاح ولو بغین فاحش بنقص مهرها و
نزیادة مهره او بغیر کفو ان کان الولی المزوج
اباً او جداً لم یعرف منهما سوء الاختیار وان
عرفت لایصح النکاح اتفاقاً وکذا لو کان سکران
وان کان المزوج غیرهما لایصح النکاح من
غیر کفو او بغین فاحش اصلاً وان کان
من کفو و بمهر المثل صح ولهما خیاس الفسخ
بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ و بطل خیاس
البکر بالسکوت عالمۃ بالنکاح ولا یعتد آخر
المجلس و خیاس الصغیر و الثیب اذا بلغا
لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالة
کقبلة و لمس ولا یقیامها عن المجلس
لان وقته العمر فیبقى حتی یوجد الرضا له
ملقطاً۔

اور ثیبہ کا اختیار محض خاموشی پر ختم نہ ہوگا جب تک بالغ ہونے پر صراحتاً اظہار رضا مندی نہ کریں، یا دلالتاً مثلاً
بوس و کنار وغیرہ سے رضا ظاہر نہ ہو جائے اور ان دونوں کے اختیار والی مجلس سے اٹھ جانے سے بھی ان کا
اختیار باطل نہ ہوگا، کیونکہ اظہار رضا کے لئے ان دونوں کو عمر بھر اختیار باقی رہتا ہے جب تک کہ راضی نہ ہو جائیں
یا رد نہ کریں (ملقطاً)۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

اذا زوج الرجل ابنه بامرأة باکثر
من مهر مثلها او زوج ابنته الصغیرة باقل
من مهر مثلها او وضعها فی غیر کفو
جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا مهر مثل سے زائد مهر پر
یا نابالغ لڑکی کا مهر مثل سے کم مهر پر یا غیر کفو میں نکاح
دے یا نابالغ بیٹے کا نکاح لونڈی سے یا غیر کفو والی

عورت سے کر دے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق یہ نکاح جائز ہونگے، اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر جائز نہ ہوگا، جبکہ باپ دادا کے غیر حتیٰ کہ قاضی کے دئے ہوئے یہ نکاح ناجائز ہونے پر اجماع ہے۔ (ت)

اگر اپنے بیٹے کا نکاح غیر کفو مثلاً لونڈی سے یا نابالغ بیٹی کا نکاح غلام سے کر دیا یا اس کا نکاح انتہائی کم مہر پر کر دیا، یا بیٹے کا نکاح کر کے اس کی بیوی کا مہر زائد کر دیا، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر جائز ہوگا، تبیین، اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر اتنی زیادتی یا کمی پر نکاح کیا جو مروج کے مطابق نہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے، بعض کے نزدیک صاحبین کے قول پر اصل نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر اصح یہ ہے کہ ان کے قول پر یہ نکاح باطل ہے، کافی، یہ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ باپ سوہ اختیار سے معروف نہ ہو اور اس میں مشہور ہو تو بالاجماع باطل ہے، اور یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہو تو بھی باطل ہے، سراج الوہاج، اہل منطقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۵ از مندیہ پو ضلع جوئیور محلہ قضیانہ مرسلہ حافظہ کریم بخش صاحب ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ
زید نے قضا کی اس کا ایک تحقیقی بھائی جو مدت دراز سے علیحدہ رہتا ہے اور مرحوم کے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا زندہ ہے، زید کی ایک لڑکی جو اب قریب بلوچ ہے اور اس کی شادی برادری میں ۱۰ رجب المرجب کو

اور نزوج ابنتہ الصغیر اقمۃ او امرأۃ لیست یکفولہ جان فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال صاحبانہ رحمہما اللہ تعالیٰ لایجوزنا ان فاحش واجمعوا علی انہ لایجوز ذلک من غیر الاب والمجد ولا من القاضی لہ عالمگیری میں ہے،

لو زوج ولدۃ من غیر کفۃ بان نزوج ابنتہ اقمۃ او ابنتہ عبد او زوج بغین فاحش بان نزوج البنت ونقص من مہرہا او نزوج ابنتہ و نراد علی مہر امرأتہ جان عند ابی حنیفۃ تبیین وعندہما لایجوز الزیادۃ والمخطا الا بما یتغابن الناس فیہ قال بعضهم فاما اصل النکاح فصحیح والاصح ان النکاح باطل عندہما کافی والمخلاف فیما اذا لم یعرف سوء الاختیار الاب اما اذا عرف فالنکاح باطل اجماعاً وکذا اذا کان سکران السراج الوہاج اہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہونے والی ہے، اس لڑکی کی ایک سوتیلی ماں ہے جس نے اس کی پرورش کی اور شادی بھی کرتی ہے، زید کے حقیقی بھائی سے اُس نے اس کی شادی کے متعلق مدد چاہی کہ تمام اہل برادری کے سامنے اس نے انکار کیا کہ میں نہ اس شادی میں شریک ہوں گا نہ مجھے کسی قسم کا واسطہ ہے جہاں چاہیں شادی کریں مجھ سے کوئی واسطہ نہیں، اس لئے سخت پریشانی ہے کہ اُس کی یہ سوتیلی ماں نے کل انتظام شادی کا کر لیا ہے نہ انخواستہ اگر عین وقت محل ہو تو اُس بیوہ کا سخت نقصان ہوگا گو امید نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے، کیونکہ اُس نے سب اہل برادری کے سامنے اپنی بے تعلقی بیان کیا ہے مگر احتیاطاً ضرورت ہے کہ علماء کی بھی سند موجود ہو، لڑکی کا ولی اُس کی بڑی بہن کا شوہر ہو سکتا ہے، اس کی بڑی بہن کا انتقال ہو چکا ہے اور دوسری بہن مع شوہر موجود ہے اور سوتیلی ماں کے چار لڑکے اس کے باپ کے نطفہ سے موجود ہیں جن میں سے دو کی عمر ۱۶، ۱۷ سال کی ہے اور ایک سوتیلی ماں ہے اور تمام اہل برادری ہیں ان میں اس کا ولی کون ہو سکتا ہے؟ بیعتوا تو جروا۔

الجواب

اس صورت میں اس نابالغ لڑکی کے نکاح کا ولی نہ اس کا حقیقی چچا ہو سکتا ہے نہ بہن نہ بہنوئی نہ ماں بلکہ لڑکی کا سوتیلی بھائی کہ سولہ سال کا ہے اس کے نکاح کا ولی ہے، اور دوسرا کہ چودہ سال کا ہے اگر وہ بالغ ہے تو وہ بھی ہے، درمختار وغیرہ میں ہے۔

www.aisaluzztraveller.com

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب
النکاح کا ولی عصبہ بنفسہ وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب پر ہوتے ہیں (ت)

لہذا لڑکی کا نکاح کفو میں مہر مثل یا زائد پر جوان سوتیلے بھائی کی اجازت سے ہونا چاہئے، اگر ماں حقیقی بھی ہوتی تو اُس کا کیا ہوا نکاح بھی اس بھائی کی اجازت پر موقوف رہتا۔ اور جبکہ اس بھائی کی اجازت سے ہو یا بعد نکاح قبل زید اسے جائز کر دے اور نکاح میں مہر مثل سے کمی فاحش نہ کی گئی ہو اور جس سے نکاح ہوا وہ کفو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اُس سے نکاح ان بھائیوں کے لئے وجہ عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور چچا اس میں کسی طرح خلل انداز نہیں ہو سکتا، ہاں لڑکی کو اختیار ہوگا کہ بالغ ہوتے ہی اگر فوراً اُس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے تو دعویٰ کر کے فسخ کرا سکے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۶ از بگرام ضلع ہردوی محلہ میدان پورہ مسئلہ سید محمد تقی صاحب قادری ۲۶ صفر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی عمر چار پانچ سال کی تھی کہ اُس

ماں باپ نے قضا کی اور ہندہ کو اس کی حقیقی نانی نے پرورش کیا جبکہ ہندہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو اُس کی حقیقی نانی نے ہندہ کا عقد اپنے دوسرے نواسے کے ساتھ کر دیا، گو ہندہ کے بھائی حقیقی تھے مگر اُس موقع پر موجود نہ تھے جبکہ اُس کا عقد اُس کی نانی نے کیا تھا، لہذا شادی ہونے کے بعد سے پانچ چھ برس کامل تک ہندہ کو نہ اُس کے شوہر نے روٹی کپڑا دیا اور نہ اُس کے ساس سسر نے، بدستور سابق ہندہ اپنی نانی کے پاس رہی اور اس نے اس کو روٹی کپڑا دیا جبکہ ہندہ کی عمر چودہ سال کچھ ماہ کی ہوئی اور اُس کو پہلا ایام ہوا، اُس وقت ہندہ مع اپنی نانی کے اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور اُس نے دُور مرد اور تین عورتوں کے روبرو کہا کہ میری شادی میری نانی نے جس کے ساتھ کی تھی اُس سے میں رضا مند نہیں ہوں اور میں اُس کے ساتھ اپنی عمر کسی طرح بسر نہیں کر سکتی ایسی حالت میں وہ نکاح ہندہ کا رہا یا ٹوٹ گیا؟

(۲) اُس کے پانچ ماہ بعد ہندہ کا دوسرا نکاح ہندہ کی رضامندی سے دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا گیا جبکہ وہ بالغ ہو چکی تھی اس صورت میں یہ نکاح جائز سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اگر ہندہ کا پہلا شوہر عدالتی لڑائی فساد سے اپنی عورت کو لینا چاہے وہ ان تمام امورات کو مدنظر رکھ کر ہندہ کو لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جس سے ہندہ کا پہلا نکاح ہوا اگر وہ ہندہ سے نہ محبت یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم تھا کہ اُس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہونا برا دران ہندہ کے لئے باعثِ ننگ و عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں،

يفتي بعدہ الصحة في غير الكفو لفساد الزمان در مختار وغيره۔ فتویٰ یہ ہے کہ غیر کفو میں زمانہ کے فساد کی بنا پر اصل نکاح نہ ہوگا، در مختار وغیرہ۔ (ت)

اور اگر ایسا نہ تھا تو وہ نکاح صحیح و منعقد ہو گیا اور من فصولی وله مہجیز (فضولی سے صادر اور اس کو جائز کرنے والا موجود ہونے کی وجہ سے۔ ت) ہندہ اگر بالغ ہوتے ہی ناراضی ظاہر کرتی اُس نکاح کو فسخ کر سکتی اب کہ ویر لگائی وہاں سے دوسری جگہ جا کر وہ الفاظ کہے اب نکاح لازم ہو گیا بے موت یا طلاق شوہر اول اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسرا نکاح جو کیا باطل محض ہے اُس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے۔ در مختار میں ہے،

یطلخیار البکر بالسکوت مختارۃ عالمۃ
بالنکاح ولا یمتدالی آخر المجلس۔ واللہ
بالکہ بالغہ کو جب علم ہو جائے تو خاموشی پر اس کا اختیار
فسخ ختم ہو جاتا ہے اور خاموشی کے بعد مجلس کے اختتام
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۸ از موضع سوال ڈاکخانہ سیکر ریاست جموں ضلع میرپور ملک پنجاب براستہ جہلم

مرسلہ حافظ مطیع اللہ صاحب ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں مثلاً تریہ کی لڑکی نابالغہ کا بعد وفات زید لڑکی کی والدہ نے
کسی جگہ ناتا یعنی ساک کر دیا اور ان نے لڑکی مذکورہ کو کسی قدر زیورادہ کپڑا دیا، اپنے زعم میں انھوں نے لڑکی
اپنی منکوحہ سمجھ لی، بعد گزرنے دو تین سال کے والدہ لڑکی کے پاس گئے تاکہ شادی کر دیوے، اس نے کہا مجھے
فرصت نہیں، پھر چلے گئے، دوبارہ جس کے ذریعہ سے منگنی کی تھی بھیج کر سوال کیا، پھر والدہ لڑکی نے انکار کیا، منگنی
والوں نے کہا زیور وغیرہ واپس کر دو ہم اس سے رہے، غرض وہ اپنے زیورات وغیرہ لے کر واپس چلے آئے اور دعویٰ
ناتا چھوڑ دیا، اب لڑکی بالغ ہے اور اس کی والدہ مر گئی ہے دوبارہ ناتے والے تعاضد کرتے ہیں کہ ہم نے ناتا
نہیں چھوڑا اور نہ ہم نے زیور لیا وکیل نے لیا ہوگا۔ آیا بروقت منگنی نابالغ کا اس کی والدہ یا چچا یا برادر نے کر دیا اس
کو بموجب شریعت اختیار فسخ ہے حکم ولھما الخیار فی غیر الاب والجد (نابالغ اور بالغہ کو غیر باپ دادا کے
دئے ہوئے نکاح میں اختیار ہوتا ہے۔ لیکن بروقت بلوغ قاضی کے نزدیک بیان دیوے اور قاضی حکم
فسخ کرے، چونکہ اس ولایت میں کوئی قاضی نہیں تو کیا اس ملک میں اعلم علماء فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

محض منگنی کوئی چیز نہیں اور ان کا منکوحہ سمجھ لینا باطل ہے جبکہ ایجاب قبول نہ ہوا ہو، اس صورت میں
فسخ کی کیا حاجت کہ نکاح ہی نہ تھا جسے فسخ کیا جائے، یاں اگر ایجاب و قبول ہو گیا تو بے شک صورت مذکورہ
میں نابالغہ کو اختیار فسخ ہے، اگر بالغہ ہوتے ہی فوراً اسی مجلس میں انکار و اعتراض کرے تو دعویٰ فسخ کر سکتی ہے
اعلم وافقہ اہل بلد بحضور زوج فسخ کرے اور اس کی تنفیذ بذریعہ کپڑی کرالے۔ اور اگر مجلس بلوغ میں سکوت کیا تو
اب دعویٰ فسخ نہیں کر سکتی نکاح لازم ہو گیا جبکہ کفو سے ہوا ہو یعنی زوج زوجہ سے مذہب یا نسب یا چال چلن یا
پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے اس کا نکاح اولیا کے لئے عرفاً باعث تنگ و عار ہو کہ اس صورت میں غیر واجب
کا کیا ہوا نکاح باطل محض ہوتا ہے، جب سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت،

والمسائل كلها مصرحة بها في عامة نبر
المذهب كالدر المختار وغيره ومسألة العالم
في الحديقة النديّة عن فتاوى الامام العتاني
وقد فصلنا الكل في فتاوانا. والله تعالى اعلم

یہ تمام مسائل مذہب کی عام کتب میں تصریح شدہ ہیں
جیسے در مختار وغیرہ، اور عالم فقیہ والا مسئلہ حدیقہ ندیہ میں
امام عتانی سے منقول ہے، ہم نے ان تمام کی تفصیل اپنے
فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۹۹ از شہر ربلی محلہ بہاری پور مسئلہ تالیف صاحب یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی عمر ۱۴ سال کی ہے اور اُس کے والد نے خط اپنی بیوی
کے نام اس مضمون کا بھیجا ہے کہ جس طرح چاہو کرو تمہیں اختیار ہے، ماں نکاح کرنا چاہتی ہے اور والد اس
کے یہاں موجود نہیں ہیں عدم موجودگی میں والد کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر ثابت ہو کہ خط اُس کا ہے تو ماں کو اختیار ہے اگر لڑکی نابالغہ ہو اور بالغہ کی خود اپنی اجازت
مقبول ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۸ از کوٹلی ڈاک خانہ خاص ضلع مظفر پور مسئلہ عبدالحلیم شاعر صاحب ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو تین شادی محل اولیٰ (مہر سوم) سے دو لڑکے ایک لڑکی
اور محل ثانی لا ولد مہر سوم، محل سوم (قائم) سے دو لڑکے اور ایک لڑکی، زید نے محل اولیٰ کی اولاد کو اپنی حیات میں
علیحدہ کر دیا جو کہ زید کو بدرمیاں اولاد محل اولیٰ کے کوئی سروکار نہیں بلکہ سننے میں آتا ہے کہ زید نے محل اولیٰ والی اولاد
کو عاق کیا تھا اور زید محل سوم کے ساتھ مع اولاد کے رہتے تھے، زید نے اپنی حیات میں محل سوم کی لڑکی کی نسبت بکر
کے لڑکے سے کی تھی یعنی نسبت شادی کی مقرر ہوئی تھی، چونکہ عمر لڑکی کی دس برس کی تھی بعد مقرر کرنے نسبت مذکور کے
زید نے قضا کیا، بعد قضا کرنے زید کے ایک سال بعد مسماۃ محل سوم نے اپنی لڑکی کی شادی بولایت خاص بکر کے
لڑکے کے ساتھ کر دی، اُسی درمیان میں محل اولیٰ والی اولاد سے جو کہ عاق شدہ ہے اُس سے معاملہ حقداری کا
ساتھ محل سوم مسماۃ کے تھا، بعد شادی ہونے تھوڑے زمانہ کے اور اٹھ جانے معاملہ حقداری کے محل اولیٰ والی
اولاد نے محل سوم والی مسماۃ کو اپنی رائے میں یعنی میل میں لے آئے، اب محل اولیٰ والی اولاد کی جانب سے یہ
کہا جاتا ہے کہ عقد ناجائز ہو گا کیونکہ اس لڑکی کا وارث میں ہو سکتا ہوں یعنی اُس کا ولی میں ہوں گا بلکہ اس
لڑکی کو اپنی سسرال سے لا کر اپنے گھر میں رکھ لیا ہے اور دوسری شادی کرنے پر لڑکی آمادہ ہے آیا یہ عقد
جو کہ مسماۃ محل سوم والی نے بولایت اپنے کیا ہے کیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الواقع بھائی اگرچہ سوتیلا ہو اس کے ہوتے ماں کو ولایت نہیں، جو نکاح ماں نے کیا اور کسی جوان بھائی کا اذن نہ تھا نہ بعد نکاح کسی جوان بھائی نے جو نکاح اُسے جو جوان بھائی فسخ کرے فسخ ہو جائے گا، اور عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت زائل ہو۔ درمختار میں ہے،

لو نذرت الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اگر ولی البعد ولی اقرب کی موجودگی میں نکاح کر دے تو اجازت تہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلم (د ت)

مسئلہ از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ محمد ایتوب حسن صاحب سلمہ ولد قاضی محمد یوسف صاحب

۲۱ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ باجرہ خاتون عرف بنو دختر راحت حسین مرحوم کا جس کی عمر اس وقت پندرہ برس چھ ماہ ہے اُس کی ماں نے بسا زائے بھائی اولاد حسین اور بھانجے قطب الحسن (قطب الحسن کو باجرہ کی بڑی بہن بیاہی ہے) جبکہ مکان پر کوئی شخص از ذکر موجود نہ تھا اپنی بہن کے لڑکے عزیز الحسن سے جو قطب الحسن کے چھوٹے ہیں بیاہت اپنے بھائی حسینی اولاد حسین مذکور و بگواہی بندہ حسن جو قطب الحسن و عزیز الحسن مذکور کے عم زاد ہیں و بگواہی احمد حسین جو قطب الحسن کے قریبی رشتہ دار ہیں نکاح پڑھوادیا، بیان باجرہ خاتون جو کہ موجودگی ممتاز حسین و فرحت حسین و صولت حسین کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر بیان کیا میرے سامنے قبل نکاح کے واقع کے چند مرتبہ میری بہن زوجہ قطب الحسن نے عزیز الحسن سے میرا نکاح کئے جانے کا تذکرہ کیا مگر میں نے قطعی انکار کیا اور میرے اس انکار کی خبر قطب الحسن و عزیز الحسن اور ان کی والدہ اور میری ماں اور بہنوں کو کما حقہ پہنچی تھی اب بوقت نکاح جب مجھ سے اذن طلب کیا گیا میں بوجہ لحاظ و شرم باوازی بلب اس مجمع میں انکار نہ کر سکی مگر انکاری سر ہلایا اور اُوں ہوئے جو انکار تھا کیا تھا میری آواز نہ نکلتی ہی میری بہنوں اور خالہ و ماں نے غل و شور مچا دیا کہ ہو گیا ہو گیا، میں عزیز الحسن کے ساتھ نکاح کئے جانے کو نہ قبل اس واقعہ کے نہ اُس وقت اور نہ اب رضا مند ہوں مجھ پر خدا اور اس کے رسول کی پھٹکار ہو جو اس وقت ایک لفظ بھی غلط کہتی ہوں۔ بیان گواہ بندہ احسن جو تحریر کر لیا گیا ہے۔ بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۸ء بوقت ۵ بجے شام قطب الحسن مجھ کو قاضی ٹولہ بغرض نکاح عزیز الحسن کے لئے گئے وہاں پر جا کر مجھ کو معلوم ہوا کہ تم گواہ ہو کہ مسماۃ بنو

دختر راحت حسین کے گیتھا وہاں جا کر مجھ کو گواہ بنایا گیا میں نے اندر جا کر اس کی والدہ سے دریافت کیا اُس نے اقرار کیا اور اجازت نکاح کی دی پھر میں نے لڑکی سے اذن طلب کیا وہ پردہ میں تھی اندر سے اُول کی آواز آئی پھر نکاح پڑھا دیا گیا فرحت حسین بوقت نکاح موجود نہ تھے، دستخط احمد حسین۔ وکیل صاحب مستی قاضی اولاد حسین علیل تھے اُول اس کے بعد زیادہ علیل ہو گئے اور انتقال ہو گیا، کوئی بیان تحریری حاصل نہ ہو سکا۔ قاضی صاحب نے جنہوں نے کہ نکاح پڑھایا ہے مکان پر یا اُس موقع پر قسم ذکر سے کسی کو نہ پیا کر قطب الحسن سے کہا کہ ایسا نکاح پڑھا کر مجھ کو کسی مقدمہ میں مانگو تو نہ کرواؤ گے جو کوئی مرد مکان پر موجود نہیں ہے جس کا جواب قطب الحسن نے یہ دیا کہ کسی مرد کی کچھ ضرورت نہیں ہے لڑکی خود بالغ ہے قاضی صاحب نے لڑکی سے ایجاب قبول کرادیا، اندر کا کچھ حال اُس وقت قاضی صاحب کو گواہان اور وکیل صاحب کے بیانات سے طرح طرح کے شکوک عدم جواز نکاح کے پیدا ہوئے جس کی وجہ سے ضرورت فتوے لینے کی ہوئی، معروضہ احقر۔ اب وہ لوگ طرح طرح کے دباؤ رخصت کے ڈالتے ہیں اور لڑکی بالکل قطعی انکار کرتی ہے حتیٰ کہ جان دینے پر آمادہ مگر وہاں رخصت کئے جانے کو منکر ہے۔ معاملہ مذکور بالا کو غور فرما کر حکم شرع شریف سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

اللہ واحد قہار عالم الغیب والشہادہ ہے یہ معاملہ طلال حرام اور وہ بھی خاص شرمگاہ کا ہے جس کی حرمت سخت اشد ہے، اگر واقع میں باجرہ بالغہ نے اذن دے دیا تھا اگرچہ دباؤ سے اگرچہ جبراً تو نکاح صحیح ہو گیا اُول اب اُسے انکار کا کچھ اختیار نہیں اگر نہ مانے گی اور دوسری جگہ نکاح کرے گی زنا ہو گا زنا زنا۔ اور اگر واقع میں اُس نے انکار کیا تھا اور اُسے اذن بنا کر ہو گیا ہو گیا اُول تو حرام حرام سخت حرام ہے کہ اُسے عزیز الحسن کی زوجہ سمجھا جائے پہلی صورت میں باجرہ اور دوسری میں عزیز الحسن وغیرہ اس کے سامنے مستحق لعنت الہی و عذاب شدید ہوں گے باقی جو شہادتیں مذکور ہوئیں ثبوت اذن کے لئے محض ناکافی ہیں اُن کی بنا پر باجرہ کا اذن سے منکر ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۲ از پبلی بھیت محلہ شیخ چاند متصل سرائے پختہ مرسلہ حافظ ولایت احمد صاحب شعبان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح چچا حقیقی کی ولایت سے جو اُس کے علم میں نا بالغہ تھی بعدم موجودگی ہندہ و مادر ہندہ زید نا بالغ کے ساتھ بولایت دادا حقیقی زید عرصہ پانچ سال کا گزرا ہوا تھا دو سال سے زید بالغ ہے اب رخصت کرانا چاہتا ہے تو مادر ہندہ سے معلوم ہوا کہ ہندہ وقت نکاح کے بالغہ تھی ماں ہندہ کی رخصت نہیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہے مادر ہندہ کے بیان کی تصدیق کر لی گئی کہ صحیح ہے۔

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ ہندہ بالغہ تھی اور اس سے اذن نہ لیا گیا اور چچا نے نابالغ سمجھ کر بے اذن لے خود پر چا دیا تو یہ نکاح اجازت ہندہ پر موقوف رہا، اس پانچ برس کے عرصہ میں اگر اس نے اگرچہ اپنی ہم عمر لڑکیوں میں کوئی نکاح کی اجازت کا کہا ہے جائز ہو گیا، رد کہا ہے رد ہو گیا، اب تک کچھ نہیں کہا ہے تو اب اگر رد کر دے گی رد ہو جائے گا، جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا۔ یہ خوب یاد رہے کہ اعتبار سب میں پہلی بار کا ہے، نکاح کی اطلاع کے بعد سب میں اول اگر نکاح رد کہا ہے رد ہو گیا۔ اس کے بعد ہزار بار اجازت دے بیکار ہے۔ اور سب میں اول اگر نکاح اجازت کہا ہے جائز ہو گیا۔ اس کے بعد لاکھ بار رد کر دے بے اثر ہے۔ اللہ واحد قہار سے ڈرے، یہ معاملہ حلال حرام نکاح زنا کا ہے، جو بات واقعی ہو ظاہر کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۸۳ھ از قصبہ اوریا ضلع اوناوہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ مولوی عبدالحی صاحب مدرس ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

(۱) زید کی بیوی معیٹھی ہندہ کے اپنے والد کے گھر زید کی رضامندی سے گئی زید کا خسر جو چچا بھی ہوتا ہے اس نے اپنے خاندان کے لئے بکر کے ساتھ زید مذکور کی لڑکی ہندہ سے عقد کر دیا بلا اطلاع زید اور ہندہ ابھی نابالغ ہے، وہ عقد جائز ہوا یا نہیں اس عقد کو کون اور کتنے عرصہ تک فسخ کر سکتا ہے؟

(۲) اگر ہندہ بالغ ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر پر رہی اور اس کے ہمراہ اپنے والد زید کے گھر آئی اور چندے قیام بھر یعنی ہندہ کے شوہر کا رہا، اس کے بعد وہ ملازمت پر چلا گیا، اس صورت میں یہ عقد درست ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ بالغ ہے۔

(۳) زید کے جائے قیام سے زید کی سسرال فاصلہ پر ہے جہاں پر ہندہ کا عقد بکر کے ساتھ ہوا تھا، جس وقت زید کے ملنے والوں نے زید سے یہ سوال کیا کہ تم یہاں پر موجود رہے اور وہاں پر عقد بلا اجازت جبکہ ہندہ نابالغ تسلیم کی جاوے کیونکر ہوا، اس وقت زید مذکور نے یہ جواب دیا کہ ہم اجازت دے آئے تھے کہ آپ عقد کر دیں اور ہم کو صرف اطلاع دیں تاکہ ہم اس خوشی میں میلاد شریف کریں، ایسی صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا نہیں اور عقد جائز ہوا یا نہیں؟

(۴) کچھ واقعات ایسے ہیں جس سے زید کی رضامندی کا پتہ چلتا ہے مثلاً زید کے مکان پر تنہا آیا بکر شوہر ہندہ کا اور قیام کیا، اور زید اس کو یعنی داماد کو اکثر مجالس و بازار میں ہمراہ لے گیا دریافت کرنے پر بھی کہا کہ یہ داماد ہے، اس کے چند یوم کے بعد وہ داماد اپنی ملازمت پر چلا گیا جس کو عرصہ ۵ یا ۱۰ سال کا ہوا اسی قدر عرصہ عقد کو، جس وقت وہ ملازمت پر گیا تھا اول تو خط و کتابت بھی رہی سنا گیا ہے، اب زید کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ نہیں

معلوم کہاں پر ہے ، نہ خط آتا ہے اور نہ کچھ خرچ کی خبر لیتا ہے ، اول تو ہم کو اپنی زید کو اس لڑکے بچہ کے ساتھ عقد اپنی لڑکی ہندہ کا منظور نہیں تھا ، خیر اگر ہو بھی گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا ، اب تک اس کا راستہ دیکھا یعنی داماد کا جس کو عرصہ ۴ یا ۵ سال کا ہو گیا ۔ ان واقعات سے یہ عقد صحیح ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ نابالغ تھی ۔

(۵) بعض کا یہ قیاس ہے کہ ہندہ اُس وقت بالغ تھی جب عقد ہوا ، اور یہ واقعات جو اوپر مذکور ہیں زید یعنی ہندہ کا جائز ولی باپ کے ساتھ پیش آئے وہ عقد جائز ہوا یا نہیں ؟

(۶) اب زید کی نیت میں خلل آیا اور وہ اب نمبر ۳ کے مضمون سے انکار کرتا ہے کہ میں ہرگز نہیں کہا کہ اجازت دے دی تھی لیکن نمبر ۴ کے مضمون سے نہیں انکار کر سکتا کیونکہ چشم دید واقعات ہیں ، نمبر ۱ کی عبارت کو تسلیم کر کے سنا گیا ہے کہ فتویٰ منگایا مگر کسی کو دکھلایا نہیں ہے کہ اس میں کیا سوال کیا ہے اور آج چار پانچ سال کے بعد ہندہ کا عقد فسخ کر کے اپنے طور پر اور اس کا عقد ایک اور شخص سے کر دیا ہے محض اس بنا پر کہ وہ جائز ولی نہیں تھے میں ولی جائز ہوں مجھ کو اختیار ہے ۔ اب دریا فت طلب یہ امر ہے کہ ۵ سال تک تو خاموش رہا زید اور نمبر ۴ کے واقعات اُس داماد بکر کے ساتھ پیش آئے ، کیا ایسی حالت میں یہ عقد اب ۵ سال کے بعد فسخ ہو سکتا تھا یا نہیں اور عقد ثانی ہوا یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوا تو کیا یہ حرام ہے اور اولاد بھی حرامی ہوگی ؟

(۷) ہم لوگ زید کے ساتھ ربط ضبط رکھیں یا نہیں ؟ اگر میل جول قائم رکھیں تو گناہگار ہوں گے یا نہیں جبکہ اس نے شرع کے خلاف کام کیا ؟

(۸) بعد میں تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ ہندہ کی رخصت نہیں ہوئی اور نہ وہ اپنے شوہر کے گھر گئی اور نہ اس کے ہمراہ شوہر نہ کو رہا لیکن شوہر ہندہ کا مکان پر زید کے آیا اور قیام کیا اور زید مذکور نے اپنے ملنے والوں سے کہا یہ داماد ہے اور سب کو دکھلایا ، نمبر ۳ کو اس معاملہ سے علیحدہ تصور کر کے بقیہ کل نمبروں کا جواب دیجئے اور نمبر ۲ کا جواب بھی علیحدہ سے دیجئے دوسرا واقعہ خیال فرما کر ۔

الجواب

(۱) جبکہ ہندہ نابالغہ ہے یہ نکاح اجازت زید پر موقوف رہا ، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا ، زید اگر سکوت محض کرے کوئی قول یا فعل ایسا نہ کرے جس سے اُس نکاح کا جائز یا رد کرنا ثابت ہو یہاں تک کہ ہندہ بالغہ ہو جائے تو اُس وقت اس کا رد یا جائز کرنا خود ہندہ کے اختیار ہو جائے گا ۔

(۲) درست ہو گیا اگر بکر ہندہ کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ ہندہ کا

اُس سے نکاح زید پدر ہندہ کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔

(۳) اجازت صحیح ہے عقد جائز ہو گیا۔

(۴) جبکہ ہندہ نابالغہ تھی اور باپ نے اُسے منظور کیا اور بکر کو اپنا داماد کہا نکاح نافذ ہو گیا۔

(۵) ہندہ اگر بالغہ تھی اور نکاح اس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اس نے قولاً یا فعلاً جائز کر دیا مثلاً بغیر رد کے بخوشی رخصت ہو کر گئی تو نکاح نافذ ہو گیا جبکہ بکر ہندہ کا کفو ہوا، اور اگر ہندہ سے کوئی قول و فعل اجازت کا اب تک صادر نہ ہوا تو نافذ نہ ہوا اگرچہ اس کے باپ سے کچھ واقعات پیش آئے ہوں۔

(۶) اگر ہندہ نابالغہ تھی اور نمبر ہم کا مضمون ثابت ہو تو وہ نکاح تام و لازم ہو چکا، زید کو کوئی اختیار اس کے فسخ کا نہ رہا، یہ نکاح ثانی باطل ہوا، اس میں قربت حرام ہوگی اور اولاد و ولد الحرام۔ اور اگر ہندہ بالغہ تھی اور وہ کسی قول یا فعل سے نافذ کر چکی تھی جبکہ وہی جواب جبکہ بکر ہندہ کا کفو ہو اور اگر نافذ نہ کر چکی تھی اور رد کر کے نکاح ثانی کیا تو حرج نہیں اگرچہ بکر اس کا کفو ہو اور اگر ہندہ نے نافذ کیا لیکن بکر اس کا کفو نہ تھا تو نکاح صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد زید بھی راضی ہو گیا ہو لکن شرط صحتہ رضا الولی قبل النکاح صریحاً مع العلم بانہ غیو کفو کہا و صفحہ فی رد المختار کیونکہ اس کی صحت کے لئے نکاح سے قبل اس بات کا علم ہوتے ہوئے صراحتاً ولی کی رضا غندی شرط ہے کہ یہ نکاح خیر کنوئیں ہوگا جیسا کہ رد المختار میں اس کی وضاحت کی ہے۔ ت، اس صورت میں اُس غیر صحیح نکاح کو چھوڑ کر اگر نکاح ثانی کر لیا حرج نہ ہوا اور یہی نکاح ثانی صحیح ہوا اگر شرط صحت کا جامع ہو اور اولاد و والد الحلال، و ہو تعالیٰ اعلم۔

(۷) اوپر کے جوابوں سے معلوم ہوا کہ زید کس صورت میں گنہگار ہے اور کس میں نہیں، اگر صورت وہ ثابت ہو جس میں اس نے ایسے حرام کا ارتکاب کیا تو اس سے میل جول ترک کرنے میں گناہ نہیں بلکہ مناسب ہے اور نہ ترک کریں اور گناہ کو گناہ جانیں اور اس کے سبب اُسے برا سمجھیں جب بھی حرج نہیں، ہاں جو سمجھے کہ میرے ترک کے سبب زید کو توبہ کرنی ہوگی وہ ضرور ترک کرے۔

(۸) صورت واقعہ میں استفسار کا یہ طریقہ نہیں ہوتا بات پوری تحقیق شدہ پر فتویٰ لینا چاہیے بہر حال

جواب ہر نمبر کا ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۱ از شہر سلطان پور محلہ پر تاب گج مرسلہ حافظ عبد الغنی و عبد الحمید صا جہان ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے لڑکے خالد کے ساتھ اپنے کفوئیں اور مہر بھی بلحاظ اپنے کفو کے کر دیا اور زید نے کئی مرتبہ ہندہ کو رخصت بھی کیا اور بکر نے زید سے اقرار بھی لے لیا تھا کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تب میں اس کا نکاح اپنے لڑکے خالد سے کروں گا ورنہ نہیں، لہذا زید نے اقرار کیا

کہ ہندہ بالغ ہے اس کے بعد نکاح ہوا اب بعد ان واقعات کے بوجہ دنیاوی مفاہمت کے ہندہ بذریعہ نوٹس کے اطلاع دیتی ہے کہ میرا نکاح حالت نابالغی میں ہوا تھا اب میں حد بلوغیت اور خود مختاری کو پہنچ گئی ہوں مجھ کو والدین کے کئے ہوئے نکاح کے فسخ کا حق حاصل ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں، اور اس کے فسخ کرنے سے یہ نکاح جو باپ نے کیا ہے فسخ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

ہندہ کو اصلاً نکاح مذکور کے فسخ کا اختیار نہیں، نہ اس پر کچھ اعتراض کر سکتی ہے اگر وہ نابالغہ ہی تھی جیسا اس کا بیان ہے، تو باپ کے کئے ہوئے نکاح پر نابالغہ بعد بلوغ معترض نہیں ہو سکتی۔ درمختار میں ہے،

لزم النکاح ولو بغین فاحش او بغیر کفو ان کان الولی المزوج ابا او جدا لم یعرف منها سوء الاختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اگر نکاح دینے والے باپ دادا ہوں اور وہ سو برا اختیار سے معروف نہ ہوں تو انتہائی کم مہر اور غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح لازم ہو جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۲۹۲ از سلی بھیت مسئلہ واحد اللہ صاحب ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید شہت مرض میں تھا اس حالت میں اس کے حقیقی بھائی نے اُس سے اُس کی کم سن لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کرنے کی اجازت لے لی اور نکاح کر دیا، زید تین روز کے بعد انتقال کر گیا، اب لڑکی کی عمر سات برس کی اور لڑکے کی چوبیس برس کی ہے تو یہ نکاح ہو گیا یا نہیں؟ مگر عرض یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو نہیں کہ وہ ذلیل عورت کی نسل سے ہے، لڑکی کے باپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

الجواب

شہت مرض صحت اجازت کو مانع نہیں،
هذا القدر ما ذكره السائل فتجيب عليه
ولا تزيد ما يكون تعلیما۔
یہ سائل کے ذکر کردہ پر ہم جواب دے رہے ہیں اور تعلیم کے طور پر ہم زیادہ بات نہیں کرتے۔ (د)
ماں کا غیر کفو ہونا اولاد کو غیر کفو نہیں کر دیتا کہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے قال تعالیٰ و علی المولود له رزق

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا ہے۔ ت) اور بالفرض کفارت نہ بھی ہو تو باپ ایک بار غیر کفو سے بھی نکاح کر سکتا ہے لہذا صورتِ مستفسرہ میں وہ نکاح صحیح و لازم ہو گیا جس کے فسخ کا کسی کو بھی اختیار نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۳ از ریاست رامپور محلہ زینہ عنایت خاں مدرسہ عزیز یہ مدرسہ محمد سفیر الرحمان صاحب بنگالی ۳ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی بالغہ ہے اور سن بھی چودہ برس کا ہے، اس کے باپ نے جس لڑکے کے ساتھ اس کی شادی مقرر کر دی ہے وہ ہونے والا شوہر نہ کہ باپ کے ذکر کرنے سے بلکہ اور کسی طریقہ سے لڑکی کو معلوم ہے کہ میری شادی اُس شخص کے ساتھ مقرر کر دی ہے اور وہ دوسرے شہر میں رہتا ہے، جب باپ عقد پڑھانے کو لڑکی کے مکان کو چلا، نہ اُس وقت لڑکی سے اجازت لی اور نہ کچھ کہا بلکہ ویسے ہی وہاں جا کر مجلس میں کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دے دی، یہ نکاح نافذ ہوا یا نہ؟ بینوا تو جہودا۔

الجواب

اگر بالغہ نے پہلے اجازت نہ دی تھی نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہا، جائز کہ دے گی جائز ہو جائیگا جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو، رد کر دے گی باطل ہو جائے گا اگرچہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ درمختار میں ہے: لا تجبر بالغا البکر علی النکاح لانقطاع الولائیۃ بالبلوغ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اب اس پر کسی کی کوئی ولایت نہ رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د ت)

مسئلہ ۳۹۴ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا دادا جمال الدین شاہ مرحوم ایک درویش شخص تھا چنانچہ اس نے اپنی عمر زہد و عزت میں ایک جگہ میں بسر کر دی اور زید کا باپ فرید الدین مرحوم ایک متورع اور عالم شخص تھا اور زید خود بھی بحمدہ تعالیٰ ایک متقی اور عالم اور صوفی اور خوشحال اہل و عیال کے تین چار برس کے نفقہ کا مالک شخص ہے اور مکان مملوک رکھتا ہے اور زید کی بیوی ہندہ ایک پابند صوم و صلوة اور تالیہ قرآن پاک اور قاریہ اور ادو وظائف عورت ہے، اور زید کی لڑکی زینب بھی ایک صوم و صلوة کی شائق اور ادو وظائف کی جانب

راغب اور کذب وغیرہ امور نامشروع سے محترم بہت نیک اور سیدھی لڑکی ہے، اسی وجہ سے زید باوجود زینب کی نسبتیں متعدد جگہ سے آنے کے زینب کے بلوغ کے بھی سات آٹھ بلکہ اور زیادہ سال بعد تک کسی شریف عالم متقی شخص کی تلاش میں تھا اور ان نسبتوں کو بوجہ ان میں سے کسی کے موافق مرضی نہ ہونے کے منظور نہیں کیا تھا کہ یکایک عمرو ذکر جس کی بابت چار پانچ سال پیشتر خالد نے اس کا بہت متقی ہونا ظاہر کیا تھا چنانچہ کہا تھا کہ میں نے ایک حلقہ مسمیٰ حلقہ حبیب جاری کر رکھا ہے جس میں ایک خاص طریقہ سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا عمرو حلقہ ہے اگیا اور اس نے زید و ہندہ کو یہ دھوکا دے کر کہ میں اخبار شائع کرتا ہوں اُس میں دو سو روپیہ ماہوار نفع ہے اُس میں سے پچاس روپیہ ماہوار اپنی والدہ کو ان کے خرچ کے لئے دیتا ہوں حالانکہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ جس مقام میں اخبار شائع کرتا تھا وہاں کئی سو روپیہ کا قرضہ ادا تھا اور کرایہ ریل تک پاس نہ تھا دوسرے شخص کے کرایہ سے زید کے شہر تک آیا تھا اور اپنی والدہ کو ایک جہت بھی ماہوار نہ دیتا تھا اور اب جو زید کے شہر سے اپنے وطن میں جا کے رہا ہے کسی طرح کچھ نہیں کماتا کمال عمرت میں ہے ایک مہینہ تو کیسا ایک ہفتہ کی بھی قوت کا مالک نہیں اور نیز یہ فریب دے کر کہ میرے رہنے کی موروثی پختہ حویلی ہے حالانکہ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اور وہ کرایہ بھی اس کی والدہ اپنی محنت مزدوری سے ادا کرتی ہے اور نیز یہ فریب دے کر کہ میں عالم ہوں میں نے حدیث شریف کی سند فلاں عالم سے حاصل کی حالانکہ یہ بالکل غلط کہ فارسی عربی کی ابتدائی کتابوں کی بھی لیاقت نہیں رکھتا اور نیز اپنے تقویٰ و ورع کا فریب دے کر کہ میں مشائخ وقت میں سے فلاں کا شریف طریقہ ہوں حالانکہ نماز پنجگانہ کا بھی پابند نہیں بلکہ لونڈے بازی وغیرہ امور شنیعہ کا عادی اور اشد فاسق ہے چنانچہ عقد کے پانچویں روز شب کے وقت ایک لونڈے سے پکڑا گیا پس اس کی صبح ہی کو جو گیا تو آج عرصہ قریب ڈیڑھ سال کے ہوتا ہے نہ ایک پیسہ خرچ بھیجا اور ایک ہفتہ کے وعدہ پر ماضی روپیہ قرض لے گیا تھا نہ ایک پائی اس کا دیا، زید کی لڑکی زینب بالغہ کے ساتھ عقد کر لیا، پس عقد کے بعد جب سے حالات معلوم ہوئے، تب سے زینب اور زید اور ہندہ عمرو سے سخت متنفر ہیں اور زینب اس کے یہاں جانا اور زید و ہندہ اس کے یہاں جانے دینا ہرگز منظور نہیں کرتے تو یہ تو ظاہر ہے کہ عمرو مالا اور دیانہ زینب کا کنوہر گز نہیں، اور درختار میں ہے،

یفتی فی غیر الکفو بعد مجاوزہ اصلا و هو غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا
المختار للفتویٰ یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (ت)

پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ صورتِ مرقومہ میں عام اس سے کہ خلوتِ صحیحہ ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ درمختار کی اس عبارت کے بموجب بطلانِ نکاح کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس عبارت کے بموجب حکم بطلان نہیں دیا جاسکتا تو کسی اور عبارت کے مطابق زینب اور اس کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو فسخ کی کیا صورت ہے؟

الجواب

نکاح مذکور اصلاً محتاجِ فسخ نہیں، فسخ تو وہ ہو جو منعقد ہوا ہو نہ نکاح سر سے ہوا ہی نہیں باطل محض ہے، ظاہر ہے کہ زینب عاقلہ بالغہ ہے اُس کا نکاح بے اُس کے اذن کے نفاد نہیں پاسکتا لا نقطاع السوایۃ بالبلوغ درمختار (بالغ ہو جانے کی وجہ سے اس پر ولایت منقطع ہو جانے پر، وقتاًوت اگر یہ نکاح بے اس کی اجازت کے ہوا اور اُس نے خبر پا کر رد کر دیا تو اگر کفو سے ہوتا جب بھی رد و باطل ہو جاتا لکن نکاح فضولی (کیونکہ یہ نکاح فضولی ہے۔ ت) عالمگیری میں ہے،

لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنہا بکس اکانت او ثبافات فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجماع تھا اتفاق کیا تو یہ نکاح عاقلہ کی اجازت پر موقوف ہو گا اس کی مرضی سے بے اجازت کرے تو جائز ہو گا اگر رد کر دے تو باطل ہو جائے گا۔ سراج الوہاج میں یونہی ہے۔ (ت)

اور اگر اس کے اذن سے ہوا تو خود زینب کا کیا ہوا ہے کہ غیر کفو سے کیا، فتاویٰ خیرہ میں ہے، تزویجہ لہا باذنہا کتزویجہا بنفسہا وہی مسئلۃ من نکحت غیر کفو یہ اور اگر بلا اذن کیا تھا اُس نے بعد کو اجازت دی جائز رکھا تو اب بھی زینب ہی کا کیا ہوا ہے۔

فان الاجازۃ اللاحقۃ کالوکالۃ السابقۃ خیریۃ وغیرہا عامۃ الکتب۔ بعد کی اجازت ایسے ہی ہے جیسے پہلے اجازت دے رکھی ہو، خیرہ وغیرہ کتب۔ (ت)

۱۹۱/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	لے درمختار
۲۸۷/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الرابع فی الاولیاء	لے فتاویٰ ہندیہ
۲۵/۱	دارالمعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاکفء	لے فتاویٰ خیرہ
"	" " "	" " "	لے " "

بہر حال یہ وہ نکاح ہے کہ زن عاقلہ بالغہ نے غیر کفو سے کیا کہ فاسق ہرگز صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں۔ درمختار میں ہے :

لیس فاسق کفو الصالحة او فاسقة بنت صالح
معلننا کانت او لا علی الظاہر نہی۔
فاسق صالحہ لڑکی ایسی فاسقہ جو صالح کی بیٹی ہو، کا
کفو نہیں ہے، وہ فاسق اعلانیہ فاسق کرتا ہو یا مخفی
طور پر ظاہر روایت پر یہی حکم ہے، نہی۔ (ت)

عام شروع میں ہے :
لا یكون الفاسق کفوًا لبنت الصالحین۔
میں مجمع میں ہے :

لا یكون الفاسق کفوًا للصالحة۔
فتاویٰ امام فقیہ النفس میں ہے

قال بعض المشائخ رحمهم الله تعالى الفاسق
لا یكون کفوًا لبنت الصالحین معلننا کانت
اولم یکن وهو اختیار الشیخ الامام
ابی بکر محمد بن الفضلؒ
بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فاسق معلن
ہو یا غیر معلن وہ صالحین کی بیٹی کا کفو نہیں ہے،
میں مسیح امام ابو بکر محمد بن فضل کا منتخب
ہے۔ (ت)

لا یكون الفاسق کفوًا لبنت الصالحین۔
نیز ایسا عصر کہ نہ روزانہ کہتا ہو نہ ایک مہینے کے اپنے ہی وقت کا مالک ہو نفقہ و رکن رکون نہیں ہو سکتا اگرچہ
عورت بھی فقیر ہو۔ درمختار میں ہے :

تعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقویٰ
کفو میں جس چیز کا عرب و عجم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ دینیت

۱۹۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الکفارة	۱۰ درمختار
۳۲۰/۲	دار احیاء التراث بیروت	"	۱۱ رد المحتار
"	"	"	۱۲ رد المحتار بحوالہ المجموع
۱۶۱/۱	منشی نوکلشور کٹنوا	فصل فی الکفا	۱۳ فتاویٰ قاضی خاں
۳۲۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	۱۴ رد المحتار بحوالہ خانیہ

وما لابان یقدر علی المعجل ونفقة شهر
لو غیر محترون^۱
یعنی تقویٰ، اور مال جس سے مہر مجل اور ایک ماہ کا
نفقہ دینے پر قادر ہو اگر کاریگر نہ ہو۔ (ت)
ردالمحتار میں ہے،

شمل مالو كانت فقيرة بنت فقراء كما صرح به
فی الواقعات معللا بان المهر والنفقة علیه
فیعتبر هذا الوصف فی حقہ^۲
یہ فقیر کی فقیر بیٹی کو شامل ہے، جیسا کہ
واقعات میں تصریح کی گئی ہے کہ وجہ یہ ہے کہ مہر اور
نفقہ خاوند پر ہی ہوتا ہے لہذا اس کا مالدار ہونا معتبر
ہوگا۔ (ت)

اور بالغہ کہ اپنا نکاح غیر کفو سے کرے باطل محض ہے جبکہ ولی رکھتی ہو مگر اس صورت میں کہ ولی نے پیش از نکاح اسے
غیر کفو جان کر صراحتاً اجازت دے دی ہو ان میں تین شرطوں سے ایک بھی کم ہوگی نکاح اصلاً نہ ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے،
یفتی فی غیر الکفو بعد مرجوزہ اصلاً فلا
تحل مطلقۃ ثلاثاً نکحت غیر کفوہ بلا مرضی
ولی بعد معرفۃ ایاہ فلیحفظ^۳
غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا
لہذا تین طلاق والی نے اگر اپنے ولی کی مرضی کے خلاف
غیر کفو میں نکاح کیا جبکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو تو وہ
پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اس کو محفوظ کرو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

یصدق بتفی الرضا بعد المعرفة وبعد مہا
وبوجود الرضا مع عدم المعرفة ففی هذه
الصور الثلاث لا تحل وانما تحل فی
الرابعة وهي رضی الولی بغیر الکفو مع علمہ
یا نہ کذلک^۴ احح۔
ولی اگر کہے کہ معلوم ہونے پر میں راضی نہ ہوا یا مجھے معلوم
نہ ہوا، یا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے میں راضی ہوا تھا
تو ان تینوں صورتوں میں ولی کی تصدیق کی جائے گی اور
وہ مطلقہ ثلاثہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، یاں چوتھی
صورت میں حلال ہو جائے گی وہ یہ کہ ولی کہے کہ غیر کفو کا
علم ہونے کے باوجود میں راضی ہوں احح۔ (ت)

۱۹۵/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	باب الکفارات	۱۔ در مختار
۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۲۔ ردالمحتار
۱۹۱/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	باب الولی	۳۔ در مختار
۲۹۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۴۔ ردالمحتار

اُسی میں ہے :

لا بد جینئذ لصحة العقد من رضا صریحا
وعليه فلو سكت قبله ثم رضى بعده لا يفيد
فليتأمل الله وكتبته عليه جزمیه فی الخیریه
تبعاً للبحر والوجه فيه ما سئل كره الخ

اس لئے اس عقد کی صحت کے لئے ولی کا صراحتاً اظہار
رضامندی کرنا ضروری ہے، اور اسی بنا پر اگر پہلے وہ خاموش
رہا اور بعد میں راضی ہوا تو نکاح کے بعد کی رضا مفید
نہیں ہے، غور چاہئے اھ، اس پر میں نے حاشیہ

لکھا، خیر یہ میں اس پر جرم بھر کی اتباع میں کیا ہے اور وجہ وہی ہے جو ہم ذکر کریں گے الخ۔ (ت)
یہاں رضائے ولی غیر کفو جان کر نہ تھی بلکہ کفو سمجھ کر لہذا اصلاً معتبر نہیں، شرط العقد نہ پائی گئی اور نکاح
باطل محض ہوا، زینب پر فرض ہے کہ اس سے فوراً جدا ہو جائے اگرچہ خلوت ہو چکی ہو اور زید و ہند پر حرام ہے
کہ اُسے عمرو کے یہاں بھیجیں کہ وہ زنا جنبی بلکہ اُس سے بدتر ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ (اللہ تعالیٰ سے
معافی اور عافیت کا سوال ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۹۵ مسئلہ از مکتبہ بھوانی پور ڈاک خانہ بھوانی پور ریسرورڈ نمبر ۱۰۹ مرسلہ شیخ حاجی تادعلی صاحب بقرقصاب

۱۵ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شادی ایک لڑکی کی شادی چھ عینے کی عمر میں ہوئی اور لڑکے کی
عمر اس وقت پانچ برس کی تھی تب دونوں کی شادی ہو گئی اور اب لڑکی کی عمر اس وقت چودہ برس کی ہے اور لڑکا
یا لڑکے کا کوئی وارث ابھی تک کسی طرح لڑکی کی خبر نہیں لینے گئے اور لڑکی خدا کے فضل سے تین قسم کے علم سے
بھی واقف اچھی طرح سے ہے اور لڑکا بالکل جاہل ہے کچھ علم سے تعلق نہیں، اور نہ لڑکے کی طرف سے کوئی شخص
لڑکی کا پرسان حال ہوا انہی سب وجوہات سے اب لڑکی کہتی ہے کہ ہم اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے
لڑکی اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور طلاق اس پر واجب ہوگی یا نہیں؟ اس
مسئلے کو حضور ارشاد فرمائیں تاکہ لڑکی اگر نکاح ثانی کرے اور لڑکے کی طرف سے کوئی کارروائی مقدمہ وغیرہ کا
کرے تو ہم کو اس مسئلہ کو پیش کرنا ہوگا خوب کوشش کر کے بلکہ جو فرماویں خرچ وغیرہ کے لئے تو غلام خدمت
کے لئے حاضر ہے۔

الجواب

یہاں فتوے پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا، نہ اس کو اپنے حق میں روار کھا جاتا ہے، طلاق دینا عورت کے

لے رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۴/۲

لے رد المحتار حاشیہ رد المحتار باب الولی حاشیہ ۵۰۲ الجمع الاسلامی مبارکپور ۳۲۵/۲

اختیار نہیں، نہ وہ شوہر کو طلاق دے سکتی ہے نہ اس کے دے طلاق پڑ سکتی ہے قرآن عظیم میں فرمایا، بیدار عقدۃ النکاح (اسی (خاوند) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ت) حدیث شریف میں ہے، الطلاق لمن اخذ الساق (رجل) سے کنایہ ہے یعنی طلاق وہی دے سکتا ہے جو جماع کا مالک ہے۔ ت) اس کی تفصیل معلوم ہوتی چاہئے کہ لڑکی کا نکاح چھ مہینے کی عمر میں اُس کے باپ نے کیا یا دادا نے یا اور کسی ولی نے، اور باپ کے سوا جس نے کیا اس سے قریب تر کوئی ولی تھا یا نہیں، تھا تو کون تھا، اور اس نے قبل نکاح یا بعد نکاح خبر سن کر کیا کہا، لڑکی کو پہلا عارضہ ماہواری کس سال کس مہینے کون تاریخ کے کس منٹ پر آیا، اور اس نکاح سے ناراضی کا اظہار اس نے کس سال کس مہینے کس دن تاریخ کے کس منٹ پر کیا، لڑکی کی قوم کیا ہے اور لڑکے کی کیا، لڑکا مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں بہتر یا برابر یا کمتر ہے، یہ سب باتیں ایماننا سچی سچی بتائی جائیں، تو جو صورت واقعہ ہو اُس کا جواب دیا جائے گا۔ فقط

مسئلہ ۳۹۶ از جاوہر مسئلہ مولوی مصاحب علی صاحب امام مسجد چھپیان ۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا والد زید قریباً ایک ہزار میل کی مسافت پر تھا، والدہ اور چچا بکر نے رضامند ہو کر ہندہ کے والد کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو بنا کر خود نکاح خالد کے ساتھ کر دیا، نکاح کے ڈھائی مہینے بعد زید اپنے مکان پر آیا پتا چلا کہ خالد نے اپنے خسر کی دعوت دی اور زید نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضامندی ظاہر کی، سارے چار ماہ تک رسومات عیدی و دیگر رسومات و امادی خسر خالد کے ساتھ رکھے، اب باہمی بخشش ہونے پر خالد نے زید سے اپنی زوجہ رخصت کرنے کو کہا، زید کہتا ہے میں نے خط نہیں لکھا تھا یعنی نکاح کرنے کی اجازت اپنے بھائی بکر کو نہیں دی تھی اور نکاح فسخ کرنا چاہتا ہے، تو کیا اس خط کے انکار سے باوجود یکے بعد آجانے کے سارے چار ماہ تک رسومات مذکورہ برتے گئے نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟ ہندہ کی عمر وقت نکاح بارہ برس کی تھی اور اب ۱۲ ۱/۴ برس ہے۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں انکار خط اسے کچھ مفید نہیں، انکار خط سے اتنا ہوا کہ اجازت سابقہ ثابت نہ ہوگی اور غایت درجہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرے گا اگر یہ صورت غیبت منقطعہ کی نہ لی جائے علی ما فصلنا فی فتاؤنا (جس طرح ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) مگر نکاح فضولی بعد اجازت نافذ و لازم ہے اور اجازت لاحقہ مثل وکالت سابقہ کما فی الفتاویٰ الخیریۃ وغیرہا (جیسا کہ فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

لے القرآن ۲۳۷/۲ ۲۷ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق العبد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵۲/۱

مسئلہ ۳۹۴ از علی گڑھ محلہ بریم بیگ مدرسہ عربی عائشہ خاتون مرسلہ محمد صدیق حسین صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بھتیجی کا نکاح اس کی نابالغی میں کر دیا، جس
وقت وہ بالغ ہوئی اُسی وقت اُس لڑکی نے اُس نکاح اور شوہر کے مکان جانے سے انکار کیا، اب اس لڑکی کا
نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اور دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے اور مہر لازم آئے گا؟ بینوا تو جروا

الجواب

یہ معاملہ حلال و حرام بلکہ نکاح و زنا کا ہے، اللہ سے ڈریں، اور جو واقعی بات ہو اُس کے حکم پر عمل کریں،
غلط بیان پر فتویٰ لینا حشر میں نفع دے گا نہ زنا کو حلال کر دے گا، غیر آب و جَد نے جو نکاح کفو سے کیا ہو اس
کا حکم یہ ہے کہ نابالغہ بغور بلوغ مغالطاً تاخیر انکار کر سکتی ہے اور ذرا بھی دیر لگائی تو نکاح لازم ہو گیا انکار کا اصلاً
اختیار نہیں اور یہاں فور محض بلا تاخیر بہت نادر ہے، اللہ واحد قہار سے ڈر کر زنا کو نہایت بدتر خبیث سمجھ کر دیکھیں
اگر بالفرض جس گھٹے منٹ سکند میں اسے پہلا حیض آیا تو فوراً فوراً معاً اُسی وقت اُس نکاح سے انکار کیا
تو البتہ وہ دعویٰ کرے کہ اُس کو فسخ کر سکتی ہے بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو، اور اگر چچا نے غیر کفو سے کیا جو مذہب یا
نسب یا چال چلن یا پیشہ میں وقت نکاح ایسا کم تھا کہ اُس سے نکاح اس کے لئے باعثِ ننگ و عار ہو تو
نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا ضرورت ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ ۳۹۵ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سیدہ بی بی کا عقد اول موضع گورا میں بشیر الدین کے ساتھ
ہوا، ایک لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی قریب ڈیڑھ سال کے ہوئی سایہ پداری سر سے جدا ہوا، اب بیوہ اپنی
لڑکی کو لے کر باپ اور بھائیوں کے یہاں آرہی، سو اچار برس کے بعد نکاح ثانی موضع گورنٹاں میں عبدالصمد سے
ہوا، خاوند دیگر کا ایک لڑکا کہ جس کی عمر چھ سال کی تھی بیوی سابق سے تھا بصدہ سختی و تشدد و ہزار زجر و توبیخ بی بی
سے اذن لے کر اپنے لڑکے کا عقد بیوی ثانی کے ہمراہ جو لڑکی آئی تھی جس کی عمر چھ سال کی تھی جبریہ کرادیا گیا، لڑکی کا
نہ کوئی چچا حقیقی نہ بھائی صرف چچا زاد چچا اور چچا زاد بھائی اور دو چچو پھیاں حقیقی اور نانا اور ماموں حقیقی ہیں اور وہاں موجود تھے
اور نہ اطلاع، جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچی اور اس کا اظہار ہوا فوراً پکارا اٹھی یعنی منٹ بھی پورا نہ ہونے دیا کہ مجھ
کو اُس شوہر کے یہاں کسی نوع جانا منظور نہیں اور ہرگز نہ جاؤں گی، دن کے سات یا آٹھ بجے کا واقعہ ہے
معزز اشخاص شاہد ہیں۔

الجواب

سوال میں یہ فقرہ کہ فوراً پکارا اٹھی حکم شرعی مستغنی کا نتیجہ ہے، اور آگے اس کی تفسیر نے کہ یعنی منٹ بھی

پورا نہ ہونے دیا اُسے پھر بگاڑ دیا،

فانه ان بقى تمام الدقیقة ثانیة او ثانیین
صدق انها لم تم ولكن این الفور۔

کیونکہ اگر منٹ میں سے ایک سیکنڈ یا دو سیکنڈ رہتے تو
کہا جاسکتا ہے کہ منٹ پورا نہ ہوا، لیکن یہ فوراً
نہیں ہے۔ (ت)

یہ معاملہ صلال و حرام نکاح و زنا کا ہے، بات بنا کر کچھ حکم لے لینا زنا سے نہ بچالے گا، پھر اگر تمام شرائط شرعیہ متحقق ہوگی
لیں تو عورت کے کچھ سے نکاح فسخ نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کو دعویٰ کا اختیار ملتا ہے حاکم مجاز کے یہاں دعویٰ کرنے
وہ تحقیق شرائط شرعیہ کا گواہانِ عادل سے ثبوت لے، جب ثبوت ہو جائے تو حاکم نکاح فسخ کرے ویسے نہیں
ہو سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۹۹ مکملہ از لاہور پبلی، بازار انارکلی، مدرسہ تعلیم القرآن معرفت مولوی احمد الدین صاحب مدرسہ جناب مولوی
قاضی غلام گیلانی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

بجناب مستطاب حضرت عالمِ اہلسنت و جماعت مجددِ مائتہ حاضرہ زید فضلہم، بعد نیاز مندی عقیدتِ مندانہ
در مختار باب الولی میں ہے،

وللولی الاعتراض فی غیر الکفر حال تلک الشیء
یضیع الولد
نہ ہو (اس کے بعد نہیں) تاکہ بچے کا نسب
ضائع نہ ہو۔ (ت)

طحاوی و ابوالکلام حاشیہ شرح وقایہ و بنایہ علی الہدایہ و حاشیہ شلبی علی الزلیعی و ہندیہ میں لکھا کہ بعد ولادت
بھی بنا بر ظاہر الروایات ولی کو اعتراض ہے فسخ کے لئے، اور امام حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت مفتی بہا
پر ابتداء ہی سے بطلانِ نکاح کا حکم باقی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت حق ادبیا کی مسقطہ نہیں اور یہی
خادم الاقدام کا مقصود بھی ہے، اس بارہ میں حضور کو تکلیف تو ہوگی مگر حضور کے توکل اوقات ہی اسی کام
کے لئے وقف ہیں، ثبوت تفریق و اعتراض بعد ولادت کے لئے حضور سے جہاں تک توثیق ہو سکے بہتر ہے بشرطیکہ
خادم کا اعتقاد خادم عالی شان کے اعتقاد سے مطابق ہو ورنہ خیر، خادم نے ثبوت تفریق کا دعویٰ کیا ہے و ان
ولدت (اور اگر بچہ پیدا ہو جائے۔ ت) اور دوسری جانب کے مولوی لوگ اس کے عدم پر ہیں، آج
۲۶ اس مہینے انگریزی اور آئندہ دسمبر مہینے کی ۸ لاہور میں جج کے پاس مقرر ہے فقیر کو بھی جانا ہوگا، سیدنا

کو ایک مرد غیر سید غیر قریشی نے نکاح کر لیا ہے اور مقدمہ بازی میں اُس کا بچہ بھی ہو گیا ہے، دوسری جانب کے مولوی کہتے ہیں کہ علویات کا نکاح مع تراضی اولیا یا بلا تراضی باطل کہنا شیعہ کا مذہب ہے اور بنیاد کی عبارت سے مستند ہیں،

وفي البسيط ذهب الشيعة الى ان نكاح العلویة
ممتنع علی غیرهم مع التراضی قال السروجی
بسيط میں ہے کہ رضا مندی کے باوجود علویا (سید دیول)
کا غیر سے نکاح شیعہ لوگوں کے ہاں ناجائز ہے، سروجی
وہما قولان باطلان لے

اس قولان باطلان سے کون سے دو قول مراد ہیں، یہ عبارت تفسیر طلب ہے۔ حضور فیض النور اس عریفہ کا جواب اس پتہ پر ارشاد فرمائیں، ۸ تاریخ سے اگر ایک دو روز اول جواب پہنچے تو فقیر اس تحریر منیر کو جلسہ علماء میں پیش کر دے، امید تو پختہ ہے کہ علماء بھی مان لیں گے ورنہ حاکم فیصلہ تسلیم کر لے گا، ایسی حالت میں کہ مقدمہ ہوتے ہوتے اولاد پیدا ہو گئی اور چند روز میں مر گئی تو اب بھی حق اعتراض لا دلیا رہے یا نہ؟ بینا تو جہودا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم
والفضل اتم مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ وکرمہ الاسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مجھے
۲۴ محرم سے یکم ربیع الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے، اب تین روز سے
برکت و دعا جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے، اسی حالتِ حلی میں پہلے سوال سامی کا جواب حاضر
کر دیا تھا اور رسالہ دربارۃ ذبیحہ پہلے چل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب مکمل ہو سکا طالبِ عفو و
دعا ہے بنیاد اور ابوالمکرم میرے پاس نہیں شلبی علی الزلیعی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی لقار حق اعتراض صرف
شیخ الاسلام سے نقل کی ہے اور اُس کی طرف سے کوئی میل اُن کی عبارت سے نہیں پایا جاتا اکابر و مشاہیر کا جوم
اسی پر ہے کہ مالہ تلد (جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ ت) زلیعی میں تھا؛
الاذا سکت الی ان تلد فیکون رضادلالة لے
مگر جب ولی خاموش رہا حتیٰ کہ (مکی نے بچہ کو جنم دیا)
تو یہ دلالتہ رضا مندی ہوگی۔ (ت)

اس پر شلبی نے کہا:

وعن شيخ الاسلام ان له التفریق بعد
الولادة ايضا کمال منقول عنه ^{له}
کمال کی عبارت یہ ہے،

لا يكون سكوت الولي رضا الا ان سكت الى
ان ولدت فليس له ح التفریق وعن شيخ الاسلام
ان له التفریق بعد الولادة ايضا ^{له}

ولدت کے بعد بھی تفریق کا اختیار ہے۔ (ت)

ہندیہ میں پہلے شرح جامع صغیر قاضی خاں سے نقل کیا۔
لا يبطل حقه في الفسخ وان طال
الزمان حتى تلد ^{له}
پھر نہایہ سے نقل کیا،

اذا ولدت منه فليس للاولياء حق الفسخ

جب لڑکی نے اپنے خاوند سے بچہ کو جنم دیا پھر اولیاء کو

حکم اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے آگے استدلال کا قول شیخ الاسلام ذکر کیا اور طحاوی میں تو اس قول کا ذکر تک نظر
نہ آیا بلکہ ایک عبارت شارح سے ابہام ہوتا تھا کہ اگر ولی کو خیر نکاح نہ ہو تو بعد ولادت بھی معترض ہو سکتا ہے
اس پر اعتراض کر دیا، متن میں تھا: له الاعتراض مالم تلد (بچہ جنم تک اس کو اختیار ہے۔ ت) اسے شارح
نے یوں بنایا، مالم يسكت حتى تلد (بچے کے جنم تک خاموش نہ رہے۔ ت) اس پر مٹھی نے فرمایا:
الاولی حذف ما في الشرح لانه يفهم منه جو کچھ شرح میں ہے اس کو حذف کرنا بہتر ہے کیونکہ اس سے یہ

۱۲۸/۲	مطبعة الکبری الامیریه مصر	فصل فی الکفارة	۱۱	حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق
۱۸۶/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	"	۱۲	فتح القدیر
۲۹۲-۹۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الکفارة	۱۳	فتاویٰ ہندیہ بحوالہ شرح جامع صغیر قاضی خاں
۲۹۳/۱	"	"	۱۴	" بحوالہ النہایۃ
۱۹۱/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	۱۵	درمختار شرح تنویر الابصار
"	"	"	۱۶	"

ان ذالك عن علم فلو كان عن غير علم يكون له الاعتراض وان ولدت والعدة تنفي ذلك فالاولى ابقاء المصنف على ظاهره فتأمل

سمجھا جا رہا ہے کہ علم کے باوجود ایسا ہے اگر علم کے بغیر ہو تو اسے اعتراض کا حق ہے اگرچہ اس نے سچے کو جہنم دیا ہو، حالانکہ علت اس کی نفی کرتی ہے، لہذا بہتر ہے کہ مصنف کی عبارت کو ظاہر پر مبنی رکھا جائے، غور کرو۔ (ت)

روافض کے نزدیک کوئی قرشی غیر علوی علویہ کا کفو نہیں اور ہمارے نزدیک قریش بعضہم اکفار بعضہم میرے پاس بنائیہ نہیں کہ دوسرا قول معلوم ہو یہ صورت کہ یہاں واقع ہوئی کہ ولی دعویٰ تفریق کر چکا اس کے بعد ولادت ہوئی اختلاف سے برکراں ہے، مسقط حق تفریق سکوت حتیٰ تلذ تھا وہ نہ پایا گیا کہ قبل ولادت دعویٰ دائر ہو چکا، پھر ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفتی بہ مطلقاً فساد و عدم انعقاد ہے، والسلام۔

مسئلہ ۴۰ از شہرام ضلع شاہ آباد محلہ شاہ جمعہ مرسلہ شیخ عبدالواحد صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوا اور ایک زوجہ زینب اور دو دختر نابالغہ ہندہ و کلثوم، ایک باپ خالہ کو چھوڑا۔ تو ان دونوں دختران نابالغہ کا ولی کون شخص ہوگا؟

الجواب

ان دختران کے مال و نکاح حسب کا ولی ان کا دادا اور ان کا بپا اگر ان کا باپ کسی کو اپنی اولاد یا جائیداد کی غور پر اخت نگہداشت سپرد نہ کر گیا ہو ورنہ وصی فی مال دختران ہوگا اور نکاح کا ولی بہر حال خالدہ دختران میں ہے؛ ولیہ ابوہ ثم وصیہ بعد موتہ ثم وصی وصیہ ثم بعدہم جدہ الصحيح وان علا الخ۔

اس کا ولی اس کا باپ ہے پھر باپ نے جس کو اپنا وصی بنایا، پھر وصی کا وصی، پھر دادا ترتیب وار اوپر تک۔ (ت)

اُسی میں ہے،

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الاسرات و لیس للوصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذہب (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ، راشت کی ترتیب پر، اور وصی کو مطلقاً یتیم کے نکاح کی ولایت نہیں ہے اگرچہ باپ نے اسے وصیت بھی کی ہو، مذہب یہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۷۶/۲	دار المعرفۃ	باب الولی	الحاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار
۲۰۳/۲	مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب المآذون	۲۷۶ در مختار
۱۹۳-۹۲/۱	" " "	باب الولی	۲۷۶ در مختار

مسئلہ ۴۰۱ از بریلی محلہ پھولادروازہ مسئلہ فخر الدین صاحب ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

- (۱) ایک شخص زندہ ہے اُس نے نکاح ثانی کیا بعد اس شخص کے پہلے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا جو اس کی سوتیلی خالہ ہے یہ جائز ہے یا نہیں ؟
- (۲) وہ لڑکی عرصہ دو سال سے دوسرے لڑکے کو والدین نے دی ہوئی ہے موافق رواج کے رو برو گواہوں کے والدین نے دی ہے مگر جو شخصتی کے وقت نکاح ثانی ہوتا ہے وہ باقی ہے ۔
- (۳) جبکہ لڑکی کے والدین زندہ ہیں اور لڑکی کنواری ہے تو بغیر رضا مندی والدین کے کیا وہ غیر شخصوں کو ولی بنا سکتی ہے اپنے نکاح میں ؟
- (۴) قاضی جس کو پورا علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین حقیقی زندہ ہیں اور موجود ہیں تو وہ بلا دریافت اُس کے والدین ان کی بے علمی میں غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے واسطے کیا حکم ہے ؟

الجواب

- (۱) سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے ، کچھ حرج نہیں ، واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) دو نکاح کہیں نہیں ہوتے ، پہلی منگنی ہوتی ہے وہ نکاح نہیں ہوتا ، بات زبان پھر کر کہنا کچھ مفید نہیں ، دو سال سے دی ہوئی ہے ، وہ جلسہ نکاح کرنے کے لئے تھا یا منگنی کا ؟ اور کیا لفظ طرفین نے کہے تھے ؟ فوری بات بیان کی جائے ۔
- (۳) لڑکی اگر بالغہ ہے تو اسے خود اپنے نکاح کا اختیار ہے اور نابالغہ ہے تو وہ باپ کے ہوتے کسی کو ولی نہیں بنا سکتی ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔
- (۴) بالغہ کا نکاح اُس کی اجازت سے پڑھا جاسکتا ہے اگرچہ والدین کو علم نہ ہو ، ماں باں یہ ضرور ہے کہ جس سے یہ نکاح ہو وہ بالغہ کا کفو ہو یعنی مذہب ، نسب ، چالی چلن ، پیشے کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اُس سے نکاح ہونا لڑکی کے باپ کے لئے باعث ننگ و عار ہو ورنہ نکاح نہ ہوگا ، اور اگر نابالغہ ہے تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا ، قاضی نے بدعتی نہ کی تو الزام نہیں ورنہ الزام ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۴۰۲ از شہر محلہ گندہ نالہ مسئلہ عبدالودود لیڈر صاحب ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

- (۱) بالغ لڑکی اگر نکاح کے وقت بوجہ شرم و حجاب اپنی زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ ادا نہ کرے صرف

یہ ہو کہ اس کے عزیز و قریب مستورات جو اس کے گرد و پیش موجود ہیں وہ کہہ دیں کہ ہاں لڑکی کو منظور ہے اور بالعموم اکثر نکاحوں میں اسی طرح کی صورت واقع ہوا کرتی ہے لڑکیاں بوجہ شرم و حجاب خود نہیں بولتی ہیں ایسی صورت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں اور اُس کا اقرار سکوتی ایجاب و قبول کے قائم مقام سمجھا جائیگا یا نہیں؟ (۲) لڑکی بالغ ہے مگر یتیم ہے اُس کی ماں نے اس کا نکاح کیا متوفی باپ کے بھائی یعنی چچا تائے موجود نہ تھے کیا ان کی عدم موجودگی نکاح کے جواز پر شرعاً کچھ موثر ہے۔ مینواتوجردا

الجواب

(۱) اگر ولی اقرب مثلاً باپ وہ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو بھائی، وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ ہو تو چچا کا بیٹا اگر خود جا کر بالغہ و شیرہ سے اذن لے یا اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے اُس کے پاس بھیجے اور وہ طلبِ اذن پر سکوت کرے تو یہی اذن ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصما تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہا کرہ کی خاموشی اذنها۔

ہی اذن ہے۔ (د)

اور اگر ولی اقرب خود گیارہ اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے بھیجا بلکہ اور شخص بے اس کے بھیجے بطور خود اُس سے اذن لینے گیا تو اس کا سکوت اذن نہ ہوگا اگرچہ یہ اذن لینے والا کیسا ہی قریب رشتہ دار ہو جبکہ ولی اقرب نہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا یا حقیقی بھائی اپنی طرف سے اذن لینے جائز نہیں ضرور ہوگا کہ عورت خود ہاں کہے اپنی زبان سے اذن دے، پاس بیٹھنے والوں کا یہ ظلم ہوتا ہے کہ وہ دھوکا دینے کو ہوں ہاں کر دیتی ہیں اس صورت میں تو نکاح فضولی ہوگا جبکہ کفو کے ساتھ ہو دختر کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر خیر سن کر اُس وقت یا بعد کو بے اظہار نفرت جائز کرے جائز ہو جائے گا رد کو فرے رد ہو جائے گا، اگر اپنے کسی قول یا فعل سے صراحتاً دلالت اب تک رد نہ کیا ہو تو بخوشی رخصت ہو کر جانا اذن ہے اس وقت نکاح نافذ ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) چچا کے ہوتے ماں اگر یتیم بالغہ کا نکاح یتیم سے اذن لے کر دے یا بعد نکاح وہ دختر اذن قولاً یا فعلاً دے دے تو نکاح صحیح و نافذ و لازم ہے، چچا تھا یا بھائی کسی کو گنجائش اعتراض نہیں جبکہ نکاح کفو سے کیا ہو یعنی وہ شخص مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہیں جس کے ساتھ اس دختر کا نکاح اُس کے ولی کے لئے باعثِ ننگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو نکاح ہوگا ہی نہیں اور اگر یتیم بالغہ ہے

کہ حقیقت یتیم وہی ہوتی ہے تو اگر ماں نے غیر کفو پر معنی مذکور سے نکاح کر دیا تو ہوا ہی نہیں اور کفو سے کیا تو چچا وغیرہ جو ولی اقرب ہوا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا رد کر دے گا رد ہو جائے گا جائز کر دے گا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ گندہ نالہ مسئلہ عبد الودود لیڈر صاحب ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ وایداکم بنصرہ فی یتیمۃ بلغت من عمرها خمسة عشر سنین زوجتها امها برضاها باحد من الاقارب ولكن لم يحضر واجلس النكاح اولياء الیتیمۃ المذكورة كالا عمام وغيرهم وما استشيروا فی هذا الباب وتولت فی امر النكاح امها وحدها لانها كانت وحدها كفيلة لبنيتها الى الان هل جائز النكاح ام لا۔

علامہ کرام آپ کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پندرہ سالہ لڑکی کا نکاح اس کی والدہ نے لڑکی کی رضا مندی سے رشتہ داروں میں کر دیا جبکہ لڑکی کے اولیاء چچا وغیرہ مجلس نکاح میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی اس نکاح سے متعلق ان سے مشورہ لیا گیا، صرف والدہ نے ہی نکاح کی تولیت کی کیونکہ لڑکی کی کفیل اس وقت والدہ ہی تھی، کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہ؟

الجواب

ان بلغت قبل هذا العلامة كحيض او تمت لها قبل اذ نكحها بالنكاح خمس عشرة سنة كوامل وكانت النكاح من كفؤ ليس في دينه ولا نسبه ولا خلقه ولا حرفته ما يعير به اولياؤها عرفا جائز النكاح فان وقع بعد اذنها او رضيت به بعد وقوعه قبل سدا تم ولزم وليس لها ولا لاحد من اولياءها الاعتراض عليه، وان كانت من غير كفؤ بالمعنى المذكور فهو باطل، اسوان اذنت و اجازت او بنفسها تولت وان كانت من كفؤ ولم تبلغ بعد توقف على اجازة الولي ان اجازت جائز وان ابطل

اگر لڑکی نکاح سے قبل بالغ ہو چکی تھی جس پر حیض یا کوئی اور علامہ مستعمل بالغ ظاہر ہو چکی تھی، یا وہ نکاح سے قبل پورے پندرہ سال کی ہو چکی تھی تو اس نے نکاح کی اجازت دی اور نکاح بھی کفو میں ہوا کہ لڑکے کے دین، نسب، اخلاق اور اس کے کسب پر عرفاً لڑکی کے اولیاء کو اعتراض ہو یعنی اس سے عار محسوس نہیں کرتے تو نکاح جائز ہے پس اگر نکاح عورت کے اذن کے بعد واقع ہوا وہ نکاح کے بعد اس کو رد کرنے سے پہلے اس پر رضا مندی ظاہر کر چکی ہو تو یہ نکاح نافذ و لازم ہو گیا ہے اب اس کو یا اس کی ولی کو نکاح پر اعتراض کا حق نہیں رہا، اگر یہ نکاح غیر کفو معنی مذکور میں ہوا تو وہ نکاح بالکل باطل ہے اگرچہ اجازت اور رضا مندی ظاہر کر چکی ہو یا اس نے خود اپنا نکاح کیا ہو اگر نکاح کفو میں ہوا لیکن ابھی بالغ نہ تھی تو پھر ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر ولی جائز کر دے تو جائز اگر باطل کر دے

بطل وانت سکت الاولیاء حتی بلغت
 ال الامر الیہا فلتتمض اولتہ و
 المسائل ظاہرۃ و فی الکتب دائرۃ ،
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰۸ از اجیر شریف محلہ لاکھن کوٹھری مرسلہ مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ معینیہ
 اجیر معنی یکم رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بالغہ لڑکی کی والدہ اور بھائیوں نے ایک
 میراثی کو رشتہ کرنے کے واسطے بھیجا کہ فلاں قبیلہ میں رشتہ کرے اور اس قبیلہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ کرنا، میراثی نے کچھ
 روپیہ رشوت کالے کر دوسری جگہ رشتہ کر دیا، بعد ازیں لڑکی اور والدہ اور بھائیوں کو اطلاع ہوئی انہوں نے دو
 آدمیوں کو بھیجا کہ رشتہ والوں سے کہہ دو کہ ہم نہیں رشتہ کرتے، اور پھر لڑکی کے بھائی بھی گئے منع کرنے کے واسطے
 آخر کار وہ باز نہ آئے، اور میراثی نے چند ایام اپنی طرف سے مقرر کر کے برات منگوائی، برات آنے پر لڑکی اور والدہ
 بھائی نکاح سے سراسر انکار کرتے رہے، حتیٰ کہ پانچ چھ ایام اسی طرح گزر گئے، چونکہ برات کے ساتھ چند رو ساتے
 انہوں نے گرد و نواح کے سب رو ساجی گئے اور کہا کہ یہں صورت لے لے ہو سکتا ہے ہمیں نکاح دلا دو، سب رو ساء
 نے جمع ہو کر لڑکی کے بھائیوں کو ایک مقدمہ مجلس سازی میں پھانسی دیا وہ بیچارے غریب عاجز ہو کر کہنے لگے کہ اچھا
 نکاح ٹھہرا دو، جب لڑکی سے اذن لینے کے واسطے گئے اُس نے انکار کر دیا، پھر ایک شخص نے لڑکی کو جبراً خاموش
 کر دیا اور پہلی میں بٹھا کر لے گئے، بوقت ودا ع لڑکی کے بھائیوں نے لڑکی سے پوچھا تجھ کو کپڑا وغیرہ دیں، لڑکی نے
 انکار کیا اور کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے تم کس واسطے دیتے ہو، بعد آنے کے وہ اب تک انکار پر مصر ہے، غرض
 پانچ سال کا ہوا۔ یہ نکاح عند الشرع ہوا یا نہیں؟

الجواب

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اُس نے اذن نہ دیا بلکہ صاف انکار کر دیا اور بالجبر
 رخصت کے وقت بھی تصریحاً کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے، اور جب سے اب تک انکار پر مصر ہے تو نکاح مذکور
 باطل و مردود و محض، اور ان جبر کرنے والوں کا ظلم خالص ہے، بھائیوں نے یہ بیکر نہ سہی بخوشی اجازت دی ہوتی یا
 خود نکاح کر دیا ہوتا بالغہ کے انکار سے وہ بھی فوراً باطل ہو جاتا نہ کہ ان کی اجازت بھی جبر سے، یونہی اگر بعد نکاح
 انکار کے بعد بالغہ خود بھی راضی ہو جاتی مفید نہ ہوتا کہ باطل شدہ نکاح رضا سے صحیح نہ ہو سکے گا نہ کہ وہ اب تک
 انکار پر مصر ہے، غرض اس باطل نکاح کو نکاح سمجھنا جمل بعید و ظلم شدید ہے۔ عالمگیر یہ میں ہے :

لايجوز احد على بالغة صحيحة العقل من
اب او سلطان بغير اذنها يكره اذ كانت او ثيبا فان
فعل ذلك فالتكاح موقوف على اجازتها فان
اجازته جاز وان مردته بطل كذا في السراج
الوهاب ^{لے}

در مختار میں ہے :

بلغها فمردت ثم قالت سرضيت لم يجز لبطلانہ
بالرّد - والله تعالى اعلم -

جب بالغہ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے رد کر دیا ہو پھر
بعد میں اس نے کہا میں راضی ہوں ، تو جائز نہ ہو گا کیونکہ
قبل ازیں رد کرنے سے نکاح باطل ہو چکا ہے ۔ (اللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ از بمبئی جیل روڈ پوسٹ نمبر ۹ معرفت خلیفہ احمد ائمہ صاحب مرسلہ جمیل محمد خاں صاحب دہلوی

۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے بڑا اور رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی المذہب افغانی النسب سے چار
گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں قاضی کے سامنے معرفت قاضی نکاح کیا ، منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے
اُس کا یہ نکاح فسخ کرانا چاہتے ہیں اور عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اس لئے نکاح کے فسخ کرانے
کا استحقاق ہمیں حاصل ہے ، دوسرے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نکاح ہم کفو سے نہیں ہوا لہذا ہمیں فسخ کا اختیار ہے ،
وکیل جو مجلس نکاح میں لڑکی کی جانب سے مقرر ہوا تھا وہ اس بات کا تو اقرار کرتا ہے کہ نکاح ہوا میں وکیل بھی بنا
مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں سنی ، قبل از نکاح لڑکی نے گواہان کے سامنے اقرار کیا ہے کہ میں اہلسنت و
جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں ، نکاح کے گواہ موجود ہیں اور وہ مقرر ہیں کہ ہمارے سامنے نکاح ہوا ایجاب
قبول کی آواز ہمارے کانوں تک آئی ، اور قبل از نکاح لڑکی نے کہا کہ میں اہلسنت و جماعت ہو چکی ہوں ۔

الجواب

بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کی نہیں خصوصاً اس حالت میں کہ وہ سنیہ ہے اور باپ رافضی ، عدم کفارت کی
وجہ کوئی سائل نے نہیں لکھی ، اگر صرف بر بنائے مخالف مذہب ایسا کہا جاتا ہے تو سنی لاکھوں درجے رافضی سے

علیٰ ہیں، اور مغل پٹھان باعتبار قوم ہم کفو ہیں، اُس کے باپ کا اعتراض باطل ہے اور اُسے کوئی اختیار فسخ نہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، الایم احق بنفسہا (بے نکاح عاقلہ بالغ کو اپنے نفس پر زیادہ اختیار ہے۔ ت) اللہ عز وجل فرماتا ہے،

لن يجعل الله للكفرین علی المؤمنین سبیلاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز ولایت نہیں دے گا،
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ کوہ رانی کھیت متصل جامع مسجد مسئلہ عبدالرحمان خاں صاحب خانساں ۹ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص اہلسنت و جماعت نے ایک رافضی کی بیوی سے کہا کہ تو مجھ سے مل، تو اس رافضی کی عورت نے کہا کہ اس شرط پر ملوں گی اگر تو اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کرے۔ اُس شخص مذکور نے اس شرط کو قبول کیا اور مدت دراز تک زنا کاری رہی اور ابھی تک موجود ہے، اب وہ لڑکی اہلسنت کی جوان ہو گئی ہے اور شخص مذکور اُس کی شادی اُس رافضی سے کرنے کو تیار ہے، اور اُس لڑکی سنیہ کا نانا موجود ہے وہ بھی منع کرتا ہے اور تمام اہلسنت و جماعت منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں، مگر شخص مذکور کہتا ہے کہ جائز ہے۔ اب اس صورت میں یہ لڑکی اپنے نانا کو مل سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جائز ہے یا منکوح بشرط اس میں گناہ ہو گا یا نہیں؟

الجواب

یہ نکاح حرام قطعی اور زنائے خالص ہے۔ عالمگیری میں ہے،

لا یجوز لہ ان یتزوج امراة مسلمة ولا مرتدة مرتدہ کو کسی مسلمان عورت، مرتدہ، ذمیہ، آزاد یا لونڈی ولا ذمیة لاحرة ولا مملوكة۔ عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ (ت)

جبکہ وہ لڑکی جوان ہے اور باپ اُسے معاذ اللہ زنا کے لئے دینا چاہتا ہے تو نانا وغیرہ دیگر اولیاء پر لازم ہے کہ لڑکی کو اُس کے قبضہ تصرف سے نکال کر فوراً لڑکی کی رضا سے کسی سنی صحیح العقیدہ کفو کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۷ موطا امام مالک	کتاب النکاح	میر محمد کتب خانہ کراچی	ص ۲۹۸
۱۷ العتہ آن اکبریم	۱۴۱/۴		
۱۷ فتاویٰ ہندیہ	الباب التاسع فی احکام المرتدین	نورانی کتب خانہ پشاور	۲۵۵/۲

مسئلہ ۱۱۱ از مقام بلیا ڈاکخانہ سٹرا مسئلہ مولوی حکیم عبدالشکور صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ جس کی عمر تین دس برس کی تھی بعد انتقال اپنے والدین کے
 اپنے حقیقی چچا زید سے خفا ہو کر اپنے حقیقی ماموں کے گھر چلی گئی اور وہاں رہنے لگی، کچھ عرصہ کے بعد اس کے ماموں
 نے ہندہ کا عقد قبل بلوغ مسمی بکر سے بلا اجازت حقیقی چچا کے اس شرط پر کیا کہ تم جب میری بستی میں آکر مکان بناؤ گے
 اس وقت ہم لڑکی رخصت کریں گے۔ اب بچہ اس بستی میں مکان نہیں بناتا ہے اور لڑکی رخصت کر کے لے جانا چاہتا
 ہے اور لڑکی وہاں جانے پر راضی نہیں، کیا حقیقی چچا کے موجود ہوتے ہوئے اس کے ماموں نے عقد کر دیا تو یہ
 عقد شرعاً درست ہوا یا نہیں؟

دوم جب بکر نے اس بستی میں مکان نہیں بنایا تو عقد فسخ ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

بے اجازت چچا کے ماموں نے جو نکاح کیا جائز و صحیح ہوا، مگر چچا کی اجازت پر موقوف تھا، اگر وہ رد
 کر دیتا رد ہو جاتا۔ مگر عبارت سوال سے ظاہر کہ اس نے رد نہ کیا نکاح پر راضی ہوا دوسری جگہ لے جانے
 پر راضی نہیں۔ جب صورت یہ ہے تو وہ نکاح نافذ بھی ہو گا مگر لڑکی کو خیار بلوغ ملا۔ عبارت سوال سے ظاہر کہ
 لڑکی نے جسے بالغہ ہوئے کئی سال گزرے اس خیار کا استعمال نہ کیا، وہ بھی نفس نکاح سے ناراض نہیں بلکہ دوسری
 جگہ جانے سے۔ پس صورت مذکورہ میں نکاح لازم ہو گیا اور کسی کو اس پر اعتراض کا اختیار نہ رہا۔

اسی گاؤں میں مکان بنانے کی شرط شرط فاسد ہے، اور شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ خود وہ
 شرط ہی باطل ہو جاتی ہے، اسے اختیار ہے کہ اپنی عورت کو اپنے گھر لے جائے۔ قال اللہ تعالیٰ،

واَسْكُنْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكُنْتُمْ مِنْ دُونِ كَعَدِّ

بیویوں کو اپنی سکونت کے ساتھ سکونت گنجائش کے

مطابق دو۔ (ت)

ہاں اگر ظاہر ہو کہ شوہر عورت کو ضرور ایذا دینے کے لئے دوسری جگہ لے جانا چاہتا ہے اور یہاں رکھنا نہیں
 چاہتا تو لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

ولا تَضَارُوْهُنَّ لِمَتَّبِعُوْا عَلِيْهِنَّ۔ هَذَا حَاصِلُ

ما حَاطَ عَلَيْهِ كَلَامُ الْمُحَقِّقِيْنَ۔ وَ عَلِيْكَ

بِرَدِّ الْمُحْتَارِ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

کلام کا مصداق یہی ہے، آپ پر رد المحتار کی طرف
 رجوع ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۱۳ از مقام گھو، گھو ڈاک خانہ اسٹیٹ ضلع دینا چور ڈاکخانہ خاص مسئلہ حاجی سید نور الحسن صاحب بھاری
۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کے دو نابالغ بھائی حقیقی ہیں اور ایک حقیقی ماں اور ایک حقیقی چچا اور ایک حقیقی ماموں ہیں، لڑکی نابالغہ اور دونوں بھائی اور اس کی ماں یعنی ان چاروں کی کفالت بعد فوت باپ و شوہر، بھائی شوہر کا و بھائی ماموں کا یعنی ماموں حقیقی و چچا حقیقی کر رہا ہے، ماموں و چچا حقیقی اور دو بھائی نابالغ حقیقی پردیس میں چچا و ماموں کے ساتھ ہیں، ماموں و چچا و بھائی کی عدم موجودگی میں غیر اقربا اور لڑکے کی ماں نے ہسکار لڑکی کی ماں کو راضی کر کے چچے کی اجازت سے نکاح کر دیا، اس نکاح سے ماموں اور چچا دونوں سخت ناراض ہیں اور کفالت کرنے سے دست بردار ہیں، لڑکی ہمیشہ سے جب سے اپنی ماں کے ساتھ اپنے حقیقی چچا کے مکان میں رہتی ہے شوہر مجازی سے کوئی تعلق نہیں ہوا صرف عقد ہوا ہے رجم بارات وغیرہ باقی ہے نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اگر ناجائز ہوا تو دوسرے کے ساتھ یا شوہر اول کے ساتھ دوبارہ جائز ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

یہ شخص جس سے نکاح ہوا اگر لڑکی کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے دختر کے لئے باعث تنگ و عار ہے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، نہ جب تک لڑکی نابالغہ ہے کسی ایسے شخص سے کوئی اس کا نکاح کر سکتا ہے، اور اگر جس سے نکاح ہوا وہ کفو ہے یعنی کسی بات میں ویسا کم نہیں تو یہ نکاح لڑکی کے حقیقی چچا کی اجازت پر موقوف رہا، اگر اُس نے جائز کر دیا اگرچہ ناراضی کے ساتھ، مثلاً کہا "خیر نکاح تو ہو گیا مگر ہم کفالت سے دست بردار ہیں" تو نکاح نافذ ہو گیا، چچا یا ماموں کسی کو اختیار نہیں کہ دوسری جگہ نکاح کر دے، یاں لڑکی کو اُس پر اعتراض کا حق ہو گا اگر بالغ ہوتے ہی فوراً فوراً اپنی ناراضی کا اظہار کرے، اور اگر چچا نے خبر سن کر رد کیا تو رد ہو گیا، چچا کو اختیار ہے جس کفو سے چاہے نکاح کر دے اگرچہ اسی شوہر سے، غرض ان الفاظ پر مدار ہے جو چچا نے خبر نکاح سننے پر پہلی پہلی کئے ایماناً و دہورے الفاظ بے کم و بیش تبدیل معلوم ہونا ضروری ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱۴ از موضع آپورہ ڈاکخانہ بجاری ضلع فرید پور ملک بنگال مسئلہ حاجی عبدالغنی صاحب
۲۱ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی لڑکی بالغہ ہندہ نے

بلا اجازت زید کے اپنے کھو بچہ کے ساتھ نکاح کیا، زید منکر نہایت ناخوش ہو کر بچہ کے مکان سے حیلہ و بہانہ کر کے ہندہ کو اپنے مکان میں لے آیا، پھر ہندہ سے کہا کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا اس لئے کہ میں تیرا باپ ہوں بلا اجازت باپ کے نکاح صحیح نہیں، اس حال میں ایک سال سے زیادہ گزر گیا، پھر زید نے ہندہ کا نکاح عمرو کے ساتھ کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح ثانی صحیح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو اولاد عمرو سے ہوئی اُس کا اور زید کا شرع شریف میں کیا حکم ہے زید نام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح ثانی صحیح ہے تو بچہ پر مہر مثل لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو دوا

الجواب

پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا تھا اگر وہ کفو شرعی تھا یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم نہ تھا کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح ہونا عورت کے باپ کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو وہ پہلا نکاح ہو گیا اور یہ دوسرا نکاح باطل ہوا، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر دونوں سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور بچہ جو پیدا ہوا وہ پہلے ہی شوہر کا ہے، اس صورت میں زید کو امام کرنا گناہ ہے جب تک تو بہ نہ کرے، اور اگر پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا وہ بمعنی مذکور کفو شرعی نہ تھا تو وہ پہلا نکاح باطل ہوا دوسرا نکاح صحیح ہوا، بچہ اس دوسرے شوہر کا ہے، زید و عمرو پر کوئی الزام نہیں اُن کے پیچھے نماز اس وجہ سے ممنوع نہیں، پہلا نکاح جس سے ہوا تھا اگر وہ قربت کر چکا ہے تو اُسے مہر مثل دینا آئے گا یعنی ایسی عورت کا جتنا مہر ہو جو مہر مذہب کا تھا اُس کا لٹکا کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۳۱ از موضع اتریا ضلع بریلی مسئلہ قمر الدین صاحب یکم صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت رانڈ تھی اور بالغہ تھی کیونکہ اُس کے ایک لاکا پیدا ہو چکا تھا اس رانڈ نے عقد ثانی کے واسطے ایک شخص کو جو اُسی کی ذات کا تھا اور جو ان بھی تھا اور علم دار بھی تھا اور روٹی کپڑے سے خوش تھا تجویز کی مگر اُس جوان کے واسطے اس رانڈ کا والد نکاح کرنے کو راضی نہ تھا، زید نے کچھ لالچ پا کر اُس شخص کی طرف سے جس کے ساتھ رانڈ کا والد راضی تھا بریلی سے تعویذ اور مٹھائی لے جا کر کھلایا تاکہ اُس کا خیال اس جوان کی طرف ہو جس سے اُس کا والد راضی تھا، اور زید نے مٹھائی کھلاتے وقت اُس شخص کا نام لیا کہ وہ رانڈ جس سے راضی تھی کہ تم کو میں ایس شخص کی طرف سے مٹھائی کھلاتا ہوں جس سے کہ تم راضی ہو، اس کے بعد میں اُس رانڈ کا نکاح اُس شخص کے ساتھ زبردستی کر دیا جس سے وہ رانڈ ناراض تھی اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس شخص کے یہاں پہنچا آئے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور زید کو انجن کی طرف سے صدر بنایا ہے اب زید کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ انجن والوں نے زید کو صدر ممبر بنایا تو ان کو یہ قصہ معلوم نہیں تھا اور یہ نکاح زبردستی زید ہی کی کوشش سے ہوا تھا۔ بینوا تو جو دوا

الجواب

سائل نے بیان کیا کہ عورت کو اذن دیتے وقت بتایا گیا تھا کہ یہ نکاح دوسرے سے ہوتا ہے جس سے وہ راضی نہیں لیکن کسی نے ہاتھ پکڑے کسی نے پاؤں، اور اُس سے جبراً اذن دلوایا، صورتِ مذکورہ میں نکاح صحیح ہو گیا کہ نکاح و طلاق میں اکراہ کو دخل نہیں، جس طرح خوشی سے ہو جاتے ہیں یونہی جبر سے بھی۔ حدیث میں ارشاد ہوا: ثلاث جدهن جدد و هن لهن جدد النکاح تین چیزیں جن میں سنجیدگی اور مذاق سنجیدگی ہے: والطلاق والعقاق۔ نکاح، طلاق اور عتاق۔ (ت)

باقی رہا یہ کہ مجبور کرنا شرعاً کوئی وجہ الزام رکھتا ہے یا نہیں، ممکن کہ نہ رکھتا ہو بلکہ عورت کی خیر خواہی ہو، عورتیں ناقصاتِ العقل ہوتی ہیں، اور باپ سے زیادہ اولاد پر کون مہربان ہے سوا اللہ و رسول کے، ظاہر یہی ہے کہ جہاں وہ چاہتی تھی اس میں شرتھا اور جہاں باپ نے چاہا اُس میں خیر، تو ایسے احتمال قوی کی حالت میں اُس جبر کو وجہ الزام نہیں ٹھہرا سکتے جیسے مریض کو بالجبر دوا پلانا، لہذا اس وجہ سے امامتِ زید میں کوئی غلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۱۶ از شہر کھنہ محلہ صوفی ٹولہ مسئلہ فضل احمد صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح اس کے والدین نے ایک لڑکے کے ہمراہ جو کہ ایک بیوی مع دو بچوں کے چھوڑ چکا ہے اور لڑکی کا خالہ زاد بھائی ہوتا ہے لڑکی کے اقربا (تایا، پھوپھا، بھائی وغیرہ) کو بغیر جمع کئے غیر محلہ میں دھوکہ سے لے جا کر سرائے خام کے ایک طالب علم سے اس طرح پڑھوایا کہ ماموں جو کہ دونوں (لڑکے اور لڑکی) کا ہوتا ہے وکیل بنا (اور گواہ اول دونوں کا خالو ہے اور گواہ دوم لڑکے کا تایا زاد بھائی ہوتا ہے) جب ماموں اذن لینے گیا تو اس نے جواب نہ دیا پھر مکرراً اصرار کرنے پر بھی جواب نہ دیا تو ماموں نے اس کے ایک طانچہ مارا کہ جس کے سبب سے وہ رونے لگی اور ماموں نے باہر آ کر نکاح پڑھوا دیا

لے جامع الترمذی ابواب الطلاق باب ما جاء في الهزل والجد في الطلاق امين كني كتب خانة رشيد دہلی ۱۳۲/۱ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب الطلاق في الهزل آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۸/۱ الدر المنثور زیر آیت ولا تتخذوا آيات الله هزوا مکتبہ آیت اللہ العظمی قم ایران ۲۸۶/۱

فت: در منشور کے الفاظ یہ ہیں: ثلاث من قالهن لا عبادة غير لا عب فهن جائزات عليه الطلاق والعقاق والنكاح۔ اور جامع الترمذی اور سنن ابی داؤد میں العتاق کے بجائے الرجعة کا ذکر ہے۔ نصب الرأية میں ان دونوں لفظوں سے متعلق تفصیلی بحث کی ہے مطالعہ کے لئے جلد سوم کتاب الایمان صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴ ملاحظہ ہو۔ نیز احمد

لڑکی جانے پر رضا مند نہیں ہے کیونکہ وہ اگلی بیوی کا حال دیکھ چکی ہے، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل نے بیان کیا کہ لڑکی کی عمر وقت نکاح دو مہینے اوپر پندرہ سال کی تھی، اگر یہ بیان اور صورت سوال واقعی ہے تو وہ نکاح فضولی ہوا، اجازت لینے والے اور گواہوں کا رشتہ دار ہونا تو کوئی محفل نہیں، اور بچہ کا رونا بھی اذن میں شامل کیا جاتا ہے مگر نہ وہ رونا کہ طمانچہ مارنے سے ہو، وہ ہرگز دلیل اجازت نہیں ہو سکتا، تو عقد نہ ہوا مگر عقد فضولی اور لڑکی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر اُس نے اظہار اجازت سے پہلے اظہار ناراضی کیا نکاح رد ہو گیا اور شوہر کو اُس پر کوئی دعویٰ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از حیدر آباد دکن قصبہ نارائن پٹنہ جی آئی پی ریلوے کمرشنا مسئلہ سید اکرم علی عرف مطلوب شاہ صاحب مدرس فارسی عربی مدرسہ سلطانیہ درجہ اول ۱۳ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو عاقلہ بالغہ حرہ مکلفہ باکرہ نے بلا اجازت ولی جائز اپنا عقد دو گواہان شرعی کے روبرو اپنے ایک ہم کفو سے کر لیا، پس یہ نکاح از روئے مذہب حنفی ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو کیا ولی جائز فسخ کر کے بلا طلاق و خلع ہندو کا عقد کسی مالدار سے جبراً کرنا چاہتا ہے اگر کرے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ اور یہ فعل اس کا کس حد تک جائز ہے؟ کیا رواج صرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مرتجع ہو سکتا ہے اور ولی جائز کا جھوٹا حلف ہندو کے مقابلہ میں معتبر ہوگا یا ہندو کا قول؟ بینو اتوجروا

الجواب

شرعاً کفو کے معنی یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اُس کے ساتھ اُس عورت کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو، اگر وہ اس معنی پر کفو ہے تو حرہ مکلفہ کا برضا ئے خود بے اجازت ولی اُس سے نکاح نافذ و لازم ہے، ولی اسے ہرگز فسخ نہیں کر سکتا، اگر بلا طلاق اُس کا نکاح دوسری جگہ کر دیں گے باطل محض ہوگا اور اُس میں قربت زنا سے خالص جس کا وبال ترکب تزویج پر ہوگا۔ عالمگیر یہ میں ہے :

نفذ نکاح حرہ مکلفہ بلا ولی
آزاد عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر ولی نافذ ہے۔ (د)

در مختار میں ہے، نفذ نکاح حرہ مکلفہ بلا رضی ولی (ولی کی رضا کے بغیر بھی حرہ عاقلہ بالغہ کا

۱۷ فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء
۲۸۷/۱ نورانی کتب خانہ پشاور
۱۹۱/۱ مطبع مجتہدانی دہلی

نکاح نافذ ہے۔ ت، اور اگر اس معنی شرعی پر کفو نہیں اگرچہ ہم قوم بوجہ عوام میں کفو کہتے ہیں مثلاً مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس عورت کا اس سے نکاح ولی زن کے لئے باعث عار و بدنامی ہے تو زن مکلفہ کا بے اجازت ولی اس سے نکاح باطل و مردود و محض ہے۔ درمختار میں ہے، ویفتی فی غیر الکفو بعد مرجوانہ اصلہ۔ غیر کفو میں اصلہ نکاح نہ ہونے کا فتویٰ ہے (ت) رواج، عرف و قانون کوئی چیز شرع مظہر پر مرجع نہیں۔

قال الله تعالى ان الحكم الا لله تعالى الله تعالى نے فرمایا: حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون ۳۱۸ اور فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق ہے۔ (ت)

سائل نے کچھ نہیں لکھا کہ عورت اور اس کے ولی میں کس بات کا اختلاف ہے جس کا جواب دیا جائے کہ اُن میں کس کا قول معتبر ہے کہیں اس کا قول معتبر ہوگا کہیں اس کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ضلع ہوگلی ڈاک خانہ تیلن پارہ بارہی عجب میاں مسئلہ سلطان احمد خاں صاحب مرزا پوری ۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نے بارہ برس کی ہے، اس کا عقد کرنے کو اُس کا باپ ایک مرد نابالغ سے کرنے کو وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کریں گے اور رسم دنیاوی بھی کر دیا گیا کہ لڑکا لڑکی کے واسطے کپڑا اور مٹھائی وغیرہ اور دس پانچ برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر گیا، لڑکی کے باپ نے برادری کے روبرو سب سامان لیا اور اقرار کیا کہ فلاں تاریخ میں نکاح کر دوں گا کہ درمیان میں لڑکی کا باپ بیمار ہو گیا اور زیادہ علیل ہو گیا سو وہ مکان پر چلا گیا، جس کو عرصہ چھ ماہ کا ہو گیا، لڑکی اور اُس کی ماں یہیں پر رہ گئیں اور اب بھی موجود ہیں، جب سے لڑکی کا باپ مکان گیا وہی لڑکا برابر خیر و غیرہ کا بھی بار اٹھاتا ہے، اب وہ لڑکا لڑکی کی ماں سے بہت زور کرتا ہے کہ میرا نکاح کر دو۔ عورت نے کئی مرتبہ خط بھی مکان پر لکھا مگر کچھ جواب نہیں آیا کہ زندہ ہے یا مر گیا، لڑکی کی ماں پہلے راضی نہ تھی مگر جب اٹکے نے کہا کہ اگر تم نکاح نہیں کرتی ہو تو جو کچھ روپیہ میرا اتنے عرصہ میں خرچ ہوا اُس کو دو ورنہ ہم

نالش کریں گے، سواب لڑکی کی ماں نکاح لڑکی کا کرتے پر راضی ہے اور کہتی ہے کہ ہم راضی ہیں نکاح پڑھالو، اور یہ کہا کہ شوہر میرا کہہ گیا تھا کہ ہم مکان سے واپس آ کر شادی کریں گے اس وجہ سے ہم نہیں راضی ہوئے تھے، سواب ان کا کچھ پتہ نہیں ہے، میں خوشی سے کہتی ہوں کہ قاضی کو بلا کر ایجاب و قبول کر کرالو، اور لڑکی بھی اپنے بڑے بھلے کو پہچانتی ہے، سو وہ بھی رضا مند ہے اور عرصہ چھ ماہ سے اسی مرد کے ہمراہ گویا رہتی ہے، جو باتیں حق تھیں ان کو نکھ کر علمائے دین کے حضور میں پیش کر دیا جو کچھ حکم شریعت مطہرہ کا ہو بیانا فرمائیں اور ذیل میں جو علامت انگوٹھا ہے وہ ان برادریوں کا ہے جن کے سامنے لڑکی کے والد نے اقرار کیا اور کپڑا وغیرہ لیا، ان لوگوں کے سامنے یہ سوال لکھا گیا اور دستخط لیا گیا لہذا عدم موجودی اس کے والد کے نکاح ہونے یا نہ ہونے سے یا جس طرح اور جس قاعدہ سے نکاح ہو اس مسئلہ کو حضور تحریر کریں۔ بینوا توجروا

الجواب

لڑکی اگر نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی کی ضرورت ہے، ولی اُس کا باپ ہے، بے اجازت پدر کسی کو لڑکی کے نکاح کرنے کا اختیار نہیں، اور پہلے اُس کا راضی ہونا اور وعدہ کرنا اجازت کے لئے کافی نہیں کہ اُس نے کسی کو وکیل نہیں کیا اب اس سے اجازت لی جائے، اگر اُس کا پتہ نہ چلے تو لڑکی کا جوان بھائی اُس کا ولی ہے، وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ ہو تو چچا کا بیٹا، اسی طرح جو عصبہ ہو، اور اگر عصبہ میں کوئی نہ رہا ہو تو البتہ اُس وقت ماں کو ولایت ہوگی اور اس کی اجازت سے نکاح ہو سکے گا، اور اگر لڑکی بالغہ ہے یعنی اُسے ماہواری عارضہ آچکا ہے تو خود اُس کی اپنی اجازت کافی ہے، مگر بہر حال باپ کے سوا جو دوسرا شخص اس کا نکاح کرے یا بالغہ ہو کر خود کرے یہ ضرور ہوگا کہ جس سے نکاح کیا جائے وہ اس لڑکی سے مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا لڑکی کے اولیاء کے لئے باعث تنگ و عار ہو ورنہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سبلی بھیت محمد غفار خاں مسئلہ حکیم سعید الرحمن خاں صاحب جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رفیق بیگم کا نکاح اس کی نابالغی میں جبکہ اس کا باپ داوا زندہ نہ تھے اُس کے چچا نے اپنے پسر کے ساتھ کر دیا، نابالغہ مذکورہ نے بالغ ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ اس نے نکاح مذکور کو نامنظور و ناپسند کر کے فسخ کر دیا اور بذریعہ نوٹس رجسٹری شدہ شوہر کو جو ہنوز نابالغ ہے اور اس کے والد کو بھی اطلاع دے دی، نوٹس یہ لکھ کر واپس آیا بعد ازاں رفیق بیگم نے دیوانی میں نالش کی اور حسب ذیل استدعائے دادری کی: "استقرار اس امر کا فرما دیا جائے کہ جو نکاح مدعیہ کا اس کی نابالغی میں ہوا تھا اور جس کو مدعیہ نے بعد بلوغ شرعی کے مسترد کر دیا ہے مدعیہ

بوجہ مصرعہ عرضی نالش نکاح مذکور کی فسخ اور کالعدم ہو جانے کی وجہ سے پابند نہیں ہے اور اب مدعیہ زوجہ مدعا علیہ کی نہیں ہے۔ "ہنوز اس نالش کا فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہوگئی، ایسی حالت میں نکاح مذکور وقت وفات رفیق بیگم کے قائم و برقرار تصور ہوگا یا فسخ و مسترد، اور شوہر کو ترکہ رفیق بیگم کا پہنچے گا یا نہیں؟

الجواب

رفیق بیگم کی اخیر سانس تک نکاح برقرار تھا، وہ اپنے شوہر کی زوجیت ہی میں مری، شوہر اس کے نصف ترکہ کا وارث ہوگا اور نصف مہر بھی ساقط ہوگا، نصف مہر کی دیگر ورثہ دے گا، خیابلوغ سے عورت کو یہ حق نہیں ہوتا کہ اپنا نکاح خود فسخ کر لے، نہ اس کے فسخ کئے فسخ ہو سکتا ہے، بلکہ اسے صرف دعویٰ فسخ کا اختیار ملتا ہے، بعد دعویٰ قاضی شرع کے فسخ کئے سے فسخ ہوگا، اگر قبل فسخ مر جائے تو زوجیت ہی میں مرے گی۔ رد المحتار میں ہے،

قوله فيفسخه القاضي فلا تثبت هذه الفرقة
الا بالقضاء لانه مجتهد فيه وكل من المخصمين
يتثبت بدليل فلا ينقطع النكاح الا بفعل
القاضي - والله تعالى اعلم۔
ما تان كقول كذا قاضي اس كوفس كرك "توفرقت
قضا کے بغیر ثابت نہ ہوگی، کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی
ہے اور ہر فرقہ اس میں دلیل کا سہارا لیتا ہے اس لئے
نکاح قاضی کی کارروائی کے بغیر فسخ نہ ہوگا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲ ضلع سکھر سندھ اسٹیشن ڈھر کی ڈاکخانہ خیر پور ڈھر کی خاص دربار محلے قادریہ پرچونڈی شریف
از طرف ابوالنصر فقیر سردار شاہ، اجادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ

ما قولكم سحکموا اللہ تعالیٰ، شخصے بحین حیات
پدر خود بلارضا مندی و شمولیت دے نکاح
خواہر صفیرہ بمعاضدہ بازو بجائے کردہ
پدرش بعد خبر یافتن انکار کرد و بعد چند مدت راضی شدہ
بازو بمعاضدہ رادر نکاح پسرخود گرفت و باز انکار
کرد، آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ؟
علماء کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ کیا فرماتے ہیں
اس مسئلہ میں کہ باپ کی زندگی میں باپ کی رضامندی
اور شمولیت کے بغیر بھائی نے اپنی نابالغہ بہن کا نکاح
بدلے کی شرط پر کر دیا، اور باپ نے اطلاع پانے پر
انکار کر دیا، اور کچھ مدت بعد باپ اس نکاح پر راضی
ہو گیا اور بدلہ میں لڑکے کے لئے رشتہ لے لیا اور دوبارہ

محض اقبال بعد انکار تجدید ایجاب و قبول فائدہ دارد
یا نہ؟ بینوا تو جبروا۔
پھر انکار کرنا، کیا پہلے انکار پر نکاح باطل ہوا یا نہ؟
انکار کے بعد صرف ایجاب قبول سے نکاح ہو گیا یا نہیں؟
بیان کرد و اجر پاؤ۔ (ت)

الجواب

نکاح نا بالغہ کہ برادرش بے اجازت پدر کرد نکاح
فضولی بود بر اجازت پدر موقوف چوں پدر باستماع
خبر انکار کرد فوراً باطل شد و باطل را عود نیست باز
راضی شدن پدر بکار نیاید تا از سر نو ایجاب و قبول
پیش شہود کنند و در مختار است بلغھا فردت ثم
قالت رضیت له یجزل بطلانہ بالسرد
و رد المختار است لان نفاذ التزویج
کانت موقوفة علی الاجابة
وقد بطل بالسرد و بحجراتی
ست الاجابة شرطها قیام
العقد۔ و الله تعالیٰ
اعلم۔

بھائی نے باپ کی اجازت کے بغیر نا بالغہ کا جو نکاح کیا
وہ فضولی کا نکاح ہے اور باپ کی اجازت پر موقوف ہے
جب باپ نے خبر سُننے ہی انکار کر دیا تو نکاح فوراً باطل
ہو گیا اور باطل شدہ دوبارہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے اس
کے بعد باپ کا راضی ہونا بے فائدہ ہے جب تک
دوبارہ گواہوں کی موجودگی میں نیا ایجاب و قبول نہ کریں
صحیح نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ اگر لڑکی نے خبر ملنے پر
نکاح رد کر دیا پھر کہا کہ میں راضی ہوں تو جائز نہ ہوگا،
کیونکہ وہ رد کی وجہ سے پہلے باطل ہو چکا ہے رد المختار
میں ہے کیونکہ نکاح کا نفاذ اجازت پر موقوف تھا جبکہ
رد کرنے سے باطل ہو چکا ہے۔ بحجراتی میں ہے
اجازت کے لئے عقد نکاح کا باقی ہونا شرط ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲۱ از ضلع بلاسپور امام مسجد اکثرا

۴۲۲ ایک بڑھیا کی لڑکی تھی اس کی برادری والے بلا رضامندی شادی کرنے لگے، بڑھیا مذکور نکاح کے
وقت نامناسب رہنے پر دوسری کو ٹھہری پر روتی تھی اور یہ خبر ہی نہیں کہ میری لڑکی کا کیا ہو رہا ہے، لڑکی
کی عمر پانچ یا چھ سات سال کی تھی، اس لڑکی کو یہ کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہو رہا یا کیا ہوا، اس لڑکی مذکور کے

۱۹۲/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	لے در مختار
۳۰۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت		لے رد المختار
۱۱۴/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء والاظهار	لے بحجراتی

وارث سوائے بڑھیا ماں کے کوئی اس کے باپ دادا کی شاخ میں بھی نہ تھے بلکہ بلا وارث والوں نے نکاح طفلیت میں پڑھایا تو کیا یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں سوائے اس کے جو لوگ نامناسب نکاح بنایا ہو داماد نکاح بے کئے تو بڑھیا مذکور غریب بیوہ منہاری بیچنے والی بچی کو کوئی گزرتی تھی بعض وقت یہ بنایا ہو داماد دو تین بار گیا تو بڑھیا بطور مہاں نوازی کے کھلاتی پلاتی بطور برادرانہ، لیکن کچھ بڑھیا کی بچی سے سروکار بات چیت دیگر حرکات سے پاک رکھتی تھی جاتے وقت بڑھیا جب روکتی تھی تو بنا ہوا داماد پرانے نام کھلے الفاظ میں یہ صاف صاف کہتا تھا کہ مجھے کو کیوں روکتی ہے میں نہ رہوں گا اور نہ کسی کو چاہتا ہوں اور یا نہ رکھوں گا۔ پس یہ نمبر ۲ کے متعلق ایک تو نکاح بھی درست نہیں ہوا اور جو بنا ہوئے داماد والوں کی طرف سے نکاح بھی مغالطہ ثابت کریں تو جب وہ ایسا الفاظ کھلا ہوا سے کہے کہ نہ رکھوں گا نہ چاہتا ہوں، تو بھی نکاح والے کا نکاح ساقط ہو جاتا ہے تو اب لڑکی کا نکاح بڑھیا بالغی میں پڑھا دے تو اولاد بھی ہوتی تو جو اولاد مسلمان ہوں، فقط۔

الجواب

دوسرا سوال مہل ہے، اتنی باتوں کا جواب لکھا جائے تو اُس کا جواب ہو۔

(۱) اس لڑکی کے دادا پر دادا نزدیک دور کی اولاد میں کوئی مرد اس نکاح کے وقت تھا یا نہیں، بے تحقیق کوئی نہ تھا

نہ کہہ دیا جائے کہ تحقیق کے بعد نکاح نہیں ہوا۔

(۲) اگر ایسا کوئی مرد تھا تو اُس نے نکاح کی خبر سن کر کیا لفظ کہے۔

(۳) اگر ایسا کوئی مرد نہ تھا تو ماں نے نکاح ہو جانے پر کیا لفظ کہے اور اُس کے بعد کیا لفظ کہے یا کچھ نہ کہا۔

(۴) جب وہ شخص آتا تھا تو ماں اس کی خاطر داماد کی سی کرتی تھی یا عام مہمانوں کی سی۔

(۵) لڑکی کو اب ماہواری عارضہ آتا ہے یا نہیں، اس کی عراب کیا ہے، عارضہ ماہواری آتا ہے تو کب سے

آتا ہے۔

(۶) ماں کو اس نکاح سے وجہ ناراضی کیا تھی۔

(۷) لڑکی کو اگر عارضہ ماہواری آیا تو فوراً اس کے آتے وقت اس نکاح کے بارے میں کچھ کہا یا کتنی دیر بعد

کچھ کہا یا کچھ نہ کہا اور اگر عارضہ ماہواری اب تک نہ آیا اور لڑکی کی عمر پندرہ برس کی ہو گئی تو جس وقت عمر پندرہ

برس کی ہوئی تھی اُس وقت یا اس کے دیر کے بعد لڑکی نے اس نکاح کے بارے میں کیا کیا کہا تھا یا

کچھ نہ کہا۔

(۸) یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس سے نکاح ہوا اس کی قوم کیا ہے اور لڑکی کی کیا قوم ہے اور اُس کا چال چلن

کیسا ہے اور اس کا مذہب کیا ہے کیا پیشہ کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۲ از کفتو پختہ منزل کلب مسئلہ عبدالرحیم خاں صاحب قادری رضوی ۶ رجب ۱۳۳۹ھ پنجشنبہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہیں جاسکتا تو اپنے پیر بھائی کو اپنا ولی بنالیا
تو ولی نکاح پڑھا کر لاسکتا ہے یا نہیں؟ بیتنوا توجردوا

الجواب

اسے ولی نہیں وکیل کہتے ہیں کسی کو اپنا وکیل کر دے کہ میری طرف سے ایجاب قبول کر آؤ، نکاح پڑھانے والا
اس سے کہے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی سب سے بڑی یا سب سے چھوٹی لڑکی (یا جس طرح تعین ہو) میں نے
تیرے موکل فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں اتنے مہر پردی، وکیل کہے کہ میں نے اپنے موکل مذکور کی طرف سے
اُس کے لئے قبول کی، یا وکیل خود عورت یا اُس کے وکیل یا نانا باندھ ہے تو اس کے وکیل سے کہے کہ میں نے تجھے یا
فلاں بنت فلاں بن فلاں کو تیری موکلہ ہے یا جس کا تو ولی ہے اپنے موکل فلاں بن فلاں کے نکاح میں لیا عورت یا
اُس کا وکیل یا ولی کہے میں نے قبول کیا نکاح ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۳ از تلمذ ضلع شاہجہانپور محلہ عمر پور مسئلہ شیخ سلامت اللہ صاحب پارچہ فروش ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر ہو تو ناجائز، یعنی لڑکا سن بلوغ تک شرع
کتنی عمر میں ہوتا ہے، کتنی عمر تک سال کی ہو تو نکاح جائز ہوتا ہے جب کہ اس کا کوئی حقیقی شخص وکیل مطلق
نہ ہو۔ بیتنوا توجردوا۔

الجواب

جب آثار بلوغ ظاہر ہوں لڑکے کو احتلام لڑکی کو حیض، اُس وقت سن بلوغ ہوتا ہے۔ اور اگر آثار نہ ہوں
تو پندرہ برس پوری عمر ہونے پر حکم دیا جائے گا۔ اگر لڑکی نو برس کامل یا لڑکا بارہ برس کامل کا ہو چکا ہے اور وہ
دعویٰ بلوغ کریں اور ان کی ظاہری حالت اس دعویٰ کی تکذیب نہ کرتی ہو تو ان کا قول مان لیا جائے گا جب تک
ان صورتوں میں سے کسی صورت پر بلوغ ثابت نہ ہو وہ بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۴۲۴ از نصرات پرگنہ پڑادہ ریاست علاقہ ٹونک محلہ سلطانپورہ مسئلہ ابراہیم صاحب ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ۱۴ سال سے علیحدہ رہتا ہو عورت
حاملہ تین ماہ کی ہو اسی حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی نے چودہ سال تک اپنی ماں کے پاس پرورش پائی باپ نے
کسی قسم کی امداد نہیں دی نہ کبھی لڑکی کو بلوا کر دیکھا ایسی صورت میں جو ان لڑکی ۱۴ سال کی بالغ ہو گئی ہے لڑکی نے
اپنی خوشی اور اس کی والدہ نے اپنی اجازت سے لڑکی کا نکاح کر دیا باپ موجود نہ تھا نکاح بھی ہم قوم سے ہوا یعنی
غیر قبیلہ میں نہیں ہوا، یہ نکاح جائز رہا یا نہیں؟ بیتنوا توجردوا۔

الجواب

شرعاً وہ لڑکی اسی کی ہے اگرچہ کہتے ہی برسوں سے عورت سے علیحدہ ہو فقط چودہ برس کی عمر ہونا بلوغ کے لئے کافی نہیں اگر حیض نہ آیا ہونا بالغہ ہے، نکاح کے لئے اس کی اجازت کوئی چیز نہیں اور ماں کا کیا ہونا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا رد کر دے گا باطل ہو جائے گا، اور اگر لڑکی واقعی بالغہ ہوگئی تھی حیض آچکا تھا تو وہ کفو میں اپنے نکاح کی مختار ہے غیر کفو میں بغیر اجازت باپ کے کہ اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر صراحتہ اجازت دی ہو لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے باطل ہے، غیر کفو ہونے کے لئے یہی ضروری نہیں کہ کم قوم ہو بلکہ مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم کہ اُس کے ساتھ نکاح ہونا لڑکی کے لئے باعث بدنامی ہو یہ بھی غیر کفو ہونا ہے اگرچہ خاص اُسی خاندان کا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۵ از سنیۃ ذاک خانہ دراپختہ تحصیل ڈیرہ غازی خان مسئلہ اللہ بخش صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک عورت زینب پر عاشق ہوا باوجود اہل و عیال کے اُس کے عشق میں مغلوب ہو کر اپنی دختر صغیرہ چار سالہ کا نکاح حتی مہر زینب پر برادر زینب عمرو زوجہ دار سے کر دیا بعد اُس کے زید نے زینب سے عقد کر کے سر میل کیا اور اُسی وقت بیمار ہوا، بعد ہفتہ کے فوت ہو گیا، اب وہ لڑکی بالغہ ہو کر کہتی ہے کہ میرے باپ نے مرض عشق میں جو میرا نکاح اہل و عیال پر کر دیا ہے مجھے منظور نہیں، آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

صغیرہ کا نکاح کہ اُس کے باپ نے کیا لازم ہے، صغیرہ کو بعد بلوغ اُس کے فسخ کا کوئی حق نہیں اور عذرات کہ سوال میں لکھے مہمل و بے معنی ہیں شرع میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ در مختار میں ہے:
لزم النکاح ولو لبغین فاحش او من غیر کفو نکاح دینے والا باپ یا دادا ہو اگرچہ یہ نکاح غیر کفو یا ان کا ان المزوج اب او جد الم یعرف منها سوء انتہائی کم مہر کیا ہو تو بھی لازم ہو جائے گا بشرطیکہ باپ الاختیار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
دادا سوہ اختیار سے معروف نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۶ از شہرین پوری دیرہ محلہ مکان مولوی حکیم محمد عباس مسئلہ شراحہ صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ زید نے چند لڑکے چھوڑ کر انتقال کیا، زید نے اپنا عقد ثانی

ہندہ سے کیا، ہندہ سے بھی چند لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، پھر زید نے بھی انتقال کیا، ہندہ اپنی اولاد کو لے کر اپنے میکے چلی گئی، اس کے سوتیلے لڑکے اُس کو اپنے حسبِ مقدرت مایا نہ خرچ خورد و نوش پہنچاتے رہے، پھر ہندہ بھی مر گئی، اور اس کا بھائی ان بھانجی بھانجوں پر قابض ہو گیا اور اپنی بھانجی کا عقد خالہ سے بلا صلاح و مشورہ اُس کے علاقائی بھائیوں کے پوشیدہ طور پر کر دیا، جب یہ خبر عالم آشکار ہوئی تو بالا بالا اس کے علاقائی بھائیوں کو بھی خبر پہنچی، تو کسی ترکیب سے اپنی سوتیلی بہن کو خالہ کے مکان سے بلوایا اور اب یہ چاہتے ہیں کہ اپنی سوتیلی بہن کا کسی معزز سے نکاح کر دیں اور وہ لڑکی بھی اپنے شوہر خالہ سے نہایت بدظن ہے، بوقتِ عقد اس کی عمر آٹھ سال کی تھی اب گیارہ سال سے زائد نہیں، ان صورت میں کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

باب

صورتِ مستفسرہ میں جبکہ دختر ہندہ نابالغہ کا کوئی حقیقی بھائی بالغ نہ ہو تو اس کے علاقائی بھائیوں میں جو بالغ ہوں اس کے دلی نکاح ہیں، وہ نکاح کر اس کے ماموں نے ان بھائیوں کو چھپا کر یا فسخ ہو گیا، ان بھائیوں کو اختیار ہے کہ حسبِ اجازتِ شرع کسی غوثِ شرعی سے بغیر مہر مثل میں کمی فاحش کئے ہوئے اُس کا نکاح کر دیں اگر وہ اب بھی نابالغہ ہے اور اگر اب بالغ ہو گئی یعنی عارضہ ماہواری آنے لگا تو کسی کفو شرعی سے نکاح کر لینے کا اُسے خود اختیار ہے بہر حال طلاق کی کچھ حاجت نہیں کہ بھائیوں کے دو کئے سے ماموں کا کیا ہوا نکاح مرے سے فسخ ہو گیا اور خالہ کو اُس دختر سے کچھ تعلق نہ رہا پھر طلاق سے کیا علاقہ! درمختار میں ہے:

لو نردج الابد حال قیام الاقرب توقف - اگر ولی ابعد نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نکاح کیا
 علی اجازتہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔
 تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ب)

مسئلہ ۴۲۷۔ مرسلہ سیدہ اعلیٰ صاحبِ مختار عام سا ہوان ٹھا کر دروازہ محلہ پیر زادگان ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی لڑکی اپنے ناناکے زیر پرورش ابتدائے سے ہے باپ نے روزِ اول سے اس سے تعلق قطع کر رکھا ہے اور مطلق کسی بات کی خبر نہیں لیتا ہے مرضِ دُکھ دردِ رنجِ راحت وغیرہ کو نہیں پوچھتا، ایسی حالت میں ان لڑکیوں کا ناناکا عقد کر دے تو جائز ہو گا یا نہیں؟ حال یہ ہے کہ وہ لڑکی جس کا عقد کرنا چاہتا ہے تیرہویں سال میں ہے اگر کوئی صورتِ جواز ہو تو بیان فرمائیے کیونکہ جب باپ کسی حالت کا شریک نہیں تو لڑکی کے عقد کی کیا سبیل کی جائے اور یہ بیان فرمائیے کہ لڑکی کس سن پر بالغ ہوئی اور بروئے فقہ اس کی کیا کیا شرائط اور نشانیاں ہیں؟ بینو اتوجروا

الجواب

باپ کے ہوتے ہوئے نانا کو ولایت نہیں ہو سکتی، باپ کا بے علاقہ رہنا اس کی ابوت کو زائل نہیں کرتا، ولعید کمر فی السؤل صورۃ العضل و فیہا سوال میں لا تعلقی کی صورت بیان نہیں کی جبکہ اس میں ولایت قاضی کو ہے نانا کو نہیں ہے جیسا کہ مولانا الشرنبلالی فی کشف المعضل۔

شرنبلالی نے اپنی کتاب "کشف المعضل" میں اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت)

لڑکی کم سے کم نو برس کامل اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے، اس بیچ میں آٹا ربلوغ پیدا ہوں تو بالغہ ہے ورنہ نہیں، آٹا ربلوغ تین ہیں، حیض آنا یا احتلام ہونا یا حمل رہ جانا۔ باقی بغل میں یا زیر ناف بال جمن یا پستان کا ابھار معتبر نہیں۔ تنویر میں ہے،

بلوغ الجارسیۃ بالاحتلام والحیض والجب فان لم یوجد فحتى یتم خمس عشرة سنة وادفی مدته لها تسع سنین (ملخصاً)۔

لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض یا حمل سے ثابت ہوتا ہے اگر ان میں کوئی علامت نہ ہو تو جب عمر پورے پندرہ سال کو پہنچ جائے اور اس کے بلوغ کی کم از کم مدت نو سال

www.dawateislami.net

روا المختار میں ہے :

لا اعتبار بالنبات العانة ونهود الشدی فذکر الجموی انه لا یحکم به فی ظاہر الروایۃ وکذا ثقل الصوت کما فی شرح النظم الہاملی ابوالسعود وکذا شعر الساق والابط وشارب (ملخصاً) وهو تعالیٰ اعلم۔

لڑکی کے بلوغ کیلئے زیر ناف بال اگنے اور پستان کے ابھار کا اعتبار نہیں ہے تو جموی نے ذکر کیا کہ اس پر حکم نہیں کیا جاسکتا ظاہر روایت کے مطابق، اور یوں ہی آواز بھاری ہونا بھی معتبر نہیں، جیسا کہ ابوالسعود ہاملی کے منظوم کی شرح میں ہے، اور یونہی پنڈلی، بغل، مونچھوں کے بالوں کا بھی اعتبار نہیں (ملخصاً) وہو تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲۸ از مبارکپور ڈاکخانہ خاص محلہ رانی پورہ ضلع اعظم گڑھ مرسلہ نثار احمد صاحب درزی زید بیمار ہوا اپنی حالت بیماری میں اپنی لڑکی کو اُس کے ماموں کے سپرد کیا، لڑکی کا سن پندرہ برس کا تھا

پھر لڑکی کا والد قضا کر گیا اور داد ابھی موجود ہے اور لڑکی اب تک اپنے ماموں کے یہاں پرورش پاتی ہے، بعد کچھ روز کے لڑکی کے دادا نے کہیں نکاح کر دیا یعنی کفو میں، اس نکاح کو نہ تو اس کا ماموں جانتا ہے نہ لڑکی جانتی ہے، بعد کچھ روز کے لڑکی نے سنا تو کہا ہم کو نکاح منظور نہیں، اور لڑکی کا ایک چچا بھی موجود ہے وہ بھی نکاح میں شریک نہیں وہ بھی نہیں جانتا اور نہ اس کی رائے سے نکاح ہوا، صرف دادا نے اپنی خودی سے نکاح کیا تھا اس نکاح کو کوئی نہیں جانتا، نہ ماموں نہ لڑکی کا چچا، آیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو خبر دو

الجواب

غیب کا علم اللہ عزوجل پھر اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، اگر فی الواقع جس وقت دادا نے اس کا نکاح کیا اس کی عمر کامل پندرہ برس کی یا اس سے زائد تھی یا آثارِ بلوغ مثل حیض وغیرہ ظاہر تھے تو دادا نے جو نکاح کیا عورت کی اجازت پر موقوف رہا، اگر عورت نے خبر سن کر نہ منظور کیا رد ہو گیا اور اگر وقت نکاح عورت کی عمر پوری پندرہ سال کی نہ تھی نہ آثارِ بلوغ ظاہر تھے اور دادا نے نکاح کر دیا تو وہ لازم ہو گیا اب رد نہیں ہو سکتا، عورت اگر دوسرا نکاح بجماعت شوہر کرے گی زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ الْكَفَاءَةِ فِي النِّكَاحِ

(نکاح کے سلسلہ میں کفو کا بیان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ ۴۲۹ از مراد آباد محلہ قانونگویاں مسئلہ محمد نبی خاں صاحب رئیس اوائل جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بالغہ شریف زادی جس کے باپ نے انتقال کیا اور بھائی
کوئی نہیں صرف عمر و اس کا حقیقی چچا ولی شرعی ہے، مادر ہندہ نے غیبت عمر و میں باذن ہندہ بے اطلاع عمر و
اُس کا نکاح زید کم قوم غیر کفول یعنی قصاب مالدار سے کر دیا، جب عمر و آیا اور مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو
ہو ہی گیا مصلحت منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصتی کر دی کہ برضا کے ہندہ وطی بھی واقع ہوئی، اب ہندہ اپنے باپ کے
یہاں چلی آئی اور تا ادا کے مہر معجل زید کے یہاں جانا یا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، اس صورت
میں شرعاً کیا حکم ہے اور ہندہ کو ناشزہ کہا جائے گا یا نہیں؟ اور اسے زید کے یہاں نہ جانے اور اپنے نفس کے
بچانے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں نہ ہندہ ناشزہ اور نہ زید کو اس پر دسترس، نہ زہار اسے قدرت دیں گے کہ ہندہ کو
اپنے یہاں بلائے، نہ ہرگز ہندہ کو اجازت دیں گے کہ بطور زوجیت اس کے یہاں جائے بلکہ شرعاً دونوں پر
واجب کہ اس نکاح فاسد و واجب الفسخ سے دست برداری کریں اور زید نہ مانے تو ہندہ پر لازم کہ بطور خود

فسخ کر دے صرف اسی کے فسخ کئے سے فسخ ہو جائے گا، اور یہ بھی ذکر ہے تو حاکم پر واجب کہ ان میں تفریق کر دے اور ہندہ کے لئے ہر مثل اتنا کہ ہر مسمیٰ پر زیادہ نہ ہو زید پر لازم آئے گا۔ و نیز اس کی یہ ہے کہ یہ نکاح غیر ولی یعنی ماں نے چچا کے ہوتے اسے ولایت نہیں ہے رضائے ولی باذن ہندہ کیا تو درحقیقت یہ زن بالغہ کا بطور خود نکاح کرنا ہوا کہ سبب اذن ولایت متحقق ہوئی اور فعل وکیل بعینہ فعل موکل ہے،

فی الخیرۃ سئل فی بکری بالغۃ نہ وجہا اخوہا فتاویٰ خیر میں ہے، سوال ہوا کہ ایک بالغہ بکرہ کا نکاح لا مہما من غیر کفو باذنہا اُجاب تزویجہ لہا اس کی اجازت سے اس کی والدہ کی طرف سے بھائی نے غیر کفو میں کیا؟ جواب میں فرمایا کہ مذکورہ لڑکی کی اجازت سے نکاح ایسے ہی صحیح ہے بذات خود نکاح کیا تو یہ مسئلہ (کلی کا) خود کو غیر کفو میں اپنے اولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کرنا کا ہوا (مخصوصا)

اور روایت مفتی بہا مختار للفتویٰ یہ ہے کہ بالغہ ذات الاولیاء جو اپنا نکاح غیر کفو سے کرے وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ ولی شرعی پیش از نکاح صراحتاً اپنی رضا مندی ظاہر کرے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ شخص کفو نہیں ورنہ اگر عدم کفارت پر مطلع نہ تھا یا تھا مگر پیش از نکاح اس نے تصریحاً اظہار پسند و رضا نہ کیا تو ہرگز نکاح صحیح نہیں اگرچہ ولی مذکور نکاح کے وقت ساکت بھی رہا ہو اگرچہ باوجود اطلاع اصلاً انکار نہ کیا ہو اگرچہ بعد وقوع نکاح صاف صاف تصریح رضا مندی بھی کر دی ہو اگرچہ اس کی رخصت وغیرہ خود ہی کی ہو، یہ سب باتیں بیکار ہیں اور اس نکاح کی کہ شرعاً صحیح نہ ہوا اصلاح نہیں کر سکتیں،

فان الرضی الا حق انما ینفع فی الموقوف دون الفاسد۔ بعد کی رضا موقوف نکاح کے لئے تو مفید ہے مگر فاسد نکاح کے لئے مفید نہیں (ت)

در مختار میں ہے :

یقینی فی غیر الکفو بعد مجوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقۃ ثلث نکحت غیر کفو بلا مرضی ولی بعد معرفتہ ایاء فلیحفظ۔ غیر کفو میں نکاح اصلاً مجاز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائیگا۔ فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے تو مطلقہ ثلاثہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے گی تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہو سکے گی بشرطیکہ اس کے

اولیاء اس غیر کفو پر مطلع ہونے پر رضا مند نہ ہوں، اس کو محفوظ کر لو۔ (ت)

۲۵/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الاولیاء و اکفار	لے فتاویٰ خیرۃ
۱۹۱/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	لے در مختار

اسی طرح فتح القدیر و فتاویٰ خانہ و مجمع الانہر شرح ملطقی الابکر وغیرہ میں ہے :

وفي رد المحتار هذه رواية الحسن عن
ابن حنيفة وهذا اذا كان لها ولي لم يرخص به
قبل العقد فلا يفيد الرضى بعده
اور رد المحتار میں ہے یہ امام ابو حنیفہ سے امام حسن
کی روایت ہے ، یہ جب ہے کہ اس کے ولی ہوں اور
وہ نکاح سے قبل راضی نہ ہو چکے ہوں تو بعد کی رضامندی
مفید نہیں ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے :

السكوت منه لا يكون رضی كما ذكرنا
اس موقع پر ولی کی خاموشی ، رضانہ قرار پائے گی جیسا
کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے :

يجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطء في
القبل لا بغيرة كالخلوة لحرمة وطئها ولم
يزد على المستحق ويشيت لكل واحد منهما
فسخه ولو بغير محض من صاحبه دخل بها
او لا في الاصح خروجها عن المعصية فلا ينافي
وجوبه بل يجب على القاضي التفریق بينهما
اه ملخصا - والله سبحانه وتعالى اعلم
نکاح فاسد میں وطی فی قبل ہو جائے پر مهر مثل لازم ہو جائے گا اور
کسی عمل مثلاً خلوت وغیرہ سے لازم نہ ہوگا کیونکہ یہاں
وطی حرام ہے ، اور یہ مهر مثل متفرق شدہ سے زائد نہ ہوگا اور
معدود بکری وہ نول کو ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر
بھی نکاح کو فسخ کر نیکاحی حاصل ہوگا خواہ وطی ہوئی ہو یا
نہ ہوئی ہو تاکہ گناہ سے بری ہو سکیں اسی لئے مہر کا وجوب
فسخ کے منافی نہیں ہوگا ، بلکہ بہر صورت قاضی پر واجب

ہے کہ وہ اس نکاح سے دونوں کی تفریق کرے اھ ملخصاً - والله سبحانه وتعالى اعلم (ت)

مسئلہ از سہ سوال ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے غیر شہر سے سہسوان میں آکر اپنے آپ کو سستی اور قوم کا
سید ظاہر کیا ، پھر وہ نے کہ شیخ انصاری ہے اپنی لڑکی لیلیٰ جس کی عمر وقت نکاح بارہ تیرہ برس کی تھی بیان زید سے دھوکا
کھا کر اسے بیاہ دی ، وہ لڑکی اور اس کا باپ سب اہلسنت و جماعت ہیں ، ہنوز رخصت بھی نہ ہوئی تھی نہ لیلیٰ

۲۹۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۵ رد المحتار
			۱۶ ایضاً
۲۰۱/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب المہر	۱۷ در مختار

نے زید کی صورت دیکھی تھی کہ زید چلا گیا اور جب سے اصلاً خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اسے کوئی دو برس کا زمانہ ہوا اب جو اس کا حال دریافت ہوا تو وہ رافضی نکلا اور شراب خوری و قمار بازی اس کے علاوہ ہے، جب سے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو لیلیٰ اور اس کا باپ عمرو اور اس کی ماں سب ناراض ہیں اور لیلیٰ جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی ہے اپنا نکاح اور شخص سے کیا چاہتی ہے جو مذہب کا سنی اور اعمال کا نیک ہو، اس صورت میں شرع شریف لیلیٰ کے حق میں کیا حکم دیتی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اللهم العفو والعافية (اے اللہ تجھ سے معافی اور عافیت کی درخواست ہے۔ ت) روافض میں جو ضروریات دین سے کسی امر کا منکر ہو مثلاً قرآن عظیم کو بیاض عثمانی کچے اس کے ایک لفظ ایک حرف ایک نقط کی نسبت گمان کرے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام یا ہم اہلسنت خواہ شخص نے گھٹا دیا بڑھا دیا بدل دیا یا حضرت جناب امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کل یا بعض سے افضل بتائے قطعاً کافر ہے اور اس کا حکم مثل مرتدین کے ہے والعیاذ باللہ بجنۃ تعالیٰ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

یحییٰ الکفار الہ روافض فی قولہم بوجع الاموات
الی الدنیا (الی ان قال) وهؤلاء القوم خارجون
عن ملۃ الاسلام واحکامہم احکام المرتدین
کذا فی الظہیریۃ۔
آج کل عامہ روافض اسی قسم کے ہیں ان کے عالم جاہل چھوٹے بڑے تحریراً تقریراً علی الاعلان ان کفریات کا اعتراف کرتے اور ان کے معتقد کو مومن کامل جانتے اور اپنا پیشوا و مجتہد مانتے ہیں تو اگر ان میں بعض بالفرض خود معتقد نہ تھے تو یوں کافر ہوئے۔ شفاء شریف میں ہے:

نکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین او وقف
فیہم او شک او صحیح مذہبہم وان اظہر مع ذالک الاسلام
واعتقاد الخ و اقر علیہ العلامة الخفاجی فی
جس نے ملت اسلامیہ کے علاوہ کسی دین کو اپنا یا یا ان میں
شک تو قف کیا یا ان کے مذہب کو صحیح کہا تو ایسے لوگوں کی
ہم تکفیر کریں گے اگرچہ یہ لوگ سلام اور

اس کے اعتقاد کا اظہار کریں الخ اور علامہ خفاجی نے اسے
نسیم الریاض میں مضبوط قرار دیا۔ (ت)

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ روافض زمانہ میں کسی ایسے کاملنا جسے ایک ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں کبریتِ اہل کے
ملنے سے کچھ زیادہ ہی دشوار ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ فی مسئلہ اپنے فتاویٰ میں مشرعا بیان کیا اور بار بار ان
لوگوں سے بطلانِ مناکحت پر فتویٰ دیا، اکابر مشاہیر علمائے عصر اس افتاء میں فقیر سے موافق ہیں ہاں جو اس درجہ
کا نہ ہو اور ضروریاتِ اسلام سے کسی شے کا انکار نہ کرتا ہو نہ اُس کے منکروں کو مسلمان جانتا ہو اگرچہ اپنی
خجاست سے تیرے ملعونہ شنیعہ مغضوبہ تک پہنچے صحیح مذہب معتد مشرب پر بدعتی فاجر ہے نہ مرتد کا فرقہ کا حقیقہ
ابی وسیدی مقدم المحققین قدس سواہ المکین فی فتاواہ (جیسا کہ میرے والد ماجد مقدم المحققین قدس سرہ
نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ت) پس اگر زید مذکور جس کے ساتھ لیلیٰ کا نکاح ہوا درجہ اول کا رافضی
تھا جب تو وہ نکاح یقیناً جرمِ باطل محض ہے جیسے کسی ہندو نصرانی یہودی مجوسی کے ساتھ بلکہ ان سے بھی بدتر مرتد
انجست اقسام کفار ہے والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ، اس صورت میں لیلیٰ کو ایک آن کا انتظار بھی ضرور نہیں
بے دخلتہ جس سے چاہے نکاح کر لے، اور اگر اُس کا رافضی درجہ دوم سے متجاوز نہ تھا تو صورتِ مسئلہ میں کہ
نکاح باپ نے کیا اور تقریرِ رسالہ سے واضح کہ جب تک فریبِ زید نہ کھلا تھا لیلیٰ والدین لیلیٰ سب راضی تھے
پس عام ازیں کر لیلیٰ وقت نکاح بالغ تھی یا نہیں ہر طرح نکاح منعقد ہو گیا مگر از انجا کہ رافضی مردوزن سنیہ
بنتِ سنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور زید نے اپنے آپ کو سنی بتا کر فریب و مغالطہ دیا لہذا شرعاً مطلقاً اس نکاح کے
فسخ کرانے کا اختیار دے گی، اگر لیلیٰ ہنگامِ نکاح صغیرہ تھی تو بعد بلوغ اُسے اعتراض و انکار کا اختیار ہوا یا
ہوگا اور بالغ تھی تو جس وقت فریبِ زید کھلا اُسے اور اُس کے اولیاء سب کو اختیار دعویٰ فسخ ملا۔ رد المحتار
میں ہے:

فوازل میں ہے اگر اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح ایسے شخص
سے کر دیا جو شراب نوشی کا انکار کرتا تھا حالانکہ وہ
شراب کا عادی تھا، تو لڑکی نے بالغ ہونے پر کہا میں
اس نکاح سے راضی نہیں اگر والد کو شراب نوشی کا
علم نہ تھا اور والد کا غالب خاندان صالحین لوگ ہیں
تو یہ نکاح باطل قرار پائے گا، کیونکہ والد نے کفو
سمجھتے ہوئے نکاح دیا تھا اھ، پھر اس باطل کا

فی النوازل لو نہ وج بنتہ الصغیرۃ ممن ینکرانہ
یشرب المسکرا فاذا هو صمد من لہ وقالت لایرضی
بالتکاح ای بعد ما کبرت ان لیرکن یعرف
الاب بشریہ وکان غلبۃ اہل بیتہ صالحین
فالنکاح باطل لانہ انما نوجہ
علی ظن انہ کفو اھ ثم معناه
انہ سیبطل کما فی الذخیرۃ

لان المسئلة مفروضة فيما اذا لم ترض
البنات بعد ما كبرت كما صرح به في الخانية
والذخيرة وغيرهما ولا فرق في عدم الكفاءة
بين كونه بسبب الفسق او غيره اه ملقطا.
اور عدم کفائت میں فرق نہیں خواہ فسق کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو، اہ ملقطا۔ (ت)

لو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم
الكفاءة ثم علموا الاختيار لاحد الا اذا شرطوا
الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجها
على ذلك ثم ظهر انه غير كفؤ لهم الخيار
ولو الجية فليحفظ.
جب اولیاء نے لڑکی کا نکاح اس کی رضا مندی سے
غیر کفو میں لا علی کی بنا پر کر دیا اور بعد میں کفو نہ ہونا
معلوم ہوا تو اب کسی کو فسخ کا اختیار نہیں، مگر جب
نکاح کے وقت اولیاء نے کفو ہونے کی شرط پر نکاح
دیا ہو یا خاوند نے نکاح کے وقت اپنے کفو ہونے
کا اظہار کیا ہو تو اس کے اظہار پر انہوں نے نکاح دیا ہو پھر بعد میں معلوم ہوا ہو کہ یہ غیر کفو ہے تو اب ان کو
فسخ کا اختیار ہے، ولو الجیۃ، پس اسے یاد کر لو۔ (ت)

شامی میں ہے،
فی البحر عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها
نسبا غير نسبها فان ظهر دونه وهو ليس
بكفؤ فحق الفسخ ثابت للكل
بکفو جو کہ کفو نہیں ہے، معلوم ہوا تو اب سب کو فسخ کا حق ہے۔ (ت)

مگر اس اختیار کے یہ معنی نہیں کہ عورت یا اولیاء خود ہی فسخ کر لیں کہ یہ تو ہرگز جائز نہیں اور اسی پر
قناعت کر کے نکاح ثانی کر لیں گے تو زہار نہ ہوگا بلکہ اُس کے یہ معنی کہ قاضی شرع کے یہاں رجوع لائیں
جب اُس کے نزدیک آفتاب روشن کی طرح ثابت ہو جائے کہ واقعی زید رافضی تھا اور اس نے ان لوگوں کو

۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۵ رد المحتار
۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	۱۶ رد مختار
۳۱۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۴	۱۷ رد المحتار

دھوکا بھی دیا یہ اُس وقت تک اُس کے احوال سے آگاہ نہ تھے، نہ اب زید کا پتا ہے (کہ اُسے بلا کر اُس کے حضور مقدمہ سُنا جائے) یا پتا معلوم ہے تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں قاضی نہیں (کہ مقدمہ ترتیب دے کر گواہ سُن کر لمبعاظ شرائط کتاب القاضی الی القاضی وہاں بھیج دیں کہ وہ قاضی اُسے دارالقضا میں حاضر کر کے بموجب فریقین حکم فسخ سُنادے) اور زید کو یہاں بلاتے ہیں تو آتا نہیں اور اُس پر جبر کا کوئی طریقہ نہیں۔ غرض ہر طرح قاضی مذکور ضرورت و مجبوری ملاحظہ کر لے اُس وقت زید کے عزیزوں یا دوستوں سے کسی کو اور وہ نہ ملیں تو اور کسی بے لگاؤ متدین آدمی کو زید کا نائب وکیل قرار دے کر اُس کے حضور مقدمہ سُنے اور بعد ثبوت کامل نکاح فسخ کر دے اور از انجا کہ حسب تصریح سوال بہنوز زید و لیلیٰ میں خلوت نہ ہوئی تھی اصلاً انتظار و عدت کی حاجت نہیں حکم قاضی ہوتے ہی فوراً جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

لا یكون الفسخ لعدم الکفاءة الا عند القاضی
لا نه مجتهد فیہ الخ۔
در مختار میں ہے:

شرط للکل القضاء الا ثمانية الخ۔
ہر فسخ کے لئے قضا شرط ہے ماسوائے آٹھ صورتوں کے الخ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

فیه ایفاء الی ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق
بینہما مالہم یحضر للزوم القضاء علی
الغائب نہو۔
اسی میں اشارہ ہے کہ اگر خاوند حاضر نہ ہو تو اس کی حاضری تک تقریق نہ کی جائے گی تاکہ قضا علی الغائب لازم نہ آئے، نہر۔ (ت)

اور اسی میں ہے:

قال فی جامع الفصولین الظاہر
عندی ان یتأمل فی الوقائع ویحتاط
ویلاحظ الحرج والضرورات فیفتی
جامع الفصولین میں کہا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ واقعہ پر غور کیا جائے اور احتیاط کی جائے اور حرج اور ضروریات کا اندازہ کیا جائے تاکہ اس

۱۶۲/۱	نو کشور کھنؤ	فصل فی الکفار	۱۱	۱۶۲/۱
۱۹۳/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	۱۱	۱۹۳/۱
۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۱	۱۱	۳۰۴/۲

بحسبہا جوازاً او فساداً مثلاً لو طلق امرأته عند
العدل فغاب عن البلد ولا يعرف مكانه او
يعرف ولكن يعجز عن احضارها او عن تسافر
اليه هي او وكيلها بالبعده او لما نفع اخر ففق
مثل هذا الوبرهن على الغائب وغلب على ظن
القاضي انه حق لا تزوير ولا حيلة فيه فينبغي
ان يحكم عليه وله وكذا للمفتي ان يفتي
بجوازها دفعاً للحرج والضرورات مع انه
مجتهد فيه فذهب اليه الاثمة الثلاثة وفيه
روايتان عن اصحابنا وينبغي ان ينصب
عن الغائب وكيل يعرف انه يراعي جانب
الغائب ولا يضرط في حقه اهـ واقره في
نور العين قلت ويؤيده ما في الفتاوى من
باب المفقود لا يجوز القضاء على الغائب
الا اذا رأى القاضي مصلحة في الحكم
له وعليه فحكم فانه ينفذ لانه مجتهد
فيه اهـ ملخصاً.

لحاظ سے صحت وفساد کا فتویٰ دیا جائے، مثلاً اگر کسی
نے عادل شخص کی موجودگی میں بیوی کو طلاق دی اور شہر
سے چلا گیا اس کی جگہ کا علم نہ ہو یا علم ہو لیکن وہاں سے
اس کو یہاں حاضر کرنا یا وہاں خود پہنچنا دشوار ہو اور
خود بیوی یا اس کے وکیل کا دوری کی وجہ سے سفر کرنا
مشکل ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو ایسی صورت میں اس
غائب خاوند کے خلاف شہادت گزرے اور قاضی
کو اس کے حق ہونے کا ظن غالب ہو جائے اور معلوم
ہو جائے کہ اس میں کوئی حیلہ اور فریب نہیں ہے
تو وہ خاوند کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلہ
دے دے، یونہی مفتی کو چاہئے کہ اس غائب کے
بارے میں فیصلے کا فتویٰ دے دے تاکہ حرج او
ضرورت ختم ہو سکے جبکہ یہ مسئلہ بھی اجتہادی ہے اور
ائمہ ثلاثہ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اس
کے جواز کے قائل ہیں اور ہمارے ائمہ کے اس میں
دو قول ہیں، اور مناسب یہ ہے کہ غائب شخص کی
طرف سے کوئی وکیل مقرر کر دیا جائے جس کے متعلق

معلوم ہو کہ یہ غائب کی رعایت کرتے ہوئے کوتاہی نہیں کرے گا اہ اس کو نور العین میں ثابت رکھا ہے
میں کتا ہوں اور اس کی تائید فتح میں باب المفقود کے اس جزئیہ سے ہوتی ہے کہ قضا علی الغائب ناجائز
ہے مگر جب قاضی غائب کے حق یا خلاف فیصلہ دینے میں کوئی مصلحت سمجھے تو فیصلہ دے دے تو نافذ
ہو جائے گا کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے اہ ملخصاً۔ (ت)

تتویر میں ہے،

العدة سبب وجوبها النكاح المتأكد عدت کے وجوب کا سبب وہ نكاح ہے جس میں نفی

بالتسليم وما جرى مجراؤه۔
 ہو چکی ہو یا اس کے قائم مقام کوئی معاملہ ہو۔ (ت)
 اور اگر نیکی کے شہر میں کوئی قاضی نہ ہو تو اس کی تدبیر ہم مسئلہ مفتوحہ میں لکھ چکے ہیں واللہ اعلم بالصواب
 والیہ سبحانہ و تعالیٰ المرجع والمآب (اللہ تعالیٰ ہی درستی کو جانتا ہے اور اس پاک ذات کی طرف ہی پتاہ
 اور لوٹنا ہے۔ ت)

مسئلہ ۳۱۰ اربع الاول شریف ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زن بازاری کے لڑکا پیدا ہوا جب وہ لڑکا سب بلوغ کو
 پہنچا تب اُس نے دین اسلام قبول کیا اب جو شخص کہ پہلے سے اہل اسلام تھا اُسے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح
 اس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے، قال اللہ عز وجل: لا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا الآية (مشرکوں سے نکاح نہ کرو
 جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں۔ ت) مگر یہ نکاح غیر کفو کے ساتھ ہے دو وجہ سے:
 اولاً عورت قدیمی مسلمان ہے اور یہ شخص نو مسلم، اور نو مسلم مسلمان قدیم کا کفو نہیں،
 فی الدماء المختار مسلم بنفسه نظیر کفو لکن اور مختار میں ہے خود مسلمان ہونے والا ایسی لڑکی
 ابوہا مسلمہ کا کفو نہیں ہے جس کا باپ مسلمان ہوا ہو۔ (ت)
 ثانیاً اُس کی ماں زنا بازاری سے تھی اور ان بلاد کا عرف عام ہے کہ ایسے شخص سے نکاح کر دینا
 اولیائے زمان کے لئے قطعاً موجب عار ہوتا ہے اور یہی بنائے عدم کفارت ہے۔
 فی فتح القدیر والموجب هو استنفاص اهل فتح القدیر میں ہے: اس کا سبب اہل عرف کا ناقص
 العرف فیدور معدیہ سمجھنا ہے لہذا حکم کا مدار یہی بنے گا (ت)
 لہذا اس میں ان سب شرائط کا لحاظ واجب ہو گا جو غیر کفو سے نکاح کرنے میں ہیں مثلاً جبکہ دختر
 نابالغہ ہے اور باپ برضائے خود اس شخص کے نکاح میں دینا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ اس سے پہلے اپنی

۲۵۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب العدة	لہ در مختار شرح تنویر الابصار
۱۹۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الکفار	لہ الفتاویٰ ان اکرم
۱۹۳/۳	نوریہ رضویہ سکھر		لہ در مختار
			لہ فتح القدیر

کسی بیٹی کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو ورنہ ناجائز ہوگا۔

فی الدر المختار لنزہ النکاح بغیر کفو
ان کان الولی ابا او جدہ لعلہ یعرف منہما سوء
الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً
امہ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

در مختار میں ہے کہ یہ نکاح غیر کفو میں تب صحیح ہوگا جب
نکاح کا ولی باپ یا دادا ہو بشرطیکہ وہ سوء اختیار میں
مشہور نہ ہوں، اور اگر ہوں تو پھر صحیح نہیں ہوگا،
اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے امہ ملخصاً۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۲ از شہر کنندہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح عمرو کے ساتھ کیا
عمرو کی نسبت اُس وقت شبہہ ہوا تھا کہ شاید رافضی ہو اس پر اُس سے پوچھا گیا اُس نے صاف انکار کیا اور
اپنے آپ کو سنی بتایا اور بہت صفائی کے ساتھ اپنے سنی ہونے کا اطمینان دلایا یہاں تک کہ ہندہ کے معمولی
اذن و رضا سے نکاح ہو گیا ہندہ رخصت ہو کر عمرو کے یہاں گئی کچھ عرصہ کے بعد جب ماہ محرم آیا اور زید نے ہندہ
کو اپنے یہاں بلوایا اُس وقت عمرو کا رافضی ہونا ظاہر ہوا اُس نے ہندہ کا زیور وغیر سب اتار کر ایک نیلا
پھیترارافضیوں کا سا اڑھا کہ ہندہ کو بھیج دیا اور تحقیق ہوا کہ عمرو رافضی ہے، جب سے زید نے ہندہ کو اُس کے
یہاں جانے نہ دیا، اب علماء اہل سنت سے فتویٰ طلب ہے کہ اس صورت میں عمرو رافضی اور ہندہ سنیہ کا نکاح
صحیح ہے یا نہیں؟ بنیوا تو جروا۔

الجواب

قطع نظر اس سے کہ آج کل عام رافضی ضروریات دین کے منکر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں جن
سے کسی کا نکاح اصلاً کسی طرح نہیں ہو سکتا بفرض باطل اگر یہ شخص اُس حد کا نہ بھی ہو نہ اُن منکران ضروریات دین
اور اُن کے مجتہدین کو مسلمان جانتا ہو تاہم اس قدر میں شک نہیں کہ رافضی سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ در مختار
میں ہے:

وتعتبر یعنی الکفاۃ فی العرب والعجم دیانۃ
ای تقویٰ فلیس فاسق کفو الصالحۃ۔ الخ۔
عرب عجم میں کفایت و ینداری کی یعنی پرہیزگاری کی معتبر ہے لہذا
فاسق شخص صالحہ لڑکی کا کفو نہ ہوگا الخ (ت)

علامہ ابراہیم علی غنیہ میں فرماتے ہیں :

المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد
من الفسق من حيث العمل لان الفاسق
من حيث العمل يعترف بانه
فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع
والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف
ما يعتقد اهل السنة والجماعة

بدعتی شخص اعتقادی لحاظ سے فاسق ہے اور یہ عمل
فسق سے زیادہ بُرا ہے ، کیونکہ علی فاسق اپنے گناہ کا
اعتراف کرتا ہے اس لئے وہ ڈرتا ہے اور استغفار
کرتا ہے بخلاف بدعتی کے ، اور بدعتی سے مراد وہ شخص
ہے جو اہلسنت وجماعت کے اعتقاد کے خلاف
اعتقاد بنائے۔ (ت)

لطحاوی حاشیہ درمختار میں زیر قول شرح توجتہ علی انہ حراد سنی او قادر علی المهر والنفقة
فبان بخلافہ (جب نکاح دینے والا کہے میں نے آزاد، سنی اور مهر و نفقہ دینے پر قادر سمجھ کر نکاح کیا ہے
تو بعد کو اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ ت) فرمایا ،

لفقد الكفاءة بالرق في الاول وفي الديت في
الثاني وفي المال في الثالث

پہلی صورت (آزاد) میں غلامی کی وجہ سے ، دوسری
میں دین کی وجہ سے ، اور تیسری میں مال کی وجہ سے

اور جبکہ ہندہ عاقلہ بالغہ تھی اور نکاح اُس کے اذن سے واقع ہوا تو حقیقت وہ ہندہ کا خود اپنا نکاح کرنا تھا کہ
بالغہ پرست ولایت منقطع اور فعل وکیل فعل مؤکل ہے خصوصاً نکاح میں کہ یہاں تو وکیل سفیر و معبر محض ہوتا ہے
اور تقریر سوال سے ظاہر کہ زید ولی ہندہ کو اُس وقت تک عمر و کارا فاضی ہونا معلوم نہ تھا عمر و نے براہ فریب اسے
مغالطہ دیا اور وہ اسے سنی سمجھ کر نکاح پر راضی ہوا تو حاصل اس صورت کا یہ ٹھہرا کہ عورت نے اپنا نکاح
غیر کفو سے کیا اور ولی کو پیش از نکاح اُس کے غیر کفو و رافضی ہونے پر اطلاع نہ تھی ، ایسی صورت میں ظاہر الروایۃ
تو یہ ہے کہ عورت اور اُس کے ولی دونوں کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے۔ درمختار میں ہے :

تزوجته علی انہ سنی فبان بخلافہ کانت لھا
الخيار فلیحفظ انتھی ملخصاً۔

عورت نے سنی ہونے کی وجہ سے نکاح کیا اور اس کے
خلاف پایا تو اسے فسخ کا اختیار ہے اسے محفوظ کر لواتی تھی (ت)

۵۱۴ ص	سہیل اکبر سیدی لاہور	فصل فی الامامة	۱۰ غینۃ المستملی
۲۵۵/۱	مطبع مجبائی دہلی	کتاب الطلاق باب العینین وغیرہ	۱۰ درمختار
۲۱۳/۲	دار المعرفۃ بیروت	" " "	۳۰ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار
۲۵۵/۱	مطبع مجبائی دہلی	" " "	۳۰ درمختار کتاب الطلاق

اُسی میں ہے :

اذا شرطوا الكفائة او اخبرهم بها وقت العقد
فزوجوها على ذلك ثم ظهر انه غير كفؤ كان
لهم الخيار ولو الجية فليحفظ۔
اگر کفو ہونے کی شرط پر ولیوں نے نکاح دیا یا نکاح کے
وقت انھیں کفو کی خبر دی گئی تو اس بنا پر انھوں نے نکاح
کر دیا، پھر ظاہر ہوا کہ وہ ایسا نہیں یعنی غیر کفو ہے تو ایسا
کو فسخ کا اختیار ہے، ولو الجية، اسے محفوظ کر لو۔ (ت)

مگر روایت صحیحہ و معنی بہا پر نکاح اصلاً نہ ہوا۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے :

سئل في بكرة بالغة تزوجها اخوها من غير كفؤ
بأذنها اجاب تزويجه لها بأذنها كتزويجها
بنفسها وهي مسئلة من نكحت غير كفؤ
بلا رضا وليا ثها افتي كشير بعد ما انعقاد
اصلا وهي رواية الحسن عن ابى حنيفة فنفى
المعراج معنيا الى قاضي خاں وغيره والمختار
للفقوى في زماننا رواية الحسن ^{رحمہ اللہ} ^{مختصا}
روایت ہے، تو معراج میں اس کو قاضی خاں وغیرہ کی طرف منسوب کیے کہا کہ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے یہی
مختار ہے جو امام حسن نے روایت کی ہے اہل مختصا (ت)

در مختار میں ہے :

ويفتى في غير الكفو بعدم جوازها اصلا وهو
المختار للفقوى لفساد الزمان فلا تحل
مطلقة ثلاثا نكحت غير كفؤ بلا رضی ولی بعد
معرفة اياها فليحفظ۔
غیر کفو میں اصلاً جائز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا
فسادِ زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے
لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو
میں نکاح کر لیا تو شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی

جبکہ ولی کو شوہر ثانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو اور وہ اس نکاح ثانی پر راضی نہ ہو اور اس کو محفوظ کر لو۔ (ت)

۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	۱۔ در مختار
۲۵/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاکفیار	۲۔ فتاویٰ خیرہ
۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	۳۔ در مختار

روالمختار میں ہے :

قوله بلا رضى نفى منصب على المقيد الذى هو رضى الولي
والمقيد الذى هو بعد معرفته ايا لا يصدق بنفى الرضى بعد
المعرفة وبعد مهما وبوجود الرضى مع
عدم المعرفة، ففي هذه الصور الثلاثة
لا تحل، وانما تحل في الصورة الرابعة
وهي رضى الولي بغير الكفو مع علمه بانه
كذلك اح -

ما تن کا قول "بغير رضا" یہ مقید کی نفی ہے اور وہ ولی کی
رضا ہے اور اس کی قید حیکہ ولی کو شوہر ثانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو
تو اس کا مصداق یہ تمام صورتیں ہوں گی، غیر کفو ہونے
کے علم کے بعد رضا نہ ہو، یا علم غیر کفو اور رضا دونوں نہ ہوں
یا رضا ہو مگر غیر کفو کا علم نہ ہو، تو ان تینوں صورتوں میں
وہ حلال نہ ہوگی، صرف ایک چوتھی صورت میں حلال
ہوگی کہ غیر کفو ہونے کا علم ہونے کے باوجود رضا ہو،

اح ح - (ت)

پس صورت مستفسرہ میں حکم یہ ہے کہ عمرو و ہندہ کا نکاح اصلاً منعقد نہ ہوا، نہ وہ اس کا شوہر ہے
نہ یہ اس کی زوجہ، نہ اسے اس کے یہاں بھیجنا یا جانا روا، نہ اس کو اس پر کسی قسم کا اختیار یا دعویٰ۔ واللہ
سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دیورنیا مسئلہ عنایتہ حسن صاحب دارالافتاء شوال ۱۴۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ
میں کر دیا اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شخص جملہ منہیات میں مبتلا ہے جیسے شراب خوری اور بربادی اور
زنا کاری اور چوری کرتا ہے تمام اور عارضہ سوزاک اور آتشک وغیرہ کا موجود ہے، اور علاوہ اس کے غیر کفو
بھی ہے، اور تارک الصلوٰۃ ہے اور خوش دامن وغیرہ اس کی صالحین میں سے ہیں اور ان کو اس تقریب
سے نہایت خفت اور ذلت اور عار معلوم ہوتی ہے، آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بتیو اتوجروا

الجواب

سائل منظر کہ یہ لڑکی وقت نکاح نابالغہ و نیمہ تھی اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں، چچا نے جس سے
نکاح کیا وہ پیش از نکاح بھی ایسا ہی بد رویہ و بد اطوار تھا، اگر یہ بیان واقعی ہے تو نکاح مذکور اصلاً
نہ ہوا،

فی الدر المختار ان كان المزوج غیرهما اگر نکاح کرنے والا باپ دادا کا غیر ہو تو غیر کفو ہے

الاسلام فبعضهم اكفاء لبعض وليسوا باكفاء
 للعرب، اه وفي الدر المختار يفتي في غير
 الكفو بعدم جوانره اصلا وهو المختار للفقوة
 لفساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلاث نكحت
 غير كفؤ بلا مرضى ولي بعد معرفته اياه
 قلي حفظ اه وفي رد المحتار عن البحر الرائق
 اذا كان لهما ولي لم يرض به قبل العقد
 فلا يفيد الرضى بعده اه والله تعالى اعلم۔
 راضی نہ ہو تو بعد کی اجازت کار آمد نہ ہوگی اه ، والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۴۳۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ولیہ ہندہ کو کہ سید زادی ہے دھوکہ
 دے کر اپنی قوم اور اپنا اور اپنے باپ کا مشہور نام اور اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا چھپا کر بذریعہ تحریر و تقریر
 اپنے آپ کو شیخ یاسید اور ڈھائی بسوہ حقیقت کا مالک ظاہر کر کے ہندہ سے نکاح کر لیا اور اس ملک فرضی
 کو مہر ہندہ قرار دیا، بعد خلوت صحیحہ ہندہ کو معلوم ہوا کہ زید کا وہ نام نہ قوم نہ زمین، بلکہ وہ کنیز کی غیر شرعی
 سے پیدا ہوا ہے اب ہندہ نارضا مند ہو کر فسخ نکاح چاہتی ہے، کیا صورت مستفسرہ میں نکاح کو خود
 فسخ یا اس کے فسخ کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ یلینا تو جروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ ہے اور یہ نکاح اب وجد نے نہ کیا یا انھیں نے کیا مگر اس
 بارہ میں ان کی بے احتیاطی پہلے بھی ہوئی تھی یعنی کبھی اور بھی اپنی کسی بیٹی پوتی کا غیر کفو دنی القوم یا محتاج سے
 نکاح کر چکے ہوں تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہ ہوا۔ اگر ہندہ کے لئے دور و نزدیک کہیں کوئی ولی مرد عصبہ عاقل بالغ
 حر مسلم مثلاً باپ دادا بھائی بھتیجا اپنا چچا یا اپنے باپ یا دادا کا چچا یا ان میں کسی کی اولاد ذکور عام ازال
 اب وجد کے سوائے سب گئے ہوں یا سوتیلے موجود ہے اور یہ نکاح اس کے بے اطلاع ہوا یا مطمئن تھا

۳۱۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	لہ رد المحتار
۱۹۱/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الولی	لہ در مختار
۲۹۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لہ رد المحتار

مگر اُس نے صراحت نکاح کی اجازت نہ دی اگرچہ سکوت کیا ہو اگرچہ مجلس عقد میں جو درہا ہو یا صراحت اجازت و رضامندی بھی ظاہر کی بلکہ خود متولی نکاح ہوا مگر وہ ان حالات باطنہ زید پر وقت نہ رکھتا تھا تو ان سب صورتوں میں مذہب مفتی پر وہ نکاح محض باطل و کالعدم بلکہ شرعاً فی الحقیقت منعدم ہے اگرچہ بعد وقوع نکاح و علم بحالات زید ولی ہندہ صراحت کہہ دے کہ میں ایسی حالت پر بھی اس نکاح پر راضی اور اسے جائز رکھتا ہوں تاہم کچھ حاصل نہیں کہ جو شرعاً باطل ہے کسی کی رضامندی سے صحیح نہیں ہو سکتا، اس تقدیر پر تو فسخ کی خود کیا حاجت کہ جب عقد ہوا ہی نہیں تو فسخ کیا کیا جائے،

فی الدار المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوانہ
اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان
فلا تحل مطلقة ثلثاً نکحت غیر کفو
بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ اہ
فی سرد المختار لایلزم التصویح بعدم
الرضی بل السکوت منه لایکون رضی کما ذکرنا
فلا بد لصحة العقد من رضاه صریحاً
وعلیہ فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لایفید
فلیتامل اہ وفیہ یصدق بنفی الرضی بعد
المعرفة وبعد مہا وبوجود الرضی مع عدم
المعرفة ففی ہذہ الصور الثلثة لا تحل
وانما تحل فی الصورة الرابعة وهی رضی الولی
بغیر الکفو مع علمہ بانہ کذلک اہ۔
میں وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی اور صرف ایک صورت میں حلال ہوگی، وہ یہ کہ اس کو غیر کفو ہونے کا علم ہو اور راضی ہوا۔ (ت)

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے اصلاً ناجائز ہونے پر فتویٰ دیا جائے گا، فساد زمان کی وجہ سے یہی مختار ہے لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر ولی کو علم کے باوجود اس کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کر دیا تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کو محفوظ کر لو اہ، رد المختار میں ہے کہ ولی کا اپنی عدم رضا کو صراحت بیان کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کا سکوت ہی عدم رضا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، لہذا صحت نکاح کے لئے صراحت رضا مندی کا اظہار ضروری ہے، اسی بنا پر اگر پہلے خاموش رہا اور نکاح کے بعد راضی ہو گیا تو کارآمد نہیں، غور کرو، اہ، اور اس میں یہ بھی ہے کہ ان صورتوں میں عدم رضا ہوگی، علم ہو رضا نہ ہو یا علم نہ ہو رضا ہو، یا غیر کفو کا علم اور رضا دونوں نہ ہوں، ان تینوں صورتوں میں وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، وہ یہ کہ اس کو غیر کفو ہونے کا

اور اگر ہندہ کے لئے اس قسم کا کوئی ولی نہیں یا جو ہیں وہ کُلّی یا بعض یا در صورت تفاوت درجہ صرف ولی اقرب پیش از نکاح با وجود وقف بحالات زید صراحتہ اپنی رضا مندی ظاہر کر چکا ہو تو بشرطیکہ ہندہ بالغہ ہو صحت نکاح میں کچھ شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۶ از شہر کھنہ ۴ رمضان مبارک ۱۳۱۳ھ

ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان کے لڑکے کا سیتہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

سائل منظر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ، دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں باپ خود اس کے سامان میں ہے، جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلًا شبہ نہیں کما نص علیہ فی رد المحتار وغیرہ من الاسفاس (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ کتب میں اس پر نص ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۷ از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ یعقوب علی خاں ص ۱۲ ربيع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح ہندہ بچہ چار سالہ ہوا تھا اور اس وقت عمر اس کے زوج بکر کی پانچ سال تھی، جب بکر سن تیز کو پہنچا تو مردی سے خارج ہے اور بہراہی ہیز رقص کرتا ہے تو نامردی اور ان حرکات زشت کے باعث والد ہندہ عار و کسر شان سمجھ کر دختر کے بھیجے میں منکر ہے اور اب دختر کی عمر چودہ سال ہے، شوہر کو پسند و قبول نہیں کرتی، تو اس صورت میں دربارہ جواز و عدم جواز نکاح کیا حکم ہے اور بعد تفریق دین مہر اس کا ذمہ شوہر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگرچہ مخفیوں کے ساتھ رقص کرنا بیشک زوال کفارت کا باعث ہے کہ ایسے شخص سے رشتہ ضرور موجب ننگ و عار ہے مگر کفارت کا اعتبار ابتدائے نکاح کے وقت ہے اگر اس وقت کفو ہو پھر کفارت جاتی رہے تو اس کا لحاظ نہ ہوگا۔

فی الدر المختار والکفاءة اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضرب والہا بعدہ فلو کان وقتہ کفوًا ثم فوجر لم یفسخ لہ

در مختار میں ہے کہ کفو کا اعتبار ابتدائے نکاح کے وقت ہے لہذا نکاح کے بعد اگر کفو ختم ہو جائے تو مضر نہیں جیسا کہ نکاح کے وقت صالح ہونے کی وجہ سے کفو تھا اور بعد میں وہ فاسق بن گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا (ت)

ظاہر ہے کہ خصلتِ شنیعہ جو میں بعد نکاح پیدا ہوئی تو اس وجہ سے ابتداءً اُس کے نکاح پر اعتراض نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آیا جس وقت نکاح ہوا اُس وقت بھی بکر کفو ہندہ تھا یا نہیں اور مہر ہندہ میں اُس کے مہر مثل سے کمی فاحش ہوئی یا نہیں اور نکاح ہندہ کے باپ یا اس کی عدم ولایت کی حالت میں دادا نے کیا یا ان کے غیر کے مثلاً ماں بھائی چچ وغیرہم نے اور ان میں سے کسی نے کیا تو بحالت ولایت خود کیا مثلاً باپ وغیرہ جو اس سے اقرب تھے شرعاً قابل ولایت نہ تھے خواہ اُن کی ولایت نہ رہی تھی یا بحال عدم ولایت کیا تھا کہ دوسرا ولی اقرب موجود تھا پھر اس تقدیر پر ولی اقرب نے سن کر جائز کر رکھا یا رد کر دیا یا ہنوز ساکت ہے، عرض صورتیں بہت ہیں اور ان سب کا حکم شرعی یہ کہ صغیرہ کا نکاح جب غیر اُپ و جد نے کیا ہو اگر مہر مثل میں کمی فاحش کی یا زوج اُسی وقت مثلاً بوجہ کم قوم ہونے کے کفو نہ تھا تو وہ نکاح ہرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا، اگرچہ یہ غیر ہی اسی وقت ولی اقرب ہو اور اگر اُس وقت کفارت تھی اور مہر میں بھی کمی فاحش نہ ہوئی تو بحال عدم ولایت نکاح اجازت دلی اقرب پر موقوف رہتا ہے، اگر اس نے جائز کر دیا نافذ ہو گیا رد کر دیا باطل ہو گیا، ساکت ہے تو ابھی اُسے اختیار ہے کہ رد کر دے خواہ نافذ، اور اگر وہ ساکت ہی رہے یہاں تک کہ صغیرہ سن بلوغ کو پہنچی تو ابھی اُسے خود اختیار ہو گا کہ اُس نکاح موقوف کو رد یا نافذ کر دے، اور بحال ولایت نکاح منعقد و نافذ ہوتا مگر صغیرہ کو اختیار بلوغ ملتا ہے یعنی اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر نکاح کا حال اُسے پہلے سے معلوم ہے تو جس وقت بالغہ ہو یعنی علامت بلوغ مثل حیض ظاہر ہو یا پندرہ برس کی عمر ہو جائے، اور اگر پہلے سے معلوم نہیں تو بعد بلوغ جس وقت نکاح کی خبر ہو کہ وہ اس میں اس نکاح سے راضی نہیں۔ اس صورت میں حاکم مطلقاً نکاح فسخ کر دے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث نہ بھی ہو، مگر اس اختیار میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغہ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً فوراً بلا توقف اپنی ناراضی ظاہر کرے، اگر ذرا دیر لگائے گی یہ اختیار جاتا رہے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث سہی، اور جو لڑکی شوہر رسیدہ ہو اُسے اختیار وسیع ملتا ہے کہ بعد بلوغ یا بالغہ ہونے پر اطلاع کے بعد جب چاہے ناراضی ظاہر کرے نکاح فسخ کر دیا جائے گا جب تک کہ وہ صراحتاً زبان یا کسی فعل مثلاً بوسہ لینے یا نان و نفقہ مانگنے سے رضامندی ظاہر نہ کرے، اور جب باپ دادا نکاح کریں تو صغیرہ کو اس راہ سے اصلاً اختیار فسخ نہیں ہوتا اگرچہ کفارت نہ ہو یا مہر مثل میں کمی فاحش ہو بشرطیکہ نکاح خود باپ دادا نے پڑھایا یا شوہر و مقدار مہر معین کر کے کسی کو وکیل کیا یا جس نے چاہا بلا اجازت پڑھادیا مگر جب باپ یا دادا ولی اقرب کو خبر ہوئی تو باوصف علم عدم کفارت و غبن فاحش اُسے نافذ کر دیا کہ ان صورتوں میں بکر وہ نکاح باپ دادا کا بذاتِ خود ہی کیا ہوا اٹھ رہے گا اور صغیرہ کو اصلاً اختیار اعتراض نہ ملے گا مگر یہ کہ باپ یا دادا اس تزویج یا توکیل یا تنفیذ کے وقت نشے میں ہوں یا اس سے پہلے بھی اپنے کسی بچے کا نکاح غیر کفو یا

مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکے ہوں تو یہ نکاح اُن کا کیا ہوا بھی صحیح نہیں ہوتا،

فی الدر المختار لنزہم النکاح ولو بغبن فاحش
او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسه ابا
او جدام لم یعرف منهما سوء الاختیار
وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا وکذا
لو کانت سکرات وان کان المزوج
غیر الاب وابیہ ولو اکام لا یصح النکاح
من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا
وان کانت من کفو وبمهر المثل
صح ولکن لصغیر وصغیرۃ خیار
الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ
بشرط القضاء للفسخ وبطل خیار
الیکو بالسکوت لو مختارۃ عالمة باصل النکاح
ولا یمتد الی آخر المجلس
وان جهلت به بخیار الصغیر و
الثیب اذا بلغ لا یبطل بالسکوت
بلا صریح رضا ودلالة علیہ
کقبلة ولمس اھ ملتقطا، وفيه
عن النہر بحثا لوعین (ای اذ اب او المجد)
لو کیلہ القدر (ای قدر
المهر) صح اھ موضعا، و
فی رد المحتار وکذا الوعین لہ

در مختار میں ہے کہ جب نکاح دینے والا باپ دادا
ہو تو غیر کفو اور انتہائی کم مہر کی صورت میں بھی نکاح
ہو جائیگا بشرطیکہ وہ باپ دادا سبب اختیار میں مشہور
نہ ہوں، اور اگر وہ اس میں مشہور ہوں تو بالاتفاق
نکاح صحیح نہ ہوگا، اور یہی حکم ہے جب وہ نشہ میں ہوں
اور اگر نکاح دینے والے باپ دادا کا غیر ہوں خواہ
ماں ہو تب بھی غیر کفو اور غبن فاحش یعنی انتہائی کم مہر
کی صورت میں نکاح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر مہر مثل اور
کفو میں یہ نکاح ہو تو صحیح ہوگا لیکن لڑکی کو بلوغ یا بلوغ
کے بعد علم پر فسخ کا اختیار ہوگا بشرطیکہ قاضی فسخ کرنے
مذکورہ صورت میں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور غیر کا کیا ہوا
نکاح اس کو نہ ہو تب یہ ہے بشرطیکہ نکاح کا علم رکھتی ہو
تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا، اور اس کا اختیار
مجلس کے آخر تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اپنے اختیار
کا علم نہ رکھتی ہو، اور اگر نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی ثیبہ ہو تو
بلوغ پر محض سکوت سے اختیار ختم نہ ہوگا جب تک صریح
رضایا اس کے قائم مقام کوئی عمل مثلاً بوس و کنار نہ کر لے
اھ ملتقطا، اسی میں نہر سے منقول ایک بحث ہے کہ
اگر باپ دادا نے پورے مہر کی شرط پر غیر کو کیل بنایا
تو نکاح صحیح ہوگا اھ (وضاحت ہے)، اور رد المحتار
میں ہے کہ ایسے ہی ہوگا جب انھوں نے کفو کی شرط

س جلا غیر کفو کما بحثہ العلامة المقدسی
 ۱۷ وفیہ بعیۃ عن البحر عن المحيط ان
 الجواز ثبت باجازه الولی فالحق بنکاح
 باشوۃ ۱۸ وفی التثویر والدر (للولی الابدع
 التزوید بغیبة الاقرب) فلو زوج الابدع
 حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ
 مسافة القصر واختار فی الملتقى ما لم
 ینتظر الکفو الخاطب جوابہ وعلیہ الفتوی
 ۱۹ مختصراً، وفی فتح القدیر لو بلغ قبل
 ان یجیزہ الولی فاجاز بنفسہ نفذ لانہا
 کانت متوقفة علیہ
 کہ اگر نابالغ ولی کی اجازت دینے سے قبل بالغ ہو جائے تو پھر خود اس کو اختیار ہوگا تو اس کی رضا پر نکاح نافذ
 ہو جائے گا کیونکہ یہ نکاح موقوف تھا الخ (ست)

پس اگر نکاح ہندہ میں صورت واقعہ وہ بھی جس میں نکاح ہرے سے صحیح ہی نہ ہوا یا صحیح ہو کہ بسبب رد
 ولی اقرب باطل ہو گیا، جب تو ظاہر ہے کہ بکر کو ہندہ پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا، نہ وہ اس کی زوجہ نہ یہ اس کا
 شوہر، اور جب کہ ہنوز رخصت نہیں ہوئی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے مہر اصلاً لازم نہیں بلکہ ایسی حالت
 میں اگر فی الواقع مرد نامرد ہو تو اس صورت میں مہر لازم ہونے کی کوئی شکل ہی نہیں کہ نکاح غیر صحیح ہو تو مہر جماع
 سے لازم ہوتا ہے اور نامرد قابل جماع نہیں، اور اگر صورت وہ ہو جس میں نکاح ہنوز اجازت صاحب اجازت
 پر موقوف ہو تو اگر پد ہندہ کی جانب سے قبل اس نکاح کے اجازت و رضا متحقق نہ ہوئی تھی تو اب اس انکار
 سے رد ہو گیا، اور اگر یہ انکار اس طور پر ہے کہ نکاح کو تو رد نہیں کرتا مگر رخصت کرنا نہیں چاہتا تو اب یہ ولی ہندہ

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۱۷ رد المحتار
۳۰۶/۲	"	"	۱۸ " "
۱۹۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	"	۱۹ در مختار شرح تنویر الابصار
۱۹۸/۳	نوریہ رضویہ سکھر	فصل فی الاولیاء	۲۰ فتح القدیر

یا بحال بلوغ خود ہندہ کے یا تہ کی بات ہے رد کردیں رد ہو جائے گا اور جب کہ جماع نہ ہوا مہر کچھ نہیں کسما یا قی لکوندہ فسخا (جیسا کہ آئندہ آئیگا کیونکہ یہ فسخ کی صورت ہے) اور اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو خیار بلوغ ملے اور وہ اس خیار کو حسب شرائط مذکورہ استعمال میں لائے گی، یا ہنوز اس کا وقت نہیں آیا کہ ہندہ ابھی نابالغہ ہے تو جب وقت آئے استعمال میں لائے تو بھی ہندہ کو نجات کامل بے دقت حاصل کہ فقط اس کا یہ اظہار ناراضی کرنا ہی حکم فسخ کا منشا ہو جائے گا اور حاکم مجرد اسی بنا پر نکاح فسخ کر دے گا اور اب بھی مہر اصلاً عائد نہ ہوگا کہ نکاح فسخ سے گویا کالعدم (یعنی بے ہوا) ہو جاتا ہے،

فی رد المحتار المہر کمایلزہ جمیعہ بالدخول کذا بموت احدهما قبل الدخول اما بدون ذلك فيسقط ولو الخیار منه لان الفارقة بالخیار فسخ للعقد والعقد اذا انفسخ يجعل كانه لم یکن کما فی النہر۔

رد مختار میں ہے، جس طرح دخول و جماع سے مہر لازم ہو جاتا ہے یونہی دخول سے قبل خاوند یا بیوی کے فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اور دخول کے بغیر اور موت کے بغیر ساقط ہو جائے گا، اگرچہ لڑکے کو اختیار ہو تب بھی فسخ کرنے سے مہر ساقط ہو جائے گا کیونکہ فسخ نکاح کو کالعدم کر دیتا ہے جیسا کہ تہر میں ہے۔

ہاں اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو خیار بلوغ ملتا تھا، اور از انجا کہ ہندہ کنواری ہے جسے خیار وسیع نہیں ملتا بوجہ سکوت ساقط ہو گیا تو اب بالفعل ہندہ خواہ اس کے باپ کو اصلاً کوئی حق اعتراض انکار حاصل نہیں نکاح صحیح و تام ہو چکا اور ان حرکات شنیعہ کا بکر میں پیدا ہو جانا مبطل یا وجہ ابطال نکاح نہیں، اور ابھی کہ ہندہ کی رخصت نہ ہوئی نامردی بکر کا دعویٰ قابل سماعت نہیں کہ عورت کے حق میں نامرد وہ ہوتا ہے جو خاص اس عورت کی فرج داخل کے اندر ذکر حشفہ تک غائب کرنے پر قادر نہ ہو، اور یہ باختلاف زمان مختلف ہو سکتا ہے، ممکن کہ کوئی شخص ایک عورت کی فرج میں ادخال نہ کر سکے اور دوسری پر قادر ہو جائے تو اس دوسری کے حق میں نامرد نہ ہوگا۔

فی الہندیۃ عن النہایۃ ان کانت یصل الی الثیب دون الالباس ادا الی بعض النساء دون البعض و ذلك لمرضن اولضعف فی خلقه اولکیوسند

ہندیہ میں نہایہ سے ہے، اگر کوئی مرد شبیہ عورت سے وطی کر سکتا ہے باکرہ سے نہیں کر سکتا، یا بعض قسم کی عورتوں سے کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں کر سکتا اس کی وجہ مرض ہے یا پیدا نشی کمزوری یا بڑھاپا ہے،

اوسحرفہوعنین فی حق من لا یصل یا جادو ہے، تو وہ ایسی عورتوں کے حق میں نامرد الیہا۔

بلکہ اگر تسلیم ہی کر لیں کہ بکر ہندہ کے حق میں بھی نامرد ہے تاہم اس بنا پر رخصت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ نامردی مبطل نکاح نہیں ہوتی بلکہ بعد دعویٰ و ثبوت عدم مجامعت مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دی جاتی ہے اور عورت ہرگز اختیار نہیں رکھتی کہ ان دنوں کو اس سے جدا رہ کر گزار دے جتنے دن خود جدا رہے گی مدت میں اتنے روز اور بڑھادے جائیں گے،

فی الدر المختار وجدته عنینا اجل سنة ورمضان وایام حیضہا منہا وکذا حجة وغیبتہ لامدة حجبہا وغیبتہا۔
در مختار میں ہے کہ کسی بیوی نے خاوند کے متعلق کہا کہ میں نے اسے نامرد پایا ہے، تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائیگی جس میں رمضان اور ایام حیض بھی شمار ہوں گے یونہی حج، اور مرد کی غیر حاضری کے دن بھی شمار ہوں گے لیکن عورت کے حج اور غیر حاضری کے ایام شمار نہ ہوں گے۔ (ت)

جب زوجہ کے حق میں نامردی ثبوت شرعی ثابت ہونے کے بعد بھی ہنوز خود مختار نہیں ہوتی جب تک مدت یک سال گزرنے پر بھی عدم مجامعت ثابت ہو کر تفریق نہ ہو جائے تو پیش از رخصت ایسے خیالات کی بنا پر خود مختاری ہرگز صحیح نہیں بلکہ چارہ کار وہی حاکم شرع کے حضور دعویٰ نامردی اور بعد ثبوت بکارت اس کے حکم سے مہلت یکساں ملنی اور بعد مرد و میعاد حاکم شرع کو بقائے بکارت ثابت ہونے پر ہندہ کے فوراً تفریق مانگنے پر خود بکریا وہ زمانے تو حاکم شرع کا تفریق کر دینا کافی ہے اس وقت طلاق بائن ہو جائے گی، اور اگر بکریا ہندہ سے خلوت ہی نہ کی تو نصف مہر اور خلوت کی اور ادخال ذکر پر قدرت نہ پائی تو کل مہر لازم آئے گا،

فی الہندیۃ ان اختارات الفرقة امرة القاضی ان یطلقها طلاقاً بائنۃ فان ابی فرق بینہما ہکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاصل کذا فی التبیین والفرقة
ہندیہ میں ہے (کہ مدت ختم ہونے پر) اگر عورت تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی خاوند کو کہے گا کہ اس کو بائن طلاق دے دے اگر خاوند انکار کرے تو قاضی خود تفریق کر دے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط میں یونہی ذکر فرمایا جیسا کہ تبیین میں ہے، اور تفریق

وهو المختار للفتوى فلا تحل بلا رضی ولی
بعد معرفته اياه فليحفظ اه مختصراً
رد المختار هذا اذا كان لها ولی لم يرض به
قبل العقد فلا يقيد الرضى بعده بمحرمة

دیا جائیگا، یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے تو ولی کی رضا کے
بغیر ہی حلال ہوگی بشرطیکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو، اسے
محفوظ کر لو اور مختصراً رد المختار میں ہے: یہ جب ہے کہ
اس کا ولی ہو اور نکاح سے قبل راضی نہ ہوا ہو، اور
نکاح کے بعد کی رضا کا آمد نہ ہوگی، بحر (ت)

یہاں جب کہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا دونوں امر سے کچھ متحقق نہ ہوا اور نکاح باطل محض رہا، بعد
ظہور حال زید کی وہ قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہندہ کے لئے کوئی حکم حرمت مترتب نہیں ہو سکتا،

لیکن ہندیہ کا مسئلہ کہ اگر مرد نے عورت کو اپنا نسب
تبدیل کر کے بتایا تو بعد میں اس کا نسب اس کے بیان کردہ
سے کم درجہ ظاہر ہوا ہو تو یہ کفو نسبی ہے لہذا اولیاء کو فسخ
کا اختیار ہوگا، اور دور کا مسئلہ یہ ہے جو بوالہ ولوالجیہ ہے
کہ اگر لڑکی نے خود کسی شخص سے لاعلمی میں نکاح کر لیا

اما مسألة الهندية انتسب الزوجه لها نسبا
غير نسيبه فان ظهر دونه وهوليس بكفو فحق
الفسخ ثابت للكل ومسألة الدر عن

الولوالجیة، نکحت سرجلا ولم تعلم حاله فاذا
هو عبد لا خيار لها بل للاولياء ولو زوجوها
برضاها وشرطوا الكفارة او اخبرهم بها

وقت العقد فزوجوها على ذلك ثم ظهر انه
غير كفو كان لهم الخيار (مخلصاً) فظاهران كل
ذلك مبني على الظاهر وهو صحة العقد و
ثبوت الاعتراض كيف وقد نقل المسألة
في الخانية عن الاصل اما على المختارة
للفتوى فلا صحة اصلاً كما لا يخفى والله
تعالى اعلم۔

بہر میں علوم ہوا کہ وہ غلام ہے تو لڑکی کو خود اختیار
نہ ہوگا بلکہ اس کے اولیاء کو حق فسخ ہوگا، اور اگر اولیاء
نے خود نکاح کیا لڑکی کی رضا مندی سے، اور اولیاء
نے کفایت شرط کر لی یا نکاح کے وقت زوج نے وقت نکاح
اولیاء کو کفو ہونے کی خبر دی اس شرط پر اولیاء نے نکاح
کر دیا، بعد میں لڑکے کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوا تو اولیاء کو
فسخ کا اختیار ہوگا مخلصاً تو ظاہر ہے کہ یہ صحت نکاح اور ثبوت اعتراض
پر مبنی ہے اور ظاہر کیے ہو جبکہ خانیہ میں یہ مسئلہ مبسوطاً منقول

ہے لیکن جو چیز فتویٰ کے لئے مختار قرار دی گئی ہے اس پر یہ نکاح کا قول صحیح نہیں ہے جیسا کہ مخفی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	۱۔ در مختار
۲۹۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت		۲۔ رد المختار
۲۹۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی الکفار	۳۔ فتاویٰ ہندیہ
۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	۴۔ در مختار

مسئلہ ۲۳۹ ازالہ آباد چوک مرسلہ مولوی عبدالغفور صاحب سوداگر ۲۳ صفر ۱۳۱۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان العالم العجمی آپ (رحمکم اللہ تعالیٰ) کا اس مسئلہ میں کیا قول ہے کہ عجمی عالم سید زادی کا کفو ہے یا نہیں؟ کتاب کے حوالہ سے بیان فرمائیں، قیامت کے روز اجر پائیں۔

الجواب

نعم اذا كان ديناً متديناً لان فضل العلم فوق فضل النسب، قال الله تعالى يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات، وقال تعالى قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون في وجيز الامام الكردی، العجمی العالم کفو للعربی الجاهل لا بل شرح العلم اقوی و ارفع، و کذا العالم الفقیر للغنی الجاهل، و کذا العالم الذی لیس بقشری کفو للجاهل القشری و العلوی، و فی الفتح و النهر و غیرهما عن جامع الامام قاضی خان العالم العجمی یکون کفو للجاهل العربی و العلوی لان شرف العلم فوق شرف النسب، و فی النهر و الدرر و مرید

ہاں، جب عجمی عالم دیندار عامل ہو، کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بلندی دی اور ان لوگوں کو جو علم دے گئے ان کو کئی درجات دے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔ امام کردی کی وجہ سے یہ کہ عجمی عالم، جاہل عربی کا کفو ہوگا کیونکہ علمی شرافت اقوی و ارفع ہے اور یوں ہی عالم فقیر ہو تو وہ جاہل غنی کا کفو ہوگا اور یوں ہی غیر قرشی عالم جاہل علوی اور جاہل قرشی کا کفو بنے گا۔ فتح اور نہر و غیرہ میں جامع الامام قاضی خان سے منقول ہے کہ عجمی عالم، جاہل عربی اور جاہل علوی کا کفو ہے کیونکہ علمی شرافت نسب سے شرافت پر غالب ہے۔ نہر اور در میں ہے کہ بزازہ نے اس پر جزم کیا ہے اور

لہ القرآن الکریم ۵۸/۱۱

۵۲ " " ۳۹/۹

۵۳ وجیز الامام کردی علی حاشیہ فتاویٰ ہند، الخامس فی الکفارة نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۶/۴
۵۴ فتح الفقیر فصل فی الکفارة نورین رضویہ سکھر ۱۹۰/۳

البزازی واسر تضاہ الکمال وغیرہ والوجه
 فیہ ظاہر الخ۔ وفي رد المحتار عن الخیر
 الرملى عن مجمع الفتاوى عن المحيط العالم
 يكون كفؤ العلوية لان شرف الحسب اقوى الخ۔
 قال وذكر ايضا يعنى الرملى انه جزم به في المحيط
 والبزازیة والفيض وجامع الفتاوى والدراية
 وتماثل تحقيقه فيه وفي الفتاوى الخيرية لنفع
 البهية قد قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
 للعلماء درجات فوق المؤمنين بسبعائة درجة
 ما بين كل درجتين مسيرة خمسمائة عام و
 هذا مجمع عليه وكتب العلم طافحة بتقدم
 العالم على القرشي ولم يفرق سبحانه وتعالى
 بين القرشي وغيره في قوله تعالى هل يستوي
 الذين يعلمون والذين لا يعلمون أم ملتقطا۔
 قلت وانما قيدنا بكونه ديناً متديناً لانه
 هو العالم حقيقة واما اصحاب الضلال فثرومن
 الجهال فان الجهل المركب اشنع واخنع و
 صاحبه في الدارين احقر واوضع، صفارهم
 كالانعام بل هم اضل وکبارهم کالکلاب
 لا بل اذل اخبرج الدارس قطعي

کمال وغیرہ نے اس کو پسند فرمایا ہے اور اس کی وجہ ظاہر
 ہے الخ۔ اور رد المحتار میں خیر الدین رملی سے انھوں نے
 مجمع الفتاویٰ سے نقل کیا کہ محیط میں ہے کہ عالم علوی
 لڑائی کا کفو ہے کیونکہ عہدہ کی شرافت اقویٰ ہے الخ۔ اور
 فرمایا کہ رملی نے مزید ذکر کیا کہ محیط، بزازیہ، فیض، جامع
 الفتاویٰ اور دُر نے اس پر جزم کیا ہے، اور اس کی
 مکمل تحقیق رد المحتار میں ہے اور فتاویٰ الخیریہ لنفع البہیہ میں کہ
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، علماء
 کو عام مومنین پر سات سو درجات برتری ہے اور
 ہر دو درجوں میں پانسو سال کا سفر ہے اور اس پر
 اجماع ہے اور تمام علمی کتب، قرشی پر عالم کے تقدم
 میں متفق ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد "کیا
 عالم اور جاہل برابر ہیں" میں قرشی اور غیر قرشی کی کوئی
 تفریق نہیں فرمائی اہ ملتقطاً۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہم عالم کو دین کا عالم اور دین دار
 عالم سے مقید کریں گے کیونکہ حقیقت عالم ہی ہے جبکہ گمراہ
 علماء تو جاہلوں سے بدتر ہیں کیونکہ جاہل مرکب، انتہائی برا
 رسوا، اور دونوں جہان میں وہ حقیر اور ذلیل ہیں، ان کے
 چھوٹے چوپایوں کی طرح بلکہ اس سے بھی گئے گزرے،
 اور ان کے بڑے، کتے بلکہ ذلیل ترین ہیں۔ دارقطنی نے

۱۹۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الکفارة	لہ در مختار
۳۲۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	" "	لہ رد المحتار
"	"	" "	لہ "
۲۳۴/۲	دار المعرفۃ بیروت	مسائل شتی آخر کتاب	لہ فتاویٰ خیریہ

قال حدثنا القاضي الحسين بن اسمعيل نا
محمد بن عبد الله المخرمي نا اسمعيل بن ابيات
ثنا حفص بن نياث عن الاعمش عن ابي غالب
عن ابي امامة رضي الله تعالى عنه قال
قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
اهل البدع كلاب اهل النار، و اخرجه
عنه ابو حاتم الخزازي في جزئه الحديثي
بلفظ اصحاب البدع كلاب اهل النار،
ولا بن نعيم في الحلية عن انس رضي الله
تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
اهل البدع شر الخلق والخلقة، قال
العلماء الخلق الناس والخلقة البهائم
نسأل الله السلامة والعفو
والعافية.

ثم اقول يجب التقييد ايضا بما اذا لم
يكن من المتناهين في الدناءة
المصرفين بها كالحائك والديباغ والخصاف
والحلاق ونظرائهم فان المدار على وجود العار
في عرف الامصار كما صرح به العلماء الكبار
قال المحقق على الاطلاق في فتح القدير
الموجب هو استنفاص اهل العرف

تخریج کی ہے کہ ہمیں قاضی حسین اسمعیل ان کو محمد بن
عبد اللہ مخرمی ان کو اسمعیل بن ابان ان کو حفص بن
غیاث نے حدیث بیان کی انھوں نے اعمش انھوں
نے ابو غالب انھوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا: ”بدعتی لوگ جہنم کے گتے ہیں۔“ اس کی
تخریج ابو حاتم خزازی نے ان سے اپنی جرح حدیثی میں
ان الفاظ کے ساتھ کی کہ ”اصحاب بدعت جہنم کے
گتے ہیں۔“ ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
روایت کیا کہ ”اہل بدعت تمام مخلوق سے شریر ہیں۔“
علماء نے فرمایا کہ حدیث میں خلق سے مراد لوگ اور خلقة
سے مراد چوپائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت،
سلامتی اور معافی کا سوال کرتے ہیں۔

ثم اقول (پھر کہتا ہوں کہ وہ عالم اس قید سے بھی
مقید ہونا ضروری ہے کہ وہ انتہائی حقیر اور مشہور کمتر نہ ہو
جیسا کہ جولا، نائی، موچی، پٹرننگے والا اور ان کی مثل نہ ہو
کیونکہ دار و مدار اس بات پر ہے کہ علاقے کے عرف
میں وہ حقیر شمار نہ ہو، جیسا کہ اکابر علماء نے تصریح
فرمائی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں فرمایا
کہ اہل عرف کا ناقص سمجھنا سبب ہے لہذا حکم کا دار مدار

الحکم علیہ یدار فافہم ، واللہ سبحنہ
 وتعالیٰ اعلم۔
 نہیں کیا جاسکتا ، تاہم حقارت کا مدار عرف پر ہے ،
 جب مدار یہ ہے تو حکم اس پر ہوگا ، سمجھو — واللہ
 سبحانہ ، وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۴۰۰ مرسلہ حاجی موسیٰ عربی ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سیدہ مثل شیخ ، مغل ، پٹھان
 وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

سیدہ ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدہ انی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو
 یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔ رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو
 عالم دین معتمد مسلمین ہو اُس سے مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدہ انی نابالغہ ہے اور اُس غیر قریش کے ساتھ
 اُس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگابھائی کرے ، اور اگر باپ دادا
 اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے کئے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی
 نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اُس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے ، اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پر دادا
 اُن کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اُس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحتاً اُس نکاح
 کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا ورنہ بالغہ کا کیا ہو ابھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار
 و رد المحتار وغیرہ کتب معتبرہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۰۱ از رسالہ مرسلہ سید محمد شاہ صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

ایک شخص کا فرمان ہے کہ سیدہ یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے یعنی ہر مسلمان سے عقد
 جائز ہے ، دوسرے نے جواب دیا کہ اگر جاروب بخش مسلمان ہو جائے تو بھی جائز ہے ؛ تو اُس کا جواب دیا
 کہ کچھ مضائقہ نہیں۔

الجواب

شخص مذکور مجھوٹا کذاب اور بے ادب گستاخ ہے ، سادات کرام کی صاحبزادیاں کسی مغل پٹھان یا غیر قریشی
 شیخ مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتی جب تک وہ عالم دین نہ ہوں اگرچہ یہ قومیں شریف گنی جاتی ہیں مگر سادات کا
 شرف اعظم داعی ہے اور غیر قریش قریش کا کفو نہیں ہو سکتا تو رذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے
 کفو ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغہ سیدہ انی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل پٹھان یا انصاری

شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحتاً اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے، اور اگر نابالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے کر دے تو وہ بھی باطل و مردود ہوگا، اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا ہو ابھی باطل ہوگا،

کل ذلك معروف في كتب الفقه كالدرا المختار وغيره من الاسفار وقد فصلنا القول فيه في فتاوانا - والله سبحانه وتعالى اعلم۔
یہ تمام کتب فقہ میں معروف ہے جیسے درمختار وغیرہ اور ہم نے تفصیل کے طور پر اپنا قول اسنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲۲ از مدرسہ تحصیلی نواب گنج ضلع بریلی مرسلہ مدرس اول مدرسہ کور ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے ساتھ جو غیر کفو تھا لاطمی میں کر دیا بعد بلوغ زوجہ اور علم غیر کفو ہونے زوج کے زوجین میں نا اتفاقی ہے اور ہندہ بھی بعد علم کے نہایت ناراض ہے اور دختر کی مفارقت چاہتی ہے مگر خالد محض ایذا رسانی کی وجہ سے اس کو طلاق نہیں دیتا۔ اس صورت میں یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اور زوجہ مذکورہ کو نکاح ثانی کرنے کا اختیار ہے نہیں؟ بینوا تو جردا

www.alukah.net/bab/1001000

سائل نے بعد استفسار انظار کیا کہ عورت پٹھان ہے اور خالد قوم کا دھنسا اور اُس نے اپنے آپ کو پٹھان ظاہر کر کے براہ فریب نکاح کر لیا منکوہہ مذکورہ کا وقت نکاح باپ دادا کوئی نہ تھا، ہاں جوان بھائی موجود تھا مگر کسی وجہ سے جلسہ نکاح میں شریک نہ ہوا نہ ماں نے اُس سے اجازت لی۔ پس صورت مستفسرہ میں شرعاً یہ نکاح ہوا ہی نہیں فسخ کسے کیا جائے، دختر ہندہ کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ درمختار میں ہے:

ان كان المزوج غير الاب وابيه ولو الام لا يصح
النكاح من غير كفؤ اصلا وما في صدر الشريعة
صح ولهما فسخه وهم۔
اگر نکاح دینے والا باپ دادا کا غیر ہو اگرچہ وہ ماں ہو
تو نکاح غیر کفو میں اصلاً صحیح نہ ہوگا اور جو صدر الشریعہ
میں ہے کہ نکاح صحیح ہے اور باپ دادا کو فسخ کا اختیار
ہے یہ محض وہم ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں زیر قول شارح تعتبر الكفاءة للزوم النكاح (کفو کا اعتبار لزوم نکاح کیلئے ہے۔ ت)

فرمایا:

ای علی ظاہر الزیادۃ و لصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتویٰ۔
یعنی ظاہر روایت پر اور امام حسن کی روایت پر صحت نکاح کے لئے یہ شرط ہے اور یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

لو زوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔
اگر اقرب حاضر ہو تو ابعد کا دیا ہوا نکاح اس اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

رد المحتار میں بحر الرائق سے ہے:

انہم قالوا کل عقد لا یجیزلہ حال صدورہ فهو باطل لا یتوقف۔
جس نکاح کو جائز کرنے والا کوئی بھی نکاح کے وقت نہ ہو تو وہ موقوف نہ ہوگا باطل۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

ملا یجیزلہ ای مالیس لہ من یقدر علی الاجازۃ یبطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور جس کا کوئی جائز کرنے والا نہ ہو یعنی اجازت کا اختیار نہ رکھتا ہو تو وہ باطل ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ما ۲۲۶ ج ۲ از سنبل ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ

زید پہلے ٹھا کر تھا اب اپنے والدین و اطفال کو چھوڑ کر مشرف باسلام ہو گیا، زید کی خواہش ہے کہ نکاح کرے، زید کا کل خاندان اس سے برعکس ہے، بی بی کو مسلمان ہونا قبول نہیں، پس ایسی حالت میں سوالات ذیل از روئے شرع شریف حل طلب ہیں زید کی عمر اب ۲۲ سال ہے:

- (۱) زید مشرف باسلام ہونے کے بعد کون شمار کیا جائے گا اگرچہ شیخ کیونکہ شیخ بہت قسم کے ہیں۔
- (۲) کس قوم کی لڑکی کے ساتھ زید کا نکاح ہو سکتا ہے فی الحال سب اقوام انکار کرتی ہیں، شرع شریف کی رو سے کس قوم پر استحقاق ہے۔

۳۱۸/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	۱۷ رد المحتار
۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	۱۸ در مختار
۳۱۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۱۹ رد المحتار
۱۹۹/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	"	۲۰ فتح القدیر

(۳) اب زید کی اولاد ماں کی قوم پرانی جائے گی یا باپ کی ذات پر؟
 (۴) شرع شریف کی رو سے رذالت اور شرافت قوم پر منحصر ہے یا نہیں؟ مینو اتھروا

الجواب

(۱) مسلمان ہونے سے دونوں جہان کی عزت حاصل ہوتی ہے مگر مذہب کسی قوم کا نام نہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں جس قوم قبیلہ کے لوگ اسلام لاتے بعد اسلام بھی اسی قوم قبیلہ کی طرف نسبت کئے جاتے، ہندوئی قوموں میں چار قومیں شریف گنی جاتی ہیں اُن میں چھتری یعنی ٹھاکر دوسرے نمبر پر ہیں، ہندوستان میں اکثر سلطنت اسی قوم کی رہی، ولہذا انھیں بچوت کہتے ہیں تو ہندی قوموں میں ان کا معزز ہونا ظاہر ہے اور ہماری شریعت مطہرہ نے حکم دیا کہ،

اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔
 جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار آدمی آئے تو اس کی خاطر کرو۔

خالی آنے پر تو یہ حکم تھا اور جو بندہ خدا بھلائی الہی بالکل ٹوٹ کر ہم میں آ ملا ہم میں کا ہو گیا اُس کا کس قدر اعزاز و اکرام اللہ سبحانہ کو پسند ہوگا۔ اسلام کی عزت کے برابر اور کیا عزت ہے، اس نے تو اسے اور بھی چار چاند نہیں بلکہ ہزار چاند لگا دئے۔ اگر کوئی چار بھی مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما المؤمنون اخوة (مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ ت) اور فرماتا ہے: فاخوانکم فی الدین (تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ ت) پھر جو کسی معزز قوم کا اسلام لائے اسے کیونکر حقیر سمجھا جائے، شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں، ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور انھیں سید یا میر اور خاں اور بیگ کے خطاب دئے کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی میں سردار ہیں، باقی تمام شرفا مثل اولاد امجاد خلفائے کرام و بنی عباس و انصار کو ایک لقب عام دیا، شیخ کہ یہ بھی معنی بزرگ ہے، ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرف میں رذیل سمجھی جاتی ہیں انھوں نے جب دیکھا کہ میر و خاں و بیگ تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں اُن میں گنجائش نہیں اور شیخ ایک عام لفظ ہے جس میں باقی سب داخل، تو اسی کو سمائی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اُسی میں

لے حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۹۳ سعید بن یاس الجری دار الکتاب العربی بیروت ۲/۶-۲۰۵

۱۰/۲۹

۵/۳۳

کردی، دُعا، جولاہا جس سے پوچھے اپنے آپ کو شیخ بتائے گا مگر حقیقت شیخ کی اصطلاح صرف اُنہی شریف قوموں یعنی صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری، عباسی، انصاری و امثالہم کے لئے ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُستاد امام عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اُس کی ولار اس کے لئے ہے۔

فی رد المحتار عن البدائع عند عطاء، هو مولی للذی اسلم علی یدہ ^{لہ} رد المحتار میں بالذات سے ہے کہ عطار کے ہاں وہ جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اس کا وہ مولیٰ ہے (ت)

اور ولار ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔ حدیث میں ہے:

الولاء لخدمة كل حمة النسب اخرجہ الحاكم و البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (اس کو حاکم اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مولی القوم من انفسهم رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کسی قوم کا آزاد کردہ ان میں سے ہے۔ اس کو شیخین نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

اس مذہب کا ایک حدیث بھی پتا دیتی ہے:

من اسلم علی یدیه رجل فله ولایۃ ^{لہ} اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس و الدارقطنی و البیہقی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے تو اُس کا رشتہ ولار اُسی سے قرار پائے (اس کو طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

۷۸/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی ولار الموالاة	۱۰ کتاب الولار	۱۰ رد المحتار
۳۴۱/۴	دار الفکر بیروت	باب موالی القوم من انفسهم	۱۱ کتاب الفرائض	۱۱ المستدرک للحاکم
۱۰۰۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب من زعم ان موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ کتاب الفرائض	۱۲ صحیح بخاری
۱۵۱/۲	دار صادر بیروت	باب من زعم ان موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳ کتاب الولار	۱۳ السنن الکبریٰ
۲۹۸/۱۰	" "	" "	" "	" "

عجب نہیں کہ اس حدیث کا منشاء بھی یہی ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
 من اسلم من اهل فارس فهو قرشي - اہل فارس سے جو اسلام لائے وہ قرشی ہے (اسے
 رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما - ابن نجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کیا ہے - ت)

کہ قریش نے فارس فتح کیا اُس کے لوگ ان کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئے، اس مذہب کی بنا پر جو
 شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا بطور رشتہ دار اسی قوم میں گنے جانے کے قابل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) زید جبکہ خود اپنی ذات سے مسلمان ہوا تو اُسے دربارہ نکاح کفو و ہمسر ہونے کا حق اُسی عورت پر
 پہنچتا ہے جو خود مسلمان ہوئی ہو، جس لڑکی کا باپ مسلمان ہوا اور اس کے اسلام کی حالت میں یہ لڑکی پیدا
 ہوئی خود مسلمان ہونے والا اُس کا بھی کفو نہیں،

فی الدر المختار اما فی العجم فتعتبر
 حرية واسلاما فمسلم بنفسه غير كفو
 لمن ابوها مسلم ومن ابوه مسلم غير كفو
 لذات البوین والبوان فیما کلابا
 لتتام النسب بالجد اه مختصرا -
 در مختار میں ہے کہ عجمیوں میں آزاد، مسلمان ہونا کفو
 ہے۔ لہذا جو شخص خود مسلمان بنا وہ ایسے کے لئے کفو
 نہیں جس کا باپ مسلمان بنا، اور جس کا باپ مسلمان
 ہو وہ ایسے کا نہیں جس کے دو باپ یعنی باپ اور دادا
 مسلمان ہو چکے ہوں، اس معاملہ میں دو مسلمان باپ

متعدد مسلمان آباء کی طرح ہیں کیونکہ نسب دادا پر مکمل ہو جاتا ہے اہ مختصراً (ت)
 اور اس کے سوا پانچ صورتیں اُس کے نکاح کی اور ہیں،
 ایک یہ کہ عورت عاقلہ بالغہ جس کا کوئی ولی نہ ہو برضائے خود اس سے نکاح کرے۔
 دوئم ایسی عورت کا ولی بھی پیش از نکاح اُسے نو مسلم جان کر اُس کے ساتھ نکاح کرنے پر صراحتاً اپنی
 رضا ظاہر کر دے۔

سوم نابالغہ کا باپ یا یتیم کا دادا اس کے ساتھ نکاح کر دے جبکہ اس سے پہلے کسی نابالغہ کا نکاح
 اپنی ولایت سے کم قوم یا کسی طرح کے غیر کفو میں نہ کر چکا ہو۔
 چہارم مجہول النسب لڑکی کو حاکم اسلام اپنی ولایت سے اس کے نکاح میں دے دے۔

پہنچم یہ شخص علم دین حاصل کر لے، مسلمانوں میں اس کی علمی فضیلت اوروں کی نفسی شرافت یا اسلامی قدامت کے ہم پلہ ہو جائے، عارضی باقی نہ رہے، اُس وقت یہ شخص ہر قوم و قبیلہ کا کفو ہو سکتا ہے۔
(۳) اولاد ہمیشہ باپ کی قوم پر ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ: وعلی المولود لہ سر ذقہن (جس کا بچہ ہے عورت کا لفظ اس پر ہے۔ ت)

(۴) شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰی اللّٰہِ تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔

ہاں دربارہ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے، باپ دادا کے سوا کسی ولی کو اختیار نہیں کہ نابالغ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عرف میں باعث ننگ عار ہو اگر کر دے گا نکاح نہ ہوگا، عاقلہ بالغہ عورت کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیا اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کر لے اگر کر لے گی نکاح نہ ہوگا والمسائل معروفة فی کتب المذہب جمیعاً (یہ تمام مسائل مذہب کی کتابوں میں معروف ہیں۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۷ از کوپانچ ڈاک خاڑ کوپانچ محلہ پورہ چندل شہر اعظم گڑھ مکان مولوی الہی بخش صاحب
مرسلہ حافظ محمد عبدالکریم صاحب ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت داشتہ رکھا یعنی ہندہ کو جو خالد کی منکوحہ تھی اور خالد نے طلاق نہیں دیا اور جس زمانے سے زید نے ہندہ کو اپنے پاس رکھا اُس کے بطن سے کئی ایک لڑکے لڑکی پیدا ہوئے، زید لڑکے لڑکی کی شادی چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں، پس حدیث شریف میں ایسے لڑکے لڑکیوں کے بارہ میں کوئی وعید وارد ہے یا اُس فعل کا عذاب ثواب اُن کے ماں باپ کو ہوگا۔ بیٹنوا تو جسدوا۔

الجواب

سائل نے محاورے کے مطابق لفظ ثواب بھی لکھ دیا جس طرح کسی حکایت پر کہتے ہیں عذاب و ثواب برگردن راوی، حالانکہ اُس کا محل وہاں ہے کہ اُس امر میں دو باتوں کا احتمال ہو حرام میں ثواب کی

کیا گنجائش، یہ لفظ خطائے شدید ہے آئندہ احتراز لازم۔ زنا کا عذاب صحت زانی و زانیہ پر ہے اولاد زنا پر اُس کا وبال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: لا تزنا و انزلہ و زنا اخری (ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں۔ ت) حدیث میں ہے:

لیس علی ولد الزنا من و زرا ابوہ شیئہ رواہ
الحاکم عن الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها۔
ولد زنا پر اس کے والدین کا بوجھ کچھ نہیں ہے (اس کو
حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ ت)

حدیث صحیح میں اولاد زنا کی نسبت اس قدر وارد ہے کہ،
ولد الزنا شر الثلثۃ۔ رواہ الامام احمد
و ابو داؤد و الحاکم و البیہقی فی السنن عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
حرام کا بچہ اپنے ماں باپ سے بھی بدتر ہوتا ہے (اس
کو امام احمد، ابو داؤد، حاکم اور بیہقی نے سنن میں
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ
روایت کیا۔ ت)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ بھی وہی حرکات اختیار کرے۔ خود دوسری حدیث میں اس مطلب کی تصریح
ارشاد ہوئی کہ،

ولد الزنا شر الثلثۃ اذا عمل بعمل ابوہ۔
رواہ الطبرانی فی الکبیر و البیہقی عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
حسن۔
حرامی اپنے ماں باپ سے بھی بدتر ہے جبکہ ان
کی طرح وہی کام کرے (اس کو طبرانی نے کبیر میں
اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
بسند حسن روایت کیا۔ ت)

یاد رہے کہ یہ عادتوں و خصلتوں میں غالباً ان سے بھی بدتر ہوتا ہے جبکہ علم و عمل اس کی اصلاح نہ کریں کہ بڑے تخم سے
بڑی ہی کھیتی پیدا ہوتی ہے

شمشیر نیک زاہن بد چوں کند کے
(ناقص لوہے سے اچھی تلوار کوئی کیسے بنائے۔ ت)

۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶
۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶
۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶
۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶	۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۸/۳۵ و ۱۶۴/۶

اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ،

فرخ الزنا لا یدخل الجنة - رواه ابن عدی
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند
ضعیف -
زنا کا مجوزہ جنت میں نہ جائے گا۔ (اس کو ابن عدی
نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضعیف سند کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

یعنی غالباً اس سے وہ افعال صادر ہوں گے جو سابقین کے ساتھ دخول جنت سے روکیں گے بالجملہ یہ مطلب
کسی طرح نہیں کہ ان کے گناہ کا عذاب اس پر ہو یا بے گناہ کئے کی کسی وعید کا مستحق ہو مگر امر نکاح میں شرعاً مطلق
نے کفارت کا بھی لحاظ فرمایا ہے دختروں کے لئے مطلقاً بالغ ہوں خواہ نابالغہ اور پسروں کے لئے جب کہ
نابالغ ہوں،

كما حرة في مرد المحتار مستند لما في
البدائع وحققناه بما في البحر والخيوية
والخانية والتبيين والكافي والسراج الوهاج
والهندية كما ذكرناه فيما علقناه على
مرد المحتار -
اس کو رد المحتار میں بدائع کے حوالے سے بیان کیا ہے
اور ہم نے اس کی تحقیق بحر، خیر، خانیہ، تبیین،
کافی، سراج الوہاج اور ہندیہ کے بیانوں سے
کی ہے جیسے کہ ہم اس کو رد المحتار کے حاشیہ پر ذکر
کیا ہے۔ (ت)

اور شک نہیں کہ جس کا ولد الزنا ہونا مشہور ہو اُس سے دختر حلال کا نکاح عرفاً باعث ننگ و عار و انگشت نمائی
ہوتا ہے اور یہی معنی عدم کفارت کے ہیں۔

في الشامية عن الفتح ان الموجب هو
استنفاص اهل العرف فيدور معه
تو بحالت عار کسی عورت کا نکاح ولد الحرام کے ساتھ نہیں ہو سکتا اگر کیا جائے گا نکاح اصلاً نہ ہو گا مگر دو صورت
میں، ایک یہ کہ دختر نابالغہ کا نکاح باپ یا وہ نہ ہو تو داد اپنی تزویج سے کرے اور وقت نکاح نشہ میں نہ ہو
نہ اس سے پہلے اپنی ولایت سے کسی دختر کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو، دوسرے یہ کہ زن بالغہ برضائے خود
کرے اور اُس کے لئے کوئی ولی ہو تو وہ پیش از نکاح باوصف اس اطلاع کے کہ وہ شخص ولد الحرام ہے تصریحاً
اپنی رضا ظاہر کرے والمسائل مفصلة في الدر وغيره في مسائل تفصيل سے بیان کئے گئے ہیں۔ (ت)

لہ الکامل لابن عدی ترجمہ سہیل بن ابی صالح ذکر ان السان مدینی دار الفکر بیروت ۱۲۸۶/۳
رد المحتار باب الکفارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۲۲/۲

یونہی اگر پسر کے نکاح میں دختر حرام کا دینا وہاں کے عرف میں باعث بدنامی و عار ہو تو نابالغ پسر کا نکاح بھی ایسی دختر سے اصلانہ ہوگا سو اسی صورت پر دو جد بشر طے مذکور کے علی ماتحسری ماقتور (جیسا کہ تقریر میں واضح کیا گیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بدایوں مسئلہ مولوی عبدالرسول محب احمد صاحب ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ

زید نے کہ صدیقی شریف متقی ہے خالدہ اور عمرو کے کہنے سے کہ خالدہ تیرا کفو ہے اور شریف خاندان ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالدہ کے ساتھ کر دیا اب بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالدہ کے یہاں ہمیشہ سے پیشہ حرام کاری چلا آتا ہے اس کے خاندان کے اکثر لوگ پیشہ زنا کاری کرتے ہیں اور اسی قسم کی ان کی اولادیں ہیں مگر اب خالدہ نے اپنی بہنوں کا نکاح لوگوں کے کہنے سننے سے شرعی طور پر کر دیا فقط اب زید ایسی حالت میں کیا کرے کہ اس نے خالدہ کو اس کے اخبار پر اپنا کفو سمجھ کر ہندہ نابالغہ کا نکاح کر دیا تھا آیا یہ نکاح شرعاً جائز و لازم ہے یا نہیں؟ اور زید کو اس وقت حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں زید کو حق فسخ حاصل ہونے میں تو اصلاً کلام ہو ہی نہیں سکتا، ولو الجحدہ و درمختار

میں ہے؛

اذا شرطوا الکفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها علی ذلك ثم ظهر انه غیر کفو کان لهم الخيار۔ جب ایسا نہ کفو کی شرط پر نکاح دیا یا لڑکے نے وقت نکاح خود کو کفو ہونا بتایا، بعد میں غیر کفو ہونا ظاہر ہو گیا تو اولیاء کو فسخ کا اختیار ہے (ت)

کلام اس میں ہے کہ فسخ کی حاجت بھی ہے یا نہیں، بہت کتب میں تصریح ہے کہ ایسا نکاح محض باطل ہے اور جب باطل ہے تو سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا ضرورت ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ برازیہ و نوازل امام فقیہ ابواللیث و فتح القدیر شرح ہدایہ و رد المحتار علی الدر المختار وغیرہ میں ہے؛

واللفظ للوجیز من زوج بنته الصغیرۃ من رجل ظنه مصلحاً لا یشرب مسکراً فاذا هو مد من فقالت بعد الکبر لا ارضی بالنکاح، انت لفظ وجیز کے ہیں ایک شخص نابالغ بیٹی کا نکاح اس گمان سے کرنا کہ یہ صالح ہے اور شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں معلوم ہوا کہ شراب کا عادی ہے اور بیٹی نے بالغ ہونے پر کہا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں، تو

لہٰذا یکن ابوہا یشرّب المسکر ولا عرف بہ و غلبۃ اہل بیتہا صالحون فالنکاح باطل بالاتفاق اھ وقال فی النوازل فالنکاح باطل لانہ انما نزوج علی ظن انہ کفو اھ۔

اگر باپ شرب خمر نہ کرتا ہو اور نہ ہی شرابی مشہور ہو اور اس کا خاندان غالب طور صالحین ہیں تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہے اھ، اور نوازل میں کہا کہ یہ نکاح باطل ہے کیونکہ والد نے کفو ہونے پر نکاح دیا ہے اھ (ت)

قنیہ میں ہے :

نماذج بیٹی کا نکاح کسی اس گمان پر کیا کہ یہ اصلی آزاد ہے جبکہ بعد میں آزاد شدہ معلوم ہوا تو نکاح باطل ہے بالاتفاق۔ (ت)

نماذج بیٹی کا نکاح کسی اس گمان پر کیا کہ یہ اصلی آزاد ہے جبکہ بعد میں آزاد شدہ معلوم ہوا تو نکاح باطل ہے بالاتفاق۔ (ت)

مگر ذخیرہ میں اس بطلان کو بطلان آئندہ یعنی بطلان بعد الفسخ کے ساتھ تفسیر فرما دیا۔ رد المحتار میں ہے :

نوازل سے جو گزرا کہ نکاح باطل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ باطل ہو سکتا ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے یہ اس لئے کہ مسئلہ مرد و عورت یہ ہے کہ بیٹی نے یا بے ہوشی کے بعد نکاح پر عدم رضا مندی کی ہو جیسا کہ خانیہ اور ذخیرہ وغیرہ میں تصریح کی ہے، اور قنیہ میں جو ذکر ہے وہ بھی اسی پر محمول ہے الخ (ت)

ما صرح عن النوازل من ان النکاح باطل معناه انه سید بطل کما فی الذخیرۃ لان المسألة مفروضۃ فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح بہ فی الخانیۃ والذخیرۃ وغیرہما وعلیہ یحمل ما فی القنیۃ الخ۔

عالمگیریہ میں ہے :

سجل نزوج ابنتہ الصغیرۃ من رجل علی ظن انہ صالح لا یشرّب الخمر فوجدها الاب شربا مدمنا وکبرت الابنۃ فقالت

ایک شخص نے اپنی بیٹی نابالغہ کا کسی لڑکے سے اس گمان پر کیا کہ لڑکا صالح ہے شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں اسے شراب کا عادی پایا اور بیٹی بالغ ہو چکی ہو اور کہہ چکی ہو کہ

- ۱۔ فتاویٰ برازیہ علی حاشیۃ فتاویٰ ہندیۃ الخمس فی الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۶/۴
- ۲۔ رد المحتار بحوالہ النوازل باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴/۴
- ۳۔ القنیۃ النیۃ لتتمیم الغینۃ باب فی نکاح الصغار والصغار مطبعۃ مشترکہ بالمہمانندیۃ ص ۷۵
- ۴۔ رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۵/۴

لا امرضی بالنکاح ان لم یعرف ابوہا بشریب
الخمر وغلبة اهل بیتہ الصالحون فالنکاح
باطل ای یبطل وھذا المسألة بالاتفاق
کذا فی الذخیرۃ وانما الخلاف بین ابی حنیفہ
وصاحبیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فیما اذا امر وجہا
من رجل عرفہ غیر کفو فعند ابی حنیفہ رحمہ
اللہ تعالیٰ یجوز لان الاب کامل الشفقة وافر
الرأی فالظاہر انہ تأمل غایۃ التأمل
ووجد غیر الکفو اصلح من الکفو کذا فی
المحیط۔

میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں، اس صورت میں اگر
باپ کا نکاح کے وقت شرابی ہونا معروف نہ ہو اور اس کا غالب
خاندان صالحین لوگ ہوں تو نکاح باطل ہوگا، یعنی باطل
ہو سکتا ہے اور یہ مسئلہ متفقہ ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے
البتہ امام اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے
جب نکاح کے وقت باپ کے لاکے کا غیر کفو ہونا معلوم ہو تو
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح
ہے کیونکہ باپ کامل شفیق ہے اور مکمل صاحب الرائے
ہے لہذا اس نے انتہائی سوچ بچار کیا ہوگا کہ یہ غیر کفو
کفو والوں سے بہتر ہے، محیط میں ایسے ہی ہے (ت)

اور نظر بقواعد ظاہر یہی ہے کہ شوہر کی طرف سے ولی کو دھوکا دیے جانے کی صورت میں مطلقاً بطلان کا
حکم ہو، ردالمحتار میں ہے،

الظاہر ان یقال لا یصح العقد اصداً کما فی
الاب الماحن والسكران مع ان المصرح
به ان لها ابطاله بعد البلوغ وهو فرع صحته
فلیستأمل فیہ

ظاہر یہی ہے کہ اصل نکاح صحیح نہ ہونے کا قول کیا جائے
جیسا کہ باپ مجنون یا نشے والا ہو، نیز یہ بھی تصریح ہے
کہ ایسی صورت میں بالغ ہونے پر بیٹی کو اختیار ہے
جبکہ یہ بات نکاح کے صحیح ہونے پر متفرع ہو سکتی ہے
پس غور کرو۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) فرع مذکور کی اصل کتاب الاصل اعنی مبسوط امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
سے ہے اور وہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے اور ظاہر الروایۃ میں بالغ کا غیر کفو سے بلا رضائے ولی نکاح کر لینا
صحیح ہے ولی کو اختیار فسخ ہے اور مختار للفتویٰ روایت حسن ہے کہ وہ نکاح ہوتا ہی نہیں اور فساد زمانہ کے
باعث جو وجہ علمائے وہاں فرمائی یہاں بھی بلا تفاوت جاری ہے تو حکم عبارات مذکورہ میں تاویل نہ کرنا اور
دھوکے کی صورت میں نکاح کو برے سے باطل ٹھہرانا بظاہر وجہ وجہ رکھتا ہے لا اقل اختیار فسخ ہونے میں

شک نہیں۔ درمختار میں ہے :

ويفتى في غير الكفو بعد مجاوزة اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان

ردالمحتار میں فتح القدير سے ہے :

لانه ليس كل ولي يحسن المرافعة والخصومة ولا كل قاض يعدل ولو احسن الولى وعدل القاضى فقد ياتوك انفسه للتردد على ابواب المحاكم واستثقالا لنفس الخصومات فيستقرها الضرر فكان منعه دفعا له فتح

غیر کفو میں نکاح کے متعلق اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا
فسادِ زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے (د)

کیونکہ ہر باپ مقدمہ دائر کرنے اور بحث کرنے کا ماہر نہیں ہوتا اور نہ ہر قاضی عادل ہوتا ہے اور اگر باپ ماہر ہو اور قاضی عادل بھی ہو تب بھی حکام کے دروازوں کے چکر لگانے اور مقدمہ بازی کی مشقت سے نفرت تو موجود ہے جس کی وجہ سے ضرر ثابت ہے تو اس ضرر سے بچنے کے لئے وہ باز رہے گا، فتح۔ (د)

اسی طرح اور کتب میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۹ از پھریرائے پور ضلع مظفر پور محلہ نورالحکیم شاہ شریف آباد مرسلہ مولوی شریف الرحمن صاحب مجوم
۴ شعبان ۱۳۳۶ھ

زید حرامی ہے مگر مسلمان دیندار ہے، شرعاً اُس کے لڑکا لڑکی سے نکاح والے اپنے لڑکا لڑکی کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

نکاح میں کفایت معتبر ہے اور کفایت کا مدار عرف پر ہے، اگر ان سے رشتہ عرفاً باعثِ ننگ و عار ہو

تو احتراز کیا جائے خصوصاً دختر میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰۰ مستولہ اختر حسین خاں از بریلی محلہ شاہ آباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک یتیم نابالغہ سید زادی لے کر پالی اور اُسی نابالغی میں اُس کا نکاح ایک پٹھان سے کر دیا اور اُس کا بالغ بھائی تھا اُسے اطلاع بھی نہ دی بوجہ نابالغی رخصت نہ ہوئی اب وہ مفقود النجس ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی، اس صورت میں وہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے

یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

اگر یہ بیانات واقعی ہیں تو وہ نکاح اصلاً نہ ہوا، لڑکی کو اختیار ہے جس اچھی جگہ چاہے اپنا نکاح کر لے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماہ ۴۵۸ از شہر ربی محلہ براہم پور مسئلہ محمد عرف کمال اللہ شاہ صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے اپنی زوجہ منکوحہ سے بعد دینے طلاق کے اپنی دختر نابالغہ کو طلب کیا اُس نے دینے سے انکار کیا، اُس وقت زید بارادہ سفر دور دراز کے مجبور ہوا اور متنبہ کر دیا کہ خبردار اس کا نکاح خلاف رائے میری کے نہ ہو، چنانچہ مستأتمہ مذکورہ نے عدم موجودگی زید کے اُس دختر نابالغہ کا نکاح خلاف رائے زید کے کر دیا، وہ شوہر دختر مثل عورات بازاری کے رقص کرنے والا ہے اور پابند صوم و صلوة نہیں شراب خور ہے، اب دختر بفضلہ تعالیٰ بالغہ ہے اُس نے دفتر شکایات اُس شوہر کا اپنے باپ زید سے بیان کیا کہ میرا نکاح اُس شخص کے ساتھ جائز ہو یا ناجائز؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

سائل نے بیان کیا نکاح ہجرت کی عمر اور عورت کی عمر اُس وقت کیا رہ سال تھی اور نابالغہ تھی اور مرد کی عمر پچیس سال تھی اور حجبی سے ناچنے کا پیشہ رکھتا تھا اور اسی وجہ سے باپ نے اُس کے ساتھ نکاح کرنے کو منع کر دیا تھا، باپ اندر چلا گیا، اس کے کچھ عورت نے نکاح کر دیا اور باپ کو کوئی خبر نہ ہوئی، لڑکی تین مہینے سے بالغ ہو گئی، اب کوئی ایک ہفتہ ہوا اس کا باپ اندر سے آیا تو اب لڑکی نے اس سے شکایت کی، اس سے پہلے اُس نے بھی کچھ نہ کہا، اگر صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح مذکور باطل محض ہو گیا، ابستداریں جب نکاح واقع ہوا ہے اجازت پدر پر موقوف تھا،

لانه وان كان من غير كفو والمزاج غير اب
و جد لكنه عقد فضولى صدر روله مجيز
وهو الاب لان له التزويج من غير كفو
کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے اور نکاح دینے والے
باپ دادا کا غیر ہیں لہذا یہ فضولی کا نکاح ہوا جس کو
جائز کرنے والا لڑکی کا باپ ہے کیونکہ اسی کو غیر کفو

میں نکاح کا اختیار ہے (ت)

جبکہ اس مدت میں عورت بالغ ہو گئی تو اب وہ نکاح خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اور اس نے بعد بلوغ مدت سکوت کیا اس کی طرف سے اجازت ہو گئی، تو اب یہ ایسا ہوا کہ بالغہ نے اپنی رائے سے ایسے شخص کے ساتھ نکاح کر لیا اور ایسا شخص ضرور غیر کفو ہے اور اُس کے ساتھ بالغہ کا اپنی رائے سے نکاح کر لینا باطل محض

ہے، درمختار میں ہے، ویفتی بعدم الصحة فی غیر کفو لفساد الزمان۔ غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا
فساد زمان کی وجہ سے۔ (ت)

لہذا یہ نکاح باطل محض ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۵۲ از سیرہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ مانپورہ مسئلہ حافظ شاہ افضل خاں حصہ ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے
مشرف و ممتاز فرمائیں:

(۱) ایک عورت ہے جو نسباً سیدہ ہے اُس سے کسی شخص نے جو نسباً سیدہ نہیں ہے نکاح کیا تو اُس کو
لوگ کافر کہتے ہیں تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کئے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟
(۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سیدہ نہیں ہے نکاح کرے
تو جائز ہوگا یا نہیں؟

(۳) مرد غیر سیدہ نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کہ اُس سے پیدا ہوگی
وہ نسباً سیدہ کہلائے گی یا نہیں؟

الجواب

(۱) حاشا للہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کئے والوں کو نجدید اسلام چاہئے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں
امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کے بطن پاک حضرت
بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے تھیں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں
اور اُن سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المؤمنین عمرؓ سادات سے نہیں۔

(۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سیدہ نہ ہو مثلاً
شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی، اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی
نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، پٹھان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

(۳) جب باپ سیدہ نہ ہو اولاد سیدہ نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدہ ہی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۵۵ از شہر محلہ سوداگران مسئلہ مولوی احسان علی صاحب طالع علم مدرسہ نظام الاسلام ۸ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے

یہاں نکاح ہو غیر کفو ملے ہیں یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملے ہیں مگر ذاتاً کامل اچھے نہیں، مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جو روطہ طوائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا انتظار کرے؟ یہ بینوا تو جدوا

الجواب

فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفایت نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے اولیا کے لئے باعث تنگ و عار ہو، باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد توبہ اس نے نکاح کیا تو اس سے بچہ کی نسب پر حرف نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست جاوہر لال املی مسؤلہ ممتاز علی خاں صاحب ہیکار محکمہ حسہ ۲ شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو یہ یقین دلا کہ تمہارا نکاح شوہر محمود جو نجیب الطرفین اور تمہارا کفو ہے کرایا گیا لیکن ہندہ کو بعد نکاح ثابت ہوا کہ شوہر یعنی محمود غیر کفو ہے اب ہندہ اور اس کے عزیز واقارب اپنے کفو میں غیر کفو کا داخل ہونا عار سمجھتے ہیں اور ہندہ ایسے غیر کفو کو خود بھی شوہر بنانا عار و تنگ خانہ ان سمجھتی ہے نیز اس کا اصلی باپ یعنی زید بھی اس قلعی غیر کفوی سے ناراض ہے پس ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں یا غیر کفو ہونے کی حالت میں نکاح فسخ ہونا جائز ہے ہندہ بالغہ ہے۔ بینوا تو جدوا

الجواب

جبکہ ہندہ بالغہ ہے اور نکاح غیر کفو سے ہوا اور زید پدر ہندہ نے قبل نکاح اسے غیر کفو جان کر اس سے نکاح کی اجازت نہ دی تو نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت، درمختار میں ہے،

و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً بلا رضی غیر کفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا ولی بعد معرفتہ ایہ (ملخصاً)۔ جبکہ ولی نے لڑکے کے غیر کفو معلوم ہو جانے پر ضمانت کا مظاہرہ نہ کیا ہو

(ملخصاً)۔ (ت)

مگر غیر کفو کے معنی شرعیہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اس کے اولیا کیلئے واقعی باعث تنگ و عار ہو نہ کہ بعض جاہلانہ خیالات پر، بعض عوام میں دستور ہے کہ خاص اپنے ہم قوم کو اپنا کفو سمجھتے ہیں، دوسری قوم والے کو اگرچہ ان سے کسی بات میں کم نہ ہو غیر کفو کہتے ہیں اس کا شرعاً لحاظ نہیں جیسے شیخ صدیقی ہو وہ شیخ فاروقی کو اپنا کفو نہ جانے یا سید ہو اور وہ شیخ صدیقی یا فاروقی یا اور قریشی کو اپنا کفو نہ سمجھے حالانکہ حدیث میں ہے:

قریش بعضهم اکفاء بعض (بعض قریش بعض کے لئے کفو ہیں۔ ت)

ردالمحتار میں ہے :

فلو تزوجت هاشمية قرشيا غدر هاشمي لم يرد

عقد هاشم ^{والله تعالى اعلم} رد نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

مسئلہ ۲۵ از لکھنؤ محلہ سبزی منڈی مکان گین وٹن عقب مکان ابراہیم صاحب عینک ساز مرحوم

مرسلہ عبد المجید صاحب ۲۸ رجب ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم اس مسئلہ میں کہ لڑکی نابالغہ کی شادی بغیر حکم یا بے اجازت اس کے والد کے کسی غیر کفو شخص کے ہمراہ اس لڑکی کی ماں کر دے تو جائز ہے اور جبکہ اس کی ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو یعنی جو شخص اس لڑکی کے ساتھ شادی کر رہا ہے وہ ایسے آپ کو حلفاً نہایت شریف شخص بتا رہا ہے لیکن دریافت کے بعد معلوم ہو کہ یہ شخص نہایت نیچ ذات کا شخص ہے تو ایسی حالت میں اس لڑکی کی ماں ناراض ہو کر اور باپ بھی ناراض ہو کر اس لڑکی کا نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ آیا ان دونوں یعنی لڑکی کے والدین کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اپنی لڑکی کو بغیر طلاق دلوائے ہوئے دوسرے شریف النسب شخص سے نکاح کر سکتے ہیں یا طلاق دلوانے کی ضرورت ہوگی؟ فقط۔ مینواتر جبردا

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ نابالغہ کی شادی اُس کی ماں نے خصوصاً ایسے شخص سے کر دی خواہ دانستہ یا دھوکے سے، اور والد کا اذن نہ اجازت، تو اس صورت میں بدرجہ اولیٰ یہ نکاح سرے سے بے ثبات محض ہوا، باپ کو نکاح فسخ کرانے کی اُس حالت میں بھی حاجت نہ تھی کہ نکاح کفو سے ہوا ہوتا، اُس کا رد کر دینا ہی کافی ہوتا، تو یہاں بدرجہ اولیٰ اس کا صرف اتنا کہہ دینا بس ہے کہ میں اس پر راضی نہیں " وہ نکاح رد ہو جائے گا، اور والد کو اختیار ہوگا کہ بغیر طلاق دوسری جگہ نکاح کر دے۔

لأنه عقد فضول صدر له مجبوز کیونکہ یہ فضولی کا عقد ہے جو اس حال میں صادر ہوا فتوقف علی اجابتہ فیرد کہ اس وقت اس کو جائز کرنے والا موجود تھا تو

۱۸۸/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	فصل فی الکفار	سلہ فتح القدیر بحوالہ حاکم
۳۱۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	ردالمحتار بحوالہ کافی للحاکم
۳۱۸/۲	" " "	"	ردالمحتار " " "

اس کی اجازت پر موقوف ہوا تو اس کے رد کرنے پر
رد ہو جائے گا۔ (د)

اور اگر والد اس سے پہلے اپنی کسی دختر کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو تو اب اس کی اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا نکاح
بہرے سے ہوا ہی نہیں،

لانہ عقد فضولی صدر ولا یجوز لہ نکوت
الاب عرف بسوء الاختیار فبطل اسما
کما فی الدر وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
کیونکہ یہ ایسا نکاح فضولی صادر ہوا ہے کہ اس وقت اس کو
جائز کرنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ باپ سوء اختیار
سے معروف تھا لہذا یہ یا مکمل باطل ہو گا جیسا کہ در
وغیر میں ہے۔ (د) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۔ از شہر ربلی مملہ ذخیرہ مرسلہ عبد الحلیم صاحب ۳۰ شوال ۱۳۳۵ھ

صاحبان علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، زید نے اپنے آپ کو قوم کا پٹھان خاندانی ظاہر کیا
اور بکر سے کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دو، بکر نے اپنی دختر کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا، بعد نکاح ہو جانے
کے بکر کو معلوم ہوا کہ زید قوم کا پٹھان نہیں ہے دھوکا دے کر نکاح کیا اور وہ قوم کا فقیر متکبر ارقبرستان ہے
کہ جس سے میرے خاندان میں شہادت ہوگی اور یہ سب بدنامی ہوگی اگر سنے اپنی دختر کو رخصت کرنے سے انکار کیا
اور بعد نکاح کے رخصت نہیں کی اور بکر قوم کا سید ہے۔

الجواب

دختر بالغہ تھی یا نابالغہ؟ کیا عمر تھی؟ عارضہ ماہواری آتا تھا یا نہیں؟ وقت نکاح دختر سے اذن
لیا تھا یا نہیں؟ سب مفصل لکھا جائے کہ سوال لائق جواب ہو فقط۔

عالی جاہ! وقت نکاح دختر کی عمر ۱۳ سال ۲ ماہ کی تھی، عارضہ ماہواری آتا تھا، اذن لڑکی سے لیا گیا
تھا لیکن اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتی، اس پر مجبوراً اس کی چچی نے اجازت دی، اجازت لڑکی کے
باپ کی تھی بلکہ صرف لڑکی کا باپ اور بھائی بھی دونوں گواہ نکاح تھے فقط۔

الجواب

صورت متفسرہ میں ظاہر ہے کہ زید کسی طرح سادات تو سادات کسی مغل، پٹھان کا بھی کفو نہیں ہو سکتا،
اور لڑکی بالغہ تھی اور اس نے اذن لینے پر لفظ یہ کہے کہ میں کچھ نہیں جانتی۔ ظاہر ہے کہ یہ صاف اذن نہیں بلکہ
اس سے معاملہ میں اپنا دخل نہ دینا بحسب منطوق مستفاد ہوتا ہے اور کبھی بحسب قرینہ دوسروں کے اختیار
پر چھوڑنا بھی مفہوم ہوتا ہے یعنی مجھے بحث نہیں تم جیسا جانو کرو، بر تقدیر دوم یہ نکاح دختر کی اجازت سے قرار

پائے گا اور بالغہ کہ ولی رکھتی ہے اپنا جو نکاح غیر کفو سے کرے جسے پیش از نکاح غیر کفو جان کر ولی نے صراحتاً اجازت نکاح نہ دی ہو وہ نکاح باطل محض ہوتا ہے کما فی البحر والدروا وضحه فی رد المحتار (جیسا کہ بحر اور دُر میں ہے اور رد المحتار میں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ ت) اس تقدیر پر تو یہ نکاح اصلاً ہوا ہی نہیں اور بر تقدیر اول نکاح فضولی تھا اور ضرور ہے کہ بعد نکاح دختر کو نکاح ہو جانے کی خبر عادتاً پہنچی اب وہ حال سے خالی نہیں، یا تو اُس نے خبر سن کر اُس نکاح فضولی کو جائز کیا اگرچہ یونہی کہ خبر سن کر مسکرائی یا خاموش رہی یا جائز نہ کیا بلکہ اپنی ناراضی کا اظہار کیا، بر تقدیر دوم ظاہر ہے کہ وہ نکاح کہ اجازت دختر پر موقوف تھا اس کے اظہار ناراضی سے مردود و باطل ہو گیا، بر تقدیر اول پھر یہ نکاح با اجازت دختر ٹھہرا۔

لان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة، وقد کیونکہ بعد کی اجازت ایسے ہے جیسے سابقہ وکالت ہو صرح بہ فی الخیرۃ فی مثل المجزیۃ۔ اس کی تصریح تحریر میں سی طرح کے جزئیہ میں کی ہے (ت)

اور بالغہ جو ولی رکھتی ہے بے اجازت صریحہ ولی بعد علم بعدم کفارت جو نکاح غیر کفو سے کرے باطل ہے تو اس طرح باطل ہو گیا، غرض ضرورت مذکورہ میں جس پہلو پر دیکھا جائے یہ نکاح باطل محض ہے۔ واللہ اعلم

۲۵۹ مسئلہ قصبہ کست ڈاکخانہ بندھیا چل ضلع مرزا پور مسئلہ محمد زکریا صاحب ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان اس مسئلہ میں کہ مولوی محمد یحییٰ نے انتقال کیا اور شاہ عبدالکریم والدہ اور اپنی والدہ اور برادر حقیقی حافظ محمد زکریا اور ہمیشہ اور زوجہ مسماۃ احمدی بی بی اور دختر مسماۃ محمودہ بی بی زوجہ اولیٰ اور دختر مسماۃ راضیہ بی بی زوجہ ثانیہ با احمدی بی بی کو چھوڑا، شاہ عبدالکریم نے بولایت خود مسماۃ محمودہ بی بی کا عقد مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے نانہالی رشتہ دار کے فرزند سے کر دیا اور شاہ عبدالکریم کا انتقال ہو گیا قبل انتقال ہونے کے شاہ عبدالکریم مرحوم مسماۃ احمدی بی بی زوجہ مولوی محمد یحییٰ مرحوم و حافظ محمد زکریا اپنے فرزند کو بلا کر وصیت کیا کہ مسماۃ راضیہ بی بی جس کی عمر تھینا ڈیڑھ سال کی ہے اُس کا عقد تمھارے بیٹے عبدالسلام کے ساتھ بولایت جائز اپنے کئے دیتا ہوں اگر تم اس کے خلاف کرو گے تو مواخذہ عقبی تمھارے ذمہ ہوگا، اب اُس لڑکی مسماۃ راضیہ بی بی کا عقد جس کی عمر تھینا تیرہ خواہ چودہ سال کی ہے مسماۃ احمدی بی بی اور اُس کے نانا شاہ عبدالعزیز ایک ایسے شخص کے ساتھ جو سب انسپکٹری اور تارک الصلوٰۃ دار بھی منڈواتا ہے اور رشوت خوری اور اس کے خاندان سے اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے خاندان سے اور مسماۃ احمدی بی بی کے خاندان سے کبھی کوئی رشتہ داری اور قرابت نہیں رہی اور نہ کچھ واسطہ کرنا چاہتے ہیں، حافظ محمد زکریا بالغ

کہتے ہیں کہ حق ولایت شرعاً مجھ کو حاصل ہے اور لوہ کی نابالغ ہے قانوناً اٹھارہ برس بلوغ کا رکھا گیا ہے اور وہ سب انسپکٹر غیر کفو ہے اور خلاف شریعت محمدیہ کے اُس کے افعال و حرکات ہیں اور تہرائی رافضیوں سے اُس کی رشتہ داری اور اُس کی محفلوں اور مجلسوں میں وہ شریک ہوتا ہے اس لئے اس سے نکاح ناجائز اور بدون اجازت ولی یعنی مہربی اس کا نکاح اس کی ماں اور نانا وغیرہ نہیں کر سکتے، آیا شرعاً ولی جائز کون ہے؟ آیا شرعاً غیر کفو سے اور کفو اور غیر کفو کی تعریف شریعت محمدیہ میں کیا تعریف ہے؟ آیا ایک مسئلہ کا نکاح ایسے شخص سے جو تارک الصلوٰۃ ہو اور خلاف شریعت نبویہ کے کام کرتا ہو جائز ہے؟ آیا وصیت پر عمل جائز ہے یا ناجائز؟ بیٹو! تو جہودا۔

الجواب

سوال سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالکَریم نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی نابالغہ پوتی راضیہ کا نکاح حافظ محمد زکریا کے بیٹے سے کہ غالباً وہ بھی اُس وقت نابالغ ہو گا کیا آگے سوال میں یہ کچھ مذکور نہیں کہ محمد زکریا نے اُسی جلسہ میں الفاظ قبول کہے یا نہیں، اور اُس وقت دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں جلسہ میں حاضر اور شاہ عبدالکَریم و حافظ محمد زکریا کے ایجاب و قبول کو سننے والے اور اس گفتگو کو عقد نکاح سمجھنے والے موجود تھے یا نہیں، اگر حافظ زکریا نے اُسی جلسہ میں اپنے بیٹے کے لئے کہا کہ میں اپنے قبول کیا اور دو گواہوں نے سنا اور سمجھا تو راضیہ کا اُسی وقت نکاح ہو گیا اب اگر اس کا وہ شوہر موجود ہے تو دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں، اور اگر یہ صورت نہ تھی اور سوال سے ظاہر یہی ہے کہ نہ تھی کہ محمد زکریا اپنے ولایت کے دعوے سے اس نکاح سے مانع ہے یہ نہیں کہتا کہ اُس کا نکاح تو میرے بیٹے سے ہو چکا، تو اب دو صورتیں ہیں اگر راضیہ کے اولیا اور گھروال صالحین و متبع شرع ہوں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ کہ فاسق معین ہے راضیہ کا نکاح اُن کے لئے باعث ننگ عار ہے یا وہ نسب وغیرہ کسی اور بات میں ایسی کمی رکھتا ہے تو راضیہ کے لئے وہ کفو نہیں، شریعت مطہرہ میں بلوغ ظہور آثار پر ہے، عورت کم از کم نو برس کی بالغ ہو سکتی ہے جبکہ اُسے عارضہ ماہواری آنا شروع ہوا اور اگر آثار ظاہر نہ ہوں تو جب پندرہ برس پورے کی عمر ہو جائے بالغ ہو جائے گی، راضیہ کی عمر پندرہ برس سے کم ہے تو اگر اُسے عارضہ ماہواری آتا ہے بالغ ہے ورنہ نابالغہ، اگر نابالغہ ہے جب تو شخص مذکور سے کہ غیر کفو ہے اُس کا نکاح ہو سکتا ہی نہیں، محمد زکریا کہ اس کا ولی ہے اگر وہ بھی کرے گا باطل محض ہو گا نہ کہ احمدی یا شاہ عبدالعزیز کہ ولی ہی نہیں، اور اگر بالغہ ہے تو اس پر ولایت جبر یہ کسی کو نہیں، بے اس کی اجازت کے کفو سے بھی نکاح نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے وہ خود بھی نہیں کر سکتی جبکہ اُس کا ولی اس سے نکاح پر راضی نہیں، اگر کرے گی تو باطل محض ہو گا، غرض اس شخص کے غیر کفو معنی مذکور ہونے کی حالت میں بنا راضی

محمد زکریا نہ نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ راضیہ بالغہ ہو یا نابالغہ، اور اگر وہ اس معنی پر غیر کفو نہیں یعنی راضیہ کے خاندان والے بھی اسی قسم کے افعال رکھتے ہیں اور نسب و مذہب وغیرہ میں بھی کوئی ایسی کمی نہیں کہ یہ رشتہ اولیا راضیہ کے لئے باعث تنگ و عار ہو اس صورت میں اگر راضیہ کو عارضہ ماہواری آتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کی مختار ہے اگر اس کے مال یا نانا نکاح کر دیں گے اور وہ اجازت دے دے گی صحیح و نافذ ہوگا اور محمد زکریا کو کوئی اختیار اعتراض نہ ہوگا۔ اور اگر راضیہ راضی نہ ہوگی تو محمد زکریا کے لئے بھی نافذ نہیں ہو سکتا نہ کہ احمدی و عبدالعزیز کے، اور اگر اسے عارضہ ماہواری نہیں آتا تو اب اختیار محمد زکریا کو ہے، اگر احمدی و عبدالعزیز بے اجازت محمد زکریا نکاح کر دیں گے اجازت محمد زکریا پر موقوف رہے گا، اگر وہ رد کر دے گا باطل ہو جائے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا، والمسائل کلھا مشہورۃ و فی عامۃ الاسفار مذکورۃ (یہ مسائل مشہور ہیں اور عام کتب میں مذکور ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ : اس جلد کا آخری عنوان باب الکفایت ہے، پارہ چوبیس جلد کا آغاز باب المہر سے ہوگا۔